بدر الشروح

شرح

دیوان حافظ

مصنفہ

زبدۂ اہلِ کمال صاحبِ حال و قال فخرِ اقران و امثال

حضرت مولانا بدر الدین صاحب اکبر آبادی رحمۃ اللہ الہادی

بتصحیح تام و تنقیح تمام باہتمام احقر عباد اللہ الصمد محمد عبد الاحد وفقہ اللہ لتزود لغد

بماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۳ ہجری مطابق ماہ فروری سنہ ۱۹۱۵ء

در مطبع مجتبائی واقع دہلی سنہ ۱۳۳۳ھ مطابق سنہ ۱۹۱۵ء طبع گردید

حسب ذیل کتابین اس کتاب کے مناسبت سے یہان درج کی گئی ہین بڑی فہرست کا ٹکٹ بھیجکر طلب فرماوین

عربی ادب کی تاریخ بزبان اردو۔ مجتبائی ایسی تاریخ اپنی ملکی زبان مین آج تک نہیں لکھی گئی اور نہ کسی نے اسطرف توجہ کی حالانکہ ایسی تاریخ کی سخت ضرورت تھی چونکہ عربی ایک ایسی فاتح قوم کی زبان ہے جسنے اپنی فتوحات کے نشان دُنیا کے ہر طبقہ مین کم وبیش چھوڑے ہین اور بعض حصے دُنیا کے تو ایسے ہین جہان اس سعادتمند قوم کے آثار نمایان کے سوا اور کچھ نظر ہی نہیں آتا اس حصہ مین زمانہ قدیم سے لیکر زوال خاندان امیہ تک کی تاریخ ہے زمانہ جاہلیت کے دستور قدیم عربی سلطنتون کا مجمل حال اور اسلامی خلفاء کے زمانہ کی تاریخ بھی نہایت واضح طور پر دی گئی ہے شعراء اور علماء کے بیان جابجا ان کے کلام کے حوالے اور ثبوت بھی عربی اشعار مین دیئے گئے ہیں۔

اخبار الاخیار و برحاشیہ کتاب **المکاتیب والرسائل الی ارباب الکمال و لغضائل** مع عنوان فارسی مجتبائی۔ یہ دونون کتابیں حضرت مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی تالیف سے ہیں۔ اخبار میں اولیاء اللہ کے حالات ہیں اور ان مکاتیب مین جو حاشیہ پر درج ہیں ۱۸ رسالے ہیں جو ہر ایک کتاب حاوی مسائل شریعت وجامع فوائد طریقت ہے۔ غرضکہ یہ دونون کتابین نایاب ہوچلی تھین اس مطبع نے دونون کو یکجائی چھاپا ہے کہ انکے فوائد اور برکات سے ناظرین متمتع ہون۔

پنج گنج ملفوظات خواجگان چشت اہل بہشت مجتبائی جس مین ملفوظات حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ مسمی بہ انیس الارواح وحضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ مسمی بہ دلیل العارفین وحضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ مسمی بہ فوائد السالکین وحضرت خواجہ فرید الدین گنجشکر علیہ الرحمۃ مسمی بہ راحت القلوب وحضرت خواجہ نظام الدین علیہ الرحمۃ مسمی بہ راحت المحبین کے ملفوظات نہایت شرح وبسط کیساتھ بزبان اردو بامحاورہ مندرج ہیں چونکہ دل سے نکلی ہوئی بات دل ہی میں جاکر ٹھہرتی ہے اس لیے بعد ملاحظہ ملفوظات ہذا انکی باطنی کشش اور حقیقی جذب دل کے متعلق آپ خود بول اٹھینگے کہ دل من بدندوم انم وا معلوم مختصر حالات ونقشہ مزارات حضرات خواجگان یہ مجموعہ جدید قابل دید ہے حصہ دوم جسمین ملفوظات حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ مسمی بہ اسرار الاولیا و ترجمہ ملفوظات سلطان نظام الدین علیہ الرحمۃ مسمی بہ فوائد الفواد مندرج ہے اسکی خوبیان شائقین مطالعہ سے معلوم کرینگے قیمت کامل ہر دو حصہ کاغذ سفید وحنائی۔

تذکرۃ الاولیا فارسی۔ از شیخ فرید الدین عطار۔ اسمین اولیا کرام کے حالات اور ان کے ملفوظات ہین صوفیون اور واعظون کے واسطے بھی مفید ہے۔ مجتبائی۔

تذکرہ غوثیہ اردو اس کا تاریخی نام مجموعۂ معرفت ہے اس مین حضرت غوث علی شاہ قلندر قدس سرہ کے ملفوظات اور ان کے حالات ہین مجتبائی۔ اس مرتبہ حضرت مصنف سلمہ نے بہت کچھ اضافہ کیا ہے جو دیکھنے کے قابل ہے اور آخر مین ایک ضمیمہ بھی لگایا ہے۔ کاغذ ولایتی عمدہ مجتبائی

تصفیۃ القلوب مع ترجمہ اردو ضیاء القلوب از حاجی امداد اللہ ایک کالم مین ضیاء القلوب بزبان فارسی ہے اور دوسرے مین اس کا بامحاورہ ترجمہ اردو درج ہے مجتبائی

در المعارف از مولانا رؤف احمد برادر حضرت شاہ ابو سعید اسمین ملفوظات حضرت شاہ غلام علی کے بقید تاریخ وماہ وسنہ بتفصیل کیفیت مقامات درج ہین۔

صراط مستقیم تالیف مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید اس مین اذکار واشغال ہر ایک خاندان کے لکھے ہین اور بہت سے مسائل اور نکات جو اہل اسلام کے لیے ضروری ہین خوب واضح طور سے بیان کیے ہین اور امور بدعت سے سخت متنبہ کیا ہے فارسی مجتبائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الحافظ الحق المبین ـ الرحمن الرحیم الموفق المعین ـ والصلوٰۃ علی شمس الرسالۃ محمد النبی الامین ـ وعلی آلہ واصحابہ بدور الدین ونجوم الیقین ؁

اما بعد ـ میگوید بندۂ احقر محمد عبد الاحد رضوی دہلوی کہ ؎

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست ـ آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

از مدت دراز میخواستم کہ دیوان حافظ شیرازی علیہ الرحمہ را شرحے بدست آید کہ مضامین دقیقہ و اصطلاحات مشکلہ را حاوی و کافل باشد تا درویشان خوش مذاق را بکار آید و کیفے افزاید و صوفی منشان را از خود برباید ـ بالآخر من جدّ وجد ـ بر مقصود خود ظفر یافتم و نسخۂ قلمیہ بدر الشروح مصنفۂ مولانا حافظ بدر الدین بن مولانا حافظ بہاؤ الدین نور اللہ قبرہما کہ میان محمد مصلح الدین بن شیخ علاؤ الدین بن شیخ غلام محمد بن حافظ شہاب الدین بن حافظ قاضی علاؤ الدین برادر بزرگ حضرت شارح در ۱۲۵۴ھ ہجری نبوی قلمی نمودہ بودند از کتبخانۂ محبی مخلصی مولوی ظفر الدین صاحب ابن مولانا اصلح الدین اکبر آبادی کہ یکے از اولاد حضرت شارح مرحوم ہستند بدست آوردم و نعمت غیر مترقبہ پنداشتم زیرا کہ شارح علیہ الرحمۃ پایۂ تحقیق از دست نگذاشتہ و رموزات صوفیہ و کنایات مختفیہ باحسن وجوہ بصراحت تمام بیان کردہ و در تحریر ابحاث بنفیسہ ہیچ دقیقہ فروگذاشتہ ـ اما چون حامل المتن نبود و تصحیف ناقلان ولغزش مصححان در وے اثرے تمام داشت حتے کہ بسیار جا الفاظ مہملہ و عبارات مخدوشہ موجود بودند و اگر شعر بود شرح نبود و اگر شرح بود شعر نبود و چون نسخ متعددہ اصل دیوان جمع نمودم و ہر ہر غزل و ہر ہر شعر را مقابلہ کردم دیدم کہ نسخہ شارح از ہمہ نسخ جدا است چند غزل درین نسخہ بود کہ در دیگر نبود و بسیار غزلہا ست کہ در دیگر اند و درین نیست و اکثر غزلیات را مقطع و مطلع ہم نبود ـ افسوس خوردم کہ اینچنین بیش بہا شرح را چہ حال کردند و پے در پے تہذیبش نبردند آخر بمصححان مطبع سپردم و بصرف زر کثیر صحیح و درست کنانیدہ در مطبع خود طبع نمودم الحال سوائے چند مواقع کہ اصلا بفہم نیامدہ ہیچ عبارت مخدوش و بیمعنے نیست و ہر مقطع کہ شرحش در کتاب نبود بر حاشیہ موجود است پس این شرح عیست عجیب و حلیست غریب حامل المتن مشتمل بر فوائد جمیلہ و منافع جلیلہ و ابحاث رائقہ و مضامین شائقہ فبادروا الیہ یا اولی الالباب ـ واللہ الموفق والیہ المآب ؎

احوال حضرت شارح رحمة الله علیه

نام نامیش مولانا حافظ بدرالدین ابن مولانا حافظ بهاؤالدین از اولاد حضرت عبدالله بن سلام صحابی است که در حق وے نازل شد وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۡ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ و سلسلهٔ نسبش از انبیاے بنی اسرائیل تا حضرت یوسف علیه السلام میرسد و از طرف جد فاسد تا شیخ الشیوخ مولانا شیخ محمد صالح قادری اعظمی اکبرآبادی ابن حضرت قطب الاقطاب شیخ عبدالله المخاطب مخدوم بهکاری قدس الله اسراره خلیفهٔ اول حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سره و خزینة الاصفیا و مخبرالواصلین وغیره از محامد او مملو است۔ اجداد ایشان از خجند که از مضافات مصر است وطن مالوف ایشان است براے اداے مناسک احرام حج بسته در حرمین شریفین رسیدند و بزیارت مشرف شدند بعد ازان وقتیکه سلطان جلال الدین محمد اکبر بادشاه دکن و گجرات فتح کرده مراجعت نمود و بر کوه فتح پور سیکری در ۹۷۷ھ نورالدین جهانگیر پیدا شد و سلطان این مقام را مبارک دانسته شهر آباد کرد و او را فتح پور نام نهاد و دارالخلافه خود ساخت عهدهٔ قضا بایشان داد چنانچه تا ایندم آن خدمت نسلاً بعد نسلٍ در خاندان ایشان قایم است در صدی دوازدهم مولانا حافظ بدرالدین برادر مولانا حافظ علاؤالدین مرحوم قاضی فتح پور ابن مولانا حافظ بهاؤالدین مرجع اقاصی و ادانی شدند و از فیوض ظاهری و باطنی خلق الله را نفع رسانیدند باز در ۱۱۵ھ از فتح پور بجید آباد تشریف بردند و ساکنان آن دیار را بدولت فیض خود مالامال کردند صاحب تصانیف بودند علاوه شرح دیوان حافظ که اکنون بشاهد طبع پیوست۔ صفات الایمان و شرح الله صمد و عمدة الاسلام و خلاصة الحکم و عین المعانی و مبدأ و معاد و شرح گلستان و دیگر کتب از تصانیف ایشان اند۔ اما بجز شرح دیوان حافظ دیگری شائع نشده اکنون از خاندان ایشان مولانا ظفرالدین صاحب و دیگر اعزه موجود اند اخلاق حمیده و صفات پاکیزه دارند خداے تعالے زیادت عمر و علم و عمل نصیب ایشان کناد۔

اعلان

اس کتاب بدرالشروح کا کاپی رائٹ مولوی محمد ظفرالدین صاحب موصوف سے معقول بدل سے دوام کے لئے حاصل کرلیا ہی کوئی شخص مجاز سواے اس مطبع کے اس شرح یا اسکے جزکے چھاپنے کا نہیں ہی۔

العبد محمد عبدالاحد عفی عنہ پروپرائٹر مطبع مجتبائی دہلی ۔ ماہ جنوری ۱۹۰۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ستایش بیرون از اندازۂ تفهیم افهام مرقدسی را رسد که بادِ حدوث و امکان بذاتِ اقدسش نمیتواند وزید- و نیایش افزون از احاطۂ ترقیم اقلام مرقیوم را سزد که غبارِ تشبیه و تعطیل بوجودِ مقدسش نتواند رسید و عبارات جاه و جلالش از شعر شاعران منزه و اشارات لطف و کمالش از شرح شارحان مستغنی و درود لاتیناهی از بارگاه الهی نثار آن نقد هر دو عالم سرمایۂ ایجاد آدم صاحب الفضل والکرم افصح العرب والعجم محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم وعلی آله واصحابه اجمعین- اما بعد میگوید بندۂ کمترین بدر الدین ولد حافظ بهار الدین ابن شیخ غلام محمد غفر الله له ولوالدیه در عنفوان جوانی که ایام نشاط و شادمانی است دل طالبِ اشعارِ عشق انگیز بود و طبیعت راغب کلمات جنون ریز روزها در مطالعۂ اشعارِ منتخبۂ سفینها اشتغال مینمودم و وقتها بخواندنِ دواوینِ سلف و خلف میبودم آخر الامر از زبانِ خلف و بیانِ سلف چنان مرکوز خاطر گردید که دربارۂ عشق و بابِ محبت سخنِ هیچ یکی از شعرای متقدمین و متاخرین بسخنان حضرت قدوة العاشقین شمس الدین محمد الحافظ شیرازی نمیرسد چنانچه حکیم آذری در جواهر الاسرار آورده "از آن وزی که سخنوران درین عالم فانی نزول نموده اند اینچنین سخن هیچکس را اتفاق نیفتاده است و نخواهد افتاد درین طور چنانچه حافظ را والله علی کل شیٔ قدیر" و شیخ نور الدین عبد الرحمن جامی در نفحات نوشته "وی لسان الغیب و ترجمان الاسرار است بسا اسرارِ غیبیه و معانیِ معنویه که در کسوت مجاز وی را اتفاق افتاده هیچکس را نیفتاده و هیچ دیوانی به از دیوانِ حافظ نیست اگر مرد صوفی باشد" لاجرم مدام دیوان حافظ بدست میداشتم و دمی از دست نمیگذاشتم و از مطالعۂ غزلیاتِ شوق انگیز و از خواندن رباعیات ذوق آمیز فرحتی حاصل مینمودم و خورسندی بهم میرسانیدم رفته رفته طبیعت مقتضی آن گردید که اگر بر مصطلحاتِ ایشان اطلاعی حاصل شود و بر معانی

کلمات ایشان تحصیل گردد بسے بهتر و خوشتر باشد بعد از تگاپوے بسیار و جستجوے بیشمار بعضے از کتب مشتمل مصطلحات صوفیه چون مرآة المعانی که مصنفش قطب الدین جمال هانسوی ست و گلشن راز که تصنیف شیخ محمود شبستری و شرح گلشن راز و بسیارے از رسالها متضمن مقامات سلوک و تصوف و چندے از شروح دیوان حافظ چون شرح میر ختمی مرید محمد غوث گوالیاری و شرح شیخ محمد دهلوی و شرح شیخ یوسف لاهوری و شرح شیخ محمد افضل اله آبادی که متضمن تحلیل ابیات مغلقه اند از مطالعهٔ اینها بتوجه حضرت شمس الدین و تاثر کلمات بزرگان باندازهٔ عقل رکیک و مقدار حوصلهٔ ضعیف بر مصطلحات ایشان اطلاع یافتم و با دراک معانی ایشان بشتافتم روزے مرکوز خاطر فاتر گردید که آنچه ازین شروحها بهره بر داشته ام و آنچه که بتوجه حضرت لسان الغیب بر دلم وارد وقت گردید آنرا بتحریر آرد تا بعضے از آشنایان و برادران و طالبان را نیز ازین بهره رسد که ؎ حلوا به تنها نشایست خورد — بنابران شرح بر نگاشتم تا پس ماندگان را یادگاری باشد و بر صفحهٔ روزگار از ما نشانی ماند والله المعین و به نستعین

غزل	اَلَا یَا اَیُّهَا السَّاقِی اَدِرْ کَاْسًا وَّ نَاوِلْهَا	که عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلها

اَلَا بمعنی دانا و آگاه باش یا حرفِ ندا بمعنی اے اَیُّهَا حرف زائد کما قال الله۔ اَیُّهَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ و نیز لفظ ادب است کقوله تعالی یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا سَاقِی در اصل لغت بمعنے نوشانندهٔ آب ست اما بیشتر مستعمل بر نوشانندهٔ شراب است و در اصطلاح صوفیه مراد ازین چهار کس اول حضرت حق بموجب وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا چنانچه در شرح گلشن راز است که در مراتب تجلیاتِ افعالی حق تعالی خود ساقی گشته شراب بعاشقان خود می نوشاند و ایشان چون آن شراب مے نوشند محو فانی میگردند و از کشاکش و سختیهاے عشق خلاصی مے یابند دوم مرشد کامل که کنایت از جناب محمد یست صلی الله علیه وسلم چنانچه در مرآة المعانی است ؎ مرشدِ کامل درینجا مصطفےٰ ست هم نبی و هم ولی را رهنماست ✦ سیوم شیخ به نیابت رسول علیه السلام کما الشَّیْخُ فِیْ قَوْمِهٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِهٖ چهارم معشوق که شراب حسنِ معنوی از جام روے وے مینوشند ادر یعنی بگردان اے روان کن۔ کَاْسًا ساغر و نیز مراد روے معشوق چنانچه مولوی جامی گفته ؎ ساغر از دور عارضش کردیم باده خوردیم واین ترانه زدیم ✦ نَاوِلْهَا بده آنرا و ناول امر است از نَاوَلَ یُنَاوِلُ مُنَاوَلَةً یعنے

چیزے بکسے دادن والف در ناول حرف تاسیست و تاسیس الفے را گویند که درمیان روی واو حرفے متحرک واسطه شود چون شامل و کامل سلمان ع رفتند رفیقان و رسیدند بمنزل ٭ در خواب غروری تو هنوز لے دل غافل ٭ نظام الدین گنجوی ع همه سختی از بستگی لازم ست ٭ چو در بشکنی خانه پر هیزم ست ٭ ترک این الف از عیوب قافیه نیست آسان نمود اول اشاره بدانست که عاشق را در اول آرزو رسید ه و این ابتدا عشقست و این آسانست بعده چون دل را کششے کند انزعاج گویند و چون تعلق رسید شوق گویند بعده چون ترقی پذیرد اشتیاق گویند و شوق گاه گاه فرو مے نشیند اما اشتیاق را انقضے نه و چون از همه منفرد شود محبت گویند و چون فنا و بقا خویش را یکبار در وجود دوست تلف کند آنگاه عشق گویند و این بسا مشکلست از ینجاست افتاد مشکلها ـ و نیز از مشکلها عقد ها اند که عارض وقت عاشق میگردند ـ **معنی بیت** اے محبوب گلعذار و اے دلبر شیرین کار روی خورشید مثال خود را بنما که عشق تو در مبادی احوال آسان مینمود اما چون پاے در بادیهٔ محبت نهادم از کشمکش و سختیهاے عشق روزم چون شب دردمندان سیاه و شبم چون روز مصیبت زدگان تباه و محتمل که اے ساقی ازلی شراب عشق لم یزلی بدین مفلس بینوا و درماندهٔ مبتلا از روے فضل و عطا حواله نما که عشق تو در ابتدائش آسان مینمود چون قدم در دائرهٔ عشق نهادم پرکار وار سرگردان شده ام و مبتلاے صنوفِ غموم و گرفتارِ الوفِ هموم گردیده ام و غیر از مستیِ عشق برفع غموم عشق کسے نتواند پرداخت چه سوختهٔ آتش را غیر از آتش علاجے نه و مخمور شراب را غیر از شراب دواے نه **سوال** الا حرف تنبیه است و این حرف مانع است از حمل کردن بساقی چه اگر ساقی مراد حضرت حق است او خود عالم الغیب و الشهادة ست عِلْمُهُ بِحَالِی حَسْبِی مِنْ سُؤَالِی و اگر مرشد است او خود مراقب احوال و بیست نه غافل که خود جاے دگر فرموده ع جام جهان نماست ضمیر منیر دوست ٭ اظهار احتیاج خود آنجا چه حاجت است ٭ **جواب** منشا تنبیه غفلت مخاطب است بلکه منشا اش قلق و اضطراب عاشق است که صاحب الغرض مجنون و نیز از برای اظهار شفقت است در حضرت او نه رفع غفلت که ع تا نگرید طفل کے جوشد لبن **سوال** یاے ندائیه دلالت بقرب و حضور میکند و لفظ مشکلها دلالت به بعد و فراق پس با وجود قرب و حضور بعد و فراق چه گنجایش دارد **جواب** این قرب و حضور بحکم وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ بطریق علم الیقین حاصل ست و آن بعد و فراق مر سالک را باعتبار آنکه جویاے عین الیقین است و نیز مشکلات منحصر در بعد و فراق

نیستند بلکه در وصل هم که ؎ بلبلی برگِ گلِ خوشرنگ درمنقار داشت + واندران برگ ونوا خوش نالهاے زار داشت + سوال مصراعِ اول مقتضی طلبِ عشق است و این دلیل عدمِ حصولِ عشق است ومصراعِ ثانی مقتضیِ حصولِ عشق است وهردو بایکدیگر منافات دارند جواب آنست که حالتِ عاشقان بحالتِ میخواران ماند هرچند که دمبدم جامِ شراب درمی کشند اما حرف طلب ازلب نمیگذارند مثل مستسقی چون راهِ عشق راهیست که سالکِ آن راه یعنی عاشق تا هزاران مرتبه دل را بصنوف محن و بلیات وآلام استغنا وعدمِ التفات خون آلود نگردد بوئے از وصلِ محبوب بمشامِ جانش نرسد بنابران گوید قوله

بوئے نافهٔ کاخر صبا زان طره بگشاید	زتاب جعد مشکینش چه خون افتاد در دلها

با سببیه و مراد از نافه مشک از ذکر ظرف واراده مظروف والا نافه بوے بد دارد ؎ سکندر چو دانست کان یاوه گوے + زخونِ ناف خود راکند نافه بوے + و مراد از بوے مشک بوے خوش آخر یعنی آخر شب که آوانِ وزیدنِ بادِ صبا است و هنگامِ ورود مشاهداتِ سالکانست که ؎ رو بر درِ دل نشین کان دلبرِ خرگاهی + وقتِ سحری آید یا نیم شبے باشد + صبا با دیست که آخر شب بوزد واز وزیدنِ آن بعضی از غنچها بگشایند و در گلستان گلها بشگفتد مراد ازان فیض اقدس طره اگرچه مختص است بموے که پس قفا در بندند لیکن گاه بمعنی زلف مطلق می آید چنانچه ؎ اے شده طوقِ عاشقان طرهٔ عنبرینِ تو + تاب بمعنی پیچ جعد مشکین مراد صفات جلالیه چون قهر و استغنا وعدم التفات دلها ضمیر جمعیت اشاره بجمیع عاشقان ونیز صیغهٔ جمع ذکر کنند و تنها خود را مراد دارند چنانچه در محاوره گویند مایان را که می پرسد یا گویند این شکلها عاجز کرده معنی بیت آنست قسم بدان بوے خوش که آخر شب صبا فیض اقدس از سنبلستانِ طرهٔ محبوب که تجلیاتِ آثار سے واسماے صفات بمشامِ جان عاشقان میرساند از تابِ جعدِ مشکینِ او که قهر و منع و استغنا وعدم التفاتست چه خون دردلها افتاده که زبان و قلم از ادائے تقریر و تحریر آن قاصر است باید دانست که پیش از ورود تجلیات بوے از تجلیات بمشامِ جانِ عاشقان میرسد تا بدان آگاهی از ورودِ تجلیاتِ مے شود چنانچه رسول را قبل از ورود وحی بوے بمشامش میرسید تا بدان آگاهی از ورودِ وحی میشد و یعقوب را پیش از رسیدنِ پیرهن بوے یوسف رسید اکنون بدانکه در عالمِ مجاز رسمے است که عاشق تا دست بدامن مشاطه نزند و تبعیت او نکند محبوب نرسد همچنین طالب حق را اگرچه عشق رهبریست قوی اما بوجب ابتغوا الیه الوسیلة

تا دست بدامن مرشد نزند و اطاعت امر او ننماید رہ بوصل محبوب حقیقی نبرد بنابران گوید **قوله**

بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید	کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

پیر مغان اشارہ بمرشد کامل است ساقی و پیر مغان و مطرب اشعار خوان + مرشد کامل بود دریاب ورا بے گزند + معنی آنست کہ اے طالب صادق موجب فَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ دست در دامن مرشد کامل زن و خود را کالمیت فی ید الغسال درتحت ارادہ او در آر و امر او را کوحی منزل پندار و سر از امر او باز مکش اگرچہ ترا امر بے نوشی کند زیرا کہ او سالک این راہ است از راہ و رسم و نشیب و فراز این راہ بیخبر نخواہد بود کہ تو مریض و او حکیم فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ چرا کہ حکم سالک کامل ہرچند در ظاہر عقل مخالف مینماید اما در حقیقت وَاسْتَفْتِ قَلْبَکَ وَلَوْ اَفْتَاکَ الْمُفْتُوْنَ ہرچہ مریضان عشق را فرماید موافق شریعت غرا است چنانچہ نقلست کہ شخصے نزد خواجہ مودود چشتی آمد فرمودند کہ چون آمدہ گفت بارادت فرمود کہ بگو لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ آن شخص چون عقیدت راسخ داشت فی الفور بلا تامل بر زبان آورد کہ لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ بعد از چندے مریدے عرض کرد کہ حضرت در آن روز بفلان کس بنوعے کلمہ تلقین نمودند کہ در شرع جائز نیست فرمود کہ ما ارادہ او را در معرض امتحان می آوردم و گرنہ ما کجا و محمد رسول اللہ کجا چہ نسبت خاک را با عالم پاک + و نیز عشق از جملہ افضال الٰہی ست کہ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ پس مع حسب قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ ترغیب و تحریض طالبان می نماید کہ اے طالب سجادہ وجود خود را در صباغی کہ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً بمی عشق مصبغ ساز لیکن اگر پیر مغان ترا امر کند چہ او واقف این راہ است امر او خالی از صواب دید نخواہد بود **سوال** چون عشق از جملہ فاضلترین اشیا است قید اجازت پیر از چیست **جواب** ہرچند کہ افضل ترین عبادت است اما بے اجازت مرشد فائدہ بران مترتب نگردد و ثمرے ندہد کما فی الذکر و التصو **سوال** قید پیر مغان از چیست **جواب** آنست کہ ہر کہ دست بدامن ناقصے زند کہ او از راہ و رسم شریعۃ و طریقت آگاہ نبود چون بمکشوفات شبہہ دنماید از حل آن در ماند و اگر بر انچہ مکشوفات او شدہ اعتقاد بندد گمراہ گردد ازینجاست کہ بعض صوفیان خام یاری + کہ باشد کار خامان خامکاری + ہرگاہ بفرمودہ ناقصے انیست اگر خود بخود باشد قباحت از ہمہ زیادہ است خیالات نادان خلوت نشین + بہم برزند عاقبت کفر و دین **سوال** در مصرع اول پیر مغان گفتہ و در مصرع ثانی سالک **جواب** سالک مراد واقف کار و نیز پیر مغان باعتبار مسترشد و سالک باعتبار خود و محتمل کہ پیر مغان سیر الے اللہ و چون سیر فی اللہ نہایت ندارد پس صاحبش مدام

سالکست چون در طریق عشق عاشق را راحت آسایش نمیباشد چراکه گاه در سوزش و گاه در فروزش گاه در نوازش و گاه در گدازش گاه در قرب و گاه در بعد و مدام از حالی بحالی گردان ست بنابرآن گوید **قوله**

مرا در منزل جانان چه امن عیش چون هردم	جرس فریاد میدارد که بربندید محملها

منزل جانان مراد مقام عشق که وصول بمحبوب حقیقی جز در دار ملک عشق صورت نه بندد **جرس** مراد حکم لاریبی و نیز جرس مراد خطاب و آن بر دو قسم ست بواسطهٔ خلفا چنانچه فَفِرُّوا اِلَی اللّٰهِ اِنِّی لَکُم مِنهُ نَذِیرٌ مُبِینٌ و بلا واسطه که سالک آنرا در باطن خود می یابد و داعی میگردد بر انتقال از مقام سافل بسوی عالی **محمل بربستن** کوچ کردن معنی آنست که مرا در طریق عاشقی چه امن و چه راحت و چه آسایش و چه فرحت که مدام حکم محمل بستن میرسد و هردم از حالی بحالی میرانند و بحالتی نمیگذارند. و محتمل که مرا که در منزل عشق فرود آمده ام و بدرد عشق گرفتارم کجا یارای آنکه براحت گرایم چون هردم از جناب معشوق خطاب فَفِرُّوا اِلَی اللّٰهِ میرسد یعنی اعراض کنید از غیر معشوق و متوجه شوید بسوی او و محتمل که تجلیات معشوق غیر متناهی است و در هر تجلی حسن معشوق ازید و احسن پس بضرورت بمقدار شهود تجلی قلق و اضطراب ست برای تجلی دیگر بضرورت قلق علی الدوام بود میگوید که مرا در طریق عشق نه امنست از قلق و نه عیش تحصیل مراد زیراکه هردم جرس فَفِرُّوا اِلَی اللّٰهِ ندا میکند که آماده شو از سافل بعالی چون بیدردان را از دردمندان دردی نیست از روی بی دردی درد ایشان را درنمی یابند و زبان به ملامت میکشایند بنابران گوید **قوله**

شب [illegible] چنین هائل	کجا دانند حال ما سبکساران ساحلها

شب [illegible] کنایت از ایام هجر که در نظر مهجوران جهان بمنزلهٔ شب تاریک است **بیم موج** کنایت از خوف [illegible] گرداب کنایه از اجل **چنین هائل** اشاره است بآن که کشتی وجود هیچکس را ازان گرداب نجات نیست [س]بکساران ساحلها مراد آنانکه بعشق در نیامده اند و بر ساحل خشک که زهد است نشسته اند معنی آنست من که سفینه نشین دریای عشقم و مبتلای هجرانم و خوف روز پس و گرداب اجل در پیش پس این ظاهر پرستان که مبتلای زهد اند و به لجهٔ خونخوار عشق نیفتاده اند چگونه حال مرا در یابند و چرا به ملامت پیش نیایند. و محتمل که مراد از **شب تاریک** دنیا **بیم موج** خوف آفات و بلیات گرداب

کنایت از رد و قبول و سبکساران ساحل کنایه از ملائکه که بامر و نهی ماخوذ و مثاب نیستند و از صفات
بشریت آزاد اند و اہل باطن بخطر عظیم که المخلصون علی خطر عظیم یعنی ما که مسجون سجن دنیا ایم که الدنیا
سجن المؤمن و موج آفات و سلبیات از ہر سو مائل و گرداب رد و قبول در پیش حائل ست که کشتی وجود ہیچکس را
ازان گرداب نجات نیست پس گروه ملائکه که ازینہا محفوظ و مصون اند چرا زبان بملامت بگشایند و این
تلمیح ہست بقصۂ آدم و قول ملائکه که اتجعل فیہا من یفسد فیہا و یسفک الدماء باید دانست که عاشق
را دو حالت است حالتے آنست که غرض از میان بردارد و بے غرض با معشوق صحبت کند و او را ہم از بہر او دوست
دارد و این حالت انتہائیه است و صاحب این حالت را عاشق کامل گویند اینکس ره بوصل محبوب ببرد و
عزیز گردد و حالت دیگر آنست که ہمگی ہمت او مقصور بر مراد خویش بود و محبوب را از بہر خود دوست دارد
و اینحالت ابتدائیه است و صاحب اینحالت را عاشق خودکام گویند این کس ره بوصل محبوب نبرد و بسبب
عدم وصل بدنام و رسواے عالم گردد بنابران گوید **قوله**

همه کارم ز خودکامی بدنامی کشید آخر	نهان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلها

محفل ساختن اشتہار یافتن معنی آنست که ہمگی کار و بار من بسبب خودکامی بدنامی کشید یعنی چون
ہمت من ہمگی مقصور بر مراد خود بود ره بسر منزل وصل نبردم و بدنام و رسواے عالم گردیدم و این
رسوائی و بدنامی خود خواہم که نہان دارم مگر نہان داشتن رازے که افسانۂ محفلہا گردید چگونه صورت
بندد و یحتمل که [illegible] از خودکامی خود مرادی معشوق بود بحکم و الله غنی عن العالمین و عدم اعطاے وصال که
موجب [illegible] بسوے بدنامی یعنی از افراط خودکامی معشوق
کارہاے من بنامرادی بجاے رسید که از محبت [illegible] یحبہم و یحبونه
در جہان انداختند لیکن در محبت مرچیان مفلس ساختند که از محبت ہیچ کامے و مرادے نیافتم و من بدین
حرف شرمندۂ آفاق شدم و خواستم که راز نامرادی و افلاس نہان نماند نہان داشتن رازے که شہرۂ
مجالس گردید محالست. اکنون بدانکه چون موجب حصول قرب معشوق و دوام اشتغال بیاد معشوق
و استغراق بدوست بنابران گوید **قوله**

حضوری گر ہمی خواہی ازو غائب مشو حافظ	متی ما تلق من تہوی دع الدنیا و اہملہا

متے شرطیه یعنی ہرگاه متی ما تلق من تہوی تقدیر کلام چنین است متی اردت ملاقات من تہوی

کقوله تعالے اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ وع بگذار اهمال فروگذاشتن معنی آنست که اے حافظ اگر میخواهی
که بمقامِ حضوریتِ معشوق باریابی مدام متوجه بدو باش و غفلت انجو دراه مده چنانچه مذکورست ؎ یکچشم
زدن غافل ازان ماه نباشم * شاید که نگاهے کند آگاه نباشم * و هرگاه اراده ملاقات کنی کسے راکه دوست داری
تو او را یعنی چون جویان وصلِ محبوب هستی بگذار دنیا را و طلبِ آن منما و اگر حاصل ست فروگذار یعنی ترک ده
آنرا و درین بیت خطاب بدل ست یا از جانبِ محبوب - غزل

اگر آن ترکِ شیرازی بدست آرد دلِ ما را	بخالِ هندوش بخشم سمرقند و بخارا را

ترکِ شیراز محبوبِ شیراز کنایه از محبوبِ حقیقی خالِ هندو خالِ سیاه مراد ازان تجلی ذاتی که نورِ ذات را
سیه تصور نموده اند ؎ سیاهی چون به بینی عینِ ذات است * درو چاهے پر از آبِ حیات است * سمرقند و بخارا
دو شهر اند معروف که خوبرویان آنجا بحسن و جمال مشهور و مراد ازان کونین و دل و جان و دین و ایمان چنانچه نقلست
که چون حافظ این غزل گفت بادشاهِ آن عصر حافظ را طلبید و گفت که تو گفته بخالِ هندوش بخشم سمرقند
و بخارا را گفت بلے گفت من سمرقند و بخارا را بچندین زر و زور و لشکرکشی و جانفشانی فتح کرده ایم تو بیک خال
هندو می بخشی گفت من سمرقند و بخارا که تو مالک آن هستی نمی بخشم آن من سمرقند و بخارا که ما مالک ایم می بخشم و آن
کونین و دل و جان و دین و ایمان ست معنی آنست که اگر آن محبوبِ حقیقی که محبوبِ من ست
دلداری ما نماید و تجلی ذاتی خود بما عطا نماید بجهتِ اداے شکرِ اینچنین نعمتے از کونین اعراض نمائیم و از دل
و جان و دین و ایمان درگذرم و در وفانی شوم و چون حصولِ این نعمتِ عظمے بغیر از جذبِ محبت
الٰهی حصول نه پیوندد و آن موقوف بارشادِ مرشد است بنابران گوید قوله

بده ساقی می باقی که در جنت نخواهی یافت	کنارِ آبِ رکنا باد و گلگشتِ مصلا را

ساقی کنایه از مرشد که نوشاننده شرابِ محبت است می باقی محبتِ حقیقی و شغل و ریاضت که موجب
فنا سالک و بقاء اوست رکنا باد چشمه ایست در شیراز گلگشت بمعنے سیر مصلا عیدگاهے ست در
شیراز و این هردو یعنی رکنا باد و مصلا ریاضتگاهِ مردانست که اکثر بزرگانِ آن نواح درانجا آمده بعبادت
مشغول میشوند مراد از دنیا که جاے محنت است و موجبِ حصولِ محبت که اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ معنی آنست
که اے ساقی می محبت و شغل اشغال که مایه حصولِ معرفت و سرمایه وصولِ قربت است بما عطا نما که چون
ازین دنیا رحلت کردیم و این مقامِ رکنا باد و مصلے که جاے ریاضت و حصولِ محبت است در جنت

نخواهی یافت زیراکه جای ارشاد مرشدان وحصول محبت سالکان همین است که عقبی دار الجزا است
چندانکه درینجا حصول معرفة بود موافق آن درانجا رؤیة خواهد شد وهرکه درینجا بهرهٔ معرفت
بدست نآورد در عقبی از بهرهٔ رویت بی بهره است مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ أَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ
أَعْمٰى چون همین ارشاد مرشد بسلوک درآمد وتجلیات الٰهی برو نازل شدن گرفت وسالک مشغول
آن گردید ومشغولی بدان سد راه است وگذشتن ازان بی دستگیری مرشد نتوان بنابران گوید **قوله**

فغان کین لولیان شوخ شیرینکار شهرآشوب	چنان بردند صبر از دل که ترکان خوان یغما را

فغان فریاد لولیان شوخ محبوبان مجاز ومراد از تجلیات صوری که در مظاهر حسنه پیش سالک بطریق
تانیس وی وارد می شود معنی آنست که ای مرشد فغان از دست این تجلیات که در دلربائی عاشق
بیباک اند وخوش حرکات وپریشان کننده عالم اند که هردم برنگی دیگر پیش می آیند وستمگری پیشه
میسازند صبر از دل ما چنان ربوده اند که ترکان خوان یغما را یعنی بنوعی واله وفریفتهٔ خود گردانیده
که اعراض ازایشان ممکن نیست مگر بتوجه تو پس بفریاد ما رس وچون مشاهدهٔ جمال محبوب عاشق
را در پردهٔ عصمت نمیگذارد بنابران میگوید **قوله**

من ازان حسن روزافزون که یوسف داشت دانستم	که عشق از پردهٔ عصمت برون آرد زلیخا را

یوسف نام پیغمبری مرسل که محبوب زلیخا بود درینجا کنایت از محبوب حقیقی است زلیخا نام عورتی
که عاشق یوسف بود معنی آنست من ازان حسن روزافزون آن محبوب حقیقی یا از شهود تجلیات
که بر ما وارد شده تفهیم نمودم که عشق این آخر کار مایان را از دائرهٔ عصمت بیرون خواهد آورد ورسوای
عالم خواهد ساخت ونیز محتمل است از حسن جمالی که یوسف داشت وآخرکار عشق او زلیخا را از دائرهٔ
عصمت بیرون آورد تفهیم ما شد که هرجا که حسن است تقاضا او همین است که عاشقان را رسوا کند پس
رسوائی ما هم بسبب عشق است ونیز احتمال دارد که در عالم عدم ومگی قدم جلوهٔ جمال را باختلاف انوار
واوصاف تماشا کردم وبیقین دانستم که کمین يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗ ما را از دائرهٔ عصمت خواهد آورد
ودرین ابتلاها محبوس خواهد کرد لاجرم بظهور آمد اکنون بدان که درابیات ماتقدم از زبان ناظم
سخنان وارد شده که بادنی شایست چنانچه دو سوال در بیت دوم یکی آنکه پیش طلبی بجناب مرشد
کرد که شایان آن نبود دویم آنکه از بیت ثانی متوهم می شود برآنکه وصال ومعرفت آسان است

موقوف بریاضت و این قول مختلف است سیوم آنکه در بیت چارم اظهارِ عشق کرد که کتمانِ آن واجب است بر سالک اکنون بجوابِ آنها گوش دار اول آنکه چون طالبِ صادق از روے شیفتگی پیش طلبی را کار فرمود که بده ساقی مَیْ باقی احتمال است که مرشد از ان روے که بجالِ او دانا است و بینا شاید که بد دل شده از روے نصیحت درشت گفته باشد بجوابش گوید قوله

بدم گفتی و خورسندم عفاک الله نکو گفتی ۔ جواب تلخ می زیبد لب لعل شکرخا را

عفاک الله عفو کند ترا خدا تعالے معنی آنست که من از راهِ نادانی پیش طلبی را کار فرمودم و تو از راهِ پیش بینی نصیحت مرا سخنِ درشت گفتی با اینهمه خورسندم عفو کند ترا خدا تعالے این درشت گفتن چه اگرچه این بد گفتنِ تو در مجاز موجب بد ولیست امّا فی الحقیقت نیکو گفتی و سخنِ تلخ که پند و نصیحت است بلعلِ شکرخای تو بس زیبا است و محتمل که این خطاب بمعشوق است و عفاک الله خطاب بنفس است یعنی اے محبوبِ من تو از روے استغناے ذاتی که داری بما بدگفتی و ما بدگفتنِ تو خورسندم اے نفسِ من عفو کند ترا خدا تعالے از انکه نکو گفتی چون گفتی بدم گفتی و خورسندم که عبودیت را مرعی داشتی بدان که سوال دوم که در بیتِ ثانی متوهم است که معرفتِ الهی موقوف باعمال ست علماے ظاهری گویند که بنده که معرفتِ الهی در دنیا میرسد و بر وے در قیامت که بنعمة رویت مشرف خواهد شد بسببِ اعمالِ نیک و صوفیه میگویند که اعمال بجا آوردن محض اطاعة مراد است وگرنه حصولِ معرفت در دنیا و رویة در عقبی محض لطف و فضلِ او ست که لَا يُدْخِلُ اَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ فِى الْجَنَّةِ وَلَا يُجِيْرُهُ مِنَ النَّارِ وَلَا اَنَا اِلَّا بِرَحْمَةِ اللهِ و چون اعمال را موقوف علیه معرفت دانستند البته و بالیقین نظرِ او بر اعمال متمکن گردد و آن موجبِ غرور و انانیت میشود و این سدِّ راه سالک ست و کفرِ طریقت بنا بران که چون موسےؑ را نظر بر مکالمه افتاد فرمان شد که اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ مراد از عصا نظر افتادن بمکالمه و ناظم نیز جائے دیگر گفته ؎ تکیه بر تقوی و دانش در طریقت کافریست ❊ راهرو گر صد هنر دارد توکل بایدش ❊ بنا بران بعجز و افتقار می گراید و میگوید قوله

زعشقِ ناتمامِ ما جمالِ یار مستغنی ست ۔ باب و رنگ و خال و خط چه حاجت روے زیبا را

عشق مراد ریاضت و مجاهده از جهة ذکر ملزوم و اراده لازم ناتمام بمعنے ناقص جمال مراد لطف و فضل اگرچه در مجاز جمالِ خوبی را گویند امّا فی الحقیقت جمال لطفِ سیرت است از ینجا است که اِنَّ اللهَ جَمِيْلٌ وَيُحِبُّ الْجَمَالَ معنے آنست که لطف بے غایتِ او موقوف علیه بریاضت ما نیست و جنابِ او از عشقِ ما پروائے نه

چون جمالِ روی زیبا که موقوف علیه بجمال و خط و آب و رنگ نیست پس هر کرامی نواز محض لطف و است والا نه طاعتِ نه لکه سال ابلیس کجا پس از مضمونِ این بیت معلوم شد که چون حصولِ معرفتِ الٰهی محض بلطفِ اوست پس ریاضت کردن چه نفع دارد نظر بر لطفِ او چرا نباید داشت بدانکه خاص نظر بر لطفِ او گماشتن و دست از طاعت باز داشتن نیز گمراهیست و مذهبِ زنادقه است و چون انکشافِ اینمعنی که سرّی از اسرارِ الٰهی ست مستحیل است وَمَا فِیهِ قَوْلٌ مُخْتَلِفٌ چنانچه ناظم خود گفته
قومی بجد و جهد نهادند وصلِ دوست ٭ جمعی دگر حواله بتقدیر میکنند ٭ و مذهبِ صوفیه آنست که بقدر وسع از فرائض و نوافل بجا آرد و تقصیری نورزد و نظر بر اعمال نمیداز دو بران تکیه نکند و چون اشتغال کردن درین قال و قیل سالکی را از طلب باز میدارد بنابران تعرض میکند و میگوید قوله

حدیث از مطرب و می گو و راز دهر کمتر جو	که کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

از مطرب و می مراد عشق از ذکر لازم واراده ملزوم باز کنه اسرار از دهر از اهل دهر کقوله وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ ای مِنْ اَهْلِ الْقَرْيَةِ معنی آنست که ازین قیل و قال باز آی و سخنانِ عشق و محبت را بپرس و انکشافِ اسرارِ الٰهی از اهلِ زمانه مجوی که این اسرارِ الٰهی معمائیست که هیچکس نکشود و نخواهد کشود و چون واقف شدن بر اسرارِ الٰهی بحکمتِ عقلی و فکری نمی تواند شد بنابران گوید قوله

نصیحت گوش کن جانان که از جان دوست تر دارند	جوانانِ سعادتمند پندِ پیرِ دانا را

این بیت خطاب است از مرشد بمسترشد جانان خطاب بمسترشد از روی لطف و مرحمت معنی آنست که ای طالبِ صادق این نصیحتهای ما را گوش کن و بدان عمل نما که جوانانِ سعادتمند پندِ پیران را از جان عمل نمایند و بدان پند گیرند و چون این غزل مملواز لآلی سخنها است و سزاوار تحسین بنابران گفته یا از جانبِ مرشد امر شده قوله

غزل گفتی و دُر سفتی بیا و خوش بخوان حافظ	که بر نظمِ تو افشاند فلک عقدِ ثریا را

ثریا هفت ستاره اند و قیل شش و آنرا بنظم تشبیه کنند معنی آنست که ای حافظ غزل گفتی یا دُر سفتی بیا و با حسنِ وجه برخوان که سخنِ تو بمنزلی رسیده است و شایانِ آن گردیده که فلک عقدِ ثریا را نثارِ آن سازد غزل

ای فروغِ ماهِ حسن از روی رخشانِ شما	آبروی خوبی از چاهِ زنخدانِ شما

اے حرفِ ندا و منادی محذوف آن محبوب فروغ روشنی ماهِ حسن اضافت بیانیه کنایت از محبوبان
مجاز روے رخشان کنایت از ذاتِ محبوبِ حقیقی چنانچه در مرآة المعانی است ؎ روے
از روے حقیقت هست ذات ✤ هر چه غیر از رو بود باشد صفات ✤ و ناظم روے محبوب را بکنایت
بآفتاب تشبیه داده چه ماه اقتباس نور از آفتاب میکند که نُوْرُ الْقَمَرِ مُسْتَفَادٌ مِّنْ نُوْرِ الشَّمْسِ و
این را التشبیه بالکنایه گویند که مشبه که روست بیان کرد و مشبه به را که آفتابست محذوف نمود
آبروے تازگی و درخشندگی چاه زنخدان عبارت از کمالِ حسن و جمال معنے آنست که اے
محبوبِ من ماهِ حسن را فروغ از روے رخشانِ شماست و تازگی و درخشندگی جمال و خوبی از لطفِ تست
یعنی محبوبانِ مجاز را زینت و بها از تست و جهانیان را از تو زینتے است درست و محتمل که اے محبوبِ
من روشنیِ ماهِ حسن صوری و معنوی در عالم غیبی و شهادتی از ذاتِ شماست ؎ هر دو عالم
یک فروغِ روے تست ✤ و چون عاشق را مدام همین اراده است که مشاهدهٔ وصال بجمعیت دست دهد
و هیچ عوارض در پیش نباشد بنابران گوید قوله

کے دهد دست این غرض یا رب که همدستان شوند | خاطرِ مجموعِ ما زلفِ پریشانِ شما

دست دادن حاصل شدن همدست یکجا و متفق معنے آنست که امید داریم که کے حصولِ این مطلب شود
که خاطرِ مجموعِ ما و زلفِ پریشانِ شما باهم همدستان شوند یعنی وصالِ شما بجمعیت وقت میسر آید و نیز
مصرعِ ثانی را وجوه کثیره در شروح دیده شده لیکن بدو وجه که بفهم اقرب و بمطلب نزدیکتر باشد اکتفا
میکند وجه اول خاطرِ مجموع ازین جهت گفته شده که هنوز عشقِ او بکمال نرسیده یا در واقع همچنین است
یا بجهت کسرِ نفس خود را غیرِ عاشق قرار داده طلبِ عشق میکند و میگوید که خاطرِ من بسبب عاشق ناگشتن که
جمعیت با زلفِ پریشان کے همراز خواهد شد و پریشانی خواهد رسید چنانکه حق تعالے هر کرا دوست دارد
مبتلا بغم میگرداند اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا اِبْتَلَاهُ فَاِنْ صَبَرَ اِجْتَبَاهُ فَاِنْ اَحَبَّهُ حُبَّ الْبَالِغِ اِقْتَنَاهُ
وَاِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا اِبْتَلَاهُ فَاِنْ صَبَرَ [illegible] اِجْتَبَاهُ وَاِنْ رَضِیَ اِصْطَفَاهُ - وجه دوم آنکه خاطرِ مجموع
از انجهت که در معنی اول نگاشته شد و زلفِ پریشان عالمِ کثرت چنانچه زلفِ پریشان ساتر رخساره است
همچنین عالمِ کثرت ساترِ وحدت است معنی آنست که کے خاطرِ مجموعِ ما و زلفِ پریشانِ شما همراز شوند
اے هر دو یکی شوند یعنے از عالمِ کثرت و مقیدات بعالمِ وحدت در آئیم و هیچ اندیشه عالمِ کثرت نماند

وجہ سیوم مراد از زلف تعینات بر عارض ذات ہر حلقہ کہ بست دل ز صد خلق ربود + و پریشانی زلف عبارت از ارتفاع او از نظر سالکست معنی آنست کہ کے حاصل شود اے پرورندہ عاشقان بزلال وصال کہ یکجا شود جمعیت قلب با پریشانی کہ علت جمعیت تا پریشان نکند زلف ترا باد صبا متصور نشود خاطر جمعیت ما + چون عاشق را از غایہ اشتیاق ہر دم قلقے روے میدہد و بامید وصال ہر دم جان بلب میرسد بنا بران میگوید قولہ

عزم دیدار تو دارد جان برلب آمدہ	باز گردد یا برآید چیست فرمان شما

معنی آنست کہ اے محبوب من از غایت اشتیاق دیدار تو جان بلب رسیدہ الحال حکم تو چیست باز گردد یا برآید یعنی اگر وقت وصال رسیدہ برآید والا باز گردد و چندروز دیگر صبر نماید و تن بہجر دہد و عاشق را تا کہ آلودہ اغراض نفسانیت و آغشتہ وساوس شیطانی بمعشوق راہ نیست بنا بران بزبانی محبوب گوید قولہ

دور دار از خاک و خون دامن چو بر ما بگذری	کاندرین رہ کشتہ بسیارند قربان شما

خاک و خون الواث بشری معنی آنست کہ اے عاشق غریب ما اگر بحضرت ما آمدن میخواہی پس دامن خود را از خاک و خون باز دار یعنی آغشتہ اغراض نفسانی و آلودہ وساوس شیطانی مشو و فریب آنہا مخور یا آنکہ بصیقل ریاضت زنگ دوئی اے بشریت شو بحکم نفسک ذنب لا یقاس بہا ذنب۔ منشاء فسادات و مانع از رفع درجات ہمین وجود است ورنہ افاضہ وجود مطلق بجمیع عباد علی السویہ است علت مصرع اول مصرع ثانیست کہ اینہمہ از آنجہت میگویم کہ در راہ خصوصیت ما و تو بسیار کس از غایت حسد قربان گشتہ چنانکہ ہاروت و ماروت و ابلیس چنان نشود کہ زہر خندگی ایشان گردد و تو محروم مانی چون مصلحتاً چندروز وصال در معرض توقف افتاد و عاشق دمبدم در غلبہ اشتیاق بنا بران گوید قولہ

با صبا ہمراہ بفرست از رخت گلدستہ	بو کہ بوئے بشنویم از باغ و بستان شما

صبا کنایہ از فیض باطنی و نیز مرشد کہ رسانندہ ست بوے معشوق بعاشق از رخ گلدستہ فرستادن کنایہ از عطاء شہود تجلیات است و نیز فرستادن پیغام بو بمعنی باشد باغ و بستان بحکم ولله جنة ليس فيها حور و لا قصور بل يتجلى ربنا ضاحكا مراد وجہ الله است یعنی ذات کہ نفحہ روحانیت معنی آنست کہ اے محبوب من تا دریافت دولت اصلت کہ بمفارقہ قالب میسر

می آید ہمراہِ فیض ابوابِ مکاشفات بر من مکشوف گردان کہ تا بنسیمِ تجلی ذات کہ مستجمع اسماء وصفات ست از جنت کہ وجہ اللہ است بہرہ ور گردیم و بہ ذوقِ آن بر تجلیٔ عشق مطلع نشویم و از کشاکشِ دوران برہم نشود در بعضے نسخہ بجاے باغ و بستان از خاک بستانِ شما دیدہ مراد از خاک بستان وجود محمدیؐ کہ ہرچہ از حق فائض مے شود اول بحضرت بعدہ بانبیا پس اولیا پس عامہ یعنی بسببِ آن نسیم مشاہدات بہرہ ور گردیم از کمالاتِ محمد علیہ السلام چون مستوری را در مقامِ عشق و شہود گذر نیست بنابران گوید قولہ

کس بدورِ نرگست طرفی نہ بست از عافیت	بہ کہ بفروشند مستوری بمستانِ شما

نرگس کنایہ از چشم و مراد ازان شہودِ تجلیات طرف بستن کنایہ از حاصل نمودن مستوری زہد و تقوی مستان کنایہ از چشمان معنی آنست کہ اے محبوبِ من در دورِ شہودِ تجلیاتِ تو ہیچکس از عاشقان عافیت حاصل نکرد بہتر آنست کہ مستوری را یعنے زہد و تقوے بعوضِ مستان کہ شہودِ تجلیات است بفروشند و تحتمل کہ نرگس و مستان کنایہ از اسم بصیر و در حیطۂ اوست امور غیبیہ و شہودیہ معنی آنست کہ ہیچکس بسبب حیطہ و مشاہدۂ اسم بصیر ہمہ اوامر و نواہی و طاعت ریائی کنارہ عافیت و رجا و جمعیت از بحر مرض خوف و تفرقہ حاصل نکرد و ستر معاصی ہیچ فائدہ ننمود و کانَ اللہُ کَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرًا بَصِیْرًا چون ستر معاصی ہیچ فائدہ نمیکند بہتر آنست کہ بفروشند و بر باد دہند مستوری ریا آمیز را بواسطۂ اطلاعِ مستانِ شما سوال و لفظ مستان بلفظ جمع چون ذکر کرد جواب ہر واحد از لفظین اول و ثانی متضمنِ اسمِ بصیرست پس یک اسم باعتبار تحقق در تعین بمنزلۂ دو اسم است۔ چون کارِ عاشق مدام بگریہ و زاریست و آن بموجب اَلْبُکَاءُ تَحْصِیْلُ الْمُرَادَاتِ چشم داشت وصال میشود بنابران گوید قولہ

بخت خواب آلودِ ما بیدار خواہد شد مگر	زانکہ زد بر دیدہ آبے روی رخشانِ شما

خواب آلود خفتہ مگر یعنے تیقن رو[illegible]خشان شما یعنے عشق روے رخشانِ شما معنی آنست کہ مفہوم ما میشود کہ تحقیق بختِ خواب آلودِ ما بیدار خواہد شد و این فراق بوصال مبدل خواہد شد زیرا کہ روے رخشان شما آب بر دیدگان ما زد یعنے عشقِ روے رخشان شما چشمۂ آب از دیدگانِ ما جاری ساخت و یقین است کہ چون آب بر خفتہ انداز ند بیدار شود تا کہ عاشق بمشاہدۂ محبوب نرسد ہمہ دم غصہ روی میدہد چون رسیدن بمراد بے توجہ مردان محال کہ ہِمَّۃُ الرِّجَالِ تَقْلَعُ الْجِبَالَ بنا بران میگوید قولہ

ای شهنشاه بلند اختر خدا را همتے	تا ببوسم همچو گردون خاک ایوان شما

شهنشاه بلند اختر کنایه از مرشد است خدا را برای خدا همتے توجهے بوسیدن خاک ایوان کنایه از قرب صوری و معنوی معنی آنست که اے محبوب من بے توجه تو کار من پیش نمیرود وبرای خدا همتے در کار ما کن تا همچو گردون بخاک بوسی ایوان شما اشتغال نمایم یعنے قربے بجناب تو حاصل نمایم وتو برسم چون از جناب مرشد دور افتاده بنابران طلب پیغامبری میکند **قوله**

ای صبا با ساکنان شهر یزد از من بگو	کای سر ناحق شناسان گوی میدان شما

صبا کنایه از قاصد شهر یزد کنایه از شهر حقیقت و ساکنان شهر یزد کنایه از مرشد مثل ملازمان سلطان ناحق شناسان مجازیان و متعصبان و ظاهر پرستان معنی آنست که اے قاصد صبا مثال از جانب من بجناب مرشد عرض رسان که اے کسے که سر ناحق شناسان قربان گوی میدان شما باد و محتمل که بفحوای قال ع اِذَا تَحَیَّرتُم فِی الاُمُورِ فَاستَعِینُوا مِن اَهلِ القُبُورِ و مراد از اهل القبور و اصلان حق که بمرتبه مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا رسیده اند ساکنان شهر یزد کنایه از عارفان و صحابه از غایت قلق اند بعامه سلف می نماید که اے صبا قاصد مثال از جانب من شکسته بال بجناب عرفاء سلف معروض دار که اے عارفان بالله سر ناحق شناسان تصدق و قربان شما باد **قوله**

گرچه دوریم از بساط قرب همت دور نیست	بندهٔ شاه شمائیم و ثنا خوان شما

اگرچه بجسم از محفل فیض منزل دور افتاده ایم لیکن همگی همت و تمامی نهمت بجانب شما مصروف است اگرچه بندهٔ شاه شمائیم که خالق الخلائق است و بقید عشق او مقیدیم لیکن ثنا خوان شما بموجب مُحِبُّ المَحبُوبِ محبوبٌ و محتمل که به برادران بعیت نوشته بعد ازان ملتمس خود عرض میکند **قوله**

دل خرابی میکند دلدار را آگه کنید	زینهار اے دوستان جان من و جان شما

معنی آنست که ملتمس ما آنست که دل من از روے شیفتگی خرابی میکند و بیتابی پیش مے آرد از حال من آن دلدار را خبر کنید و توجه درباره ما نمائید البته اے دوستان من که جان من و جان شما بحکم اَلفُقَرَاءُ کَنَفسٍ وَاحِدَةٍ یکے ست **قوله**

عمرتان باد و مراد اے ساقیان بزم جم	گرچه جام ما نشد پر مے بدوران شما

معنی که اے ساقیان بزم جم که نوشانندهٔ مے محبت بعاشقان الٰهی هستید و تا حال بکام خود نرسیده ایم

وہیچ توجہ درباره ما نکرده اید باآن در دعاگوئی شما ایم که عمر شما مرا دما باد یعنی چندانکه ما می خواہیم یا چندانکه شما خواہید امیدواریم که بہمین شماره بمقصد خود بریم چون از التماس فارغ شدم باز مناجات بجناب محبوب مے کند که قوله

روزی ما باد لعل شکر افشان شما	میکند حافظ دعای بشنو و آمین بگوی

معنے آنست که اے محبوب من حافظ دعاے میکند و آن اینست که لعل شکر افشان که عبارت از لطف دلنواز شما است روزیِ ما شود اے درباره ما شود پس تو ہم بشنو دعا مرا و آمین کن که ہمین آمین تو مستجاب شود و بمقصود رسیم و نیز لعل شکر افشان مراد از کلام منزلست که اولیاء را بواسطۂ صفاے دل روے مے دہد

غزل

که بشکر پادشاہی زنظر مران گدا را	بملازمان سلطان که رساند این دعا را

ملازمان لفظاً با سلطان محمدؐ و مرشد دعا پیغام بدانکه سالک مدتے گرفتار بلا و رنج که در راه عشق سست ماند و ہیچ نوع بنواز شے معزز نکرد و خود را در آنحضرت بار نیافت که اظہار عرض خود کند بالضرور طلب پیغمبری میکند و ندا عامیانه میکند یعنی کیست که بر یخال از ارحم آرد و این پیغام بجناب آن دلدار رساند که بشکر آنکه الله تعالے ترا برگزیده و سروری بخشیده ما تشنگانِ بادیۂ حرمان را از زلال وصالِ خود محروم مدار که اَحْسِن كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ بدان که سالک را چار مانع اند دنیا و خلق و نفس و شیطان دفع دنیا بقناعت و دفع خلق بعزلت و دفع نفس و شیطان جز بتوجہ پیر و التجاے ساعةً فساعةً نیست بنابران مے گوید قوله

مگر آن شہاب ثاقب مددے کند خدا را	ز رقیب دیو سیرت بخدا ہمی پناہم

رقیب دیو سیرت نفسِ اماره و شیطان شہابِ ثاقب نجم است موکل بر رجم شیاطین مراد مرشد خدا را واسطۂ خدا معنی آنست که از دستِ این نفس اماره که اَعْدٰى عَدُوِّكَ نَفْسُكَ الَّتِىْ بَيْنَ جَنْبَيْكَ درحق او ست و یا شیطان که اِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ہر دم بمعاصی میکشند و از راهِ حق باز میدارند به تنگ آمده ام و ہیچ نوع رہائی نیابم بنابران شب و روز بلکه رجوعِ ما دمبدم بحضرت حق است تا باشد که باشارت الٰہی آن ارشاد مآب و از براے خدا مددے کند و توجہ درحق ما نماید تا بران دشمن لئیم ظفر یابیم چون گریه و زاری مستمر شد بے توجہ مرشد قبول نمی افتد بنابران گوید قوله

بخدا کہ جرعۂ دہ تو بعاشق سحرخیز　　کہ دعاے صبحگاہی اثرے کند شمارا

بخدا قسم بخدا جرعہ قطرہ شمارا بواسطۂ شما معنے آنست کہ اے مرشد جرعۂ محبت در کاسۂ دلِ عاشق از خمخانۂ خود بریز تا دعاے صبحگاہی عاشق قبول افتد شمارا اے بواسطۂ امداد شما و تحیل کہ بنام خدا جرعہ بخونریزی سحرخیز عطا کن و از فیاضِ حقیقی درخواست نما از انکہ دعاے صبحگاہی کہ شماراست اثرے میکند و در جذب محبوب قریب الاستجابت است چون مسترشد بتوجہِ مرشد بمشاہدات رسید مشاہد بین التجلی والاستتار است و آن موجب قتل عاشقان ست بنابران گوید **قوله**

چہ قیامت ست جانان کہ بعاشقان نمودی　　رخ ہمچو ماہِ تابان دل ہمچو سنگِ خارا

رخ ہمچو ماہ تابان ظہور وجہ اللہ دل ہمچو سنگِ خارا استغنا و استتار وجہ اللہ معنے آنست کہ این چہ قیامت است جانِ من کہ بر سرِ عاشقان آوردی یعنی اول ظہور تجلی بما کردی و از ان آتشے در دل این غمزدہ انداختے و باز آن تجلی را مستتر کردی و سنگدلی را کارفرمودی کہ ہیچ بمدادا ے آشنائی نپردازی و چون معشوق قادرست برآنکہ بے فناء عاشق جلوہ گری کند بنابران گوید **قوله**

دلِ عاشقان بسوزی چو عذار برفروزی　　تو ازین چہ سود داری کہ نمی کنی مدارا

عذار وجہ اللہ معنے آنست کہ اے محبوب من دلِ عاشقان و عاشقان در معرض قتل می آری و تقبیلہ عذار وجہ اللہ را عیان میکنی و چون معشوق قادرست کہ بے فناءِ عاشق جلوہ گری کند چنانچہ در بہشت عاشق تشنہ زلالِ وصال یابد استفہام می نماید کہ ترا چہ حاصلست از انکہ من بشیوۂ فنائی پیش می آئی و ہرگاہ کہ تجلی کنی مرا فنا نمائی چرا انچہ مقتضاے عشق است وصال بے فنا زاد مدارا و رحمت عطا کنی فرمالی رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَہٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا ؛ دلیلے ست بران کہ میکند مدارا و در [illegible] نسخہ دلِ عالمے دیدہ شد مراد از دلِ عالم خلاصۂ افرادِ عالم بود کہ عارفست و می تواند بود کہ عالم بکسر لام بمعنے دانا و عارف بود چون در حالتِ تجلی و استتار ہردم ہمین انتظارے باشد کہ بوار دی مژدہ تجلی رسد و بسخنے از سخنان دوست کہ او را سبب حصول صفای دل و خوشی مے باشد گوید **قوله**

ہمہ شب درین امیدم کہ نسیم صبحگاہی　　بہ پیام آشنائی بنوازد آشنارا

نسیم صبحگاهی و مراد آشنا را اول مراد معشوق و ثانی بمعنی عاشق معنی آنست که همه شب
مرا درین امید گذشت که الحال واردے از واردات بمن در رسد و پیغامے از آنجناب بعاشق زار
رساند نمیدانم کہ کسے باین دولت معزز خواہم گشت چون شیطان مانع و راہزن این راه است گوید

قوله

مژه سیاهت ار کرد سوی خون ما اشارت	زفریبِ او بیندیش غلطی مکن نگارا

مژه سیاه مراد از تعینی که عارض ست بر اسم المضل چون ابلیس معنی آنست که جوانمرد مرتبه ضلال
اگرچه بقولِ خود لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ اشارت بکشتگی و مهجوری کرد و پس از فریب او که در حقِ من کرده
بیندیش و مراقبِ احوالِ ما باش تا چنان نباشد که به تیغ فرقت و مهجوری کشته کردم و غلطی مکن نگارا
و لقاے ابدی کرامتم فرما و رحمتے کن در حقِ ما زیرا که مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ یا در غلط میندار بندهٔ
خاصِ خود را بمقتضاے عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ و یحتمل که مراد از چشم ذات خواسته
و مراد عشق داشته پس از مژه سختیها و رنجهاے عشق مراد باشد چنانچه مژه حاجب چشم است سختیها نیز
سدِ راه عشق است معنی آنست که این سختیهاے عشقِ تو اگرچه سدِ راهِ من شده اند و مرا در معرض هلاکت
افگنده اند پس از فریب اینها که در حقِ من کرده اند و سدِ راهِ من شده اند بیندیش و در حقِ ما غلطی
مکن اے یار فراموش مساز و توجهے در بارهٔ ما کن که ازین رنجها رهائی یابم چون کشمکشِ عشق موجبِ
پریشانی و هلاک عاشقانست بنابران گوید قوله

دلِ مستمندِ ما را شکنج زلف بردی	مشکن دلِ ضعیفم بنواز این گدا را

شکنج پیچ و تاب زلف مراد جذبه است زلف نام جذبهٔ ذاتِ حق است + دل که قیدش گشت جان
مطلق است + معنی آنست که اے محبوبِ من این دلِ دردمند حافظ را در پیچ و تاب جذبهٔ عشق
انداختی ملتمس آنست که این دلِ ضعیفِ ما مشکن اے گرفتار کشمکش ما رحمی بحالِ این غریب نما و بمراد برسان
و یحتمل زلف عبارت از اسماے جلالیه که تعینات اولیه اند و شکنج زلف کنایت از تسلط و غلبه آنست
برخلاف مقتضاے طبع چون دلربائی و استغنائی معشوق موجبِ خونخواری عاشقانست گوید قوله

زفریبِ چشم جادو دلِ دردمند خون شد	نظری فگن بجانش بتِ دلربا خدارا

فریب اول دلربائی نمودن و بعده استغنا نمودن و مراد از چشم ذات ہے ہست چشم اینجا بمعنی نقد
کو عیان بینید وجود کائنات + و ضمیر شین جانش راجع است بدلِ دردمند معنی آنست که اے محبوبِ من

ازمن دلربائی کردن و باز استغنائی نمودن تو یا از تجلی صوری تو دلِ مستمندِ ما خون شد پس اے بت دلربا از برائے خدا نظرے بحالِ آن دلِ مستمند بکن و رحمے برو نما چون دوا و دردِ عشق غیر از لطفِ معشوق نیست بنابران گوید **قوله**

چو طبیب دردمندان لبِ لعلِ یار باشد	دلِ دردمندِ عاشق ز که جوید این دوا را

دردمندان عاشقان مراد از لب لطف ۵ لب که شیرین جوے شد لطف خداست + باغ جان از آبِ او نشو و نماست + معنے آنست که اے محبوبِ من چون طبیبِ دلِ دردمندان و حکیم رنج مشتاقان غیر از لطفِ معشوق نمیتواند شد پس دلِ دردمندِ عاشق اگر از تو طلب این دوا نکند از که کند و باز همین مطلب را بعبارتے دیگر گوید **قوله**

دلِ دردمندِ ما را که ز هجر تست پر خون	چه شود اگر زمانے بخشی وصال یارا

معنے آنست که اے محبوبِ من دلِ دردمندِ ما را که بسبب هجرِ تو پر خون شده اگر زمانے بوصلِ خود رسانی چه شود اے هیچ زیانے مرترا ندارد و چون بسبب عشق بیقراری بسیار روے داده خود را دراینجا بار نمی بیند گوید **قوله**

خبرے ز حالِ حافظ بر یار باز گوئید	برسد مگر ز زلفش اثرے مشام ما را

زلفِ مراد جذبهٔ ذاتیه که بے آن بکارِ سالک پیش نمیرود ۵ زلف نام جذبهٔ ذاتِ حق ست + دل که قیدش گشت جان مطلقست + معنے آنست که از این حالِ پریشان حافظ خبرے بیار باز گوئید شاید که بر حالِ ما رحم آورد و اثرے یعنے بوے از جذبهٔ ذاتیهٔ علیهٔ او بمغز ما رسد و ما را بمراد خود رساند که اَلْجَذْبَةُ مِنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ تُوَازِیْ عَمَلَ الثَّقَلَیْنِ

غزل

بے غمت شاد مبادا دلِ غم پرورِ ما	غم خور ایدل که بجز غم نبود در خورِ ما

غم مراد عشق که سراسر درد و اندوه و بلا است که اَلْعِشْقُ اُمُّ الْمِحْنَةِ وَالْبَلَاءِ ۵ بعالم هر کجا درد و بلا بود + بهم کردند و عشقش نام کردند + و نیز بمعنے بلیات و شدائد و رنجها و خونخواری و درین البیت در مصرع اول بمعنے اول و در مصرع ثانی بمعنے ثانی معنے آنست که این دلِ ما که خو کرده شده بغمِ عشق تست پس میخواهم که مبادا آنکه بچیزے دیگر غیر از عشقِ تو شاد شود و ملتفت بدان گردد چون کارِ عاشق مدام خون خوردنست پس میگوید که اے دل چون نصیب عاشقان همین خون خوردن ست

گاه در وصل گاه در فراق پس با غم بساز و با درد و الم پرداز که سوای غم خوردن کار ما نیست و در بعضی
نسخه بجائے این بیت بیتے دیگر یافته شده ۵ ما برفتیم و تو دانی و دل غم خور ما * بخت بد
تا بکجا میرسد آبشخور ما * قوله

میکنم شادی ازان روز که گفتی ز رقیب	کین گدا کیست که هرگز نرود از در ما

این بیت در اکثر نسخه دیده نشده و نیز معنے ظاهر است و چون کار عاشق مدام بگریه و زاری و همیشه
در انتظار پیغام می باشد بنابران گوید - قوله

از نثار مژه چون زلف شود در گیرم	قاصدے کو که سلامت برساند بر ما

نثار ریختن آب وغیره معنے آنست که اے محبوب من قاصدے کو که از جناب عالمیان مآب تو
مژده سلام بما رساند تا من ازین نثار مژه که اشکبار سیت چون زلف تو که مملو بدرها است قاصد
را در گیرم و این درِ اشکبار خود را نثار او گردانم و احوال خود باو نمایم چون مطلب عاشق همین ست که بنوعی
از خاطر معشوق فراموش نشود بنابران گوید قوله

بدعا آمده ام هم بدعا باز شوم	که وفا با تو قرین باد خدایا در ما

دعا خواندن وفا بجا آوردن عهد و دوستی قرین پیوسته و همنشین معنے آنست که همین دعا
کنان آمده ام و همین دعا کنان میروم یعنے مدام بهمین مشغولم که وفا قرین حال تو باد تا مارا فراموش
نسازی و خدا درین جدائی یاور ما باد که سلامت باز روی ترا بینیم - چون اراده عاشق بهیچ نوع آن
می باشد که از جناب معشوق دور افتد بنابران گوید قوله

فلک آواره بهر سو کندم میدانی	رشک مے آیدش از صحبت جان پرور ما

آواره پریشان رشک غیرت جان پرور فرح بخش دل و راحت ده جان و آن صحبت معشوقست
معنے آنست که اے محبوب من آواره من نیست که بهیچ وجه من الوجوه از آستانه تو دور افتم
لیکن این گردش دورِ دوار مرا از جناب وی می اندازد چرا که مرا ازین صحبتِ
جان پرور که بخدمت تو دارم رشک مے آید و از غایت حسد دو کس را در یکجا دیدن نمے تواند
چون یکجا دیدن عاشق و معشوق موجب رشک حاسدان مے شود بنابران گوید قوله

گر همه خلق جهان بر من و تو رشک برند	بخشد از همه انصاف ستم داور ما

خلق آفریدن مراد آفریده شده انصاف یعنی نصف کردن اے برابر داشتن مدعی و مدعا علیہ تا یکے بر دیگرے ستم نکند و برحق او بزور متصرف نشود ستم ظلم و حق دیگرے را بزور قابض شدن و او را از حق او محروم ساختن داور صاحب و حاکم مراد حق تعالیٰ معنے آنست کہ اے محبوب من اگر ہمہ خلق جہان بر صحبتِ ما و تو رشک مے برند و میخواہند کہ مرا از خدمت فیض موہبت تو دور سازند میخواہم کہ داورِ ما از ہمگی ایشان انصافِ این ستم کہ در حق ما میکنند بکشد یعنی ایشان را نیز مبتلاے ہجران گرداند تا داغ ہجران معلوم نمایند۔ چون آثار درد و اندوہ از جبین عاشق ظاہر است بنا برآن گوید

قوله	در دمندیم خبر میدہد از سوزِ درون	دہن خشک و لبِ تشنہ و چشمِ ترِ ما

معنے آنست کہ اے محبوب من چہ حاجتست کہ اظہار دردمندی بتو سازم چون خشکی دہن و تشنگی لب و تری چشم اینہمہ اظہار سوز ما می کند تحمل ہر چند خواستم کہ راز پردہ نشین خلوتخانۂ دل حزین الاسرار بتات خفا برنیاید مگر اجزاے بدن بے بقا کہ جواسیس الٰہی اند در محکمۂ عدالت یَوْمَ تُبْلَی السَّرَائِرُ بلا آورند و بقولے وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ در دمندیم خبر میدہد از سوز درون چون محبتِ معشوق از دلِ عاشق ہیچ نوع رفتنی نہ چراکہ ازلیست بنا بران گوید قوله

بسرت گر ہمہ آفاق بہم جمع شود	نتوان برد ہواے تو برون از سرِ ما

باقسمیہ ہوا محبت معنی آنست کہ قسم بسر تو کہ اگر ہمہ عالم باہم جمع شود و خواہند کہ محبتِ تو از سر ما دور سازند ہرگز نتوانند زیراکہ محبت شے است کہ افزایشے و کاہشے و نہایتے و بدایتے طلوعے و غروبے و نقلے و تحولے ندارد کہ اَلْعِشْقُ لَا يَزِيْدُ وَلَا يَنْقُصُ چون تعلق خاطر عشق ہمہ وقت ہمین باشد کہ ازین خباب دور نشوم بنا بران گوید قوله

تو دو باشد کہ رساند بسلامت باز م	اے خوش آنروز کہ آئی بسلامت برما

معنے آنست کہ اے محبوب من اگرچہ بتقاضائے وقت از خدمتِ تو جدا مے شوم لیکن اُمید وارم کہ خدا زود بسلامت بخدمت تو رساند و چون چندین اظہار عجز و شوق کرد بجواب معشوق سرفراز شد کہ اے خوش آنروز کہ باز بسلامت بر ما آئی۔ قوله

ہر کہ گوید بچہ کار رفت خدا را حافظ	گو بزاری سفرے کرد و برفت از برِ ما

معنے آنست کہ اے محبوب من اگر بعد ازین کسے از محبان من بخدمت تو آید و بپرسد کہ از برائے خدا

بگو که حافظ کجا رفت بگو مرا ورا که از بر ما گریه کنان سفر کرد و در بعضی نسخه این بیت چنانست قوله

تا ز وصفِ رخِ زیبای تو دم زد حافظ	ورقِ گل خجالست از ورقِ دفتر ما

غزل　قوله

تا جمالت عاشقان را زد بوصلِ خود صلا	جان و دل افتاد اندر دامِ زلفت در بلا

صلا آواز دعوت عام مراد ازان اقوال مشائخان زلف مراد جذبهٔ ذاتیه جلیه علیه سے زلف نام جذبهٔ ذات حق است ✣ دل که قیدش گشت جانِ مطلوبست ✣ چون در ریاضت وصلِ حق محالست تا که جذبهٔ ذاتیه جلیه علیه دامن گیر وقت سالک نگردد بنا بران گوید ازان زمانیکه جمالِ تو عاشقان را بوصلِ خود صلا زده که أَنَا الْمَوْجُودُ فَاطْلُبْنِي تَجِدْنِي ✣ و دیگر وَهُوَ أَنَّ لِقَاءَ اللّٰهِ لِلْمُؤْمِنِينَ حَقٌّ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ دل و جان طالبان در طلبِ آن دامِ زلف که مراد از و جذبهٔ ذاتیه است در بلا افتاده و گرفتار سختیها و شدائد گشته و محتمل که خال و زلفت بلا زلفِ همان که گفته شد خال نقطهٔ روح که مرکزِ قلب شده و سویدا نام گرفته معنی آنست که تا جمالِ تو عاشقان و طالبان را صلا زده و امیدوار گردانیده جان و دل طالبان در طلبِ آن خال و زلف در بلا افتاد و رخت عشق بباد داده یعنی عشاق همواره بطلب آن مقصود شوق میکنند و جذبات عشق با حوادثِ گیتی تعلقِ قلب بقالب رها نمیکنند که بدان مقصد رسند قوله

آنچه جانِ عاشقان از دستِ هجرت میکشند	کس ندیده در جهان جز کشتگانِ کربلا

کربلا موضعی است که قتلِ امام حسین رضی الله عنه دران بوده مراد ازان وادیِ عشق مراد از کشتگانِ کربلا عاشقانِ بلاکش که در وادیِ خونخوارِ محبت کشته شده اند معنی آنست که ای محبوبِ من آنچه در فراق و هجرِ تو از شدائد و بلیات جانِ عاشقان میکشد در جهان کسی آنچنان شدائد و بلیات در نظر نیاورده الا شهیدانِ کربلا یعنی عاشقانی که مقتول وادیِ خونخوارِ محبت گشته ـ چون عاشقِ صادق و مشتاقِ واثق را لازم است که هر چیزی که مطلوبِ محبوب است پیش گیرد بنا بران گوید قوله

ترکِ من گر میکند مستی و رندی جانِ من	ترکِ مستوری و زهدت کرده باید اولا

لفظ ندا مقدر است بر کلمهٔ جانِ من معنی آنست که ای جانِ من چون ترکِ ما رندی و مستی میکند ای مستانه بتاراج دلهای عاشقان می آید و باکی ندارد پس ترا نیز اولی و انسب آنست که ترک

نسخه در زلف و خال

مستوری و زہد نمائی و بیباکانہ بعشق درآئی و نیز محتمل ست لفظ ندا بر کلمۂ ترک باشد معنی آن باشد
کہ اے ترک چون جان ما رندی و مستی میکند اے مستانہ و بیباکانہ در عشق تو درآمد پس بہتر آنست
کہ تو ہم ترک مستوری گیری و ہم خانہ خود را نمائی - و چون عاشق را باید کہ وقت را غنیمت داند و
فرصت را از دست ندہد بنابران گوید **قولہ**

بزمِ عایش و موسم شادی و ہنگامِ طرب	پنجروز ایامِ عشرت را غنیمت دان ہلا

معنی آنست کہ اے دلِ من الحال این مجلسِ عاشقان و ایام جوانی کہ ہنگام حصول عشق و محبت است
کہ داری مغتنم شمار و این پنجروز ایامِ عشرت کہ ایامِ جوانی و زندگیست غنیمت انگار و ہر چہ توانی
حاصل کن و ہشیار باش و بغفلت مگذران کہ بعد ازان تاسف سودے نہ بخشد - چون عاشق را
رسیدن بپابوسِ معشوق اعلی مراتب است بنابران گوید **قولہ**

حافظا گر پابوسِ شاہ دستت میدہد	یافتی در ہر دو عالم زینت عز و علا

معنی آنست کہ اے حافظ اگر پابوس آن محبوبِ حقیقی کہ کنایہ از وصال است میسر آید بدان کہ مرتبہ
بلندی و مرتبہ بزرگی کونین مرا روے داد **غزل**

تا کے بدردِ ہجر کنے ناتوان مرا	یکدم بوصلِ خویش بکن شادمان مرا

ہجر جدائی و دوری از محبوب وصل پیوستن بہ محبوب معنی آنست بدان کہ وقتے کہ جبلّی ارواح
در عالمِ اطلاق بمشاہدۂ حقیقی مشغول و بوصلِ او مشغوف بودند و بعیش و عشرت و خوشی و خورمی
میگذرانیدند چون از عالمِ اطلاق بہ تقید آمدند و آن مشاہدہ از پیش رفت و بمہجوری و دوری مبتلا
گردیدند چو آن از ہجران سخت ترین عذابے و دردے نیست بنابران میگوید کہ اے محبوبِ من تا کے
این وجود نحیف و این شخص ضعیف مرا بغم و الم فراق و رنج و اندوہ ہجران ناتوان سازی می باید
کہ الحال از سر چندین جور و جفا کہ مرا از ان تغافل است بگذر و یکدم بوصلِ خویش رسان و بمشاہدت
تجلیات نما و شادمان گردان و چون معشوق غالب فراق عاشق خواہد تا کہ قدر وصال دریابد
بنابران گوید **قولہ**

مے خواستی ہمیشہ گرفتار ہجر خود	دیدی بکامِ خویشتن آخر چنان مرا

معنی آنست وقتے کہ روح در عالمِ اطلاق بود مدام ندا از حضرتِ احدی در میرسید کہ اے بندگان

شما قدرِ وصالِ من نمیدانید چرا که قدرِ وصال بے فراق دانسته نے شود بنابران میخواهم که شمارا بکانے فرستم تا قدر این معلوم نمائید چون درین عالمِ فانی نزول نمود آن وقت وآن خطاب باو یاد آمد بنابران بجواب گوید یعنی همیشه ارادهٔ تو برین بود که مارا بآتشِ هجر سوزی و زرِ مارا بوتهٔ امتحان درآری لاجرم مرا چنان که میخواستی بکامِ خود دیدی مبیت داشتی در دل که جانم را بسوزی در فراق عاقبت کردی بجانم آنچه در دل داشتی ❊ چون عاشقِ صادق را بغیراز درِ معشوق ملجا و ماواے نیست بجز ذاتِ محبوب غمگساری نه بنابران گوید **قوله**

بنود هیچ وجه دمے از تو ام گریز　　زان رو که نیست جز تو کسی در جهان مرا

معنے آنست که اے محبوب من در هر حالے که هستم خواه در رنج خواه در راحت خواه در قبض خواه در بسط خواه در فراق خواه در وصل خواه در لطف خواه در قهر هیچ وجه از جناب گردون قباب تو گریز ندارم چرا که بجز ذاتِ عالی صفات تو در جهان کسے ندارم که التجا بدو کنم چون در عشق ترکِ خواب و خور و دران انقطاع اُمیدِ زندگی مے باشد بنابران گوید **قوله**

در حیرتم که بے تو چسان زندگی کنم　　چون نیست خواب و خور ز غمت یکزمان مرا

معنے آنست که اے محبوب من در حیرتم که بے دیدار روح افزاے تو چون زندگی کنم چون از فراقِ تو زمانے مرا کار با خواب و خور نیست اے قریبِ هلاکت رسیده ام چون در فراقِ یارِ دلدار هیچکس مونس و غمخوار نمے تواند شد چرا که غیر را گنجایش کجا بنابران گوید **قوله**

اُفتاده ام بکنجِ غم و جز فغان و آه　　نے یارے غمگسارے و نه همزبان مرا

معنے آنست که از عالمِ اطلاق بعالمِ تقیید نزول کرده ام واز دولتِ وصل به غمهاے هجر مبتلا گشته ام و درینجا نه یارے دارم و نه غمگسارے که با آن ترکِ غم توان نمود الا جز فغان و آه که با آن عمر بسر می برم و چون در هجرِ معشوق عاشق را بجز از گریه و فغان کارے نیست بنابران گوید **قوله**

بودم همیشه شاد ز وصلت ولی کنون　　کارے ز هجرِ تو نبود جز فغان مرا

معنے آنست که در ابتداے حال که بعالمِ اطلاق در مشاهده مشغول بودم از دولتِ وصلِ تو بشادی مے گذرانیدم ولیکن الحال چون بعالمِ فانی نزول کردم بسببِ هجران تو و دور اُفتادن از ان مشاهده جز فغان و زاری کارے ندارم چون کارِ معشوق بجز از عاشق کشی نیست از انکه تا عاشق

عالیجاه عنوان ظفر گشته نسخه بود

فانی نشود بمحبوب نه پیوند د بنابران گوید قوله

حافظ عجب مدار اگر مے گشد بغم	از درد فرقت آن منہ مہربان مرا

معنے آنست کہ اے حافظ اگر آن محبوب سنگین دل بوصل خود منیر ساند و بغے از درد فراق خود میکشد عجب مدار کہ کار معشوقان و شیوہ محبوبان ہمین است و تا کشتہ نشوی فانی نگردی ہرگز بمحبوب نہ پیوندے و بوصل او نہ رسی۔ غزل

دوش از مسجد سوے میخانہ آمد پیر ما	چیست یاران طریقت بعد ازین تدبیر ما

مسجد عالم اطلاق کہ موجب قرب و محل طاعت ست میخانہ دنیا کہ مقام معصیت است پیر کنایہ از محمد صلعم مرشد کامل دریجا مصطفٰے است + ہم نبی و ہم ولی را رہنما ست معنے آنست کہ محمد علیہ السلام از عالم اطلاق بہ تقید کہ مقام دنیا است درآمدے یاران طریقت بعد ازین تدبیر ما چیست و تحتمل کہ از مسجد مراد زہد از ذکر لازم و ارادہ ملزوم و از میخانہ مراد عشق کہ صلعم عالم عشق است پس منیا ایست + کز شراب ش عقل کل دیوانہ ایست + و پیر مراد مرشد وقت و یا کنایہ از شیخ صنعان یعنی آنست کہ پیر ما از روز ازل از زہد اعراض نمودہ رو بعالم عشق آورد و یا آنکہ مرشد ما در روز ازل [illegible] ہر نمودہ رو با فعال باطنیہ آوردہ چنانچہ فرقہ ملامتیہ پس تہذیب کار و تدبیر اطوار ما [illegible] بایدزیست قولہ

با مریدان روبسوی کعبہ چون آریم چون	روبسوے خانۂ خمار دارد پیر ما

کعبہ مراد عالم اطلاق چون آریم چرا خواہان او باشیم خانۂ خمار دنیا کہ مقام معصیت است معنے آنست کہ چون محمد علیہ السلام از عالم اطلاق بہ تقید درآمد ما کہ مریدان پیران اوئیم روبسوے عالم اطلاق چون آریم و چرا خواہان آن عالم باشیم ہرگاہ پیر ما رو بعالم تقید آورد و تحتمل کہ ما مریدان چرا بزہد گرائیم و روبسوے ورع آریم کہ مراد از ایشان اعمال ریائیہ است ہرگاہ پیر ما بسوئے خانۂ خمار کہ مقام عشق است و مراد از آن ترک اعمال ریا است چنانچہ فرقہ ملامتیہ توجہ داشتہ باشد و چون مرشد را تبعیت مرشد لازم است بنابران گوید قولہ

در خرابات مغان ما نیز ہم منزل شویم	کین چنین کردست ایزد در ازل تقدیر ما

خرابات مغان خرابی اوصاف بشری صلعم ہر کو بخرابات نشد بیدین است + زیرا کہ خرابات اصول دین است + معنے آنست کہ مناسب ما آنست کہ در طریق عشق و محبت با پیر ہم منزل

شویم واز علو همت رخت بدان سو کشیم که در ازل تقدیر ما همچنین رفته است پس ما براهے رویم که پیر ما
بدان راه رفت وتحمل که در خرابی بشریت با پیر هم منزل شویم واز علو همت رخت بدان سو کشیم که
همچنین در ازل تقدیر ما رفته است پس ما براهے رویم که پیر ما بدان راه رفت وچون در عالم عشق در آمد
و به انواع سختی وهجر مبتلا شد آن مقام قرب یاد آمد بنابران اظهار احوال خود میکند قوله

زلف بگشادی ز دست ما بشد نخچیر ما	مرغ دل را صید جمعیت بدام افتاده بود

مرغ دل اضافه بیانیه زلف عالم تقیید چنانچه زلف ساتر روی است عالم تقییدات ساتر عالم اطلاق
معنے آنست که از ازل در عالم اطلاق بمشاهده مشغول بودیم وچون عالم تقییدات را ظاهر ساخت
نخچیر ما از دست شد وآن جمعیت به پریشانی مبدل گردید چون پریشانی زلف موجب پریشانی عاشق است
بنابران گوید قوله

نیست از سودای زلفت بیش ازین توفیر ما	باد بر زلف تو آمد شد جهان بر من سیاه

باد حکم واراده توفیر زیادتی معنے آنست که اراده وخواهش تو بحکم کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف
فخلقت الخلق کلا غرض زلف ترا پریشان کردای عالم تقیید را بجلوه آورد وحکم تقیید بر اطلاق غلبه نمود
جهان بر من از قوت مشاهدهٔ اطلاق سیاه شد از سودای زلف تو توفیر وزیادتی ما ازین نیست
یعنے ما در سودائے زلف تو امید وار زیادتی بودیم یعنے امید آن داشتیم که لذتے که در عالم اطلاق نبود
در عالم تقیید حصول خواهد نمود وآن لذتیست که بتوسط خواهش جسمانی حاصل شود اکنون آن لذت
عالم اطلاق از غلبهٔ احکام تقیید از میان رفت چون گریه وزاری عاشق را در دل سنگین معشوق گذر
نیست بنابران گوید قوله

آه آتش بار وسوز ونالهٔ شبگیر ما	در دل سنگینت آیا هیچ درگیرد شبے

دل سنگین صفت قیومیه باعتبار استغنا آیا حرف تمناست ؎ که سلطان ازین روزه آیا چه خواست
* درگیر دا اثر کند شبے وقتے شبگیر بمعنے شب وصبح معنے آنست که چون مشاهدهٔ عالم اطلاق از ما باز داشتی
باین که زلف را بر کشادی یعنی عالم تقیید را بجلوه آوردی واین بمنزله آنست که معشوق ظاهر سنگدلی
میکند وحال خود را بفراق مبدل کند آه آتش بار وسوز ونالهٔ شبگیر ما که کنایه از مناجات سحرگاهیست
سر میزند تمنا دارم که در تو اثر کند تا آن زلف را که گشاده بر بندی وصید جمعیت ما که کنایه از مشاهدات

باز بدستِ ما دہی و آن تمناے مرگست فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ سوال لفظ سنگین مشعر بترک ادب است جواب ع گفتگوے عاشقان در کار رب + جوششِ عشقست نے ترکِ ادب + بآید دانست کہ عشق اگرچہ سراسر رنج و درد است کہ اَلْعِشْقُ تَمَامُ الْمِحْنَةِ وَالْبَلَاءِ اما بسا عیش درو مضمراست کہ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا وچون آن عیش از نظرِ عاقلان مخفی ست و بجز رنج و زحمت در نظر نمی آید میگوید قوله

عقل گر داند کہ دل در بندِ زلفت چون خوش است | عاقلان دیوانہ گردند از پئے زنجیر ما

معنے آنست کہ اگر عقل داند کہ دل درین بندِ زنجیر زلف تو کہ مراد از وجذبۂ عشق است اوقات گرامی بچہ ذوق مے گذراند عاقلان ہمہ دیوانۂ او گردند و در جستجوے زنجیرِ ما شوند و آرزوے آن قید کنند اما چون عقل را در کوے عشق راہ نیست و یکے از نامحرمانِ درگاہ است بنابران عاقلان در معرض انکارند و ازین سعادتِ عظمیٰ محروم۔ چون از زبانِ عاشق سخنے غیر از لطف و خوبی بر نمی آید بنابران گوید قوله

روی خوبت آیتے از لطف بر ما کشف کرد | زان سبب جز لطف و خوبی نیست در تفسیر ما

معنے آنست کہ چون روے خوبِ تو در عالمِ تقیدات علامتِ اطلاق کہ مشاہداتِ تجلیات ہست از روے لطف و مہربانی بر ما مکشوف گردانید کہ در ہمہ جا ظہورِ جمال روے تو مے بینم کہ ع ہر کجا می نگرم روے ترا مے بینم + ازینجہت در معرضِ بیانِ ما بجز لطف و خوبی نیست کہ ہر چہ در معرضِ ظہور مے بینم بمعرضِ بیان مے آرم چون آتشِ عشق در سینۂ عاشق شعلہ میزند از راہِ بے اختیاری نعرہ مے زند و آہ میکشد بنابران مے گوید قوله

تیرِ آہِ ما ز گردون بگذرد جانِ عزیز | رحم کن بر جانِ خود پرہیز کن از تیر ما

جانِ عزیز کنایہ از معشوق معنے آنست کہ اے محبوبِ من حالتِ من در عشقِ تو بجاے رسید کہ تیرِ آہِ ما از گردون میگذرد و آسمان را سوراخ میکند پس رحم نما بر جانِ خود و از آہِ ما پرحذر باش واین معنے اگرچہ بظاہر بے ادبیست اما در معنے چنان نیست یعنی چون جانِ مہربانِ تو از تیرِ آہِ ما پریشان حالان بسانِ زخمی تیر خوردہ متاذی مے شود پس باید کہ از حالِ ما فارغ نباشی تا اینچنین تیر از ما سر نزند و نیز اینچنین گفتگو از عاشقان موجب زجر نیست کہ ع گفتگوے عاشقان

در کارِ رب ❊ جوششِ عشق است نے ترکِ ادب ❊ وحکایت موسےٰ وشبان در مثنوی مشهور است
وبحیثل که اے محبوبِ من تیر آهِ من آسمان را بشگافت وازوے درگذشت اے زندگی بخش من رحم کن
وشفقت نما بر جانِ خود اے بروحی که از غایت تعظیمش نسبت بخود کرده که نَفَخْتُ فِیهِ مِن رُّوحِی پرهیز
کن وحفظ نما آن روح مکرم را از تیر آهِ نهانیِ ما یعنے جان را هدفِ تیرِ هجران مکن چون سالک را
بهتر ازین نیست که متابعتِ اعمالِ پیر کند وظاهر وباطن خود را یکسان کند بنابران گوید **قوله**

بر درِ میخانه خواهم گشت چون حافظ مقیم	چون خراباتی شد اے یارِ طریقت پیرِ ما

میخانه عشق است ❊ عالمِ عشق اے پسر میخانه ایست ❊ کز شرابش عقلِ کل دیوانه ایست ❊ خواهم
گشت میم متکلم کنایت از شخص است حافظ کنایه از قلبِ خود معنے آنست که همچو حافظ در عالمِ
عشق مقیم خواهم گشت واز همه سو معرض خواهم گردید هرگاه پیرِ ما خراب سازنده اوصافِ بشری شد
ما را نیز باید شد اے یارِ طریقت یعنی چنانچه قلب وابستهٔ عشق است قالب را نیز وابسته خواهم ساخت
وبوعظ این وآن نخواهم پرداخت

غزل

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدا را	دردا که رازِ پنهان خواهد شد آشکارا

صاحبدلان کنایت از عاشقانِ بالله خدا را واسطهٔ خدا دردا افسوس رازِ پنهان کنایت
از عشق که کتمانِ آن موجبِ شهادت است قَالَ مَنْ عَشِقَ وَعَفَّ وَکَتَمَ فَمَاتَ مَاتَ شَهِیدًا
معنے آنست که هجرانِ آن یارِ سنگین دل حالِ مرا بجاے رسانیده که دل از دست میرود واز حیطهٔ
اختیار بیرون می آید افسوس که آشکارا میگردد رازِ پنهان اے عشق که از کتمانِ آن امیدِ شهادت
داشتم پس حسبةً لله توجه فرمائید که آن سعادت از دست نرود چون کارِ عاشق بے توجهِ مرشد
بجاے نمیرسد بنابران گوید **قوله**

کشتی شکستگانیم اے بادِ شرطه برخیز	باشد که باز بینیم آن یارِ آشنا را

بادِ شرطه بادِ لایق کشتی کنایه از ان مرشد یارِ آشنا حق تعالی معنے آنست چون از عالمِ اطلاق
بعالمِ تقیید نزول کرده ام از ان زمان حالِ ما بحالِ کشتی شکستگان ماند که بآسیبِ بادِ صرصرِ
حوادث وتعلقات بهر سو می افتیم وگرفتار قیدی میگردیم پس اے مرشد کجائی واز حالِ ما غافل
چرائی برخیز وتوجهے در بارهٔ ما کن که بتوجه تو بروے آن آشنا که محبوبِ حقیقی است باز به بینیم **قوله**

ای صاحب کرامت شکرانهٔ سلامت	روزی تفقدی کن درویش بینوا را

صاحب کرامت خطاب بمرشد تفقد باز پرس وغمخوارگی نمودن معنی آنست که ای مرشد صاحب کرامت از جهت ادای شکر سلامتی خویش که بدرگاه پروردگار داری روزی درویش بینوا را دل بدست آر وغمخوارگی او نما **قوله**

سرکش مشو که چون شمع از غیرتت بسوزد	دلبر که در کف او موم است سنگ خارا

دلبر کنایت از حقتعالی معنی آنست که سرکشی منما یعنی برین حسن وخوبی خود غره مباش وگرنه دلبری که در کف او از هیبتش سنگ خارا موم گردد ترا از غیرت شمع وار بسوزد زیرا که عظمت وکبریا خاصهٔ اوست قال الله تعالی العظمة ازاری والکبریاء ردائی چون صاحب حشمت را لازم است که بدین حشمت دوروزه غره نشود بنابران گوید **قوله**

ده روز مهر گردون افسانه است وافسون	نیکی بجای یاران فرصت شمار یارا

ده روز عبارت از مدت قلیل یاران کنایت از مسترشدان یار خطاب بمرشد معنی آنست که برین روزی چند که گردون با تو موافقت نموده ترا بمطلب تو فیروز گردانیده مغرور مشو که این افسانه ایست برای فریفتن تو در پیش آورده وبعد از چند روز افسانه شدنیست وافسونیست که برای رام کردن تو بکار برده پس ای یار من این وقت را غنیمت دان وبهر نیکی که امروز کردن می توانی بجای یاران بکن اَحْسِنْ کَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْکَ ای یار احسان کار مردانست تا در نشأه مزرع آخرت دست وپا داری از احسان دست مدار که ذخیرهٔ حسنات دنیا وآخرت است فرصت از دست مده که وقت کار اینست وکار امروز بفردا مفگن چون مسترشد چندین اظهار شگفتگی نمود بنابران بشغلی که باعث فتح باب است فرمود که **قوله**

آئینهٔ سکندر جام جم است بنگر	تا بر تو عرضه دارد احوال ملک دارا

آئینهٔ سکندر آئینه که سکندر ساخته بود جام می کنایت از دل عاشق دارا مخالف سکندر بود اینجا مراد از نفس که دشمن سالک است که اَعْدٰی عَدُوِّکَ نَفْسُکَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْکَ ویا شیطان که اِنَّ الشَّیْطَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ معنی آنست که ای سالک جام می که عبارت از دل تست بمنزلهٔ آئینهٔ سکندر است در تصفیهٔ آن بکوش تا بر قبائح وذمائم نفس وشیطان واقف

این حدیث قدسی است مشکوٰة المصابیح ۱۲

گردی واز وساوس وذنب آنها سلامت مانی ویا مراد از آئینهٔ سکندر دلِ سالک و جامِ جم
جامے کہ جم ساختہ گویند کہ چون جم مغلوب دارای اکبر شد و تابِ مقاومتش نماند جام ساخت کہ دران
احوالِ ملکِ دارا معلوم مے شد تا ہر مصلحتے کہ او میکرد این در دفعِ آن میکوشید چون بعد از جم سکندر رسید
جام را شکست آئینہ ساخت دارا مراد دارای اکبر کہ مخالفِ جم بود اینجا کنایت از نفس و شیطان معنے
آنست کہ اے سالک دلِ تو بمنزلہ جامِ جم ست در تصفیهٔ آن بکوش تا از مغیبات کشف شود
واز وساوسِ نفسانی و شیطانی مصئون ومحروس گردی وتحتمل کہ از آئینهٔ سکندر دلِ مرشد مراد
بود و مراد از جامِ جم بحکم عُلِّمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ قلبِ محمدی ؐ وچون ہمہ قلوب مظاہر قلب
محمدیست بنابران گفتہ کہ آئینهٔ سکندر عین جامِ جم ست زیرا کہ ظاہر عینِ مظہر ست چون آب و حباب و
نگریستن در دلِ عارف مرشد موقوف بر فنای شخست با فعال و ذات وصفات چنانچہ بجز وجود شیخ
در نظر شہودش نماند واتحاد تام در وجودین پدید آید پس درین وقت دلِ خود دیدنش عین دیدن
دلِ شیخ است چنانچہ تازیانہ بر لیلے زدند اثر آن بر پشتِ مجنون ظاہر آمد یعنے بر پشت مجنون
نقش بست چون در اشتغال نمودن بشغل در حالت روے مید ہد بعضے بسلوک قائم
میمانند وحق امر ونہی کما حقہ بجاے آرند آنرا سالک می نامند و بعضے بجذباتِ حق منجذب
مے شوند وایشانرا مجذوب میخوانند ومجذوب آنست کہ بعد از وصول بدرجہ کمال حوالہ تکمیل و
رجوع خلق بدیشان نرفت وغرقہ بحر جمع گشتند ودر شکم ماہی فنا چنان ناچیز و مستہلک
شدند کہ از ایشان ہرگز اثرے وخبرے بساحلِ تفرقہ وناحیتِ بقا نرسید ودر سلکِ
زمرهٔ سالکان قبابِ غیرت انخراط یافتند وبعد از کمال وصول ولایت تکمیل دیگران
با ایشان مفوض نگشت زیرا کہ در بحرِ وحدت غرق در نظر او ذات است بلا صفات چون
قطرہ بقلزم گم در ینجا ملاحظہ شرع نماند چہ در نظر ایشان در شراب وآب فرق نیست زیرا کہ
ہر چہ نظر کنند خدا را بینند اگر در ینجا صاحب قول آید گوید اَنَا اَقُوْلُ وَاَنَا اَسْمَعُ ویا ھُوَ
یَقُوْلُ وَھُوَ یَسْمَعُ واگر شراب آید گوید اَنَا اَشْرَبُ ویا ھُوَ یَشْرَبُ واگر صاحبِ حسن آید گوید
اَنَا اَبْصُرُ ویا ھُوَ یَبْصُرُ ھَلْ فِی الدَّارَیْنِ غَیْرُہٗ چون مجذوب معفور ست بنابران گوید قوله

آن تلخوش کہ صوفی اُمُّ الخبائث خواند ا	اَشْهَیٰ لَنَا وَاَحْلیٰ مِنْ قُبْلَةِ الْعَذَارَا

تلخوش شراب صوفی مراد رسول اُمّ الخبائث اَلخمرُ اُمُّ الخبائث یعنی شراب مادر پلیدیہاست اشہی مرغوبہ تر لنا مارا احلی شیرین تر من از قُبلۃ بوسہ عذارا ازنان دوشیزہ معنے آنست کہ شراب اگرچہ رسول علیہ السلام اورا مادر پلیدیہا خوانده وحرام کرده لیکن نزد ما مرغوبتر وشیرین تر از بوسہ زنان باکره کہ ہمہ را مرغوب است چراکہ ما مجذوبیم ومجذوب مغفورست وتحتمل کہ مراد از تلخوش فقر باعتبار شدائد مراد از صوفی کسے کہ لذت او ندا شتہ باشد واورا مادر بدیہا می شمرد ام الخبائث باعتبار اَلفَقرُ سَوَادُ الوَجہِ فِی الدَّارَینِ وَکَادَ الفَقرُ اَن یَّکُونَ کُفراً معنے بیت ظاہرست وتحتمل کہ مراد از تلخوش عشق کہ اَلعِشقُ عَذَابُ اللّٰہِ الاَکبَرُ وصوفی کنایت از زاہد اُمُّ الخبائث باعتبار اَلعِشقُ تَمَامُ المِحنَۃِ وَالبَلَاءِ معنے بیت ظاہر چون ارشاد مرشدان بمسترشدان مدام ترغیب عشق ست وفرود آمدن از ہستی ومطلب عاشق نیز ہمین است بنابران گوید **قوله**

در حلقۂ گل و مل خوش خواند دوش بلبل	ہاتَ الصَّبُوحَ ہُبُّوا یا اَیُّہا السُّکارا

حلقۂ گل و مل مجلس نورسیدگان طریقہ **بلبل** مراد مرشد معنے آنست کہ شب گذشتہ در حلقہ نورسیدگان طریقہ واہل محبت مرشد ما چہ سخن خوش گفت کہ بگیرید شراب صبح را اے در عشق درآئید وفرود آئید ازین ہستی یعنے درباز یداین ہستی موہومہ را اے ہر کدام مستان وتحتمل کہ مراد از گل محبوب چنانچہ ناظم خود فرموده ؎ ای گل بشکر آنکہ توئی بادشاہ حسن ✤ با بلبلان عاشق شیدا مکن غرور ✤ و مل شراب ومراد ازان ہرچہ ترا از تو برباید ؎ از مے ہمہ آب لعل و زر فہم مکن ✤ ہرچیز ترا از تو ستاندمے تست ✤ وآن محبت است مراد از حلقۂ گل و مل محفلے کہ درو ذکر محبوب ومحبت رود **دوش** شب گذشتہ مراد ازان اوان ماضیہ و**بلبل** مرغیست خوشخوان ومراد ازان رسول علیہ السلام کہ اَنَا اَفصَحُ العَرَبِ وَالعَجَمِ چنانچہ خاقانی گفتہ ؎ مصطفےٰ دم بستہ وخلوت نشستہ بہر آنکہ ✤ بلبل ونخل ست گیتی را زمستان آمده **ہات** بمعنے بگیر **صبوح** شرابے را گویند کہ علی الصبوح بنوشند چنانچہ ناظم خود فرموده ؎ مید مد صبح وکلہ بستہ سحاب ✤ الصبوح الصبوح یا اصحاب ✤ ہبوا فرود آئید ایہا حرف زائد است کما قال ایہا العزیز سکارا مستان وتقدیر کلام مصرع ثانی چنین است یا ایہا السکارا ہات الصبوح ہبوا سکارا بیت آنست کہ در اوان ماضیہ مرشد کامل یعنے رسول علیہ السلام ؎ مرشد کامل دریخا مصطفےٰ ست ✤ ہم نبی وہم ولی را خلاصہ

رہنما است * بحفل حقیقۃ منزل این در رغرار شاد چہ موجہ سفتہ است کہ لے طالبان صادق و محبان واثق بگیرید شراب صبح را اے درحصول عشق ومحبت ساعی باشید کہ اَلْجَذْبَۃُ مِنْ جَذْبَاتِ الْحَقِّ تُوَازِیْ عَمَلَ الثَّقَلَیْنِ و فرود آئید ازین ہستی موہومہ یعنی بمقتضاے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ہا این ہستی موہومۂ خود را در بازید وببقاے حقیقی کہ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی باقی و پایندہ گردید چہ کار عاشق درگذشتن است ازین ہستی مستعار چنانچہ نقلست کہ روزے حسن بصری وشقیق بلخی وابراہیم ادہم بعیادت رابعہ رفتند سخن در محبت اُفتاد قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاہُ مَنْ لَمْ یَصْبِرْ عَلٰی ضَرْبِ مَوْلَاہُ رابعہ گفت این سخن ہیچ در حسیت قَالَ الشَّقِیْقُ الْبَلْخِیُّ لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاہُ مَنْ لَمْ یَشْکُرْ عَلٰی ضَرْبِ مَوْلَاہُ رابعہ گفت شکر ترین صبر است قَالَ اِبْرَاھِیْمُ بْنُ اَدْھَمَ لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاہُ مَنْ لَمْ یَتَلَذَّذْ عَلٰی ضَرْبِ مَوْلَاہُ رابعہ گفت این سخن بسیار خوب است اما بوے منی می آید ہمہ گفتند اے رابعہ اکنون نوبت تست قَالَتِ الرَّابِعَۃُ لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاہُ مَنْ لَہٗ شُعُوْرٌ عَلٰی ضَرْبِ مَوْلَاہُ فَھِمَ مَنْ فَھِمَ اکثر اقوال وافعال عاشقان موجب لوم لائمان مے گردد چون صدور افعال مرایشان را اختیار نیست بنابران گوید قولہ

درکوے نیکنامی ما راگذر ندادند	گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را

معنے آنست کہ اے ملامتگر من چون ازما افعال خیر بظہور نے آید وبجز از افعال شر سر بر نمیزند حکم کہ سرنوشت ما ہمینست واگر تو این سخن ما را نمی پسندی پس قضا را تغیر دہ کہ ازما بجز از نوشتۂ قضا بوجود نخواہد آمد چرا کہ ما را در صدور افعال اختیارے نیست نمیدانی کسے کہ بالذات باطل نیست مراورا در صدور افعال چہ اختیار و چون وجود تو از خود نیست یعنی معدوم ہستی اختیار در افعال چگونہ باشد چرا کہ افعال تابع صفات و صفات تابع ذات پس کسے را کہ وجود از خود نباشد ہر آئینہ بذات خود نہ نیک باشد ونہ بد چہ از معدوم فعل صادر نمی شود و دلائل بے اختیاری بندہ بسیار است کسے را دیدی کہ یکدم شادمانی بے غم کردہ باشد یا یکروز برمراد خاطرِ وے گذشتہ باشد بلکہ خلاف ارادہ آن واقع میشود واین دلیل بے اختیاری ست قَالَ عَلِیٌّ عَرَفْتُ اللّٰہَ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ اگر ورا اختیارے بودے فسخ عزائم بظہور نہ پیوستی وکرا دیدی کہ ہمہ اُمید ہا را حاصل شدہ باشد عدم حصول مطالب

دلیل بے اختیاریست اگر اختیارش بودی مطلب دینی وے بایستی کہ بر نہج مراد وے حاصل شدی دیگر
ہیچ کس در مرتبۂ کمال مثل انبیا در کمال نبوت و اولیا در کمال ولایت و حکما و علماء در کمال دانش و علم
و سلاطین در کمال سلطنت این زوال و این انتقال در مراتب کمال کہ مطلوب است با وجود
قدرت معنوی و صوری کہ داشتہ اند دلیلے تمام ست بر عدم اختیار پس در جمیع صور در ہمہ جا و ہمہ محل
موثر حق است کہ لَا مُؤَثِّرَ فِی الْوُجُودِ اِلَّا اللّٰہُ چہ وجود و افعال جمیع اشیاء وجود و فعل حق است کہ بصورت
ایشان ظہور نمودہ و نسبت افعال بمظاہر عین مجاز ست چرا کہ چیزے را کہ فی نفس الامر وجود حقیقی نداشتہ
باشد افعال را کہ تابع اوست وجود نخواہد بود و فی الحقیقت غیر حق را نہ ذات است و نہ صفات ؎
لَا قَوْمَ فِی الْکَوْنِ وَلَا اِبْلِیْسُ ✤ لَا مُلْکُ سُلَیْمَانَ وَلَا بِلْقِیْسُ ✤ فَالْکُلُّ عِبَارَۃٌ وَّاَنْتَ الْمَعْنٰی ✤ یَا مَنْ ہُوَ لِلْقُلُوْبِ
مُغْنَاطِیْسُ ✤ وانچہ اعتقاد نمودہ کہ فاعل فعل خود منم و مارا قدرتے در فعل خود است
چگونہ بیان واقع باشد کہ تو نبودی و در عالم عین ظہور نداشتی و بحکم کُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْہُ فِی الزُّبُرِ اعمال
و افعال در علم حق مخلوق چیزے کہ بیشتر از تو مخلوق بود چگونہ بقدرت تو مخلوق شد و ترا نہ از بہر آن
روح اضافی بخشیدہ کہ باختیار خود فاعل فعل خود باشی بلکہ ترا از بہر کار دگر برگزیدہ اند و خلعت وَلَقَدْ
کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ پوشانیدہ اند و آن آنست کہ تو در نمودن ذات و صفات و اسما بمثابہ آئینہ صیقلہ
باشی تا حق خود را بجمیع کمالات ذاتی و صفاتی و اسمائی بشہود عینی در تو مشاہدہ نماید و آئینہ را در نمودن
صور چہ اختیار و کجا قدرت و ہر چہ در عالم بظہور رمے آید و در مرآت موجودات جلوہ گری مینماید
ہمہ صورت آن احکام علمی اند کہ حضرت الوہیت بقدرت و ارادہ در خور قابلیت ہر عینی از اعیان
معین فرمودہ و قضا بران رفتہ خلاف آن اصلا نتواند بود کہ لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ ذٰلِکَ الدِّیْنُ
الْقَیِّمُ پس ہر آئینہ عمل و فعل کہ از ہر یک پیدا مے شود بحقیقت او را دران اختیار نیست حکم آنہیست
معنی این بیت و بیت دیگر کہ ؎ مرا بہ رندی و عشق آن فضول عیب کند ✤ کہ اعتراض بر اسرار
علم غیب کند ✤ دیگر ؎ مکن بچشم حقارت نگاہ در من مست ✤ کہ نیست معصیت و زہد بے مشیت او ✤
مزاحم شریعت مے باشد زیرا کہ ہر کہ مانع بدکاری و بدمستی بود او را گویند کہ چون تو بدکاریہای ما نمی پسندی
قضا را تغیر دہ کہ قضا در باب ما چنین رفتہ ما مجبور حکم قضا ایم پس اینجا تنفیذ احکام بر مے افتد
و امر معروف و نہی منکر بر میخیزد و امثال این بیت معنی چہ باشد جواب وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اکثر جواب امثال

این ابیات موافق مضمون جواب خدا تعالی که در اعتراض ملکوتیان واقع شد که اِنِّی اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ و اعتراض انسان اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا بمعنے اعتراض بود بر اسرار علم غیب واین بجز فضولی بیش نیست ازانجا که گفت سوال اعتراض اہل ملکوت نیز داخل در علم غیب است پس اعتراض بر اعتراض نیز اعتراض بر اسرار علم غیب است جواب اگرچه اعتراض ملکوتیان داخل علم غیب ہست اما چون اعتراض ناظم بر ایشان موافق جواب اعتراض ایشان است اعتراض بر اسرار علم غیب نباشد انتہے کلام تحقیق بدان که ہر گناہ که از بندہ صادر میشود اگرچه ظاہر از بندہ مے نماید لیکن در حقیقت از حق است که پردہ نشین این صورت است بحکم مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ـ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا لیکن گاہ براے ظاہر کسب رعایت ادب بحکم وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَیِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ به بندہ منسوب میشود لہذا آدم علیه السلام گفت رَبَّنَا ظَلَمْنَا بخود امر کرد و اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ وگاہ بنظر خلق و رعایت حقیقت به حق منسوب میگردد وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ونسبت بحق شیوۂ انبیا است بلکه مثل این اعراض که از خواجه بر ملا منکر ست از آدم بر موسے نیز واقع شد چنانچه در فصل اول از باب القدر مشکوٰۃ بروایت ابوہریرہ رضه که روزے رسول عم فرمود که میان حضرت آدم و موسےؑ نزد حق سبحانه مناظرہ واقع شد و غلبه کرد آدمؑ بر موسےؑ ـ موسےؑ از آدمؑ سوال کرد که چرا دانه گندم خوردی که مع فرزندان بر زمین افتادی آدمؑ گفت که یا موسے پیش از خلقت من توریت تو چند سال مکتوب شد گفت چہل ہزار سال آدمؑ گفت که در وے مکتوب یافتی که فَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى گفت آرے گفت براے عملے که پیش از خلقت من مکتوب شد ملامت روا نباشد چون بہتر است که ہیچ وجه با ہیچکس قیل و قال نکند و صلح کل در میان آرد بنا بران گوید قوله

آسایش دوگیتی تفسیر این دو حرف ست	با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

معنے آنست که اگر آسایش دوگیتی خواہی حصول نمودن که نه از کسے در دنیا بتو رنجشے رسد و نه در آخرت کسے دامنگیر تو شود پس در عمل نمودن این دو حرف ساعی باش و آن اینست که بر دوستان و دشمنان یکسان باش و ہیچکس را آزردہ مساز و از ہیچکس آزردہ مشو که راہ خدا ہمین ست که نه از کسے رنجیدن و نه کسے را رنجانیدن چون از سوال و جواب فارغ شد باز بمقام خود میرود و چون

سالک و مجذوب در ہر شئے ذات او را ملاحظہ مینماید و حظ از ان میسر باید خصوصاً در مشاہدۂ صاحب جمالان منودن بنابران گوید قوله

ساقی بده بشارت پیران پارسا را	خوبان پارسی گو بخشندگان عمر اند

باید دانست کہ باعث دلبستگی سالکان بصور جمیلہ آنست کہ عارفان صاحبان شہود در ہر آئینۂ زشت و زیبا معاینۂ معشوق میکنند ولیکن گاہ باشد کہ انجذاب دل او بجانب بعضے مظاہر بسبب اسماے کہ در عارف متجلیست و ہمان اسما در ان بعض مظاہر ہست یا براے التذاذ روحانی یا کمال دران بعضے مظاہر یا براے غلبہ کردن اسماے کہ در بعضے مظاہر اند بر اسماے کہ در عارف اند و یا حق تعالی تجلی صوری در مظاہر حسنہ می نماید براے تانیس سالکان پس مراد از خوبان پارسی گو معشوقان لطیف گو عالم شہادت باشد پیران پارسا منکران معنی آنست کہ چون بتجلی صوری حق مشرف شد و بدان سبب والہ و شیفتہ خوبان گردید و زندگی از سر نو یافت میگوید کہ این معشوقان عالم شہادت زندگی بخشندہ اند پس اے ساقی منکران را این بشارت رسان تا ازین انکار باز آیند و یکے از ما فسوند چون موجب رفع غم سالک بجز از سخنان عشق نیست بنابران گوید قوله

کین کیمیاے ہستی قارون کند گدا را	ہنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی

ہنگام تنگدستی حالت ہجوم غمہا عیش و مستی عشق و استماع سخنان عشق کیمیای ہستی اشارہ بعشق قارون مراد صاحب عرفان ـ و گدا ـ مرد ناقص معنے آنست کہ اے عاشق صادق ہر گاہ کہ غمہا و المہا بر تو ہجوم آرند ترا باید کہ در عشق و مستی کوشش نمائی یعنے بعشق مستغرق شوی و باستماع سخنان عاشقانہ میل نمائی کین عشق کیمیائیست کہ مس وجود را زر میگرداند و بدان گدا را قارون میسازد اے ناقصان را بکمال میرساند چون سخنان عشق فرحت افزاے دلہاست بنابران گوید قوله

در رقص و حالت آرد پیران پارسا را	گر مطرب حریفان این پارسی بخواند

مطرب حریفان کنایت از مرشد و لفظ الف کہ در پارسا ست محض براے تحسین است یعنے پیران پارسا را و تنک فہمانی کہ از مذاق پارسی بہرہ ندارند پارسا را بمعنے فقیر گویند و این غلط محض است چہ باوجود فوت ملایمت ربط مصراع ثانی با اول بیت سابق کہ خوبان پارسی گو آخر

مستلزم تکرار قافیه مغنود و فساد این بر اہل خبرت پوشیده نیست معنی آنست که اگر مرشد
ازین نوع سخنان عشق انگیز و کلمات درد آمیز بیان سازد پس البته است که پیران پارسا که
کنایت از منکران است در رقص و حالت آرد و طالب شادیان عشق گرداند چون بعض سالکان
باطن خود را لعشق مے آرایند و ظاهر چنان می سازند که هیچکس بحالت ایشان پے نبرده که الملامتیة
هُوَ الَّذِی لَا یُظْهِرُ خَیْرًا وَلَا یُضْمِرُ شَرًّا گویند که حافظ ازان بوده و آن موجب طعن طاعنان مے گردد
بنابران گوید **قوله**

حافظ بخود نپوشید ازین خرقهٔ می آلود	ای شیخ پاکدامن معذور دار ما را

مراد از خرقه مے آلود شیوهٔ ملامت که در تعمیر باطن و تخریب ظاهر است باید دانست که ملامتی
جماعتے باشند که در رعایت معنی اخلاص و محافظت قاعدهٔ صدق و اختصاص غایت جهد مبذول
دارند و در اخفاے طاعت و کتم خیرات از نظر خلق مبالغه واجب دانند با آنکه هیچ دقیقه از صوالح
اعمال مهمل نگذارند و بر تمسک بجمیع نوافل و فضائل از لوازم شمرند و مشرب ایشان در کل اوقات
تحقق معنی اخلاص بوده و لذت ایشان در تفرد نظر حق باعمال و احوال ایشان بود همچنان که عاصی
از ظهور معصیت پرحذر بود ایشان از ظهور طاعت که مظنه ریا باشد حذر کنند تا قاعدهٔ اخلاص خلل
نه پذیرد و این طائفه هرچند عزیز الوجود و شریف الحال باشند اما هنوز حجاب وجود خلقت از نظر ایشان
بکلی منکشف نشده و بدان سبب از مشاهدهٔ جمال توحید و معاینهٔ عین تفرید محجوب مانده باشند چه اخفاے
اعمال و ستر احوال خود از نظر خلق مشعر است بر رویت وجود خلق و نفس خود که مانع توحید اند و نفس
نیز از جمله اغیار است تا هنوز بر حال خود نظر دارند و اخراج اغیار از مطالعهٔ احوال خود بکلی نکرده اند
و فرق میان ایشان و صوفیه آنست که جذبهٔ عنایت قدیمه صوفیه را بکلی از ایشان انتزاع کرده بود
حجاب خلق و انانیة از نظر شهود ایشان برداشته لاجرم در اتیان طاعت و صدور خیرات خود را و
خلق را در میان نه بینند و از نظر اطلاع خلق مامون باشند و چه اخفاے اعمال و ستر احوال مقید نه
اگر مصلحت وقت در اظهار طاعات بینند اظهار آن کنند و اگر در اخفاے آن اخفا کنند و مراد از
شیخ پاکدامن که در تعمیر ظاهر و باطن هر دو باشد یا از روے استهزا بمنکر خطاب است یعنی حافظ این
شیوه ملامت را نه بخودی خود پوشیده بلکه اقتضا و قدر است یا بحکم مرشد پس ای شیخ پاکدامن

معذور دار ما را اختیار ما درین نیست ومیتواند بود که از خرقه وجود انسان یعنی خرقه وجود آلود معصیت و معصیت مظهر محبت و معرفته است زیرا که آئینه لطافت و صفا و نور جز کثافت و کدورت ظلمت نتواند بود و شیخ پاکدامن اشارت بملکوتیان که معصومان لطف وعنایت اند و پاکدامنان کرم و رحم اند یُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ه فرشته گرچه دارد قرب درگاه ٭ نگنجد در مقام لی مع الله غزل

رونق عهد شبابست دگر بستان را	میرسد مژده گل بلبل خوش الحان را

عهد شباب ایام بهار و زمان بسط مخفی نماند که سالک را گاه بسط و گاه قبض میشود در هر مقام بکیفیتی جلوه گری میکند در مقام نفس بسط عبارت از رجاست و قبض خوف و در مقام قلب بسط واردیست که اقتضا میکند اشارت قبولیت و رحمت وانس را برای صاحب آن من عند الله و مقابل آن قبض است و آن واردیست که اشارت بعتاب میکند و عدم لطف و تادیب از جانب حق تعالی برای صاحب آن و در مقام خفی بسط عبارت از ملتفت ساختن حق بنده را بسوی خلق جهت رحمت کردن خلق و باز داشتن باطن او را بخود و ضد او قبض است ومیتواند که مراد از عهد شباب زمان بسط باشد و بستان وجود باعتبار جامعیت اسمار الهیه و گل تجلی جمالی بلبل خوش الحان سالک معنی آنست که باز موسم بهار است مر وجود سالک را میرسد دمبدم نوید گل که مشاهدات تجلیات است مر سالک را و نیز نوبهار اشارت بر طلوع دین محمدیست یعنی اگرچه در عصر هر پیغمبر بهار دین اسلام شگفته و رونقے و شبابے دیگر پیدا آمده که در عهد دیگران نبود و مژده گل عبارت از تجلی جمالی و لطفی است همدرین بهار بعندلیبان عشق رسیده یکے گوید لَيْسَ فِي جُبَّتِي سِوَى اللهِ دیگرے گوید سُبْحَانِي مَا أَعْظَمُ شَانِي و دیگرے گوید أَنَا الْحَقُّ و خار که عبارت از استغناست و آن در بهاران پیشین بوده چون لن ترانی و درین بهار بعندلیبان بوستان عشق اینچنین است قوله

اے صبا گر بجوانان چمن باز رسی	خدمت ما برسان سرو و گل و ریحان را

صبا کنایه از لطیفه آلهی که در دل سالک فرود آید معنی آنست که اے لطیفه آلهی از عالم غیب بدل فرود آمده و مژده تجلیات رسانیده اگر باز بآن عالم رجوع نمائی و بآن تجلیات رسی خدمت یعنی اشتیاق کمال ما را بآن سرو و گل و ریحان که تجلیات است عرض داری و نیز صبا مراد مرشد وجوانان چمن اشارت بسرو و گل و ریحان و مراد از سرو و گل و ریحان اصحاب رسول ؐ

که جوانان چمن اسلام اند که هر یک در بهار رسالتش از نسیم اِنَّ لِرَبِّکُمْ فِی اَیَّامِ دَهْرِکُمْ نَفَحَاتٍ شگفته و در ربیع هدایتش از باران ثُمَّ رَشَّ عَلَیْهِمْ مِنْ نُوْرِهِ ترتیب یافته و احتمال وارد که از سر آن اصحاب خواهند که آزادگان طریقت و مجردان معنی و صورت اند یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ و از گل اہلبیت خوانند و از ریحان سائر اصحاب مراد میدارند چون بیقراری موجب زہر خندگی بید دانست گوید قوله

ترسم آن قوم که بر دردکشان میخندند	در سر کار خرابات کنند ایمان را

آن قوم اشارت بزاہدان و منکران در دکشان عاشقان باعتبار آنکه مے صاف انبیاء نوشیده اند و دُرد این عاشقان که اولیا اند رسید و نیز اولیای کامل مراد باشد که بنهایت رسیده اند باین سبب که درد نهایت شراب است زیرا که صاف از بدایت حکایت بود و گر دُرد باشد نهایت بود + کار خرابات مینوشی و مراد از ان عشقبازی و درین غزل از نعت بعشق در آمد و این صنعت التفات گویند و آنچنانست که شاعر در غزلے یا قصیده از مقصدے رجوع بمقصد دیگر نماید و این بیشتر در غزلها می نماید سوال بعد لفظ ترسم منفی واقع شود نه مثبت چنانچه ۔ ؎ ترسم نرسی بکعبه اے اعرابی + جواب بعد ترسم هم منفی چنانچه مذکور شد و هم مثبت چنانچه ؎ ترسم که اشک در غم ما پرده در شود معنی آنست می ترسم که این زاہدان و منکران که برین حال پریشان ما می خندند و حسد می برند و بسبب حسد در خیال این عشقبازی ما ایمان خود را برباد دهند که ؎ با دُردکشان هر که در افتاد برافتاد + و یا آنکه ایمان خود را برباد دهند اے عاشق شوند بموجب مَنْ ضَحِكَ ضُحِكَ و دیگر مَنْ عَابَ اَخِیْهِ لَمْ یَمُتْ حَتّٰی وَقَعَ فِیْهِ و نیز لفظ ترسم بمعنے المنت نهند و چون عاشق را باید که صحبت باکس ندارد الا بعاشقان ؎ با عاشقان نشین و همه عاشقی گزین + با هر که نیست عاشق یکدم مشو قرین + گوید قوله

یار مردان خدا باش که در کشتی نوح	هست خاکے که بآبے نخرد طوفان را

مراد از کشتی نوح دنیا خاکی بیای تنکیر که ذات محمد علیه السلام باعتبار آفرینش معنے آنست که مصاحب اہل الله باش که در دنیا ذات آنحضرت بوده موصوف برحمت عالمیان که بآبے نخرید طوفان را و از کمال بردباری آزار قوم خود نخواست بخلاف سائر انبیا چنانچه نوح ع گفت رَبِّ لَا تَذَرْ

عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِیْنَ دَیَّارًا وحضرت علیہ السلام گفت اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ
اہل اللہ چون اتباع اوبند صحبتِ ایشان سربسر رحمتست واگر خاکی وآبی بیاے مجہول خوانند
مراد ازہمان خاک است کہ حضرت نوح ع با شارت جبرئیل باخود در کشتی بر دو از صحبت نوح آن
خاک را آن شرافت دست داد کہ قائم مقام آب وضو وآب غسل ایستاد و برائے تیمم مقرر گشت نقل است
کہ چون نوح علیہ السلام در ہنگام طوفان بکشتی در آمد و از جنس حبوب وطیور وبہائم وانسان ہمہ را بکشتی آورد
آنوقت جبرئیل ع فرمود کہ یا نوح یکمشت خاک نیز ہمراہ خود ببر نوح ع ہمچنان کرد چون آب طوفان
غلبہ کرد وتمام روے زمین آب گردید حکم حق رسید کہ یا نوح بدین آب وضو وغسل روا نیست کہ غضب
وغفرہ ست وبدان مشت خاک تیمم کن معنے آنست کہ یار اہل اللہ باش کہ از صحبت ایشان بمقصود
رسی وآن شرافت یابی کہ خاک از صحبتِ نوح ع یافت وبمرتبہ رسید کہ بمقابلہ آب وضو تمام طوفانرا
نخرید یعنی صحبت اثرہا دارد چون عاشق را لازم است کہ در عشقِ محبوب از دنیا و مافیہا اعراض کند
بنابران گوید **قولہ**

ماہ کنعانیِ منی مسندِ مصر آنِ تو شد	گاہ آنست کہ پدرود کنی زندان را

ماہ کنعان اشارت بہ یوسف مصر نام شہر تختگاہ یوسف مراد مقام عشق ونیز مسند کمالات
زندان کنایہ از دنیا باعتبار اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِیْنَ معنی آنست ودرین بیت خطاب بروحست
یعنی اے روح من کہ بجاے یوسف ع ہستی اکنون مقام عشق کہ مسند مصر است بتو مسلم شد پس
وقت آنست کہ ازین دنیاے فانی اعراض نمائی وترکِ این ہستی موہومہ گیری چنانچہ یوسف ع
چون بر مسند مصر نشست خیالات زندان را پدرود کرد وہیچ یاد آن در خاطر نیاورد چون گرفتار تعلقات
دنیا ماندن وطول امل را در پیش کردن شایان عاشق نیست بنابران گوید **قولہ**

ہر کرا خوابگہ آخر بدو مشتے خاک ست	گو چہ حاجت کہ برافلاک کشد ایوان را

چون رفیع ایوان موجب طول امل ست وطول امل موجب غفلت است وغفلت حجاب عشق است
بحکم کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ کَعَابِرِ سَبِیْلٍ یعنی اے عاشق از طول امل بگذر چون عاقبت
زیر خاک خفتنی ست پس ہر کرا خوابگہ آخر بدو مشت خاکست ازین طول امل و برافراشتن ایوان چہ حاجت
چون طول امل را در پیش کردن وامید بہبود ازین برداشتن لاینفع چرا کہ ہر کہ بدنیا در آمد آخرش کار

برفناست کہ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ قوله

برو از خانۂ گردون بدر و نان مطلب	کین سیہ کاسہ در آخر بکشد مهمان را

معنی آنست کہ اے عاشق سالک از تہ این گنبد گردان بدر رو یعنی از تعلقات این آزاد باش وبعشق گرای تا بعالم بالا عروج نمای وامید بهبودی ازین گردون مدار کہ این سیہ کاسہ الیست ہر گرا لقمہ از خوان خود میدہد عاقبت الامر کشد چون از نصیحت فارغ شد باز بمقام مذکور رجوع میکند بدان کہ چون عاشق بوسیلۂ عشق وتوجہ مرشد بجذبۂ ذاتیہ مشرف شد وبمشاہدات تجلیات معزز میگردد در ہر جا تجلی او بیند چہ در میخانہ وچہ در مسجد وکنشت وکعبہ ومسلم وکافر وہر سو توجہ می آرد وآن موجب طعن طاعنان مے شود بنا بران گوید قوله

گر چنین جلوہ کند مغبچۂ بادہ فروش	خاکروب در میخانہ کنم مژگان را

مغبچۂ بادہ فروش کنایہ از تجلی محبوب جلوہ کردن ظهور کردن معنے آنست کہ اگر آن محبوب حقیقی این چنین جلوہ گری کند کہ در ہمہ جا ظهور خود را نماید ومارا مست شراب جمال خود سازد پس بہتر آنست کہ مژگان خود را جاروب در میخانہ کہ میخانہ ظاہری یا عشق ہست نمایم عزیز من در ہر ذرہ کہ بامعان نظر کنند آفتاب عالمتاب تابانست اگر این حالت در بتخانہ رو نماید از کعبہ باید گست وزنار بر میان باید بست محتمل کہ مراد از جلوہ حسن وکمالات یعنی خود را بظهور آرد مغبچۂ پیر کہ پروردہ پیر دیگر باشد در میخانہ منزل پیر چون مشاہدۂ عاشق بین التجلی والاستتار ہست یعنی گاہ در مشاہدہ میباشد وگاہ احکام کثرت برو غالب میگردد وآن تجلی مستور میگردد بنا بران گوید قوله

در سر زلف ندانم کہ چہ سودا داری	باز بر ہم زدہ کاکل مشک افشان را

سر زلف احکام کثرت وتعینات بر ہم زدن پریشان کردن کاکل مشک افشان اشارۃ بزلف کہ مراد ازان تعینات ست ۹ از زلف تعینات بر عارض ذات ✦ ہر حلقہ کہ ہست دل زصد خلق ربود معنے آنست کہ اے محبوب من درین احکام کثرت وتعینات نمیدانم چہ خیال داری کہ باز آن احکام کثرت را بر ما غالب کردہ ومارا مغلوب آن گردانیدہ وبدان سبب از مشاہدہ دور انداختہ چون غلبۂ احکام کثرت موجب اضطراب عاشق میشود گوید قوله

ایکہ برمہ کشی از عنبر سارا چوگان	مضطرب حال مگردان من سرگردان را

ہر سو از موی سیاہ تو ہویدا ست مرا

مه عبارت از وجه الله عنبر سارا چوگان مراد تعین که ساتر روست معنی آنست که ای محبوب من
ظهور وجه الله خود را که در پرده احکام کثرات و تعینات پنهان میداری بدانکه این موجب اضطراب ماست
پس مضطرب حال مگردان من سرگردان را یعنی این احکام کثرات را رفع ساز و مشاهده خود ارزانی دار
و یحتمل اینکه هر آئینه خدا نمائی من که موصوف است به لَا یَسَعُنِي أَرْضِي وَلَا سَمَائِي وَلٰكِن يَسَعُنِي قَلْبُ عَبْدِيَ
الْمُؤْمِنِ از عنبر سارا نفس چوگان کشیده و مراد زیر آن مغلوب ساخته بدین سبب این سرگردان محبت را
در قلق و اضطراب میندازد و یحتمل از زلف شریعت و خطاب محمدی رخ مرتبه وجه که آن عبارت از ظهور حق است
در مظاهر جمله تعینات علوی و سفلی و مرضیه نا مرضیه معنی آنکه ای بر مظاهر عین ظهور چوگان شریعت فرو هشته
تا بدان لف قلب مجانین عشاق را در میدان کبریا میزنی و میرانی و بر امید احوال و مقامات و معرفت می نشانی و از
مظاهر مرضیه سوی مظاهر نا مرضیه نمیگذاری اضطراب ایشان از انجاست و در فرو هشتن زلف تعین وجود بشری
بر رخ وجه الله سریست و چون راه بردن بآن کار کسی نیست بنا بران گوید قوله

نشوی واقف یک نکته ز اسرار وجود	گر چه سرگشته شوی دائره دوران را

امکان

وجود وجود سالک که بسا اسرار غریبه و نکات عجیبه در وست که مظهر اتم است و آئینه ذات و صفات است
که الْإِنْسَانُ سِرِّي وَأَنَا سِرُّ الْإِنْسَانِ و کما حقه بمعرفت او رسیدن محال یعنی ای سالک با وجود
حصول کمال و دانش واقف یک نکته از اسرار وجود نگردی اگر چه سیر عالم نمائی و عجائب و غرائب بینی
و نیک و بد دریابی و حصول دانش نمائی - و یحتمل که مراد از وجود ذات واجب الوجود یعنی اگر چه
گرد عالم گردی و عجائب و غرائب عالم دریابی و حصول دانش نمائی سری از اسرار ذات ما نمی یابی
و چون کار عاشق از ماسوی معشوق آزاد بودن و بهر چه رسد از دست قناعت نمودن و بدان
خوش گذرانیدن است گوید قوله

ملک آزادگی و ملک قناعت گنجیست	که بشمشیر میسر نشود سلطان را

آزادگی تجرد از ماسوی الله قناعت بداده حق راضی شدن معنی بیت ظاهر است چون کار بایست
عاشق آنست که از تزویر و ریا آزاد باشد و بعیش گذراند قوله

حافظا میخور و رندی کن و خوش باش ولی	دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

مے کنایت از عشق است رندی بے باکی و قطع نظر از اعمال چنانچه در مرآة المعانی ست ؎ رندی اینجا

عالم بے باکیست + در طریقت چستی و چالاکی است + رند عالم سوز کے باشد بذات + پای بند رشتهٔ صوم و صلوٰة
ظاهر و باطن خلا و در ملا + رند باشد غرقهٔ نور خدا + جانش از رندی بواحد شاهد است + لعنت و رحمت بنزدش
واحد است + نه ز رحمت خاطر او را سرور + نه ز لعنت در کمال او قصور + پیش او یکسان بود حلوا و زهر + خواه لطف از دوست
بیند خواه قهر + هرچه محبوبش بدست خود دهد + گیرد و بر هر دو چشم خود نهد + معنی آنست که ای حافظ بعشق کوش
و قطع نظر از اعمال نما و تن برضا ده هرچه که از دوست رسد از بسط و قبض و لطف و قهر خوش باش که کمال
عاشقی در تفویض است که اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰهِ ولیکن قرآن را دام مکر و حیلها هیچو دیگران مساز که حمائل کرده
در گلو مے اندازند یعنی ظاهر خود را بقرآن خوانی آراسته و روز و شب گوشت برادران میخورند اے
غیبت و حسد میکنند اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ و نیز دگران بفتح
دال طائر سیت مردار خوار تمام کلام الله بر پرهائے او منقوش است + مراد ازان ظاهر آرائی است

غزل

ساقی بنورِ باده برافروز جام ما	مطرب بگو که کارِ جهان شد بکامِ ما

ساقی مراد مرشد باده عشق جام دلِ سالک مطرب مرشد که کلامش طرب افزاے طالبانست
معنے آنست که اے مرشد بنور باده عشق دلِ ما را معمور ساز و گویا این واقعه بظهور پیوست پس
عرض میکند که حالا ابشارتها فرما که از سوزش خلق که دامنگیر سلوک ما گشته بیش قدمی نمایم و بمقصد گرایم
سوال درین بیت در مصرع اولے تقاضای کار خام میکند و طلب فیض مینماید و در مصرع ثانی تقاضا
میکند که کار نهایت رسید جواب سیر الی الله تمام شد بنا بران گوید مطرب بگو و چون سیر فی الله
نهایت ندارد بنا بران هر لحظه در طلب زیادتی مے باشد هرچند که یافت بیش طلب بیش چون
اکثر عاشقان تعلق قلبی بصور جمیله مے باشد بعضے را در ابتدای حال و بعضے را بانتها بسبب آنکه
در هر شے مشاهده جمال وجه الله مے نمایند و آن موجب طعن زاهدان و منکران مے شود بجوابش میگراید قوله

ما در پیاله عکسِ رخِ یار دیده ایم	اے بیخبر ز لذتِ شرب مدامِ ما

پیاله مراد صور محبوبان مجازی رخ یار تجلی ذات حق شرب نوشیدن مدام شراب
معنے آنست که ما درین صورِ جمیله انعکاس نور لایزالی مے بینیم و معائنهٔ تجلی ذات حق مے نمائیم بنا بران
تعلق قلبی بدیشان داریم اے منکران که بیخبر هستید ازین لذت نوشیدن شراب ما

ط اے مرشد تلقین امر عشق بما کن که جهان بکام ما گردیده و ما از طلب عشق آورده ۱۲

اے ازین عشقبازی ما و نیز این حالت مجذوب ست کہ مجذوب سالک را در ہر شے اول ذات نماید
بعدہ اسماء بعدہ آثار و مجذوب سالک را برعکس آن و مجذوب مطلق در بحر وحدت غرق چون قطرہ
بقلزم گم درین مقام شراب و آب یکے است چون صور جمیلہ را شہود در چشم سالک تا
آنزمان ست کہ آفتاب حقیقت بر و تابان نشدہ بنابران گوید قولہ

چندان بود کرشمہ و ناز سہی قدان	کاید بجلوہ سرو صنوبر خرام ما

کرشمہ ظہور سہی قدان تجلیات معشوقان جلوہ ظہور سرو صنوبر خرام کنایت از محبوب حقیقی
و تجلی ذاتی معنی آنست کہ این صور جمیلہ را و یا این تجلیات را نمود و ظہور در چشم سالک تا آنزمان ست
کہ محبوب حقیقی و یا تجلی ذاتی جلوہ ننمودہ و چون آن محبوب حقیقی و تجلی ذاتی ظہور نمود این صور جمیلہ
و تجلیات بکلی از پیش نظر او محو شوند چون نجم در شعاع شمس و چون استغنا نمودن شیوۂ معشوقان
است بنابران گوید قولہ

مستی بچشم شاہد دلبند ما خوش ست	زان رو سپردہ اند بمستان زمام ما

مستی غنا و بے نیازی چشم ذات ۵ ہست چشم اینجا بمعنے نقد ذات + کو عیان بیند وجود
کائنات + شاہد دلبند کنایہ از حق زان رو بواسطۂ آن سپردہ اند فاعل آن قضا و قدر
مستان عاشقان معنی آنست کہ بے نیازی کردن و استغنا نمودن بذات معشوق ما مے سزد
کہ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ بنابران قضا و قدر زمام ما را بعاشقان او سپردہ یعنی بعاشقان آوردہ
و از محتاجان گردانیدہ وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ و نیز بجاے ستان لفظ مستی دیدہ شدہ
و مراد از مستی عشق است یعنی در نظر محبوب ما غیر از عشق و محبت چیزے دیگر منظور نے افتد
بنابران ما را بسلک عاشقان کشیدہ و مندرج ساختہ۔ و چون عشق مر عاشق را موجب
حیات جاوید است بنابران گوید قولہ

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق	ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

جریدۂ عالم قرآن معنے آنست کہ درین دار القرار دنیاے ناپایدار کہ دار المحن مؤمنین
اولی الابصار ست ہر کہ آمد گرم رو راہ عدم است کہ کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ وَّ یَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ
ذُو الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ الافانی فے اللہ و باقی باللہ کہ زندہ بعشق ابدی شدہ کقولہ تعالے

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ
مِنْ فَضْلِهٖ ۔ مراد از فی سبیل اللہ عشق است قاضی حمید الدین ناگوری درہمین معنے
بعشقیہ ے نگارد کہ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ یعنی ہر نفسے را شربت مرگ چشیدنیست اما
نفسہاے کہ از صفات بشری بیرون آمدہ اند و موصوف بصفت روح شدہ اند و در ذات
مطلق محو گشتہ اند ببقاے حق باقی و پایندہ خواہد ماند آرے ہر کہ زندگی بحق یافت و از مقید بسوے
مطلق پرداخت بتیغ لَيْسَ فِي الدَّارِ غَيْرُهٗ اِلَّا هُوَ ہمہ را قتل ساخت ہمیشہ در بحر مشاہدہ محبوب در قعر وصل
معشوق مست و مدہوش ہست خواہد ماند لے جانمن موت عام دیگر و موت خاص دیگر موت عام فصلت ست
و موت خواص وصل مردن خواص عین زندگی و مردن عوام دوری و مہجوری است چون کہ موت اورا
کہ از حق دور افتادہ نہ اورا کہ بحق نزدیکتر است اَلْمَوْتُ جِسْرٌ يُّوْصِلُ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ ازینمعنے
است بلکہ از غلبہ محبت چون بورطہ عشق میرسند و در بحر حسن معشوق کہ بے پایانست غوطہ میخورند و در ان
عمق بے پایان چندین میروند کہ در قعر بے نشان غائب میشوند بحدے کہ تا ابد نام و نشان ہیچ جا بہم نمی آید
پس موت عاشق کمال استغراق است نہ کہ فوت مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا عاشق بیچارہ ہر دم مے میرد
و بہر موتے حیاتے دگر مے یابد جاے دگر اینجا کجا موت و کجا حیات کارے دگر حالے دگر ہمون داند کہ
با و مے گذرد ۔ چون زاد راہ عشق عجز و مسکینی است گوید **قوله**

ترسم کہ صرفہ نبرد روز بازخواست	نان حلال شیخ ز آب حرام ما

صرفہ بمعنے غلبہ روز بازخواست روز قیامت نان حلال شیخ زہد و تقوے کملے فی مؤید الفضلاء
و زہد را بنان از ان تعبیر نمود کہ در زہد چون ہستی منظور است خدا بخدا پرستیدن دوریست
پس کثافت را دران مدخلے تمام است لاجرم بنان کہ از اجسام کثیف است نسبتے دارد آب حرام
عشق و محبت و حرام ازین رو کہ زاہدان ازین محروم اند کذا فی مؤید الفضلاء و عشق را بآب از ان تعبیر کرد کہ در عشق
ریا را دخلے نیست و در کمال لطافت است معنی آنست کہ میترسم کہ روز حشر تقوے و زہد شیخ بر عشق ما
غالب آید یعنی میترسم کہ نباید کہ در طریق عشق از ما تقصیرے بوقوع آید کہ نسبت آن تقصیر مقصود
خود فائز نگردیم و شیخ جہت تقوے بمراد خود رسد از ان جہت کہ کار او بعلت نیست کہ محمد علیہ السلام
را باعلی علیین رسانید بے وسیلہ سابقہ و ابلیس لعین را در اسفل السافلین انداخت بے جریمہ سابقہ

پس سزاوار آنست کہ بترسند و بر عبادت خود مغرور نشوند فحسب الله المستعان وعلیہ التکلان
مے توان کہ در استفهام انکاری بود منفی مثبت و مثبت منفی پس برین تقدیر معنے چنین باشد یعنی
نمے ترسم کہ صرفہ برد روز در روز قیامت ز ہد بر عشق غالب شود اے کسے کہ بلطف ایزدی
بتر بیتش نشستہ واز فضل و رحمت او بحقیقت پیوستہ از سوئے خاتمہ بترسد کہ در حصن حصین یقین
در آمدہ چون کار عاشق گہ بہ بسط وگہ بہ قبض از اول تا اینجا مقام بسط بود و ازینجا در قبض آمد و شوق
وقلق روے نمود مے گوید۔ قولہ

بگرفت ہمچو لالہ دلم در ہواے سرو	اے مرغ بخت کے شوی آخر تو رام ما

سرو درختے است معروف مراد ازان محبوب مرغ بخت اضافت بیانیہ معنے آنست کہ دل من
در محبت سرو قامتے گرفتہ شد و ہمچو لالہ سراسر خون گردیدہ اے مرغ بخت ما کے بدام ما آئی
و مساعدت ما نمائی و ما را بمحبوب ما پیوندی دہی چون عاشق را در ہنگام قبض اضطرابے روے
میدہد و بہر کسے طلب پیغامبری میکند بنا بران میگوید قولہ

اے باد اگر بگلشن احباب بگذری	زنہار عرضہ دہ بر جانان پیام ما

باد لطیفۂ نہانی کہ در دل سالک فرود آید و نیز مرشد زنہار البتہ معنے آنست کہ اے لطیفۂ
الٰہی اگر باز بآنعالم رجوع کنی و بآن محبوب من رسی البتہ بجانان پیام ما عرض کنی و بگوئی قولہ

گو نام ما ز یاد بعمدا چہ میبری	خود آید آنکہ یاد نیاری ز نام ما

یعنی بگو کہ ما را دیدہ و دانستہ بفراموشی چہ سپردۂ عنقریب است کہ آن وقت در رسد و ما را
در فنا رسمی کشد و نام و نشان ما در عالم نماند تا شربت اجل بچشیدیم ما را بقا بخود فرما و از ما بر او چون
عاشق را چشم بصیرت کشاد و بہر کہ نظر کرد غرق دریاے عشق یافت بنا بران گوید قولہ

دریاے اخضر فلک و کشتی ہلال	ہستند غرق نعمت حاجی قوام ما

باید دانست کہ تحقیق اہل کشف آنست کہ بحکم کل یوم ھو فی شأن ہر تجلی کہ از جناب والا
در میرسد اول بر عالم ملکوت مے افتد و مصبغ برنگ ملکوت می شود بعدہ انتقال بعالم مثال میکند و برنگ
او رنگین میگردد پس ازان بعالم شہادت میکند و باحوال او متکیف میگردد بعد ازان بر قلب انسان
کامل افتد و بجہت کمال صفائی دل نور او منعکس بر افلاک و ارضی و آنچہ درینہاست مے گردد

مثل انعکاس شعاع از آئینه و آب بر مقابل انسان وهمین نور انعکاسی موجب استقرار وجود عالم است چنانچه آب موجب وجود حباب وچون قلب غیر کامل صفا نیست انعکاس هم نیست معنی آنست که آسمان با آن رفعت و شان وهلال با این انوار تمام فیضیاب و توابع از مرشد حاجی قوام است چون گریه وزاری موجب حصول مراد است که اَلْبُکَاءُ تَحْصِیْلُ الْمُرَادَاتِ گوید قوله

حافظ ز دیده دانهٔ اشکی همی فشان	باشد که مرغ وصل کند قصد دام ما

معنی آنست اے حافظ اگر میخواهی عنقا بلند پرواز وصل بدام تو در افتد پس دانهٔ اشک را دریغ مدار واز دیده افشانده باش شاید که بمطلب رسی — غزل

ساقیا برخیز در ده جام را	خاک بر سر کن غم ایام را

ساقی مراد مرشد که نوشانندهٔ مے محبت هست جام مراد شراب از ذکر سبب اراده مسبب غم ایام اندیشه وفکر دنیوی معنے آنست که اے مرشد جام شراب عشق بما عطا فرمائی ودلم را بشراب محبت صفائی ده تا شائستهٔ مکاشفات گردد واین تعلقات دنیوی ووساوس نفسانی که بر ما هجوم کرده اند خاک بر سر ایشان کن یعنی مندفع ساز وسالک تا که از هستی مستعار نگذرد هرگز بمحبوب نرسد واین جز بعشق نمے شود بنا بران گوید قوله

ساغر مے بر کفم نه تا ز سر	بر کشم این دلق ازرق فام را

ساغر مے کنایه از عشق ازرق بتقدیم زا معجمه ورا مهمله بمعنے کبود دلق ازرق فام کنایه از هستی مستعار معنی آنست که پیاله شراب محبت ما را بده تا از خود دلق ازرق فام که عبارت از هستی مستعار است بر کشم وفانی در وگردیم چه بے چشیدن جام عشق رهیدن از دام هستی محال چون از زهد وپارسائی که مقتضیات نفس است سوائے غرور حصولے ندارد بنا بران گوید قوله

باده در ده چند ازین باد غرور	خاک بر سر نفس نافرجام را

باد غرور زهد وپارسائی وهستی مستعار معنے آنست که اے مرشد من بادهٔ عشق ومحبت عطا فرما که بنوشم وبمطلوب خود رسم وتا چند ازین باد غرور که از مقتضیات نفس است حکایتها کنی ومرا گرفتار آن داری ویا آنکه تا کے این هستی مستعار زیم وگرفتار این باشم خاک بر سر نفس نافرجام را اُقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ بِسُیُوْفِ الْمُجَاهَدَاتِ وچون عشق نزد عاقلان موجب بدنامی است از انجمة

که هرچه در مذهب عاشقان جائز داشته عاقلان تاب آن نمے دارند شاید که در طلب سالک مرشد توقف افگنده باشد و حیله انگیخته باشد تا که بکمالِ شوق و فورِ اشتیاق روے نماید بنابران گوید قوله

مانے خواهیم ننگ و نام را	اگرچه بدنامی ست نزدِ عاقلان

معنے آنست که اے مرشد اگرچه میخواری که مراد از عشقبازیست نزدِ عاقلان موجب بدنامی است بما عطا کن که ما از سرِ ننگ و ناموس گذشته و بآن تعلق نمانده چون توجه و دستگیری مرشد بدولت عشق مشرف شد و هردم احوال او بنوعے دگر شد و چون احوال عاشقان موجب حسد حاسدان است گوید۔ قوله

سوخت این افسردگانِ خام را	دودِ آهِ سینهٔ نالانِ من

سوزاند

افسردگانِ خام کنایه از ظاهر پرستان معنے آنست که این دودِ آهِ من که از سینهٔ نالانِ من بر می آید این ظاهر پرستان را سوخته حاصل آنست که مشاهدهٔ علاماتِ عشق و معاینهٔ آثارِ شوق که از ما هردم ظاهر مے شود موجب حسدِ حاسدان گردیده و ایشان را در حسد آورده و یا آنکه حالت ما در هجران آن دلارام بجاے رسیده که دلِ دشمنان سوخته بدان که بر سالکِ عاشق هردم حالے دگر روے میدهد و هر لحظه اسرارے دگر و انوارے دگر مکشوف میشود و آن اسرار شایان آن نیست که بهر کس توان گفت الا بعاشقان و چون عاشقان نادراند گوید قوله

خویش

کس نمے بینم ز خاص و عام را	محرمِ رازِ دلِ شیداے خود

معنے آنست که درین زمانه از خاص و عوام کسے را محرمِ رازِ دلِ شیداے خود نمے بینم که با او احوال خود یک عرض نمایم که در عشق آن معشوق هردم چه رنج و محنت و سوز و درد روے میدهد تا بمداواے این دلِ بیمار پردازد و یا آن که کسے را نمے بینم که بگویم که بسبب عشق چها اسرار و انوار مکشوف میشود بر دلِ ما باید دانست که چنانکه اظهارِ عشق مرعاشق را شایان نیست اخفاء آن نیز نوعے از محالات است بنابران گوید قوله

کز دلم یکبار برد آرام را	با دلارامے مرا خاطر خوش است

معنے آنست که خاطرِ من واله و متعلقِ عشق دلاراے است که آن دلارام بجلوهٔ از جلوهاے خود آرام از دل بے آرامِ ما برده و بے قرار گردانیده و آن دلارام محبوبِ حقیقی یا مرشد یا محبوبِ مجازیست

وچون عاشق را لازم است که هرگاه ذکر معشوق درمیان آید بے ذکر وصف او نتوان گذشت بنا بران گوید قوله

آنگرد دیگر بسرو اندر چمن	هرکه دید آن سرو سیم اندام را

سرو کنایه از معشوق مجازی چمن دنیا آن سرو سیم اندام محبوب حقیقی معنے آنست که آن دلارام من محبوبیست که هرکه جلوه های اورا دریافت وتجلی از تجلیات او معاینه نمود باز درین دنیای فانی بمهرویانِ مجازی التفات ننماید بدآن که سالک عاشق بسبب بیقراری اظهار سوز و درد نمود چون ارشاد مرشدے اشارت آلهی نیست بنا بران گوید قوله

صبر کن حافظ به سختی روز و شب	عاقبت روزے بیابی کام را

معنے آنست که اے حافظ شب و روز برین سختیها که درین طریق ترا رو مینماید صابر باش تا عاقبت بموجب اَلصَّبْرُ مَعَ الظَّفَرِ بمراد خود فتح یابی غزل

ساقی بگذار از کفِ خود رطل گران را	تا خوش گذرانیم جهانِ گذران را

ساقی کنایه از مرشد بگذار روان کن رطل پیمانه شراب جهان گذران دنیاے فانی معنے آنست که اے ساقی این پیالهٔ شراب محبت که حاصل کردهٔ وبرکف داری روا کن بسوے ما تا از نوشیدن آن این جهان فانی را بخوشی گذرانیم یعنی در عشق بسر بریم بدان که چون مسترشد بتوجه مرشدے بمحبت سرفراز شد وحالت او بنوعے دگر شد قطع نظر از اعمال وافعال نمود وبیباکی ورزید واندیشه نیک وبد از میان برداشت چه بسا اعمال وافعال از سر عاشق میزند که در نظر صورت بینان بصورتِ گناه است ونزد اهل معنے عین طاعت وچون آن موجبِ طعن طاعنان ست گوید قوله

زاهد چه عجب گر کُنَدم عیب برندی	بر اهل هنر طعنه بود بے هنران را

زاهد کسے بود که در ریاضت بحد کمال بود وتارک دنیا اما از عشق محروم اهل هنر عاشقان بے هُنران ظاهر پرستان معنے آنست که اگر زاهد ظاهر پرست که نظرش بر اعمال متمکن است و اُمید حصول ثواب درجات دامنگیر وقت اوست اگر مارا برندی که بیباکی وقطع نظر از اعمال است عیب کند جاے عجب نیست چه عادت جهان برینست که اهل هُنر مطعون بے هُنران گردند باید دانست که در راه عشق مقامیست که چون سالک دران مقام رسد همه جا چه از صومعه و چه از مسجد و کعبه و کنشت ظهور خاص محبوب بیند بنا بران گوید قوله

در قبله و بتخانه تو مسجودی و معبود	رو سوی تو باشد همه صاحب نظران را

مخاطب درین بیت محبوب است یعنی ای محبوبِ من در همه جا ظهور تست اگر کعبه است مسجود تویی و اگر بتخانه است معبود تویی و نیز از بتخانه و کعبه عشق و زهد مراد است از ذکر سبب و ارادهٔ مسبب و عاشقانِ کامل همه جا مشاهدهٔ تو می نمایند و ترا می بینند و نظر بر کعبه و کنشت نمی ارند چون این معنی موجب طعن طاعنان میشود از انجهة که بذوق آن کس نمی تواند رسید لا عاشق بنا بران گوید

ارباب خرد ذوق مئی عشق چه دانند	از حالهٔ ما نیست خبر بیخبران را

معنی آنست که اربابِ خرد زاهدان و متقیان اند ذوق مئی عشق را چه دریابند و چگونه بر اسرار و کلمات عاشقان واقف شوند چون قطرهٔ از جامِ عشق در ایشان نرفته بنا بران از حالت ما ذوقی ندارند و زبان طعنه در حق ما دراز ساخته اند چون عاشق مدام جویانِ وصل است بنا بران گوید قوله

کامی طلبد حافظ ازین چشمهٔ حیوان	آری نتوان خورد نصیبِ دگران را

کام بوسه چشمهٔ حیوان کنایه از دهن معشوق و کنایه از بوسه از دهن معشوق وصل محبوب است معنی آنست که حافظ مدام جویان وصل معشوق است لیکن چون جناب معشوق از ان غالب است که هر بوالهوسی دست بدان تواند رسانید بنا بران از روی تحقر گوید آری این دولت نصیب دیگران بدست آوردن نمی توان و ما را چه حوصله و استعداد و چه یارا و زهره که باو رسیم غزل

شب از مطرب که دلخوش باد ویرا	شنیدم نالهٔ دلسوز نی را

مطرب عارف نالهٔ دلسوز کلمات جانسوز عاشقانه نی مراد عاشق کامل معنی آنست در شبی از شبها از زبان عارفی که دل وی خوش باد کلمات جانسوز و سخنانِ دل سوز کسی که مانند نی بفراق از اصلِ خود گرفتار بود و نالش می نمود چنانچه نالش آن در مفتتح مثنوی مذکور است استماع نمود چون خاصهٔ کلماتِ عاشق آنست که دل سامع را بخود جذب میکند بنا بران می گوید

قوله

چنان در جانِ من سوزش اثر کرد	که بی رقت ندیدم هیچ شی را

معنی آنست که استماع آن کلماتِ جانسوز چنان در جانِ من اثر کرد که بسببِ آن بهر سو و بهر شی که نظر کردم از رقت مرا و را خالی نیافتم یعنی همه را در درد و سوز یافتم ۵ همه عالم چو یک خمخانه او ست

دل ہر ذرہ پیمانۂ اوست + خرد مست و ملائک مست و جان مست + ہوا مست و زمین مست آسمان مست + و یا آن کہ بایں معنے کہ از غلبۂ رقت کہ بر من زور آوردہ بود پنداشتم کہ ہمہ چیز در رقت است نہ آنکہ فے الواقع ۵ چو تو بر گردی و بر گردد سرت + خانہ را گردندہ بیند منظرت + قولہ

ززلف و رخ نمودی شمش و دے را	حریفے بُد مرا ساقی کہ در شب

حریف ہمخانہ و یار و مصاحب ساقی مراد مرشد زلف مراد عالم کثرت و نیز ہجر و ہم جلال رخ مراد وحدت و نیز وصل و جمال دی مختصر دیو. معنے آنست کہ یارے بود مرا شراب دہندہ یعنے مرشدے داشتم کہ در شب کہ وقت خاص عاشقانست بیان زلف کہ کنایت از عالم کثرت است بنوعے مینمود کہ آن عالم کثرت در نظر شنوندگان چون شب دیجور مینمود و شرح عالم وحدت بطریقے مینفرمود کہ اسرار غامضہ ہمچو آفتاب روشن مے شد و چون شوق سامع مر متکلم را گرم تر میگرداند بنا بران میگوید قولہ

بگفتم ساقی فرخندہ پے را	چو شوقم دیدہ در ساغر مے افزود

معنے آنست کہ چون آن مرشد شوق مارا در یافت در اظہار آن اسرار گرم تر گردید و بجام عشق فزون کرد چنانکہ ساقی ہر گاہ شوق میخواران زیادہ مے بیند در ساغر مے ریزد و من بآن مرشد عرض نمودم

چو بیہودی بیا پے جام مے را	قولہ رہانیدی مرا از شر ہستی

معنے آنست کہ چون این اسرار پے در پے گفتی مرا از سر ہستی یعنے خودی و خود پرستی رہانیدی بایں معنے کہ مے دانستم کہ من بجائے رسیدہ ام و کمالے حاصل کردہ ام و چون این اسرار شنیدم حاصل کردۂ خود اندک دیدہ از تکبر و خود بینی خلاص گردیدہ ام چون زبان سالک از ادائے شکر مرشد قاصر است جز دعا کردن نتواند بنا بران گوید قولہ

جزاک اللہ فی الدارین خیرا	حماک اللہ عن شر النوائب

و لفظ خیرا قافیہ معمول ست و آن آنست کہ بتصرف شایستہ آن گردد کہ بوزن قافیہ درست شود چون درین قطعہ ۵ بر تافتست بخت مرا روزگار دست + زانم نمیرسد بسر زلف یار دست + خصم ستمگر دولت را قربان ہمیکند + زان روے سعد ذابح آمیختہ کار دست معنے آنست کہ چون من در عوض آن عنایت خدمتے نمیتوانم کرد زبان بدعا مے کشایم کہ حمایت کند ترا اللہ تعالیٰ از شر حادثات و جزا دہد ترا اللہ تعالیٰ خیر در ہر دو جہان چون عاشق بغلبۂ مستی عشق ملک

کاوس وکے را بجوی نے شمرد بنا بران گوید قوله

چو بیخود گشت حافظ کے شمارد	بیک جو مملکت کاوس وکے را

دولت

معنے آنست کہ چون حافظ از شنیدن این اسرار عشق ومحبت بزبان درفشان محبوب مست وبیخود گردید از خودی وخودپرستی گذشت وبملکے رسید کہ پیش او ملک کاوس وکے را قدر جوی نہند غزل

صوفی بیا کہ آئینہ صاف است جام را	تا بنگری صفاے مے لعل فام را

باید دانست کہ صوفی را دو اطلاق است یکے آنکہ ملتزم ملت بود وادراک مطالب بکشف شهود کند وباینمعنے شامل قلندر وملامتیہ ومجذوب وسائر اقسام است دوم آنکہ بمشاہدۂ جمال ازلی ومحبت لم یزلی از ہردوکون محجوب آزاد ومشاہدۂ کثرت در وحدت ومشاہدۂ وحدت در کثرت کند وبواسطۂ کمال متابعت رسول ؑ باذون وبدعوت خلق مامور باشد واین طائفۂ کاملان مکمل اند کہ فضل وعنایت ازلی ایشانرا بعد از استغراق درعین جمع ولجۂ توحید از شکم ماہی فنا بساحل تفرقہ ومیدان بقا خلاصی ومناصی ارزانی فرمودہ تا خلق را بنجات ودرجات دلالت کنند واین معنے خاص است در ملامتیہ وغیرہ یافتہ نمیشود از ان کہ کثرت از نظر شهود وے نرفتہ کہ اَلْمَلَامَتِیُّ هُوَ الَّذِیْ لَا یُظْهِرُ خَیْرًا وَ لَا یُضْمِرُ شَرًّا وقلندر خود فروتر ازین است چنانچہ مذکور خواہد شد پس صوفی کہ درین بیت یا ابیات دیگر چون ؎ صوفی صاف بهشتی نبود زانکہ چو + وباء ؎ صوفی نهاد دام سرحقہ باز کرد + محمول بر ہیچ معنے ازین دو معنی نمیتواند شد پس مراد از صوفی در موضع ذم شخصے بود کہ اظہار خیر واضمار شر کند یعنی ملامتی کہ ناظم از ان نیست ؎ خیز تا خرقۂ صوفی بخرابات بریم + یا مراد از صوفی متشبہ مبطل بود بصوفی یعنی جماعتے کہ خود را بصوفیان ظاہر کنند واز حلیت عقاید از اعمال وافعال ایشان عاطل وخالی باشند در بقۂ طاعت از گردن برداشتہ خلیع القدار در مرتبۂ اباحت بپیچند وگویند کہ تقید باحکام شریعت کار عوام است کہ نظر ایشان بر ظواہر متصور باشد اما حال اہل حقیقت از ان عالی تر است کہ برسوم ظاہر مقید شوند واہتمام ایشان بمراعات حضور باطن بیش نبود واین طائفہ را باطنیہ واباحیہ خوانند وصوفی کہ در موضع مدح واقع شدہ چنانچہ ؎ صوفیان جملہ حریفند ونظرباز ولے محمول بر ہر یکے ازین دو معنی میتواند شد لیکن حمل او بر معنی اول کہ شامل فرقہ ملامتیہ بود کہ ناظم از انست اولے وانسب است معنے آنست کہ ای صوفی ظاہر پرست یعنی مرائی وخالی از اعمال آرایش

مرتفع

در و دیوار دل چه نهاده و در عید مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ چه افتاده که بدین لباس جز تشبیه
چیزے دیگر نمی کشاید در مشرب ما در آی که مشرب اہل معرفت است تا صفائی جام دل سالک که
مانند آئینه روشن است معاینه کنی که آثار صفائی مئے که عبارت از محبت خالص است چه نوع
صفای آئینه دل ظاهر مے شود و چه نوع کمال حاصل مے آید تا از انکارے که داری باز آئی چون
در راہِ عشق و محبت بسا اسرار است که مکشوف ہیچکس نمی شود الا بعاشقان بنابران گوید **قوله**

راز درون پرده ز رندان مست پرس	کین حال نیست صوفی عالیمقام را

سوال لفظ صوفی که در محل ذم واقع شده عالی مقام چون صورت بندد **جواب** بطریق سخریه چون
شیخ پاکدامن معنی آنست که اسرارِ الٰہی و نکتهاے عشق حضرت لا تناہی از رندان مست یعنی عاشقان
که قطع علائق و عوائق کرده اند و از ماسوی الله بریده اند و بحق رسیده اند بپرس چرا که رسیدن بدریافت
اسرار الٰہی شایان زاہد ظاہر پرست و صوفی مرائی نیست ہر چند که در طاعت و عبادت کوشد حصول
معنی میسرش نشود و باید دانست که رازہاے پرده بسیار اند که بحجب عزه محتجب باشند و غیرت عشق
زبانِ عارفان بریده از افشاے آن الا بر سبیل ایماء یکے ازان سر قدر که اَلْقَدْرُ سِرُّ اللهِ فَلَا تُفْشُوْهُ
که شریعت محمدی مانعست دوم سر ربوبیت که اِنَّ الرُّبُوْبِيَّةَ لَوْ كُشِفَ لَبَطَلَ الرُّبُوْبِيَّةُ سیوم سر حقیقت
محمدی اگر حقیقت خود آشکارا کند مبطل شریعت باشد چہارم سر روح قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ
و علی ہذا القیاس بیشمار اند و تا صبح ولایت از مطلع ندمد و نجوم صفات بشری متلاشی نگردد
بران سر اطلاع نیفتد و محتمل که صوفیان عالیمقام که راز داران خلوتخانه اسرار الٰہی اند و از آداب
دانی حفظ مراتب میکنند چگونه افشاے راز نمایند و مستان باده محبت که صاحب حال ند ضبط ندانند
ہر چه می بینند و می شنوند بے اختیار بر زبان آرند و چون در عالم ہیچکاری نیست بہتر از حصول معرفت
که وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ اے لیعرفون و عرفان بے شہود ممکن سے نے
بنابران گوید **قوله**

در نقد عیش کوش که چون آبخور نماند	آدم بہشت روضه دار السلام را

نقد عیش حصول شہود الٰہی و عرفان نامتناہی **آبخور** قسمت **بہشت** بگذاشت **روضه دار السلام**
جنت **معنی** آنست که ای صوفی ظاہر پرست مشغول این دنیاے فانی و زہد لا ینفع چه شده باز آ

وبحصول معرفت وشهود الهی کوشش نما وکار امروز بفردا مفگن که کار امروز بفردا افگندن دست تحسر بدندان گزیدنست آدمؑ چون مدتش سپری شد کاری کرد که بهشت از دست باز از نصیحت سالک اعراض نموده به بیان سالک می پردازد قوله

در دور باده یکدو قدح درکش و برو	یعنی طمع مدار وصال دوام را

دور باده ظهور تجلیات قدح تجلی معنی آنست که ای سالک در سلوک عشق و محبت تفرجات تجلیات بسیارست پس در هنگام ظهور تجلیات مدام بتجلی واحد مشغول مباش تا داخل خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ نگردی ؎ بیزارم ازان کهنه خدائے که تو داری ، هر لحظه مرا تازه خدائے دگرست ، بلکه برهر تجلی که رسی یکدو لمحه تفرج نموده روان شو تا داخل أُولَئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَى شوی چراکه سالک را باید که ملتفت بدان نگشته خلیل وار نوای لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ برآورده پیش قدم نهد سوال درین بیت معلوم میشود که گاه وصال یافته میشود و دوم بیت لاحق که عنقا شکار که ازان مفهوم میگردد که وصال دست نمیدهد جواب آنست که حق تعالی را دو مرتبه هست ظهور و بطون یکے ازان احدیت ذاتیه مجرد از صور تعینات واتفاق صوفیه بر آنست که حضرت ذات از حیثیت احدیت ذاتیه وهویت غیبیه برتر ازان ست که متعلق به علم و کشف شهود تواند بود و یکے ازان واحدیة که عبارت از ذات مقید بصور تعینات علمیه وغیبیه واین بکشف شهود میگردد پس انچه از بیت اول مفهوم میشود وصل باعتبار واحدیة وانچه از بیت ثانی معلوم میشود عدم وصل احدیت ست ونیز صوفیه را در کشف ذات الوهیة اختلافست اکثرے از محققین قائل اند و بعضے منکر و چون فکر کردن در ذات وغور نمودن بآن شایان سالک نیست که تَفَكَّرُوا فِي الْآلَاءِ وَلَا تَفَكَّرُوا فِي الذَّاتِ بنابران گوید قوله

عنقا شکار کس نشود دام باز چین	کین جا همیشه باد بدستست دام را

عنقا که ذات مقدس که در لمعات از وے بعنقا تعبیر نموده اینجا اشارت بکنه ذات مقدس باد بدست بیحاصل معنے آنست که عنقاء احدیت شکار استعداد کسے نمیشود دام سعی وکوشش از و باز دار زیراکه سعی بیحاصل ست قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ وَاللّٰهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ وایضاً قال رَبِّ أَرِنِي وقال لَنْ تَرَانِي و برائے شکار دیگر مثل تجلیات ذاتی وصفاتی وافعالی دام سعی بگستران که خود گفته ؎ برو این دام بر مرغ دگر نه ، که عنقا را بلندست آشیانه ،

وشیخ یحیی وجهی لطیفت بکار برده یعنی عنقای الوهیت شکار کس نمیشود بلکه شکار بیکسانست حاکی عن الله اَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوبُهُمْ لِاَجْلِیْ وچون درعشق ننگ وناموس را گذر نیست بنابران گوید قوله

اے دل شباب رفت ونچیدی گلی ز عشق	پیرانه سر مکن هنری ننگ ونام را

معنے آنست درشباب که ایام کارے بود عقده کار از دست نگشود واز کشت زار دنیا ذخیره عقبے بر نداشتی ای عشقے حاصل نکردی ؎ الا اے که عمرے بهفتاد رفت ✤ مگر خفته بودی که برباد رفت ✤ همه برگ بودن همی ساختی ✤ بتدبیر رفتن نپرداختی ✤ انحال که موسم پرا فشانیست یعنی هنگام پیری ننگ ونام را که هنرے پنداری مکن واگر بکن باشد معنے آنست که هنرے بکن از برائے ننگ ونام خود تا روز قیامت ننگ ونام تو برجا ماند چنانچه سعدی گفته ؎ دگر دست قدرت نداری بکار ✤ چو بیچارگان دستِ زاری برآر ✤ وچون درعشق امید عافیت نیست بنابران گوید قوله

من آن زمان طمع ببریدم ز عافیت	کین دل نهاده بر کف عشقت زمام ما

معنے آنست که من از ازل که اختیار عشق نمودم طمع عافیت منقطع کردم که اَلْعِشْقُ تَرْكُ السَّلَامَةِ وَاخْتِيَارُ سَبِيْلِ الْمَلَامَةِ وچون مدام توقع عاشق همین است که معشوق بنظر لطف نگرد گوید قوله

ما را بر آستان تو بس حق خدمت است	ای خواجه بازبین بترحم غلام را

معنے آنست که ای معشوق من از من اعراض چندین چه میکنی وچرا سوے من نے نگری که ما را بس حقوق خدمت بر آستان تست یعنے اگرچه خدمتے که لائق جناب تست از ما صادر نشده امّا اینقدر هست که آستان ترا نگذاشته ام واز این در بدرِ دیگر نرفته ام که جاے دیگر گفته ؎ جز آستان توام درجهان پناهے نیست ✤ پس اے محبوب من براین غلام خود بنظر لطف نگهے فرما وگویند که حافظ بظاهر دست ارادت بکسے نسپرده وفیض از جناب محمدؐ یافته که جاے دگر گفته ؎ زانکه بخشایش بس روح مکرم با اوست ✤ گوید قوله

حافظ مرید جام جم است ای صبا برو	وز بنده بندگی برسان شیخ جام را

جام جم بحکم عُلِّمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ قلب محمدی عم مراد عشق نبویست صبا وارد غیبی

[illegible]

و عارف کامل شیخ جام محمد که بصفت موصوف است معنے آنست که ای وارد غیبی و یا اے
عارف کامل حافظ طالب فیض نبویست و پیوسته در عشق آنحضرت مشغول هرگاه که گذری بجناب
نبوت مآب کنی پس بندگی ما را عرض نمائی و نیاز ما رسانی غزل

صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را	که سر بکوه و بیابان تو داده ما را

صبا همان باد که پیغامبر عاشقانست چنانکه در نزهة الارواح گوید عجائب قومے اند که باد صبح را
همدم خود سازند و هردم سخنے با او پردازند و نیز مرشد و وارد و جذبه غزال رعنا معشوق و مراد
ازان محبوب حقیقی سر بکوه و بیابان دادن سرگردان ساختن و مبتلا شدائد و بلیات نمودن
معنے آنست که ای باد صبا بنرمی بگو مرآن معشوق را که همچو غزال رعنا از نظر طالبان می گریزد
و بقید ایشان نمی آید که من که خانمان گذشته در طلب تو کوه و بیابان و صحرا یعنی مواضع محنت
گزیده ام از جهت وصال تست نباید که همچنان که از خانمان جدا مانده ام از وصال تو هم محروم هم
بازبان صبا که پیغامبر عاشقانست التماس مے نماید قوله

چو با حبیب نشینی و باده پیمائی	بیاد آر محبان باد پیما را

با حبیب نشستن بوصل حبیب رسیدن باده پیمودن مست نظاره وے گشتن باد پیما
بے حاصل معنے آنست که ای باد صبا هرگاه که با حبیب من واصل گردی و مست نظاره او
شوی باید که عاشقان سرگشته بادیه هجران را یاد داری یاد دهانی و چون کار معشوق مدام بے نیازیست
و خود بینی بنا بران گوید قوله

شکر فروش که عمرش دراز باد چرا	تفقدی نکند طوطی شکرخا را

شکر فروش معشوق طوطی شکرخا عاشق معنے آنست که اے محبوب من که عمر او دراز باد
چرا عاشقان را تفقدے نمیکند و بحال ایشان نمی پردازد گویا استفسار میکنند که درین چه سر است
که معشوق از عاشق اعراض میکند و او را مطلب نمیرساند و چون طریقه معشوقان استغنا نمودن است
و آن جز غرور حسن نتواند بود بنا بران گوید قوله

غرور حسن اجازت مگر نداد ای گل	که پرسشے نه کنی عندلیب شیدا را

غرور حسن در بعضے نسخه عروس حسن نداد منفی و مثبت گل محبوب نکنی منفی و مثبت عندلیب

عاشق معنے آنست کہ ای محبوب من کہ با این حسن وجمال چون گل ہستی مگر غرور حسن ترا اجازت نمیدہد کہ از احوالِ پُر ملال عاشقانِ شیدا پرسش نمائی یعنے مقتضیات حسن تو اینست کہ بلبل شیدا را زیادہ تر شیدای بہم رساند تا قدر پرسش داند چون ہر صاحب نعمتے را درکار ست کہ باداے شکر این نعمت عظمے بموجب أَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللّٰهُ إِلَيْكَ گرائیدہ بنا بران گوید قولہ

بشکرِ آن کہ توئی پادشاہ کشورِ حسن ۔ بیاد آر غزیبان دشتِ صحرا را

معنے آنست کہ اے محبوب من بشکر آنکہ تو بادشاہ کشور حسن ہستی غزیبان دشت صحرا را کہ کنایت از عاشقانست از خاطر عاطر خود فراموش نہ سازی و چون خلق ولطف معشوق دام عاشقان ہست گوید قولہ

بخلق ولطف توان کرد صید اہل نظر ۔ بقیدِ دام نگیرند مرغ دانا را

بحسن لطف

اہل نظر کنایہ از عاشقان مرغ دانا عاشق معنے آنست کہ اے محبوب من ہر عاشقان بیچارہ بخلق ولطف پیش آئی وایشانرا بحبل المتین حسن خلق مقید کن نمے بینی کہ صیادان مرغ زیرک را بخلق ولطف پا در زنجیرے کنند ودر دام مے آرند و چون در سرشت معشوقان غیر از عاشق کشی وستم وجفا نیست بنا بران گوید قولہ

ندانم از چہ سبب رنگ آشنائی نیست ۔ سہی قدان وسیہ چشم ماہ سیما را

رنگ آشنائی لطف ومرحمت یعنے معشوقان کہ از عاشقان اعراض میکنند واستغنا مے نمایند ودست جور وجفا دراز میسازند نمیدانم کہ سببش چیست و چون ہردم کار معشوق بیوفائی ومخالفت عاشقانست گوید قولہ

جز اینقدر نتوان گفت در جمال تو عیب ۔ کہ خال مہر ووفا نیست روی زیبا را

معنے آنست کہ اے محبوب من ہیچ عیبے در جمال خود نداری بجز آن کہ وفا نیست مر ترا واینمعنی در حقیقت سراسر ترک ادبست چو البتہ بدو وجہ ہست یکے آنکہ لَا يُحْسِنُ مُحْسِنٌ بِمَا صَدَرَ عَنْهُ دوم آنکہ وفا آنرا گویند کہ کاروبار معشوق موافق عاشق باشد واین ہمہ حال نباشد گاہ معشوق در عتاب باشد واعراض ودشنام معشوق اگرچہ از روے معنی عین حکمة ہست وبرجا لیکن چون موافق خواہش عاشق نیست بنا بران عاشق میداند کہ بیوفائی کرد چنانکہ پرہیز نمودن ودوا ر تلخ

فرمودن طبیب مر مریض را اگرچه فی الحقیقت عین حکمت است و لطیف است اما بنظر مریض بیوفائی است همچنان گاه عتاب گاه خطاب گاه هجر گاه وصل گاه قبض گاه بسط در نظر عاشق سوخته و بیقرار بیوفائی مے نماید پس ترک ادب نشد و چون این شعر سراسر راحت انتما و فرحت افزا است گوید **قوله**

سماع زهره برقص آورد مسیحارا		در آسمان چه عجب گر ز گفتهٔ حافظ

معنے آنست که اگر سرود زهره که مطربهٔ فلک است از اشعار حافظ باشد عجب نیست که مسیحارا برقص آرد یعنی سخنان من چنان پرسوز اند که مسیحا از استماع آن برقص آید **غزل ۵**

قلقل آواز صراحی جان دهد مستانه را		صبحدم بکشاد خمارے درمیخانه را

صبحدم هنگام صبح که وقت میخواری میخواران است خمار بفتح و تشدید می فروشنده مراد مرشد میخانه عشق **ع** عالم عشق اے پسر میخانه ایست + کز شرابش عقل کل دیوانه ایست + **قلقل آواز** صراحی چنانچه در مرآة المعانی ست **ع** پنبهٔ گوش صراحی غفلت است + وان صراحی روح باده وحدت ست + چون صراحی برکشد پنبه ز کام + قلقل آید از دهان او مدام + قلقل او چیست یعنی ذکر روح هیرسد مر عالم دل را فتوح **معنے** آنست که وقت صبح مرشدے درمیخانه رابکشاد یعنی بیان اسرار و معارف عشق شنود و گفت که اے عاشقان تا توانید بذکر روحی مشغول شوید که مسرت افزاے عاشقان ست کما قال ذِکْرُ اللِّسَانِ لَقْلَقَةٌ وَذِکْرُ الْقَلْبِ وَسْوَسَةٌ وَذِکْرُ الرُّوحِ رَاحَةٌ و باز چون انکشاف معنی نمی شود تا که متکلم بواضح ترین ادا نکند بنابران گوید **قوله**

ساقیا برخیز و پرده آخرین پیمانه را		دور گردان آمده آخر درین بزم بمن

ساقیا خطاب که نوشانندهٔ مے محبت آلهی است **معنے** آنست که چون بیان اسرار را درین مجلس نوبت بمن افتاد گفتم اے ساقی برخیز و پیمانه آخرین پر کرده عنایت فرما یعنی بواضح ترین ادا فرما و یا آنکه چنانچه بزبان تلقین نمائی بتوجه باطنی هم عنایت فرما اکنون بدان که تلقین مرشد همین زهد و صلاحست و وعظ و نصیحت تا آنکه سالک استعدادے تمام حاصل نماید چون سالک هردم اضطرابے و اضطرارے بسبب عشق روے میدید و از زهد و پرهیزگاری حصول نمیشود چنانکه خود جاے گفته **ع** دلم از صومعه و صحبت شیخست ملول + یار ترسابچه

این غزل خواجه حافظ نیست بلکه الحاقی است چراکه این کلام با کلام خواجه نمی سنجد کذا قال مولانا العلامه الشمسی ۱۲

کو خانہ خمار کجاست ۔ بنا بران گوید قولہ

عاقلا پندے مدہ ہمچون من دیوانہ را	چون شدم مجنون بروے عشق لیلی در جہان

مجنون عاشق لیلی کنایۃ از معشوق عاقل کنایۃ از مرشد با عتبار صحو بعد المحو یعنی از بحر محو بر آمدہ بساحل صحو رسیدہ و مرتبۂ تکمیل یافتہ معنی آنست کہ اے مرشد من چون در عشق آن محبوب لیلی وش مجنون وار رسوا گشتہ ام پس ہمچو من دیوانہ را بہ پند و نصیحت پیش میا بلکہ جامے از عشق بمن حوالہ کن۔ چون سالک چندین عجز کرد بنا بران مرشد تلقین کرد قولہ

پاک بنگر اندر آن آئینۂ جانانہ را	آئینہ زنگار را صیقل ز تقوی پاک کن

آئینہ اول بمعنے دل و ثانی مراد روے معشوق پاک در مصرع اول بمعنے مصفا و در ثانی بمعنے حسن وجہ و بے کاہش و نقصان و عیب تقوی پرہیزیدن از ما سوی اللہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ معنی آنست کہ ای سالک اگر میخواہی کہ روے آن معشوق بینی۔ اول دل خود را کہ مانند زنگار خوردہ است از صیقل تقوی پاک یعنی خطرات و خیالات ما سوی محبوب را از دل برون کن بعد ازان با حسن وجہ روے معشوق دران ببین و چون در راہ عاشقی ہمین ہست کہ عاشق خود را فداے معشوق سازد گوید قولہ

عاشقی آموز اند ر سوختن پروانہ را	گرد شمع جان معشوقی بگرد از عاشقی۔

معنے آنست کہ اے سالک اگر تو عاشق ہستی پس بگرد گرد معشوقے اے خود را فدای معشوق ساز و حیلہ پیش میار و مگو کہ چگونہ فدا می شوند و مے سوزند کہ عاشقی در سوختن مر عاشق را خود تعلیم میکندے بینی کہ پروانہ را در سوختن کہ تعلیم نمود چون عاشقی سراسر بلاست ۔ بعضے عاشقان خام بجناب محبوب سخن غیر مناسب میگویند و عاشقان کامل دم نمی زنند و ناشایست را بخود نسبت میکنند بنا بران گوید قولہ

آمدہ مرغ ہوا گرد ان ز بہر دانہ را	نیست دشنامی بصیاد از ل ایجا سخن

معنے آنست اے جان من بسبب شدائد و بلیات سخن بے ادبانہ در حق معشوق سے گوئی این بد گفتن تو شایان آنجناب نیست چرا کہ دل تو مانند مرغ ہوا گرد ان کہ بمجرد دیدن دانہ فرود آید محض بدیدن نور شہود در دام عشق گرفتار گشت و اختیار شدائد و بلیات نمود پس او را چہ جرم

و در بعضے نسخه مصراع اولی چنین است ۵ نسبت ساقی بصیاد ازل وین جان من ؛
معنے آنست که ساقی صیاد ازلی دام معشوقی دراز نموده و دانه نور شهود در و انداخته واین جان من
مانند مرغ هواگرزان که بمجرد دیدن خود را در دام افگند واین بار گران عشق قبول نمود پس ساقی
صیاد ازل مرغ جان ما را باین وجه در دام آورد قوله

حافظا از زهد ریائی توبه کرده پیش ازان	پس برو بگشای آخر شب در میخانه را

آخر شب سحر و اکثر عاشقان را تجلیات وقت سحر یا نیم شب میباشد ۵ روبرو در دل نشین کان
دلبر خرگاهے ؛ وقت سحری آید یا نیم شبے باشد ؛ در میخانه عالم عشق که مشاهدات تجلیات است
معنے آنست که اے محبوب من حافظا ازین زهد ریائی توبه کرده پیش ازانکه توبه فرمائی پس درین حالا
چه مانده برو در میخانه را بکشا و بمشاهدات تجلیات سرفراز نما غزل

صلاح کار کجا و من خراب کجا	ببین تفاوتِ ره از کجاست تا بکجا

اشکال این بیت در قافیه است بدانکه قافیه بر دو نوع است معمول و غیر معمول غیر معمول آنست
که بے تصرف شایستگی قافیه در و واقع باشد و معمول آنست که بے تصرف شایستگی قافیه نباشد
و درینجا قافیه مصراع دوم معمول است و آن آنست که بواسطه تصرفی شایسته قافیه گردد واین
عیبے نیست بلکه صفتے است که ردیف و قافیه را امتزاج دارد چنانچه درین رباعی ۵ هرچند
ز دهر نامرادی دارم ؛ لیکن بغم عشق تو شادی دارم ؛ اے دل چو غمست هجر و شادیست وصال
شادی کن و غم مخور که بادی دارم ؛ بدانکه اکثر کار و بار عاشقان بصلاح و تقوی صورت نمی بندد
که بسا خیر را در صورت شر نمایند و آن موجب طعن حاسدان میشود بنابران گوید معنے آنست که
پرهیزگاری که مستلزم هستی است و دور از خدا پرستی است کجا و من خراب که در مقام نیستی جا کرده
و خدا را بخدا اے می پرستم کجا ببین که بین المرتبتین تفاوت از کجا تا بکجا که آتش کجا و آب کجا
ویا آنکه از صلاح اصلاح کار دنیوی مراد باشد پس معنی آنکه اصلاح کار دنیوی کجا و من که از شوق
الٰهی خراب گشته ام کجا و توجهے بتحصیل آن صلاح کار ندارم کجا پس صلاح من تفویض کار
بحق است و چون صلاح و تقوی ریائی را در طریقه رندی دخلے نیست گوید قوله

چه نسبت است برندی صلاح و تقوی را	سماع وعظ کجا نغمه رباب کجا

رندی بے باکی وقطع نظر از اعمال نغمۂ رباب مراد گفتار معنے آنست کہ صلاح وتقوے را
کہ مستلزم هستی اند واز خدا پرستی دوراند بارندی کہ قطع نظر از اعمال کہ مستلزم نیستی وقرب مولاست
چہ نسبت وسماع وعظ کہ قیل وقال زاهد انست کجا وگفتار مرشد کہ بیان حقایق ومعارف است
کجا چون از زهد وورع کارے پیش نیرود بنابران گوید قوله

دلم ز صومعه بگرفت وخرقه سالوس	کجاست دیر مغان وشراب ناب کجا

صومعه در اصل معبد یهود ست اما الحال در عرف عبادتگاه است چه از اهل یهود چه از اهل اسلام
سالوس مکر وفریب دیر مغان فناء مقام رندان معنے آنست کہ دل من از نشستن صومعه
وپوشیدن خرقۂ ریائی رنجیده شده کہ هیچ ازین کشودے نیست پس مقام رندان کہ مستلزم نیستی ست
کجا وشراب ناب کہ کنایت از محبت خالص از کدورت غیریت کجا کہ بآن متوجه شویم وبمطلب خود
فائز گردیم چون مطلب عاشق یادآوری معشوق است گوید

بشد ز یاد خوشش یاد روزگار وصال	خود آن کرشمه کجا رفت وآن عتاب کجا

کرشمه ظهور عتاب آگاهی دادن بتقصیر روزگار وصال مراد مشاهده کہ در عالم اطلاق
داشتند چون بعالم تقید آمدند وآن مشاهده از ایشان باز داشت بجاے فراموشی است معنے
آنست کہ یاد روزگار وصال کہ در عالم اطلاق داشتیم فرض کردیم کہ از یاد او رفت وفراموش شد
خوش باد مراورا اما خود آن کرشمه وآن عتاب کجا یعنی خوب اگر مشاهده ازلی باز داشتند لیکن گاه
گاهے ظهورے از تجلیات براے خوش ساختن بنده وعتابے براے اصلاح در امور مخالف کہ
از من صادر شود می کرده باشد ودر بعضے نسخه چنین دیده شده سه گرفتم اینکه ز یادش برفت روز
وصال ٭ چون سالکان در مقام محو محو می شوند میدانند کہ وصال شد واین بیت فیضی است
کہ حاصل ست در مقام صحو بعد المحو ضمیر شین راجع بدل میگوید کہ اگرچه دل از بے انصافی روز
وصال را فراموش کرد وقلق واضطراب پیشه نمود لیکن معشوق هم از کمال استغنا کرشمه
کہ تجلی اسم بصیر است وعتاب کہ تجلی اسم قهار ست کہ موجب فنا فی الله وبقا بالله نمی فرماید و
التفاتے نمیکند وچون حسن معشوق را بغیر از عاشق کسے نداند گوید قوله

ز روے دوست دل دشمنان چه دریابد	چراغ مرده کجا شمع آفتاب کجا

روے دوست مراد خوبی وجمال معشوق دشمنان ظاہر پرستان چراغ مرده اشارة بدل دشمنان شمع آفتاب اضافة بیانیه مراد روے محبوب معنے آنست ظاہر پرستان خوبی جمال محبوب را چگونه دریابند وایشانرا باآن چه نسبت چنانچه چراغ خصوصاً مرده را باآفتاب چه نسبت چون معشوق گاه گاه لطف قهرآمیز بعاشق میکند که عاشق معذور آن شده از دور افتد بنابران گوید قوله

کجا همی روی ای دل بدین شتاب کجا	ببین به سیب زنخدان که چاه در راه است

سیب زنخدان مراد لطف قهرآمیز محبوب ۵ چیست میدانی زنخدان صفات + لطف کرده قهر میماند بذات + هست زهرے درمیان بوے سیب + به بدی گرنه بودی این فریب + می نماید سیب برهشیار و مست + می ربایدجان صد موسے بدست معنے آنست که جانب لطف قهرآمیز محبوب که آن چاهیست در راه ببین که هرکه متوجه شد وفریفته رنگ وبوے اوگردید از پیش رفتن باز ماند وچون زندانیان خود را نشاند ودر بعضے نسخه بجاے ببین به بین نظر آمده معنے آنست که جانب لطف قهرآمیز محبوب بنگر وبحرص عنان مرکب پیش مبر که لطف قهرآمیز محبوب اگرچه در ظاهر سیب وار خوش مینماید ومردم را فریفته رنگ وبو میگرداند امّا فی الحقیقت چاه در راه هست که سالک را محبوس کرده می ماند واز مطلب دور می اندازد و تحمّل که سیب زنخدان عبارت از هریک مظاهر وتعینات اسم المضل هست که مانع وصول اند مخفی نماند که چون دقائق اسم المضل در همه حسنات وسیّآت مزجی هست در بعض عیان ودر بعض نهان پس سالک را باید که بهمه حال مراقب حال باشد تا مبادا که از غلبه اسم المضل از اعلی علیّین باسفل السافلین رسد مخفی نماند که در حسنات دقائق اسم هادی ظاهر ودقائق اسم المضل در باطن ودر سیّآت عکس هست وچون موجب روشنائی چشم عاشق غیر از خاک جناب معشوق نخیتو اند بنابران گوید قوله

کجا رویم بفرما ازین جناب کجا	چو کحل بینش ما خاک آستان شماست

کحل سرمه که براے روشنی چشم در چشم کشند بینش بمعنے دیدن چه هر امرے را که خواهند مصدر کنند شش ساکن در آخر او در آرند تا معنے مصدر دهد چون آمرزش وبخشش وانجا از بینش مراد چشم از ذکر مظروف واراده ظرف معنے آنست که چون روشنی بخش دیدهٔ من سرمهٔ خاک آستان شماست پس خود انصاف ده که این جناب را گذاشته توجه بکه آرم ونیز کحل بینش

میتواند که مقوله روح انسانی بود باعتبار آنکه وجود خاکی موجب کمال خلافت است إِنِّي جَاعِلٌ
فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً و خطاب بمرشد حقیقی و می تواند که بمرشد هم و چون کار عاشق ترک خواب و خور
و بی صبری شیوهٔ اوست گوید قوله

قرار و خواب ز حافظ طمع مدار ای دوست	قرار چیست صبوری کدام خواب کجا

معنی بیت اظهر است

غزل

لطف باشد گر نپوشی از گدا ها روت را	تا بکام دل به بیند دیدهٔ ما روت را

معنی آنست که ای محبوب من اگر از گدایان که عاشقانند روی خود را نپوشی محض لطف تست
تا دیدهٔ ما روی ترا بکام دل خود به بیند چون عاشق مدام در شدائد و بلیات ست بنابران گوید قوله

همچو هاروتیم دائم در بلای عشق زار	کاشکی هرگز ندیدی دیدهٔ ما روت را

هاروت نام فرشته که عاشق زهره بود در لفظ ما روت تا مخاطب است معنی آنست که همچو
هاروت در بلای عشق گرفتاریم و دائم زار و گریانیم کاشکی دیدهٔ ما هرگز روی ترا ندیدی تا بدین
روز سیاه ننشستندی چون گرفتاری عاشق غیر از حسن معشوق نیست بنابران گوید قوله

کی شدی هاروت در چاه زنخدانش اسیر	گر نگفتی شمهٔ از حسن او ماروت را

ضمیر شین زنخدانش بر زهره و آن زهره است و همچنین ضمیر او و مصرع ثانی محمول بر قلب است
ای اگر نگفتی ماروت شمه را از حسن او و معنی آنست که هاروت در چاه زنخدان معشوق که زهره بود
کی اسیر شدی یعنی کی عاشق او شدی اگر نگفتی ماروت شمه را از حسن او یعنی ما کی عاشق روی
تو شدیم اگر شمه از حسن روی تو مرشد ما بیان نمی نمود پس گرفتاری ما محض بیان مرشد است
و قصهٔ هاروت و ماروت و طعنه زدن ایشان بر ایشان و فرو فرستادن حق ایشان را و عاشق
شدن شان بزن مطربه زهره نام و خمر نوشیدن و زنا کردن شان بآن زن مشهور است
د گویند که اول آن زن را ماروت دیده آمده به هاروت گفت تا هاروت عاشق شد و در حدیث است
که آن زن اسم اعظم از ایشان آموخت و ببرکت آن بر آسمان رفت حق سبحانه او را مسخ کرده کوکب
ساخت و چون در همه عالم همه جا ظهور حسن و آواز عشق است گوید قوله

بوی گل بر خاست گویا از حسن هاروت بود	بلبلان مستند گویا دیدهٔ ماروت را

در ہاروت و ماروت تا رخطابست معنے آنست گلہا کہ در چمنہا ظہور نمودہ اند گویا چمنہا معطر گردید گویا کہ در چمنہا روے تو بو دیعنی ظہور گلہا و خوش بوے چمنہا از آثار روے پرتو روے تست و بلبلان مست کہ در شور و غوغا اند گویا کہ دیدہ اند کہ بر گل روے تو والہ و شیدا اند حاصل آنست کہ ہر جا کہ آواز حسن و جمال است اثر و پرتو نور تست و ہر جا کہ غلغلہ عشق است از ماست لیلی بدلربائی یک عشوہ یافت از تو مجنون بہ عشق بازی یک شیوہ یافت از من چون کار عاشق احتمال شدائد و بلیات نمودن و عمر بسر بردن بغم و اندوہ است دا ابنہم از براے آنست تا روزے بوصل محبوب رسد و بروے او ببیند گوید قولہ

روے بنما تا بہ بیند حافظ ماروت را	میکشم جور و جفا ہایت زہجران ای صنم

ہجران جدای محبوب و دوری معشوق صنم بت را گویند کہ کافران عبادت او میکنند و آن در آراستگی و زیبائی و صورت حسن بنہایت بنابران معشوق را از روے آراستگی و زیبائی حسن صورت صنم گویند و مصراع ثانی خطاب روحست و ہم جسم واز حافظ ما اگر روے بنما خطاب روح باشد مراد جسم است و اگر مخاطب جسم است روح مراد باشد و تا رماروت بمعنے تو ہست و خطاب بمعشوق باشد معنی ظاہر است حاجت بتقریر ندارد غزل

یارب مباد ہیچکس از دوستان جدا	ہنگام نوبہار گل از بوستان جدا

نوبہار ایام جوانی و نیز اوان بدایت سلوک و کشف تجلیات و صفاے باطن گل مراد سالک بستان مجلس پیر در حالت محرومی از خود از صحبتہ پیر خود و دور افتادن از مجالست او گوید کہ عجب حالے رویدادہ کہ ہنگام نوبہار کہ اوان سلوک است رویدادہ و گل کہ کنایت از سالک است از بستان کہ مجلس مرشد ہست جدا ماندہ واز وے دور افتادہ چون جدائی مرشد مرمسترشد راسخت کارست بنابران در مصرع ثانی بیان آن نمود کہ ہیچکس از دوستان خود دور و مہجور مباد چون کار عاشق در ہجران محبوب بجز از گریہ نیست گوید قولہ

از وصل گل ہمین شو اند خزان جدا	بلبل بنالہ در چمن آمد بصبحدم

معنے آنست عاشقانرا کہ شب و روز بزاری بسر می برند عجب مدار کہ بلبل کہ عاشق مشاہدہ گل است در چمن نالان و نعرہ زنان می آید وقتے کہ از وصل گل در خزان جدا می شود آرے حدیث

هجران معشوق را کسے داند که شبے از محبوب خود دور افتاده بود که حال کژدم گزیده کژدم گزیده
داند و هجران معشوق عذابیست عظیم که شدائد و بلیات روز حشر شمه ایست ازو که ناظم خود گفته
ع حدیث هول قیامت که گفت واعظ شهر + کنایتیست که از روزگار هجران گفت + چون
مدار کار جمله بر فناست که ع هیچکس را نیست زین منزل گریز + از گدا و شاه و ز برنا و پیر +
بنابران گوید **قوله**

دنیاست باغ کهنه و انسان چو نو گلند	هر یک ز شاخ عمر کند باغبان جدا

معنے آنست که دنیا باغے است کهنه و انسان در وے بمنزلۂ گلے ست تر و تازه اما آخر الامر باغبان
قضا و قدر هر یکے را از شاخ عمر شان بر چیده و در محل عدم فرستد حاصل آنست که هر که درین دار فنا
و منزل بے بقا فرود آمد و لباس حیات در بر کرد عاقبت شربت کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ
مر او را بے باید چشید ع درین باغ رنگین درختے نرست + که ماند از قفاے تبر زن درست +
پس وا ے بر آنان که عمر خود را ببطالت و ضلالت بگذرانند و بلهو و لعب بسر برند چون غنچے
قوی تر والے شدید تر مر سالک را از فوت عمر ببطالت نیست گوید **قوله**

افسوس کین حیات جهان رایگان گذشت	افسوس دیگر آن که شود تن ز جان جدا

معنے آنست که افسوس که این زندگی رایگان گذشت از و فور غفلت بیخبر در گل دنیا افتاده ایم
و هیچ به آخرت نپرداختم و افسوس دیگر آنست که مرگ در پیش است چون بمیرم و آن وقت هم مخمور غفلت
نیم و هیچکس بسبب غفلت یاد ما نکند چرا که **قوله**

بسیار خفته اند درین خاک سیمتن	شاهان نو عروس بسے از جهان جدا

معنے آنست که درینجا که بسے سیمتنان که گوے خوبی از خورشید ربوده بودند بسے شاهان
که بغرور ملک و مال گردنکشی می نمودند و بسیارے از نو عروسان که بصفت فِیْهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ
موصوف بودند خفته اند و با خاک یکسان گردیده اند و هیچکس با حوال ایشان مے پردازد
و یاد ایشان نمیکند چون باید که قدم از روے عبرت درین جهان فانی نهد که ع هر ورقے چهرهٔ
آزاده ایست + هر قدمے فرق ملکزاده ایست + گوید **قوله**

هشدار و پاے بر سر آزادگان منه	تنها به لحد خفته ازین خاکدان جدا

معنے آنست کہ اے سالک دمے بخود آئی و بہوش باش و پاے برسر کسانے کہ از قید جسم و جان وزن و فرزند و خویش و اقارب و ملک و مال آزاد گردیدہ تنہا بلحد خفتہ اند منہ اے ایشانرا فراموش مکن و بدعاے خیر و فاتحہ یاد نما و باحوال ایشان عبرت نما کہ ؎ لب از خفتۂ چند خاموش مکن ✤ فرو خفتگان از فرامش مکن ✤ و تا کہ ترک حرص و ہوا نماید بوصل دوست رسیدن محال بنابران گوید **قوله**

ترک ہوا و حرص مکن حافظا کنون	بہر وصال دوست شو از خانمان جدا

ہوا آرزوے نفس و نہی النفس عن الہوی سے معنے آنست کہ اے حافظ چون در راہ طلب دوست درآمدۂ باید کہ تارک حرص و ہوا باشی کہ حرص ہوی سد سیت بزرگ و حجابیست سترگ بلکہ در طلب وصل محبوب از خانمان کہ جسم و جانست آزاد باید گردید و بکلی فنا باید شد و تا کہ فانی نشود بدوست نہ پیوندد ؎ تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز ✤ واللہ اعلم ردیف الباء غزل

آفتاب از روے او شد در حجاب	سایہ را باشد حجاب از آفتاب

آفتاب کنایۃ از محبوب مجاز باعتبار ظاہر صورت و چون فی الحقیقت مخفے است موہوم لاجرم در مصرع ثانی بسایہ نسبت داد و چون محبوب حقیقی تمام مخلوقات را از شعاع نور خودش روشن ساختہ و فیض رساندہ لاجرم در مصرع ثانی بآفتاب نسبت داد کہ اظہر من الشمس ست باعتبار ظہور و ضمیر او بمحبوب حقیقی حجاب اخفا و عدم سایہ مراد محبوب مجاز آفتاب محبوب حقیقی معنی آنست کہ مجاز از ظہور حقیقت در حجاب آمد و آفتاب در زیر سحاب آمد و اظہر ست کہ سایہ را حجاب از آفتاب مے شود ہمچنان مجاز را از حقیقت و باید دانست کہ معشوقان مجاز را در نظر سالک تا آنزمان است کہ ظہور جمال محبوب حقیقی نشدہ و چون محبوب حقیقی جلوہ گری کرد ہمگی از نظر او محو شوند ؎ چو سلطان عزت علم در کشد ✤ جہان سر بجیب عدم در کشد ✤ چون در پیش ظہور ذات کائنات را تاب نیست گوید **قوله**

دست ماہ و مہر بر بند در رخش	ماہ بہیرم چو بگشاید نقاب

ماہ و مہر محبوبان مجاز و سر تجلیات اسمامی و صفاتی ضمیر شین رخش بر مہر و ماہ ماہ بہیر محبوب حقیقی و تجلی ذاتی باعتبار استغنا و خونریزی معنے آنست کہ وقتے کہ سالک را مشاہدہ محبوب حقیقی رو نماید و محبوبان مجاز را بپیش او قدر و قیمتے نماند و یا آنکہ وقتے کہ تجلی ذاتی بر دل

سالک جلوه کند تجلیات اسمائی وصفاتی رابیش او وجود نماند همه محو ومنطمس شوند وچون تجلی ذاتی موجب فنای سالک است بنابران گوید قوله

گر در آغوشش بہ بینم شب بخواب	از خیالم باز نشناسد کسے

خیال صورت موهومه که در دل گذرد آغوشش کنارست معنے آنست که اگر آن محبوب حقیقی یعنی از شبها تجلی ذاتی خود از روے فضل وکرم عطا نماید از ظهور آنچنان شوم یعنی در روشنی وظهور آن چنان فانی شوم که کسے از صورت موهومه مرا باز نشناسد یعنی بجز صورخیالیه نه پندارد باید دانست که عاشق را می باید که جز بعاشقان صحبت ندارد وچون عاشقان درین زمانه کمتر اند گوید قوله

خانقه معمور ودرویشان خراب	شاهدان مستور ومستان بے شکیب

شاهدان کنایه از عارفان کامل مستان کنایه از طالبان شکیب صبر وقرار خانقه جاے عبادت معمور آبادان خراب سرگشته و ویران درویشان معنی آنست که درین زمانه عجب حالے روے داده که عارفان کامل رو در نقاب آورده ومقلدان مسند نشین گشته اند وطالبان در طلب ایشان سر به بیابان نهاده اند وخانقه از مردمان مرائی پر ودرویشان که کنایه از خانقه نشینان است خراب که هیچ سوز ودردی ندارند در همه بحصول دنیوی نگمارند ومحتمل که درویشان مراد طالبان وخراب از ینجهة که هیچکس نه که ایشانرا بمراد رساند چون حصول عاشق در عشق غیر از گریه وزاری نیست بنابران گوید قوله

آبرو بر باد دادم از شراب	خون دل در جام دیدم از سرشک

معنے آنست که در عشق آن معشوق چندان گریستم که دلم خون گشته بجاے سرشک بیرون آمد وراز عشق که نهان بود ظاهر شد وبسبب آن رسواے عالم شدم چرا که بعاشقی مشهور شدم وهیچ بکام دل نرسیدم وچون سوز ودرد عاشق کس نتواند دریافت گوید قوله

در دم از مستان زند آتش برآب	سوز مستان گر بداند محتسب

مستان عاشقان کنایه از خود ودر مصرع ثانی کنایه از چشمان محتسب کنایه از منکر که مانع عشق است معنے آنست که اگر منکر سوز عاشقانرا دریابد واحوال مایان معلوم نماید فے الحال از دو دیده خود آبے بر آتش ایشان زند یعنی برین سوزندگی ایشان رحم آرد ودر بعضے نسخه

درمصرع ثانی بجاے مستان میشان دیده شده یعنی اگر محتسب سوز ما را دریابد بحال برین سوزندگی ما بجاے آب مے زند علاج این سوزندگی ما غیر از مے نماید و ازانکار باز آید و چون گریه موجب حصول مراد است که اَلْبُکَاءُ تَحْصِیْلُ الْمُرَادِ بنابران گوید **قوله**

هر کرا از دیده شد باران اشک	**زیر دامن باز دارد چون سحاب**

باران اشک اضافۂ بیانیه معنے آنست که هر که در عشق معشوق رنج و جفا میکشد و مدام بگریه وزاری میگذراند گو غم مخور که این غم را عیش در پے است بموجب اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا چنانچه سحاب باد که دافع سحاب است از پس دارد و چون عشق دولتے است عظیم که طلب آن بهمه کس لازم بنابران گوید **قوله**

از برای باده شه باید زدن	**محتسب را حد بحید و حساب**

باده عشق معنے آنست که شه عشق مے است که از براے آن منکران را حد بحید و بیشمار باید زدن که چرا نه نوشیدند که حصول انسانیت موقوف بے نوشی است چرا که ناظم خود جاے دیگر فرموده **مه** حیوان آنکه ننوشد مے و انسان نشود + و چون از عاشقان ترک معشوقان به هیچ وجه صورت نه بندد بنابران گوید **قوله**

حافظا وعظ و نصیحت گو مکن	**ترک ترکان خطا نبود صواب**

لفظ گو خطابست و مخاطب محذوف و آن منکر است معنے آنست یعنی اے حافظ مر منکر را بگو بوعظ و نصیحت پیش میا از جهت که ما عاشقیم و از عاشقان ترک معشوقان صواب نیست **بیت** نظر کردن بخوبان دین سعدیست + معاذ الله کسے از دین بگردد + **غزل**

تعالی الله که دولت دارم امشب	**که آمد ناگهان دلدارم امشب**

درین غزل حالت بیان بسیط است و بیان دولت که در مصرع اول است در مصرع ثانی است **قوله**

چو دیدم روے خوبش سجده کردم	**بحمد الله نکو کردارم امشب**

بقضا لیلة

سجده کردن کنایه از فانی شدن است **فرد** در سجده که مے نشود سر ز تن جدا + دولت وفا گنهش نام کرده اند + نکو کرداری کنایه از سجده کردن است

نهال عیشم از وصلش بر آورد	**ز بخت خویش برخوردارم امشب**

نہال عیش اضافۃ بیانیہ برآورد بار درگردید برخوردار فیض یاب قولہ

بران عزمم اگر خود میسر و دسرا	کہ سرپوش از طبق بردارم امشب

عزم قصد معنے آنست کہ الحال بسبب مشاہدات تجلی ذاتی برآن قصد ہستم کہ سرپوش یعنی پردہ از نعمتے کہ در طبق دلست دور کنم لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ دوم انا الحق وسبحانی زنم اگرچہ در گفتن آن سر برود قولہ

کشد نقش انا الحق بر زمین خون	چو منصور ارکنی بردارم امشب

یعنے در مقام عشق بمنزلہ رسیدہ ام اگر بالفرض چون منصور حلاج بردارم کشند ہر قطرہ کہ از ما بر زمین چکد منقش بنقش انا الحق گردد قولہ

تو صاحب نعمتے من مستحقم	زکوٰۃ حسن دہ خوشدارم امشب

میم ساکن در خوشدارم بمعنے مفعول یعنے خوش دار مرا۔ قولہ

ہمی ترسم کہ حافظ محو گردد	چہ شوراست این کہ درسر دارم امشب

محو گردد فانی گردد و یاست لایعقل گردد شور بمعنے غلبہ و مستی غزل

زباغ وصل تو یابد ریاض رضوان آب	زتاب ہجر تو دارد شرار دوزخ تاب

معنے آنست کہ طلب عاشقان مر ریاض رضوان را نہ از بہر قصور و حور است بلکہ از بہر لقا ئے تست کما قال اللہ تعالےٰ اِنَّ لِقَاءَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِی الْجَنَّۃِ لِلْمُؤْمِنِیْنَ حَقٌّ۔ قال علیہ السلام سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ کَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ۔ وچون دوزخ از ہجر تو تابیست استعاذہ ما از بہر ہجران است نہ از دوزخ و یا آنکہ بہشت با چندین آب و تاب است از جہت آنست کہ موعود بلقائے تست و دوزخ چندین تاب کہ دارد از آنجہت کہ موعود بہجر انست وچون مرجع ہمہ موجودات حق است و ہمہ فیض یاب از وست بنا بران گوید قولہ

بحسن عارض و قد تو بردہ اند پناہ	بہشت و طوبے و طوبےٰ لہم وحسن مآب

عارض یقین حقیقت محمدی قد تعین ثانی کہ صور علیہ بود طوبےٰ دل وبہشت روح و روح چون مرتبۂ اجمالیست مظہر حقیقت محمدی شدہ و دل چون مرتبۂ تفصیل است مظہر تعین ثانی شدہ معنے آنست کہ بہشت وطوبےٰ کہ مراد ازان روح و دل عارف است خوشی یاد

مرایشان را و نیکو جاے بازگشتی به تعین حقیقت محمدی و صور علمیه که بمنزلهٔ عارض و قد تو اند پناه برده اند
اے فیضیاب ازان هاست یا آنکه از بهشت مطلوب عین بهشت و طوبی معروف باشند زیرا که مرجع همه موجودات
حق است چون کار عاشق مدام بگریه و استغراق بخیال معشوق است گوید **قوله**

دو چشم من همه شب جویبار باغ بهشت	**خیال نرگس مست تو بیند اندر خواب**

دو چشم مبتدای موصوف جویبار صفت او بتقدیر حرف رابطه مصرع ثانی خبرش معنی آنست که
دو چشم من از کثرت دموع که بمنزلهٔ جویبار باغ بهشت است همه شب خیال نرگس مست در خواب
مے بیند گویا که اطرافش نرگس گشته و این رمزیست که نرگس بر لب جوے مے کارند تا عکس گلها
رو نموده شود و موجب وقت شود و خیال درین مقام بفتح خا است که بمعنی صور خوابی و خیالی
بشریست نه بکسر خا که بمعنی قوتی از قواے بشریست پس سوال کسے که گوید که جویبار خواب ندارد
جاے نیافت برین تقدیر و نیز اینکه چشم من یعنی ذات من باعتبار مراد در خیال نرگس مست
او که از روے تمثیل همان ذات محبوب ست همیشه میباشد جویبار بهشت همین حال دارند یعنی
همه مستان ذات عالی الدرجات اند و نیز ذکر خواب بطریق تزیین است چون نمود بهار
محض جمال اوست گوید **قوله**

بهار شرح رخت داده است در هر فصل	**بهشت ذکر جمیل تو کرد در هر باب**

معنی آنست که در هر فصلی از فصلهاے که بهار روے مینماید و گلهاے رنگارنگ که بظهور مے آید
بیان رخ تست یعنی نمونه از جمال تست و در هر باب که از نیکوی و خوبی بهشت ذکر کنند بیان
ذکر جمیل تست - باید دانست که عاشق را مدام از معشوق غم و اندوه مے رسد و آن موجب
شکایت باشد چون شکایت از عاشق نازیباست بنابران شکایت بصورت شکر گوید **قوله**

لب و دهان ترا اے بسا حقوق نمک	**که هست بر جگر ریش و سینه کباب**

لب و دهان مراد مظاهر خطاب بمعشوق حقیقی که ظاهر ست در مظاهر زیرا که صوفی صاحب شهود
در هر چه نظر کند خدا را بیند و نمک انداختن بر جگر کنایه از آزردن و بد گفتن میگوید که لب و
دهان ترا وقتے که قابل نمکرنیا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا گشتند حق نمک ایشان بر جگر
ریش عاشقان إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ پیدا آمد صاحب نزهة گوید این ظلوم و جهول را بار امانت بر

با انیمه طعنۂ اَتجعلُ فیها خوشتر و شیرین‌تر اند بود که لب اشاره باسم متکلم و دهن عبارت از وجه است اسے ذات اللہ پس نمک برین تقدیر اَنّهٗ کَانَ ظَلُومًا جَهُولًا وچون مقام عشق را نہایت نیست و وصل معشوق بس دشوار بنابران گوید قوله

بسوخت این دلِ خام و بکامِ دل نرسید	بکامِ دل برسیدی نریختے خوناب

خوناب اشک خون آلود معنے آنست که این دل بے استعداد ما در آتش ہجر بسوخت و بکام دل که شہادتست نرسید یعنی کتم عشق از من نشد که بآن امید شہادت میداشتم که مَنْ عَشِقَ وَعَفَّ وَکَتَمَ فَقَدْ مَاتَ شَهِیدًا آرے بکام دل میرسید اگر اشک خون آلود که موجب اظہار عشق است نریختے اے نگریستی وصبر کردی و آن از ما بظہور نه پیوست وچون بنظر حقیقت بنگری ہمہ موجودات عاشق او ہستند بنوعے و وجہے بنابران گوید قوله

گمان مبر که بدورِ تو عاشقان مستند	خبر نداریّ از احوال زاہدان خراب

معنی بیت ظاہرست چون بے مدد معشوق کار عاشق پیش نمیرود گوید قوله

مرا بدورِ لبت شد یقین که جوہر لعل	پدید می شود از آفتاب عالمتاب

لب مراد لطف ہے لب که شیرین جوے شد لطفِ خداست ✦ باغ جانرا زآب او نشو و نماست و از لطف عشق که بنده را ہیچ لطف بہ ازان نیست که اللہ تعالے بعشق خود آشنا گرداند معنے آنست که مرا در دورِ لبِ تو یعنے در عشق تو که آفتاب وار بر دلم تافته و دل ما که سنگ‌نما را بود گداخته مانند جوہر لعل گردانید پس بر ما یقین شد که از تابش آفتاب لعل میگردد و نیز آنست که مرا تا نظر بر لبهاے تو که از شعاعِ آفتاب روے تو مانند جوہر لعل سرخ و درخشان ببیند مبرہن گشت که از تابش آفتاب لعل پدید مے شود چون سالک را باید که عمر بہ بطالت نگذراند و بعشق که موجب حصول معرفت است ساعی باشد میگوید قوله

مہل که عمر به بیہوده نگذرد حافظ	بکوش و حاصلِ عمر عزیز را دریاب

معنے آنست که اے حافظ خود را ضائع و بیکار مدار تا عمر بطالت نگذرد بلکه سعی نما و بحصول حاصل عمر عزیز که معرفت حق است وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ اے لِیَعْرِفُوْنِ جہدے کن ✦

غزل

ه اسے برگه صحیح تو دارد ۱۲

فرصتے زین بہ کجا باشد بدہ جامِ شراب	صبح دولت میدمد کو جام ہمچون آفتاب

دولت کنایہ از وصل ہے جام دل سالک یا مرشد جامِ شراب کنایہ از حقائق و معارف معنی آنست کہ آنوقت وصال کہ اقتضائے مشاہدات تجلیات کند صبح وار دمید دل کہ قابل این دولت بود کجا یا مرشد کہ بطفیل او میسر آید کو پس گویا آن دل یا آن مرشد را حاضر وقت یافتہ بعرض حال خود شتافت وگفتہ وقتے بہ ازان کجا خواہی یافت کہ بسوے او خواہی شتافت فیوضات سبحانی کہ در تو ودیعت نہادہ اند ظاہر گردان و اتباع خود را فیض رسان و بیان حقائق و معارف فرما تا خوش گشتہ طے آن منزل نمایم چون عاشق را بموجب اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ بیان شکر آن کردن و بابناے جنس ترغیب کردن لازم است بنا بران گوید قولہ

موسم عیش ست و دورِ ساغر و عہد شباب	خانہ بے تشویش و ساقی یار و مطرب بذلہ گو

خانہ بے تشویش بے تعلقی وجود بکار و بار دنیا ساقی و مطرب مراد مرشد باعتبار اختلاف مقامات باعتبار بیان اسرار ساقی و باعتبار دلداری بشارتہا مطرب پس میگوید و ترغیب طالبان مینماید کہ مارا بے تعلقی دست دادہ و سر رشتہ مراد بدست اُفتادہ کہ مرشد بیان معارف و حقائق میکند و این وقت موسم عیش است و دور ساغر عہد شباب و ہمچنین در ابیات آیندہ قولہ

غمزۂ ساقی ز چشم مے پرستان بردہ خواب	شاہد و ساقی بدست افشان و مطرب پایکوب

شاہد نور تجلی ساقی معشوق و مرشد دست افشان رقص کنان مطرب ترغیب دہندگان و آگاہ ہندہ در طریق غمزہ کنایہ از ظہور و خفا و عدم التفات و مردمی و دلنوازی مے پرستان بردہ خواب مضطرب و متفکر ساختہ قولہ

کردہ چشم مستِ ساقی می پرستانرا خراب	جای امن و یار ساقی و حریفان یکجہت

حریفان یاران و حواس چشم مست ساقی کنایہ از تجلی ذاتی محبوب قولہ

اینکہ می بینیم بہ بیدار یست یارب یا بخواب	مجلس خاص است و جاے امن و نزہتگاہ انس

مجلس خاص بے مزاحمت رقیب جاے امن معمورۃ الامن از حوادثات معنے این چار بیت آنست کہ شاہد تجلی جلوہ کنان و ساقی معنوی مے نوشان چنانچہ در گلشن راز ست کہ اکابر گاہے می بینند حق تعالی ساقی گشتہ شراب میدہد و ایشان چون آن شراب می نوشند بخود فانی مے گردند و این

در تجلیات افعالی می باشد و مطرب که مرشد است پای کوبی از بخوشی تمام اسرار
و معارف بیان کنان و ظهور و خفای محبوب خواب غفلت و پندار از عاشقان بربوده و همه را
مشتاقان لقای خویش کرده و خلوتی بی مزاحمت اغیار و یار ساقی و حواس مطیع و همدم و ظهور ذات
محبوب عاشقان را خراب ساخته ای در معرض فنا و بیخودی آورده چون عاشق بچنین نعم
سرفراز گردید و خود را شایان آن نمی بیند گوید مجلس خاص است الخ معنی این بیت واضح است
چون آن راحت عاشق بدون عشق نمی شود گوید قوله

خوش بود ترکیب زرین جام با لعل مذاب	از پی تفریح طبع و زیور حسن و طرب

تفریح کشادگی و فرحت زیور آراستگی زرین جام دل مصفا لعل مذاب لعل گداخته شراب سرخ
مراد محبت حقیقی معنی آنست که از بهر فرحت طبع و دفع اندوه و پیرایه حسن و طرب خوش بود دل مصفا
با محبت خالص ای شادی بدین چیزهای افزاید و حسن خوبتر می نماید هر چند عشق غالب تر جمال
خوبتر می نماید چون بی کشش معشوق بجای نمی رسد گوید قوله

در ضمیر برگ گل خوش میکند پنهان گلاب	از خیال لطف می مشاطه چالاک طبع

مشاطه چالاک طبع اضافت بیانیه ضمیر برگ گل رخساره محبوب یعنی از نزاکت و خیالات لطافت
می است که مشاطه چالاک طبع که طبع انسانیست و آرایش دهنده وی است در ضمیر برگ گل که کنایه
از رخساره محبوب می سزد گلاب را خوش پنهان میکند یعنی بعد از خوردن می که بر رخساره محبوبان بظهور می آید
چنانچه خود فرموده ه نماید عکس می بر رنگ روی مهوشت * وازینجا بحقیقه مشتاقین
استبعاد ندارد چه نهاد هر که محبت حقیقی جلوه گر شود محبوب حقیقی اش رو نماید من کثر صلوته
باللیل حسن وجهه بالنهار و نیز مشاطه چالاک طبع مرشد کامل ضمیر
برگ گل وجود مرشد گلاب مشاهدات تجلیات معنی آنست که از جهة صفا و لطافت
عشق مرشد کامل را می سزد تا مشاهدات تجلیات را در وجود مسترشدان خود راه دهد یعنی
چون سالک در راه عشق در آمد و مرشد کامل ابواب مشاهداتش میکشاید تا بذوق آن شاهدات
از حرارت و مرارت آن مطلع میگردد و شادان قدم در راه می نهد این بیت را وجوه
بسیارست اما مختصر کرده شده آورده اند که خواجه بسبب غبار خاطر از اهل شیراز وقتی

میل بشہر دیگر فرمود و بکوچہ عبور نمود کہ فاضلے از فضلاء در ادائے معنئ این بیت مشغول بود چند
وجہ گفت و آن در شرح میر حسینی مسطورست خواجہ شنید گفت کہ مخدوما وجوہے کہ فرمودید
ہمہ موجہ وخوشنما بود اما آنچہ ارادۂ شاعر بود موئے نگشت مخدوم وجہے دیگر گفت از راہ تمیز
گفت مخدوم بارک اللہ ہنوز ارادۂ شاعر درست مخدوم گفت کہ خود عنایت فرمائید تا مستفید
شویم خواجہ فرمود کہ ارادہ شاعر در ہنگام این شعر آن بود کہ چون چند بیت بالا در طلب
وصال وحصول مآل فرمود واظہار جمعیت اسباب نمود ملہم غیبی بر سرش این ندا داد و از
زبان محبوب این صدا بر کشاد تا کہ مطلوب طالب را نخواند طالب بمطلوب رسیدن تواند
۵ تا کہ از جانب معشوق نباشد کششے + کوشش عاشق بیچارہ بجائے نرسد لفظ خیال
از روے تسامح بمعنے قصد وارادہ وسمے کہ بمعنے عشق است کنایہ از ذات اللہ و مشاطۂ
چالاک طبع کنایت از استعداد سالک وگل کنایہ از دل سالک وبرگ گل کنایہ از مقامے
از مقامات آن بود از گلاب تمناے سالک مراد باشد کہ بخاطر خودش مے تراشد و باید دانست
کہ دل سالک غنچہ وار ورقہا تو بر تو دارد و استعدادش ہنگام شگفتگی بہر ورقے جلوہ دارد بیت
دل عاشق چو گل ورق ورق است + خاطرش را بہر ورق سبق است + معنئ بیت آنست کہ
در ارادہ لطف است کہ استعداد سالک مے جنباند تا آن استعداد معنی در درونش مضمر گوہر
و ینبوع وارش میجوشاند تا سالک از کمال ذوق سفینۂ شکستہ خویش را در دریاے احدیت میراند
یعنے خواہش وارادۂ ترا باین راہ آوردہ و کشش ما ترا شایستۂ این گردانیدہ والانہایات کالتراب
ورب الارباب وتا کہ سخن عاشق مقبول محبوب نشود مقبول عالم نشود بنا بران گوید قولہ

میرسد ہر دم بگوش زہرہ گلبانگ رباب	تا شد آن مہ مشتری در ہائے حافظ را کنون

معنے آنست کہ از آن روزے کہ کلمات در دانگیز وسخنان عشق آمیز حافظ را آن مہ خریداری نمودہ و
مقبول خاطر او گردیدہ واز بسکہ مردمان بایکدیگر بساز ورباب میگویند کنون بجاے اشتہار یافتہ
کہ آواز گلبانگ او بآسمان رسیدہ غزل

گفت در دنبال دل رہ گم کند مسکین غریب	گفتم ای سلطان خوبان رحم کن براین غریب

سلطان خوبان محبوب حقیقی معنے آنست کہ روزے بجناب محبوب حقیقی از راہ عجز وزاری التماس نمودم

که ای سرور محبوبان رحمی نما برین غریب و از دریای هجر بساحل وصل رسان و گرفتار شدائد و بلیات فراق مدار محبوب از راه بے نیازی و کم توجهی که شیوهٔ محبوبان است گفت که مساکین و غریبان درپی تمنای دل کم میروند تو چرا بگفته دل خود برا ندر کردی و بدام عشق گرفتار گشتی و هر که چنین کند سزا ایش این است تقصیر ما نیست حاصل آنست که چون ایجاب عشق نمودی بارگران شدائد و بلیات نیز می باید کشید و تن برضا باید داد چون احتیاج و سوال که لازمه عشق است گوید **قوله**

گفتمش بگذر زمانی گفت معذورم بدار	خانه پروردی چه تاب آرد غم چندین غریب

خانه پرورد ناز پرورد معنے ظاهری ظاهر است و معنے حقیقی آنکه گفتم مر آن محبوب حقیقی را که زمانی بر ما گذر کن و بسوی ما توجهی فرما گفت که ازین تکلفات مارا معذور دار که من بحسب ذات بے نیازم لاجرم توجه بکسی نمی آرم که ناز پروردم و ناز پرور در غم غریبان ندارد که باینها احتیاجش نیست لاجرم توجه بکسی نمی آرد چنانچه **قوله**

خفته بر سنجاب شاهی نازنینی را چه غم	گر ز خار و خاره سازد بستر و بالین غریب

سنجاب قسمے از جامه خاره سنگ سخت معنے آنست که نازنینے که بر بستر شاهی خفته باشد او را چه غم از غریبے که از خار بستر سازد و از خارا بالین بآید دانست که حق جل و علا من حیث الصفات بمظاهر احتیاج دارد چنانچه خالقیت بے مخلوق و رازقیت بے مرزوق و علیٰ هذا القیاس صورت نه بندد و هو غنی بحسب ذاته کقوله وَاللّٰهُ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ و شیخ محی الدین در مصنفات مبین ساخته و صوفیه اجمعهم بر همین مذهب مقرر اند و خواجه نیز با ایشان است بنا بران باقتضای بشریت ذات و صفات را متحد دانسته کما قال بعضهم صِفَاتُ اللّٰهِ عَیْنُ ذَاتِهٖ از ذات صفات خواسته این معنے نموده جواب آن من حضرت الذات شنیده تا تنبیه باین معنے باشد که حضرت حق من حیث الصفات بمخلوقات احتیاج دارد و من حیث ذاته بے نیاز است و هیچکس احتیاج نیست چنانچه موسی علیه السلام گفت رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْكَ جواب لَنْ تَرَانِیْ شنید چون ابلیس حاجب در سرای وحدت نشست و اگر چه آن مانع است مر عاشقان را ماچون نبودن و آنجا عین حکمت ست گوید **قوله**

ایکه در زنجیر زلفت جان چندین آشناست	خوش فتاد آن خال مشکین بر رخ رنگین غریب

زلف جذبه ع زلف نام جذبهٔ ذات حق است ✤ دل که قیدش گشت جان مطلق ست ✤

خوش فتاد که اینچنین ذات را اینچنین مظهرے مے بایست **آن خال مشکین** تعین انسانی و وجود بشری که مانند خال برآن ذات واقع شده **رخ رنگین** ذات وجه الله مراد ازین عشق و نیز **خال مشکین** عبارت از مظهر اسم المضل چون ابلیس که حاجب در خلوتسرائے وحدت است هر بوالهوسی را راه نمید هد **رخ** وجه الله که ذات است و مراد ازان وحدتست **معنے** آنست که اے محبوب من که جان هزاران هزار لبسته زنجیر عشق تست آن خال مشکین که نور شیطانی است خال وار بر رخسارهٔ وحدت تو نشسته چه خوش و بسیار مزین افتاده که اینچنین جناب عالی را اینچنین حاجبے غیور مے باید و چون استغنا و بی نیازی شیوه محبوبانست گوید **قوله**

مے نماید عکس مے بر رنگ روی مهوشت	**همچو برگ ارغوان بر صفحهٔ نسرین غریب**

مراد از مے مستی از ذکر موصوف و اراده صفت و مراد ازان استغناست **معنے** آنست از بس که صفت تکبر و بے نیازی در ذات تست علامات آن بر چهره مهوش تو ظاهر و باهرست و آن بتو بس زیبا ست آنچنان که برگ ارغوان بر صفحهٔ نسرین موزون مینماید و گاه گاه چون مشاهده محبوب موجب قتل عاشق است بنابران گوید **قوله**

باز گفتم شاه من رو عارض گلگون بپوش	**ورنه خواهی کرد ما را خسته و غمگین غریب**

عارض گلگون تجلی جلالی قهاری **معنے** آنست که اے محبوب من اگر رحمے برین حال دلریش داری پس عارض گلگون خود بپوش اے تجلی قهاری پیش میا وگرنه ما را خسته و غمگین و غریب خواهی ساخت بسبب عدم حصول مراد که وصل است چون نقاب مر محبوب را موجب ازدیاد حسن است گوید

قوله بس غریب افتاده است آن مور خط گرد رخت	**گرچه نبود در نگارستان خط مشکین غریب**

خط عالم اسماء و صفات و نیز عالم کثرت و ذات حق در پرده اسماء و صفات نهان گشته **معنی** آنست که این خط که مراد ازان پرده اسماء و صفات ست بر رخ ذات تو که برآمده و پرده شده اگرچه مانع وحدت اما بس غریب و موزون افتاده که اینهم موجب ازدیاد حسن ست اگرچه خط سیاه در نگارستان چندان خوش و زیبائی نماید چون مدام عاشق را قلقے و اضطرابے در پیش است گوید **قوله**

گفتم اے شام غریبان طرهٔ شب رنگ تو	**در سحرگاهان حذر کن چون بنالد این غریب**

لطافت

رخساره

ابیات

بیکبند

طرۂ شبرنگ زلف سیاہ مراد ازان حجاب و نقاب سحرگاہان انتہائے جذبۂ عشق کہ صحو ایشان را روے دہد و او یلا بنیاد نہند معنے آنست کہ اے کسے کہ زلف شبرنگ تو شام عاشقان است ہرگاہ زلف فرو میگذاری و عالم کثرت را بجلوہ مے آری بر چشم عاشقان روز روشن تاریک مے سازی بسبب اخفاے نور تجلی پس حذر کن از نالہ و زاری شان کہ در وقت سحر از ایشان سر میزند و چون کار معشوق مدام استغنا است بنا بران جواب داد **قولہ**

گفت حافظ آشنایان در مقام حیرتند	دور نبود گر نشیند خستہ و غمگین غریب

معنے آنست کہ اے حافظ آشنایان کہ قرب جوار ما جا دارند در مقام حیرتند بسبب استغناے ما پس اگر غریبے خستہ دلے نشیند و غمگین خاطر گردد عجب نیست **غزل**

مید مد صبح کلہ بستہ سحاب	الصبوح الصبوح یا اصحاب

دمیدن برآمدن و طلوع نمودن **صبح** سپیدی کہ پیش از طلوع آفتاب بر افق ظاہر شود و اینجا کنایۃ از حالے است کہ پیش از طلوع آفتاب حقیقت بر دل سالک ظہور کند و باطن او را از ظلام بشری روشن سازد **کلہ** بکسر و التشدید خیمہ خورد کہ از جامہ تنگ کنند و **سحاب** بمعنی ابر اینجا کنایۃ از مشاہدات تجلیات و سحاب وار مترا کم گردد و مانع دخول غیر شود **صبوح** بفتح صاد چاشت و اینجا باعتبار ذکر محل و ارادہ حال مراد نوشیدن شراب کہ معاشران در انوقت مینوشند **الصبوح** آوازیست کہ براے نوشیدن شراب در وقت صبوح بیاران کنند **معنے** آنست کہ صبح حال و با مداد اقبال در دمید و مشاہدات تجلیات رو نمود اے یاران بجام صبوح کہ عاشقان مے نوشند و مواہب فتوح کہ طالبان را رو میدہد مشغول شوید و مشاہدات تجلیات را تماشا نمائید چون آخر کار ہمگی کائنات و تمامی مخلوقات بر فنا است و بہتر از حصول عشق کارے نیست بنا بران گوید **قولہ**

مے چکد ژالہ بر رخ لالہ	المدام المدام یا احباب

ژالہ معروف و چون افتادن ژالہ موجب فناے ریاحین ربیعی است **لالہ** گل سرخ معروف مراد اہل دنیا کہ داغ سیاہ حب دنیا بر جگر دارند **المدام** آوازے کہ بشرب شراب بوقت شبانگاہ کنند **مدام** شراب **معنے** آنست کہ ژالہ بر رخ لالہ میچکد و ابناے زمان را موت طبیعی بفنا میکشد اے دوستان تا بفناے طبیعی نرسیدہ اید بعشق پردازید تا بہ بقاے ابدی باقی مانید قال اللہ تعالیٰ

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وچون عاشق را باید که جوانی راغنیمت داند و کار امروز بفردا نه افگند بنابران گوید **قوله**

پس بنوشید دائما مے ناب	مے وزد از چمن نسیم بهشت

معنے آنست که تا وقتیکه باد انفاس که مراد از نسیم بهشت است در چمن انفاس وجود تو وزان است وباد خزان پیری و مرگ در وراه نیافته پس هشیار باشید اے عاشقان و مدام در نوشیدن مے که عبارت از عشق الٰهی است مستغرق باشید چون مدام کار عاشق میخوارسیت خصوصًا در اوان بهار بنابران گوید **قوله**

راح چون لعل آتشین دریاب	گل بچمن تخت زرین زده است

گل جوانی و مشاهدات تجلیات راح شراب مراد محبت حق **معنے** آنست که اے سالک عاشق گل جوانی در چمن وجود تو تخت زرین زده اے رونق بخش و تازگی ده وجود تو شده است یا آنکه مشاهدات تجلیات بردل ورود نموده وآن موجب رونق قلب باشد پس درین چنین وا نے شراب که چون لعل سرخ باشد که کنایت از محبت الٰهی است دریاب اے بنوش وچون محبت الٰهی بے دستگیری مرشد صورت نه بندد وبجائے نرسد گوید **قوله**

همچو عاشق بنوش بادۂ ناب	بر رخ ساقئ پری پیکر

معنے آنست که اے سالک عاشق اگر خواهی که شراب محبت الٰهی بنوشی پس بر رخ ساقی پری پیکر یعنے در مصاحبت مرشد کامل مانند عاشقان باده بنوش که عاشقان بے مصاحبت محبوب شراب نے نوشند **قوله**

مے نوشین بخور بیانگ رباب	گر نشان ز آب زندگی جوئی

معنے آنست که اگر جویان آب حیات هستی پس بنوش مے شیرین را بگفته مرشد کامل تا القاب نام تو از صفحهٔ روزگار محو نه شود وچون روز بروز در عالم کمی و نقصان میرسد بنابران گوید **قوله**

به که بندند میکده بشتاب	درچنین موسمے عجب نبود

معنے آنست اے برادر بایدون هرچه توانی کردن بکن که عجب هنگامے روے داده که درین هنگام اگر در میکده را بشتابی بندند وقیامت قائم شود عجب نباشد وچون احوال

عاشق یکسان نیست گاه قبض گاه بسط گاه وصال گاه هجران بنابران بیان احوال قبض و هجران میکند و گوید **قوله**

در میخانه بسته اند دگر ○ اِفْتَحْ یَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَابْ

میخانه عالم غیب که پر از بادهٔ تجلیات ست و بستگی عبارت از قبض واردات **معنے** آنست که در واردات بر من بسته شد بکشا اے کشایندهٔ درها و یا آنکه و لولهٔ عشق از شما فرو شده باز آن ولوله را بما ارزانی دارای کشایندهٔ درها چون در کار عاشق ریا را دخلے نیست بنابران گوید **قوله**

حافظا مے بنوش رندانه ○ فَاتَّقُوا اللّٰهَ یَا اُولِی الْاَلْبَابْ

معنے آنست که اے حافظ مے محبت و معرفت بطریق رندانه بنوش اے بے آمیزش ریا و تقوے ورزید برائے خدا یعنے غیر از خدا پرهیز نمائید اے صاحب عقل منور و در بعضے نسخه این بیت چنین دیده شده **ع** حافظا غم مخور که شاهد بخت + عاقبت برکشد ز چهره نقاب + **ردیف التاء**

غزل آن پیک نامه بر که رسید از دیار دوست ○ آورد حرز جان ز خط مشکبار دوست
خوش میدهد نشان ز جمال و جلال یار ○ خوش میکند حکایت عز و وقار دوست

پیک نامه بر کنایه از جبرئیل **ع**م **دوست** کنایه از حقتعالی **حرز** پناه **خط مشکبار دوست** کنایه از قرآن مجید **جمال** صفات رحیمیه چون اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ و اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ **جلال** صفات قهریه چون اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ و دیگر یَوْمَ یُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ **عز و وقار** اشارت بصفات عز و شان چون اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ و لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَلَهُ الْکِبْرِیَاءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ **معنے** آنست که جبرئیل از درگاه صمدیت نزول کرده حرز جان و تعویذ امان از مکر و شیطان که قرآن است آورد و آن قرآن از جمال و جلال حضرت ملک منان ذو الجلال نشان خوش میدهد و حکایت عز و وقار بوجه دلکش میکند چون جانفشانی عاشق از بسکه جناب محبوب بلند است قدرے ندارد گوید **قوله**

دل دادمش بمژده و خجلت همی برم ○ زین نقد قلب خویش که کردم نثار دوست

معنے آنست که عوض این نامه فرستادن جان و دل خود را فداے آن نامه دوست کردم و باوجود این خجلت همے برم از زین نقد ناسرهٔ خویش که نثار دوست کردم چرا که چندان قدرے

بیت قیمتی ندارد که نثار آنجناب کرده شود باید دانست که عاشق بر دو نوع است ناقص و کامل ناقص آنست که بسبب عروض اضافات و حوادثات از دوست معرض گردد و کامل آنست که بهیچ وجه از وجوه از دوست برنگردد اگرچه بهم سروران بود **قوله**

اگر باد فتنه هر دو جهان را بهم زند	ما و چراغ چشم ره انتظار دوست

معنی آنست که اگر حادثات و آفات بمنزله نزول نمایند که کونین را بهم زنند با وجود آن ما و چراغ چشم در راه انتظار دوست یعنی ما از عشق دوست اعراض کننده نیم و بهیچ نوع خلل در عشق ما راه نخواهد یافت و بهیچ وجه در محبت ما نقصی نخواهد شد۔ باید دانست که اکثر زبان طاعنان در حق عاشقان دراز می شود چون انجام کار هر یکی مبهم است که انجام کار بعلة نیست که قَبِلَ مَنْ قَبِلَهُ لَا لِعِلَّةٍ وَ رَدَّ مَنْ رَدَّهُ لَا لِزِلَّةٍ بنابران گوید **قوله**

مائیم و آستانهٔ عشق و سر نیاز	تا خواب خوش کرا بود اندر کنار دوست

درین بیت خبر محذوف است و آن اینست که (باید دید) **معنی** آنست که ای زاهدان شما بزهد خود مغرور و ما بعشق خود مسرور و درین میان باید دید که لطف دوست کرا در یابد و کرا خواب خوش در کنار دوست بود ای بوصل او رسد و چون راه دوست سراپا رنج و محنت است و در دو غم و این نیک و بد و آفات و حوادثات اگرچه باعتبار ظواهر از گردش افلاکست و تاثیر کواکب اما فی الحقیقة نه باستقلالست بلکه بامر حاکم جبارست و فاعل مختار و عارف کسی است که در صور اسباب مسبب را بیند چنانچه در شرح گلشن راز میگوید ؎ ولی چون ننگری در اصل این کار ✦ فلک را بینی اندر حکم جبار ✦ اگرچه از افلاک و انجم اثرها باین عالم سفلی میرسد و این معنی مشهور خاص و عوام است ولی چون در اصل ایجاد این کار بنگرند فلک نیز همچو باقی مخلوقات محکوم حاکم ملک جبار می یابند و افلاک و انجم درین حرکات و آثار و احکامی که از اوضاع ایشان بعالم سفلی میرسد نه باختیار خود اند بلکه همه مجبور حکم الٰهی اند و چون هر نیکی و بدی از وزیر و رعایا و زیردستان عائد میگردد فاما چون نیک نگاه کنی همه از پادشاه است و به امر و حکم اوست دیگر واسطه پیش بینند چون جماعتی از منجم که تصدیق بوحدانیت حق است بی نصیب است و بجهة عدم استعداد و قابلیت ره بمیدان برده اند افلاک و انجم را در تاثیر مستقل داشته اند و صدور کائنات مستند باوضاع ایشان

نموده وقائل بر آن شده که هر اثر که بعالم کون و فساد میرسد هم ازین شکل غریب افلاک و انجم است
که میرسد و غیر ایشان فاعلی دیگر نمیدانند بدین جهة مردود شرع نبی شده که مَنْ اٰمَنَ بِالنُّجُوْمِ فَقَدْ
کَفَرَ و چون فی الحقیقت این چرخ مدور و انجم جمله مسخر امر الٰهی اند و هر چه حق میفرماید بدان میکند محبوس
حکم کردگار است و اختیار از خود ندارد ازین جهة که لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ فَاِنَّ الدَّهْرَ اَنَا بنابران بر سبیل تنبیه گوید قوله

سیر سپهر و دور قمر را چه اعتبار	در گردش اند بر حسب اختیار دوست

معنے آنست که اے سالک کامل برین رنج و بلا که از گردش افلاک رو نماید مغموم نباید شد و فلک را
بد نباید گفت چرا که سیر سپهر و دور قمر را چه اعتبار اختیار و نسبت ندارند بلکه گردش ایشان همگی خواست
و باختیار دوست است و ایشان همه محکوم و مجبور دوست اند لقوله وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ
بِاَمْرِهٖ و بحکم لَا مُؤَثِّرَ فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا اللّٰهُ افلاک و انجم مظاهر امر الٰهی اند و تاثیر ایشان تاثیر حق است و
غیر حق را نه ذاتست و نه صفاتست و نه افعال بلکه محکوم و مجبور حکم الٰهی اند و در جمله اشیا فاعل حق است
و افلاک و انجم آله و وسیله ظهور احکام و آثار و افعال الٰهی اند نه که ایشان را اختیارے است چنانچه چرخ
فخار یعنے چرخے که ظرف سفالین سازند بدان مثل کوزه و کاسه یعنی چنانچه چرخ آله و وسیله ساختن
ظروف ست درین امر اختیار ندارد همچنین بوسیلهٔ افلاک هر لحظه و هر ساعت و آنے داور که حق است
بحکم کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ از آب و گل یعنے اربع عناصر یک ظرف دیگر میسازد مراد از ظرف تعینات
افراد اشخاص مع الید ثلثه است چه جاے یک ظرف که صد هزار ظرف و افلاک و عناصر محکوم و محبوس حکم او اند
و اصلا اختیار ندارند و بهر طور که میگرداند میگردند چون فاعل حقیقی غیر از حق نیست و نه موثر نسبت تاثیر
غیر حق مجاز است چرا که اگر کارشان بخواست شان باشد و مجبور حکم دیگرے نیستند چرا ایشان
هر لحظه در نقص و بالند و اگر کواکب مختار اند و مستقل اند چرا گاهے در حضیض و گاهے در اوج اند و
گاهے تنها فتاده و گاه زوجند پس بیقین باید دانست که تمامی موجودات از افلاک و کواکب
و عناصر و موالید مِنَ الْاَسْفَلِ اِلَی الْاَعْلٰی همه از امر و حکم و داد و عطاے که فراخور قابلیت
هر یک ست حضرت داور که حق است بایشان ارزانی فرموده هر یک مناسب استعداد
خود در متابعت حکم و امر او بجان ایستاده یعنے مطیع و منقاد اند و مسخر امر و حکم آنحضرت اند
و بنده فرمانند که اِنْ کُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا بدان که گاه کاروبار

معشوق موافق آرزوے عاشق مے شود بنابران بشکر او مے پردازد قوله

شکر خدا که از مدد بخت کارساز	بر حسب آرزوست همه کار و بار دوست

معنے آنست که الحمد لله والمنة که از مددگاری بخت کارساز خود همگی کار و بار دوست را بموجب آرزوی خود مے یابم و چون عاشق مهجور مدام در اضطراب مے باشد بنابران از غایت شوق گوید قوله

کحل الجواهرے بمن آر اے نسیم صبح	زان خاک نیکبخت که شد رهگذار دوست

کحل الجواهر توتیاے که بجواهر ترکیب سازند مراد ازان سخنان حقائق الٰهی و الطاف نامتناهی نسیم صبح پیر و مرشد خاک نیکبخت اشارت بعاشق نیکبخت معنے آنست که اے نسیم صبح تا ما دام که بدوست خود ملاقی شوم بارے گردے ازان خاک نیکبخت که دوست ما برو گذر کرده باشد بما آر تا آنرا بجاے کحل الجواهر در چشم کشم یعنے اے مرشد غمگسار من سخنان الطاف معشوق که بر آن عاشق نیکبخت نموده شد بما بگو تا دل خوش شده بعشق او گرایم که ما هم بعشق اوئیم و چون رقیب مدام در پے آزار عاشق است و عاشقے را که منظور معشوق نباشد ازان غمے نه بنابران گوید قوله

دشمن بقصد حافظ اگر دم زند چه باک	منت خدا را که نیم شرمسار دوست

حافظ خطاب بخود است معنے آنست که دشمن عبارت از شیطان و یا ملائکه که گفته بودند أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا و بدگفتن و ایذا رسانیدن ما سخن گویند چه باک است که شیوه مدعی همین است اما شکر مر خداے را که بهیچ نوع شرمندهٔ دوست نیم غزل

اگرچه عرض هنر پیش یار بے ادبیست	زبان خموش ولیکن دهن پر از عربیست

حضرت خواجه درین بیت تعقید معنے را بکار برده پس تحلیل بیت چنین بود که اگرچه دهان پر از عربیست لیکن زبان خموش که عرض هنر پیش یار بے ادبی است عربی سخنان فصیح که فصاحت لازمهٔ عربیست که مراد ازان اسرار عشق و محبت است یعنی اگرچه دهان پر از سخنان فصیح که اسرار عشق و محبت است با اینهمه زبان خموش می باید بود و هیچ باظهار آن نباید پرداخت زیراچه اظهار عشق و کمالات خود نمودن پیش یار محض بے ادبیست سوال تعقید معنوی مانع فصاحت است جواب این وقتے است که کلام مختصر بود و یا در کلام طویل بتکرار واقع شود لیکن اگر بطریق سند و فوائد در کلام فصیح وارد شود این کلام ممد فصاحت شود چون خال بر رخسارهٔ محبوب اگرچه بذاته سیاه است اما چون اندک است

موجب نازیبائیست و نیز معنی آن باشد اگرچه اظهار فضائل و کمالات پیش یار بے ادبیست و از عین علة زبان خموش است لیکن دہان پر از عربیست یعنی سخنان فصیح و بلیغ در دہان میگردند و از بے ادبی بر زبان آورده نمی شود چون سروری و رہنمائی بجہال افتاده و کاملان از عالم نہان گشته گوید **قوله**

پری نہفته رخ و دیو در کرشمہ ناز ‖ بسوخت دیده ز حیرت که این چه بوالعجبیست

کرشمہ ظہور پری کنایہ از خداپرستی و عارفان کامل دیو ہوا و نفس و شیطان و درویشان مقلد معنی آنست که عجب حالے روئیداده که دیده اہل عالم از غفلت کور گشته و حق پرستی را در نوشته و نفس را اله خود ساخته اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ از معاینه اینمقاله برعکس از غایت حیرت دیدها بسوخت معنی دوم آنست که عجب حالے روئیداده که عارفان کامل مکمل که جامع علوم شریعت و طریقت و کاشف اسرار حقیقت و معرفت انداز عالم نہفته اند و مشائخ رسمیه که از علوم شریعت و طریقت عاری پیشوائے خلق گردیده اند و چون ظہور مشائخ رسمیه یکے از علامات قیامت است کما قال علیه السلام لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ یکے جاءَ اَعْرَابِیٌّ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ مَتَی السَّاعَةُ قَالَ اِذَا ضُیِّعَتِ الْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قَالَ کَیْفَ اِضَاعَتُهَا قَالَ اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ بنابران فرموده از غایت حیرت دیده بسوخت که اینچه بوالعجبی رویے داد که ورود قیامت نزدیک رسید چون مشائخ رسمیه بواسطه اغراض دنیوی خود را پیشوائے عوام گردانیده و فلک رویے چند موافقت ایشان نموده و ایشانرا بر مسند مشیخت و ارشاد نشانده حال آنکه هیچ از معرفت حصه ندارند چون کار فلک مدام دون نوازیست و سفله پروری بنابران گوید **قوله**

سبب مپرس که چرخ از چه سفله پرور شد ‖ که کام بخشی او را بہانه بے سببی است

معنی آنست که سبب این مپرس که این فلک بیمهر از چه سبب این درویشان مقلد و این مشائخان رسمیه که ضال و مضل واقع شده اند می پرورد و مراد ایشان میرساند زیرا که مراد رسانیدن مراد او را بہانه بے سببی است ای کمینه پرور است و چون بے عشق مطلب رسیدن محال بنابران گوید **قوله**

درین چمن گل بیخار کس نچید آرے ‖ چراغ مصطفوی با شرار بولہبی است

چمن دنیا گل محبوب بیخار یعنی رنج و محنت معنی آنست که اے سالک درین دار دنیا که جائے تعجب است کسے وصال معشوق بے احتمال شدائد و بلیات که عبارت از ریاضت شاقه است حصول نه نموده چرا که هر گنجے را رنجے درپیش است مگر نمی بینی که ذات آنحضرت را هم دشمنی در پے است و چون فرح دل عاشقان

وروشنی چشم مشتاقان بشاهدهٔ جمال محبوب است گوید **قوله**

جمال دختر رز نور چشم ماست مگر	**که در نقاب زجاجی و پردهٔ عنبی است**

دختر رز مے انگوری مراد عشق ونیز عشق ذات مراد است چنانچه شراب مست سازندهٔ نوشندگان شراب است آن ذات نیز مستی بخش خواهندگان اسرار معنوی است باید دانست که چشم آله بصر وبینائی است مرکب از سه رطوبت وهفت طبقه ورطوبات سه گانه اند اول جلدیه دوم زجاجیه سوم بیضیه وطبقه هفتگانه چشم اول صلبی دوم مشیمی سوم شبکی چهارم عنبی پنجم عنبیی ششم قرنی هفتم ملتحمی واینجا مراد از نقاب زجاجی وپردهٔ عنبی حجب آن ذات اند که سَبْعِیْنَ اَلْفَ حِجَابًا مِنَ الظُّلْمَةِ وَسَبْعِیْنَ اَلْفَ حِجَابًا مِنَ النُّوْرِ بَیْنَ الْعَبْدِ وَالْمَوْلٰی مگر تحقیق **معنی** آنست که جمال آن محبوب حقیقی که در هزاران هزار پردهٔ ظلمانی ونورانی محتجب است تحقیق روشنی بخش دیدگان ماست ای روشنی دیدگان ما بدوست ویحتمل **عشقے** که در هزاران هزار پرده است وسراسر روشنی دیدگان ما بدوست وفرح وسرور ما از وست چون نزدیک عاشق خانقاه ورباط که از مستلزمات زهد وپارسائی است قدرے ندارد بنابران گوید **قوله**

به نیم جو نخرم طاق خانقاه ورباط	**مرا که مصطبه ایوان وپای خم طنبی است**

رباط لنگرخانه مصطبه بصاد جایگاه غریبان وشرابخانه مراد مقام عشق خم مراد عارف کامل طنب بنائے رفیع **معنے** آنست که چون آن محبوب بعشق خود مرا معزز ومکرم گردانید طاق خانقاه ورباط که مقام عابدان ظاهر پرست است به نیم جو نخرم وپے بدان سو نیرم که مقام عشق مرا ایوان طربست وزیر پای مرشد طریقت طنب است ای بنای رفیع وپناه منبع جان وتن است وچون سختیهای عشق بی توجه مرشد کامل وبے دستگیری پیر رفع نشود بنابران گوید **قوله**

دوای درد خود اکنون ازان مفرح جو	**که در صراحی چینی وشیشهٔ حلبی است**

مفرح کنایه از عشق ومحبت **صراحی چینی** عاشق واصل **شیشهٔ حلبی** عارف کامل **معنی** آنست که ای عاشق سالک چون درد عشق حاصل نمودی باید که دوائے خود ازان محبت جوی که نزد عاشقان کامل وسالکان واصل است نه از ظاهر پرستان که مشائخ رسمیه اند وچون محبوب در کار عاشق هردم بهانه پیش می آرد تا که عشق عاشق بکمال رسد بنابران گوید **قوله**

هزار علم وادب داشتم من ای خواجه	**کنون که مست وخرابم بهانه بے ادبیست**

معنی آنست که پیش ازین هزار علم و ادب داشتم آنوقت هیچ بکار من نپرداخت و هر دم حیله پیش آورد
والحال که مست و بیخود شدم ای خواجه مرا آن محبوب را بهانه بی ادبی درپیش شده و هیچ بکار ما نمی پردازد و از بس
استغنا که دارد و چون همگی کار معشوق محل تعجب است و جای دم زدن نیست ازانجهت که کار او بعلت نیست
بنابران گوید **قوله**

حسن ز بصره بلال از حبش صهیب از روم	ز خاک مکه ابوجهل این چه بوالعجبی ست

حسن نام عارفی کامل و شیخی واصل بلال نام مولای رسول که موذن بود و صهیب نام صحابی
رسول و ابوجهل نام عم رسول و قیل نام کافری از قریش و بصره حبش نام شهرها و همچنین روم و مکه
معنی آنست که هر کرا خواهند از باده محبت مست سازند در راه جذبه شوق الهی قرب و بعد مکان
را منزلتی نیست گاه باشد قریب را بعید و بعید را قریب نمایند چه کار او بخلاف قیاسهاست
کسی را بر اسرار او راه نیست و چون کار عاشق مدام کوشیدن و بگریه و زاری بسر بردن بنابران گوید

قوله بیار می که چو حافظ مدام استظهار	بگریه سحری و نیاز نیم شبی است

معنی آنست که می عشق و محبت بمن عطا بنما که همچو حافظ را مدام پشتی بگریه سحری و نیاز نیم شبی است این بیت
بزبانی دلست و مراد از حافظ شخص ظاهر نیست یا بزبانی تن باشد و مراد از حافظ دل باشد **غزل**

اگرچه باده فرحبخش و باد گل بیز است	ببانگ چنگ مخور می که محتسب تیز است

باده شراب اینجا کنایه از عشق و محبت است باد اینجا کنایه از مرشد است که موجب آرایش و صفائی
غنچه دل سالک است گل حقائق و معارف بانگ چنگ علانیه و افشای نمودن می شراب اینجا
کنایه از اسرار عشق و محبت محتسب معروف اینجا کنایه از شرع محمد است پس معنی بیت آنست که اگرچه عشق
و محبت ذوق بخش است و مرشد در حقائق و معارف تیز رخش با وجود آن کاسه عشق را پنهان نوش
و در افشای راز آن مکوش که شرع محمدی بر همگنان غالب است و چون عاشق کامل آنست که عشق خود را
نهان دارد و بظاهر بلباس شرع محمدی کوشد که مصلحت وقت برین است بنابران گوید **قوله**

در آستین مرقع پیاله پنهان کن	که همچو چشم صراحی زمانه خونریز است

مرقع لباس صوفیان است که او را ژنده گویند اینجا مراد از شرع محمد است پیاله معروف اینجا کنایه از
وجود سالک و عشق است معنی آنست که اگر میخواهی که هیچ نکبتی بتو نرسد پس در لباس شرع محمدی

عشق خود را نہان دار یعنی بباطن و در اظہار سرے از اسرار خود را میار یعنی چنان باش کہ ظاہر تو ملبس بلباس شرع محمدی باشد و باطن تو ذائق عشق سرمدی باشد اے چیزیکہ شرع محمدی را نشاید از تو قولاً و فعلاً بوجود نیاید کہ اہل زمانہ ہمچو چشم صراحی خونریز اند بمعلنان اسرار در ستیز اند و لطوفی نمیگذارند کہ اسرار عشق در افشا در آرند و خونریزی را بزمانہ نسبت کردن مراد اہل زمانہ داشتن مجاز عقلی است کہ درین باب از مسائل نقلی است و در کلام فصحا و بلغا کثیر الوقوع است و در علم معانی و بیان آن را جوع است و عاشق را باید تا کہ تواند بعقل کہ کنایہ از محافظت شرع است کوشد بنابران گوید

قولہ	صراحی و حریفے گرت بچنگ افتد	بعقل کوش کہ ایام فتنہ انگیز است

صراحی دل پر عشق حریف معشوق و مرشد فتنہ آشوب معنے آنست کہ اگر شعلہ از عشق در دل تو سر زند و مرشد کامل کہ بدست افتد و رزش عشق بدانش و خرد نما و در استرضا او راہ سلوک پیما و در کتمان اسرار کوشش فرما کہ ایام فتنہ انگیز است و دار منصور بآنسر تیز است چون عاشق را باید کہ اگر افشای اسرار عشق در حالہ محو از روے بے اختیاری شدہ باشد مے باید کہ در حالہ صحو بعذر آن کوشد بنابران گوید قولہ

ز رنگ بادہ بشوئیم خرقہا از اشک	کہ موسم ورع و روزگار پرہیز است

رنگ بادہ اظہار عشق خرقہ کنایہ از وجود معنے آنست کہ افشاے اسرار عشق کہ از بے اختیاری ظاہر شدہ و خرقہ وجود ما بآن مصبغ گردیدہ بعالم متہم شدہ می باید کہ باشک ندامت آن خرقہ را بشوئیم و از تہمت رہائی یابیم کہ موسم ورع و روزگار پرہیز کنایہ از حالہ صحو و شرع محمدیست و نیز از بادہ حظوظ نفسانی یعنی کہ وجود خود را بحظوظ نفسانی سرخ و سفید ساختہ ایم و عمرے بتربیتش پرداختہ ایم الحال میخواہم کہ باشک ندامت و پشیمانی بشوئیم و من بعد مخالفت نہ جوئیم و اللہ اعلم و چون درین دار دنیا توقع عیش نباید داشت بنابران گوید قولہ

مجوی عیش خوش از دور واژگون سپہر	کہ صاف این سرخم جملہ دردآمیز است

دور حلقہ و گردش صاف راحت خم فلک درد غم معنے آنست کہ ای عاشق سالک از گردش این سپہر کجرفتار طالب عیش مباش و امید خوشی مدار کہ راحت و عیش این سپہر ہمہ سر بسر آمیختہ و درد و غم است چون در زیر این سپہر کسے را ثبات نیست بنابران مے گوید قولہ

سپہر بر شدہ پرویزنیست خون افشان	کہ ریزہ اش سر کسری و تاج پرویز است

برشده بلند پروین غربال ریزه ریخته شد کسرے و پرویز نام پادشاهان عالی شان
معنے آنست هرکه درزیراین سپهر بیدار جائے گرفت عاقبت الامر گذاشتنی است مگر نمی بینی که این
سپهر بلند مثال غربالیست خون افشان باعتبار نزول حوادثات که سرکسرے و پرویز ریخته شده است
یعنے اوشان از زنده نگذاشته و بخاک در آورده و چون الطاف معشوق نصیبهٔ عاشقان شب خیز است
بنا بران گوید قوله

هر آنچه میرسد از نور فیض سبحانی	نصیبهٔ دل شخصے که شب سحر خیز است

معنے آنست که هرچه از انوار و فیوضات آن معشوق نزول میکند همه نصیبهٔ دل عاشقی است که تمام شب
بگریه وزاری درگذراند و چون عاشق را باید که در راه عشق تکاسل روا ندارد و قدم فراتر نهد بنا بران گوید قوله

عراق و پارس گرفتی بشعر خود حافظ	بیا که نوبت بغداد و وقت تبریز است

باید دانست که سالکان کعبهٔ مجاز چون براه خشکی میرسند اول بملک فارس پس بعراق پس به تبریز
پس به بغداد همچنان سالکان را نیز چهار درجه است قرب نوافل و قرب فرائض و جمع الجمع و التحقیق
والتمییز بین مراتب الالٰهیة والحقیقة من الخفیة والجلیة بیشتر وادی است هولناک حیرت انگیز
شریعت و طریقت و حقیقت و معرفة و بیشتر حق الحقیقة است معنے ظاهری آنست که اے حافظ بشعر لطیف
و موزون عراق و فارس را گرفتی و اهالی آن حوالی مطیع و منقاد گردانیدی بیا که هنگام تسخیر اهل بغداد
و تبریز است یعنے بیش ازین شعر نیکو گوئی که اهل بغداد و تبریز پسند کنند معنے حقیقی آنست که اے
حافظ چون در راه عشق رو در آوردی و بعضے منازل و مقامات طے کردی فارغ مباش
که راه بسیار است بیا که تا منزل دیگر در پیش است طے کنم و بمقصد رسم که عاشق تا بمقصد
نرسد نیارامد

غزل

اے نسیم سحر آرامگه یار کجاست	منزل آن مه عاشق کش عیار کجاست

نسیم سحر کنایة از مرشد یار حق تعالے چون سالک مدتے در ریاضت و مجاهده بسر برد و بمنزل
محبوب نرسید از انجست که جناب محبوب بس بلند است و یکایک کسے را در آنجا بار نیست یا آنکه
[illegible] باعتبار [illegible] تجلیات بعض دلائل عقلی و نقلی [illegible] است بلند و چون [illegible]
معلوم نیست بنا بران گوید اے مرشد من هرکس بدلائل عقلی و نقلی باعتبار شهود تجلیات جائے

ثبوت آدمی نماید هیچ میدانی بیقین که آرامگه یار ما که منزه از زمان و مکان است کجاست منزل آن ما عاشق کش که مَنْ اَحَبَّنِیْ قَتَلْتُہٗ کجاست چون عاشق بسبب هجر گرفتار بلیات است بنابران گوید قوله

شب تار است و رهِ وادیِ ایمن در پیش	آتش طور کجا وعدهٔ دیدار کجاست

تار تاریک وادی ایمن نام وادی که موسیٰ بطلب آتش دران وادی رفته آتش طور آتشے که موسیٰ بر کوه طور از شجرهٔ زیتون دید معنے آنست که ما در شب تاریک هجران گرفتاریم و راه صحرای سلوک در پیش داریم آن آتش طور که موسیٰ بآن سرفراز شده بود و سالکان را فرا خور استعداد خواهند نمود باختلاف زمان و مکان کجا و محل وعدهٔ دیدار کجا و هنگام وعدهٔ آن کجا چون کار همه ممکنات و ابستهٔ فناست گوید قوله

هر که آمد بجهان نقش خرابی دارد	در خرابات مپرسید که هشیار کجاست

خرابی فنا و لاتعلقی خرابات مقام عشق و دنیا هشیار باقی و باخود معنے آنست که هر که درین جهان فانی آمد مدار کار او بر فناست که کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ مپرسید که کیست کسے که باقی و پاینده است کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ و یحتمل هر که در جهان عشق در آمد سراسیمه و لایعقل گردید و بمقام فنا رسید در مقام عشق مپرسید که هشیار کیست و چون عاشق را در راه عشق بسا اسرار مشاهده مے شود که بجز محرم اسرار نتوان گفت چون محرم اسرار در عالم کم باشد گوید قوله

آنکس است اهل بشارت که اشارت داند	نکتها هست بسے محرم اسرار کجاست

معنے آنست که نکتهاے عشق بسیار اند اما محرم اسرار کو تا با او در میان نهاده آید پس بشارت باد مر کسی را که اسرار عشق را برمز و ایما دریابد و نکتهاے عشق اینند چون عاشق از خود فانی شود و بمرتبهٔ بقا رسد او را اطوار مختلف رو نماید گاه مشاهده گاه معاینه گاه عینیة گاه احاطه گاه اتصاف بعالم شهادت گاه بعالم مثال گاه بعالم ارواح گاه بمرتبهٔ ربوبیت گاه بالوهیت و اعیان ثابت و حقیقت محمدی و بالاے او احدیت و لاتعین گاهے انفصال گاهے اتصال گاه با همه گاه بیهمه همه اشیا را در خود معاینه کند گاه خود را بهمه اشیا را قائم بحق داند گاه همه اشیا را قائم بخود داند گاه همه اشیا را بمثل حق داند گاه بمثل خود و خود در میان نه گاه تجلی صوری حق را بیند گاه بمعنے گاه نه بصوری و نه بمعنوی و نه شعور بخود و نه بیخودی بخود و نه بخداے تعالیٰ و چون عاشق که بهر سر موے با معشوق کارے دارد از لوم لائم کجا باز گردد بنابران گوید قوله

ما کجاییم و ملامت گر بیکار کجاست	هر سر موی مرا با تو هزاران کار است

معنی آنست که درین باب خطاب بمعشوق است یعنی ای دلدار غمگسار مرا هزاران کار است بلکه با تو پس ملامت گر بیکار که او را با تو کاری نیست کجا و چگونه بگفته او از جناب تو اعراض نمایم ـ چون مرجع و مآب عاشق غیر از جناب معشوق نمی تواند بود و غیر از جذبهٔ عشق دوای درد عاشق نتواند شد بنابران گوید ـ قوله

دل ز ما گوشه گرفت ابروی دلدار کجاست	عقل دیوانه شد آن سلسلهٔ مشکین کو

سلسلهٔ مشکین زلف و مراد از زلف جذبهٔ عشق ــه زلف نام جذبهٔ ذات حق است + ابرو مراد صفات که حاجب ذات اند چون ابرو که حاجب چشم است مراد از آن نفس رحمانی که افاضهٔ وجود باعیان مینماید و نیز مراد مشاهدات تجلیات معنی آنست که عقل از ما بیگانه شد پس آن سلسلهٔ مشکین که جذبهٔ عشق است کجا تا خود را وابسته گردانم و دل از ما بیدل شد پس ابروی دلدار که مشاهدات تجلیات است کجاست تا متوجه او شویم چون عاشقان را انفراح طبیعت مایهٔ سرور غیر از لقای معشوق نیست بنابران گوید قوله

عیش بی یار مهیا نشود یار کجاست	باده و مطرب و گل جمله مهیاست ولی

باده ذکر محبوب که موجب بیخودی است مطرب مرشد گل تجلی و نیز بیان اسرار مقامات معنی آنست که مشغولی با دوست و همنشینی مرشد کامل و بیان اسرار اینجمله مهیاست ولیکن عیش بی یار مهیا نشود پس یار کجاست و چون از زهد و ورع کاری بیش نمیرود و جز بمدد پیر کامل و محبت خالص دستگیری نمی تواند شد بنابران گوید قوله

یار ترسابچه کو خانهٔ خمار کجاست	دلم از صومعه و صحبت شیخ است ملول

معنی آنست که دل من از خلوت گزینی و صحبت شیخ که از آثار زهد است ملول شدیم که هیچ کشادی نشد پس یار ترسابچه که مرشد کامل باشد و خانهٔ خمار که مقام عشق است کجا تا متوجه او شویم و حصول مراد خود از و جوییم چون دل غمگین عاشق را غیر از خم زلف معشوق جای نیست و جان حزین مشتاق را غیر از شکن زلف محبوب قرارگاهی نه بنابران گوید قوله

کین دل غمزده اش گشته گرفتار کجاست	باز پرسید ز گیسوی شکن بر شکنش

گیسو زلف مراد از آن جذبهٔ عشق شکن بر شکن پیچ بر پیچ معنی آنست که در عشق آن

معشوق دل من از ما بجدے متنفر شد کہ نمیدانم کجا لیکن احوال این دل حزین از جذبہ عشق او کہ سر اسر پیچ در پیچ است
می رسید کہ این دل غمزدہ حافظ کہ گرفتار شدہ کجا است قولہ

خودنپرسی تو کہ آن عاشق غمخوار کجاست	عاشق سوختہ دل در غم عشق تو سوخت

معنے آنست کہ اے محبوب من این عاشق دل سوختہ در آتش عشق یا ہجر تو بسوخت و تو گاہے بمداوائے
او نمے پردازی بلکہ اینقدر ہم نمے پرسی کہ آن عاشق غمخوار من کجاست باید دانست کہ ہر عسرے را یسرے
است در پے چون حافظ چندان اظہار درد و سوز خود کرد معشوق جواب داد کہ قولہ

فکر معقول بفرما گل بیخار کجاست	حافظ از باد خزان در چمن دہر مرنج

باد خزان رنج و آفات و ہجر چمن دہر دنیا معقول نیکو گل عیش وصال خار غم و ہجر معنے آنست
کہ اے حافظ از عالم اطلاق کہ بدار دنیا افتادۂ و بہ باد صرصر خزان ہجر مبتلا گشتۂ رنجیدہ مباش بلکہ فکرے
نیکو کن و بغور بنگر کہ عیش بے محنت و وصل بے ہجر کجا صورت بندد پس باید کہ بغم و ہجر در سازی و بالم
و فراق پردازی تا روزے بموجب اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا بمراد خود فیروز گردی غزل

چشم میگون لب خندان دل خورم با اوست	آن سیہ چردہ کہ شیرینی عالم با اوست

چردہ بفتح جیم فارسی و آن لفظ بغیر از لفظ سیہ مستعمل نشدہ و سیہ چردہ سبز رنگ را گویند و سبز رنگ
ملیح است و ازان ذات حضرت مراد است بموجب اُخِیْ یُوْسُفُ صَبِیْحٌ وَاَنَا مَلِیْحٌ و این غزل در نعت حضرت
است شیرینی خوبی نیکو و خلق جمیلہ چشم میگون مراد صفات قہریہ ولب خندان و دل خورم مراد
صفات لطف و رحمت باید دانست کہ ذات آنحضرت مستجمع جمیع الصفات والذات است بخلاف
سائر انبیا چون موسے ع م مظہر صفات قہریہ بود لہذا شرائع او از شرائع دیگران سخت تر بود و عیسے
ع م مظہر صفات لطفیہ بود لہذا شرائع او از شرائع دیگران آسان بود و محمد ؐ مستجمع الصفات والذات بود
لہذا شریعت او مشتمل بر سختی و آسانی و لطف و قہر ہست معنے آنست کہ آن سیہ چردہ کہ خوبی و زیبائی عالم با او
محبوبیست کہ از سر تا پا بصفات حمیدہ آراستہ و پیراستہ و ہمگی صفات از لطف و قہر و رحمت و غضب در
ذات فرخندہ حضرت است و چون ذات آنحضرت ختم النبیین و سرور عالم است بنا بران گوید قولہ

او سلیمان زمانست کہ خاتم با اوست	اگرچہ شیرین دہنان پادشہانند ولے

شیرین دہنان انبیا و رسل خاتم بفتح تا انگشتری و بکسر تا ختم کنندہ معنے آنست کہ اگرچہ انبیا

در سلک صفات حمیده وخوبیهاے پسندیده میداشتند وکوس سلطنت میزدند اما ذات حضرت سلیمانست که جملہ مخلوقات در تحت حکم اوست اما چگونہ سلیمانی که خاتم نبوت با اوست وکونین تابع آفرینش اوست بلکه ظهور خداے بدوست که لولاک لما اظهرت الربوبیة باید دانست که اگرچہ انسان مظهر جامع اسم کلی است وفی الحقیقت از جمیع اسماے وصفات من حیث الجامعیت محظوظ است فاما انسان کامل که انبیا و اولیا اند از باقی افراد انسانی از انجہة بکمال ممتاز گشته که بطریق تصفیه رجوع بمبدأ حاصل کرده اند ودر پرتو نور تجلی احدیة از هستی موهوم خویش فانی گشته باقی بالله شده وصفات جزوی ایشان عین صفات کلی حق گشته درین مرتبه بقا بالله تفاوت مراتب کمال بحسب تحقق واتصاف بصفات الٓهی بسیار است بعضے متحقق باکثر صفات الٓهی شده اند وبعضے باقل وباز درین اقل واکثر تفاوت بسیار است بعضی متحقق باکثر صفات الٓهی شده اند وآن فرد کامل که مستعد آن باشد که بحسب حقیقة ومعنی مظهر ذات ومجموع اسما وصفات الله باشد وخواص واحکام کلی الله بجزئیات وکلیات در وظاهر شود او محقق بهمه صفات الٓهی گردد وحضرت ختم محمدیست صلعم وباقی انبیا وتمامه اولیا اگرچه مظهر این اسم کلی الله اند فاما هر یک مظهر اسم کلی الله ببعضے صفات ومظهر الله من حیث جمیع الصفات حضرت محمد است پس نشاء ختم محمدی من حیث الحقیقة وازین معنی سابق بر انبیا باشد که کنت نبیا وآدم بین الماء والطین چه هر نبی از زمان تا زمان خاتم مظهریست از مظاهر نبوت روح اعظم که عقل اوست پس نبوت عقل کلی دائمی ونبوة مظاهر ذاابل عرضی وحقیقت محمدی عقل اول است که روح اعظم است که اول ما خلق الله العقل و اول ما خلق الله نوری واول ما خلق روحی وصورت محمد که روح اعظم بتمامی اسما وصفات چنانچه گذشت در وظاهر شد همچنان که نبوت ذاتی که اخبار از ذات وصفات حضرت الٓهی است اولا وبالذات روح اعظم است که حقیقة آنحضرت در آخر نیز ختم نبوت عرضی در صورة پس معنے آنحضرت گشته پس اول بحقیقة وآخر بصورت درین کار نبوت آنحضرت وباقی انبیا هر یک مظهر بعضے از کمالات حقیقت آنحضرت شدند چون مظهر ذات خداے مع جمیع الصفات جز ذات حضرت نیست وموجب شیفتگی عالم بآن ذات همین است گوید قوله

خال مشکین که بران عارض گندم گون است	سر آن دانه که شد رهزن آدم با اوست

خال مشکین عبارت از نقطۂ ذات معنے آنست که ظهور ذات الٓهی مع جمیع صفات الٓهی که بر چهرهٔ

گلرنگ آنحضرت ظاہر و باہر ست سرآن دانہ کہ رہزن آدم گردید وآن معصوم را از دائرۂ عصمت بیرون آورد باو ست یعنی از محبت مرجع دل عالمیان شده و دل کائنات را بسوے خود منجذب گردانیده که ہمگی انبیا زبان برکشادند که الٰهی مارا از اُمتِ محمد گردان و چون مہجوری از انجناب موجب قتل عاشقان است گوید قوله

باکه این نکته توان گفت که آن سنگین دل	کشت ما را و دم عیسے مریم با اوست

سنگین دل ذات حضرت باعتبار استغنا که صفت معشوق است معنے آنست که آن معشوق سنگین دل مارا بمعرض ہلاکت رسانیده بتیغ عشق خود یا ہجر خود یا بعتاب و حال آنکه دم عیسے دارد یعنی میتواند که بمرہم دل خستۂ ما پردازد و یا بوصل خود رساند و یا بخطاب معزز سازد پس این قصه غریب و واقعه عجیب باکه توان گفت و کیست که باور کند و چون ہرچه در معرض ظهور آمده ہمه طالب آن ذات اند گوید قوله

روے خوب ست کمال ہنر و دامن پاک	لاجرم ہمت پاکان دو عالم با اوست

روے خوب اشارۃ بانا من نور الله مشہر کنایة از محبوبے دامن پاک اشارت بمازاغ البصر وما طغی معنے آنست که کمال محبوبی ہمین دو چیز است یکے روے خوب دوم دامن پاک و این ہر دو در ذات آنحضرت موجود بودند لاجرم ذات متوجه الیه عالمیان شده و دل کل کائنات باو بسته باید دانست که اگرچه روے خوب و دامن پاک ہمه انبیا را بود ولیکن بموجب انا من نور الله والخلق کلهم من نوری شئے خوبی روے بآنحضرت می سزد و دامن پاک بحکم التفات ننمودن بغیره کقوله مازاغ البصر و ما طغی بحضرت بس زیباست چون جدائی معشوق اشد البلاء است بنابران استمداد مے نماید قوله

دلبرم عزم سفر کرد خدارا یاران	چکنم با دلِ مجروح که مرہم با اوست

معنے آنست که دلبر من که ذات آنحضرت است ازین جہان فانی متوجه بسراے باقی شد و من از آن دور و مہجور ماندم و دل من در اشتیاق آن روز و شب طپان است ای یاران من از بہر خدا بفرمائید که با این دل مجروح چکنم و بمداواے آن چگونه بپردازم که مرہم این دلخسته او ست و گویند که حافظ بظاہر دست بیعت بکسے نداده چنانچه در نفحات است بدان سبب مطعون خلق شده بود

بنابران گوید قوله

زانکه بخشایش ارواحِ مکرم با اوست	حافظ از معتقدانست گرامی دارش

معنے آنست که حافظ از معتقدانِ آنحضرت است پس گرامی دار مر او را و نظر باین مکن که دست بیعت بکسے نداده زیراکه بخشایش ارواح مکرم که کنایه از فیض ارواح مقدسه است با اوست چنانچه در حبیب السیر آورده که بزرگے فرموده که مدام در انکار حافظ بودم تا این بیت حافظ شنیدم دانستم که حافظ بیشک ولی بوده غزل

آیا چه خطا دید که از راهِ خطا رفت	آن ترک پریچهره که دوش از برِ ما رفت

این غزل در هنگامِ فیض است ترک قومے ست معروف بخونریزی و بظلم و ستم اینجا مراد محبوب بسبب دل بردن و غارت کردن و مراد از محبوب مرشد یا تجلی پریچهره چون پری خطا بکسر گناه و بفتح تقصیر که بسبب فراموشی باشد راه سبب معنی آنست که آن مرشد غمگسار من یا آن مشاهدات تجلیات که دوش از نزدیک ما رفت و در نقاب کشید آیا از ما چه تقصیر دید که بسبب آن تقصیر از ما متنفر شد چون هجران معشوق موجب پریشانی و اندوه عاشقان است بنابران گوید قوله

کس واقفِ ما نیست که از دیده چها رفت	تا رفت مرا از نظر آن نور جهان بین

نور جهان بین نور چشم که بیننده جهانست مراد از ان محبوب که روشنی چشم عاشق با اوست واقف آگاه و خبردار معنے آنست که از ان روزے که آن معشوق من از پیش نظر رفته در دو نقاب گردیده کسے واقفِ ما نیست که در هجران یار از دیده ها ما چها رفت چه قدر گریه و زاری نمودم یا آنکه نقدِ چشم و ما رفته - چون کار عاشق مدام سوز و گدازست گوید قوله

آن دود که از سوز جگر بر سرِ ما رفت	بر شمع نرفت از گذرِ آتش جان سوز

گذر رفتن و راه و سبب آتش جان سوز عشق که سوزنده جانهاے عاشقانست معنے آنست که بسبب آتش عشق دودے که از سوز جگر بر سر ما رفت بر شمع هم نرفته یعنی آنقدر سوزش دارم که شمع هم ندارد چون در حالتِ هجر کار عاشق بجز گریه و زاری نیست بنابران گوید قوله

سیلاب سرشک آمد و طوفان بلا رفت	دور از رخ تو دمبدم از چشمهٔ چشم

معنے آنست که بسبب دوری از رُخ تو که داریم دمبدم از چشمهٔ دیدگان ما سیلاب سرشک روے نمود

وطوفان درد و بلا روے داد چون هجران معشوق رنج و بلاست گوید **قوله**

درد ویمانده ایم چو از دست دوا رفت	از پاے فتادیم چو آمد غم هجران

از پاے افتادن گرفتار شدن غموم و هموم و مبتلاے رنج و بلیات شدن در دغم و الم فراق دوا مشاهدهٔ محبوب که درد عاشق را غیر ازین دواے نیست **معنے** آنست که از انروزیکه غم هجران بما روے آورده از پاے در افتادیم و مبتلاے درد و اندوه مانده ایم چون از دست دوا رفت ای آن محبوب اعراض نمود چون جناب محبوب از ان عالی تر است که کسے بعجز و زاری دران تواند رسید الا بفضل و فضل او موقوف بعلة نیست بنابران گوید **قوله**

عمریست که عمرم همه در کار دعا رفت	دل گفت وصالش بدعا باز توان یافت

وصال ملاقات محبوب **عمریست** مدتیست **کار دعا** دعاخوانی **معنے** آنست که روزے دل بما گفت که بعجز و زاری کوشید شاید که بوصل او رسیده شود پس ازان روز عمریست که همگی عمر صرف عجز و زاری کردم و ازانجهة که جناب او مستغنی است هیچ موثر نشد **قوله**

در سعی چه کوشیم چو از مروه صفا رفت	احرام چه بندیم چو آن قبله اینجاست

احرام بستن نیت کردن۔ متوجه شدن **قبله** ذات محبوب حقیقی یا مرشد **سعی** کوشش نمودن و دویدن **مروه و صفا** نام دو کوه در مکه وَ فِی السُّلُوکِ الصَّفَا هِیَ الرُّوحُ وَالْمَرْوَةُ هِیَ الْقَلْبُ قِیلَ الصَّفَا الرُّوحُ لِصَفَائِهَا عَنْ دَرَنِ الْمُخَالَفَاتِ وَالْمَرْوَةُ النَّفْسُ لِاسْتِعْمَالِهَا وَقِیلَ الْمَرْوَةُ فِی الْقِیَامِ بِخِدْمَتِهٖ سَیِّئِهَا وَنیز از مروه تجلی و صفا ظهور چون درد عشق دوا پذیر نیست گوید کَالْعِشْقِ دَاءٌ لَا دَوَاءَ لَهٗ (از تفسیر عرائس) **قوله**

هیهات که رنج تو ز قانون شفا رفت	دی گفت طبیب از سر حیرت چو مرا دید

هیهات افسوس **قانون** قاعده و نیز قانون شفا نام کتابیست در علم طبابت و حکمت از بوعلی سینا **معنے** آنست که دیروز نزد طبیب که مرشد طریقه است رفتم و احوال درد نهانی خود عرضه کردم واو چون احوال مرا دید از روے حسرة گفت افسوس که رنج تو از قاعدهٔ شفا رفت اے صحت پذیر نیست چون پرسش معشوق آرزوے عاشق است گوید **قوله**

زان پیش که گویند که از دار فنا رفت	اے دوست بپرسیدن حافظ قدمی نه

معنی آنست که ای دوست پیر سیدن حافظ قدمی رنجه فرما ازان پیش که گویند که حافظ ازین جهان فانی رحلت نمود که باز نفعی ندارد

غزل

آنشب قدری که گویند اهل خلوت امشب است	یارب این تاثیر دولت از کدامین کوکب است

شب قدر شب وصل محبوب این غزل در هنگام بسط است معنی آنست که شبی که آنرا سالکان واصل و عارفان کامل بشب قدر مسمی نموده اند و بآن موعود می سازند امشب است و چون خود را شایان آن نعمت عظمی نمی بیند بنابر استغنا محبوب میگوید که ای پروردگار من این کدامی خجسته طلوع نموده که از تاثیر آن این دولت رو نموده چون کار عاشق مدام باید معشوق بود نسبت گوید قوله

تا بگیسوی تو دست ناسزایان کم رسد	هر دلی در حلقهٔ ذکر تو یارب یارب است

گیسو مراد موانع مشاهدات ناسزایان نفس و شیطان و هوا مصرع اول علت مصرع ثانی است وجهت ضرورت تقدیم علت بر معلول ثانی است معنی آنست که دل هر سالکی در ذکر یارب یارب است ازانجهت تا موانع کمالات او شیطان و نفس را دسترس نباشد که تا سد باب گردد که سالک را از نا امیدی در رج سلوک در نوردد گاه گاه معشوق بهر امتحان لطف قهر آمیز عاشق مینماید و عاشق فریفتهٔ او شده از رفتن باز میماند و آن قتل عاشق می شود بنابران گوید قوله

کشتهٔ چاهِ زنخدانِ توام کز هر طرف	صد هزارش گردن جان زیر طوق غبغب است

درین بیت خطاب بمحبوب است چاه زنخدان اشارة بلطف قهر آمیز محبوب معنی آنست که ای محبوبِ من کشتهٔ لطف قهر آمیز توام که فریفتهٔ او گردیده از راه باز دشتی و سد راه من کردی و آن لطف قهر آمیز تو چاهیست که جان هزاران هزار گرفتار و مقید آنست و گاه اشارة چاه زنخدان بر طور تقدیر که در غور آن توغل کردن جائز نیست که اَلتَّقْدِیْرُ بَحْرٌ عَمِیْقٌ فَمَنْ غَمَسَ فَقَدْ ضَلَّ و بحث کردن در آن طور گمراهی آرد اِذَا بَلَغَ الْکَلَامُ اِلَی الْقَدَرِ فَاَمْسِکُوْہُ لیکن باعتبار اعتقاد سببی است یعنی ثمرهٔ از اثمار اسلام و نتیجه از نتایج معتقدات علم کلام و مومن را بیرون رفتن ازین عقیده نیز گمراهی است چنانکه گفت ؎ ای دل گر ازان چاهِ زنخدان بدر آئی ❊ هر جا که روی زود پشیمان بدر آئی ❊ و مسئله اختیاری صوری درین طور منزویست که عقل و فکر بشری آنجا دخل ندارد ؎ ملاحتی که ترا در چه زنخدانست ❊ بغور آن نرسد صد هزار فکر عمیق ❊ و چون لب را نزد ای این مسئله اختیار

دشوارش آمد گفت قتلنی مسکنةُ الاختیارِ وهمین معنی خواجه گوید کشتهٔ چاه توام و چون عاشق هیچکس را جمال افزون تر از معشوق خود نمی بیند گوید **قوله**

تاب خوی عارضش بین کافتاب گرم رو	**در هوای آن عرق تا هست هر روزش تب است**

تاب فروغ باید دانست که وقتی که عرق بر روی محبوب می آید حسنش فزون تر می نماید مراد از تاب خوی عارضش جمال با کمال است و خطاب بمنادی محذوف و آن ملامتگر است یعنی ای ملامتگر من جمال با کمال آن معشوق مرا به بین که آفتاب گرم رو با این جمال در آتش عشق او می سوزد پس مرا از عشق این چنین کس مانع میشوی و چون از عاشق هیچ نوع ترک معشوق صورت نه بندد بنا بران گوید **قوله**

من نخواهم کرد ترک لعل یار و جام می	**زاهدان معذور داریدم که اینم مذهب است**

زاهدان جمع زاهد و زاهد شخصی باشد که ترک دنیا نماید و اختیار عزلت نماید و حظوظ نفسانی را بکلی گذارد و مدام در یاد الٰہی باشد و از جمیع معاصی اجتناب نماید قیل الزُّهدُ هُوَ اجتنابٌ عَنِ المَحَارِمِ صَغِیرِهَا وَ کَبِیرِهَا وَ اَدَاءُ جَمِیعِ الفَرَائِضِ یَسِیرِهَا وَ عَسِیرِهَا وَ تَرکُ الدُّنیَا عَلٰی اَهلِهَا قَلِیلِهَا وَ کَثِیرِهَا **لعل لب** مراد لطف که

ع لب که شیرین جوی شد لطف خداست ❊ و نیز بوسه از ذکر سبب و اراده مسبب

معنی آنست که ای زاهدان من هرگز ترک آرزوی لطف آن محبوب و یا بوسهٔ او و یا عشق و محبت او نخواهم کرد چرا که مذهب ما اینست شما مرا معذور دارید که کسی ترک مذهب خود ننموده و چون هر عاشق بمعشوق خود بموجب کُلُّ حِزبٍ بِمَا لَدَیهِم فَرِحُونَ فخر کننده است گوید **قوله**

شهسوار من که مه آئینه دار روی اوست	**تاج خورشید بلندش زیر نعل مرکب است**

معنی آنست که دلبر من شهسواری است که ماه با اینهمه حسن و جمال مانند موتراشان آئینه دار روی اوست و خورشید با این سربلندی خاک راه اوست و چون جناب معشوق از آن عالی تر است که عاشق بدان تواند رسید بنا بران گوید **قوله**

اندرین موکب که بر پشت صبا بندند زین	**با سلیمان کی برانم من که مورم مرکب است**

اندرین موکب اشاره بزمرهٔ عاشقان **سلیمان** کنایه از محبوب حقیقی مور بود ضعیف **معنی** آنست که اگرچه من در زمرهٔ عاشقانی که صبا را تابع و محکوم خود گردانیده یعنی مظهر خوارق و کرامات شده اند هستم اما با وجود این بود سست که خُلِقَ الاِنسَانُ ضَعِیفًا با سلیمان که محبوب حقیقی است

که همسری توانم کرد و دمِ انا الحق توانم زد ؎ چه نسبت خاک را با عالمِ پاک ✤ و چون سخنان ناظم که سراسر حقائق و معرفت است بنابران گوید **قوله**

آب حیوانش ز منقارِ بلاغت میچکد	زاغِ کلکِ من بنامِ ایزد چه عالی مشرب است

درین بیت تقلیب است یعنی سوگند بخدا که زاغ کلک من چه عالی مشرب است که همگی آب حیوان که عبارت از سخنان حقائق و معرفت است ز منقارِ بلاغت او میچکد لے ظهور مے شود بدان که معشوق مجمع لطف و قهر است بدانجهة که هم قاتل عاشق است و هم زندگی بخش گوید **قوله**

آنکه ناوک زیرِ چشمے بر دلِ حافظ زند	قوت جان حافظش در خندهٔ زیر لب است

چشم تجلی ذاتی قهاری که موجب فنا عاشقانست و خنده زیر لب تجلی جمالی که حیات بخش عاشقانست **معنے** آنست که آن کسے که بر دلِ حافظ ناوک زیر چشم میزند اے کشته تجلی قهاری مے سازد ای بفنا میرساند قوتِ جان حافظ نیز مر او را در خندهٔ زیر لب است ای میتواند که بتجلی جمالی سرفراز گردانیده بمرتبه بقا رساند

غزل

المنة لله که درِ میکده باز است	زانرو که مرا بر درِ او روے نیاز است

میکده مقام عشق و محبت و لطف است **معنے** آنست که شکر مر خدا را که در میکده باز است یعنی هنوز در عشق او کاهشے و نقصانے راه نیافته و یا آنکه لطفِ او همگی بما مصروف است اینهمه از آنجهت است که مرا بر درِ او روے نیاز است اے از بسکه بدرگاهِ او عجز و زاری مینمایم و چون همگی عشاقان بعشق معشوق خود مستغرق اند و در سوز و غوغا اند گوید **قوله**

خمها همه در جوش و خروش اند ز مستی	وان مے که در انجاست حقیقت است نه مجاز است

خُم وجود عاشق مے شراب و سخن شطح **معنے** آنست که همگی عشاقان بسبب عشق او در جوش اند و خروش و از غایت مستی هر یکے فراخور استعداد خود سخنے گوید یکے بانگ انا الحق و دیگرے سُبحانی ما اعظم شانی و دیگرے لیس فی جُبّتی سوی الله و این مے که از نوشیدنِ آن در جوش و خروش اند مے حقیقی است نه مجازی و یا آنکه این شطحیات از ینها سر زده اند از روے حقیقة است نه از روے مجاز و چون کارِ معشوق مدام استغنا نمودن و کارِ عاشق بعجز و زاری کوشیدن است بنابران گوید **قوله** ـ

ازو وے ہمہ مستی و غرور ست تکبر | وز ما ہمہ بیچارگی و عجز و نیاز ست

معنے آنست کہ از وے مدام استغنا و بے باکی و غرور و کم التفاقی سر میزند لے دمبدم در تاراج و لایت دل عاشقانست چست و چالاک و ہیچ بمدا وا آے اینہا نمے پرداز دو نگاہے از کرم بد بشیان نمیند از دو از ما مدام بیچارگی و عجز و نیاز و زاری چون از عاشق بعید ست کہ شکایت معشوق پیش کسے برد بنا بران گوید قوله

رازے کہ بر خلق نگفتیم نگوئیم | با دوست بگوئیم کہ او محرم راز ست

معنے آنست کہ شکایت جور و جفاے محبوب یا اسرار عشق آن محبوب کہ تا حال بخلق نگفتہ ایم و آئندہ نیز نگوئیم اگر روزے اتفاق افتد ہم با دوست بگوئیم ازانجہت کہ محرم راز ست و شکایت از دوست بہ غیر مذموم است اما شکایت از دوست ہم بدوست رواست قال علیہ السلام اللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَ اِلَیْکَ الْمُشْتَکٰی چون شدائد عشق لایعد و لاینحصر است گوید قوله

شرح شکن زلف خم اندر خم جانان | کوتہ نتوان کرد کہ این قصہ دراز ست

شرح بیان شکن پیچ و تاب زلف خم اندر خم مراد جذبہ عشق کہ سراسر شدائد و بلیات ست معنے آنست کہ بیان پیچ و تاب و کشاکش حوادثات عشق را بہیچ نوع بیان نتوان کرد ازانجہت کہ بیان آن طولے دارد و مختصر آن نوعے از محالات است چون مرجع و مآب عاشق غیر از جناب معشوق نمی تواند بود گوید قوله

میل دل مجنون و خم طرۂ لیلےست | رخسارۂ محمود و کف پاے ایاز ست

معنے آنست کہ میل دل مجنون را بجز خم طرۂ لیلے قرارگاہے نہ یعنے ہمگی خواہش دل عاشق مصروف بخم طرۂ لیلے کہ کنایۃ از شدائد عشق آن معشوق است و کف پاے ایاز را بجز رخسارۂ محمود مکانے نہ یعنے ناز معشوق را ہم عاشق تواند کشید و نیز شدائد عشق را بجز دل عاشق نتواند کشید چون در نظر عاشق بغیر از معشوق کسے نمے آید بنا بران گوید قوله

بر دوختہ ام دیدہ چو باز از ہمہ عالم | تا دیدۂ من بر رخ زیباے تو باز ست

باز نام جانور و بمعنے کشادہ و اینجا در اول اول و در ثانی ثانی معنے آنست کہ از ان وقتے کہ چشم من بر رخ عالم آراے تو افتادہ چشم خود را مانند باز از ہمہ عالم دوختہ ام و بجز تو بکسے نمی بینم چون عاشق را بزہد و ورع کارے نیست مدام بمشاہدۂ محبوب بنا بران گوید قوله

در کعبهٔ کوے تو ہر آنکس کہ در آید	با قبلهٔ ابروے تو در عین نماز ست

ابرو عالم صفات و مشاہدۂ تجلیات معنے آنست کہ ہر عاشقے کہ رہ بکعبہ کوے محبت تو برد و ترا دریافت او بمشاہدۂ ابروے تو کہ مشاہدات تجلیات است در عین نماز است ازینجاست کہ لا صلوٰۃ الا بحضور القلب و شیخ جمال الدین ہانسوی فرمودہ الصلوٰۃ کالجسد والحضور فیہا کالروح فکل صلوٰۃ لیس فیہا الحضور کجسد لیس فیہا الروح الصلوٰۃ کالعین والحضور فیہا کالنور فکل صلوٰۃ لیس فیہا الحضور کعین بلا نور و الصلوٰۃ کالطعام والحضور فیہا کالملح فکل صلوٰۃ لیس فیہا الحضور کطعام بلا ملح الصلوٰۃ کالقمر والحضور فیہا کالنور فکل صلوٰۃ لیس فیہا الحضور کالقمر المخسوف وذہب عنہ النور و حضور قلب بے مشاہدہ نمیشود و مشاہدہ موجب فنا است و نماز نہ اینست کہ در مسجد آیند و قیام و رکوع بجا آرند کہ کافران ہمیش بتان چنین میکنند پس فرق میان این و آن چہ کما قال[۱] من صلی صلوٰۃ طویلاً فی المسجد و زینت للبس المقامات فی ناظر الخلایق وما کان فی قلبہ منہ تبارو رین اے عمر مردمان اولی الاسلام برائے نمود و شہرت میان خلق بزینت و لباس و جبہ و دستار در مسجد در آیند و در چشم خلائق نماز طویل گذارند و آخر الحال دائم در عزت الٰہی باشند و ہیچ بوے معرفت و حق پرستی و رحمانی در دل ندارند و ہمیشہ در اعمال نفسانی و غیرت ہستی گرفتار باشند اے عمر ہر کہ نماز کند و دل او بہر سو متفرق باشد و در خطرات نفسانی افتد ہر چہ نفسانیست شیطانیست و ہر چہ شیطانیست آن کفر و ضلالت و ہر چہ کفر و ضلالت است عین بت پرستی زہے گمراہان کہ برینچنین بت پرستی از نافہمیدگی بر ہستی خود مغرورانداین نماز را نماز میشمرند کذا من رسالۂ خواجہ معین الدین و در کتاب بنج بیان آوردہ اگر جاہل و غافل در نماز شود گرد میشوند شیاطین چنانچہ گرد میشوند مگس بعسل وقتیکہ اینچنین مصلی گوید اللہ اکبر خدا تعالی گوید دروغ گفتی اے بندہ نیست حق تعالے چنانکہ گفتی در دل تو پس از دل او دودے برمیخیزد و میرسد بآسمان پس میشود ملکوت آسمان را پس آنکس کہ دل در حساب و تدبیر دنیاے دنیہ و تن در نماز ازین نماز چہ بہرہ خواہد یافت پس مضمون کریمہ فویل للمصلین الذین ہم عن صلاتہم ساہون ویل نام جاے است کہ گندہ ترین عذابہا انجاست و آن براے مصلیان ست آن مصلیانے کہ از نماز خود غافل باشند یعنی دل ایشان در اندیشہاے دنیا و کارہاے بیفائدہ و تن در نماز نمیدانند کہ چہ میکنند و چہ میخوانند سہ تو درون نماز و دل بیرون بہ کشتہا میکنند بہمانی:

[۱] این عبارت [illegible]

اینچنین حالتے پریشانرا؛ حیف باشد نماز بخوانی؛ باید دانست کہ نماز آنست کہ مصلی درو نباشد وآن بے مشاہدہ نمیشود کما قال غوث الاعظم یا رب ای صلوٰۃ اقرب الیک قال یا غوث الاعظم الصلوٰۃ التی لیس فیہا سوائی والمصلی غائب چون مصلی نماند صلوٰۃ کجا ماند چراکہ نماز فعل است وفعل تابع ذات چون ذات نماند افعال کجا ماند پس ازینجاست کہ نماز عاشقان ترک وجود است آن نخواہد شد مگر بمشاہدہ وآن عین نماز است الذین ہم فی صلوٰتہم دائمون در حق ایشانست وچون احوال عاشق بغیر از عاشق کسے در نیابد گوید **قولہ**

ازشمع بپرسید کہ در سوز وگداز است	اے مجلسیان سوز دل حافظ مسکین

معنے آنست کہ اے اہل مجلس شما کہ گرفتار قیل وقال ماندہ اید و در کوے عشق رہ نبردہ اید سوز دل حافظ مسکین چگونہ دریابید سوز دل حافظ را از شمع کہ عاشق سوختہ است باید پرسید کہ او بیچارہ مدام در سوز وگداز است۔

غزل

وگر بقہر برانی درون ما صاف است	اگر بلطف بخوانی مزید الطاف است

معنے آنست کہ اے محبوب من اگر از روے لطف مرا نزد خود خوانی واز روے عنایت وشفقت التفاتے نمائی محض الطاف تست وگرنہ ما کجا ووصل تو کجا واگر از روے قہر برانی وبہجر مبتلا سازی واز ما اعراض نمائی درونِ ما صاف است یعنی ہیچ کینہ نداریم از انکہ ما بندہ عاجزیم وشایان آن نہ ایم چون زبان عاشق از تحریر ثنائے معشوق قاصر است گوید **قولہ**

چراکہ وصف تو بیرون زحد اوصاف است	بنائی وصفِ تو گفتن نہ حد امکان است

معنے آنست کہ اے محبوب من وصف ترا در حیز بیان آوردن نہ حد بندہ عاجز ومسکین است ویا آنکہ نہ حد امکان است اے نتوان کرد چراکہ وصف تو بیرون از احاطۂ تقریر است لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک چون بے حصول چشمہائے عشق مشاہدۂ معشوق با حسن وجہ نتوان کرد بنابران گوید **قولہ**

کہ نور دیدۂ خوبان زقاف تا قاف است	بچشم عشق توان دید روے شاہد را

معنے آنست کہ کسے کہ طالب مشاہدۂ معشوق است گو او را کہ اول خود را از آلایش آب وگل کہ کنایہ از صفات بشری است پاک سازد ودیدۂ عشق حاصل نماکہ بے پاکی باطن وحصول چشم

عشق مشاهدهٔ جمال معشوق صورت نه بند دازانجهة که آن محبوب نور دیدهٔ خوبانِ عالم است
و نور دیده را جاجز در چشم پاک نباشد از ینجاست که لیلی را بچشم مجنون باید دید تا جمال لیلی مشاهده شود
چون این خاکدان مقام حصول عشق است و معرفة که اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ بنابران گوید قوله

ز مصحفِ رُخ دلدار آیتے بر خوان	نه این مقام مقالات کشف کشاف است

این بیت خطاب بمنکر و زاهد ظاهر پرست است کشف حاشیهٔ کشاف و کشاف تفسیر است معنے
آنست که اے زاهد خود بین گرفتار قیل و قال چه ماندهٔ مشاهدهٔ رُخِ دوست حاصل نما چراکه اینمقام
حصول معرفت و محبت است ترا از کتم عدم در معرض ظهور برائے همین آورده اند که وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ
وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ اے لِیَعْرِفُوْنِ نه مقام قیل و قال است و چون سخن هیچکس بدلپذیری سخن
عاشق نمیرسد بنابران گوید قوله

عدو که منطق حافظ طمع کند در شعر	همان حدیث همائے و طریق خطاف است

منطق گویائی خطاف نام مرغیست سیاه رنگ بقدر و منزلت همائے جانوریست سعید النظر
و مبارک المحضر بهر دیارے که نزول کند از قدوم او فرخندگی گوناگون پدید آید و بهر که سایهٔ او افتد
بادشاه گردد وقتے خطاف از کمالات همائے دم زدن آغاز کرد چون بدان مرتبه نرسید ظریفان
را مثلی گشت معنے آنست که زاهد خود بین خواهد که در شعرے در بیان حقایق و معارف عشق بگویائی
حافظ رسد مانند همان است که خطاف خواست که فر همائے حاصل نماید و آن سود نه بخشید و نیز چنان
مسموع شده که خواجه را محبوبے بود شخصے از رقبا چون توجه محبوب بحضرت خواجه از جهت لطافت شعر و
ظرافت سخن بیشتر دید خویش را در سلک شاعران کشید آن محبوب از نیقدر توجه از خواجه کم نمود
و در شان او افزود خواجه ازین معنے آگاه گشته این غزل را نوشته بدو فرستاد و ختم غزل برین
بیت نهاد همچنین در عهد همایون شاه در شهر سنبل میان حاتم فاضلے بود و بس بزرگ عالمے بود
سترگ اتفاقاً دران شهر قاضی بود اجهل الناس روزے در مجلس او ذکر اوصاف میان حاتم در میان
آمد پرسید کدام کتاب را درس گویند گفت آن کتاب را از کتابخانهٔ من بیارید که من هم می توانم
گفت چون کتاب مذکور آوردند اتفاقاً بجهر دکشیدن این مسئله بر آمد اَلْمَرْءَةُ الْفَارَةُ لَا تَرِثُ
مِنْ زَوْجِهَا چون اجهل الناس بود بحسب لغة معنے بیان نمود که ماده موش را از موش

---

(۱) چو سرو سرکشی اے یار سنگدل با ما | چه چشمهاست که بر سروِ کار اطراف است
(۲) ترا که نائدهٔ خلد منزل هم نامست | ازان مثال کز نیم روان در اعرافست

میراث نمیرسد چون این خبر میان حاتم شنیدند همین بیت فرستادند غزل

وے مرغ بہشتی کہ دہد دانہ و آبت	اے شاہد قدسی کہ کشد بند نقابت

شاہد قدسی محبوب حقیقی و مرشد و این غزل در ہنگام فیض یا در جدائی مرشد مرغ بہشتی محبوب حقیقی و مرشد معنے آنست کہ اے شاہد قدسی کہ از ما اعراض کردہ رو در نقاب آوردہ کیست کہ آن نقاب از روے تو بردارد و باز بمعرض ظہور آرد یا بکنہ معرفت تو رسد کہ خود فرمودہ لایدرکہ احد من العالمین و اے مرغ بہشتی کیست کہ ترا دانہ و آب ہاے درقید خود آرد و چون کار عاشق بہجران محبوب مدام جگرسوزی و بیخوابی است بنابران گوید قولہ

تا جاے کہ شد منزل و ماوا کہ خوابت کاغوش کہ شد منزل و آسایش و خوابت	رفتی زکنار من دلخستہ بنا کام خوابم بشد از دیدہ درین فکر جگرسوز

معنے آنست کہ اے محبوب من از آن روزے کہ از ما دوری گزیدہ کہ خوابم از دیدگان رخت بربستہ است بسبب این فکر کہ در آغوش کدام کس منزل گرفتہ و آسائش حاصل مینمائی یعنی بر کدام کس ظہور خود کردہ چون کار معشوق مدام استغنا نمودنست بنابران گوید قولہ

اندیشۂ آمرزش و پرواے ثوابت	درویش نمی پرسی و ترسم کہ نباشد

معنے آنست کہ اے محبوب من ہیچ بغمخواری درویش نمیکوشی و توجہ بحال غریبان نمے آری ترسم کہ اندیشۂ آمرزش الٰہی و پرواے ثواب از دل تو یکسو شدہ چون نصیبۂ عاشق گرسنگی ست بنابران گوید قولہ

پیداست ازین شیوہ کہ مست ست شرابت	راہ دل عشاق زد آن چشم خماری

اشکال این بیت آنست کہ شراب مست نیست بلکہ مست کنندہ است جواب آنست کہ آن چشم خماری راہ دل عشاق زد و ایشان را مست گردانیدہ پس آن چشم در حق ایشان شراب شد و چون شراب کنایہ از چشم شد مست قرار دادن آن چشم درست آمد مضمون این بیت بیت من مستم و چشم تو مقابل + ہشیار ز بادہ کے شود مست + یعنی من مستی دارم و چشم تو کہ مانند بادہ مستی آرندہ ست مقابل من ست پس ہشیار نخواہم شد زیرا کہ مست از بادہ کے ہشیار مےشود و چون حجاب معشوق ازان عالی است کہ نالۂ عاشق را دران جا گذر باشد بنابران گوید قولہ

پیداست نگارا کہ بلند ست جنابت	ہر نالہ و فریاد کہ کردم نشنیدی

نالهٔ گریه فریاد فغان پیدا اظهار آشکارا جناب آستانهٔ نگارا الف ندائیه و نگار بمعنی معشوق است معنی آنست ای محبوب با من هر گریه و زاری و فریاد و افغان که نمودم هیچ گوش بدان ننهادی و ملتفت بدان نشدی آری ظاهرست که جنابت بس عالی است و ناله و فریاد عاشق را در آنجا گذر نیست چون دل عاشق بسبب هجر در خرابی است بنابران گوید **قوله**

ای قصر دل افروز که منزلگه انسی	یارب مکناد آفت ایام خرابت

قصر دل فروز قصر محبوب و نیز کنایه از دل خود بموجب لا یسعنی ارضی و لا سمائی و لکن یسعنی قلب عبدی المؤمن انس مراد محبوب معنی آنست که ای دل من که منزلگه محبوب منی میخواهم از پروردگار که آفت زمانه خرابی یعنی خللی بتو مرساناد و مدام آباد وارد چون در راه عشق بسا عوائق و موانع در پیش است گوید **قوله**

دورست سر آب درین بادیه هشدار	تا غول بیابان نفریبد بسرابت

این بیت خطابست از جانب محبوب سراب کنایه از مقصود بادیه مراد عشق غول بیابان نفس و شیطان اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک ان الشیطان للانسان عدو مبین و معنی آنست که ای عاشق اگر در راه عشق آمده بما حصل قناعت منما که هنوز مقصود دورست و هشیار باش که درین بادیه آفت بسیارست مبادا نفس و شیطان بدغا و فریب فریفته گردانند و از راه باز دارند باید دانست که قسمی است از سالکان اگر چه از راه ریاضت رفته اند و نفس اماره را در قهر گرفته و بادیه مجاهدات را بپایان برده و همگی خود را بحق سپرده و در ایشان احوال پیدا شده باشد تا از چیزی که خواهند خبر یابند و اگر تقصیری کنند تنبیه یابند و گاه باشد که خود را در آسمان بینند و گاه پیغمبران و فرشتگان را بصورتهای نیکو مشاهده نمایند و غیره لیکن خار شکستگی هنوز در پای همت ایشان نرفته بود چون چنین چیزها نمودند و از شر نفس ایمن شدند همت ایشان را بجای رساند که اگر چه در هفت آسمان و زمین است بر ایشان عرض کنند قبول شان نباید و پندارند که نهایت کار اولیا بر ایشان است و هنوز سر موی از عجائب صنع مولی ندانسته باشد - چون بر عاشق شهود تجلیات هر دم نوعی دگر است که لا تجلی فی صورة مرتین گوید **قوله**

تیری که زدی بر دلم از غمزه خطا رفت	تا باز چه اندیشه کند رای صوابت

تیر مراد جذبۂ جلیہ و غمزہ تجلی اسم بصیر و خطا تیرگی دل کہ مانع از انکشاف تام و اندیشہ کنایہ از ارادۂ الٰہی
ورای علم او معنے آنست کہ جذبہ کہ از تجلی اسم بصیر بر دلم قابض نمودی تیرگی کہ حاجب شہود
بود زائل گشت تا باز چہ ارادہ کند از شہود و غیبت علم صوابی باید دانست کہ سالک را ہفت مرتبہ
اند علم الیقین کہ عقیدہ وحدتست و عین الیقین کہ التذاذ بآن وحدت است و حق الیقین
کہ شہود حقیقت بنہجے کہ تفرقہ در وحدۃ وکثرت نماند و حق الحقیقۃ کہ ادراک حقیقت اشیا کما ہی
است و حق الحقیقت کہ فنا بصفات خلقیہ و بقا بصفات آلہیہ مملو شدن بالطاف سبحانی
کہ شہود الحق بحیثیت فرق بعد الجمع است و مقام ہیم کہ در وحاذقات نگنجد تحیر است از عدم
احاطہ بعد تنزل از شہود حق در ہر مرتبہ از ینہا یک نوع از فنای کلیست کہ اشتمال دارد بر فناہای
جزئیہ غیر متناہیہ است و حضرت حافظ در مرتبۂ سافلہ ازین مراتب بدین بیت میگوید بعد از ہر فنا
کہ مستلزم بقای دیگر است میگوید کہ تیر فنا کہ بر دل ریش زدی خطا رفت یعنی بہ بقاے تام رسید
تا بقاے تام کہ مقصود اصل است حاصل شود تا باز چہ ارادہ کند و علم ثواب یا باب تو در افاضۂ تجلی دیگر
اِنَّ اللّٰہَ لَا یَتَجَلّٰی فِیْ صُوْرَۃٍ مَرَّتَیْنِ پس ہر لمحہ و حال و استعداد جویان و تجلی گویان بیت مذکور
است بحکم فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ اقامت بر یک تجلی نا ملایم و طلب تجلی تجدید لازم مگر کلام رسول ع ازہمین
مخبر است اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ مِائَۃَ مَرَّۃٍ یعنے دل من مستور مے شود بتجلی سافل و من از ان استبعاد
نمودہ جویان تجلی عالی میگردم سوال خطاب خطا بمعشوق حقیقی صحیح نیست جواب خطاے تیر از عدم
فناے تام نہ کنایہ از عدم وصول و نیز از تیر نہی شجرۂ گندم و از غمزۂ غفلت یعنی نہی کہ کردی از غایت
غفلت خطا کردم الحال صفت رحمانی تو در باب من چہ اندیشہ خواہد کرد و نیز از تیر امر سجود ملائکہ را
غمزۂ تکبر بنہانی ابلیس گوید یعنی امرے کہ کردی از تکبر بجا نیا وردم الحال صفت جباری تو در باب من
چہ خواہد کرد چون عاشق را باید کہ بتدارک مافات در زمان حال نماید بنا بران گوید قولہ

تا در رہ پیری بچہ آئین روی ای دل	بارے بغلط صرف شد ایام شبابت

معنے تنبیہ بدل ست یعنے ای دل ایام جوانی را بغفلت از دست دادی و الحال پیرے دریافت
بارے باید دید کہ ایام پیری را بچہ نوع گذرانی و لسبد بری چون عاشق را ہیچ نوع از جفای معشوق
گذر نیست گوید قولہ

حافظ نه غلامیست که از خواجه گریزد　　لطفی کن و باز آ که خرابم ز عتابت

معنے واضح است و نیز چنان مسموع شده که منکوحه حضرت بتقریبے آزرده شده بخانهٔ پدر نشست خواجه بعد از چندے معلوم کرد باستمالت خاطرش شتافت پس این غزل بر کاغذ نوشته فرستاد و طلب کرد که از مصرعهٔ آخر غزل مفهوم میتوان کرد چون عفیفه معتقده بود دیگر نوشتن توجه نمود غزل

ای غائب از نظر بخدا می سپارمت　　جانم بسوختی و بدل دوستدارمت

این غزل بهنگام قبض یا در جدائی مرشد معنے بیت واضح است غائب از نظر باعتبار اخفا چون ترک معشوق از عاشق بهیچ نوع صورت نمی بندد گوید قوله

تا دامن کفن نکشم زیر پای خاک　　باور مکن که دست ز دامن بدارمت

معنے آنست که تا آنکه از جهان فانی رحلت ننمایم باور مکن که ترک تو از ما صورت بندد چون مدام عاشق خواهان وصال است گوید قوله

محراب ابروان بنما تا سحرگهی　　دست دعا بر آرم و در گردن آرمت

ابرو کنایه از مشاهده تجلی صفاتی و جلوه معنے آنست که ای محبوب من اگر بوصل خود نمیرسانی باری جلوه از جلوه ها خود بما ارزانی دار تا بمشاهده سحرگهی که هنگام دعاست دعا کنم و بدان دعا حصول مدعا کنم — چون کار عاشق بی توجه مرشد پیش نمیرود گوید قوله

گر بایدم شدن سوی هاروت بابلی　　صد گونه ساحری بکنم تا بیارمت

معنے آنست که اگر اتفاق صحبت من بعاشق کامل که مرشد باشد افتد صدگان نوع ساحری کنم تا بجذبه ترا بیارم چون مدام آرزوی عاشق همین ست که گاهے معشوق وی را پرسد بنابران گوید قوله

خواهم که پیش میرمت ای بیوفا طبیب　　بیمار باز پرس که در انتظارمت

معنے آنست که ای طبیب بیوفای من مدام اراده ما همین ست که جان خود در انثار راه تو سازم پس برای پرسیدن این بیمار قدم رنجه فرما که شب و روز در انتظار قدوم توام و لفظ بیوفا اگرچه از ادب دور است اما چون باعتبار ظاهر کار معشوق موافق اراده عاشق نیست بنابران گفتن باکے ندارد چون شیوهٔ عاشق مدام گریه و زاری ست بنابران گوید قوله

صد جوی آب بسته ام از دیده بر کنار　　بر بوی تخم مهر که در سینه کارمت

معنے آنست کہ اے محبوب من بسبب ہجران تو گریۂ من بحدے رسیدہ کہ گوئے صد جوی آب روان شد و این ہمہ را جہت است کہ تخم مہر تو در سینہ کارم چنانچہ در بیت آیندہ خود میگوید **قولہ**

می گریم و مرادم ازین سیل اشکبار	تخم محبت است کہ در دل بکارمت

معنے واضح است حاجت تقریر ندارد چون مدام آرزوے عاشق دلریش و مراد مشتاق بخویش ہمین کہ بجناب معشوق خویش باریابد تا اظہار احوال خود نماید بنا بران گوید **قولہ**

بارم دہ از کرم سوے خود تا بسوز دل	در پاے دمبدم گہر از دیدہ بارمت

معنے آنست کہ اے محبوب من از کرم و فضل خود روزے بنزد خود مرا بار دہ تا بسوز دل گہر ہاے اشک دمبدم در پاے تو اندازم چون غیر را در چشم عاشق گنجایش نے باشد گوید **قولہ**

گر دیدہ و دلم کند آہنگ دیگرے	دل را بر آتش افگنم و پیش آرمت

آہنگ قصد معنے آنست کہ اگر دیدۂ من بغیر تو نظرے کند و دلم بجز از تو متوجہ شود آن دل را بر آتش افگنم و پیش تو آرم چون ہر چہ از معشوق صادر شود از لطف و قہر عاشق را باید کہ شاکر بود گوید **قولہ**

خونم بریخت و ز غم ہجران خلاص داد	منت پذیر غمزۂ خنجر گذارمت

معنے آنست کہ اے محبوب من اگرچہ غمزۂ تو کہ آن عبارت از تجلی قہاری یا جذبۂ جلیہ یا اخفا ست کہ موجب شکایت است اما چون مرا در معرض نیستی کشیدۂ و از غم ہجران خلاص دہندۂ ما گشتۂ بنا بران منت پذیر غمزۂ خنجر گذار توام۔ چون از عاشق بسبب غلبۂ عشق مستی و رندی سر میزند و معشوق از روے لطف نظر بران نے انداز د بزبانی محبوب گوید **قولہ**

حافظ شراب و شاہد و رندی نہ وضع تست	فی الجملہ میکنی و فرو میگذارمت

معنے آنست کہ اے حافظ شراب و شاہد و رندی نہ وضع تست حاصل آنکہ این جملہ میکنی و ما از روے لطف ذاتی خود کہ سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ عفو میکنم گویند کہ حافظ ہم بظاہر میخوار و شاہد باز بود اما پاکباز بودہ

غزل

اے ہدہد صبا بسبا میفرستمت	بنگر کہ از کجا بکجا میفرستمت

ہدہد نام جانوریست مشہور و در قرآن مذکور روزے از خدمت حضرت سلیمان غائب شدہ بود مقام خدمتش خالی نمود چون سلیمان مقام خالی دید از احوال او پرسید ارکان دولت بغیبت او

شہادت داند سلیمان ع در سیاست او یکے ازینہا تعیین کرد و این سخن بہ خاص و عام در داد لاعذبنہ
عذابا شدیدا اولا ذبحنہ او لیاتینی بسلطان مبین ہر آئینہ عذاب کنم اورا عذاب شدیدیا
ذبح کنم اورا یا بیارد مرا خبر روشن ہدہد شق ثالث اختیار نمود بہ تجسس احوال ممالک بشتافت تا بسبا
رسید و احوال بلقیس کہ ملکہ آن دیار بود بدین کفر منسوب و از اطاعت سلیمان ع مرہوب یکیک معلوم
نمودہ باز آمد و در حضرت سلیمان باین ساز آمد کہ جئتک من سبا بنبا یقین انی وجدت امراۃ
تملکھم و اوتیت من کل شیء ولھا عرش عظیم سلیمان بر سر عنایت آمدہ کہ خدمت ہدہد بسرایت
آمدہ پس از روے نوازش تاج شاہی بر فرقش نہادند و اورا بادشاہ طیور ساختہ منشور بدستش دادہ
بہ بلقیس باو فرستاد چون منشور بہ بلقیس رسید از ہیبت اسم اعظم کہ دران منشور بود مطیع و مسخر گردید پس
بہ اعیان مملکت توجہ نمود و بہر ہمہ را فرمود کہ یا ایھا الملا انی القی الی کتاب کریم انہ من سلیمان
وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ازان روز کہ ہدہد از حضرت سلیمان باین عنایت موہوب گشتہ در
عالمیان بنامہ بر منسوب شد ہدہد صبا اضافت بیانیہ مراد وارد غیبی کہ از عالم بالا بباطن سالک می آید
و از احوال معشوق خبرے میرساند سبا شہریست کہ بلقیس ملکہ آن بود مراد ازان عالم لاہوت
معنے آنست کہ اے وارد غیبی کہ بر دل ما نزول فرمودہ و اخبار دوست بما رسانیدہ مارا بدان سرفراز
نمودہ باز ترا بسبا کہ عالم لاہوت است میفرستم تا احوال ما بدوست عرض نمائی شاید کہ بر بیحال زار ما
رحم آرد و بنگر کہ از کجا بکجا میفرستم مر ترا یعنی از عالم سفلی بعالم علوی و چون وارد غیبی ز عالم علویست
بنا بران گوید قولہ

حیف است طائری چو تو در خاکدان غم	زینجا بآشیان وفا میفرستمت

معنے آنست کہ اے وارد غیبی حیف است کہ ہمچو تو طائرے شریف شہر بند این خاکدان غم و الم
کہ وجود است یا دنیاے فانی است ماند بنا بران ازین خاکدان غم بر جفا بآشیان وفا کہ عالم علویست
میفرستم چون مہجوری از جناب معشوق مر عاشق ناقص را باعث غفلت و فراموشی است و عاشق
صادق بہر حالے کہ ہست چہ در خفا و ظہور بیاد معشوق مستغرق است بنا بران گوید قولہ

اے غائب از نظر کہ شدی ہمنشین دل	میگویمت ثنا و دعا میفرستمت

معنے آنست کہ اے وارد غیبی چون ازین خاکدان غم کہ کلبۂ احزان عاشق است بآشیان وفا

که آرامگاه معشوق است رسی ازجانب این دعاگو بعرض رسانی که اے ازنظر غائب و بدل حاضر و در حال همگنان ناظر مدام در دعاگوئی و همیشه در ثنا خوانی توام دمے ازتو خالی نه چون کار عاشق هر صبح و شام بلکه هر دم اشتغال بیاد و غیر ازین کارے ندارد گوید قوله

درصحبت شمال و صبا میفرستمت	هر صبح و شام قافلهٔ از دعاے خیر

معنے آنست که هر صبح و شام که باد صبا و باد شمال مے وزد و براطراف و اکناف عالم میگذرد قافلهٔ دعای خیر همراه ایشان میکنم که بجناب تو رسانند تا باشد که حال ما دریابی و بجالشتابی چون عاشق صادق از جان و دل در یاد محبوب است در غیبت حضور زیرا که عاشق را قرب و بعد یکسان ست چه هر جا ظهور او می بیند و بهر حالے که هست متوجه بر آنست گوید قوله

می بینمت عیان و دعا میفرستمت	در راه عشق مرحلهٔ قرب و بعد نیست

معنے آنست که اے محبوب من اگرچه باعتبار تقید عالم جسمانی ازجناب عالمیان مآب تو دور افتادم اما باعتبار باطن هر جا که هستم با توام و بمشاهدهٔ توام و بیاد تو زیرا که در علم عشق قرب و بعد را گنجایش نیست چون به سبب وفور عشق هر دم کلمات جانسوز و سخنان دل دوز از عاشق سر میزند و آن موجب یادگاری او مے شود بنابران میگوید قوله

قول و غزل بساز و نوا میفرستمت	تا مطربان زشوق منت آگهی دهند

ساز آرایش نوا سرود معنے آنست که اے محبوب من این قول و غزل که بساز و نوا میفرستمت یعنے این کلمات دلکش و سخنان خوش که در رشتهٔ نظم مے آرم جهت آنست که بعد از مرگ من آیندگان این سخن ها را بمطالعه آرند و بخوانند و ترا از شوق من یاد دهانند چون عاشق چندین اظهار شیفتگی کرد بنابران معشوق بجواب او گفت قوله

کائینهٔ خداے نما میفرستمت	در روے خود تفرج صنع خدا بکن

معنے آنست که اے عاشق دلریش ما اگر میخواهی که بمعرفت او رسی پس باید که اول معرفت خود حاصل کنی که وجود تو مجمع الذات و الصفات است و هرچه در آفاق است دران نفس است فِی اَنفُسِکُم اَفَلا تُبصِرُونَ و مضمون این سخن را بجاے آئینه خدا نما مر ترا میفرستم که مَن عَرَفَ نَفسَهُ فَقَد عَرَفَ رَبَّهُ چون عاشق بیچاره هر دم در جانفشانی میکوشد بنابران گوید قوله

جانِ عزیزِ خود بہ نوا میفرستمت	تا لشکرِ غمت نکند ملکِ دل خراب

نوا بمعنے فریاد معنے آنست کہ اے محبوب من ہر دم جان عزیز خود را بفریاد پیش تو میفرستم کہ تا بفریاد ما رسی تا لشکر غم تو کہ ہجران ست یا عشق است ملک دل ما را خراب نسازد و مبتلاے ہجران نگرداند چون پیش دید عاشق گشت کہ بے احتمال نیش نوش بہم نرسد گوید **قولہ**

با درد صبر کن کہ دوا میفرستمت	ساقی بیا کہ ہاتف غیبم بمژدہ گفت

ساقی کنایہ از مرشد معنے آنست کہ اے ساقی چہ نشستہ واز ما چون غافل گشتہ کہ ہاتف غیب مرا مژدہ رسانیدہ و گفتہ کہ ہیچ غم مخور و صبر کن کہ عنقریب دوا میفرستم پس بیا د تو ہم مدد نما و توجہ بحال ما کن چون رنج و جفاے معشوق عین راحت است و محض حکمت است بنابران گوید **قولہ**

کین تحفہ از براے خدا میفرستمت	ہر دم غمے فرست مراد بگو بناز

معنے اظہر ست چون معشوق ہیچ نوع از غم عاشق خالی نیست و ہر دم درصوابدید اوست بنابران گوید **قولہ**

تعجیل کن کہ اسپ و قبا میفرستمت	حافظ سرود مجلسِ ما ذکر خیر تست

معنے آنست کہ اے حافظ مادام در ذکر خیر تو ہستم پس ترا باید کہ زمانے غافل نگردی و مستغرق آن باشی کہ عنقریب لطف خود را دامنگیر وقت تو گردانم کہ ترا ازین ورطۂ محنت رہانیدہ بساحل جمعیت رسانند واللہ اعلم

غزل

دلبر اگر ہزار بود دل بہ آن یکیست	امروز شاہ انجمن دلبران یکیست

شاہ انجمن دلبران سر دفتر انبیا محمد رسول اللہ صلعم کہ سید الانبیا و خاتم النبیین ست و یا مرشد و پیر طریقت واصل و سر حلقۂ عارفان کامل و آن کنایہ از مرشد باشد دلبران انبیا و یا عارفان کامل دل بر آن یکیست دلِ ما بر آن یکیست و آن یکے کنایہ از رسول ع و یا مرشد **قولہ**

عیبم مکن کہ حاصلِ ہر دو جہان یکیست	من ہر آن یکے دو جہان دادہ ام بباد

آن یکے اشارہ بمحمد ع و یا مرشد دو جہان دادہ ام بباد اعراض ز ہر دو جہان نمودہ ام حاصل ہر دو جہان یکیست خلاصۂ ہر دو عالم آن یکیست **قولہ**

سرمایہ کم کنید کہ سود و زیان یکیست	سودائیان عالم پندار را بگوے

سودائیان عالم پندار کنایہ از ظاہر پرستان و مقلدان سرمایہ کنایہ از عقل و دفتر قیل و قال

سود وزیان اسلام وکفر چراکہ ہر دو حجاب بند کفر وایمان چون حجاب راہِ حق اند اے پسر
روبسان مغربی از کفر وایمان درگذر + ویا اندیشۂ نیک و بد و مدح وذم **قولہ** ۔

خلقے زبان بدعوی عشقش کشادہ اند	اے من غلام آنکہ دلش با زبان یکیست

دلش با زبان یکیست یعنے ظاہر و باطن او یکسانست **قولہ**

حافظ بر آستانۂ دولت نہادہ سر	دولت در آن سرست کہ با آستان یکیست

آستانۂ دولت آستانۂ محبوب معنے آنست کہ حافظ بر آستانۂ محبوب کہ محصل دولت است سر نہادہ بسوے او بنظر حقارت منگر کہ دولت نصیبۂ آنکس است کہ سر خود را فداے آستان محبوب نمودہ باشد **غزل**

بیا کہ قصر امل سخت سست بنیاد است	بیار بادہ کہ بنیاد عمر بر باد است

بیا حرف نداست ومنادی محذوف و آن لست بیار خطاب بدل **قصر امل** وجود فانی سخت بسیار
معنے آنست کہ اے دل من اے از ین غفلت بخود آے و گرفتار لہو ولعب مباش وصحبت این وجود
را محل اعتماد مدان اگرچہ در ظاہر بس زیباے نماید لیکن بس بے بنیاد است کہ در تغیر و تبدل درنگے ندارد
پس بیار بادہ اے بنوشیدن شراب کہ کنایۃ از حصول عشق است مشغول باش کہ این زندگانی
دو روزہ کہ بدان مغرور گشتۂ بر باد است یعنی سریع الزوال است ومحل ثبات نیست حاصل این بیت
انیست کہ عاشق را باید کہ چندانکہ تواند در حصول عشق سعی نماید واز پرورش تن دور باشد کما قال ع
یُوجَرُ ابنُ آدمَ فِی نَفَقَتِہِ الاَشیاءَ کُلِّہَا اِلّا وَضعَہُ فِی المَاءِ وَالطِّینِ یعنے مزدی برد فرزند آدم
امرے کہ سعی میکند مگر در چیزے کہ پیدا کردہ شدہ از آب و گل کہ در آن سعی بیجا حاصل است چون عاشق
را باید کہ با خلق چنان زندگانی نماید کہ اگر میان خلق باشد کس نپرسد واگر میان نباشد
کس نداند کہ کجا رفت یعنے دلبستگی ندارد بنابران گوید **قولہ**

غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود	ز ہرچہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است

معنے آنست کہ غلام ہمت آن کسے ام کہ زیر چرخ کبود یعنی درین دار دنیا بہر کسے کہ ملاقی شود آزاد
باشد یعنی چندان دلبستگی ندارد تاہم دانست کہ اللہ تعالے کہ انسان را پیدا کردہ برائے آن پیدا کردہ
تا در گلشن جہان صفات تفرج ذات بدست دارد نہ براے خوردن وخفتن وگرفتار لہو ولعب

بودن بنابران گوید **قوله**

چگویمت که بمیخانه دوش مست و خراب
سروش عالم غیبم چه مژدها دادست

شیخ از راه نصیحت بدیگران تنبیه میکند که اے گرفتار لهو و لعب و مستغرق خورد و خواب چرا چندین غفلت را بخود راه داده و پاے بند این جیفۀ کثیفه مانده و از قدر و قیمت خود بیخبر گشته چگویم مرترا که دوش بمیخانه که عالم عشق است مست و خراب بودم و دران حالت سروش غیب چها مژده رسانید یکے ازان مژدها اینست **قوله**

که اے بلند نظر شاهباز سدره نشین
نشیمن تو نه این کنج محنت آبادست

سدره نام مقام جبرئیل ؑ مراد ازان عالم علوی که در مصراع اول مرکب روح مراد است **نشیمن** جاے نشست **کنج محنت آباد** دنیا معنے آنست که اے سالک روح لطیف ترا که کرسی نشین وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا است زندانی آب و گل جسمانی ساخته یعنی درین غربت و مسافرت از بهر حصول معرفت و تحصیل کمالات آورده اند وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ اے لیعرفون مے باید که استعداد وصول بوطن اصلی خود مهیّا سازی و از تقید بعالم اطلاق توجه نمائی نه که این دار بلا و منزل فنا را وطن سازی دوم مژده اینست **قوله**

ترا ز کنگرۀ عرش میزنند صفیر
ندانمت که درین دامگه چه افتادست

صفیر آواز کوس مراد ازان کلام خداتعالے وَاللّٰهُ يَدْعُو إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ یعنے خالق مطلق ترا بآواز بلند بسوے اعمال و کردار که موصل بدار السلام است میخواند وَاللّٰهُ يَدْعُو إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ نمیدانم که ترا درین دام گهه چه افتاده است که چندین در قید و گرفتاری دیگر کدام مزا هد در تفسیر خود در بیان آیه وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا نویسد که رسول خدا عزوجل سوے مومن در آید در بهشت یعنی فرشته او مر این مومن را هفتاد حاجت بود و این فرشته هفتاد بار در آید و باز نیاید حاجبان گویند ولی الله مشغول است و هر بار پیش عرش رود و گوید بار نیافتم تا هفتاد حکم بار کسوے من آید بار یابد آنگاه طبقے پیش وے نهند طبق نور آفریده و دستارچه از نور بر بالا فگنده آن ولی خدا عزوجل دستارچه بر دارد و سیبے باشد بران نهاده چون بدست برد و نیم شگافد حورے بر آید نقاب بسته همه بهشت از نور او روشن شود برقع بدست گرفته این مومن خواهد که نقاب از وے فرو کشد حور گوید نخست نامه بخوان که من آوردم آن تو ام نامه باز کند و بخواند اندران نامه نوشته بود که عَبْدِي اشْتَغَلْتَ بِالْحُورِ وَالْقُصُورِ وَنَسِيتَ لِقَاءَنَا فَإِنِّي مُشْتَاقٌ إِلَىٰ لِقَائِكَ

ای عزیز بهشتی را از بهشت بمقام قرب باین نوع برند درین وا نگه مردم را چون گذارند چون مناسب
عاشق نیست که دلبستگی بدنیای فانی نماید چرا که درستی عهد ازین جهان متصور نیست بنابران گوید **قوله**

نصیحتی کنمت یاد گیر و در عمل آر	که این حدیث ز پیر طریقتم یاد است

این حدیث اشارة به نصیحت پیر طریقت مرشد معنی این بیت واضح است و آن نصیحت اینست **قوله**

مجو درستی عهد از جهان سست نهاد	که این عجوزه عروس هزار داماد است

سست نهاد فانی و بی ثبات عجوزه پیر زن عروس زن جوان عجوزه عروس دنیا که باعتبار مکر و فریب
و طوالت عمر عجوز و بآراستگی عروس داماد شوهر کنایه از طالب **معنی** آنست که ای گرفتار دنیا وای مفتون
این زال رعنا مدام درینجهان ماندنی نیست عاقبت گذاشتنی که کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ و بیوفائی این زال
رعنا خود اظهر است ببین که هزاران هزار معشوق همچو تو بوده است چون با هیچکس وفا نکرده با تو چگونه کند چون
اختلاط این دنیای فانی موجب خسران ست بنابران گوید **قوله**

فریب و عشوهٔ حسن از جهان پیر مخور	که هر که کرد بوی اختلاط ناشاد است

معنی آنست که برین کر و فریب و زینت اینجهان پیر مایل مباش هر چند روزی که با موافقت نموده
مغرور این مباش و فریب این مخور آخر الامر هر که بوی اختلاط کرد جز داغ حسرت و نومیدی با خود نبرد
چون عاشق را باید که هیچ نوع غم جهان بخود راه ندهد که سد راه عشق است گوید **قوله**

غم جهان مخور و پند من مبر از یاد	که این لطیفهٔ عشقم ز رهروی یاد است

این لطیفهٔ عشق مضمون مصراع اول **معنی** آنست که غم دنیا مخور و خود را از دام این جیفهٔ کثیفه
بیند از تا از حلقهٔ انسانیت بیرون نیائی و در گروه سگان داخل نگردی که اَلدُّنْیَا جِیْفَةٌ وَطَالِبُهَا کِلَابٌ
بلکه می باید که این پند مرا چون دُر در گوش کنی و فرو گذاشت نکنی چرا که این لطیفهٔ عشق از عارف کامل
بما رسیده و چون عاشق بهر حال از معشوق راضی بود گوید **قوله**

رضا بداده بده وز جبین گره بگشای	که بر من و تو در اختیار نگشاده است

معنی آنست که هر چه از جناب معشوق بتو رسد از لطف و قهر و رحمت و غضب و منع و عطا و قبض
بسط و دشنام و عیش راضی و شاکر باش و جبین را بر دو ترش و مباش زیرا که عاشقان را اختیار نیست
که اَلْاِرَادَةُ تَرْکُ الْاِرَادَةِ اشکال این بیت آنست که بنده را فاعل مختار گویند و شیخ درین هر دو بیت

یکے مذکور شد دیگرے ؎ گناه گرچه نبود اختیار ما حافظ + میگو ید که ما اختیار نداریم جواب آنکه اطلاق
اختیار بر دو معنی است بیک معنی اثبات اختیار مینمایند و بمعنے دیگر نفی میکنند و مراد ازین اختیار منفی
اختیار کلی است که هرچه بنده خواهد بوجود آید و بجانب این اختیار اشاره است و در شرح تعرف آورده که بندگان
مختار اند کسب خویش را و مرید اند آنرا و بران مجبور و مکره نه اند زیرا که مجبور و مکره بر طاعت مثاب نباشد چون
ملائکه و مجبر بر معصیت معاقب نباشد چون بر شرب خمر و بر دیگرے معاصی نه درینجهان محدود باشد و نه
درآنجهان معاقب و ازینمعنے است که بوقت یاس ایمان قبول نیست زیرا که بنده دران وقت مجبور است و هم از
نیرو کافرانرا درانجهان عذر مقبول نیست و نیز مرقوم شده ماکه مختاریم نه آنست که خدا یتعالے بما مفوض کرده
که هرچه خواهیم کنیم لیکن معنے مختاری بندگان آنست که مجبور نه اند چون درختے که او را بجنبانند و لیکن مختار اند
بدینمعنے که امر کرده است و نهی فرموده و افعال اختیاریه ما مثل خوردن و نشستن و رفتن و خفتن تعلق
خاص بقدرت و اختیار ما دارد بر خلاف افعال طبعیه جمادیه چون حرکت ثقیل بمرکز و میل خفیف
بمحیط و بر خلاف حرکات قسریه حیوانات که در اول اختیار و قدرت مفقود است و در ثانی اگرچه اختیار
ثابت ست لیکن تعلقش بامقصود و از جهة ظهور اینمعنے طائفه اعتزال نظر بران مقصود داشته گمان برده اند
که انسان در افعال اختیاریه مختار است و محض قادر است اگر خواهد کند و اگر خواهد نکند و قادر مطلق آدمی را
قرار داده چون معشوق را هردم جلوهٔ دگر است و مستغرق یکے ازینها بودن موجب سد راه است بنابران گوید قوله

بناله بلبل بیدل که جاے فریاد ست	نشانِ عهد و وفا نیست در تبسم گل

تبسم جلوه و ظهور گل کنایه از معشوق بلبل کنایه از عاشق فریاد کنایه از استعانه معنے آنست که اے سالک
معشوق هردم و هر لحظه تجلی دیگر و جلوهٔ دیگر در کار میکند و بر یک تجلی استقامت نمی ورزد که لا یتجلی الله
مرتین پس براین تجلی که بتو نموده مغرور و خندان مباش و مستغرق آن مشو که موجب سد راه است
بلکه اے عاشق مسکین بنال و فریاد کن و طلب توجه نما که این جاے فریاد است و استعانت کن
که الله تعالی را هفتاد هزار حجاب ظلمانیست و هفتاد هزار حجاب نورانیست و این حجابهاے نورانی
همین ظهور تجلیات است و تا که ازین حجابهاے نگذرد هرگز باو نرسد و در گذشتن ازینها بے اعانت مرشد
و توجه الهی صورت نه بندد که بسا کس غرق این مانده اند و بساحل معرفت نرسیده اند و چون حال
عاشق مدام مختلف الاحوال است و آن موجب لوم لائمان میگردد و باعث طعن طاعنان میشود بنابران گوید قوله

برو ملامت در دکشان مکن زاہد		کہ رزق قسم تو ورزق ماہمین داد است	

معنے آنست کہ اے زاہد برو بکار خود باش وزبان را بملامت در دکشان کہ عاشقان اند دراز مکن کہ در نصیبہ ما و تو ہمین کردہ کہ با آن مشغولم پس چون از ہیچگے جز نصیبۂ ازل ہیچ بوجود نیاید ملامت روا نباشد و چون مقبولیت سخن بخاطر معشوق و خلائق نہ بزور بازو است و قوت فصاحت بل عطیۂ الٰہی است گوید قولہ

حسد چہ می بری اے سست نظم بر حافظ		قبول خاطر و لطف سخن خدا داد است	

سست نظم اشارہ بر مدعی و منکر معنے بیت ظاہر است غزل

برو بکار خود اے واعظ اینچہ فریاد است		مرا فتاد دل از رہ ترا چہ افتاد است	

فریاد کنایہ از وعظ و نصیحت معنے آنکہ اے زاہد برو بکار خود باش و اینچہ فریاد است کہ میکنی و بیہودہ بنصیحت و وعظ پیش آئی مگر نمیدانی کہ ع پند پدر مانع نشد رسوائے ما در زاد را + و مرا دل بدام عشقے گرفتار شدہ و از اختیار بیرون رفتہ پس اگر از ما فریاد و فغان سر زند عجب نیست کہ شیوۂ عاشقان است اما ترا چہ شدہ است کہ بیہودہ فریاد مینمائی چون عاشق صادق را ملامت لائمان مانع نمیگردد بلکہ باعث میگردد کہ ع ملامت صیقل زنگار عشق است + بنا بران گوید قولہ

بکام تا نرساند مرا لبش چون نے		نصیحت ہمہ عالم بگوش من باد است	

کام مقصود و سلست لب لطف ضمیر شین بر محبوب نے عاشق و عارف کامل معنے آنست تا وقتیکہ لطف معشوق من بمراد خود چون نے کہ عارف کامل و عاشق واصل است نمیرساند نصیحت ہمہ عالم پیش من بیہودہ و برباد است و اثرے نمی بخشد چون کار عاشق بے جذبۂ معشوق بجائے نمیرسد چون آن جذبہ بعلت نیست بنابران گوید قولہ

میان او کہ خدا آفریدہ است از ہیچ		دقیقہ ایست کہ ہیچ آفریدہ نکشادہ است	

میان کمر و شعرا آنرا ہیچ نسبت دادہ باعتبار باریکی مراد ازان رابطہ ایست میان طالب و مطلوب ضمیر او بعشق و دقیقہ امر مخفی آفریدہ مخلوق معنے آنست کہ آنجذبہ محبوب من و آن رابطۂ مطلوب من کہ مارا از ما بریدہ و بسوے خود کشیدہ محبوب من از ہیچ آفریدہ یعنی از ما ہیچ استحقاقے نبودہ محض عطیہ ایست کہ بکرم خویش عطا فرمودہ و این امریست مخفی کہ ہیچ آفریدہ نکشادہ کہ قبل من قبلہ لا لعلۃ و ما ردہ لا لعلۃ و چون توجہ عاشق جز معشوق نبود اگرچہ بہشت پیش او آرند بگوشۂ چشم ننگرد

بنابران گوید قوله

گدای کوی تو از هشت خلد مستغنی ست	اسیر بند تو از هر دو عالم آزاد است	

معنے آنست که اے محبوب من کسے که گدائی کوے تو ورزید به بهشت کارے ندارد و کسے که اسیر عشق تو گردید بکونین التفاتے نماید که عاشق از دین و دنیا و بهشت و دوزخ آزاد است و اورا بغیر معشوق توجهے نیست و چون خرابی عاشق موجب آبادی او و فنای او موجب بقای اوست بنابران گوید

قوله	اگرچه مستی عشقم خراب کرد و لے	اساس هستی من زان خراب آباد است	

معنے آنست که اے محبوب من اگرچه مستی عشق تو مرا خراب و پریشان کرده و از ننگ و ناموس آزاد گردانیده و بمقام فنا رسانیده لیکن هزار شکر که اساس هستی مرا ازین خرابی آبادیست چراکه بسبب این فنای و خرابی بعیشے و بقاے رسیده ایم که انجامے و پایانے ندارد قوله

دلا منال ز بیداد و جور یار که یار	ترا نصیب همین کرده است این داد است	

بیداد و جور مراد کم التفاتی و تاخیر وصل که بر عاشق بمنزلهٔ جور است نه که فی الواقع وگرنه معنی صورت نه بندد که وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ چون زشت ترین عاشق آنست که شکایت از معشوق کند بنابران گوید اے دل مسکین من بدین کم التفاتی محبوب و تاخیر او که در وصل افگنده و در مقصد تو نمی رساند منال و شکایت مورز که چند روز آن محبوب تو نصیب تو همین گردانیده و بهبودی تو درین انگاشته پس از ارادهٔ او راضی باید بود و دم بچون و چرا نباید کشود و باید دانست که کار معشوق مدام استغنا و از تملق عاشق هیچ نکشاید چون حافظ چندین اظهار شگفتگی و تملق کرد بنابران معشوق استغنا را کار فرموده بجواب او مے پردازد قوله

برو فسانه مخوان و فسون مکن حافظ	کزین فسانه و افسون مرا بسے یاد است	

مدمم

فسانه حکایتهای گذشتگان کردن فسون کلماتیکه بدان رام کنند مرا دازان سخنان تملق معنے آنست که اے حافظ از اظهار کردن شیفتگی خود و حکایت گذشتگان گفتن درگذر و سخنان تملق را ترک کن که ازین هیچ کارے پیش نمیرود زیراکه بدین حکایتها و سخنها کسے را توان فریفت که هیچ بدان باشد و نیک و بد زمانه را درنیافته باشد و من مثل این حکایتها و سخنها بسے یاد دارم۔ غزل

باغ مرا چه حاجت سرو و صنوبر است	شمشاد سایه پرور ما از که کمتر است	

باغ کنایه از دل سرو صنوبر قسمی از سرو مراد شاهد شمشاد قسم سرو مراد مرشد سایه پرور نازپرور
باید دانست که محبوبان در عالم بسیار اند یکی از دیگر فاضل تر است اما چون در چشم عاشق بغیر از معشوق
خود هیچکس بنظر نے آید و بموجب کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ چون کسے را بہتر از و سنید اند بنابران در
جواب منکران میگوید که اے منکران هر دم ذکر معشوقی و وصف محبوبی در پیش من می آید و ما را
متعرض میشوید و میخواهید که دل ما را ازین جناب باز گردانید بدانید که دل ما را چه حاجت بمعشوقان
دیگر است چرا که محبوب نازپرور من از کمتر است که از و معروض شده روبدیگرے آرم یعنے
معشوق من در غایت عظمت و کبریائی و نهایت جمال و دلربائی است من از و معروض شدنی نه ام
و چون کار معشوق مدام خونخواری عاشق است بسبب تاخیر در وصل بنابران گوید قوله

کت خون ما حلال تر از شیر مادر است	ای نازنین پسر تو چه مذهب گرفته

نازنین پسر معشوق مراد از ان مرشد باعتبار اَصْحَابُ الْجَنَّةِ جُرْدٌ مُرْدٌ محبوب حقیقی کت که ترا
معنے آنست که اے محبوب من تو چه مذهب گرفته که مدام در پے قتل ما هستی و گاهی بوصل خود نمیرسانی
مگر که ترا خون ما حلال است از شیر مادر که چنین بیباکانه مغروری هیچ غمے نداری و یا از نازنین پسر ناصح
و منکر باشد از روے استهزا نازنین پسر گفته خونخوردن به نصیحت پیش آمدن پس آنوقت این بیت بجواب
ناصح است و مربوط به بیت بالا است تقریرش روشن تر چون در راه عشق بسا غم و الم در پیش است
و علاج آن بجز استغراق بعشق خیال معشوق نیست بنابران گوید قوله

تشخیص کرده ایم و مداوا مقرر است	چون نقش غم ز دور به بینی شراب خواه

درین بیت خطاب بدل است یا از جانب معشوق است نقش غم اضافته بیانیه و نیز حوادثات
و آفات شراب کنایه از عشق و خیال محبوب و حکایتهاے عاشقان معنے آنست که اے دل ما
و یا اے عاشق مسکین من وقتے که حوادثات غم و الم و تعلقات دنیوی بر تو هجوم آرند و ترا در گرداب
غموم و هموم انداز ند و تو هیچ نوع از ان رهائی نیابی پس مے باشد که بشراب نوشیدن رجوع نمائی
اے در دارالامن عشق در آئی و بخیال معشوق مستغرق شوی و حکایتهاے عاشقان سلف بمطالعه
آری چرا که مشخص است که علاج غم و اندوه که بعاشق روے نماید بجز این نیست و اگر ابیات بالا
در حق مرشد است پس این بیت در حق مسترشد است از جانب مرشد و مراد از شراب مراقبه و محاسبه

وشغل اشغال ونقش غم مراد وساوس شیطانی ونفسانی چون زاد راه عاشق بجز عجز ونیاز نیست بنابران بزبانی معشوق گوید **قوله**

باز ار خود فروشی ازین راه دیگر است	در راه ما شکسته دلے میخرند وبس

معنے آنست که اے عاشق مسکین چیست که هردم چندین در میجوشی واظهار عظمت وتکبر میکنی چرا میجوشی وعاجزی را پیشه نمی سازی اگر نمیدانی که در عاشقی غیر از شکسته دلی متاعے نمیخرند که اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَةِ قُلُوبُهُم لِاَجْلِی وخود فروشان را در بیجا را نیست چرا که خود فروشی راه دیگر است یعنی بسد راه حقیقت که کمال مرتبه عشق در فنا ونیستی است نه که خود فروشی وعام فریبی که موانع از کمالات حقیقی اند که **بیت** میخوار ورند باش ولے خود نما مباش ۞ میخوار در طریقهٔ ما به که خود فروش **نقل است** که بازوے دختر بادشاه بشکست شکسته بندے آوردند طرفه شکسته بندے که بیک نظر بند بندش بشکست مدتے در علاج او بسر برد چون آن بازوے او درست شد شکسته بند در خانه ماند دختر شاه که تیر خورده او بود چون مرغ نیم بسمل مے طپید دایه را طلبید وعلاج پرسید دایه گفت علاج این نیست بجز شکستن دست دختر دست خود بشکست فی الفور طالب بمطلوب پیوست از شکستن یکدست کار بانجام رسید ودل که رئیس الاعضا است اگر شکسته میکنی البته بمحبوب حقیقی رسی چون عاشق را غیر از درمعشوق ونیز مسترشد را غیر از جناب مرشد کشود نیست گوید **قوله**

دولت درین سرا وکشایش ازین در است	از آستان پیر مغان سر چرا کشم

معنے آنست که چون دولت کونین وسعادت دارین وابسته بآستان پیر مغان که مرشد یا معشوق است پس چرا ازین جهان سرکشی کنم ومعرض گردم بلکه باید که رخت خود در بیجا افگنیم وچون حلقهٔ جنبش پذیر نشویم عاشقان مختلف الاحوال اند وهر یکے موافق حال خود سخنے گوید **قوله**

از هر کسے که می شنوم نا مقرر است	یک قصه بیش نیست غم عشق وین عجب

نامقرر مختلف **معنے** آنست که عشق از یکے بیش نیست اما این عجب است که هر جا بنوعے دیگر ظهور نموده گوشه نشینان در گوشه وصومعه داران صومعه عابدان بمسجد وعاشقان در خرابات هر یک دریافت خود را ترجیح داده وبرنهج دیگر سخن میرانند چون نظاره حال عاشق موجب تحقیر عالمیان است گوید **قوله**

عیبش مکن کہ خال رخ ہفت کشور است	شیراز و آب رکنی و این باد خوش نسیم

شیراز شہریست پر حسن کہ وداصل زندان خانہ سلیمان بود مراد وجود عاشق کہ زندان روح سالک است آب رکنی رکنا باد چشمہ ایست در شیراز مراد ازان عشق خال معروف مراد زیبائی ہفت کشور تمام عالم چہ عالم بہفت حصہ منقسم است و ہر حصہ را کشور گویند معنے آنست کہ اے منکر وجود من کہ جوے عشق و محبت در وجاریست و باد خوش نسیم انفاس در وسارے عیبش مکن اگرچہ محقر است اما زینت بخش ہفت کشور ست چراکہ درین عیب گیری خرابی است ؎ با در کنان ہر کہ در افتاد برافتاد ؛ و چون فضیلت عشق حقیقی بر مجاز ظاہر است گوید قولہ

با آب ما کہ منبعش اللہ اکبر است	فرق است ز آب خضر کہ ظلمات جای او است

آب مراد عشق خضر مراد عاشق مجاز ظلمات قالب عنصری کہ در اصل کثیف است اللہ اکبر چشمہ ایست در شیراز کہ از میان کوہ برآید ہر کہ آنرا بیند بے اختیار گوید اللہ اکبر کہ مراد ازان ذات ایزد بیچون ویا لطیفۂ ربانی کہ خروج او از دل است معنے آنست کہ از عشق عاشقان مجاز تا عشق ما بسا فرق است چراکہ او شان حصول عشق از دیدن صورہا کہ عنصر کثیف است حاصل نمودہ اند و ما از ذات ایزد بیچون یا از لطیفۂ ربانی و نیز آب خضر زہد زاہدان ظلمات حظوظ نفسانی معنے آنست از زہد زاہدان تا عشق ما بسا فرق است کہ ایشان بحظوظ نفسانی کہ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي الْأَنْفُسُ و ما خالصاً للہ ہرگز این بدان کے ماند و می تواند کہ مراد آن باشد کہ آب خضر زندگی صوری می بخشد و آب ما کہ کنایہ از عشق و محبت است زندگی معنوی می بخشد و چرا چنین نباشد کہ جاے آب خضر ظلمات است و آن بدنیا مناسبت دارد و جاے آب ما اللہ اکبر کہ چون بآن اسم ذاکر مے شویم باین زندگی مشرف می شویم و چون معشوق ہر دم بحالت دگر است گاہ برحمت و گاہ بغضب و عاشق را باید کہ بر عنایت معشوق غرہ نشود بلکہ از غضبش ترسان باشد بنابران گوید قولہ

امروز تا چہ گوید و بازش چہ در سر است	دی وعدہ داد وصلم و در سر شراب داشت

دی روز کہ گذشتہ اینجا مراد از روز الست وعدۂ وصل إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لِقَاءَ اللهِ لِلْمُؤْمِنِينَ حَقٌّ امروز کنایۃ از فشار دنیا معنے آنست کہ روز الست چون از ما کلمہ بصدور پیوست از غایت لطف وصل کہ بر امید داشت وصل بما بینمود کہ نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ و چون درین دار دنیا آمدیم

وازقرب بہجر مبتلا گشتہ ایم وگرفتار غفلت وبلیات شدہ ایم می ترسیم ومنتظریم کہ تا امروز درحق ماچہ گوید وچہ در خیال دارد چون عاشق را باید کہ بغیر از در معشوق جاے نرود وبکسے التفات نماید بنابران گوید **قولہ**

ما آبروے فقر وقناعت نمی بریم	با پادشہ بگوی کہ روزی مقدر است

معنے واضح است در لطائف الطوائف آوردہ کہ بادشاہ آن عصر حافظ را طلب کرد حضرت ہمین بیت نوشتہ فرستاد وخود نرفتند وچون سخنان حافظ مملو از عشق مقبول دلہاست گوید **قولہ**

حافظ چہ طرفہ شاخ نبات است کلک تو	کش میوہ دلپذیرتر از شہد وشکر است

طرفہ نادر کلک زبان وقلم کش ضمیر شین بر کلک **معنے** واضح است **غزل**

بنال بلبل اگر با منت سر یاریست	کہ ما دو عاشق زاریم کار ما زاریست

بلبل معروف ومراد عاشق مجاز **معنے** آنست کہ اے بلبل واے عاشق مجاز گریہ وزاری را پیشہ خود ساز اگر با ما سر یاری داری چراکہ ما وتو در اسم عاشق شریکیم وکار ما ہمین زاری وتحمل وبردباریست چون عاشق مجاز وعاشق حقیقی باسم عشق دریک رشتہ اند امافضیلت عاشق حقیقی بر عاشق مجازی ظاہراست بنابران ترجیح خود میکند **قولہ**

دران زمین کہ نسیمے وزد طرۂ دوست	چہ جای دم زدن از نافہای تاتاریست

زمین دل عاشق **نسیم** کنایہ از جذبہ **طرۂ دوست** عشق محبوب حقیقی **نافۂ تاتار** کنایہ از عشق مجاز **معنے** آنست کہ دران دلے کہ جذبۂ لطف الوہیت جاے گیر شود وعشق حقیقی روی نماید چہ احتیاج سخن عاشق مجاز ونالیدن بزاریست وباین گفتن اشارۃ بوصول مقامی کند کہ سالک چون دران مقام رسد تمام وجود او مشک اذفر گردد چون منتہاے کار عاشق بر فنا است کہ موجب بقاے اوست بنابران گوید **قولہ**

بیار بادہ کہ رنگین کنیم جامۂ زرق	کہ مست جام غروریم نام ہشیاریست

بادہ کنایہ از تجلی ذاتی کہ موجب فنای سالک وبقاے اوست **جامۂ زرق** ہستی مستعار **جام غرور** ہستی مستعار **ہشیاری** زندگی **معنے** آنست کہ اے ساقی وعدۂ ایزدی بیار وشراب تجلی ذاتی بما عطا نما تا بسبب آن این ہستی مستعار را ز ہستی حقیقی بدل کنیم یعنی ازین ہستی مستعار درگذرم وہستی باقی رسیم چراکہ پاے بند دام این ہستی مستعاریم ونام زندگی بر ما نہادہ اند واگرنہ فی الحقیقت این زندگی نیست چراکہ زندگی آنست کہ مماتے در پیش نباشد وچون صد آمدن در عاشقی نہ کار

ہر خامے و بوالہوسی است گوید **قوله**

خیال زلف تو پختن نہ کار خامانست	**کہ زیر سلسلہ رفتن طریق عیاریست**

زلف جذبہ مراد عشق **معنے** آنست کہ خیال وجذبہ عشق تو نمودن و احتمال شدائد وبلیات نمودن نہ کار ہر خامی و بوالہوسی است زیراکہ اَلْعِشْقُ تَمَامُ الْمِحْنَةِ وَالْبَلَاءِ بلکہ زیر سلسلہ رفتن یعنی در عاشقی کوفتن طریقہ عیارانست یعنی کار کسے است کہ در کشتن خود چالاک و بے باکست و نیز زلف عبارت از دنیا بود **معنے** آنست کہ خیال نشاء دنیا پختن و آنرا مزرعہ آخرت پنداشتن و تمتعے برداشتن کار خامانست پس اے سالک بوالہوس از جست وجوے آن بایست کہ خون صد ہزاران درتہ او ریختہ و زیر سلسلہ رفتن طریق عیاریست کہ مدارش بر تحمل شدائد و بُردباریست **نقل است** کہ سلیمان چون بر تخت داودی نشستنش آمد و دین و دنیا از روے موہبتش بدستش آمد ہر گاہ کہ بر حقیقت دنیا مطلع شد دلش از توجہ بدو منقطع شد حظوظ دنیا را اعتبار نمودہ زنبیل بافی اختیار فرمود از انجا کہ شفقت بر خلق خدایش بود در دعاے خود فرمود کہ رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي نہ از روے تلذذ ملکیہ کہ داب فراعین است یعنی اے پروردگار اگرچہ دنیا را از روے موہبت بمن عطا فرمودی کہ دران باز پرسیدنی نیست و بہر وجہ کہ خرچ کنیم پرسیدنی کما قلت لِي هٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ بِغَيْرِ حِسَابٍ لیکن چون حقیقتش دریافتم کہ مانعی است رواز و برتافتم و زنبیل بافی را اختیار نمودم و خود را از حظوظ آن بکنار آوردم و از روے شفقت بر جہانیان بحضرت عرض میکنم کہ این ملک را بدیگری مدہ و در معجزات خاصہ منش نہ کہ دیگرے البتہ از جا خواہد رفت کہ در ظاہر شیرین است و فی الحقیقت سم ہست قاتل چون ظہور عشق وابستہ بخط و خال نیست بلکہ کیفیتے در محبوب کہ معرا و مبرا ہست از تحریر و تقریر کہ از عشق از ان پیدا میشود و آنرا لطیفہ نہانی نیز گویند بنابران گوید **قوله**

لطیفہ ایست نہانی کہ عشق ازو خیزد	**کہ نام آن نہ لب لعل و خط زنگاریست**

معنے آنست یعنی ظہور محض عطیہ الٰہی است و ظہور او از لطیفہ نہانی است کہ عبارت از کیفیتے است در محبوب کہ نام آن نہ لب لعل و خط زنگاریست یعنی از نہ حسن و دلربائی محبوبان و خط و خال ایشان کہ عشق بمنزلہ آتش است ہیمہ افروزش آنچنین زلف و خط و خال محبوبان بمنزلہ ہیمہ پس باید دانست کہ ہیمہ موجب افروختگی آتش است نہ مخرج آن ہمچنان کیفیت منزہ از جمال ظاہریست بلکہ جمال ظاہری را

جمال از دوست فی اینهمه دلبری خاصهٔ اوست قوله

هزار نکته درین کار و بار دلداریست	جمال شخص نه چشمست و زلف و عارض و خال

معنے آنست که جمال معشوق بآن کیفیت مرقومه و نظهر آن کیفیت کرشمه و غمزه و شیوه و رمز و وجه وادا و ناز هست پس باید دانست که هزاران هزار نکته درین کار و بار دلداریست بجز چشم مخمور و زلف پرخم دلدار نمیتوان گفت چه دلدار آنست که دل عاشق را ببرد و بخود کشد و این موقوف نه بحسن صورت است چنانچه در شرح نزہتہ الارواح آورده که عشق طالب حسن ملاحت است نه صباحت زیرا که صباحت نقشے است بر روے دیوار و ملاحت شیوه ایست از عین کار و ملاحت کنایت از همان لطیفه ایست که خارج از بیان است و چون عاشق را بر آستانهٔ دوست رسیدن خیلے دشوار است بنابران گوید قوله

عروج بر فلک سروری بد شواریست	بر آستانِ تو مشکل توان رسید آرے

معنے آنست که اے محبوب من بر آستانهٔ تو رسیدن خیلے مشکل است چرا که تا از خود فانی نگردد و بدوست نرسد آرے عجب نیست کسے بفلک سروری بآسانی نرسیده و چون هر طاعتے و عبادتے که مبرا از محبت و خالی از عشق باشد چندان قیمت ندارد بنابران گوید قوله

قباے اطلس آنکس که از هنر عاریست	قلندرانِ طریقت به نیم جو نخرند

قلندران طریقت عاشقان الله قباے اطلس عبادات ریائی هنر کنایه از عشق و اخلاص معنے آنست که اعمال از نماز و روزه و حج و زکوة و محاسبه و مراقبه که از عشق مبرا باشد و از اخلاص مبرا نزد عاشقان الله و عارفان بالله قدر جوی و قیمت خردلے ندارد بلکه آن موجب خسران دین است بیت اگر جز بحق میرود جاده ات ؛ در آتش فشانند سجاده ات ؛ خواجه عطار گوید ؎ کفر کافر را و دین دیندار را ؛ ذرهٔ دردِ دل عطار را ؛ چون سالک را تغافل در سلوک موجب خرابیست گوید قوله

که توبه وقت گل از عاشقان گنهگاریست	نه بسته اند در توبه حالیا مے نوش

مے عبارت از عشق و محبت گل جوانی معنے آنست که تا حال آفتاب از مغرب طلوع ننموده و در توبه مسدود نشده یعنی در فیض آلهی باز است پس در حصول عشق سعی نما و از کارها لایعنی درگذر که باز ماندن از عاشقی در هنگام موسم جوانی است گنه گاری و تبه کاری است سوال چون از مصراع اول

معلوم میشود که الحال مے بنوشن بعده توبه کن وچون از مے عشق که بهترین عمل است مراد داشتند توبه ازو چون صورت بندد که توبه از معاصی باشد **جواب** مراد از مے عشق و محبت مجاز است که نزد کاملان از جمله معاصی است که خالق را گذاشته توجه بمخلوق آورده اند امانزد سالکان در ابتدا بموجب المجاز قنطرة الحقیقة جائز است متاب از عشق روگر خود مجازیست و نیز عشق حقیقی که سبب است معشوق حقیقی که مسبب است پس از مسبب باز بوده گرفتار سبب ماندن از جمله معاصی است باید دانست که عاشقان را دو حالت است گاه محو گاه صحو گاه فنا گاه بقا و خواب و بیداری نیز نامند و عاشقان را در هر دو حال وصلست بعضی در محو چون مجذوبان و بعضی در صحو چون صوفیه را گوید **قوله**

زهی مراتب خوابی که به ز بیداریست	**سحر کرشمهٔ وصلش بخواب میدیدم**

سحر ابتدای عشق **خواب** فنا و محو **بیداری** بقا و صحو **معنی** آنست که در ابتدای عشق که در حالت محو بودم بوصل او معزز بودم و چون بحالت صحو آمدم مران مشاهده برطرف شد پس میگوید که آفرین بر مرتبه محو و فنا که بر بقا و بیداری فوقیت دارد و فی الواقع چنان نیست زیرا که بقا بر فنا فوقیت دارد اما باعتبار غلبهٔ شوق و فرط اشتیاق میگوید کالیخفیٰ عَلَی ذَوِی النُّهَیٰ وَرَحِمَ اللهُ عَنْهُ و در معنی ظاهری اشکال این بیت آنست که این خواب وقتی از بیداری به باشد که آنچه در خواب دیده شود در واقع بود و چنان نیست که مشهور است که خواب خیال میگویند شیخ عبدالحق دهلوی در شرح فارسی مشکوة در کتاب الرویا آورده که در تحقیق رؤیا اختلافست میان عقلا چرا که بعضی گویند که نوم ضد ادراکست ظهیر گفته ؎ بگشای لب بخنده که تو حقهٔ از انکه * در خواب خنده موجب دلتنگی و بکاست * و نزد بعضی هر چه تعبیر کنند ؎ گر بد بگوئی نیک را آن نیک بیشک بد بود * ور نیک گوئی زشت را آن زشت گردد خوبتر * و بعضی گویند خیال باطل است جواب آنست که این جمله اختلافات در خواب عوام است چرا که مشروط بشروط و اوقات اما بر صحت رویای صالحه در حقیقة اجماع است مر اهل حق را اگر آن را آتی فقد رآنی پس میگوید که در رویای حقیقة ادراک نیست و محض خیالیست لیکن با وجود آن ثبوتی دارد و مر آن را تعبیر است و اولی تر و نزد استاد ابو اسحق اسفرائینی رویا ادراک است حقیقت بی شبهه چون عاشق را باید که بارادهٔ معشوق راضی بود و بحکم او شاکر و هیچ نوع در کار و بار او تصرف نکند و بیهوده گفتگو پیش نیارد بنا بر ان گوید **قوله**

که رستگاری جاوید در کم آزاریست	**دلش بناله میازار و ختم کن حافظ**

معنی آنست که ای حافظ مسکین دل محبوب را از بس که نازک است باین گفتگوی بیهوده میازار و بهر چه او راضی باشد بجا آر که رندگاری جاوید در کم آزاریست مَن سَلِمَ الناسُ مِن یَدِهِ وَ لِسانِهِ غزل

بکوی میکده هر سالکی که ره دانست	در دگر زدن اندیشه تبه دانست

میکده و میخانه مقام عشق معنی آنست که هر سالکی که بکوی عشق گذارش افتاد و لذت وصول آنرا دریافت باز طلب فتحیاب از در دگر که زهد است کردن اندیشه تبه دانست زیرا که محصل مرادات کونین همین عشق است و چون آن حصول کشف مغیبات درین جاست گوید قوله

بر آستانه میخانه هر که یافت رهی	ز فیض جام می اسرار خانقه دانست

معنی آنست هر که در دار الامن عشق در آمد و انجا استقامت ورزید اسرارهای که دیگران در خانقه حاصل میکنند او از فیض جام می که عبارت از عشق و تصفیه دل است حاصل نمود نقل است که جنازه شخصی بدر بزرگی میگذشت آن بزرگ بکنیزک گفت برو خبر بیار که جنازه مرد است یا زن آن کنیزک آمده و دیده رفته باز گشت و عرض نمود گفت ما مرد و زن نمیدانیم لیکن این مقدار دانم که جنازه و خبیث است آن بزرگ گفت ما را چندین مدتها است که زهد و عبادات میکنیم بر ما مکشوف نشد تو چون شد کنیزک گفت ای شیخ این عطیه الٰهی است وابسته زهد و خانقه نشینی نیست بلکه متعلق بعشق است باید دانست که عشق مکانی است که دران کفر و اسلام یکسان است ع بکفر و باسلام یکسان نگر که هر یک ز دیوان او دفتریست چنانچه در مجالس شیخ سعدی است نقل است که سلطان محققان ابراهیم خواص پیوسته با مریدان میگفت که من کانکی خاک قدم آن عورت بودمی پرسیدند که یا شیخ آن کدام است که پیوسته مدح او میکنی گفت روزی وقتم خوش شد قدم در بیابان نهادم بدیار کفر رسیدم قصری دیدم که سیصد هزار سر از کنگرهای او آویخته اند متعجب ماندم پرسیدم که این چیست و این قصر از آن کیست گفتند از آن فلان ملکی است او را دختریست دیوانه گشته در سودای سینه ام گذر کرد که قصد آن دختر کنم چون قدم در قصر نهادم مرا نزدیک ملک بردند بسیاری از اکرام در حق من نمود پس گفت ای جوانمرد ترا ازین جا تنگه چه حاجت است گفتم شنیدم که دختری داری دیوانه آمده ام تا او را معالجت کنم مرا گفت بر کنگرهای قصر نگاه کن گفتم نگاه کردم پس در آمدم گفت این سرهای کسانیست که دعوی طبیبی کرده اند و از معالجت عاجز شده اند تو نیز اگر معالجت نتوانی کرد سر تو هم آنجا بود دیفرمود تا مرا نزد آن دختر بردند

چون قدم درسرای نهادم دختر گفت ای کنیزک مقنع بیار تا سر خود بپوشم گفت ای ملکه چند طیب آمدند از هیچکس خود را نپوشیدی جواب داد آنها که آمده بودند مرد نبودند مرد اینست که الحال در آمد گفت السلام علیک ای پسر خواص گفتم چون دانستی که من پسر خواصم گفت آنکه ترا بمار راه نمود مرا الهام داد تا ترا شناختم ندانستی که گفته اند المؤمن مرآة المؤمن چون آئینه بی زنگ بود هر نقشی در و بنماید ای پسر خواص دلی دارم پر درد هیچ شربتی داری که دل بدان تسلی یابد این آیه بر زبانم گذشت الذین آمنوا وتطمئن قلوبهم بذکر الله الا بذکر الله تطمئن القلوب چون این آیه بشنید آهی کرد و بیهوش شد چون بهوش آمد گفتم ای دختر برخیز تا ترا بدیار اسلام برم گفت یا شیخ در دیار اسلام چیست که اینجا نیست گفتم آنجا قبله ایست معظم و مکرم گفت ای ساده دل اگر کعبه را بینی وبشناسی گفت بالای سر من نگاه کن چون بالای سر او نگاه کردم چه بینم که کعبه بر گرد سر دختر طواف میکند مرا گفت یا سلیم القلب اینقدر ندانی که هر که بپای رود کعبه را طواف کند و هر که بدل بکعبه رود کعبه بطواف او آید فاینما تولوا فثم وجه الله چون طریقهٔ رندی اختیار نمودن نه کار بیدلی و سست نفسی است بنابران گوید **قوله**

زمانه افسر رندی نداد جز بکسی	که سرفرازی عالم درین کله دانست

یعنی زمانه افسر رندی و تاج بی باکی بر سر کسی ننهاد الا بکسی که او سرفرازی خود درین کله دانست و از همه گسسته و توسل بدو جسته و هیچ اندیشه از غم و الم و اعراض و انکار و نیک و بد را بخود راه نداده چون عاشق را بهترین کارها از نوشیدن شراب که استغراق عشق مراد است و مشاهدهٔ معشوق نیست بنابران گوید **قوله**

خوش آن نظر که لب جام و خط ساقی را	هلال یکشبه و ماه چهارده دانست

لب جام کنایه از دل خود و یا از عشق قبیل از ذکر سبب و ارادهٔ مسبب چه جام سبب است و می مسبب و از می مراد معشوق روی ساقی روی معشوق باید دانست که اکثر خلق از همه اعراض نموده بدین هلال متوجه میشوند و در شب چارده هم براندن عیش و عشرت میل مینمایند **معنی** آنست که خوش آن عاشقی که لب جام را هلال تصور نموده و در مشاهدهٔ آن از جان و دل گرائیده و روی محبوب را ماه چهارده در اسباب عیش میکوشد یعنی خوش عاشقی که از همه گسسته دست بدامن عشق زده و توجه نموده و از همه چشم بر دوخته بمشاهده دوست افروخته و چون مرتبهٔ عشق از همه بالاتر است و کشف ملک و ملکوت جمله وابستهٔ او دست بنابران گوید **قوله**

رموز جام جم از نقش خاک رہ دانست	ہر آن کہ راز دو عالم ز خط ساغر خواند

راز دو عالم اسرار مخفیات کونین خط ساغر خطہاے دل کہ از ظہور تجلیات منقش مے شود و نیز ساغر روے معشوق مراد ازان است خط مراد صفات و خط ساغر مرکب ذات جمع الصفات چہ خط بر رخسارہ است صفات پردہ ذاتست رموز اسرار جام جم جامے کہ جمشید ساختہ بود و احوال ملک دارا معاینہ مینمود مراد دل زہاد و عباد معنے آنست کہ ہر عاشقے کہ اسرار مخفیات کونین بتصفیہ از نقوش دل خود کہ بسبب تجلیات میشود حاصل نمود رموز جام را از خاکرہ دانست و بہیچ ملتفت نشد و محتمل ہر عاشقے کہ اسرار مخفیات کونین بسبب مشاہدۂ ذات مع صفات معشوق خود مکشوف نمود اسرارے کہ مرزا ہدانرا بسبب زہد رو دادہ از نقش خاکرہ دانست و محتمل کہ ساغر مرشد یا دل خویش خط ساغر تلقین جام جم مشہور معنے آنست ہر کہ از مرشد تلقین یافت و روا ز مقاصد دیگر بر تافت و از اسرار دو عالم چون از تلقین مرشد ہویدا گشت و از جان و دل ہر دو شیدا شد رموزات گیتی را از خاکراہ مرشد دانست و نیز از خط ساغر نقوش تجلیات یعنی ہر سالکے کہ او راز دو عالم از نقوش دل خود خواندہ است رموزات جام جم از نقوش خاکرہ دانستہ بدان ملتفت نشد و نیز کسے کہ تخلیۂ قلب از ماسوی اللہ و تصفیۂ دل و تجلیۂ سر حاصل کرد راز دو عالم را در ساغر دل معلوم کرد و اسرار باطنی مکشوف شد رموز پیالہ کہ جمشید ساختہ بود کہ از چہار رکن آن پیالہ رموز چار طرف عالم معلوم میشد آنرا خاکرہ دانست چون از عاشق بجز از اعمال کہ مبرا از ریا باشد و رندی کنایہ از وست چون طریقۂ ملامتیہ صورت نہ بندد بنا بران گوید قولہ

کہ شیخ مذہب ما عاقلی گنہ دانست	ورای طاعت دیوانگان ز ما مطلب

طاعت دیوانگان مراد اعمال بے ریا کہ آغشتۂ غرض ثواب و دخول جنت نباشد محض للہ باشد عاقلی ہشیاری مراد اعمال کہ آلودۂ غرض ثواب بود معنے آنست کہ اے منکر جز از اعمال بے ریائی کہ منزہ از غرض ثواب و درجات باشد و از ہمہ فرار و با معشوق قرار نمودن و از ننگ و ناموس بگذشتن کہ شیوۂ عاشقانست از ما مطلب چراکہ شیخ مذہب ما کہ مرشد طریقہ است اعمال یاکہ آغشتۂ غرض ثواب و درجات و بیم عقاب بود و در بند ناموس بودن و گرفتار تعلقات دنیوی ماندن از جملہ معاصی شمردہ چہ عاشق را بغیر التفات نمودن گناہے است بزرگ و چون در عشق طمع سلامتی نشود

بنابران گوید قوله

چراکه شیوهٔ آن ترک دلسیه دانست	دلم ز نرگس ساقی امان نخواست بجان

ساقی مراد معشوق نرگس ساقی چشم مراد تجلی ذاتی و یا جذبهٔ عشق ترکِ دلسیه اشارت بهمان چشم باعتبار استغنا معنے آنست که دلِ من از عشقِ آن معشوق بجانِ خود امان نخواسته یعنی اُمیدِ زندگی نداشته چراکه دانسته که در عشق سوای جان دادن کارے نیست که اَلعِشقُ اَوَّلُهٗ حَرقٌ وَّ آخِرُهٗ قَتلٌ پس در عشق چون اُمیدِ زندگی طمع باید داشت و یا آنکه دلِ من از ظهورِ تجلی ذاتی که موجب فنا عاشق است امانِ جانِ خود نخواست از بیم آن پائے پس نکشید بلکه هر دم در اقبالِ آن کوشید چه معلوم هست که کار تجلی ذاتی جز فنائے عاشق نیست و چون در هجرانِ معشوق کارِ عاشق بجز از ناله و زاری نیست بنابران گوید قوله

چنان گریست که ناهید دیدهٔ دانست	ز جور کوکبِ طالع سحرگهان چشمم

معنے آنست که بسبب ظلم ستاره طالع خود که برما کرده و مارا از معشوق جدا ساخته با مدا چشمهائے ما بحدے گریستند که ناهید و مه که در آسمان اول و سوم اند معلوم کردند لے بعالم علوی استشهار یافته - چون عاشق را باید که عالی همت بود بدنیا و مافیها نظر نکند و بکلبهٔ گدائی خود خورسند باشد و قانع گوید - قوله

نمونهٔ ز خمِ طاق بارگه دانست	بلند مرتبه شاهی که نُه رواق سپهر

معنے آنست که از عاشقان عالی مرتبه آن کسے است که نه فلک را نمونه خمِ طاقِ خود دانست یعنی بکلبهٔ گدائی خورسند بوده بدنیا و مافیها نظر نکرد بلکه این همه را طفیلِ گدائی خود دانست باید دانست که تقاضائے عشق آنست که در پرده نمیباشد و هر دم بظهور مے آید چون عاشق صادق راز ان نمے پوشد بنابران گوید قوله

چه جائے محتسب و شحنه پادشه دانست	حدیث حافظ و ساغر که میزند پنهان

معنے آنست که حدیث در حافظ و مے نوشی یعنی عشقبازی او چه جائے دانستن محتسب و شحنه بلکه پادشه دانست اے اظهر من الشمس است و نیز محتسب و شحنه منکر و ناصح مراد است پادشه پیر طریقت معنے واضح است۔

غزل

و اندران برگ و نوا خوش نالهائے زار داشت	بلبلے برگِ گلِ خوش رنگ در منقار داشت
گفت مارا جلوهٔ معشوق در این کار داشت	گفتمش در عین وصل این ناله و فریاد چیست

بلبل کنایتست از عاشق واگر نیز همین طیر است درست میشود که اهل الله را مکالمه با طیر میشود وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ برگ گل لب معشوق وتجلی آلهیه برگ ونوا توشه وعیش خوش بمعنی بسیار باید دانست که عاشق را اگرچه در هنگام هجر کار بگریه وزاریست اما گاه باشد که درحالت وصل هم بود پس آنست که جلوهٔ معشوق را نهایت نیست وآناً فاناً بجلوهٔ دیگر پیش مے آید وعاشق را کار بر فناست پس کسیکه مدار کارش بر فناست بے نهایت را چگونه دریابد معنی آنست که عاشقے را دیدم که با معشوق خود هم آغوش ولب بلب داشت یعنی در غایهٔ وصل بود درچنان حال اکرار می نالید گفتم مر آن عاشق را که تو در عین وصل هستی موجب این گریه وزاری چیست گفت مرا جلوهٔ معشوق درین حالت آورده یعنی می بینم که جلوهٔ معشوق را انتها نیست وما را فنا درپے بنابران میگویم که بمعرفت کما حقه معشوق نمیتوانم رسید ونیز بسبب آنکه محنت قرب از بعد افزون است چنانچه در سبحة الابرار است ؎ والی مصر ولایت ذوالنون ✤ وان باسرار حقیقت مشحون ✤ گفت در کعبه مجاور بودم ✤ در حرم حاضر وناظر بودم ✤ تاکه آشفته جوانی دیدم ✤ چه جوان سوخته جانی دیدم ✤ لاغر وزرد شده همچو هلال ✤ کردم از وے زسر مهر سوال ✤ که مگر عاشقی اے شیفته مرد ✤ که بدینگونه شدی لاغر وزرد ✤ گفت آرے بسرم شور کسیست ✤ کس چومن عاشق ورنجور بسیست ✤ گفتمش یار بتو نزدیکست ✤ یا چو شب روزت ازو تاریکست ✤ گفت در خانهٔ اویم همه عمر ✤ خاک کاشانهٔ اویم همه عمر ✤ گفتمش یکدل ویک روست بتو ✤ یا ستمگاره جفاجوست بتو ✤ گفت هستیم بهر شام وسحر ✤ بهم آمیخته چون شیر وشکر ✤ گفتمش یار تو اے فرزانه ✤ با تو همواره بود درخانه ✤ لاغر وزرد شدهٔ بهرچه ✤ سربسر درد شدهٔ بهرچه ✤ گفت رو رو که عجب بیخبری ✤ به کزین گوشه سخن درگذری ✤ محنت قرب ز بعد افزونست ✤ جگر از هیبت قربم خونست ✤ هست در قرب همه بیم زوال ✤ نیست در بعد جز امید وصال ✤ وچون کار معشوق مدام استغناست پس اگر از عاشق متنفر شود جاے اعتراض نیست بنابران گوید قوله

یار گر ننشست با ما نیست جاے اعتراض	پادشاهی کامران بود از گدایان عار داشت

معنی آنست که اگر آن معشوق از غایت استغنا که شیوهٔ اوست نظر لطف بما نکرد ونزد ما ننشست اعتراض را نمی شایست ؎ چه نسبت خاک را با عالم پاک ✤ که او یار باقی وما فانی - وچون معشوق بازغایت بے نیازی که دارد گوش بسخن عاشق نمی آرد خواه سخن در نماز گوید خواه در نیاز بنابران گوید قوله

خرم آن کز نازنینان بخت برخوردار داشت	دستگیر و نیاز و ناز ما با حسن دوست

دستگیر و افر سکند نیاز سخن عاجزی ناز غرور و تکبر نازنینان معشوقان معنے آنست که اگر عاجزی مینمایم و گر غرور و تکبرے و رزم هیچ در دل سنگین او اثر نمیکند و لطف و شفقت بما ارزانی نمیدارد زیراکه لطف و فضل او موقوف بعلت نیست محض عطیه ایست که قَبِلَ مَنْ قَبِلَهُ لَا لِعِلَّةٍ وَرَدَّ مَنْ رَدَّهُ لَا لِذِلَّةٍ پس خرم کسے که فیض از جناب معشوق حاصل نموده و بهره ور گشته چون مناسب حال سالک آنست که دلبستگی بصور جمیله مصنوعات و تجلیات بحدے نکند که عمر گرانمایه بتمامی صرف او سازد بلکه چندے مشاهده نموده بصانع پرواز د که کُلُّ مَصْنُوعٍ یَدُلُّ عَلَی الصَّانِعِ گوید قوله

کین همه نقش عجب در گردش پرکار داشت	خیز تا بر کلک آن نقاش جان افشان کنیم

معنے آنست که اے سالک تا چند مبتلاے این صور فانی مانی برخیز و از غفلت باز آی تا جان خود را نثار کلک آن نقاش کنیم که اینهمه نقوش مختلفه که مے بینی و مبتلاے آن شده در گردش قلم داشت یعنی از گردش قلم او ست یعنی چون الله تعالے خواست که عالم را از کتم عدم بر منصه ظهور نشاند اول قلم و لوح موجود نمود و قلم را گفت اُکْتُبْ فِی مُصْحَفِی پس قلم نوشت هرچه امر شد و الحال بموجب نوشته بظهور مے آید باید دانست که عشق سراسر رسوائی و بدنامی است از نیجهت که هرچه در مذهب عاشقان است عوام منکر ان اند چون عاشق صادق آنست که از رسوائی و بدنامی نیندیشد و هیچ اندیشه از ننگ و ناموس در دل نیارد گوید قوله

شیخ صنعان خرقه رهن خانهٔ خمار داشت	گر مرید راه عشقے فکر بدنامی مکن

مرید اراده کننده شیخ صنعان نام عارفے کامل و شیخے واصل که بر ترسا بچه عاشق شد و قصه اش اظهر من الشمس است معنے آنست که اے سالک اگر اراده عاشقی داری و میخواهی که سیردار الملک عشق نمائی اول باید که فکر بدنامی را از دل دور اندازی نشنیده که شیخ صنعان با آن کمال که چارصد مرید صاحب کمال داشت و نیخجج کرده بود چون بعشق ترسا بچه گرفتار شد آن زهد و پارسائی را برباد داد و خمر نوشید و مصحف را بسوخت و بت را سجده کرد و خوک چرانید و هیچ از ین رسوائی نیندیشید که ۵ بار دگر پیر با خرقه بزنار داد ❊ نقد نود ساله را بر یکبار داد ❊ قبله بدل کرد زود معتکف دیر شد ❊ روے بمحبوب کرد دوش بزنار داد ❊ چون عاشق را باید که بطاعت معشوق بنوعے باشد که کسی بر آن

وقوف نیابد تا قاعدهٔ اخلاص خلل نپذیرد و بریا منسوب نگردد بنابران گوید **قوله**

وقتِ آن شیرین قلندر خوش که در اطوار سیر … ذکر تسبیح و ملک در حلقهٔ زنار داشت

قلندر در نفحات الانس آورده فرقهٔ قلندریه که متشبه محق بملامتیه طائفه باشند که تعمیر و تخریب نظر خلق مبالاتی زیاده نه نمایند واکثر سعی ایشان در تخریب رسوم و عادات و اطلاق از قیود آداب مخالطت بود و سرمایه ایشان جز فراغ خاطر و طیب القلب نباشد و ترسم برسم زهاد و عباد صورت نه بندد واکثر نوافل و طاعات از ایشان بر نیاید و جز برادای فرائض مواظبت ننمایند و بجمع و استکثار اسباب دنیوی نباشند و بطیبة القلب قانع باشند و طلب مزید احوال نکنند و ایشانرا قلندریه خوانند و این طائفه از جهت عدم ریا با ملامتیه مشابهت تمام دارند و فرق میان ایشان و ملامتی آنست که ملامتی بجمیع نوافل و فضائل تمسک جوید ولیکن از نظر خلق الله نهان دارد اما قلندر از حد فرائض درنگذرد و با خفا و اظهار از نظر خلق مقید نبود و معنی آنست که خوش آن عاشقی که در راه عشق تعمیر باطن در خرابی ظاهر حاصل گردد یعنی طاعت و عبادت معشوق بنوعی بجا آرد که بیکسی بر آن وقوف نه یابد و چون جامه وجود عاشق تا که بصباغ خانه فنا غوطه نخورد مصبغ برنگ بقا نگردد بنابران گوید **قوله**

عارفی کو سیر کرد اندر مقامِ نیستی … هست شد چون مستی از عالمِ اسرار داشت

مقام نیستی فنا هست بقا و صحو معنی آنست که هر عاشقی که سیر مقام نیستی کرد و در عالم فنا فی الله درآمد عاقبت بمقام صحو متمکن گردید ای ببقا بالله معزز گردید چون مستی عشق دامنگیر او ماند و از وی زائل نگشت چرا که بعضی را در اثنای راه بمشاهدات تجلیات بسبب کم حوصلگی سیر او بر وی سیلی گرفتار آن مقام میمانند و از عروج باز میمانند و ره بمطلب نمی برند و عشق را خاصه آنست تا که بفنا نرساند ببقا معزز نگرداند چون چشم عاشق را مدام کار با اشک باری است از انجهت که الله تعالی فرموده که من چشم گریان دوست دارم و نیز موجب حصول مراد است که اَلْبُکَاءُ تَحْصِیْلُ الْمُرَادَاتِ بنابران گوید **قوله**

چشمِ حافظ زیر بامِ قصرِ آن حوری‌سرشت … شیوهٔ جنات تجری تحتها الانهار داشت

معنی آنست که چشم حافظ از غایت هجران که از آنجناب جدا شده بعالم تقید گرفتار شده شیوهٔ بوستانها که روان میکردند در زیر آن نهرها جاری حاصل نموده ای مدام بگریه و زاری است والله اعلم **غزل**

بی‌مهرِ رخت روزِ مرا نور نمانده است … وز عمرِ مرا جز شبِ دیجور نمانده است

معنے آنست کہ از آن روزیکہ از مشاہدۂ دیدار روح افزای تو جدا ماندہ ام واز عالم اطلاق رو بعالم تقیید آوردہ ام روز بر من تاریک گردیدہ واز غم خود جز شب دیجور غموم ہموم حصولے ندیدہ چون در ہجران معشوق کار عاشق گریہ وزاریست گوید قولہ

ہنگام وداع تو زبس گریہ کہ کردم	دور از رخ تو چشم مرا نور نماندہ است

معنے آنست کہ ہنگام وداع تو بسبب دوری ومفارقت از بس گریہ وزاری کہ نمودم نور از خانۂ چشم ما گم شدہ اے روشنی در چشم نماندہ واین سخن کہ گفتم روشنی در چشم ما نماندہ دور از رخ تو کہ بمنزلۂ روشنی چشم منی چون ہجران معشوق موجب قتل عاشقانست بنا بران گوید قولہ

وصل تو اجل را ز سرم دور ہمیداشت	از دولت ہجر تو کنون دور نماندہ است

معنے آنست وقتیکہ در عالم اطلاق بمشاہدۂ دیدار روح افزاے تو معزز بودم کہ آن وصل تو اجل را از سر ما دور رمیداشت یعنی بیم واندیشۂ اجل را بسوے ما راہ نبود اکنون چون بعالم تقیید آمدہ ام و پای بند قالب عنصری گشتہ ایم بسبب ہجر تو اجل دامنگیر وقت ما گردیدہ وہر دم در پے ما می پوید کہ الرحیل الرحیل پس بدین حیات دو روزہ کہ داریم مشاہدۂ نمود را کہ کنایہ از شہود تجلیات است دریغ مدار ودر پے قتل ما مباش کہ خود ما را اجل در پے است وچون ہجران سخت ترین عذابیست وعاشق دمبدم بہ مرگ قریب است بنا بران گوید قولہ

نزدیک شد آن دم کہ رقیبان تو گویند	دور از درت آن خستہ و رنجور نماندہ است

معنے آنست در مفارقت مرا نزدیک است کہ آن وقت در آید کہ رقیب بحضرت در آمدہ عرض نماید کہ از دوری درت واز درد مہاجرت فلان خستہ ومہجور مرد معنی آنست کہ آن وقت نزدیک رسید کہ در ہجران تو بمیرم ورقیب تو کہ شیطان است از کمال بہجت با عونۂ خود گویید وندا بعالم در دہد کہ فلان در ہجران تو مرد چون آتش جدائی موجب سوختگی عاشقانست ونہفتن آن نوعی از محالاتست گوید قولہ

از تلخی ہجران تو زین گردش بیمہر	سوزم من از این غصہ کہ مستور نماندہ است

معنے آنست کہ از آتش ہجران تو بسبب گردش این فلک رو بمن آوردہ اگر بسوزم من از این غصہ جای آنست کہ مستور نماندہ است ای طاقت ضبط آن نماندہ باید دانست کہ خیال معشوق مدام در چشم عاشق متمکن است اما گاہ حالتے روے میدہد کہ ہم از پیش نظر مرتفع میشود چون ارتفاع خیال

معشوق موجب پریشانی عاشق است گوید **قوله**

هیهات ازین بقعه که معمور نمانده است	میرفت خیال تو ز چشم من و میگفت

معنے آنست که خیال تو از چشم من میرفت و در هنگام رفتن میگفت که افسوس ازین چنین بقعهٔ شریف که ویرانی در ور و بدآورد پریشانی برانداخت چون تمنای عاشق مدام همین است که درین حیات چند روزه که دامن گیر وقت اوست معشوق بر وگذر کند بنابران گوید **قوله**

کز جان رمقی در تن رنجور نمانده است	من بعد چه سود ار قدمی رنجه کند دوست

معنے آنست که بدین چند روز که حیات مستعار دامنگیر وقت ماست معشوق بر ما توجه کند عین لطف احسان است و من بعد وقتے که طائر روح از قفس قالب پرواز نماید اگر محبوب قدم رنجه فرماید چه نفع چون مناسب حال عاشق آنست که تا نسیم حیات در گلشن وجود او جاریست و ساغر دل از مے خون جگر مالامال وے از گریه نیاساید بنابران گوید **قوله**

گو خون جگر ریز که معذور نمانده است	در هجر تو گر چشم مرا آب نمانده

معنے آنست که در هجر تو اگر چشم من که بسبب گریه و اشکباری خشک گردیده و آبش ناپدید گشته عذرے در پیش آرد قبول مکن و بگو که بجاے اشک خون جگر ریز که معذور نه چرا که اگر آن چشم رفت خون جگر مهیا داری بدان که اگرچه علاج رنج و محنت بجز صبر نیست اما چون صبر از عاشق صورت پذیر نیست بنابران گوید **قوله**

چون صبر توان کرد که مقدور نمانده است	صبر است مرا چارهٔ هجران تو لیکن

معنے آنست که اے محبوب من اگرچه درین جدائی و هجران تو بجز صبر و شکیبائی چاره نیست لیکن صبر چون توان کرد که مقدور نمانده یعنی از حیطهٔ اقتدار بیرون شد و مقدور نمانده است چون کار عاشق در هجران معشوق مدام بغیر از غم گذرانیدن و بگریه و اندوه بسر بردن نیست بنابران گوید **قوله**

ماتم زده را داعیهٔ سور نمانده است	حافظ ز غم از گریه نپرداخت بخنده

معنے آنست که حافظ بسبب غم و گریه بخنده رجوع ننمود که بسبب هجران آن یار سنگین دل یکے از ماتم زدگان است و ماتم زده را داعیهٔ شادی کجا **غزل**

بکشت غمزه که اینش سزای خویشتن است	بدام زلف تو دل مبتلای خویشتن است

زلف مراد جذبۂ عشق مبتلا گرفتار غمزہ تجلی ذاتی جلالی ضمیر شین اندیشش بر دل معنے آنست کہ دل اگرچہ بقید عشق تست اما هنوز گرفتار خود است کہ ترا از بهر خود دوست دارد واین نقصان عاشق است چہ عاشق کامل آنست کہ معشوق را از بهر معشوق دوست دارد واین نمیشود مگر بفنا وفنا حاصل نمیشود جز بورود تجلی ذاتیہ جلالیہ بنابران گوید مرآن دل را بشمشیر تجلی ذاتیہ بکش اے فانی ساز کہ هرکہ در عشق درآید وطالب مراد خود باشد واجب القتل است قوله

گرت ز دست برآید مراد خاطر ما	بهوش باش کہ چیزے برای خویشتن است

یعنی ای محبوب من اگر مراد خاطر ما از دستت برآید پس برآر وتغافل روا مدار وبیقین بدان اگرچہ بظاہر چیز نیست در حق ما اما فی الحقیقۃ چیزے برائے خود کردن است کہ موجب اشتها را احسان وفضل تست چنانچہ گویند کریمی روزی میگفت کہ من در ہمہ عمر خود بکسے نیکی نکردہ ام گفتند چندین کرم میکنی این چیست گفت چون اجر این بما بازگردندہ است پس هرچہ نیکی میکنم با خود میکنم چون فیض معشوق بہمہ عام است بنابران بزبانی محبوب گوید قوله

چو راز عشق دل با تو گفتم اے بلبل	مگو کہ آن گل خندان برای خویشتن است

راز عشق سخنان محبت ویگانگت بلبل کنایہ از عاشق گل خندان معشوق یعنے ای عاشق مسکین چون سخنان محبت ویگانگت با تو درمیان نهادم بدین غرہ مباش ومگو کہ آن محبوب خاص برای منست بلکہ فیض او بہمہ شامل است چنانچہ مذکور است ؎ فیض معشوق بود عام نہ خاص تو ولبس ؛ تشنۂ شربت دیدار وی را ہمہ کس ؛ بہرہ مند از کرم بحر گوہر ناخس ؛ تشنۂ شربت ساقی وسقایا ہمہ کس ؛ چون مراد عاشق فنای خود است بنابران گوید قوله

بجانت ای بت شیرین من کہ ہمچو شمع	شبان تیرہ مرادم فنای خویشتن است

باقسیہ شبان تیرہ زمان جدائی یعنی اے محبوب من قسم بجان تو کہ درین زمان جدائی شمع وار طالب فنائے خودم کہ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ، قوله

بمشک چین وچگل نیست بوی گل محتاج	کہ نافہاش ز بند قبای خویشتن است

گل کہ عبارت از روے معشوق است حسن او محتاج بہ چیزے دیگر نیست بلکہ حسن ذاتی دارد ومصرع دوم برین اشارت دارد کہ ؎ آن چشمہ کز خضر آب زلال یافت ؛ در منزل تست لیکن

انبا ستہ اند چون کار عاشق ترک طمع از ماسوی الله و قانع شدن بهر چه معشوق بدو رسد بنابران گوید قوله

مرو بخانهٔ ارباب بی مروت دهر	که کنج عافیت اندر سرای خویشتن است

یعنی ای دل برو در مجلس از ابنای زمان مرو بخانهٔ خود بنشین که حصول کنج عافیت مشتمل بر خانه نشینی است و قناعت گزینی قوله

بسوخت حافظ و در راه عشق و جانبازی	هنوز بر سر عهد و وفای خویشتن است

یعنی حافظ در راه عشق بسوخت باوجود این از راه بر نمیگردد و طریق وفا نمیگذارد غزل

بجان خواجه و حق قدیم و عهد درست	که مونس دم صبحم دعای دولت تست

با قسمیه خواجه محمد ۳ حق قدیم صحبت عالم اطلاق عهد درست قالوا بلی و یا آنکه روز ازل الله تعالی بارواح گفت که بروید در گلشن جهان صفات تفرج ذات بدست آرید و از جدائی ما اندوهگین مشوید که ما با شما ایم هر وقت که طلب کنید که نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ دم صبح وقت صبح الدعا خواندن مراد باد و ذکر معنے آنست که قسم بروح پر فتوح رسول مقبول و قسم بحق صحبت قدیم که در عالم اطلاق با تو داشتیم و قسم بعهد درست که با تو کرده ایم و تا حال بر آن محکم هستیم و یا آنکه تو با ما نموده از ان روزے که جدا مانده ایم هر صحبت مونس ما یاد دولت تو اے ذکر عظمت و بزرگی تو چون محبت از دل عاشق رفتنی نیست بنابران گوید قوله

سرشک من که ز طوفان نوح دست ببرد	ز لوح سینه نیارست نقش مهر تو شست

معنے آنست که بسبب دوری از مشاهدهٔ روے عالم آرای تو اشکباری من بمنزله رسید که از طوفان نوح غلبه برد و با اینهمه اشکباری حرف مهر و محبت ترا از لوح سینه نتوانست محو کرد یعنی عشق ما بمنزله رسید که بهیچ نوع خلل پذیر نیست و چون دل شکسته عاشق گوهریست بے بها نه لائق تحقیر بنابران گوید قوله

بکن معامله وین دل شکسته بخر	که این شکستگی ارزد بصد هزار درست

معامله اظهار عیب درست تنگه زر معنے آنست که اے محبوب من در تفقد این دل شکسته ساعی باش و نقص و عیب در پیش میاور که این دل شکسته ما با اینهمه شکستگی قیمت صد هزار دل درست دارد باید دانست که قیمت دل بشکستگی است ؎ این گوهر بو العجب که دل نام ویست ؛ هر چند

شکسته ترلقبیت بهتر۵ واگر درست بمعنی تنگه رز بود معنی ظاهر وچون اکثر زبان طاعنان ولائمان
درحق مشتاقان درباره عشاقان دراز گردد بنابران گوید قوله

ملامتم بخرابی مکن که مرشد عشق	حوالتم بخرابات کرد روز الست

مرشد عشق الله تعالی خرابات کنایه از عشق وطریق ملامتیه روز نخست روز ازل معنی آنست
اے منکر واے ناصح برمن باخرابی ظاهری که دارم وآن کنایه از طریقه ملامتیه است ملامت روا مدار
چراکه از روز ازل الله تعالی نصیبه ما بخرابات افگنده وچون از هر کس جز بموت نوشته بظهور نه پیوندد
پس ملامت تو روا نباشد چون عاشق را بهرحال که باشد اعراض نباید کرد وطعنه نباید زد گوید قوله روا
مدار که باعلم آصفی گویند آصف نام وزیر سلیمان ع ونیز مراد ناصح ویا همان عاشق خواجه اشاره بهمان آصف
خاتم حضور معشوق باید دانست که اگرچه در مشاهدة الابرار بین التجلی والاستتار همه عاشقان شریک اند اما
باینهمه عاشق بدونوع است یکی آنکه چون از مشاهده می افتند جزع وفزع بنیاد می نهند وسرگردان میشوند
وزبان شان دراز می گردد واین حالت جذبه است که من عرف الله طال لسانه درحق ایست دوم آنکه چون
ازحضور بغیبت می افتند خموش می مانند وسر درگریبان میشوند وزبان بند میکنند واینحال سالک است
که من عرف الله کل لسانه درحق اوست واین باعتبار کشف وعلم اول اولیست معنی آنست که روا مدار که در
حق عاشقی که علم او در کشف بمغیبات چون علم سلیمانی باشد گفتن این سخن که آن عاشق از دور افتادن
حالت وصل ومبتلا بودن بهجر چون جزع وفزع بنیاد نهاد وسرگردان نشد که عاشق کامل الست مبادا
که عاشق را بهتر ازین نیست که باراده معشوق راضی بود خواه لطف از دوست بیند خواه قهر ویا آنکه مبادا
که بحالت وصل خواهم رسید ودوام در خیاله نخواهد ماند واگر آصف مراد ناصح بود معنی آنست که روا
مدار از کسے که علم او چون علم آصف باشد گفتن چنین سخن که در مصرع ثانی است وچون معشوق بهرحال
عاشق را بابتلاء غم والم مبتلا میگرداند ووے فروگذاشت نمی نماید قوله

نشدم زدست تو شیدای کوه ودشت هنوز	نمیکنی بترحم نطاق سلسله سست

نطاق کمربند وگهنڈی سلسله زنجیر مراد غم والم معنی آنست که اے محبوب من از دست
عشق تو شیدا در کوه ودشت وصحرا میگردم وهزاران جام زهر وبلا در دمی نوشم وتو هنوز کمربند سلسله
از روے رحم سست نمیکنی یعنی ازین کمربندے که برجان ما کرده وهر دم بیلامی سازی هیچ تخفیف نمیدهی

چون بهترین صفت عاشق صدقست وهر سخنی که از روی صدق برآید مقبول دلها وفیض بخش جانها بود گوید قوله

اگه از دروغ سیه روی گشت صبح نخست	بصدق کوش که خورشید زاید از نفست

صبح نخست صبح کاذب معنی آنست که ای عاشق مسکین اگر میخواهی که بمعرفت و وصل ماهی وکلام توفیض بخش عالمیان مانند صبح صادق گردد پس باید که بصدق کوشی ای اعمال بی ریا خالصاً لله بجا آری نمی بینی که صبح صادق بصدق خود چون فیض بخش عالم شد واز کذب یعنی اعمال ریا متنفر باش که موجب سیه روی است نمی بینی که سیه روئی صبح کاذب بسبب کذب خود است چون عاشق را باید که از لطف معشوق امید منقطع نکند گوید قوله

چو لاف عشق زدی سر بباز چابک وچست	دلا طمع مبر از لطف بی نهایت دوست

معنی آنست که ای دل از لطف معشوق امید منقطع مکن لا تقنطوا من رحمة الله بلکه چون خواهان لطف معشوق هستی و دعوی عشق مینمائی پس سر را مردانه فدای معشوق کن باید دانست که کار معشوق مدام استغنا نمودن وجور وجفا وترک وفاست وکار عاشق آنست که بهیچ نوع از ورنجیده نشود گوید قوله

گناه باغ چه باشد چو این گیاه نرست	مرنج حافظ واز دلبران حفاظ مجوی

معنی آنست ای حافظ اگر دعوی عشق میکنی پس از رنج وجفا دلبران رنجیده مباش واز ایشان نگهداشت پیمان مجوی چون سرشت محبوبان بیوفائی است پس عیب ایشان چه وگناه برایشان چون باید داشت

غزل

که خدا در ازل از بهر بهشتم نسرشت	برو ای واعظ و دعوت مکنم سوی بهشت

معنی آنست که ای واعظ برو ومارا بسوی بهشت که کنایة از زهد وتقوی است دعوة مکن چرا که خدا مارا روز ازل از بهر بهشت که مقام حظ نفس ست که فیها ما تشتهیه الانفس نه پیدا کرده بلکه محض برای عشق ذات خود بوجود آورده که خلقت الاشیاء لاجلک وخلقتک لاجلی وچون از هر کسی خلاف نوشته بوجود آمدنی نیست گوید قوله

در ازل طینت ما را بمی ناب سرشت	اشنعم از می مکن ای صوفی صافی که حکیم

صوفی صافی مراد واعظ باعتبار استهزا ونیز صوفی که مصرا از آرائشگی باطن باشد معنی آنست که

ای واعظ ازین منع نوشی که کنایه از طریقهٔ عشقبازیست یا اختیار طریقهٔ ملامتیه است عیب مکن که حق تعالی
در ازل خمیر ما از آب می نموده یعنی برای همین پیدا کرده چون غیر از نوشتهٔ ازلی از ما بظهور نمی پیوندد پس
اعتراض تو چه سود و چون هر کسے بموجب کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ بدانچیزے که نزد اوست فرحت
کننده است و مستحکم بنا بران گوید **قوله**

من و میخانه و زنار و رهِ دیر و کنشت	تو و تسبیح و مصلا و رهِ زهد و صلاح

میخانه عالم عشق **معنے** آنست که از تو همه آثار و علامات زهد و ورع که تسبیح و مصلاست و از ما همه علامات
و اسباب عشق که زنار علامت یکرنگی و بے نامی و بے ننگی است و رهِ دیر که مقام معشوقانست و کنشت که عالم
جبروتست و جای ظهور بتان تجلیاتست که ۵ عالم جبروت را بتخانه دان * کاندرو بتها همیگردد عیان *
چیست بت یعنی تجلی لطیف * مینماید رو بانواع لطیف * **سوال** مشاهدات در عالم ملکوت نیز رو میدهد
تخصیص به جبروت چه **جواب** مشاهدات اگرچه در ملکوت نیز هست اما آن تجلیات بے اعتبار است که بسبب
آزمایش و ابتلا نه هادی و رهنماست و چون حصول بقا بے فنا ممکن نیست گوید **قوله**

هر که از راه فنا در رهِ حق دانه نکشت	یک جو از خرمن هستی نتواند برداشت

خرمن هستی بقا بالله راه فنا فنا فی الله **معنے** آنست که هرگز بمقام بقا بالله نتواند رسید و با معشوق
خود هم آغوش نتواند گردید هر که اول خود را در راه معشوق فانی نساخت و فنا فی الله نشد چون بهشت
که مقام وصل معشوق است که اِنَّ لِلّٰهِ جَنَّةً لَيْسَ فِيهَا حُورٌ وَلَا قُصُورٌ يَتَجَلّٰى رَبُّنَا ضَاحِكًا
کسے نمیتواند شد مگر بعشق بنا بران گوید **قوله**

خرقه در میکده با در گرو باده نهشت	صوفی صاف بهشتی نبود زانکه چو من

باید دانست که صوفی بدو نوع است مقلد و محقق. صوفی که در محل ذم واقع شده مراد صوفی مقلد که
ظاهرش آراسته و باطنش خراب خرقه مراد وجود و اعمال باده عشق و محبت. یعنی هرگز بهشتے که وصل
معشوق است صوفی صاف که ظاهرش آراسته و باطن خراب نرسد چرا که همچو من خرقهٔ وجود را
یا خرقهٔ اعمال را در صباغخانهٔ عشق بباده محبت رنگین نکرده است اعمال بے ریا بجا نیاورده و باطن
خود را نیاراسته و اوصاف بشری در خرابی نیاورده ۵ هر کو بخرابات نشد بیدینست * زیرا که
خرابات اصول دینست * چون عیش و راحت عاشق وابسته بمشاهدهٔ معشوقست بنا بران گوید **قوله**

راحت از عیش بهشت و لب حورش نبود	هر که او دامن دلدار خود از دست بهشت

معنے آنست که هر که او دامن ولدار خود از دست داداه یعنی از روش اخلاص انحراف نموده اعمال با مید دخول جنت و مزید درجات وحصول بهشت نموده هرگز مراورا راحت از عیش بهشت ولب حور نباشد چون لطف معشوق دامنگیر وقت عاشق گردد مراورا نه بیم از دوزخ و نه شادی از بهشت گوید قوله

حافظا لطف حق ار با تو عنایت دارد	باش فارغ ز غم دوزخ و شادی بهشت

معنے آنست که اے حافظ اگر لطف حق شامل حال تست پس از غم دوزخ و شادی بهشت فارغ باش۔

غزل

تا سر زلف تو در دست نسیم افتاده است	دل سودازده از غصه دو نیم افتاده است

زلف کنایه از عالم صفات نسیم مراد اراده ازلی و قضا و قدر و زلف در دست نسیم افتادن کنایه از پریشان شدن زلف است معنے آنست که از ان وقتے که قضا و قدر یعنی ارادۂ ازلی تو زلف را که عالم اسما و صفات است بر روے عالم آرائے تو کنایه از ان وحدت مطلق است پریشان ساخته و وحدت را در زیر کثرت نهان کرده و مارا از مشاهدۂ ذات مطلق مهجور نموده بعالم کثرت که هجران است مبتلا گردانیده دل دیوانۂ ما ازین غصه که کنایه از باز داشتن مشاهدۂ ذات مطلق است دو نیم اے خسته و مجروح افتاده است و این عالم کثرت اگرچه بظاهر حجاب ذات مطلق است اما هم موجب زیبائی و افزونی جمال است چنانچه گوید قوله

زلف مشکین تو در گلشن فردوس عذار	چیست طاؤس که در باغ نعیم افتاده است

زلف عالم کثرت گلشن فردوس عذار مراد ذات مطلق معنے آنست که ظهور عالم کثرت که اسما و صفاتست بران عالم وحدت که ذات مطلق است هیچ میدانی چگونه است طاؤسی است که در باغ بهشت خرامانست یعنی موجب افزایش حسن و جمال است چنانچه فرو هشتن زلف اگرچه حجاب عارض و رخساره است اما موجب افزایش حسن هم هست چون موجب ظهور عالم کثرت و قیام آن جز بنقطۂ وحدت است بنا بران گوید قوله

در خم زلف تو آن خال سیه دانی چیست	نقطۂ دود که در حلقۂ جیم افتاده است

زلف عالم کثرت و خم عبارت از کجی مراد از ان تضاد چون اسلام و کفر و امر و نهی خال سیه

نقطه وحدت معنی آنست که در عالم کثرة که اسماء وصفات است آن خال سیه که نقطه وحدت مطلق است
بود در و متمکن است چیست چون نقطه سیاهی است که در حلقه جیم است که موجب قوام وجود او و باعث
ظهور اوست یعنی موجب ظهور و قوام عالم کثرت همان نقطه وحدة است که در میان آنهاست چون
نمود ذات مطلق موجب فریفتگی عالم است و او از غایت استغنا بکسی ملتفت نیست بنابران گوید قوله

لیکن اینست که این نسخه سقیم افتاده است	چشم جادوی تو خود عین سواد سحر است

مراد از چشم ذات مطلق است ﴿ه﴾ هستهٔ چشم تجلی یعنی نقد ذات ؛ گوعیان بیند وجود کائنات ؛ این نسخه
اشارة بچشم سقیم بیمار را گویند و چون چشم معشوق باز غایت استغنا که دارد به کسی التفات نمی نماید
بنابران به سقیم تشبیه یافته چه خاصه بیمار است که بهر سو التفات نکند معنی آنست که ای
محبوب من آن ذات مطلقه تو بالذات شهر لیست پر از سحر و بهمه وجه موجه و خوش که هر که بدان نگاه
کرد از خود رفت اما همین است که از غایة استغنا که دارد بکسی التفات نمیکند و چون هیچ نوع
عاشق از در معشوق جنبش پذیر نیست بنابران گوید قوله

از سر کوی تو زان رو که عظیم افتاده است	همچو گرد این تن خاکی نتواند برخاست

گرد و عاشق ناقص که باندک آسیب با حوادث بگردد یعنی از محبوب من مانند عاشقان ناقص که باندک
آسیب جور و جفا برخیزد و برخاستنی نه ام که عظیم افتاده ام یعنی بنوعی در عشق تو گرفتارم که هرگز از
جناب تو جدائی نخواهم کرد معنی آنست که چنانکه گرد میخیزد تن من از آن رو که عظیم بر سر کوی تو افتاده است
نخواهد برخاست حاصل آنست بنوعی در سجدگاه تو مقید شده ام که هرگز از آن خاک جدا نخواهم شد
بلکه در آن خاک جان خواهیم داد ﴿ه﴾ در سجده که سر نه ز تن میشود جدا ؛ در ملت وفا کهنش نام کرده اند
و چون عشق موجب ارتفاع زهد و ورع است بنابران گوید قوله

بر در میکده دیدم که مقیم افتاده است	آنکه جز کعبه مقامش نبُد از یاد لبت

لب مراد لطف ﴿ه﴾ لب که شیرین جوی شد لطف خداست ؛ باغ جان از آب او نشو و نماست ؛
معنی آنست که آن کسی که از غایت زهد و ورع با امید لطف تو بجز از کعبه که مقام زهد است جائی نداشت
والحال چون بعشق اندر آمد بجائی رسید که دیدم بر در میخانه مقیم افتاده میماند شیخ درین بیت
احوال خود بکنایه ظهور نمود یعنی پیش ازین مرا از غایت زهد و پرهیزگاری سوای کعبه مقام نداشت

والحال بسبب عشق افتاده در میخانه شده ام و نیز درین بیت تلمیح است بقصهٔ شیخ صنعان و چون مشاهدهٔ ذات مطلق موجب بقای عاشق است بنابران گوید قوله

عکس روحست که در عظم رمیم افتاده است	سایهٔ سرو تو بر قالبم ای عیسی دم

سرو کنایه از قد مراد امتداد ظهور تجلیات و نیز ذات مطلق یعنی ای محبوب من این سرو قامت تو که سایه بر قالب ما انداخته یعنی این امتداد ظهور تجلیات و یا مشاهدهٔ ذات مطلق که بر ما کرده و آناً فاناً جلوه بنوعی دیگر می‌نماید عکس روحست که بر استخوان‌های بوسیده افتاده یعنی موجب حیات و زندگی ما گردیده ای الحال ببقای باقی خواهیم رسید و چون زا در راه عشق تذلل و انکسار عجز است بنابران گوید قوله

خاک راهست که در پای نسیم افتاده است	دل من در هوس روی تو ای مونس جان

معنی آنست که ای محبوب دل من در هوس بوی تو مانند خاک راهست که در پای نسیم که مرشد طریقه است افتاده است و چون این عاشق را عشق نصیبه ازلی است بنابران گوید قوله

اتحادیست که در عهد قدیم افتاده است	حافظ گم شده را با غمت ای مونس جان

غم عشق اتحاد یگانگی عهد قدیم قالوا بلی معنی آنست که ای محبوب من حافظ بیخویش را که در عشق تو از خود گم شده است با عشق تو اتحادیست ازلی نه امروزی غزل

نافهٔ غلطم بر سر کوی تو وزیده است	باد سحر از نافهٔ تاتار وزیده است

باد سحر همین باد معروف یا کنایه از واردات معنی آنست که باد سحر یا وارده که بر قلب ما ورود نمود و مشام جان ما را معطر کرده گوئیا که بر نافهٔ تاتار گذار کنان آمده که اینچنین بوی خوش دارد نه غلط کردم که نافهٔ تاتار را این بوی کجا بلکه بر سر کوی آن محبوب سیرکنان آمده است چون بوجب معنی تهدد ضحک بر کسی خنده نمودن موجب خنده بر خود است گوید قوله

باد سحرش بهر چه این پرده دریده است	گر با دهنت غنچه نمی کرد تبسم

دهن مظهر کلام است اینجا کنایه از عاشق کامل که مصدر کلام حق گردیده که بی ینطق غنچه کنایه از خود است یعنی اگر من که غنچه وار قبل از حصول دولت بستگی و افسردگی داشتم اگر با عاشق تو بخنده معترض نمی شدم جذبهٔ علیه که عشق است چرا مانند گل پریشان و رسوا می‌نمود حاصل آنکه پریشانی و رسوائی من محض از آنست که با عاشقان بخنده معترض میشدم لاجرم بموجب من ضحک ضحک

غزل

ثمره‌اش حاصل نمودم چون عشق اگرچه بظاهر سراسر نیش است اما بباطن همگی نوش بنابران گوید قوله

چون دید سر زلف چو زنجیر دلم گفت　　دیوانه ندانم که دران زهر چه دیده است

معنے چون دل من سر زلف زنجیروش تو که کنایت از عشق است نگاه کرد و خوبیهاے آن را دریافت نموده طلب آن کردہ گوید که این دیوانه که کنایة از خود است درین زنجیر که عشق است چه دیده است که چنین بیباکانه در طلب او میرود و چون حال عاشق پریشان از تقریر مبراست گوید قوله

پرسی تو چه حال دل بد روز که بهرت　　در زلف تو رنج شب تار کشیده است

دل بد روز دل پریشان یعنے حال این دل پریشان و سرگردان که او از براے تو در زلف تو که عشق است رنج بدرجه کمال کشیده چه می پرسی یعنے حال پریشانی او در عشق بیرون از تحریر و تقریر است چون عاشق مدام از معشوق طالب ترحم است گوید قوله

بخشا بر اشکم که چو باد از پی بویت　　سرگشته بدنبال تو بسیار دویده است

یعنی اے محبوب من برین اشکهاے من که از بے حصول تو در پس تو مانند باد سرگشته دوندگی نموده رحمے نما یعنی نظر برین گریهٔ من کن و تلطفے فرما چون راه عشق سراسر بلاست گوید قوله

گفتم سر گیسوی چو مار تو کشم گفت　　بگذر که بلا جانب خود کس نکشیده است

یعنی روزے بآن محبوب خود عرض نمودم سر گیسوے چون مار تو بدست آرم یعنے در عشق تو درآویزم آن محبوب گفت ازین سوال محال بگذر که راه عشق ما سراسر بلاست و کسے اقبال بلا نموده چون حال عاشق بجز عاشق در نیابد قوله

از حال دل و زلف سیاه تو چه آگاه　　آنکس که گهے مار سیاهش نگزیده است

یعنی حال دل پریشان من و زلف سیاه تو که عشق است با او چه معاملتے درمیان آورده یعنی کسیکه تمام عمر زخم مار عشق نچشیده چگونه درد عاشق را دریابد چون نهفتن عشق نوعی از محالاتست بنابران گوید قوله

تا کے غم پنهان تو در سینه بدارم　　چون از غمت آهم بهم چرخ رسیده است

یعنی ای محبوبه من غم پنهان ترا که عشق تست چگونه در سینه خود پنهان دارم چون از غم عشق تو حالت من بجاے رسیده که آه من جانسوز سر بهم فلک کشیده است چون چشم عاشق از گریه بحل اغداست گوید قوله

گفتی که چه حالست فلان چشم پر آبت　　زانخانه چه پرسی که مه و سال چکیده است

یعنی ای محبوب من از روی نوازش و تفقد پرسیدی که چندین گریه میکنی حال چشم پر آب
تو چیست جانمن چه پرسی حال خانه را که شب و روز در تراوش است یعنی قریب است که منهدم
گردد چون کار معشوقان اکثر وعده دهی است گوید قوله

تا چند دهی وعده که نزدیک رسم باز	رس تا که کسی بخت سیه رو نشنیده است

یعنی ای محبوب من تا چند وعده کنی که باز نزدیک تو میرسم رس وعده خود وفا کن و قدم رنجه فرما که تا
حال سیه روی بخت ما گوش نکرده مبادا که کسی بشنود ز هر خندگی ایشان علاوه غم ما باشد چون
شب جدائی عاشق بی مشاهده معشوق بسر نرسد گوید قوله

گفتی که شب حافظ بد روز خرابست	عمریست که بی روی تو صبحش ندمیده است

بد روز پریشان حال خراب درازی و تاریکی و بی رونقی و خرابی شب در درازی و تاریکی است
یعنی ای محبوب من گفتی که شب حافظ پریشان حال خرابست ای تاریک و لا انقطاع آری چرا
چنین نشود که عمریست بسبب عدم مشاهده روی تو صبح او ندمیده

غزل

جز آستان توام در جهان پناهی نیست	سر مرا بجز این در حواله گاهی نیست

معنی آنست که ای محبوب من ملجا و معاذ من در جهان بجز از آستانه تو نیست و سر مرا بجز این
در حواله گاهی نیست و چون حال برین است پس رو بجه آرم و با ستانه که روم و حصول مراد از که جویم
چون عاشق را باید که مشغول محبوب باشد و بغیر نپردازد و بنا بران گوید قوله

عدو چو تیغ کشد من سپر نیندازم	که کار ما بجز از ناله و آهی نیست

عدو مراد ابلیس و نیز معترض و منکر معنی آنست که چون ابلیس فرار لعین آید بمن مخاصمت نماید
من سپر نیندازم و خود را در آزادی مستحکم سازم و هر چه مطالبه کند در بازم و عیسی وار راه مقصود پیش گیرم تا آن
مطلوب در کنار خویش گیرم که مرا بر آشنائی اشیا مداری نیست و کار و بار او نزد من اعتباری نیست
و بجز گریه و آه مرا کاری نیست و اگر بنیدازم مثبت باشد معنی آنست که چون عدو که ابلیس است و یا
آزار ما باشد و یا ناصح در آزار ما که نصیحت است باشد من سپر بنیدازم یعنی بجا مصلحتش نیایم بلکه دست تضرع
بجز بدرگاه معشوق بر آرم کار ما همین است چرا که مشغول غیر شدن عاشق را جرمیست بزرگ و دیگر چون
معشوق مهربان باشد رقیب چه تواند کرد ه دشمن چه کند چو مهربان باشد دوست ٭ و چون عاشق را

بهتر از خرابات مقامے نیست بنابران گوید قوله

گرین بهم بجهان هیچ رسم وراہے نیست	چرا از راه خرابات روے بر تابم

معنے آنست که از راه خرابات که مراد از مقام عشق است ویا خرابی اوصاف بشری است ویا اختیار طریقه ملامتیه باشد چرا اعراض نمایم چون مارا بهتر ازین هیچ راہے نیست وطریقه خوشتر ازین شایان ما نیست که بدان گرایم چون در عالم عشق سراسر نزول بلا وحوادثات است خصوصاً بر عاشق که العشق تمام المحنة والبلاء بنابران گوید قوله

کمان گوشه نشینی وتیر آہے نیست	عقاب جور کشیده است بال در همه شهر

عقاب باز بال بازو شهر وجود معنے آنست که نزول بلا وحوادثات یا شدائد هجران تمام وجود مارا احاطه نموده مغلوب ساخته هیچ صاحب وردے واہل دلے نیست که بتوجه آنها دفع این غموم وهموم توان نمود وبوصل توان رسید وچون وجود نزد عاشق قدرے وقیمتے ندارد بنابران گوید قوله

بگو بسوز که بر من ببرگ کاہے نیست	زمانه گر بزند آتشم بخرمن عمر

معنے آنست که اگر زمانه بسبب نزول حوادثات آتش در خرمن عمر ما افگند ومارا بمعرض هلاکت آرد بگو مرا بخرمن عمر را یا وجود را که بسوز وهلاک شو که ترا نزد ما قدرے نیست اگر سوخت سوخت من از عتاب معرض شدنی ام ودرین بیت مخاطب دلست وباید دانست که وجود عاشق مر عاشق را حجابیست پس بزرگ که وجود تقاضاے دوئی وخودی میخواهد ازین جهة است که وُجُودُكَ ذَنْبٌ لَا يُقَاسُ بِهَا ذَنْبٌ وناظم نیز فرموده ؎ تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز ؛ وچون اکثر شیوهٔ معشوقان استغنا وبے التفاتیست وعاشق صادق را ازان گریز نه گوید قوله

که از شراب غرورش بکس نگاہی نیست	غلام نرگس جماش آن سهی سروم

جماش مست ودلیر نرگس کنایة از چشم ومراد ازان ذات سهی سرو معشوق نگاه التفات معنے آنست که من غلام وبنده چشم مست آن محبوبم که از بسیار شراب غرور که نوشیده به هیچکس نگاه نمیکند وملتفت نمیگردد وچون ظهور تجلیات را ثباتے وقرارے نمی باشد گاه ظهور وگاہے خفا گوید قوله

که نیست بر سر راہے که دادخواهی نیست	عنان کشیده رواے پادشاه کشور حسن

عنان کشیده آهسته پادشاه کشور حسن محبوب حقیقی ونیز مراد تجلی که بر عاشق ظهور نموده باید دانست

که عاشقان وعارفان هر تجلی را مقرب الوهیة میشوند تا آنکه ظهور تجلی ذات شود آنگاه از گفته خود مستغفر میشوند ودر کلمه که نفی آلهان میکند مراد از آن آلهان همین تجلی آثاری واسمائی وصفاتی وافعالی است وگرنه جز اله یکے بیش نیست معنے آنست که اے محبوب من هرگاه که بما گذر کنی اے ظهور تجلیات ومشاهده خود بما ارزانی داری پس باید که آهسته روی یعنے تا دیرے توقف کنی وچندین زودی مائل خفا نباشی که از دست عشق تو خلقے دادخواهان اند وراهها گرفته واز کثرت آنها راه نتوانی یافت که دران دادخواهی نباشد پس باید که آهسته روی وهر یکے را بداد برسانی باید دانست که الحال تقاضاے زمان چنین افتاده که تمامی مقلدان رونموده اند وکاملان ازمیان گم شده اند وچون روا نیست که دست بهر مقلدے دهند که اندرین ره صد هزار ابلیس آدم روے هست پس بهر دستے نشاید داد دست پ بهتر آنست که کار وبار خود بتوجه لطف ودست گذاشته به عشق او گمارند بنابران گوید قوله

چنین که از همه سو دام راه می بینم	به از حمایت زلفت مرا پناهی نیست

دام درویشان مقلد واعمال ریائی یعنے چون حال زمانه چنین است که مے بینم که هر سو مقلدان براے قید کردن خلق الله دام ریاضت برپا کرده اند ونام شیخی بر خود نهاده اند وعاشقان کامل ازمیان گم شده اند پس درین زمانه بهتر از حمایت زلف تو که مراد از جذبه ولطف است مرا پناهے نیست یعنے بهتر همین است که کار خود را بجذبه عشق تو واگذاریم ونظر بلطف تو واگماریم ودست بعیت بکسے مقلد ندهیم وچون راه عاشقی همین است که نه از کسے رنجیدن ونه کسے را رنجانیدن گوید قوله

مباش در پے آزار وهرچه خواهی کن	که در شریعت ما غیر ازین گناهے نیست

معنے ظاهر است واعراض از آزار مردمان بدینجهت فرموده که خمر خوردن وزنا وغیره گناه خداست ورنجانیدن هرکسے را گناه بنده است وگناه بنده اشد است از گناه خدا واگر معانی این بیت را بالتطبیق یعنے شرع دهند آنوقت مضمون ظاهر بیت مراد نیست والا نه حکم بجمیع معاصی ومناهی وارد میشود واین ضد قرآن واکثر ابیات حافظ همچنین است معنے آنست که کارے مکن که خاطر کسے آزرده گردد ودر افعال ناشایسته وخمر خوردن ومثال این خاطر صلحا وعابدان آزرده میگردد پس میگوید که ازین قسم کارے مکن که خاطر کسے آزرده گردد وسواے آن از افعالے که دران رنجش کسے نباشد هرچه خواهی بکن که ترا

مباحست باید دانست که سالک را باید که بمعشوقان مجاز دلبستگی بسیار نباید و مستغرق آن نباید بود که قوله

که کارهای چنین حد هر سیاهی نیست	خزینهٔ دل حافظ بزلف و خال مده

معنی آنست که ای محبوب من خزینهٔ دل حافظ بمعشوقان مجاز مده ای گرفتار عشق مجاز مدار که سپردن این چنین خزینها یعنی دل حافظ نه حد هر سیاهی است پس باید که ما را از همه بریده بسلسلهٔ عشق خود کشی و گرفتار عشق غیرے نداری غزل

حقوق خدمت ما عرض کرد بر کرمت	چه لطف بود که ناگاه رشحهٔ قلمت
که کارخانهٔ دوران مباد بیرقمت	بنوک خامه رقم کرده سلام مرا

معنی آنست که چه لطف بود که چکیدگی قلم تو حقوق خدمت با معروض کرم تو نمود مرا یاد دہانید تا بنوک خامه بسلام یاد کردی پس بموجب آنکه ؎ از دست گدائے بینوا ناید هیچ ✤ جز آنکه بصدق دل دعائے بکند ✤ دعا میکنم و میخواهم که زمانه را بے وجود تو ثبات مباد و این غزل بجواب مرشد است و بیتهای این احتیاج شرح ندارد قوله

که داشت دولت سرمد عزیز و محترمت	مرا ذلیل مگردان بشکر این توفیق

ذلیل خوار التوفیق اعانة الله للعبد علی اتمام الفعل دولت سرمد وصل محترم حرمت داشته شده معنی آنست که بشکر اینکه الله تعالی اعانة خود همراه تو کرده و در حلقهٔ خاصان در آورده مرا ذلیل نگردان ای محروم مدار احسن کما احسن الله الیک قوله

که در حساب خرد سهو نیست در قلمت	نگویم از من بیدل بسهو کردی یاد

سهو فراموشی حساب خرد مقتضای عقل یعنی نمیگویم که من بیدل را از راه فراموشی بنامه و پیام یاد نموده که مقتضای خرد نیست که فراموشی را بجناب تو بار باشد قوله

بشکر آنکه خدا داشتست محتشمت	دلم مقیم در تست حرمتش میدار

مقیم در تست خاک در تست محتشم بزرگ قوله

که گر سرم برود بر ندارم از قدمت	بیا که با سر زلفت قرار خواهم کرد

سر زلف اشارة بجذبهٔ محبت معنی مصراع ثانی آنکه ترک سر نمایم اما از قدم تو سر بر ندارم قوله

که لاله بر دمد از خاک کشتگان غمت	ز حال ما دلت آگه شود مگر وقتی

یعنی از حال پریشان ما دل تو آنگاه واقف گردد که ما بمیریم وخاک گردیم واز خاک ما لاله بروید قوله

رقیب چون رہ غماز داد در حرمت	صبا ز زلف تو با ہر گلے حدیثے راند

صبا کنایہ از قاصد زلف اشارہ ہمت وشوق گل کنایہ از طالب رقیب حاجب غماز اشارہ بصبا ورہ بحرم دادن کنایہ از بار دادن یعنے چون عاشق را غیرت در کار است گوید قاصد اینجا رسید وسلام وپیام تو بہر طالبے رساند وشوق تو با تنہا بیان نمود حیرانم کہ بزدہ دار مرآن قاصد را چون بحرمت بار داد قوله

ہمیدہند شراب خضر ز جام جمت	تراز حال دل خستگان چہ غم کہ مدام

خستگان عاشقان کہ مجروح تیغ عشق اند مدام ہمیشہ شراب خضر کنایہ از آب حیات ومراد ازان فیوضات سرمدی جام جم کنایہ از دل رسول یا دل خود خطاب بمرشد ودر بعضے نسخہ این بیت چنین دیدہ شدہ قوله

چو میدہند زلال خضر ز جام جمت	روان تشنہ ما را بجرعہ دریاب

معنے آنست کہ چون از قلب محمدی فیوضات سرمدی بتو میرسند بجرعہ ازان یعنے بشمہ ازان دل تشنہ ما را تازہ وسیراب ساز قوله

کہ جان عاشق دلخستہ زندہ شد بدمت	ہمیشہ وقت تو ای عیسی نفس خوش باد

عیسے نفس کنایہ از مرشد کہ دم او مردہ دلان را زندگی مے بخشد ودم کنایہ از تلقین ویا بیغام باشد وچون شتابی در ہمہ کارہا وخیم است بنا بران گوید قوله

مکن کہ گرد برآید ز شہ رہ عدمت	کمین گہہست وتو خوش تیز میروی حافظ

معنے آنست کہ اے حافظ راہ عشق کمین گاہیست کہ بسا حوادثات در کمین اند وتو باستعجال تمام میروی چندین استعجال مکن مبادا کہ از شاہراہ عدم تو گرد برآید اے بمیری ومطلب نہ بیوندی غزل

سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست	چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست

اہل دل عاشق دلبرا الف ندائیہ و دلبر یعنے محبوب ونیز مراد ناصح از روے استہزا چنانچہ اے نازنین پسر معنے آنست کہ اے محبوب من وقتے کہ سخن عاشقان بگوش تو رسد بگوش جان بشنو ومگو کہ خطا است بلکہ خطا اینجاست کہ تو سخن شناس نہ یعنی از کمال استغنا کہ داری گوش بسخن کسے

نے آری وبغور آن نمیرسی وتحمل کہ اے ناصح هرگاه کلمات عاشقان را بشنوی بانکارش بیا و بگو
خطا است بلکہ اے ناصح خطا اینجاست کہ تو سخن شناس نۀ وبغور سخنان ما نمیرسی و معنی اوے
لفظ خطا کہ در مصرع ثانی است اگرچہ ترک ادبست اما عاشقانرا جائزاست کہ لَا یُؤخَذُ مَجْنُونٌ بِمَا صَدَرَ
عَنْهُ وچون آنست کہ بکونین التفات نماید و بجز معشوق سر فرو نیارد چنانچہ گفتہ اند اے عزیز اگر همتے داری
دنیارا بدنیا طلبان گذار و عقبے را بعقبے جویان تو اشتغال وخود را از دنیا و عقبے طلبی کوتاه ساز کہ طَالِبُ الدُّنْیَا
مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبٰی مُخَنَّثٌ اگر مردی طالب مولے باش قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ بنابران گوید قوله

سرم بدنیا و عقبے فرو نمے آید ‖ تبارک الله ازین فتنها کہ در سر ماست

تبارک الله قاعده ایست کہ چون کسے دیا چیزے را ببزرگی یاد میکنند این لفظ باستعمال آرند چنانچہ
تعالے الله فتنها ترک کونین مراد است معنے آنست سر من هرگز مائل بدنیا و عقبے نیست بجز جناب تو
بزرگ است خدا ازین فتنها چہ عالی فتنها در سر ماست ۔ باید دانست کہ عاشق را حالتے است کہ
مدام دل او در یاد معشوق است و هر دم آواز آن بگوش او میرسد بنابران گوید قوله

در اندرون من خستہ دل ندانم کیست ‖ کہ من خموشم و او در خروش و در غوغاست

معنے بیت ظاهر ست اما این حالتے است کہ در شغل حبس نفس و اشتغال نمودن بسلطان الاذکار وارد میشود
و آن آنست کہ از درون سالک آوازے برمے آید چنانچہ مولانا روم فرماید ؎ بر لبش قفل ست و
بر دل رازها ٭ لب خموش و دل پر از آوازها ٭ و این آواز گاهے چون جوشش دیگ و گاهے چون
آواز زنبور چنانچہ مذکور ست ؎ سخنها بانگ زنبوران نماید ٭ چو اندر گوش ما گوید کلام او ٭ و گاهے چون
جرس ناظم ؎ اینقدر هست کہ بانگ جرسے مے آید ٭ جامی ؎ در قافلۀ کہ اوست دانم نرسم ٭ این بس کہ رسد
ز دور بانگ جرسم ٭ باید دانست عاشق تا کہ از تعلقات جهان و از اندیشۀ ننگ و نام معرض نگردد
کار او سرانجام نپذیرد بنابران گوید قوله

دلم ز پرده برون شد کجائی اے مطرب ‖ بنال هان کہ ازین پرده کار ما بنواست

پرده ننگ و نام و نیز صفات بشری کہ عالم ناسوت است مطرب مرشد بنال بیان اسرار عشق نما
ازین پرده اشارت به بیان اسرار نوا سازنا معنے آنست کہ اے مرشد سخنان عشق کہ از ما پوشیده میداشتی
و مے گفتی کہ هنوز شایان آن نشده کجائی دل من تا حال بستۀ ننگ و ناموس بود ۔ الحال

ترک ناموس نموده و یا آنکه تا حال پابے بند صفات بشری بود و مبتلائے زہد و ورع الحال از صفات بشریت برآمده و از لباس زہد و پارسائی معرا شده بیا و اسرار عشق بیان نما که از بیان اسرار عشق کار ما سامان پذیر است و عاشق را تا که گرفتار زہد و ورع است کارش پیش نمیرود بنابران گوید قوله

اگر بباده بشوئید حق بدست شماست	چنین که صومعه آلوده شد بخون دلم

خون دل مجاہده تمام معنے آنست که ریاضت و مجاہده بحدے رسیده که صومعهٔ وجود و یا دل من بخون آلوده گشته یعنے متصبغ گردیده و با اینهمه کشودی میسر نگشت الحال اے عاشقان کامل اگر این وجود و یا دل را بباده عشق بشوئید حق بدست شماست یعنے اگر توجه کنید و بادهٔ عشق عطا نمائید سزاوار شما است ۔ و چون کار عاشق دوام اشتغال بیاد محبوبست بنابران گوید قوله

خمار دی شبه دارم شرابخانه کجاست	نخفته ام زخیالے که پزم شب و روز

دی شبه از الیه شرابخانه عالم عشق معنے آنست که بسبب سختیهائے عشق و محبت که شب و روز در سودائے آنم بهیچگاه آرامے نگرفته ام و این خمار شدائد عشق از ازل حاصل نموده ام بهیچ نوع رفتنی نیست مگر بنوشیدن مے چنانچه علاج سوختهٔ عاشق بجز از آتش نیست و یا مشاہده شدائد تجلیات که در عالم ملکوتست و جبروت پس نشان دهید که آن شرابخانه که عالم عشق است و یا عالم ملکوت و جبروت کجا و بچه نوع بدانجا توان رسید تا باشد که ره بدانجا برم و ازین غم و الم رہائی یابم ۔ چون عاشق را بسبب عشق همه جا عزتست بنابران گوید قوله

که آتشے که نمیرد همیشه در دل ماست	ازان بدیر مغانم عزیز میدارند

ازان از ان اسطه دیر مغان مقام عاشقان آتشے که نمیرد مراد عشق معنے بیت ظاہر است حاجت تحریر ندارد و چون عشق مر عاشق را نصیبه ازلی است بنابران گوید قوله

کجاست وقت عبادت چه جائے وقت دعاست	ندائے عشق تو دوشم در اندرون دادند

ندائے عشق اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ دوش ازل داوان ماضیه معنے آنست که از ازل در گوش من ندائے عشق تو دادند و ما را گرفتار شوق تو گردانیدند پس خود بدان که کجاست وقت عبادت که زہد و پارسائی است چه جائے وقت دعا که در ود و وظائف است یعنی مبتلائے زہد و پارسائی چون باشم و چون عاشقان مدام در یاد معشوق مستغرق اند بنابران گوید قوله

چه ساز بود که بنواخت دوش آن مطرب	که رفت عمر و دماغم هنوز در سوداست

ساز کنایت از سخن دوش ازل مطرب مراد مرشد و محبوب حقیقی معنے آنست که چه سخن بود که آن محبوب حقیقی در ازل گفته که عمر بآخر آمد و تا هنوز دماغ پر از شوق آن سخن است پس چون عشق بکمال رسید و بهر شی و در و دیوار مشاهدهٔ معشوق نماید پس انگاه عاشق محتاج کل کائنات گردد ازینجاست که اَلْفَقِیْرُ یَحْتَاجُ اِلٰی کُلِّ شَیْءٍ بنابران گوید قوله

مرا بکار جهان هرگز التفات نبود	رخ تو در نظر من چنین خوشش آراست

معنے آنست که ای محبوب من قبل ازین بسبب عشق تو هرگز مرا بجهان التفات نبود اما الحال بسبب مشاهدهٔ تو در کل اشیا محتاج الیه همه شده ام و همه جهان بسبب مشاهدهٔ تو نظر من بها و مرغوب مینماید سوال چرا اول خواجه را بکار جهان التفات نبود و آخر شده و رخ معشوق جهان را چگونه خوش کرد جواب آنکه هرگاه خواجه در ابتدای طلب دانسته که التفات بجهان موجب انسداد طریق وصول است التفات بجهان ترک نموده چون نظارهٔ معشوق در مرآیا ذرات جهان مشاهده شد جهان در نظر او خوش آمد و یا گفته شود مراد آنست که خاطر جهان تعلق خاطر بدان میخواهد چه مانع راه حق میدانست بزبان التفات نے نموده چون بکمال رسید که اکنون التفات بکار جهان مضرتے نتواند رسانید بلکه موجب ازدیاد کمال خواهد شد چون در مثنوی ست ؎ آب در کشتی هلاک کشتی است ؛ آب اندر زیر کشتی پشتی است ؛ یعنے چون میل مال در دل شد هلاک کرد و چون صاحب دل مر مال را زیر پا آرد و مانند آب زیر کشتی سازد یعنے خود بر آن غالب گردد و همان مال مددگار او شود مثلاً اگر عالمی جزو و قلم و مهره دوست دارد نتوان گفت که عاشق علم نیست زیرا که اینها سبب وصول آن علم است و همچنین هر چیز را که بواسطه وصول محبوب باشد دوست دارد باک نیست پس چون عشق مر عاشق را نصیبه ازلست بنابران گوید قوله

ازان زمان که بحافظ رسید صوت حبیب	فضای سینه ز شوقم هنوز پر ز صداست

معنے آنست که ازان زمان که حافظ آواز حبیب شنیده که اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ تا هنوز میدان سینهٔ من از غایت شوق پر از صدای قالوا بلے است غزل۔

حاصل کارگه کون و مکان اینهمه نیست	باده پیش آر که اسباب جهان اینهمه نیست

کارگه کون و مکان یعنی دنیا معنے آنست که اے گرفتار دنیاے فانی حاصل این دنیا که زن و فرزند و مال و منال و اسپ و اشتر اینهمه نیستند لے هیچ و هیچ یکے ازینها لائق آن نیست که دلبستگی بدان توان نمود پس بحصول عشق و محبت سعی نما و براسباب این جهان فانی که مذکور شد دل مبند که این همه نیستند قایم ماندنی نه کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ و چون حصول آمدن این دنیاء فانی محض معرفت رب است بنا بران گوید قوله

از دل و جان شرف صحبت جانان غرضست	همه آنست وگرنه دل و جان اینهمه نیست

معنے آنست که از نزول این دنیاء فانی و حیات دوروزه غرض آنست که شرف صحبت جانان حاصل نمایم و بمعرفت او برسم چرا که هرچه هست همین است والا نه دل و جان اینهمه بکار نیاید اے زندگانی هیچ نیست و چون که در عالم وجود آمد آخرش فنا درپے است بنابران گوید قوله

بر لب بحر فنا منتظرم اے ساقی	فرصتے دان که ز لب تا بدهان اینهمه نیست

معنے آنست که اے محبوب من من بیچارهٔ مسکین بر لب بحر فنا منتظر وقت خود ایستاده ام و این مهلت عمر را فرصتے دان از لب تا بدهن اے اندک و عاقبت الامر اینهمه نیست است اے هیچ است و فنا و چون عاشق را باید که بدین مهلت پنجروزه غره نشود بلکه هرچه تواند دران سعی باشد که موجب آسودگی او باشد بنا بران گوید قوله

پنجروزے که درین مرحله مهلت داری	خوش بیاسای زمانی که زمان اینهمه نیست

معنے آنست که اے طالب بدین مهلت پنجروزه حیات مستعار که درین مرحلهٔ دنیا دامنگیر وقت تست زمانے خوش بیاسائی اے از وسوسات بیهوده که سبب تفرقه و پست ساخت دل را پاک گردان و بعشق محبوب مستغرق دار و بر زمانه نظر مدار که زمانه آخر فانی است و فانی محل اعتبار نه و چون عاشق را باید که عبادت معشوق بنوعے بجا آرد که آغشته غرض نشود و بر هرچه نام غیرے آمد بت شمرد گوید قوله

منت سدره و طوبے ز پے سایه مکش	که چو خوش بنگری اے سرو روان اینهمه نیست

سدره نام درختے است بر آسمان پنجم مقام جبرئیل ع و طوبے درختے است در بهشت سایه کنایت از راحت و حظ نفس سرو روان سالک باید دانست که کوری عوام را با بصیرت خواص چه نسبت و وجه مشابهت کوری عوام ازانست که بارنگ و بوبه لاله و گل ملتفت گردند اما خواص را

بصیرت است کہ سدرہ وطوبے اہم التفات ندارند پس میگوید کہ از برای حظ نفس طالب بہشت کہ
فِیْهَا مَا تَشْتَهِی الْاَنْفُسُ مباش وطاعت بامید ثواب وحصول درجات مکن کہ چون بنظر غور وتفحص بنگری
اینہمہ یعنے سدرہ وطوبے ہیچ نیست چراکہ عاشق راکار بمعشوق است نہ بہ بہشت وطوبے چنانچہ رابعہ
در مناجات بگفتی کہ الٰہی دوزخ بدشمنان خود وبہشت بطالبان او دہ وخود را بما دہ وچون دولت دنیا کہ
فے الحقیقت دولت نیست چہ آلودہ ہزار محنت بنابران گوید **قولہ**

دولت آنست کہ بیخون دل آید بکنار	ورنہ باسعی وعمل باغ جنان اینہمہ نیست

معنے آنست کہ اے گرفتار دنیاے فانی بدین دولت دو روزہ غرہ مباش واین دولت را دولت
مپندار چراکہ بہزار شدائد حاصل نمودہ وباز بہزاران حسرت خواہی گذاشت پس چون مبدا ومنتہا
او غم ومحنت دولت از کجا شد دولت آنست کہ ہمسایۂ او رنج واندوہ نباشد والا نہ باغ جنان
باغم واندوہ قیمتے ندارد۔ باید دانست کہ عشق سراسر رسوائی است وچون عاشق صادق را از ان
غمے نہ بنابران گوید **قولہ**

از تہتک مکن اندیشہ وچون گل خوش باش	زیب وتمکین جہان گذران اینہمہ نیست

تہتک پردہ دری معنے آنست کہ اے عاشق از پردہ دری کہ موجب رسوائی است وباعث
خرابی ست وتحقر عالمیان است وبا اینہمہ اندیشہ مدار وچون گل خندان باش وبر زیب و
تمکین جہان فانی نظر مدار کہ اینہمہ ہیچ است وبے بقا وچون سوز ودرد عاشق احتیاج بیان
ندارد وخود ظاہر است بنابران گوید **قولہ**

دردمندی من سوختہ زار ونزار	ظاہر احاجت تقریر وبیان اینہمہ نیست

معنے بیت خود اظہر است باید دانست کہ اکثر زبان طاعنان در حق عاشقان دراز میگردد
چون غرور شر الخصال من النساء والرجال است بنابران گوید جائیکہ مسلمانان عبادت میکنند
علامت کفر نیز بحسب امکان موجود است پس باید کہ این عابدان بعبادت خود مغرور نشوند بلکہ ترسان باید
بود کہ مبادا اسلام بکفر مبدل نشود **قولہ**

زاہد ایمن مشو از بازی غیرت زنہار	کہ رہ صومعہ تا دیر مغان اینہمہ نیست

معنے آنست کہ اے زاہد از بازی غیرت کہ قَالَ اللّٰہُ اَنَا غَیُوْرٌ ایمن مباش وعجب وغرور را

بخود راه مده که ره صومعه تا دیر مغان اینهمه نیست اے هست شاید ترا آنجا برند که کار او موقوف بعلت نیست که در دمے از مشرک موحد واز موحد مشرک میساز د نقل ست شبے حضرت غوث الثقلین در حجرہ خود نشسته بودند چون نیم شب گذشت که ناگاه حضرت یکایک از جاے برجستند و بسوے صحرا روان شدند یکے از اصحاب شیخ نیز همراه شد رفته رفته بمکانی رسید که شخصے مرده است و اسباب تجهیز و تکفین همه مهیا دارد شیخ آن شخص را غسل داده تجهیز و تکفین نموده فارغ شدند بعد فراغ تا دیرے بماندند بعدہ وقت یکایک رنگ روے حضرت سرخ شد و فربه چنان نمودند که از غایت شادی میشود بعد از زمانی رنگ روے حضرت زرد شد و لاغر چنانکه از غایت اندوه میگردد باز بعد از زمانے رنگ روے حضرت بحالت اصلی رجوع نمود بعدہ آنجا حضرت بازگشتند و بحجرۂ خود آمدند بامداد آن اصحاب که همراه شیخ بود سوال کرد که حضرت واقعۂ شب چه بود و آن شخص مرده که بود و سرخ شدن رنگ حضرت باز زرد شدن باز بهیأت اصلی شدن اینهمه سبب چه داشت حضرت فرمود که آن مکان از اینجا چند صد کروه بود و آن شخص یکے از اقطاب بود چو او ازین دار ارتحال کرد مارا براے تجهیز و تکفین او حکم شد بموجب امر فتیم و بجا آوردیم بعد ازین امر غیبی بملائکه رسید که شخصے را تجویز کنید و تسبیح این را بدست او دهید من از غایت شادی سرخ و فربه شدم که شاید آن من باشم ملائکه هرکه عرض میکردند حکم بدرجه اجابت نمیرسید چون ملائکه عاجز شدند دو دم بخود دست شد حکم شد که فلان کافرے در نیوقت بفلان بتخانه پیش بت سر بخواب فته این تسبیح بدست وے دهند و مرتبه این مراورا عطا نمایند همچنان کردند باز حکم رسید که شخصے را تجویز کنند و زنار این بگردن او افگنند من از غایت اندوه زرد و لاغر شدم که مبادا من باشم باز ملائکه هرکه عرض نمودندے بدرجهٔ اجابت فائز نے شد تا که حکم شد که فلان زاهد و عابد که مدتیست در زهد و عبادت است درین وقت در حجره فلان مسجد نشسته الله الله میکند این زنار بگردن او افگنند همچنان کردند چون این حال دیدم باز بهیأت اصلی رسیدم و شکر حق نمودم و بیقین دانستم که کار او موقوف بعلت نیست چون عاشق از اندیشۂ بهشت و دنیا و مافیها آزاد است گوید **قوله**

پیش رندان رقم سود و زیان اینهمه نیست	نام حافظ رقم نیک پذیرفت ولے

معنے آنست که نام حافظ برندی و عشق مشهور جهان شده و پیش رندان اندیشۂ نیک و بد بهشت و دوزخ یکسان است یعنے دنیا و مافیها را پشت پا داده اند واز غم و اندیشه اعراض

واقبال غم ندارند غزل

خبر دل شنفتنم (شنیدنم) هوس است	حال دل با تو گفتنم هوس است

معنے آنست کہ ہوسے دارم کہ از حال سودائے خود بیار لاابالی گویم و خبرے ازان کرسی نشین سکان عالی شنوم قوله

که سحرگه شگفتنم هوس است	ای صبا امشبم مدد فرما

صبا مراد مرشد امشب مراد دنیا و حالت ہستی سحرگه روز قیامت و نیستی و فنا شگفتن خندان و خوش بودن معنے آنست کہ اے مرشد در حالت این ہستی مستعار بیان حقائق و معارف فرما واز کشاکش حوادث بدانجا راہ نما کہ چون بحالت ہستی معارف حقائق فرما شدہ باشم ہنگام موت بعالم نیستی شگفتہ روم بدانکه انسان در باغ جہان بمنزلۂ گل است و میوۂ او معرفت اللہ است بس و سائر موجودات بمنزلۂ برگ و شاخ قوله

از رقیبان نهفتنم هوس است	طمع خام بین که قصهٔ فاش

قصۂ فاش کنایہ از محبت و عشق کہ اشتہار یافتہ و نیز وصال از روے مشاہدہ نہ از رویۃ چراکہ در دنیا رویۃ نیست رقیبان مدعیان و زاہدان و ملائکہ بہر نوع معنے اظہر است قوله

با تو تا روز خفتنم هوس است	شب قدری چنین عزیز و شریف

شب قدر مراد عمر یا شب وصال تا روز یعنے تا مرگ کہ ہنگام بیداری است کہ قال علی رضی اللہ عنہ الناس نیام اذا ماتوا انتبہوا و چون وصال از راہ رویت در دنیا نیست بنابران در بیت آیندہ گوید قوله

در شب تار سفتنم هوس است	وه که دردانه چنین نازک

دُردانہ مراد وصال از رویت یا بے اندیشۂ ہجران شب تار دنیا قوله

خاک راه تو رفتنم هوس است	از برای شرف بنوک مژه

از براے شرف از براے حصول بزرگی و وصال رُفتن بضم روبیدن قوله

شعر رندانه گفتنم هوس است	همچو حافظ برغم مدعیان

ہمچو حافظ خطاب خود بخود است یا درین بیت خطاب معشوق است بعاشق یا خطاب است بدل یا مرشد بمسترشد غزل

آرے باتفاق جہان میتوان گرفت	حسنت باتفاق ملاحت جہان گرفت

باید دانست کہ حسن بر دو نوع است صوری و معنوی صوری تناسب اعضا و معنوی ملاحت و قیل کیفیتے است در محبوب معرا و مبرا کہ عاشق بمجرد دیدن آن بیخود میگردد و عشق ازان پیدا مے شود۔ و آن فی الحقیقت لمعہ نور وحدۃ حقیقی است معنے آنست کہ حسن تو تعدیل و تسویۂ اجزاست و ارکان تناسب و نسبت مساوات کہ کنایت ازان تجلی آثاری و اسمائی و صفاتیست باتفاق ملاحت کہ آن لمعۂ نور وحدت حقیقی دران مخفی گشتہ جہانرا فرا گرفتہ یعنے جہانرا زعشقبازان الہ و فریفتہ خود گردانیدہ آرے چرا چنین باشد کہ گرفتگی جہان وابستۂ اتفاق است و یحتمل کہ این بیت در نعت باشد و چون اظہار اسرار عشاقان درایش کسے نتواند کرد بنابران گوید **قولہ**

شکر خدا کہ سوز دلش بزبان گرفت	افشاء راز خلوتیان خواست کرد شمع

الافشاء ظاہر کردن خلوتیان عاشقان و راز خلوتیان سوختگی و بیقراری و رنج و الم شمع عاشق گرفت گرفتہ شد معنے آنست کہ عاشقے کہ خود باشد یا کنایۂ از دیگرے میخواست کہ اسرار عشاقان درایش کہ سوختگی و بیقراری ست درمعرض بیان آرد اما شکر خدا کہ سوز دل او بزبان گرفتہ شد و گفتن نداد و زبان را بند کرد چہ اظہار آن نوعے از شکایت محبوب مے شد حاصل آنست کہ سوختگی و بیقراری عاشق معرا و مبرا از بیان است ہمون داند کہ باوے گذرد چون ہر چند کہ عاشق در مقام تلوین بصفات معشوق موصوف گردد امانہ بجاے کہ عین معشوق گردد بنابران گوید **قولہ**

از غیرت صبا نفسش در دہان گرفت	میخواست گل کہ دم زند از رنگ و بوے تو

گل کنایۂ از سالک صبا مرشد و عشق معنے ظاہری آنست یعنی گل ہنگام شگفتن چون جمال با کمال رنگ و بوے خویش را دریافت میخواست کہ از رنگ و بوے دوست دم زند و در حالت کودکی سخن گوید کما نطق عیسیٰ فی المہد صبیا۔ از غیرت و رشک نفس آن گل را در دہان گرفت و مجال گفتنش نداد و معنے حقیقی آنست کہ عاشق چون در مقام تلوین بصفات معشوق موصوف گردید و یا آنکہ تجلی ذات در خود دید و خود را عین او دانست خواست کہ منصور وار دم انا الحق زدہ در خود رنگ و بوے او نگرد از کمال غیرت توانا غیور صبا کہ مرشد یا عشق است مانع گشت و رخصت نداد

لہ تو بیدہ مشت خاک ۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۔ چون عشق فی الحقیقت موجب

راحت کونین است و عاشق را بجز از عشق بکسے التفاتے نه بنا بران گوید قوله

چون لاله کژ نهاده کلاهِ طرب زکبر		هر دل که داغ باده چون ارغوان گرفت	

باده چون ارغوان سے انگوری که سرخ مے باشد مراد از ان عشق حقیقی یعنے هر دلے که داغ باده چون ارغوان گرفت آخر الامر چون لاله از غایت کبر کلاه طرب بر سر نهاده یعنے هر دلے که عشق آن ذات حقیقی حاصل کرد مدام در عیش و عشرت مشاهده و معاینه است و فارغ از رنجهاے این جهان فانی و چون عشق آتشے است که بجنب او هیچ آتش نے توان رسید گوید قوله

زین آتشِ نهفته که در سینهٔ من است		خورشید شعله ایست که در آسمان گرفت	

معنے این بیت ظاهر ست حاجت تحریر ندارد و چون عاشق بحسب الصورت مبتلاے رنج و محنت ست بنا بران گوید قوله

آسوده بر کنار چو پرکار مے شدم		دوران چو نقطه عاقبتم در میان گرفت	

معنے آنست که قبل ازین بر کنار عالم برکار وار سے گشتم و بهیچ محنت مبتلائے شدم گردش زمانه مرا بخشش عشق و جذبهٔ محبت پیش ازپیش نقطه وار در دائرهٔ محنت انداخت و بعشق تو مبتلا ساخت چون معشوقان مجازے فی الحقیقة مظهر جمال حقیقة اند و عاشقان بالله مشاهده انوار حقیقی در و مینمایند بنا بران گوید قوله

زانروی شوق ساغر مے خرمنم بسوخت		کاتش ز عکس عارض ساقی دران گرفت	

ساغر مے محبوب مجاز که مے تجلی محبوب حقیقی در وست عارض ساقی ذات محبوب حقیقی معنے آنست که عشق محبوبان مجاز از ان واسطه خرمن هستی مارا برباد داده که مظهر جمال حقیقی شده اند چه خوبان مجاز نزد اهل حقیقت مظهر جمال حقیقی اند که پرتو جمال الٰهی در ایشان نمایان است چنانچه گوید ؎ منکه در صورت خوبان همه او سے بینم ✤ تو مپندار که من روے نکو سے بینم ✤ مغربی انچه تو اش میطلبی در خلوت هس عیان بر سر هر کوچه و کوسے بینم ✤ الحال چون تقاضاے زمان این ست که عاشقان کامل از نظر مخفی گشته و مقلدان کوچه گرد و کوبکو رونموده بنا بران گوید قوله

خواهم شدن بمیکده گریان و داد خواه		زین فتنها که دامن آخر زمان گرفت	

معنے آنست که بسبب این فتنها که در آخر زمان روے نموده و آن اینست که عاشقان بالله از نظر مخفی شده و مقلدان هر سو رونموده کسے نیست که دستگیری عاشقان کند ناچار آخر الامر گریان و نالان رجوع بعشق

سلم عارفین در سرشنه ۱۲

او خواہم شود کہ ہمون علاج بیچارگان نماید وچون در دنیا بہتر از عشق کارے نیست کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ اے لیعرفون عرفان بے عشق ممکن نیست بنابران میگوید قوله

ازغم سبک برآمد ورطل گران گرفت	میخورکہ ہرکہ آخر کار جہان بدید

رطل پیمانہ معنے آنست کہ در حصول می عشق الہی ساعی باش چراکہ ہرکہ آخر کار جہان را دریافت و معلوم شود کہ این جہان را با ہیچکس پایندگی نیست وطالب آنرا بجز رنج ومحنت حصولے نہ ازغم و تعلقات دنیا سبک برآمدا ے فی الحال ترک اینہا شود ودست در دامن رطل گران کہ عشق است درزد وچون تقاضاے دانش کامل آنست کہ ترک این دنیا ومافیہا نماید وحصول عشق کند بنابران گوید قوله

کانکس کہ پختہ شد می خون نا روان گرفت	بر برگ گل بخون شقائق نوشتہ اند

معنے آنست کہ بر برگ گل بخون آن گل سرخ کہ لالہ است ودر سرخی خود بلون خون است تا دیل ہمین مینماید کہ ہرکہ دانا وعاقل است ودانش او روبکمال آورد ودر شرب شراب سرخ کہ کنایہ از عشق حقیقی است میل شود وچون عشق باعث فیروزی مطلب است بنابران گوید قوله

چون بادشہ بہ تیغ زرافشان جہان گرفت	مے دہ بجام زر بصباح صبوحیان

مخاطب محذوف وآن ساقی است معنے آنست کہ اے ساقی عنایت ازلی مے عشق خود بموجب وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا بجام زر کہ دل مصفائے منست بہنگام صباح صبوحیان کہ وقت فیض است بریز کہ آن جام زر در صفا چون بادشاہی کہ بہ تیغ زرافشان جہان گرفتہ شدہ اے در روشنی بمنزلہ آفتاب گردیدہ وچون عشق موجب فراغت از تعلقات دنیویست بنابران گوید قوله

زاہد بجام می زد واز غم گران گرفت	فرصت نگر کہ فتنہ چو در عالم اوفتاد

بجام مے زد یعنی مے در جام انداخت معنی آنست کہ زاہد را کہ دل من است وقبل ازین زاہد ترین زمانہ بود ببین کہ چون عالم پر از حوادثات یافت فرصت وقت یافتہ در عشق معشوق مستغرق گردید واز غم وتعلقات دنیوی یکسو شد چون سخن حافظ ازان معرا است ومبرا است کہ کسے دران نکتہ تواند گرفت بنابران گوید قوله

حاسد چگونہ نکتہ تواند دران گرفت	حافظ چو آب لطف ز نظم تو مے چکد

معنے آنست کہ اے حافظ چون کلام تو بنوعے لطیف است کہ لطف از و میچکد پس حاسد را چہ

که نکته دران گیرد و معیوب سازد غزل

خدا چو صورت ابروی دلکشای تو بست	گشاد کار من اندر کرشمهای تو بست

باید دانست که این غزل در نعت حضرت رسول مقبول است معنے آنست که خالق الخلائق ازان روزے که شکل ابروے دلکشای تو تصویر کرد یعنے ذات مجمع اللطف و العنایت تر بر منصۂ ظهور جلوه گر ساخت کشایش بستگیهای کار مرا وابسته کرشمهاے تو که لطف و عنایت تست گردانید پس اگر تو ظل عاطفت کریمانه برسر ما اندازی ازین دریاے مهلکه که دنیا است یا عالم بشریت و یا جدائی محبوب حقیقی است رهائی یافته بساحل جمعیت که مقام وصل است جاے یابم وچون بے مدد نسیم روح افزاے الطاف و عنایت حضرت گل مراد عاشق روے شگفتگی نتواند آورد بنابران میگوید

قوله	هم از نسیم تو روزے کشایشے یابد	چو غنچه هر که دل اندر پے هواے تو بست

معنے آنست که اے نتیجه ذات پاک خدا هر عاشقے که دل خود در خیال عشق تو چون غنچه وابسته گردانید و بانواع شدت و بلا مبتلا ساخته موجب شگفتگی آن بستگی و رهائی ازان گرفتگی غیر از مدد نسیم الطاف تو نمیتواند وچون هر چه که در تحت کن آمده داغ غلامی و بندگی آنحضرت بر جبین دارد بنابران گوید

قوله	مرا و سرو چمن را بخاک راه نشاند	زمانه تا قصب نرگسین قباے تو بست

سرو چمن مرشد زمانه صاحب زمانه ذکر سبب و اراده مسبب یعنی الله تعالے و زمانه را دهر گفته اند و دهر نام خدا است که لا تسبوا الدهر فان الدهر انا نرگسین قبا نوعے از قبا که گلهاے نرگس برو منقش بود مراد از قصب نرگسین قبا ذات معلومیه مبارک علیه السلام یعنے ازان روزے که الله تعالے ذات مبارک ترا در معرض ظهور آورده مراد مرشد طریقه مرا بخاک راه تو نشانداے از کمترین خادمان و اُمیدواران اینجناب گردانیده وجبین مرا بداغ غلامی مزین ساخته چون مژده و نوید اُمتی اُمتی موجب فرحت و شادی غمزدگان گردید بنابران گوید قوله

زکار ما و دل غنچه بس گره بکشود	نسیم صبح چو دل در پے هواے تو بست

هوا محبت و آرزو معنے آنست که مرشد طریقهٔ ما چون دل در محبت تو بسته ویکے از محبان این جناب گردیده از کار ما و دل چون غنچه بسته شدهٔ ما بس گره بکشود یعنی بس غمها و المها از خوف خاتمه و حشر و نشر که بر دل ما بود و ازان ترسان و لرزان بودیم رفع آنها نموده بمقام رجا آورده

که ۵ محزون غم اے پسر از ہیچ راہے ✤ که دارم چون محمدؐ عذرخواہے ✤ چون بے رضاے محمدی ہیچکس کارے پیش نے برد بنابران گوید **قوله**

مرا به بندِ تو دوران چرخ راضی کرد ｜ ولے چه سود که سررشته در رضای توبست

معنے آنست که گردش چرخ مرا به تعلق حبل المتین تو که ملت نبویست راضی گردانیده اے دلِ مرا باین مکتفی ساخته که از اُمتِ توام اما باین نکته چه سود که سررشته یعنی اصل کار در رضای تو بسته تا آنکه حصولِ رضاے تو نموده شود ہیچ پیش نمیرود ۵ آنکه او روے به بہبود نداشت ✤ دیدن روے نبی سود نداشت مراد از بہبود حصول رضا حضرت چون عاشق مدام خواہان لطف معشوق بنابران التجا بجناب حضرت میکند **قوله**

چو نافه بر دلِ مسکین من گره مفگن ｜ که عهد با سرِ زلفِ گره کشای توبست

سرِ زلف کشش و جذبهٔ معشوق معنے آنست که اے نتیجه ذات پاک خدا مانند نافه بر دلِ مسکین من گره مزن و در پیچ و تاب کشمکشِ ہجران مدار که این دل بیچاره عهد دوستی با جذبهٔ عشق تو بسته است باید که بفضلِ خود بدو ارزانی داری و بجالِ او پردازی - و چون عشق موجب بیقراری ست بنا بران گوید

قوله **مرا و مرغ چمن را ز دل ببرد آرام ｜ سحرگه آن که دل ما ہر دو در نواے توبست**

تمهید آن که وقتِ سحر چون صبا بغالیه سائی و گل بجلوه گری بود عاشقان درماندگان بادیهٔ ہجران را سوزشے و بیقراری روے میدہد شیخ بیقراری خود بیان میکند یعنی مرا و مرغ چمن را که مرشد طریقه است در ہنگام سحر بیقرار و بے آرام ساخت آن کسی که دل ما ہر دو را وابسته رطب اللسانی و عذب البیانی که استادِ امتی است کرده و آن عشق است یعنی عشق تو ما یان را در بیقراری آورده و چون طریقهٔ معشوقان بے التفاتی است و آن موجب خرابی عاشقان است بنا بران گوید **قوله**

تو خود حیات دگر بودی اے زمانِ وصال ｜ خطا نگر که دل اُمید در ہواے توبست

زمان وصال محبوب معنے آنست که اے محبوب من مدتے در عشق تو بسر بردم و احتمال بلا ہا نمودم اما چون نیک نگاه کردم زندگی بخش دیگران بودے پس خطاے دل ما بین که اُمید وفا از تو داشت چه معشوقان از کمالِ استغنا که دارند گوش بسخن کسے نمیدارند و بحال کسے نے پردازند بنا بر آن مصرعِ ثانی بزبانِ معشوق گوید **قوله**

ز دستِ جورِ تو گفتم ز شهر خواهم رفت ｜ بخنده گفت که حافظ برو که پای توبست

جور محرومی از وصال که بر عاشق بمنزلهٔ جور است نه که فی الواقع معاذ الله که جور از آنحضرت صدور
یابد معنے بیت اظهر است غزل

خلوة گزیده را بتماشا چه حاجتست	چون کوی دوست هست بصحرا چه حاجتست

معنے آنست که آن کسے را که تارک دنیا شده اختیار گوشهٔ عزلت نموده بتماشای جهان چه کار و چون
ازهمه بریده مانند پاے شکستگان مجاور کوی محبوب گردیده مسکن و ماوائے خود ساخته بصحرا
چه حاجتست و چون کار مسترشد بے مدد مرشد بجاے نمیرسد بنابران گوید قوله

جانان بحاجتے که ترا هست باخدا	آخر دمے بپرس که ما را چه حاجتست

معنے آنست که اے مرشد طریقه سوگند ترا بحاجتے که باخدائے خود داری آخر دمے باستفسار
احوال ما بکوش که ما چه حاجت داریم و چون عاشق را که مسترشد است بسا مقامے روے میدهد
که دران مقام ملاح را که مرشد است گنجائش نمیباشد بنابران بحصول مدارج اعلی می شتابد قوله

آن شد که بار منت ملاح بردمے	گوهر چو دست داد بدریا چه حاجتست

ملاح مرشد گوهر وصل و عرفان دریا عشق یعنے آن وقت گذشت که منت مرشد بردمے و توسل
بعشق جستمے اکنون وقتے دست داده و حالتے روے نموده که بملاح که مرشد است و دریا که عشق است
کارے ندارم زیرا که آنها سبب عرفان اند و چون بسبب عرفان رسید بدریا و ملاح که سبب اند
چه کار سوال هیچکس را از سلف و خلف بمرشد این قسم بے التفاتی رو نداد پس از خواجه که تبع تابعین است
این نوع گستاخی چه باشد جواب باید دانست که آداب مرشد را مقامات هست که در حضور گنجائش
نباشد جبرئیل ع را که مرشد وقت رسول ع بود گنجائش نبود که لِي مَعَ اللهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِي فِيهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ
وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ ویا آنکه گوییم که این کلام بمرشد نیست که سوے ادب را دران مدخل باشد
بلکه بمحبوب حقیقی عرض میکند چون خواجه بمقصود اصلی پیوست بنابران بشکر نعمت بموجب
أَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ برزبان میراند که آن وقت گذشت که میان ما و تو واسطه بود که عرض
حال بدو میکردم و بار منتش بسرے بردم اکنون که از عنایت تو غنچهٔ مرادم بکشاد و مقام حضور
دست داد بعرض حال خود می پویم و جواب آنرا خود میجویم باید دانست که اگرچه احتیاج
لازمهٔ عاشق است اما چون شایان عاشق و مناسب طالب آنست که باراده معشوق راضی بود

وبفعل محبوب خورسند بودیم نه زنند که اَلْاِرَادَةُ مِنَ لَا اِرَادَةَ بنابران گوید قوله

ارباب حاجتیم و زبان سوال نیست	در حضرت کریم تقاضا چه حاجتست

معنے آنست که اے محبوب من اگرچه ما از ارباب احتیاج هستیم لیکن سوال کردن نے توانیم چرا که تو کریم هستی و درجناب کریم تقاضا احتیاج ندارد چه کریم آنست که ناخواسته عطا کند و چون احوال عاشق دمبدم هرچه نکه هست بر معشوق اظهر من الشمس است بنابران گوید قوله

جام جهان نماست ضمیر منیر دوست	اظهار احتیاج خود آنجا چه حاجتست

دوست عبارت از محبوب حقیقی شد و معنی بیت اظهر است حاجت تحریر ندارد و چون حال عاشق مختلف است گاه قبض گاه بسط که مُشَاهَدَةُ الْاَبْرَارِ بَیْنَ التَّجَلِّیْ وَالْاِسْتِتَارِ بنابران از مقام قبض که اخفای تجلی است و آن موجب اضطراب عاشق است مے گوید قوله

اے بادشاه حسن خدا را بسوختیم	آخر سوال کن که گدا را چه حاجتست

معنے آنست که اے بادشاه حسن از آتش هجران تو خرمن هستی ما سوخته شده بواسطهٔ خدا رحمے نما و بحال ما پرداز و یکمرتبه بپرس که آن گدا را چه حاجت است و چون معشوق هردم توقفے و تاخیرے در وصل مے آرد و حجتے درمیان مے افگند و آن موجب قتل عاشق میگردد بنابران گوید قوله

محتاج قصه نیست گرت قصد جان ماست	چون رخت از آن تست بیغما چه حاجتست

قصه گفتگو و تاویل رخت جان معنے آنست که اے محبوب من اگر قصد جان ما داری بکبیر احتیاج گفتگو و تاویل چیست که دریغ جان خود نمیکنم اما التماس ما اینست که چون این جان از حیطهٔ تصرف تو بیرون نیست و یکے از اسیران تست چه حاجتست که چنین بیباکانه در تاراج آن سعی مینمائی و چون تقاضا شایان عاشق نیست بنابران بدل حزین خود تسلی میدهد و یا زبانی معشوق است قوله۔

اے عاشق گدا چو لب روح بخش یار	میداندت وظیفه تمنا چه حاجتست

معنے آنست که اے عاشق فقیر چون لب روح بخش یار که عبارت از لطف محبوب است وظیفهٔ ترا میداند و بحال تو بینا است پس تمنای تو چه حاجت و ازین بیقراری ترا چه نفع و یا آنکه خطاب بدل برائے تسلی است و چون مشغول شدن عاشق بگفتگو سدراه است بنابران گوید قوله

اے مدعی برو کہ مرا با تو کار نیست	احباب حاضرند باعدا چہ حاجتست

مراد از احباب معشوق و اعدا منکر اگرچہ اینہا لفظ جمعند مراد ازان مفرد است چنانچہ اگر نزد شخصے دوستے و دشمنے نشستہ باشد و گوید کہ مرا بدوستان کارست نہ با دشمنان مراد ہمان دوست و دشمن ہست معنے آنست اے منکر برو کہ مرا بتو کار نیست چراکہ معشوق ما حاضر و ناظر است او را گذاشتہ باعدا کہ توئی کارے نداریم چون آن ہنر و عیب ہرکس از سخنانش ظاہر است حاجت تقریر ندارد بنابران گوید قولہ

حافظ تو ختم کن کہ ہنر خود عیان شود	با مدعی نزاع و محاکا چہ حاجتست

نزاع جنگ محاکا حکایت بایکدیگر کردن مراد گفتگو غزل

خوشتر ز عیش صحبت باغ و بہار چیست	ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست

باغ کنایہ از دلست بہار یعنے گل چنانچہ در مخزن است ۵ رسم ترنجست کہ در نو بہار * پیش دہد میوہ پس آرد بہار * مراد ازان مشاہدات ساقی مراد مرشد و نیز وعدۂ آلہی و جذبۂ عشق بہر نوع صورت می بندد معنے آنست کہ خوشتر ازین عیش کہ بصحبت باغ کہ کنایہ از مراقبۂ دلست و تماشاے بہار کہ مشاہدات تجلیات است چیست کہ در پے آن باشم و چون این آوان میخواری و آن موقوف بمدد ساقیست بنابران گوید کہ ساقی مرشد است کجا بگوئید باو کہ سبب چندین انتظار چیست ای باید کہ توجہ کرمیانہ بحال ما نمائی یعنے ساغرے کہ کنایہ از محبت ذاتیست بما عطا نمائی تا بنوشیدن آن بعیش مذکورہ اشتغال نمایم سوال چون حصول عشق ننمودہ بود مشاہدات تجلیات از کجا بود جواب مشاہدات بسبب صفائی دل کہ از زہد و تقوی میشود و نیز روے میدہد و چون سالک را میباید کہ بہر وقت کہ فراغ خاطر روے دہد در میخواری کہ عشقبازیست بکوشد بنابران گوید قولہ

ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار	کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

معنے آنست کہ چون کسے را بانجام کار خود آگاہی نیست کہ چہ نست پس باید کہ نظر بر لطف معشوق داشتہ ہر وقت خوش کہ کنایہ ازان فراغ دل است میسر آید مغتنم شارد و بمیخواری اشتغال نماید و در خوف و رجا این و آن نشود و چون این عمر دو روزہ محل ثبات و اعتماد نیست بنابران گوید قولہ

پیوند عمر بستہ بموئیست ہوش دار	غمخوار خویش باش و غم روزگار چیست

معنے آنست کہ پیوند عمر بستہ بموئیست یعنے زندگی محل اعتماد نیست پس باید کہ ہوش را کار

کارفرمائی دغم خود خوری و درحصول عشق سعی نمائی وغم زمانه چیست که بدان مشتغل شوی وچون کارے بهتر از عشق نیست بنابران گوید قوله

جز طرف جویبار و مے خوشگوار چیست	معنئے آب زندگی و روضۂ ارم

آب زندگی آبحیات مراد ازان عشق که موجب حیات سرمدیست روضۂ ارم باغ بهشت کنایة از دل مصفا ودرین بیت لف ونشر غیر مرتب چه طرف جویبار برروضۂ ارم درخواست وے خوشگوار باب زندگی معنئے آنست که معنئے آبحیات وروضۂ ارم جزئے خوشگوار وجویبار چیست یعنے طرف جویبار که کنایة از دل مصفا است بمنزلہ روضۂ ارم است وے خوشگوار که کنایت از محبت ذاتیست بجاے آب حیات است می باید که بحصول تصفیۂ دل وحصول عشق ساعی باشم که بهتر ازین هیچ نیست وچون عابد وزاهد وعاشق همه کس طالب آن ذات اند بنابران گوید قوله

ما دل بعشوۂ که دهیم اختیار چیست	مستور ومست هر دو چو از یک قبیله اند

مستور عابد وزاهد وصوفی معنئے آنست چون عابد وزاهد وصوفی ومست وعاشق ورند از یک قبیله اند یعنے همه طالب آن ذات اند وجویاے او ما طالب که باشیم وکرا اختیار نمائیم وچون دانست که موقوف بنصیب است فرمود اختیار چیست یعنے اختیار او ست وچون عاشق راے باید که بسبب تقصیرے که ازو واقع شود نومیدی رابخود راه ندهد که لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ بنابران گوید قوله

معنئ عفو ورحمت آمرزگار چیست	سهو وخطاے بنده گرش اعتبار نیست

معنئے آنست که اگر خطا وفراموشی عاشق رانزد معشوق اعتبارے نیست پس معنئ عفو ورحمت آمرزگاری چیست واین تلمیح است بحدیث اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاءَ وَالنِّسْيَانَ واین رو کسانیکه اینمعنے راقبول ندارند از سهو وخطاے خویش بغضب خدا گرفتار اند باید دانست که عاشق را هردم غمے وبلاے روے میدهد چرا که العشق تمام المحنة والبلاء وعاشق ناقص اینهمه اندوه وبلا را از گردش فلک دانسته زبان بملامت ومذمت چرخ میکشاید وچون فی الحقیقت اینهمه بارادۀ وامر الٰهی است بنابران گوید قوله

اے مدعی نزاع تو با پرده دار چیست	راز درون پرده چه داند فلک خموش

معنئے آنست که اینهمه اندوه وبلا ورنج که برعاشق نزول میکند خالی از حکمے نیست وبارادہ

الہی است فلک رابایں اختیارے و وقوفے نیست پس اے مدعی خموش باش و زبان از ملامت فلک کوتاہ کن کہ این بیچارہ بمنزلۂ پردہ دار است و محکوم حکم او و نزاع تو باپردہ دار چیست یعنی بیہودہ است واین بیت رد فلاسفہ است کہ خیر و شر و نیک و بد را بفلک وابستہ و موثر حقیقی ایشان را دانند و بیان آن بواضح ترین در بیت سیر سپہر و دور قمر راچہ اعتبار مرقوم شدہ چون آن انجام کار ہر یکے امر یست مبہم ازانجہتہ کہ موقوف بعلۃ نیست کہ قِیلَ مَنْ قَبْلَہٗ لَا لِعِلَّۃٍ وَرَدَّ مَنْ رَدَّہٗ لَا لِزَلَّۃٍ بنابران گوید قولہ

زاہد شراب کوثر و حافظ پیالہ خواست	تا درمیانہ خواستۂ کردگار چیست

شراب کوثر کنایہ از زہد و تقوے و صلاح پیالہ مراد عشق مجاز چہ بنوشیدن شراب مجاز پیالہ در کار است ہمچنین بحصول عشق حقیقے عشق مجازی میباید کہ اَلْمَجَازُ قَنْطَرَۃُ الْحَقِیْقَۃِ و نیز کنایہ از میخواری از ذکر سبب و ارادۂ مسبب و مراد ازان طریقۂ ملامتیہ معنے آنست کہ زاہد بزہد و صلاح و تقوے خود مغرور و حافظ بعشقبازی و طریق ملامتیہ مسرور اما باید دید کہ درمیان من و او خواستۂ کردگار چیست یعنی کدام کس بوصل او رسد۔

غزل

خیال روے تو در ہر طریق ہمرہ ماست	نسیم موے تو پیوند جان آگہ ماست

خیال درینمقام بفتح خا کہ بمعنے صور خیالیہ کہ در دل میگذرد نہ بکسر خا کہ بمعنے قوت است از قواے انسانیہ معنے آنست کہ اے محبوب من اگرچہ بصورت از مشاہدۂ روح افزاے تو مہجوریم اما در ہر جاے و ہر حالے کہ ہستم بخیال تو مسرور دمے از تو غافل نیم و نفسے از خیال تو عاطل نہ و نسیم کوے تو کنایہ از محبت و یا ذوق مشاہدۂ تست مونس و زندگی بخش جان آگہ ماست آرے اگر خیال محبوب در پیش چشم عاشق اینچنین موجود نباشد مرغ جان عاشق قفس اجسام را بشکند و پرواز بسوے گلزار بے نشان کند و چون مر عاشق را براے رد مدعیان و منکران دلیلے شافی و برہانے کافی بہتر از جمال محبوب نیست بنابران گوید قولہ

برغم مدعیانے کہ منع عشق کنند	جمال چہرۂ تو حجت مُوَجَّہ ماست

معنے آنست کہ اے محبوب من علے رغم مدعیانے کہ مارا مانع عشق تو میشوند و زبان طعنہ بر ما دراز میکنند براے رد شان نیکوترین حجت ما جمال چہرۂ تست کہ ترک عشق اینچنین صورتے زیبا و شکلے رعنا چگونہ باید نمود نقلست کہ چون زلیخا بر یوسف علیہ السلام عاشق شد عنان

طاقتش از دست رفت زبان خلق بر دو دراز شد تا آنکه جماعتی از زنان خویش و اقربای او جمع شده
بر او آمدند و ملامت کردن گرفتند که هیچ شرم ترا نمی آید که بر غلام زرخرید خود عاشق شده زلیخا جواب
داد که زبان تعرض کوتاه کنید کسی را که من دیده ام اگر شما به بینید یکی همچو ما شوید همه ابا نمودند و
گفتند ما همچو تو نه ایم زلیخا همه را روزی ضیافت کرد و از هر اقسام و انواع و اطعمه و اشربه موجود ساخته
پیش هر یک آورد و کاردی و ترنجی نیز پیش هر یک علاحده نهاد و گفت ساعتی توقف کنید تا من نیایم
دست بطعام نبرید زلیخا پیش یوسف رفت و گفت ای محبوب من زبان تعرض خلق بر ما دراز شده
بیرون آی و جمال جهان آرای خود را بنما و زبان تعرض ایشان از ما کوتاه کن یوسف اول ابا آورد
و آخر الامر چون عجز و زاری زلیخا بیشتر دید قبول کرد و جامهای فاخر در بر گرفته و آراسته و پیراسته
با صد هزار ناز بمجلس این طاعنان در آمد بمجرد دیدن همه را نظر بر یوسف دوخته شد و عنان طاقت
از دست رفت و بجدی شیفته جمال وی شدند که هر یک بجای ترنج دستهای خود را قلم ساختند
چون یوسف علیه السلام بمحل خود رفت آن طاعنان بهوش آمدند چه بینند که دستها قلم شده زلیخا گفت
فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ همه سر ندامت در پیش افگندند زلیخا گفت ای طاعنان بگید بدین حالت
شما چنین شد پس ملامت شما بر ما روا نیست باید دانست که معشوق برای امتحان عاشق و فریب
دادن او لطف قهر آمیز در کار میکند بعضی مشغوف آن شده از کار در می افتند و بعضی همچنان
بحصول مدعا که وصل ست سرگرم میباشند و فریفته آن نمیشوند بنا بران گوید قوله

هزار یوسف مصری فتاده در چه ماست	ببین که سیب زنخدان تو چه میگوید

سیب زنخدان عبارت از لطف قهر آمیز محبوب ست چیست میدانی زنخدان در صفات و لطف
کرده قهر میماند بذات ✽ یوسف مصری کنایه از عاشقان بالله و مشتاقان لله و چه اشارت
بر کوک که زیر زنخدان باشد معنی آنست که ای محبوب من من واله این لطف قهر آمیز تو نخواهم
شد و دست از حصول مدعا که وصلست باز نخواهم داشت چرا که ببین که لطف قهر آمیز تو چه میگوید که
هزاران هزار عاشق افتاده اینجا و فریب ما اند و یا آنکه ای محبوب من تنها نه من مفتون و فریب خوردهٔ
لطف قهر آمیز توام بلکه ببین که لطف قهر آمیز تو چه میگوید که هزاران هزار عاشق افتاده اینجا فریب
ما اند باید دانست که بی جذبهٔ ذاتیه جلبیه کار عاشق پیش نمیرود که اَلْجَذْبَةُ مِنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ تُوَازِيْ عَمَلَ الثَّقَلَيْنِ

وحصول آن ہمہ عاشقان میسر است لیکن موقوف بر استعداد و بنا بران گوید **قوله**

اگر بزلف دراز تو دست ما نرسد	**گناه بخت پریشان و دستِ کوتهِ ماست**

زلف مراد جذبہ کہ ؎ زلف نام جذبۂ ذاتِ حق است + دل کہ قیدش گشت جانِ مطلق است + و درازی زلف اشارہ باحاطۂ جذبۂ ذاتیہ مرجمیع عاشقان را و باہمگی مخلوقات کہ در عشق اوست معنی آنست کہ اے محبوب من اگر دست ما بجذبۂ ذاتیہ جلیہ علیہ تو نرسد و حصول آن میسر نباید ہیچ نکوہش و ملامت بجناب تو عائد نیگردد بلکہ این گناہ بخت پریشان و دست کوتہ من است کہ مرا چنین بخت کجا و استعداد کو و گرنہ از جانب مبدا ہیچ بخلی نیست ہرچہ ہست از بے استعدادی ماست کما قال اللہ فلا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنْفُسَكُمْ و ناظم نیز جاے دیگر گفتہ است ؎ ہرچہ ہست از قامت ناساز بے اندام ماست ورنہ تشریف تو بر بالاے کس کوتاہ نیست + سوال ازین بیت معلوم میشود کہ حصول عشق میسر شدنی نیست و ابیات بالا مقتضے حصول عشق است چراکہ ہمراہی خیال معشوق در ہرحال و ہرجا خاصۂ عشق است جواب آنست کہ ازین بیت معلوم میشود کہ تقاضاے جذبۂ ذاتیہ نباید چراکہ عشق چیزے دیگر و جذبۂ ذاتیہ چیزے دیگر عشق افراط محبت را گویند کہ اَلْعِشْقُ اِفْرَاطُ الْمَحَبَّةِ کہ دمے بے یاد او نمیتواند ماند کہ ؎ بہ بیداریش فتنہ بر خد و خال + بخواب اندرش پاے بند خیال + تو گوئی بچشم اندرش منزلست + وگر چشم برہم نہی در دلست + وجذبۂ ذاتیہ کششے را گویند کہ معشوق بدان عاشق را بخود منجذب سازد و مدار کار برین است ؎ تاکہ از جانب معشوق نباشد کششے + کوشش عاشق بیچارہ بجاے نرسد + و باید دانست کہ بسا کس از عاشقان ہستند وجذبۂ الٰہی را در نیافتہ اند چنانچہ در جوامع الکلم ملفوظ نصیر الدین چراغ دہلی مرقوم است کہ روزے جماعتے از ابدالان در طواف و سیر بودند یکے از ایشان گم شد دیگران چون چنین دیدند کہ شخصے از میانِ ما گم شد کہ خدا و ندا در باب آن شخص چہ حکم میشود بجاے او دیگرے آریم یا ہمونرا استقامت میشود فرمان شد کہ ہم از وے بپرسید بجستند دیدند در خانہ مبہوت نشستہ گفتند ترا چہ افتاد گفت در اثناے طواف بودم عورتے را برین در دیدم مبتلاے او شدم گفتند اکنون بخیز گفت چون خیزم دل کجا میرود پاے کرا یاری میکند آن ابدالان مناجات کردند چہ فرمان میشود بجاے او دیگرے آریم یا ہمون را استقامت میشود فرمان شد کہ او را بپرسید عورتے را کہ مبتلاے اوئی از وچہ آرزو داری گفت یک کنارے فرمان شد تو دستہا بکشا ما او را بتو میفرستیم دستہا

فراز کرد صورتے بروے ظاہر گشت این مرد اورا در کنار گرفت ندا آمد کہ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا چون نظر کرد ہیچ درمیان ندید مرد ابدال را جذبہ رسید سوزی و طلبی خواست سبحان اللہ ابدال بود طالب نبود و یحتمل کہ از زلف دراز مراد عالم کثرت و تفرقہ کہ حاجت روے تست معنی آنست کہ اے محبوب من اگر دست من بدین تعینات کہ حاجب روے ذات تو شدہ اند نمیرسد و رفع اینہا نمودہ راہ بمشاہدہ روے تو کہ وحدت حقیقے است نیتوانم گناہ بخت منست و بے استعدادی ما و تقصیرے از جانب تو نیست باید دانست کہ حاجب درخلوت سرائے کہ وحدت حقیقے است ابلیس است کہ مانع است سالکان مگر کسانے راکہ مامور بدخل آن شدہ اند بنابران گوید قوله

بحاجب درخلوتسرائے خاص بگو	فلان ز گوشہ نشینان خاص درگہ ماست

حاجب دربان اینجا مراد ابلیس کہ نگہبان در وحدانیت است و مانع سالکان احدیت ست۔ خلوتسرائے خاص وحدت حقیقی معنے آنست کہ اے محبوب من با بلیس کہ نگاہبان در وحدانیت است و مانع سالکان احدیت بفرما کہ فلان یعنے حافظ اگرچہ گاہ است اما از گوشہ نشینان خاص این درگاہ است و قوله

بصورت از نظر ما اگرچہ محجوب است	ہمیشہ در نظر خاطر مرفہ ماست

اگرچہ بسبب عالم جسمانی از ما دور افتادہ امادام در نظر خاطر مرفہ ما است کہ نگاہداشت آن بر ہمگنان لازم و معنے مصرع را اگر این معنے مرقومہ مراد نباشد پس خلل در معنی می افتد چہ از نظر اللہ تعالے ذرہ پوشیدہ نیست و بگو بآن حاجب قوله

اگر بسائلے حافظ درے زند بکشائے	کہ سالہاست کہ مشتاق روے چو نمہ ماست

اگر حافظ بسائلے فتحباب درے کہ تو حاجب اوئی نباید بکشا و مانعش مباش کہ سالہا است کہ متوجہ درگاہ ما است و مشتاق روے چون ماہ ما است

غزل

خمے کہ ابروے شوخ تو در کمان انداخت	بقصد جان من زار و ناتوان انداخت

خم کجی ابرو مراد وجود بشریت از انرو کہ ابرو حاجب چشم است و وجود سالک نیز حجابیست مر سالک را از وصل ذات حق کمان تصویر صورت اوست و کمال جمال ابرو در کجی است معنے آنست کہ اے محبوب من ابروے شوخ تو کہ وجود ما است کمان وار بر آمدہ محض بقصد جان زار ناتوان است از براے

قتل من است یعنی اے جانمن این جسم ما کہ از عدم بوجود آوردہ و حاجب وار درمیان انداختہ و حالت قرب را بعد مبدل ساختہ محض ازبرائے قتل منست کہ موجب خونخواری من شدہ وچون عشق نصیبۂ ازلی است نہ امروزی بنابران گوید **قولہ**

زمانہ طرح محبت نہ این زمان انداخت	نبود رنگ دو عالم کہ رنگ الفت بود

معنے آنست کہ اے محبوب من در زمانہ رسم محبت و طریق عشق نہ الحال وضع شدہ بلکہ ازین ہر دو عالم رنگے و بوے یعنے اثرے و نشانے نبود کہ محبت بود کہ خود فرمودہ کُنتُ کَنزًا مَخفِیًا فَاَحبَبتُ الخ بلکہ ہمین محبت واسطۂ ایجاد کونین گردیدہ وچون موجب عشق و سوختگی و بیقراری عاشق غیر از مشاہدۂ محبوب نباشد گوید **قولہ**

کہ آب روی تو آتش در ارغوان انداخت	شراب خوردہ و خو کردہ کے شدی بچمن

شراب خوردہ مست خو کردہ باکمال جمال چہ عرق بر روے موجب ازدیاد حسنست چمن دل وجود عاشق ارغوان کنایہ از عاشق **معنے** آنست کہ اے محبوب من باکمال جمال واز شراب تازہ سرمست کے درچمن دل ما ظہور کردی کہ اینہمہ آتش در خرمن دل ما افتادہ واین استفسار بر طریق تجاہل و انکار محبوب است یعنی تو خود میدانی کہ این سوختگی و بیقراری ما محض بنمایش جمالِ باکمال تست وچون جمال محبوب موجب فتنہ و شہرۂ عالم است گوید **قولہ**

فریب چشم تو صد فتنہ در جہان انداخت	بیک کرشمہ کہ نرگس بخود فروشی کرد

معنے آنست کہ اے محبوب من نرگس بیک کرشمہ کہ مناسبت و تشبیہ بچشم محبوبان دارد خود فروشی کرد و تو بخوبی شہرۂ عالم گردیدہ و نگاہ چشم تو فتنہا در عالم انداختہ و عالمے را مفتون خود ساختہ اگر بخوبی شہرۂ آفاق گردد چہ عجب باشد وچون در چشم عاشق عزیزتر از ظہور محبوب نہ گوید **قولہ**

چہ کلک بود کہ این خط دل نشان انداخت	خراب و خستۂ قد تو ام تعالے اللہ

تعالی اللہ لفظے است کہ در محل بزرگی استعمال میکنند **معنے** آنست کہ اے محبوب من مفتون و عاشق قد تو کہ کنایہ از امتداد ظہور است در اشباح کائنات ہستم چہ کلک بود و لے چہ نیکو ارادہ بود کہ بدان امتداد ظہور کردی یعنے خود را بتجلیات متنوعہ و ظہورات متنوعہ درمیان اشباہ کائنات و اجسام موجودات در نمایش آوردہ و ظاہر ساختہ **قولہ**

صبا حکایت زلف تو درمیان انداخت	بنفشہ طرۂ مفتول را گرہ میزد

یعنے عاشق بنفشہ کردار طرۂ مقتول کہ ذات اوست گرہ میزد یعنے آراستگی میداد یعنے دم از خوبی وکمال میزد صبا کہ کنایہ از مرشد است حدیث زلف کہ عشق است درمیان آورد یعنے محض سبب عشق اوست کہ ترا بدین پایہ رسانیدہ دگرنہ تو کجا واین کمال کجا قولہ

زشرم آنکہ بروے تو نسبتش کردند	سمن بدست صبا خاک در دہان انداخت

معنے یعنے سمن کہ از صبا خاک بروافتادہ گویا کہ بسبب شرم اینکہ مرا ورا نسبت بروے تو کردند خاک در دہن خود انداختہ کہ من کجا وآن رو کجا وچون عشق موجب شغل مے ومطرب است گوید قولہ

من از ورع مے ومطرب ندیدمے زین پیش	ہوای مغبچگانم درین وآن انداخت

هرگز

معنے آنست کہ من از غایت ورع وتقوے ہرگز مے ومطرب نگاہے نیکردم لیکن عشق محبوبان مارا در مے ومطرب انداختہ قولہ

ببزمگاہ چمن دوش مست بگذشتم	چو از دہان توام غنچہ در گمان انداخت

معنے آنست کہ دوش در عالم مستی جوشان بسیر چمن رفتم برلے آنکہ غنچہ را کہ نسبت بدہن تو مید ہند مرا در گمان انداخت کہ فے الواقع ہمچنانست یا نہ معاینہ باید کرد قولہ

کنون بآب مے لعل خرقہ مے شویم	نصیبۂ ازل از خود نمیتوان انداخت

معنے آنست کہ الحال عشق محبوبان مرا در مینوشی بجاے رسانیدہ کہ شست وشوے خرقہ بمے میکنم واین کنایہ از استغراق بمینوشی است وچون این نصیبۂ ازلیست ترک این نتوان کرد بلکہ بجان قبول باید نمود قولہ

جہان بکام من اکنون شود کہ دور زمان	مرا بہ بندگی خواجۂ جہان انداخت

زمان

خواجۂ جہان محبوب بکار شدن جہان مراد از حصول مدعا است معنے آنست کہ گردش فلکی مرا در عشق آن معشوق انداخت معلوم من گردیدہ کہ البتہ جہان اکنون بکام من شود یعنے بر مدعای مقصد خود فیروز گردم وچون کار حکیم محض صواب دید مریض است لہذا گوید قولہ

مگر کشایش حافظ درین خرابی بود	کہ قسمت ازلش در مے مغان انداخت

معنے آنست کہ قسام ازلی کہ محبوبست قسمت حافظ را در مے مغان انداخت یعنی عشقبازی نصیب وے ساخت تحقیق کشایش کار حافظ و برآمد مقاصد ومطالب وے درین است چہ کار حکیم جز

صواب دید مریض نمیشاید پس کار حکیم حقیقی چگونه خالی از مصلحت عاشق باشد **غزل**

تاب آن زلف پریشان تو بے چیزی نیست	خواب آن نرگس فتّان تو بے چیزی نیست

خواب کنایت از اخفا و بطون و تغافل **نرگس** نام گلے ست مشهور کنایت از چشم **فتّان** فتنہ انگیز مراد از نرگس فتان چشم و مراد ازان ذات کہ سو ہست چشم اینجا بمعنے نقد ذات + کو عیان بیند وجود کائنات + **تاب** پیچ مراد ازان آراستگی چہ آراستگی زلف در تاب است **زلف پریشان** عالم کثرات و تعینات معنے آنست کہ اے محبوب من اخفاے آن مشاہدۂ ذاتیہ کہ در عالم اطلاق داشتم و آراستن این زلف پریشان را کہ کنایہ از ظہور عالم کثراتست بچیزے نیست یعنے خالی از علتے نیست محض خرابی و پریشانی ما است و چون موجب گرفتاری عاشق بغیر از لطف معشوق نتواند بود بنا بران گوید **قوله**

کاین شکر گرد نمکدان تو بے چیزے نیست	از لبت شیر روان بود کہ من میگفتم

لب صفت متکلمی **شیر** کنایہ از سخن اخلاص و محبت **این شکر** مراد فضل و لطف **نمکدان** کنایہ از دہن معنے آنست کہ اے محبوب من وقتے کہ در عالم اطلاق بودم و مقید بقید جسمانی نمی شدم آنوقت از کمال لطف کہ بر ما امید داشتی سخنان اخلاص و محبت از تو بظہور میرسید کہ یَا عَبْدِیْ اَنْتَ عِشْقِیْ وَمُحَبَّتِیْ وَ اَنَا عَاشِقٌ وَمُحِبٌّ لَكَ وَخَلَقْتُ الْاَشْیَاءَ لَكَ وَخَلَقْتُكَ لِیْ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ من ہمان وقت میگفتم کہ چندین لطف و فضل از مصلحتے نیست محض برائے گرفتاری ما است آخر ہمچنان شد کہ والۂ آن سخنان گردیدہ مبتلاے قید جسمانی شدیم و اختیار این بار گران کہ شدائد عشق است نمودم سو مہربانیہاے لیلے کرد مجنون را خراب + ورنہ این بیچارہ را میل گرفتاری نبود + و یا آنکہ از لبت شیر روان یعنے تو در عالم طفلی بودی چہ ہر کرا الطفلی نسبت میدہند گویند کہ ہنوز شیر از دہن تو میچکد و بوے شیر از دہن تو نرفتہ و مراد از طفلی روز ازل کہ اللہ تعالے ظہور خود بکمال کردہ و چندین تجلیات متنوعہ و انوار متلونہ نمودہ حاصل آنست کہ از روز ازل میگفتم کہ چندین لطف و فضل بر ما خالی از علتے نیست باید دانست کہ چون اللہ تعالے بصفات نامتناہیہ ظہور نمود صفات لطفیہ او ہمہ را در جور و زیبا نمود و از صفات قہریہ چون موافق خواہش انسان نیست نوے در خاطر روے داد و چون صفات قہریہ او خالی از حکمتے نیست گوید **قوله**

جان من باد فدای تو یقین میدانم	در کمان ناوک مژگان تو بیچیزے نیست

کمان کنایه از ابرو و مراد ازان صفات ازان رو که ابرو حاجب چشم است صفات نیز حاجب ذاتست ناوک مژگان صفات قهریه معنی آنست که اے محبوب من جان فداے تو باد که بیقین میدانم که درمیان صفات اگر ظهور صفت قهریه نمودی همه بگستاخی آمدندی و اطاعت امراو نکردندی چون محبوب حقیقے روے خود را که وحدت حقیقی است زیر پردهٔ زلف که عالم کثرات و تعینات است مخفی ساخت ابلیس را که مظهر اسم المضل است حاجب آن درگه وحدتست گردانید تا هر بوالهوسے را راه ندهد چون خالی از حکمتے نیست گوید قوله

چشمهٔ آب حیات است دهانت اما	بر لبش چاه زنخدان تو بیچیزے نیست

در رسالهٔ حق الیقین نوشته که چون وحدت متعین گشت نقطه از سرعت انقضا و تجدد تعینات متباینه مانند خط صورت بست ازینجا میرسد که دهان اشارت بران نقطه وحدت باشد و چاه زنخ عبارت از مظهر اسم المضل که مانع وصول است معنی آنست که اے محبوب من دهان تو که نقطهٔ وحدت است چشمهٔ آبحیات است لیے زندگی بخش عاشقانست اما بر لب او اے بردراه چاه زنخدان یعنی مظهر اسم المضل که شیطان است خالی از مصلحتے نیست که ۵ وجود لیشه دارد حکمت انجام ٭ فکیف شیطان و چون ظهور این تعینات متنوعه و کثرات متکثره محض براے معرفت خود است بنابران گوید قوله

دوش باد از سر کویت بگلستان بگذشت	اے گل این چاک گریبان تو بیچیزے نیست

دوش ازل باد اراده کوے اشاره بکوے محبت گلستان وجود حقیقے باعتبار جامعیت اسمای الٰهیه بحکم وَلِلّٰهِ جَنَّةٌ لَيْسَ فِيهَا حُوْرٌ وَلَا قُصُوْرٌ يَتَجَلّٰى رَبُّنَا ضَاحِكًا گل ذات حق باعتبار شهود شیونات اظهار معنے آنست که روز ازل باد اراده از سر کوے محبت بگلستان وجود تو وزید یعنے خواهشے بتو روے داد که كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ بنابران شهود چندین شیونات نمود پس اے گل یعنے اے محبوب من این چاک گریبان تو یعنے این شهود شیونات تو بے چیزے نیست بلکه محض براے معرفت خود است فَخَلَقْتُ لِاُعْرَفَ و محتمل که دوش باد فیض که کنایه از عشق است از سر کوے آن محبوب بگلستان وجود عاشق وزیده و او را چون گل گریبان چاک گردانیده پس اے گل یعنے اے عاشق این گریبان چاکے تو که کنایه از رسوائی د

وپریشانی است بیچیزے نیست اے بسبب عشق است وچون اندوہ لازمۂ عاشق است وآن بسبب عشق است گوید۔ قوله

مبتلاے بغم محنت اندوہ فراق	ایدل این نالہ وافغان تو بیچیزے نیست

معنے اے دل من مبتلاے غم واندوہ فراق ہستی ودمبدم در نالہ وافغان میکوشی این نالہ وافغان بیچیزے نیست اے بسببے است یعنی بسبب ہجر یا بطلب وصال وچون عشق نہفتنی نیست بنا بران گوید قوله

درد عشق ارچہ دل ازخلق نہان میدارد	حافظ این دیدۂ گریان تو بیچیزے نیست

معنے اگرچہ دل تو درد عشق راازخلق نہان میدارد وبکسے سخن نمیراند اما این دیدۂ گریان تو بیچیزے نیست اے موجب ظہور رسوائی ست۔ غزل

خم زلف تو دام کفر ودین است	زکارستان تو یکشمہ اینست

زلف مراد جذبہ ومراد از خم کشش از ذکر سبب وارادۂ مسبب کارستان بوالعجبہا شمہ اندک معنے آنست کہ اے محبوب سحر ساز واے معشوق فسون پرداز کشش جذبۂ عشق تو دام کفر ودین است کہ از امور متضادہ اند یعنے چہ مومن وکافر وصادق وفاسق ومطیع وعاصی و عالم وجاہل وعاقل ومجنون وخوب وزشت مدام عشق تو گرفتار اند وبدام در تسبیح تو اند وتراجویان کہ یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ازینجاست کہ سعدی گفت ؎ نہ بلبل برگلش تسبیح خوانیست کہ ہرخارے بہ تسبیحش زبانیست ؛ بلبل انبیا واولیا ومومنین گل مراد ذات ایزد بیچون خار کفار وعاصی وطاغی اندکے از بوالعجبہاے امر اینست کہ امور متضادہ راکہ اَلضِّدَّانِ لَا یَجْتَمِعَانِ است فراہم آوردہ باید دانست کہ مُشَاہَدَۃُ الْاَبْرَارِ بَیْنَ التَّجَلِّیْ وَالْاِسْتِتَارِ چون اخفاے معشوق موجب قتل عاشقان است گوید قوله

جمالت معجز عیسے ست لیکن	حدیث غمزہ ات سحر مبین ست

معنے آنست کہ اے محبوب من مشاہدۂ جمال روح افزاے تو اگرچہ معجزۂ عیسویست کہ مردگان بادیہ خونخوار عشق راجان بخشی مینماید اما حدیث غمزہ تو یعنے غمزۂ تو کہ استغنا وعدم التفات واخفا است بقتل عاشق سحریست آشکارا کہ بقتل عاشق موے فروگذاشت نمیکند وچون مدام محبوب درپے قتل عاشق است ازانکہ تا عاشق بفنا نرسد بقا نیابد بنا بران گوید قوله

بخونِ من کمان اندر کمین است	چگویم وصل آن چشمے کہ اورا

چشم مراد ذات ہست چشم اینجا بمعنے نقد ذات ٭ کوعیان بیند وجود کائنات ٭ معنی آنست کہ از وصل ذات محبوبے کہ مدام بخونریزی من مستعد است چگونہ سخن رانم وچشمداشت آن نمایم وچون عاشق ہم مدام خواہان فنا است ازانکہ تا خود را فانی نسازد ببقاے معشوق باقی نگردد بنابران گوید قولہ

کہ در عاشق کشی سحر آفرین است	بران چشم سیہ صد آفرین باد

سیہ چشم کنایۃ از ذات محبوب وسیہ بجہت عدم ادراک کہ لَا یُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ دیا باعتبار آنکہ رنگ ذات سیہ تصور نمودہ سیاہی چون بہ بینی عین ذاتست ٭ درو چاہے پر از آب حیاتست ٭ سحر آفرین ساحر کامل معنے آنست کہ بران محبوب من یا بران تجلی ذاتی جلالی او صد آفرین باد کہ در کشتن عاشقان ساحر بیست کافی وجادوئیست وافی وچون جناب عشق ازبس کہ بلند است واز تحریر وتقریر مبرا ومعرا از توصیف وتعریف است گوید قولہ

کہ چرخ ہفتمش ہفتم زمین است	عجب علمیست علم عشق ہیہات

معنے آنست کہ علم عشق عجب علمیست رفیع الشان کہ چرخ ہفتم با این شان ورفعت او بمنزلہ ہفتم زمین است ہیہات بادچون توان رسید وچون مستی عاشقان بسبب عشق است بنابران گوید قولہ

مدام مستی ورندی ازین است	از خم عشق نوشیدیم جامے

معنے آنست کہ موجب رندی ومستی من ہمین عشق است وچون عشق معرا از کثافت وکدورۃ ومبرا از توصیف وتعریف است گوید قولہ

چہ جاے آب کان ماء معین است	لبت را آب حیوان گفت واعظ

لب مراد لطف ہست لب کہ شیرین ہے شد لطف خداست ٭ باغ جانرا زآب او نشو ونماست معنے آنست کہ اے محبوب من لطف تو کنایۃ از عشق است واعظ آنرا نسبت بآبحیات دادہ اما چہ جاے دادن نسبت بآبحیات ست کہ منبع او ظلماتست بلکہ ماء معین باید گفت کہ چشمہ ایست در بہشت معرا از توصیف ومبرا از تعریف باید دانست کہ اکثرے با عاشقان بعناد پیش می آیند آخر الامر بموجب ہست با دردکشان ہر کہ درافتاد برافتاد ٭ بعضے بفور بسزا میرسند وبعضے بدیر وبعضے موقوف بآخرت بنابران گوید قولہ

حسابش با کراماً کاتبین است	نہ پنداری کہ بدگو رفت وجان برد

کراماً کاتبین دو فرشتہ اند کہ بنوشتن اعمال بندگان موکل اند کہ کِرَاماً کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ مخاطب درین بیت دل ویا دوست یعنے ایدل من نہ پنداری کہ بدگوئی تو از میان رفت وجان خود بسلامت برد وہیچ بسزاے خود نرسید بلکہ خاطر خود جمع دارد وحساب ایذاے او کہ درحق ما کردہ اند نزد کراماً کاتبین مرقوم آخر الامر بسزاے خود خواہند رسید ویا آنکہ خطاب بعاشق است ازجہت دلداری او وچون اعمال وافعال عاشقان نزد ارباب ظواہر مخالف شرع مینمایند امانزد عاشقان عین شرع اند بنابران گوید **قولہ**

بنزدِ عاشقان آیاتِ دین است	حدیث حافظ وپیمانۂ مے

معنے آنست کہ حدیث حافظ ومیخواری او نزد ظاہر پرستان عصیان وطغیان است امانزد عاشقان آیات دین ست ومحض اطاعت امرالٰہی ودینداری **غزل**

مست ازمے ومیخواران ازنرگس مستش مست	در دیر مغان آمد یارم قدحے دردست

دیر مغان تجلے اسم الواسع والمحیط کہ متضمن بر فنا است یار محبوب حقیقی **قدح دردست** اشارت است بآن کہ درگلشن زار است کہ حق تعالے خود ساقی گشتہ شراب بعاشقان مینوشانند مے کبریائی **نرگس مست** چشم مراد ذات باعتبار استغنا **معنے** آنست کہ محبوب من کہ عاشقان در خیال دیدن او والہ وشیدا اند بر ما درحالۂ محویت وفنا درحالے کہ ازغایت کبریا وناز واستغنا قدح دردست داشت درآمد چون محبوبے کہ **قولہ**

وز قد بلند او بالاے صنوبر پست	از نعل سمند او شکل مہ نو پیدا

مہ نو وصنوبر کنایہ از محبوب صوری **معنے** آنست کہ مہ نو با این حسن وجمال نعل سمند اوست وسرو با اینہمہ بالاے خاکراہ او یعنے محبوب صوری پیش او قدر نعلے ندارد ومعشوق مجازی مقابل او بجاے نے ارزد آرے محبوبان مجازی را درچشم عاشق تا آنزمان جلوہ است کہ آفتاب جمال حقیقت تابان نشدہ وچون او تابان گردید اینہمہ ازپیش نظر او مرتفع میشوند چون نجم در شعاع شمس کہ ناظم خود گفتہ است ؎ چندان بود کرشمہ وناز سہی قدان ؛ کاید بجلوہ سرو صنوبر خرام ما ؛ باید دانست کہ وجود عاشقی کہ ازخود گذشتہ حکمے علے الاطلاق نمیتوان نمود یعنے نہ ہست توان گفت چرا کہ ہست او را

گویند کہ زوالے و عدمے در پے ندارد و این را باعتبار خلقت بشری و صور انسانی عدم و زوال درست و نیست مطلق ہم نتوان گفت باعتبار صفات الوہیت و قوام وجود او بذات حق اگرچہ این وجود ظاہری فانی شدن است چراکہ وجود لباسی بیش نیست و لباس اعتبار را نشاید بلکہ من وجہے نیست و من وجہے ہست بنابران گوید **قولہ**

آخر بچہ گویم ہست از خود خبرم چون نیست	وز بہر چہ گویم نیست با او نظرم چون ہست

از خود خبرم چون نیست یعنے از انجہت کہ ما را بانیستی وابستگی است یا در زمانے کہ از خود خبر ندارم با او نظرم چون ہست یعنے از انجہت کہ باہستی او مرا تعلق است یا در زمانے کہ با او نظر دارم معنی بیت آنست کہ این وجود را در معرض ہستی چون نشانم و ہست مطلق چون توانم خواند چون از وجود خود خبرے ندارم و وجود معدوم و زوالے و عدمے در پے دارم و نیز از برائے چہ نیست گویم چون عاشق اویم متصف بصفات او گردیدہ ام و بموجب لَا مُؤَثِّرَ فِي الْوُجُوْدِ اِلَّا اللّٰہُ قوام وجود ما بذات اوست بلکہ من وجہے ہست توان خواند و بوجہے نیست توان گفت یعنے باعتبار باطن کہ کنایہ از متصف شدن بصفات معشوق و قوام او بذات محبوب ہست توان خواند و باعتبار ظاہر کہ مراد از ان خلقیت بشری و صور انسانی ست نیست توان گفت چون منتہائے کار عاشق بر فنای خود است و وصول ببقای او بنابران گوید **قولہ**

چون شمع وجود من شب تا بسحر خود را	مے سوخت چو پروانہ تا روز زپا ننشست

معنے آنست کہ اے محبوب من وجود ما کہ مانند شمع محفل افروز عشاقان است در شب محویت و فنا تا ہنگام طلوع سحر بقا مانند پروانہ تمام شب میسوخت و از پا ننشست و در جانفشانی تغافل و تکاسل روا نداشت و دقیقہ از دقایق فنا در نگذاشت چون عاشقی کہ از خود گذشتہ بر منصہ وحدت حقیقی جلوس فرمود در نظرش کفر و اسلام یکسان است کہ ہر دو صفتے از صفات اویند بنابران گوید **قولہ**

در غالیہ خشبو شد در گیسوے او پیچید	در وسمہ کمانکش شد در ابروے او پیوست

معنی آنست کہ اگر غالیۂ اسلام خوشبو شدہ دماغ طالبان را معطر میسازد نسبت بگیسوے او دارد و اگر وسمہ کفر کہ رنگ نیلی بر جبین کافران کشیدہ از انست کہ نسبت با بروے او دارد یعنی ہر دو نسبت بوے دارند و مظہر جمال و جلال گردیدہ چون مشاہدۃ الابرار بین التجلی والاستتار است و در ین ہر دو حال بر جان عاشق خرابیست گوید **قولہ**

شمع دل مشتاقان بنشست چو او برخاست	افغان ز نظربازان برخاست چو او بنشست

معنی آنست که چون او در انجمن مشتاقان برخاست یعنی ظهور کرد و در آمد شمع دل عاشقان فرو خوابید یعنی به نیستی در آمد و چون بنشست یعنی بغیبت در آمد از جهت محرومی از ان حالات دید شور و شغب از عاشقان برخاست آرے در هر دو حال بر جان عاشق خرابیست که ع سوزم گرت نه بینم میرم چو رخ نمائی * و چون ظهور محبوب زندگی عاشق است بنابران گوید قوله

بازآئی که باز آید عمر شده حافظ را	هر چند که ناید باز تیرے که برفت از دست

معنے آنست که اے محبوب من باز آ خود را از خلوتخانهٔ خفا بر منصهٔ ظهور در آر که بسبب ظهور تو حافظ را عمر از دست رفته باز بدست مے آید یعنے از سر نو زندگی مے یابد هر چند که عمر رفته مرا بمنزله تیر از کمان جسته و وقت از دست رفته را قابلیت عود نیست غزل

دل سراپردهٔ محبت اوست	دیدهٔ آئینه دار طلعت اوست

معنی آنست که از دل من محبت غیرے را گنجایش نیست که سراپرده محبت اوست و در چشم من خیال غیرے را نمایش نه که آئینه دار طلعت اوست یعنے دل و دیده هر دو را وقف راه دوست کرده ام که بجز عشق و محبت او را در دل راه نیست و جز خیال او را در چشم بار نه و چون عاشق را بما سواے محبوب التفاتے و توجہے نمیباشد بنابران گوید قوله

من که سر بر نیاورم بدو کون	گردنم زیر بار منت اوست

معنی آنست که من بما سواے محبوب التفاتے ندارم و بکونین توجہے نمے آرم این از انست که گردن من زیر بار منت که ما را از کتم عدم بوجود آورد و باران نعماے لااحصا بر کشت زار وجودم ریخت و بعشق خود آشنا ساخت باید دانست که جملگی انسان سه نوع اند اول عوام که کار برخصت شرعی کرده و بحظوظ نفسانیه و لذت جسمانیه بروجه مرخص و مشروع گشت و گفت که مسلمانے همین است دوم زاهد که از حظوظ مرخصه و لذات اینجهانی بگذاشت و از بے حصول لذات آنجهانی شتافت و گفت که حاصل اینست و عاشق ازین هر دو گذشت و به بال همت پرید بنابران گوید قوله

تو و طوبے و ما و قامت یار	فکر هر کس بقدر همت اوست

معنے آنست کہ اے زاہد تو دطوبے کہ طلب بہشت وامید حصول درجات وما و طلب معشوق کہ
فکر ہرکس بقدر استعداد اوست کہ تو صواب دید خود بہشت دیدہ وما معشوق خود چون جناب معشوق
بس بلنداست کہ ہیچکس را درانجا بار نیست کہ لَا یُدْرِکُہٗ اَحَدٌ مِّنَ الْعَالَمِیْنَ بنابران گوید قولہ

من کہ باشم دران حرم کہ صبا	پردہ دار حریم حرمت اوست

معنی آنست کہ من کیستم کہ بکنہ معرفت تو رسم جائیکہ صبا کہ کنایۃ ازان حضرت ست پردہ دار حریم
حرمت اوست یعنی بیرون درماندہ وبکنہ معرفت تو نرسیدہ کہ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ
یعنی اے محمد تو مردہ بکنہ معرفت ما نمیرسی وخلق مردہ اند بکنہ معرفت تو نمیرسد چون تغییر وتبدیل فنا
لازمہ عاشق است گوید قولہ

من ودل گر فدا شدیم چہ باک	غرض اندر میان سلامت اوست

یعنی اگر من ودل ما درراہ عشق او فانی شدیم باکے نیست کہ کار عاشق ہمین است اما مقصد
آنست کہ عوارضے وآفتے دامنگیر وقت تو نگردد چنانچہ جاے دیگر خود گفتہ ؎ تو می باید کہ باشی
ورنہ سہلست * زیان مایہ جانی ومالی چون خیال معشوق ہردم وہر لحظہ در پیش چشم عاشق بیاشد اما
گاہ گاہے آن خیال مرتفع میشود وآن موجب سرگشتگی عاشق میگردد بنابران گوید قولہ

بے خیالش مباد منظر چشم	زانکہ این گوشہ خاص خلوت اوست

یعنی ارادہ من ہمگی متعلق ہمین است کہ خیال اورا از ما جدائی مباد ومدام ہمدرین جا نگیر باد ازانکہ
این گوشہ منظر خاص خلوت اوست کہ غیرے را درو گنجایش نہ وچون درین دار دنیا ہر عاشقے
کہ علم سرفرازی می افرازد ہمہ از اثر تفضل اوست گوید قولہ

ہر گلے نو کہ شد چمن آرائے	اثر رنگ وبوے صحبت اوست

ہر گل نو کہ کنایۃ از عاشق است آرایندہ چمن دنیا گردید وبعشق بازی معروف شد ہیچ میدانی
از چیست اینہمہ از اثر رنگ وبوے فیض مقدس ولطف اقدس محبوب است ویحتمل کہ در چمن
دنیا ہر گا رخے کہ روے مینماید اینہمہ ظہور جمال اوست وچون بہر دوری نام آوری بظہور آید کہ
؎ حقیقت را بہر دورے ظہوریست * زاتشے بر جہان افتادہ نوریست گوید قولہ

دور مجنون گذشت ونوبت ماست	ہرکسے پنج روز نوبت اوست

معنی آنست که تا قیام قیامت اینجهان از وجود عاشقان خالی نخواهد بود و قبل ازین مجنون در عالم عشق علم سرافرازی می افراشت والحال نوبت بما افتاده ماکوس نام آوری بمیدان عشق میزنیم وچون ماخواهیم رفت دیگرے خواهد آمد ؎ نخواهد این چمن از سرو لاله خالی ماند ✣ یکے همیرود و دیگرے همی آید ✣ که پنجروز نوبت اوست وچون هرچه بعاشقان میرسد از عشق و طرب همه از دوست است بنابران گوید **قوله**

هرچه دارم زمین همت اوست	ملکت عاشقی و گنج طرب

معنی آنست که اینهمه سلطنت کشور عشق حاصل نموده ام و گنج طرب که کنایه از آزادی کونین است بدست آورده ام از برکت همت و توجه اوست وگرنه من کیستم واز دست ما چه خیزد وچون عجز و تذلل و تواضع وانکسار لازمهٔ عاشق است گوید **قوله**

همه عالم گواه عصمت اوست	گر من آلوده دامنم چه عجب

اشکال این بیت آنست که ثابت شدن عصمت بگواهی همه عالم چگونه موجب عدم زیان آلوده دامنان باشد حل این اشکال آنکه چون عصمت او ثابت شود او بمنزله فرشته باشد که مشهور الصحة است پس مضمون این بیت متحد بمضمون این بیت است ؎ دانم که بگذرد ز سر جرم من که او گرچه پری وشست ولیکن فرشته خوست ✣ برین تقدیر لفظ عصمت بمعنی معصومے واگر لفظ مذکور بمعنے عاصیے باشد معنی آن باشد که عاصی او مرا از هر زیان خواهد رهانید ومیتواند بود که مراد آن باشد که مقصود عاشق همیشه آن باشد که هر نیکی که هست بمعشوق رسد وهر بدی که هست بمن رسد پس میگوید که چون عصمت او که مقصود اصل است ثابت شد آلوده دامنی من که مقصود من است زیانے ندارد وچون سینه عاشق از بارقات جلال محبوب سوخته شد بحدے که از خودی خود هم گذشته ونه از شخص خود خبر ونه از باطن خود اثر هر حالے که باشد اسیر کمند دلدار است گوید **قوله**

سینه گنجینهٔ محبت اوست	فقر ظاهر مبین تو حافظ را

معنی آنست که اے طالب صادق برین پیرگی و بے سروسامانی ظاهر من نگاه مکن اگرچه از خود واز دو عالم مفلسم ونا هیچ بے ارزم فاما از گنجینهٔ محبت و خزینهٔ اسرار تهیدست نیم **غزل**

گر دم جنایتے وامیدم بعفو اوست	دارم امید عاطفتے از جناب دوست

عاطفت مهربانی جنایت گناه معنی آنست که مدام چشمداشت مهربانی از جناب دوست دارم
که بنده عاصی ام که تو مارا برائے معرفت عبادت آفریدۂ که وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون
اے لیعرفون نه برائے عبث اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وما از راه غفلت وکوردلی گرفتار
نفس اماره گشتیم وبه لهو ولعب میگذاریم وباوجود این امیدم بعفو اوست که خود فرموده که ان الله
یغفر الذنوب جمیعا وچون نومیدی ازان جناب وبال است که سه ناامید از رحمتش شیطان بودهٔ
بنابران گوید قوله

اگرچه پریوشست ولیکن فرشته خوست	دانم که بگذرد ز سر جرم من که او

پری در حسن معروف اما هر کرا رو نماید موجب خرابی او شود پس کنایت از صفات قهریه فرشته خو
کنایت از صفات غفاریه درگذشتن بموجب عفو کردن وبخشیدن است معنی آنست که مارا یقین
است که البته از سر جرم من درگذرد وجرمهای مارا عفو فرماید که آن محبوب من اگرچه موصوف بصفت
قهاریست اما بیشتر کار او بصفت غفاریست که سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ وچون عاشق را باید که
در خدمت معشوق بنوعے اشتغال نماید که غیر برا بران اطلاع نباشد چون طریقهٔ ملامتیه بنابران گوید قوله

واقف نشد کسے که چه گوئیست واینچه کوست	سر را چو گوے بر سر کوے تو باختم

گوے بکاف فارسی مشهور وبکاف عربی بمعنے کوچه باختن فدا کردن ونثار کردن واقف خبردار
معنی آنست که اے محبوب من طاعت وخدمت ترا بجاے رسانیدم که سر را فداے کوے تو کردم
یعنے سر هم دریغ نداشتم وباینهم کسے مطلع نشد که اینچه کوچه است واین کدام گوئیست ویا آنکه
سر را گوے وار وقف میدان عشق ساخته ام وکسے را بران واقف نه ساخته وچون کار عاشق
موقوف بجذبهٔ الٰهیه است وآن معلول بعلة نیست بنابران گوید قوله

بازلف سرکش تو کرا روے گفتگوست	بے گفتگوے زلف تو دل را همیکشد

معنی آنست که بے گفت وشنید زلف تو که کنایه از جذبهٔ عشق است دل را همی کشد بازلف سرکش
تو [illegible] جذبهٔ عشق است که طاقت گفت وشنید دارد هر کرا دریابد بخاصانش در آرد که لا مانع
لما اعطیت شاهد حال است چون کار عاشق مدام بگریه وزاریست بجهت استغنای معشوق بنابران گوید قوله

در اشک ما چو دید روان گفت اینچه جوست	چندان گریستیم که هرکس که برگذشت

معنی آنست که اے محبوب من بسبب استغنای تو که درحق ما رو امیدواری ز هیچ نوع با حوال ما نظر نمیکنی گریه و اشکباری من بجاے رسید که هرکس را نظر برما افتاد و گریه ما را مشاهده نمود فی الحال گفت ما اینچه جوئیست یعنی گریه من بمنزله رسیده که از اشک ما جوے روان شده و چون بکنه معرفت محبوب و سر مخفی او هیچکس نتواند رسید بنابران گوید قوله

موئیست آن میان و ندانم که اینچه موست	هیچست آن دهان که نه بینیم ازو نشان

دهان کنایه از اسم متکلم و چون مسئله کلام و تحقیق و کیفیت او ادق و اصعب است از صفات دیگر لهذا در روے نزاع بسیار است مخفی نماند که صفات حق متقابله در میان اسم جلال و جمال یک اسمست جامع بینهما متولد از انها که میان عبارت از انست و چون مکشوف کسے بغیر از اقطاب نمیشود بنابران بموے نسبت داد و شیخ عبدالواحد که دهان محبوب را که نقطه دیهیچ و جوهر فرد گفته اند و میان محبوب را باریک تر از موے و طول بے عرض داشته ؎ نشان موے میانت که دل دران بستیم * ز من مپرس که خود در میان نمی بینیم * ؎ اے آنکه جزو لایتجزی دهان تست * طولے که هیچ عرض ندارد میان تست * اشارة از دهان نقطه احدیت که بواسطه بے نشانی و غیب هویة بهیچ موسوم کرده و اشارت از میان بمرتبه وحدت و طولش عبارت از جامعیت اوست احدیت و واحدیت اما در رساله حق الیقین نبشته که چون وحدت متعین نقطه نمود و از سرعت انقضا تجدد و تعینات متباینه مانند خط صورت بست ازینجا میرسد که دهان اشارة بران تعین نقطه وحدت کنیم و میان اشاره بران خط است که میان احدیت و واحدیت است که بواسطه بے نشانی و غیب بهیچ موسوم است که بالا مذکور شد و ازین بیت واضح میشود ؎ کردی بخنده نقطه موهوم را دو نیم * پس مبطل کلام حکیمان دهان تست * یعنے وحدت که جامع احدیت و واحدیت است و باعتبار جامعیت بوحدت موسوم و در حقیقت نقطه موهوم است باعتبار خنده که عبارت از تجلی که ظهور اوست دو نیم گشت یعنی احدیت و واحدیت را اعتبار و امتیاز پیدا شد و از میان دو نیم گشت ؎ آن دهان پر نمک بر هیچکس پیدا نبود * خنده کردی و شورے در جهان انداختی * معنی آنست که از ان دهان که کنایه از نقطه وحدتست چندان که می بینیم نشانے نمے یابم و آن میان که کنایه از ان خط که میان احدیت و واحدیت است در عدم ادراک موئیست اما نمیدانم که آن چه موست که بهیچ نوع با دراک نمے آید

و چون عشق را در دل عاشق تغیر و تبدل و تحول و انتقال نیباشد بنابران گوید قوله

زان بوے در مشام دل ما هنوز بوست	عمریست تا ز زلف تو بوے شمیده ایم

معنی آنست که اے محبوب من عمریست که از زلف عنبر بوی تو که کنایت از جذبهٔ عشق است بوی بما رسیده اما در مشام دل ما از ان بوے همچنان بو است و هیچ تغیر و تبدل و افزایش و کاهش راه نیافت و چون خیال معشوق از عاشق رفتنی نیست بنابران گوید قوله

از دیده ام که دمبدمش کار شست وشوست	دارم عجب که نقش خیال تو چون نرفت

معنی آنست که اے محبوب من ازین دیدهٔ گریان من که دمبدم کار ایشان بگریه وزاریست عجبے دارم که با اینهمه گریه و اشکباری نقش خیال تو چون اضمحلال نه پذیرفت چون آن پریشانی عاشق موجب جمعیت اوست بنابران گوید قوله

بر بوے زلف دوست پریشانیت نکوست	حافظ بدست حال پریشانیت ولے

معنی آنست که اے حافظ که این حال پریشانی و سرگردانی تو اگرچه بدست که ترا چنین خوار و محقر گردانید ولیکن بسبب عشق معشوق این پریشانی تو نیک است که مایهٔ جمعیت است و باعث وصل غزل

صراحی مے ناب و سفینهٔ غزل است	درین زمانه رفیقی که خالی از خلل است

صراحی می ناب دل مالامال از عشق و یا عشق از ذکر سبب و ارادهٔ مسبب و نیز قرآن مجید سفینهٔ غزل کتب مخبر احوال سلف یعنی درین زمانهٔ پر فساد یاری که در دغل و غش نبود و از صحبت او خلل نباشد پس آن دل مملو از عشق و یا عشق و یا قرآن مجید است که مَنْ اَرَادَ مُؤنِسًا فَالْقُرْاٰنُ یَکْفِیْه که از صحبت اینها ذوق توان نمود و سفینهٔ غزل که کنایه از کتبها که مخبر احوال سلف است یعنی درین زمانه بهتر ازین کار نیست که بحصول عشق ساعی باشد و از ماسوائے محبوب آزاد باشد بنابران گوید قوله

پیاله گیر که عمر عزیز بے بدل است	جریده رو که گذرگاهِ عافیت تنگست

معنی آنست که اے عاشق میباید ترا که اختیار تجرید و تفرید کنی و بماسوائے دلبستگی نداری که راه عشق بس تنگست و ماسوائے محبوب را در و گنجایش نه و به علائق و عوائق در آن راه رفتن بس دشوار پس جذبهٔ عشق زود ترک بدست آر که عمر عزیز عوضے ندارد که عاشق دران قضای مافات کند و چون بے عمل موجب سد راه است بنابران گوید قوله

ملالت علما ہم ز علم بیعمل است	نہ من ز بیعملی در جہان ملولم و بس

معنی آنست کہ بسبب بے عملی تنہا نہ من بے معرفت ماندہ ام بلکہ ملالت علما یعنے محرومی ایشان بسبب علم بیعمل است کہ این چنین علم نفعے نے بخشد کما قال ع اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ عِلْمٍ بِلَا عَمَلٍ و تحمل کہ بے عملی کنایت از کثرت علم است چہ بتمامی علم عمل کردن دشوار معنی آنست کہ تنہا نہ من از کثرت علم بے معرفت ماندہ ام بلکہ این علما و فضلا کہ از معرفت محروم ماندہ اند بسبب کثرت علم است کہ اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰہِ الْاَکْبَرُ سوال چون علم موجب معرفت حق است ؎ کہ بے علم نتوان خدا را شناخت * پس حجاب راہ چون توان گفت جواب آنست کہ علم اگرچہ موجب ہدایت باشد اما چون مثمر غرور و خود بینی و تکبر است لاجرم جز قیل و قالے بیش نیست لاجرم حجاب اکبر باشد ؎ در رفع حجب کوش نہ در جمع کتب * مقصود ز علم نیست جز رفع حجب * در جمع کتب حجاب افزون گردد * و انستہ مبغت فی سبیل من حب * در علم چو قیل و قال آرند بسے * حیرت زدہ بنشین و لہ خذ اللب * نمی بینی ابلیس کہ معلم ملکوت بود و در علم لا نظیر آخر الامر غرور علمش بجائے رسانید کہ طوق لعنت بگردنش کشید و نیز چون موسیٰ بکوہ طور رفت حقتعالی پرسید کہ یا موسیٰ بدین عصا چہ میکنی موسے ع م چون بصفت علم موصوف بود یک سوال حق تعالی را چہار جواب داد کہ ہِیَ عَصَایَ اَتَوَکَّؤُا عَلَیْہَا وَ اَہُشُّ بِہَا عَلٰی غَنَمِیْ وَلِیَ فِیْہَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی لاجرم بخطاب لن ترانی مخاطب گردید دوم آنکہ کثرت علم باعث جمع کتب میشود و آن باعث مشغولی و استغراق اوست و باز بودن از حق پس بموجب مَا شَغَلَکَ عَنِ اللّٰہِ فَہُوَ صَنَمُکَ و امام محمد باقر در تفسیر کریمہ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ میفرماید کُلُّ مَا شَغَلَکَ عَنْ مُطَالَعَۃِ الْحَقِّ فَہُوَ طَاغُوْتُکَ حجاب اکبر باشد یا نہ سیوم کثرت علم نظر بر علم و خودی متمکن دارد و دلائل و براہین در پیش مے آرد و در کوی معرفت دلائل و براہین را راہ نیست ؎ زحش علل در رہش افگندہ سم * علت و معلول در رہ ہر دو گم * پس حجاب اکبر باشد یا نہ ہمین جہت ناظم جائے دیگر گفتہ ؎ تا علم و فضل بینی بے معرفت نشینی * یک نکتہ ات بگویم خود را مبین کہ رستی * و بعضے گفتہ اند کہ علم دو نوع است ظاہری و باطنی و انند حجاب اکبر علم ظاہری و بعضے گفتہ اند کہ علمے کہ موجب ہدایت است علم فقہ و سلوک و علم تصوف و علمے کہ حجاب اکبر باشد چون صرف و نحو و منطق و اصول کہ موجب قیل و قال ست و بعضے گفتہ اند کہ علم ہم حجاب است و ہادی یعنے اصحاب قیل و قال را حجابیست و ارباب معنی را ہادی مولوی جامی گوید ؎ علم کز دے شود دو ہر عالم الہدیست

طرفه کان هم رہزن وہم رہبراست * ہیچو مشت خاک در دست رسول * دوستان و دشمنانرا درخواست * کحل بینائی شد اندر چشم دوست * خاک اعمای بچشم اعور است * رمزاین اسرار وسراین نکات * داند آنمردے کہ عقلش درسراست * وچون عاشق را باید کہ بعشق مستغرق گردد وبہیچ نوع بجہان وکار او ملتفت نشود بنابران گوید قوله

بچشم عقل ببین در جہان پر آشوب	جہان وکار جہان بے ثبات وبیمحل است

معنی آنست کہ اے عاشق صادق بعشق معشوق مستغرق باش واز روے عقل درینجہان پر شور وفساد نگاہ کن کہ اینجہان وکار آن جہان ہمہ بے بقا وبے محل است پس وابستگی رانمیشاید وچون در عالم ہر نسبتے وبناے کہ ہست خالی نیست از خللے الا نسبت عشق بنابران گوید قوله

خلل پذیر بود ہر بنا کہ مے بینی	مگر بناے محبت کہ خالی از خلل است

معنی آنست کہ اے عاشق صادق ہر نسبتے واساسے کہ از زہد وورع وتقوے کہ مے بینی خلل را درو گنجایشے است الا کہ نسبت عشق کہ ہیچ نوع خلل را در وراہ نیست وچون عشق از مواہب عظمے است ونصیبۂ ازلی است گوید قوله

زقسمت ازلی چہرۂ سیہ بختان	بشست وشوے نگردد سفید این مثل است

معنی آنست کہ چہرۂ بدبختان کہ محرومان عشق اند چون بقسمت ازلی از عشق بے بہرہ ماندہ اند پس الحال بشست وشوے جد وجہد سفید نگردد یعنی حصول عشق نتوانند نمود چراکہ عشق ازلی وہبی است نہ عارضی است وکسبے چون ابو طالب کہ ہر چند رسول ع خواست کہ ایمان آرد اما چون سیہ بخت ازلی بود میسر نشد وچون اینحیات دو روزہ محل اعتماد نیست بنابران گوید قوله

دلم امید فراوان بوصل روے تو داشت	ولے اجل برہ عمر رہزن املست

معنی آنست کہ اے محبوب من بوصل وبمشاہدۂ روے تو امید بسیار داشتم کہ البتہ روے جانان درینجا خواہم دید اما این اجل براہ عمر رہزن امید ما شدہ چراکہ چون نظر براین حیات دو روزہ میکنم ہیچ نوع مراد او را مداری نمی بینم پس امید ما منقطع میگردد کہ آہ ہیچنان محروم ماندم ودر روے جانان دنیا نیافتم وچون عاشق را باید کہ بعشق معشوق مستغرق گردد واز کفر ودین خبر ندارد بنابران گوید قوله

بگیر طرۂ مہ چہرۂ وقصہ مخوان	کہ سعد ونحس زتاثیر زہرہ وزحل است

معنی آنست که اے طالب طرهٔ مہ چہره که کنایه از عشق معشوق است بدست ما آر و قصه مخوان یعنی اندوه مخور و خوف و رجا را بخود راه مده که سعد و نحس یعنی خوف و رجا که این ہر دو نتیجه کفر و اسلام است و عاشق را باینها چه کار ست عاشق یارم مرا با کفر و با ایمان چه کار ٭ چون عشق از عاشق رفتنی نیست گوید **قوله**

ہیچ دور نخواہید یافت ہشیارش	چنین که حافظ ما مست بادهٔ ازلست

خطاب به منکران است و حافظ کنایت از دل یعنی اے منکران حافظ ما اے دل ما که چنین مست بادهٔ ازل که کنایت از عشق حقیقی است پس او را ہیچ دور از عشق ہشیار را ای معرض نخواہید یافت **غزل**

دیدی که یار جز سر جور و ستم نداشت	بشکست عہد و ز غم ما ہیچ غم نداشت

جور و ستم ناز و تغافل و استغنای معشوق که بمنزله جور است بر عاشق معنی آنست که اے دل من دیدی که آن محبوب و رلے خیال جور و ستم نداشت آخر الامر ہمچنان ناز و استغنا را کار فرمود و عہد وفا که با ما بسته بود که از تو جدائی نخواہم کرد آن عہد را بشکست و بدان وفا ننمود و ہیچ اندیشه از سرگردانی و پریشانی ما ننمود چون از عاشق بجز از وفا و دعا گوئی بظہور نمے آید اگرچه از معشوق جفا می بیند بنا بران گوید **قوله**

یا رب مگیرش ارچه دل چون کبوترم	افگند و کشت و عزت صید حرم نداشت

معنی آنست که اے پروردگار من مر آن محبوب مرا ہیچ مواخذه مکنا د اگرچه آن محبوب ما بر ما جور و ستم نمود و از ما جدائی گزید و این دل مسکین ما را چون کبوتر بیفگند و بکشت و ہیچ عزت صید حرم نداشت یعنی اندیشهٔ این نکرد که این صید حرم عشق است و کشتن صید حرم را لازم نیست **قوله**

بر ما ستم ز بخت من آمد و گرنه یار	حاشا که رسم جور و نشان ستم نداشت

معنی آنست که اینہمگی جور و ستم مذکوره را که بر ما نمود و از دست برگشتگی بخت ما بود یعنے بخت من تقاضای وقت ہمین پیش آورد و گرنه حاشا جور و ستم را نزد محبوب من گنجایش نیست و چون احتمال جور و جفا لازمهٔ عاشق صادق است بنا بران گوید **قوله**

با اینہمه ہر آنکه نخواری کشید ازو	ہر جا که رفت ہیچکسش محترم نداشت

اینہمه اشارت بدعوی عاشقی خواری جور و جفا زو اشاره بمحبوب یعنی با اینہمه دعوی عشق نمودن و احتمال جور و جفا نمودن و از و اعراض کردن آخر الامر ثمره اش ہمین است ہر جا که رفت و ہر که رو آورد

هیچکس عزتش نداشت دبجز ندامت حصولے نشد که وَمَن یُّهِنِ اللهُ فَمَا لَهٗ مِن مُّکْرِمٍ چون از عاشق غیر
از طلب عشق نمی پویند و نابران گوید قوله

ساقی بیار بادہ و با مدعی بگو	انکار ما مکن که چنین جام جم نداشت

ساقی مرشد باده عشق مدعی حاسد معنی آنست که اے مرشد من بادۂ عشق و محبت الٰہی بیار و بما
حواله کن واگر حاسدے از راہ حسد سخنے درباره ما گوید اعتبار مکن بلکه از طرف مایان آن مدعی بگو که
انکار مایان مکن و با ما بحسد پیش میا که چنین جام که کنایه از دل مصفا است جم ہم نداشت چه جمشید از
جام خود رموز چہار طرف عالم معلوم مینمود و در پیالۂ دل عاشق رموز عالم ملک و ملکوت مشاہده میشود پس
کسے که اینچنین جام بدست آرد و بادۂ عشق و محبت و معرفت حواله او نمودن اولے و انسب است چون
کار عاشق تجرید و تفرید از دنیا و دین و عدم التفات ما بینهما نا بران گوید قوله

خوش وقت آنکسے است که دنیا و آخرت	از دست داد و ہیچ غم از پیش و پس نداشت

معنی آنست که خوش وقت آن عاشقی که بعشق معشوق بنوعے مستغرق گردید که دین و دنیا ہر دو را از
دست داد و ہیچ ملتفت باینہا نگردید و ہیچ غم اینہا نداشت که ملتفت بودن باینہا عقبۂ راه سالک ست
چون از حصول عشق مراد حصول معرفت است نابران گوید قوله

ہر رہروے که رہ بحریم درش نبرد	مسکین برید وادی و ره در حرم نداشت

معنی آنست ہر سالکے که ره بمعرفت او نبرد مانند مسکینے که وادی راه کعبه را قطع نمود و بکعبه نرسید اے
بیحاصل ولاینفع و چون عاشق را بہتر از عشق کارے نیست و دل نا نہادن بقول منکران گوید قوله

حافظ ببر تو گوے سعادت که مدعی	ہیچش خبر نبود و ہنر نیز ہم نداشت

معنی آنست که اے حافظ تو در عشق ثابت قدم باش و گوے سعادت از میان بردار و بانکار مدعیان
از ره باز مایست و ہمچو ایشان مباش که مدعی که زاہد ظاہر پرست محروم بیش از عشق جهت آنست که مراو را
ہیچ از و خبر نبود و عشقے ہم نداشت و گرنه محروم نماندی و یا آنکه حافظ تو اطاعت امر محبوب را کماینبغی بجا
آر و مخالفت میار و غرور مکن مبادا که رانده گردی که مدعی که کنایت از شیطانست ترک امر محبوب
کرد و دعوی خود بینی نمود و زبان تکبر برکشاد که اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ پس بحضیض ذلت افتاد مراد را ہیچ خبر نبود
که ترک امر محبوب کمال عصیانست و عشقے ہم نداشت و گرنه اینچنین بوقوع نیامدی و مردود نشدی واللہ اعلم غزل

دل دونیم شد و دلبر بملامت برخاست | گفت با ما منشین کز تو سلامت برخاست

معنی آنست که ای محرمان همدم و ای همدمان محرم محرومی و مسکینی این بیچاره را نگاه کنید که در عشق آن محبوب هرچه که داشتم همه بر باد دادم تا حدی که دل و دین از دست رفت و با اینهمه استغنا محبوب نگرید که بملامت این بیچاره برخاست و گفت با ما منشین ای از بر ما دور شو و دعوی عشق ما منما که از تو سلامت برخاست ای شایان ما نیستی و یا آنکه امید سلامت میداری و عاشق مراد خود هستی و هرکه طالب مراد خود بود عاشق نیست و شایان وصل نه و چون راه عشق سراسر عجز و ندامت است گوید قوله

که شنیدی که درین بزمگهی خوش بنشست | که نه در آخر صحبت بندامت برخاست

معنی آنست که ای بیچاره مسکین این راه عجز و انکسار است تکبر و خودبینی را راه نه کدام کس را شنیدی که درین بزمگه خوش که حلقهٔ عاشقانست بنشست که نه آخر کار بعجز و ندامت برخاست که ما عرفناك حق معرفتك و چون اظهار تکبر و خودبینی موجب خسرانست بنابران گوید قوله

شمع گر زان رخ خندان بزبان لافی زد | پیش عشاق تو شبها بغرامت برخاست

باید دانست که عاشقان دو نوع اند یکی طال اللسان دوم کل اللسان و کل اللسان از طال اللسان بمرتبه برتر است اینجا از شمع عاشق طال اللسان مراد است رخ خندان روی محبوب عشاق عاشقان کل اللسان معنی آنست که هر عاشقی که بسبب ورود شدن تجلی که کنایه از رخ خندان ست لاف زد یعنی دعوی کنه معرفت نمود و اظهار تکبر و خودبینی نموده دم انا الحق زد آخر الامر ثمره اش بجز این چه دست داد که پیش عاشقان کامل که کل اللسان ست شبها بغرامت برخاست و سر خود بباد داد و چون در چمن هرچه هست همه ظهور جمال اوست و طالب و خواهان اویند بنابران گوید قوله

در چمن باد بهاری ز کنار گل و سرو | بهواداری آن عارض و قامت برخاست

معنی آنست که تنها نه من عاشق و ثناخوان او هستم و اظهار حسن و جمال او میکنم بلکه در چمن هنگام بهار باد بهاری که بر سرو و گل وزیده و گل را تازه و خندان و سرو را سبز و ریان گردانیده بهواداری آن عارض و قامت مستعد گردیده یعنی اظهار حسن و جمال او میکند و بیان کمال و صنائع او می نماید و چون مشتاق لقای عشاق او نه همین انسان اند بلکه ملائکه نیز بنابران گوید قوله

مست بگذشتی و از خلوتیان ملکوت | بتماشای تو آشوب قیامت برخاست
خطاب بمحبوب

معنی آنست کہ در بادیہ عشق و محبت و معرفت چنان مست بگذشتی کہ انسان چہ بلکہ از گروہ ملائکہ بتماشاے تو آشوب قیامت برخاست یعنی ہمگی گروہ ملائکہ مشتاق لقاے تو شدہ و براے دیدن تو ہجوم نمودہ و یحتمل این بیت مبنی بمعراج است آنگاہ این را صنعت التفات گویند کہ متکلم از کلامے و یا از قصہ بمدح کسے رجوع نماید بایدد انست کہ عاشق را دو حالتست گاہ صحو گاہ محو در محو دم انا الحق میزنند و در صحو بہ عذر آن میگرایند و نیز عاشق تا کہ بمعرفت ذات نرسیدہ و بمشاہدات تجلیات گرفتار است بموجب مغلوبی دم انا الحق میزند و چون ازین گذشتہ بمقام معرفت رسید بعجز و الحاح میگراید بنابران گوید قولہ

پیش بالاے تو پا بر نگرفت از خجلت	سرو سرکش کہ بناز قد و قامت برخاست

سرو سرکش عاشق طال اللسان معنی آنست کہ عاشق طال اللسان کہ بناز قد و قامت برخاست و قدم در صحن افتخار نہاد و در مقام لَیْسَ فِیْ جُبَّتِیْ سِوَی اللّٰہِ خرامیدن گرفت پیش بالای تو یعنی در وقت مشاہدہ ذات یا حصول معرفت تو از معاینۂ کمال و عظمت تو خجلت پا برداشتن نتوانست یعنی بعجز و تضرع گرائید چون بایزید کہ در حالت محو بود و بانگ سبحانی میزد و چون بمقام صحو و معرفت ذات رسید بزبان عجز گفتن گرفت کُنْتُ الْیَوْمَ کَافِرًا مَجُوْسِیًّا اَقْطَعُ زُنَّارِیْ وَ اَقُوْلُ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ چون عاشقان را خودنمائی و خودفروشی سد راہ است بنابران گوید قولہ

حافظ این خرقہ بینداز مگر جان ببری	کآتش از خرقۂ سالوس کرامت برخاست

معنی آنست کہ اے حافظ این خرقۂ خودبینی و خودفروشی دور کن شاید کہ ازین ورطۂ ہلاک کہ محرومی است جان بسلامت بری چرا کہ آتش از خرقۂ سالوس و کرامت برخاست یعنے قریب است کہ این خرقۂ سالوس و کرامت ترا در آتش ہجران بسوزد قولہ غزل

روضۂ خلد برین ہمت درویشان است	مایۂ محتشمی خدمت درویشان است

معنی آنست کہ روضۂ خلد برین کہ کنایت از وحدت و معرفت است حصول آن بتوجہ درویشان است کہ عاشقان کامل اند و مایۂ سعادت دارین و مقبولی نظر حق خدمت درویشان است قولہ

گنج عزلت کہ طلسمات عجائب دارد	فتح آن در نظر رحمت درویشان است

گنج عزلت کنایت از مشاہدات کہ حصولش در عزلت ست اے مشاہدۂ ذات حقیقی کہ مشتمل بر عجائب و غرائبست و کشادن آن گنج بے نظیر رحمت درویشان معلوم قولہ

قصر فردوس که رضوانش بدربانی رفت	منظرے از چمن نزہت درویشان است

یعنے قصر فردوس که رضوان خازن اوست از نزہتگاه درویشان که مشتمل بر مشاہدات تجلیات است نظر گاہے است وچون ملک ومال دنیا را اعتبارے نیست که فانی است الاملک ومالے که درویشان راست بنابران گوید قوله

از کران تا بکران لشکر ظلم است ولے	از ازل تا ابد فرصت درویشان است

یعنی سلطنت عالم از شرق تا غرب سراسر ظلم وموجب وبال اما از ازل تا ابد سلطنت درویشانست قوله

ایدل آنجا بادب باش که سلطانی ملک	ہمه از بندگی خدمت درویشان است

آنجا یعنے درخدمت درویشان قوله

دولتے را که نباشد غم از آسیب زوال	بے تکلف بشنو دولت درویشان است

دولتے که پاینده وباقی است وزوالے وفنائے ندارد دولت درویشان ست بے تکلف یعنے درین سخن تکلفے نیست قوله

بنده آصف عہدم که درین سلطنتش	صورت خواجگی وسیرت درویشان است

آصف عہد کنایة از مرشد که درین سلطنتش درین سلطنت باطنی که مراو راحصول است مر آن مرشد را ظاہر او موصوف بصفت خواجگی وسیرت درویشان است قوله

انچه زر میشود از پرتو آن قلب سیاه	کیمیائیست که درصحبت درویشان ست

چیزے را که از عکس وروشنائی آن وجود ناقصه را زر خالص گردد اے کامل کیمیای صحبت درویشانست ویحتمل چیزے که از طفیل آن وجود ناقص بکمال رسد کیمیای عشق است که حصول آن صحبت درویشان است. قوله

گنج قارون که فرو میرود از قعر ہنوز	خوانده باشی که ہم از غیرت درویشان است

گنج قارون که بقدر قامت در قعر زمین میرود در کتبہا خوانده باشی که بسبب غیرت درویشانست وقصه اش بر سبیل اجمال چنین است که قارون ابن عم موسئے بود وبحسن صوت نظیرے نداشت وخزائن وے بمرتبه بود که کلید خزائن او شصت اشتر می کشید وہر شتر شصت من بار بردار بود وہیچ کلید بوزن از یکمثقال زیاده نبود وہر کلید چہل گنج کشاده میشد وسببش آن بود که چون تورات بموسئے نازل شد حکم شد که این را

بآب زر نویس موسیٰ گفت که این کتابے ہست بزرگ و مرا چندان استعدادے نیست که بآب زر نویسم حق تعالی صنعت کیمیا بموسیٰ عطا نمود موسیٰ ثلثی ازان بہارون آموخت و ثلثے ازان بخواہر خود که در نکاح قارون بود قارون از عیال خود درآموخت و از ہارون و یوشع نیز بدست آورد تا بحدے شد که از مس طلاے ساخت تا روزے بزینت تمام که باید و شاید مع گنجہا بر قوم خود نمود آ کرد تا ہمہ را تمناے حصول رو یداد کما قال الله قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا اُوْتِيَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ باوجود این جاه و مال در حکومت و خلافت مدخلے نبود روزے بموسیٰ گفت که رسالت ازان تست و خلافت و حکومت بہارون مرا خود منصبے نیست و حال آنکه توریت از شما بہتر میخوانم موسیٰ گفت که خلافت بہارون من از خود نداده ام بلکه بفرموده حق قارون گفت من این سخن بے دلیل بصدق نمی شناسم موسیٰ گفت ہر یکے از شما عصاے در زمین نشانید ہمہ چنان کردند علی الصباح عصاے ہارون سبز گردید و آنقدر بار آورد که بر تمام بنی اسرائیل قسمت کرد گویند که عصاے موسیٰ از شاخ بادام بود قارون گفت از ہمچو تو ساحر اینچنین بعید نیست قارون مبغوض شده در خانه نشست چون معاملات موسیٰ ہمہ بطبق فرمان الٰہی بود ہیچ امرے از امور بقارون تفویض ننمود قارون از راه تمرد بنی اسرائیل را از موسیٰ متفرق ساخت موسیٰ بسبب قرابت که با قارون داشت صبر می نمود تا حق تعالے امر زکوة فرستاد تا در ایجاب زکوة او از ہر چیزے ہزار یکے صلح کرد قارون باوجود این تخفیف چون اندیشید مال بسیار شد گفت اِنَّمَا اُوْتِيْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِيْ یعنے این مال را بسعی و کسب حاصل نموده ام نه از مال قبطیان چون سائر بنی اسرائیل من وادنی نه ام بلکه کینه موسیٰ در دل کرد تا روزے بنی اسرائیل را بمہمانی طلب کرد بعد از فراغ طعام گفت که موسیٰ شما را مطیع خود ساخته اکنون طمع در مال شما کرده ہمہ گفتند که تو سید بزرگترین مائی ہر چه فرمائی آن کنیم گفت مرا فکرے بخاطر آورده میخواہم که آنرا بتقدیم رسانم و شما را از تکلیفات موسیٰ وا رہانم بنی اسرائیل ہمہ تحسین کردند و معاون او شدند گفت فلان زن که در میان بنی اسرائیل بزناکاری مشہور است باید طلبید ہمچنان کردند و او را بدراہم و دنانیر مفتون ساختند قارون طشتے پر از زر وعده کرد بشرطیکه موسیٰ را بزنا متہم سازد او قبول کرد علی الصباح قارون مجلسے برآورد و ہمہ را طلب نمود موسیٰ علیه السلام را نیز بمکر و فریب طلبید موسیٰ قبول کرد

نشانند

کہ سنت است اجابت دعوت چون موسیٰ حاضر شد بموجب داب خود ابلاغ احکام نمودن گرفت کہ فرمود
مجردے کہ زنا کند صد تازیانہ اش زنند و اگر متاہل باشد سنگسارش کنند قارون گفت
اگرچہ تو باشی گفت اگرچہ من ہستم قارون گفت بنی اسرائیل را گمان است کہ تو بفلان زن زنا کردہ
گفت بنی اسرائیل را بر من این گمان نیست قارون گفت کہ آن زن را بخوانید حاضر کردند موسیٰ
روے بآن زن کرد گفت اے زن آنچہ این مردمان بر من و تو گمان مے برند آنچنان است ترا سوگند
بخدا راست گو از برکت موسیٰ عم در توفیق بران بکشاد گفت حاشا وکلا اے نبی خدا کہ کسے بر تو این گمان
برد لیکن قارون مرا بمال فریفتہ گردانید تا بتو این افترا کنم قارون از کمال خجالت سر فرود آورد
موسیٰ بغایت آشفتہ شد سر بر زمین نہاد و گفت خدا وندا دشمنان تو قصد فضیحت دوستان تو نمودہ
از براے دوست بر دشمن غضب فرست حکم شد کہ ما زمین را در حکم تو کردیم موسیٰ رو بقوم کرد گفت حق تعالیٰ
مرا بر قارون مسلط کردہ چنانچہ بر فرعون ہر کہ از تابعان من است ازین مقام خود را برون آرد
وہمہ برون رفتند مگر دو نفر کہ بہ قارون موافقت کرد موسیٰ زمین را خطاب کرد کہ یَا اَرْضُ خُذِیْہِمْ وَابْتَلِیْہِمْ
قارون استہزا میکرد و ناسزا میگفت چگونہ زمین خواہد گرفتن ناگاہ پاے وے تا بکعب زمین فرو برد
قارون دریافت و باستغاثہ در آمد باز موسیٰ فرمود یَا اَرْضُ خُذِیْہِمْ وَابْتَلِیْہِمْ ناگاہ تا بسینہ فرو شد
ہمچنین تا آنکہ غرق شد و قارون ہر چند کہ بعجز و زاری کوشید موسیٰ عم از کمال غضب رحم نفرمودہ موکلان
زمین بحکم خدا ہر روز بقدر قامت فرو مے برند روز دیگر بنی اسرائیل گفتند کہ مقصود موسیٰ از ہلاک قارون
مال اوست موسیٰ دعا کرد تا باغ و سراے و کوشک و گنجہا ہمہ زمین فرو برد و ہیچ نگذاشت فَخَسَفْنَا بِہٖ
وَبِدَارِہِ الْاَرْضَ حق تعالیٰ وحی کرد کہ اے موسیٰ دیگر زمین را بفرمان کسے بر نیارم این خلاصہ است قولہ

روے مقصود کہ شاہان بدعا مے طلبند	مظہرش آئینہ طلعت درویشان است

مقصود کنایہ از مرادات دینی و دنیاوی شاہان کنایت از شاہان صوری و باطنی کہ سالکان اند
معنے مصراع ثانی آنکہ جاے بر آمدن او دیدن روے درویشان است کہ بیک نظر ایشان
بمطلب مے رسند قولہ

اے توانگر مفروش اینہمہ نخوت کہ ترا است	سیم و زر در کنف ہمت درویشان است

نخوت فروختن کنایہ از اظہار عظمت و فخر است کنف پناہ قولہ

آنکه پیشش بنهد تاج تکبر خورشید	کبریائیست که در حشمت درویشان است

یعنی درویشانرا حشمت و کبریائیست که خورشید با این سربلندی پیش اوپست - قوله

خسروان قبلهٔ حاجات و دعااند ولے	سببش بندگی حضرت درویشان است

یعنے خسروان که جاے پیش آمده مرجع حاجات و دعاهاے خلق اند اما سبب آن بندگی درویشان ست که بسبب بندگی درویشان مرجع خلائق شده اند قوله

حافظ ار آبحیات ابدی مے طلبی	منبعش خاک در خلوت درویشان است

آبحیات ابدی عشق و معرفت الٰہی منبع جاے برآمدن و ضمیر شین برآبحیات - غزل

روزگاریست که سوداے بتان دین منست	غم این کار نشاط دل غمگین منست

معنی آنست که مدتیست که عشق معشوقان در دیدن دین من است و غم این عشقبازی مایهٔ فرحت دل حزین من گشته یا ازین بتان عارفان کامل مراد باشد یعنی مدتیست که طلب عاشقان کامل دین من گشته و در طلب این کار غمی که روے میدهد مایهٔ سرور دل غمین من گردیده چون براے دیدن محبوبان چشمے باید که از لوث ہواے نفسانی و آرزوہاے جسمانی خلاص گشته باشد تا مشاہدهٔ جمال محبوبان نماید بنابران گوید قوله

دیدن روے بتان دیدهٔ جان بین باید	وین کجا مرتبهٔ چشم جهان بین منست

یعنے براے دیدن روے محبوبان چشم حقیقت بین که بوحدة رسیده باشد و خود را درین راه سوخته و دیده از ہمه کثرت بردوخته و چشم جهان بین مرا که نظر بر کثرت دہے و خیالے میدارد این مرتبه کجا و یحتمل که چون بمعرفت ولی کامل نمیتواند رسید مگر کسے که بمقامات ولی رسیده باشد که اَلْوَلِيُّ يَعْرِفُ الْوَلِيَّ بنابران گوید که براے دیدن روے عارفان چشمے باید که از لباس ناسوتیه برآمده بمشاہدهٔ عالم ارواح رسیده باشد و این مرتبه مرچشم جهان بین را که بکثرت ملوثست کجا و چون موجب قوام عالم حسن محبوبان وجود عاشقان است بنابران گوید - قوله

یار من باش که زیب فلک و زینت دهر	از مه روے تو از اشک چو پروین منست

معنے آنست که اے محبوب من با ما موافقت نما و مونس ما باش که آرایش فلک و زیبایش دهر یا آنکه قوام فلک و عالم از ظهور حسن رخ تو و از اشکباری ماکه کنایت از عشق است روے داده از ذکر

د گفت او برادر میان ما و شما خویشی است چرا لیلی را بر لی مجنون نمیدہی گفت ما مجنون را محض دوست داریم بواسطهٔ غلبهٔ شوق نمیدهیم اگر باور نداری امتحان کر ... لیلی ... گفت ... خواست که مدر آید ہنوز از خانه بدر نیامده بود که باد دامن لیلی نزد مجنون برد مجنون بمجرد دیدن دامن بیہوش شد ...

سبب واراده سبب پس باید که یار من باشی گویندتا گوینده الله بر زمین خواهد بود قیامت نخواهد آمد و گوینده الله تا آنوقت است که ظهور نور محبوب حقیقی در عالم است و آن نور الحال روز بروز در کاهش است تا بحدے که در محاق افتد و بکلی پوشیده شود آنوقت قیامت قائم گردد کل یوم ابتراز ین معنی است و چون سخن که از روے عشق از دل پیدا می شود فرحت افزاے خاطر خلق میگردد و آن موجب تحسین میگردد بنابران گوید **قوله**

تا مرا عشق تو تعلیم سخندانی داد	خلق را ورد زبان مدحت تحسین منست

معنی آنست که از ان روزے که عشق تو مرا تعلیم سخندانی داد مدحت و تحسین من خلق را ورد زبان گردیده چون مشاهده عاشقان را بین التجلی والاستتار است بنابران از ان حالت استتار خود خبر میدهد که موجب تحیر است **قوله**

یارب آن کعبۀ مقصود تماشاگه کیست	که تماشاگهه سلطان دل و دین منست

یارب کلمۀ ایست در هنگام تحیر گویند یعنے لے پروردگار آن کعبۀ مقصود که کنایه از محبوب و مراد از مشاهدات تجلیات است که تماشاگهه سلطان دل و دین من گردیده والحال که از ما رو در نقاب گردیده معلوم نیست که تماشاگه کیست و کدام کس بتماشاے اوست و در بعضے نسخه مصرع ثانی چنین دیده شده ؎ که مغیلان طریقش گل نسرین منست مغیلان طریق کنایت از شدائد و بلیات عشق است چون غنا و استغنا لازمۀ محبوب و فقر و عجز لازمۀ عشق است بنابران گوید **قوله**

دولت فقر خدایا بمن ارزانی دار	کین کرامت سبب حشمت و تمکین منست

معنی آنست که لے بارخدایا دولت فقر و بیکسی را بمن ارزانی دار چرا که این کرامت یعنی فقر و بیکسی موجب حشمت و مرتبۀ منست چرا که عاشق آنست که فقیر و بیکس باشد و چون آن عاشق را آن باید که بکارها مخالف نفس باشد بنابران گوید **قوله**

واعظ شحنه شناس این عظمت گو مفروش	زانکه منزلگه سلطان دل مسکین منست

واعظ نصیحت گو کنایه از نفس ؎ وَخَالِفِ النَّفْسَ وَالشَّیْطَانَ وَاعْصِهِمَا ؛ وَاِنْ هُمَا مَحَضَاكَ النُّصْحَ فَاتَّهِمِ ؛ برخلاف نفس و شیطان باش فرمان شان مبر ؛ ور نصیحت میکنندت قول شان دان متهم ؛ شحنه کنایه از عقل معاش سلطان کنایه از حق معنے آنست که لے نفس نصیحت گو ترا عقل می شناسد

و منزلت میدہد و میگوید کہ نفس یا خود حق است کہ مرکب او ست از پرورش او غافل مباش و لشناخت خود و غرہ مشو و بدین گفتگوے او از رہ مرو و عظمت خویش بر من مفروش و از راہ سرزنش برین مخروش کہ دل مسکین من منزلگاہ سبحان است اگر ترا الشحنہ شناسی مرا السلطان غلبہ ترا بر من چہ جا و نصیحت تو مرا چہ زیبا۔ قولہ

از کہ دریا گری آموخت خیالِ تو مگر	رہنمایش شدہ این اشک چو پروین منست

دریا گری خاصۂ دریا معنے آنست کہ اے محبوب من خیال تو این خاصۂ دریا کہ گوہر فشانی است از کہ آموخت محض آنست کہ اشک پروین مثال من ممد و معاون او گردیدہ و چون مدار کار عاشقی بر فنا است تا کہ فانی نشود مراد نرسد و آن موقوف بتجلی ذاتی قہاریست و نیز کار معشوق مدام عاشق کشی است بنابران گوید قولہ

رسم عاشق کشی و شیوۂ شہر آشوبی	کار آن شوخِ سیہ جردہ شیرین منست

سیہ جردہ سبز رنگ مراد ازان معشوق و نیز تجلی ذاتی کہ سیاہ است یعنے رسم عاشق کشی و دار الملک وجود عاشق را زیر و زبر ساختن کار آن شوخ سیہ جردہ شیرین منست کہ تجلی ذاتی قولہ

حافظ از حشمتِ پرویز دگر قصہ مخوان	کہ لبش جرعہ کش خسرو شیرین منست

پرویز نام پسر ہرمز بن نوشیروان و خسرو نیز می گفتندش وا و تاجے داشت بوزن شصت من مرصع بجواہر نفیس و تختش از عاج و ساج مکلل و مرصع بود و شکل اقالیم زمین و فلک البروج در و ثبت کردہ و آنرا بطاقی در آوردہ و برد طلسمے بود از شیر و گوزن سر بر طاسی و غلولہ کم از گوے چون یکساعت گذشتی آن گوے از دہان شیر در طاس افتادی و او را چہار دست فرش بود کہ بہر دستے فصلے از فصول نگاشتہ و شطرنجش یکطرف از یاقوت و طرفے از زمرد تراشیدہ بودند و نردے داشت کہ یکجانبش از بسد و دوم از فیروزہ و او را دو بیست مثقال زر افشار بود و چون با رو ادی ازان زر بدست صورتہای خوب ساختی و شکستی و خوانش مرصع بجواہر نفیس و کاسہاے زرد و سبز از زمرد او را گنج باد آورد و گنج عروس و گنج دیبا خسروی و گنج افراسیاب و گنج سوختہ و گنج خضرا و گنج شاد آورد و نیز پیلے سفید داشت و بزرگ تر از ہمہ پیلان از غایت سفیدی بدرخشیدے و باربد و نکیسا مطربان او بودند و شیرین زن و معشوقہ او بود۔ غزل

روشن از پرتو رویت نظری نیست که نیست	منت خاک درت بر بصرے نیست که نیست

درین غزل نفی در نفی اثبات است معنے آنست ہر نظرے کہ او شناسی کمال حاصل نمودہ در ہر جا جلوہ تو مینماید روشن از مشاہدہ روے تو است وہر بصرے کہ بمعرفت تو رسیدہ و آثار شہود معاینہ مینماید منت خاکدرت بروست اے بطفیل آنکہ چشم بر خاکدرت سائیدہ تا باین مرتبہ رسیدہ و محتمل ہر ذاتے را فروغے وہر صفتے پرتوے از ذات اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ است۔ ع اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ ۔ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ۔ و محتمل کہ مرتبہ ولایت و نبوت در حضرت بروجہ اتم واکمل است وہر نبی و ولی از پرتو مشکوۃ نبوت و ولایت او صلعم بقدر استعداد خود مستفیض و مسترشد فکل نبی و ولی نبوتہ وولایتہ حسنۃ من حسناتہ قولہ

آب چشمم کہ برو منت خاک درتست	زیر صد منت این خاکدرت نیست کہ نیست

معنے آنست کہ آن چشم من کہ برو خاک درتست چہ بسبب اشتیاق خاک درتو روان گردیدہ عزیز دارد بواسطۂ آن مارا ممنون احسان خود کن کسے نیست کہ ممنون صد منت اینجناب نیست قولہ

ناظر روی تو صاحب نظرانند آرے	سر گیسوی تو در ہیچ سری نیست کہ نیست

معنے آنست کہ صاحب نظران کہ عاشقان کامل اند ہر چیزے وہر شئے کہ می بینند دران مشاہدہ جمال تو مینمایند کہ مَا رَاَيْتُ شَيْئًا اِلَّا وَرَاَيْتُ اللّٰهَ فِيْهِ آرے سر گیسوے تو اے تجلی ذاتی تو در ہر سریست وازین فیض عام تو کسے محروم نیست اَلَا اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ و چون کار عاشق خونباریست بنا بران گوید قولہ

اشک غماز من از سرخ بر آمد چہ عجب	خجل از کردۂ خود پردہ دری نیست کہ نیست

غماز چغلخور از کردۂ خود بسبب عمل خود معنے آنست کہ اشک غماز من اگر بخونباری بر آمد جاے عجب نیست زیراکہ او پردہ دریست وہر پردہ در آخر الامر بسبب عمل خود خجل و خونبار گردد چون گریہ موجب رفع ندامت وعفو تقصیر میباشد بنا بران گوید قولہ

تا بدامن نہ نشیند ز غبارت گردی	سیل خیز از نظرم رہگذری نیست کہ نیست

معنے آنست کہ این گریۂ من برلے آنست کہ شاید در راہ عشق از ما تقصیرے بوقوع آمدہ باشد مبادا از ان غبار اندوہ بدامن حال تو رسد این گریۂ من بجاے رسید کہ ہر رہگذرے کہ ہست

وران حیلے از چشم من جاریست و چون راه عشق محض اختیار رشد انداست و آن کار ہر کسے نیست بنابران گوید قوله

نازکانرا سفر عشق حرام است حرام	کہ بہر کام درین رہ خطری نیست کہ نیست

معنے آنست کہ ناز پروردان خانہ خودی و تن آرائی را شایان نیست کہ راہ عشق بس سخت است کہ اَلعِشقُ تَمامُ المِحنَةِ وَالبَلاءِ و درین رہ بہر قدم خطرے ہست و چون راہ عشق اعظم ترین نعماست کہ مدعیان بدین نعمت عظمے نرسند بنابران گوید قوله

تا دم از شام سر زلف تو ہر جا نہ زند	با صبا گفت و شنودم سحری نیست کہ نیست

معنے آنست کہ چون بنا براہ عشق در آمدم و خوبی آنرا دریافتم بنا بران ہر سحرے کہ ہست مرا با صبا کہ مرشد وقتست گفتگوے و بحثے است بدین جہتہ تا دم از وصف شام سر زلف تو کہ کنایہ از جذبہ عشق است نزند لے خوبی او فاش نکند تا مدعیان بحال خود مانند و چون راہ عشق سراسر سکینی و بیکسی است بنابران گوید قوله

شیر در بادیہ عشق تو روباہ شود	آہ زین راہ کہ در وے خطری نیست کہ نیست

معنے آنست کہ لے محبوب من راہ عشق تو راہے است کہ شیران یعنی عارفان کامل بمنزلہ روباہ میگردند و بعجز و تضرع مینمایند ع در ہر پیرزن میزد بیمیر ✤ کہ لے زن در دعایت یادم آور ✤ مثنوی غرہ کہ شیران شکاری ✤ درین رہ خواستند از موریاری ✤ افسوس ازین راہ کہ سراسر خطرات و آفات است و چون عشق مر عاشق را در معرض نیستی میکشد قوله

از وجود اینقدرم نام و نشان ہست کہ ہست	ورنہ از ضعف دریجا اثری نیست کہ نیست

معنے آنست کہ در عشق بجاے رسیدہ ام و محو گردیدہ ام کہ از وجود ہمین قدر نام و نشان است کہ ہست گویند نام ہستی دارم والا نہ ہر چہ اثر و نشان کمال ضعف است در وجود من موجود است لے ضعف بحد کمال و چیزے باقی نماندہ چون سامع محجوبست و باکثافت بادی چون وے سخن تو انگفت کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدرِ عُقُولِهِم ازینجہتہ سخن را کہ چون آفتاب جہانتاب است در پس غمام حرف و صوت کردہ موافق دیدہ نادیدہ این خفاش طبعان برون باید آورد و گرنہ با چیسے منشان آفتاب ستدان نہ چنین دم زدن و نہ اینچنین سخن گفتن در مجلس روحان سخن بے حجابست و بے پوست چون با آنان کہ با حجاب و با پوست اند

ہستی

شنیدم

اگر سخن بیحجاب گوئی پوست شان از شان کنده شود و پردهٔ غفلت دریده لیکن ایشان ازین خردشان و پریشان میشوند پس با ایشان سخن گفتن مصلحت نیست بنابران گوید قوله

ورنه در مجلس رندان خبری نیست که نیست	مصلحت نیست که از پرده برون افتد راز

معنے آنست که هرچه از اسرارهاے نهانی و رازهاے پنهانی بر تو مکشوف شده مصلحت همین است که در اظهار آن نکوشی و از عوام نهان داری که ایشان طاقت فهم آن ندارند مبادا که به انکار پیش آیند والا نه در مجلس عاشقان هرچیزے که هست آنجاست و اوشان خود واقف اسرار اند و نیز معنے آنست که هیچ نمیدانم که موجب اخفاے راز چیست مگر ایشان قوت افشاے آن راز یا مصلحت در افشاے آن راز نمی بینند که افشاے سر الوهیت کفر دیگر القدر سر الله فلا تفشوه همچنین در افشاے همه اسرار قوله

غرق آب عرق اکنون شکری نیست که نیست	از خیال لب شیرین تو ای چشمهٔ نوش

چشمه نوش شکر کنایت از محبوب معنے آنست که اے محبوب من هر محبوبے که هست از خیال لب شیرین تو که لطف تست غرق آب عرق است یعنی هیچ یکے نیست که توجه بلطف تو نداشته باشد و این نهال در مزرعه جان نکاشته باشد و محتمل اے محبوب من هر محبوبے که هست از خیال لب شیرین تو یعنی از دیدن کمال لطافت و ملاحت تو غرق آب انفعال است و چون در رسیدن فیض الٰهی از انجاب نقصے و بخلے نیست لیکن مدار او بر استعداد است بنابران گوید قوله

بهره مند از سر کویت دگری نیست که نیست	من ازین طالع شوریده برنجم ورنه

معنے آنست که اے محبوب من هر کسے که هست فیض از جناب تو شامل حال اوست الا که من و این محض شوریدگی طالع من است که استعداد ی ندارم و گرنه از جانب تو بخلے نیست و چون کار معشوق مدام استغنا و خفا و کار عاشق محبت و وفا بنابران گوید قوله

درمیان دل و جانم کمری نیست که نیست	کمر کین بمن خسته چه بندی که بمهر

اے محبوب من از براے من خسته دردمند هرچه کمر کین مے بندی و هیچ بمدا و لے من نمی پردازی که مرا در دل و جان هرچه طریق وروشنی است مهیا است و چون کار معشوق مدام ناز و استغنا گوید قوله

که کباب از حرکاتت جگری نیست که نیست	تو خود اے شعلهٔ رخشنده چه در سر داری

معنے آنست که اے محبوب من بعالم هر جگرے که هست از آتش غمزه و ناز که کنایت از ظهور و خفا و عنا

واستغنا کباب گشته معلوم نیست که تو ازین که دل عالمی را سوخته چه در سر داری وخیال تو چیست
وچون کار معشوقان اکثر بیوفائی است بنابران گوید قوله

غیر ازین نکته که حافظ ز تو ناخشنودست	در سراپای وجودت هنری نیست که نیست

معنی آنست که ای محبوب من ذاتِ تو مجمع صفات حمیده است و هر هنری که هست در وست الا همین
که حافظ از تو خشنود نیست که با و وفا نمیکنی چنانچه جای دگر خود گفت که ۵ جز اینقدر نتوان گفت در
جمال تو عیب + که خال مهر و وفا نیست روی زیبا را + و این سخن اگرچه بی ادبی است لیکن کَلَامُ الْمَجْنُوْنِ
مَجْنُوْنٌ بِمَا صَدَرَ عَنْهُ

غزل

روی تو کس ندید و هزارت رقیب هست	در غنچه هنوز و صدت عندلیب هست

اشکال این بیت آنست که نظر یعنی باطن حق سبحانه را با وجود اینهمه گلها شگفتن غنچه گفتن و با وجود این
ظهور مفصل مجمل قرار دادن نمی زیبد جواب آنست که چون شیونات الهیه نامتناهیه اند و هرچه بوجود آمده
تناهی دارد پس آن ذات مجمع شیونات را نظر بشیونات نامتناهیه باقیه غنچه گفته و اگر باعتبار شهود
شیونات موجوده گل گوید نیز شاید ۵ شگفته شد گل حمرا و گشت بلبل مست + معنی آنست که ای
محبوب من بکنه ذات تو هیچکس نرسید که هزاران هزار موانع انداز تجلیات و شیون ذاتیه و اعیان ثابته
و عجب تر آنست که در غنچه یعنی در چندین پرده نور و ظلمت نهانی چگونه روی تو کسی بیند چندانکه ظهور کردی
مستور گشتی و هنوز در آرزوی بوی آن گل خوش بوصد هزار عاشق بیقرار اند و در عشقیه قاضی حمیدالدین
معنی این بیت چنین دیده شده که روی تو جز تو کسی ندید که عَرَفْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ و مراد از رقیب دین و دنیا
و کفر و اسلام و امر و نهی و طاعت و معاصی و احکامهای شرع و هزاران تکلیفات عقل که در پیش است
اینهمه رقیبان آن روی اند ازین معنی است ۵ ره عقل جز پیچ در پیچ نیست + بر عاشقان جز خدا
هیچ نیست + و نیز رقیب فکر و عقل و هوش دیگر مراد از رقیب چشم و رخ و خال و زبان و گوش و دست
و پا و سائر اعضا اینهمه رقیبان آن روی اند اما اینها رقیب و حبیب زیرا که ظهور هم امینست و حجاب هم این
و همین حجاب ظهور شد و همین ظهور حجاب پس چون حجاب برخیزد ظهور برخیزد و چون ظهور برخیزد چندین
ذوق و شوق باکه انگیزد و مراد از غنچه دلست و طالبان عندلیب وار گرد بر گرد آن طوفها دارد چون
ناگاه باد عنایت بوزد و آن غنچه دهان بسته یکایک بشگفد و از بوی آن عاشق عندلیب وار مست

وہیچ و گردد و در ظہور حبیب رقیب فانی گردد و عبارت رقیب و عندلیب تاآن زمان است کہ او
در پردہ است وچون از پردہ برون آید کس درمیان یابد آنگاہ در ذوق ملک چنان دیوانہ گردد
کہ ہیچ بیگانہ و یگانہ را دخل نماند درین میانہ اگر بگوش جان بشنوی ہردم بانگ انا الحق از ہر شیے
خیز انست وجز این بانگ بانگ دگر در عالم نیست اما این زمان حال در منصور بقال آمد تا وے را
پارہ پارہ کردند بسوختند و خاکسترش بباد دادند اما این بانگ را نتوانست برداشت پس معلوم شد
کہ آن بانگ از منصور نبود اِنِّیۤ اَنَا اللّٰہُ از درخت بر آید و درخت درمیان نہ عجب کہ از منصور برآید
ومنصور درمیان نہ وچون عاشق را باعتبار باطن دمے از معشوق جدائی نیست گوید **قولہ**

ہرچند دورم از تو کہ دور از تو کس مباد	لیکن ہنوز وصل توام عنقریب ہست

معنے آنست کہ اے محبوب من ہرچند کہ بصورت از جناب گردون مآب تو دور افتادہ ام کہ ہیچکس از
تو دور مباد لیکن ہنوز وصل توام عنقریب ہست کہ باعتبار معنی با توام وتحمل اگرچہ باعتبار صورت جسمانیہ
از راہ وفور ہواے نفسانیہ از تو دورم کہ ہیچکس از تو دور مباد لیکن ہنوز باوجود این وصل تو عنقریب ہست
کہ خود فرمودہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ وچون ہمہ کس عاشق اوست بنابران گوید **قولہ**

گر آمدم بکوے تو چندان عجیب نیست	چون من درین دیار فراوان غریب نیست

معنے آنست کہ اے محبوب من اگر خستہ غریب بکوے عشق تو در آمدم و دعوی عشق نمودم عجب مدان
چراکہ چون من در کشور عشق تو ہزاران ہزار والہ و گشتہ اند یعنے تنہا نہ من عاشق توام بلکہ عالمے
گشتہ تو میدان محبت تست وچون در کوے عشق محرومی نیست گوید **قولہ**

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد	اے خواجہ درد نیست و گرنہ طبیب ہست

معنے آنست کہ درین زمانہ بسیار بوالہوسان دعوی عشق مینمایند و میگویند کہ محبوب ہیچ بما
ملتفت نشد بنابران گوید کہ عاشق کہ شد کہ یار بحال او نگاہ نکرد یعنے ہرکہ در راہ عشق مردانہ در آمد
البتہ محبوب بغمخواری او کوشید وآن کسانیکہ محروم اند از انجہت است کہ درد عشق ندارند بزور خود را
عاشق نام نہادہ اند والا نہ طبیب موجود است و ہیچ بخلے از جانب طبیب نیست اما چون طبیب درد نہ بیند کرا دوا
دہد وچون لازم عاشق است کہ آزار بکسے نرساند و بقدر وسعت بغمخواری او کوشد گوید **قولہ**

اے دل مجوے خاطر آزاد کائنات	کز کار خوشدلی کہ چو مارا نصیب ہست

معنے آنست کہ اے دل من چون ماراز کار خوشدلی کہ محض عطاے عشق یا مشاہدات تجلیات و معرفت رب الارباب است بہرہ است پس میباید کہ آزار خاطر کائنات روانداری یعنے اگر ایشان بجنگ برخیزند و بانکار پیش مے آیند مرایشان را نرنجانی و یا آنکہ چون اللہ تعالی تو عطا نمود و ایشان از تو طلب دارند تو ہم برایشان عطا نما اَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ و چون در نظر عاشق ہمہ جا ظہور محبوب حقیقی است گوید قولہ

در عشق خانقاه و خرابات فرق نیست	ہر جا کہ ہست پرتو روے حبیب ہست

معنے آنست کہ در عشق خانقاه و خرابات نظر نباید کرد چرا کہ ہر جا ظہور روے محبوب است پس در طلب رضاے او باید بود و در پے این و آن نباید شد و نیز از خانقاه عزت و خرابات رسوائی یعنے در عشق عزت و رسوائی برابر است نہ عزت بخدا میرساند و نہ خواری از و میراند پس عاشق را باید کہ بعشق ساعی باشد و بہ این و آن نپردازد و محتمل کہ عشق مراد ظہور ذات حق است یعنے در ظہور ذات حق کہ در خانقاه و خرابات ست فرقے نیست و این ظہورات متنوعات و تجلیات متکثرات در وحدت ذات جلال و جمال صفت قادح وما الوجہ الا واحد غیر انہ اذا انت تعدد والمراد ما تعدد پرتو آفتاب کہ بر زمین می افتد در حد ذات متعدد و متکثر مے نماید و اگر بر شیشہا متلون تابد ہر جا بہر رنگے نماید و در نفس از الوان مبراست و اگر بر قاذورات افتد ہیچ نقصان در و پیدا نشود و چنانکہ بر لعل افتد ہیچ شرف زیاده نگردد جمیع صور مظاہر نور حق اند خواه ذہنی خواه خارجی خواه ناقص خواه کامل قال اِنَّ اللّٰهَ يَتَجَلّٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِلْخَلْقِ فِي صُوْرَةٍ مُنْكَرَةٍ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى فَيَقُوْلُ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ فَيَتَجَلّٰى فِي صُوْرَةٍ عَقَائِدِهِمْ فَيَسْجُدُوْنَ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ الْحَقَّ يَتَجَلّٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِصُوْرَةِ النُّقْصَانِ فَيُنْكِرُوْنَ هَا ثُمَّ يَتَحَوَّلُ بِصُوْرَةِ الْكَمَالِ يَعْتَقِدُهَا النَّاسُ چون غرور و تکبر شر الخصال من النساء و الرجال است بنابران گوید قولہ

آنجا کہ کار صومعہ را جلوه مے دہند	ناقوس دیر و راہب و نام صلیب ہست

ناقوس چوبیست کہ بجاے بانگ نماز زنند راہب زاہد ترسایان صلیب خط سہ گوشہ از زر و نقره و مس و چوب و امثال آن برہمن در زنار بندند معنے آنست کہ جاے کہ مسلمانان حق پرست عبادت میکنند علامت کفر نیز بحسب امکان موجود است پس باید کہ عابدان بعبادت خود مغرور نگردند مبادا کہ کفر باسلام مبدل گردد و نیز الفاظے کہ در مصرع ثانی نیست عشق مراد است معنے آنست کہ در ہر جاے کہ اسلام تمکن گرفتہ عشق را البتہ مدخلے است و چون این کلام سراسر عشق است گوید قولہ

ہم قصۂ غریب و حدیث عجیب ہست	فریاد حافظ اینہمہ آخر بہرزہ نیست

ہرزہ بیہودہ معنے بیت واضح است حاجت تقریر ندارد **غزل**

کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست	رواق منظر چشم من آشیانۂ تست

این غزل در جدائی مرشد فرمودہ رواق منظر چشم مردمک دیدہ کذا فی اصطلاح الشعرا معنی آنست کہ اے محبوب من مردمک دیدۂ من جاے نزول تست یعنی براے تو مردمک دیدہ را مہیا کردہ ام پس کرمے نما دربرین خانہ فرودآی کہ اینخانہ محض خانۂ تست دگر را گنجایش نہ وچون بیشتر کار معشوقان استغنا است گوید **قولہ**

لطیفہای عجب زیر دام و دانۂ تست	بزلف و خال و خط از عاشقان ربودی دل

زلف جذبۂ عشق خال نقطۂ ذات کنایۃ از وحدت خط کنایت از صفات و نیز زلف و خال و خط کنایت از جذبات عشق و نیز مشاہدات کہ سے خال و خط و ناز و غمزہ چین پیشانی او + اینہمہ نقش تجلیہا است بر دل نقشبند + معنے آنست کہ اے محبوب من اول بسلسلہ محبت خود ما را گرفتار کردی و بجذبۂ عشق تاراج دل ما نمودی و باز الحال بے نیازی را کار میفرمائی و ہیچ مدا واے ما نمے پردازی اینچنین لطیفہاے عجب کہ اول بخود فریفتن و باز استغنا را کار فرمودن خاصۂ تست چون توجہ دل عاشق مدام بجناب معشوق است گوید **قولہ**

کہ در چمن ہمہ گلبانگ عاشقانۂ تست	دلت بوصل گل ای بلبل سحر خوش باد

بلبل سحر کنایۃ از مرشد است دل تو بوصل کہ محبوب حقیقی است خوش باد کہ ہموارہ بارشاد طالبان در درونیا حقائق و معارف ترانۂ تست چرا کہ در چمن مجلس مسترشدان ہمہ گلبانگ عاشقانۂ تست اے منتظر قدوم فیض لزوم تواند و بدعاگوئی تو چون علاج درد عاشق کہ مسترشد است بغیر توجہ و لطف معشوق کہ مرشد است نتواند شد بنابران گوید **قولہ**

کہ این مفرح یاقوت در خزانۂ تست	علاج ضعف دل ما بلب حوالت کن

لب مراد لطف سے لب کہ شیرین جوے شد لطف خداست + مفرح دوائی آمیختہ معدنیات بجہتہ دفع خفقان و سوزاک دہند و مقوی و فرحت دہندہ وا ینجا اشارت بلب معنی آنست کہ علاج ضعف دل و علل دامراض قلب مرا کہ توجہ و لطف تست حوالہ نما چرا کہ این مفرح یاقوت یعنی فضل و لطف کہ

کہ شفای بیماران عشق است در خزانۂ تست پس در بارۂ ما کن تا بکام دل رسیم اگرچہ قوله

تن مقصرم از دولت ملازمتت	ولے خلاصۂ جان خاک آستانۂ تست

معنے آنست کہ اگرچہ باعتبار جسم گرفتار بعد مم لیکن خلاصہ جان کہ دل و روح است مدام متعلق بآنجناب است و چون عاشق کامل آنست کہ بہیچ وجہ و بہیچکس و بہیچ چیز ملتفت نگردد بنابران گوید قوله

من آن نیم کہ دہم نقد دل بہر شوخی	در خزانہ بمہر تو و نشانۂ تست

معنی آنست کہ اے محبوب من من آن نیم کہ ملتفت بہر سادہ روئی گردم و در دل من تا حال ہمچنان سربستہ بمہر و نشان تست و محبت غیر درو راہ نیافتہ و چون در عالم ہرچہ ہست مطیع امر معشوق است بنابران گوید قوله

تو خود چہ لعبتی اے شہسوار شیرین کار	کہ توسنے چو فلک رام تازیانۂ تست

رام تازیانہ یعنی مطیع امر معنے بیت اظہر من الشمس است و چون کار معشوق مدام عشوہ دہی و فریب بخشی است بنابران گوید قوله

چہ جاے من کہ بلغزد سپہر شعبدہ باز	ازین حیل کہ در انبانۂ بہانۂ تست

معنی آنست کہ ازین عشوہا و فریبہا کہ در ذات تو مضمرست اگر من مسکین فریب خورم جاے عجب نیست چہ جاے من بلکہ سپہر شعبدہ باز کہ فریب دہندۂ عالم است بدست عشوہا و فریبہای تو گرفتارست و چون کلام حافظ موزون و مشتمل بر فصاحت و بلاغت است و آن موجب فرحت دل غمگین ست بنابران گوید قوله

سرود مجلست اکنون فلک برقص آرد	کہ شعر حافظ شیرین سخن ترانۂ تست

خطاب بمعشوق است فلک مفعول ترانہ معنے بیت اظہر است حاجت تحریر ندارد و غزل

راہیست راہ عشق کہ ہیچش کنارہ نیست	آنجا جز آن کہ جان بسپارند چارہ نیست

معنے آنست کہ غواصان دریاے محبت و ملاحان بحار مودت از حقیقت عشق چنین خبر دادہ اند کہ عشق راہیست لا انتہاء لہ کہ انقطاع آن بہیچ نوع صورت پذیر نیست بلکہ درین راہ جز جان سپردن چارہ نیست کہ العشق اولہ حرق و آخرہ قتل و چون از عشق بہتر و از محبت کارے نیست بنابران گوید قوله

ہر دم کہ دل بعشق دہی خوش دمے بود	در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

معنی آنست کہ ہر دمے کہ در عشق گذرد خوش دمیست کہ دمے با عشق بہتر از چلسالہ عبادت بے عشق

پس باید که خود را در دریای عشق اندازی تا گوهر مراد بدست آری و در ین کار تاخیر مورز و اندیشه منما که کاریست نیکو و در کار خیر حاجت هیچ استخاره ندارد و باید دانست که عقل شحنه ایست در شهرستان بدن که کار او همه جاسوسی و چاپلوسی نیخواهد که عاشق در کوے معشوق یک قدم نهد و هر دم ترسے و بیمے روے مے آرد بنابران بمنکر گوید قوله

کان شحنه در ولایت ما هیچکاره نیست	مارا لمنع عقل مترسان و مے بیار

معنی آنست که اے منکر مارا ازین مترسان که عقل تو مانع خواهد گشت زیراکه شحنه که در ولایت ما است اے عقلے که در بدن ماست هیچکاره نیست اے سرکش نیست بلکه تابع منست و یا آنکه عقل معاش ندارم که هیچکاره ایست بلکه عقل معاد دارم که ممد عشق است و چون عاشق را هر چه میرسد از مرگ و حیات و رنج و گنج بدوست نسبت کنند چراکه نسبت بغیر نمودن شرکست بنابران گوید قوله

جانان گناه طالع و جرم ستاره نیست	از چشم خود بپرس که ما را که می کشد

از چشم مراد غمزه از ذکر مسبب و اراده سبب معنی آنست که اے محبوب من این غمزهٔ تو که ظهور و خفا است ما را در معرض ہلاکت آورده تہمت گناه بر طالع و ستاره نیست که این هیچکاران خود وجودے ندارند در وجود محتاج اند عدم و وجود غیرے از ایشان چون آید و چون مشاهده کمال محبوب غیر از چشم پاک از تیرگی اغراض نفسانی و علتہای جسمانی نتواند شد گوید قوله

هر دیده جاے جلوهٔ آن ماه پاره نیست	اور اچشم پاک توان دید چون ہلال

معنی آنست که عاشق مادام که مبرا از علل صفات بشری نگردد و متصف بصفات قدسیه نشود نظاره محبوب را قابل نشود چنانچه ہلال را ہمان چشم تواند دید که خالی از امراض باشد و چون طریقهٔ رندی از بس عزیز القدر است گوید قوله

چون راه گنج بر ہمه کس آشکاره نیست	فرصت شمر طریقهٔ رندی که این نشان

معنی آنست که اے عاشق اگرچه طریقه رندی که کنایه از عشق و آزادی کونین و عدم ریاست بدست آمد غنیمت دان که این طریقه مانند راه گنج از نظر مردمان مخفی است که کسے بدین ره نمیرود و چون کار معشوق مدام استغنا است گوید قوله

حیران آن دلم که کم از سنگخاره نیست	نگرفت در تو گریهٔ حافظ بهیچ روے

معنے آنست که اے محبوب من در حیرتم آیا طینت تو بکدام شده که اینهمه گریه و زاری که در عشق تو

نموده ام ذره دردل ہیرحم تو که دریختی کم از سنگ خاره نیست تاثیر نکرده **غزل**

روزه یکسو شد وعید آمد و دلها برخاست	مے زمیخانه بجوش آمد و می باید خواست

روزه کنایه از ابتدای حال که ایام زہد وپارسائیست عید آوان مشاہدات مے عشق ومحبت میخانه دل می باید خواست طلب باید کرد **قوله**

نوبت زہد فروشان ریائی بگذشت	وقت شادی وطرب کردن رندان برخاست

زہدفروشان ریائی مرائی رندان کنایت از عاشقان **معنے** آنست که ایام زہد وپارسائی که جہت تصفیه بکار بود بسر آمد وآوان مشاہدات تجلیات از در در آمد و دلها نرم گشت وفواره عشق ومحبت از دلم جوش زده مرشدے بباید جست وطالبش بباید شد چراکه ایام زہدفروشان ریائی رفت ووقت شادی رندان در آمد چون ہرکسے بموجب کل حزب بما لدیہم فرحون شادان است بنابران گوید **قوله**

چه ملامت کند آنکس که چوما باده خورد	این نه عیبست بر خورده دلان وین نه خطاست

معنے آنست که کسے ہمچو ما باده خورد لے بعشق ورزی اشتغال نماید چه ملامت کند که اونیز ہم پیشه ما گردید ویا آنکه برائے چه بملامت پیش آید که عشق ورزیدن نزد دانایان عیبے وخطائے نیست وچون میخواری که کنایه از عشقبازیست واختیار طریقه ملامتیه است عیبے چنان نیست که موجب خلل باشد بنابران گوید **قوله**

این نه عیبست کزان عیب خلل خواہد بود	ور بود عیب چه شد مردم بے عیب کجاست

معنی آنست که این میخواری که کنایه از عشقبازیست یا میخواری ظاہرست عیبے نیست وگناہے نه که حق عبد بدٖ تعلق داشته باشد وراه عفوش نباشته واز وخللے پدید آید که عفو انشاید بلکه حق الله است که امید عفو دران بیشتر لانه ارحم الراحمین واکرم الاکرمین پس عیب نباشد وہیچکس خاطر خود ازین اندیشه نخراشد کما قال الله یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا در بود عیب چه شد دانی که بے عیب خداوند پاک است وبنده پر تقصیر که خلقتش از خاک است چون ریا بدتر از میخواری است بنابران گوید **قوله**

ما نه مردان ریائیم وحریفان نفاق	آنکه او محرم سرست برانحال گواست

معنے آنست که ما مردان ریائی وحریفان نفاق ہمچو دیگران نیستیم که کوس صلاح وورع بر در زنیم

وانکه او محرم سر است یعنے خدا یتعالے بر ینحال برین سخن گواه است که دروغے نمیگویم چون عدم ریا لازمهٔ عاشق است بنا بران گوید قوله

فرض ایزد بگذاریم و بکس بد نه کنیم	وانچه گویند روا نیست بگوئیم روا ست

انچه گویند روا نیست اشاره بطریق ملامتیه و جهد در عدم ریا یعنے ما را باید که حلال خدا را حلال دانم و حرام را حرام و سائر فرض و واجبات بجا آرم و کسے را نرنجانم و نیز در حصول اخلاص و عدم ریا ساعی باشم و جد و جهد کما ینبغی بجا آرم و اگر گویند که در پے عدم ریا نباید شد که مشروط لازم نیست جواب دہم که عوام را بموجب حسنات الابرار کافیست اما خواص را لازم است که بموجب سیّات المقربین این طاعت بس نیکند تا که عدم ریائی کنند و چون در عالم عجب حالے رو یداده که بروے ریای خود نظر نمیکنند بلکه آنرا از اعمال صالح پندارند و میخواری عاشقانرا از معاصی می شمرند چنانچه جاے دیگر خود گفته ؎ ریا حلال شمارند و باده را حرام زہے طریقه و ملت زہے مذاہب کیش ٭ و چون فی الحقیقت زشت ترین اعمال است که چشم از عیوب خود پوشیدن و عیب جوئی دگران کردن بنا بران گوید قوله

چه شود گر من و تو یکدو قدح نوش کنیم	باده از خون رزانست نه از خون شماست

معنے آنست که اے معرض و منکر چه شود اگر من و تو یک قدح باده مجازی بخوریم و مرتکب این امر عظیم شویم که نزدیک شما بدترین اعمال است تا دمے از غیبت و عیب جوئی خلاص یابیم ؎ ز باده هیچت اگر نیست این نه بس که ترا ٭ دمے ز وسوسهٔ عقل بے خبر دارد ٭ چرا که این باده نوشی ما بر اعمال شما که روے ریاست فوقیت دارد چرا که باده نبود مگر از خون رزان که انگور است نه که از خون شما که غیبت اخوان حرام است کما قال الله أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ پس قوله

باده نوشی که درو روے ریائی نبود	بهتر از زهد فروشی که درو روے ریاست

معنے آنست که باده نوشی خواه ظاہری خواه طریقهٔ ملامتیه که عشقبازیست که درو روے ریا را مدخل نباشد بهتر از زهد و صلاح ریائی و چون عاشق را باید که بدو چیز ثابت قدم باشد یکے اشتغال بعشق دوم ترک آزار خلائق بنا بران گوید قوله

باده مینوش و میازار تو کس را حافظ	زانکه آزردن مردم همگی عین خطاست

معنے بیت واضح است ٭

[illegible]

غزل

زگریه مردمِ چشمم نشسته در خونست	ببین که در طلبت حالِ مردمان چونست

معنے آنست اے محبوبِ من در فراقِ روئےتو از غایتِ گریه و اشکباری مردمانِ چشمِ من غرقِ خون گردیده پس بارے یکره نظر نما که در طلبِ حالِ مردمان بچه انجامیده که از اشکباری بخونباری مبدل شده چون در هجرانِ محبوب محب را بجز خون خوردن کارے نیست بنا بران گوید **قوله**

بیادِ لعلِ تو و چشمِ مستِ میگونت	زجامِ غم مئی لعلے که میخورم خونست

لعل کنایه از لب و مراد ازان لطف و فضل ۵ لب که شیرین جوے شد لطفِ خداست ؎ مراد از چشمِ مست میگون تجلے ذاتی مست باعتبارِ استغنا میگون باعتبارِ خونریزی و خونریز ازانجهت که موجبِ فنای عاشقانست معنے آنست که اے محبوبِ من در جدائی تو بامیدِ حصولِ لعلِ تو که نامتناهی است و چشمِ مستِ میگونِ تو که تجلے ذاتی قهاریست از جامِ غم بجز خون خوردن کارے نیست یعنی در هجرِ تو این عمرِ گرامیِ خود بخونخواری بسر می برم چون مشاهدهٔ معشوق در حقِ عاشق دولت است عظمی بنا بران گوید **قوله**

زمشرقِ سرِ کوے آفتابِ طلعتِ تو	اگر طلوع کند طالعم همایونست

معنے آنست که زهے سعادت و نیک بختی طالعِ من اگر آفتابِ طلعتِ تو که کنایت از تجلے ذاتیست از مشرقِ سرِ کوے قلبِ حزینِ ما طلوع نماید و یا از مشاهدهٔ خود فرحان و شادان سازد چون کارِ عاشق بجز از تمناے محبوب و معاملهٔ مش سواے کوے عشق نمیباشد بنا بران گوید **قوله**

حکایتِ لبِ شیرین کلامِ فرهادست	شکنجِ طرهٔ لیلے مقامِ مجنون است

معنے آنست که کلامِ فرهاد که کنایه از عاشق است بجز از بیانِ لبِ شیرین که لطفِ محبوبست نخواهد بود و مقامِ مجنون که عاشق است بجز از شکنجِ طرهٔ لیلے که کنایه از جذبهٔ عشق و محبت است نخواهد بود چون عاشق مدام خواهان است که محبوب بغمخواریِ او کوشد گوید **قوله**

دلم بجو کہ قدت ہمچو سرو دلجویست	سخن بگو کہ کلامت لطیف و موزونست

معنے آنست کہ اے محبوب من قد تو کہ مراد ازان طول ظہور وجود حق است در مظاہر کہ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ چون دیدن سرو موجب فرحت خاطر غمزدگان است و مے بدلداری ما کوش و مونس ما باش لے بوصل خود رسان و اگر این نمیکنی بارے سخن بگو یعنی وحی خفی کہ شامل حال دوستانست بما ارزانی فرما کہ زندگی بخش دل عاشقان گردیده چون رفع درد و غم عاشق بجز مشاہدۂ محبوب نمیتوان نمود بنا بران گوید قوله

زدور بادہ بجان راحتم رسان ساقی	کہ رنج خاطرم از جور دور گردون ست

دور بادہ مشاہدات تجلیات و فیض بخشی ساقی محبوب و مرشد معنی آنست کہ اے محبوب من بجان حزین ما کہ بسبب جفا کاری سپہر بیمہر مبتلائے غم و اندوہ ہجران است از ظہورات تجلیات و مشاہدات انوار خود راحتے بخش و نیز اے مرشد من ازین فیض بخشی کہ شامل حال تست نظرے دربارہ ما کن کہ بسبب جفا کاری سپہر بیمہر مبتلائے غم و الم ہجرانم چون ہجران موجب گریہ و زاریست بنابران گوید قوله

ازان زمان کہ زچنگم برفت یار عزیز	کنار دامن من ہمچو رود جیحون است

یار عزیز تجلی معنے آنست کہ اے محبوب من ازان روزے کہ تجلی و مشاہدۂ تو از ما رو در نقاب شدہ از غایت گریہ و اشکباری کنار دامن من بمنزلہ رود جیحون گردیده چون راحت خاطر عاشق بہجران محبوب ممکن نیست بنابران گوید قوله

چگونہ شاد شود اندرون غمگینم	باختیار کہ از اختیار بیرون است

معنے آنست کہ اے محبوب من اندرون غمگین من کہ بسبب ہجران تو حصول غم نمودہ چگونہ باختیار یعنے بحیلہ و فریب شاد توان نمود کہ بحدے عنان اختیارش از دست رفتہ و بے اختیار ساختہ چون کار معشوق مدام استغنا است و عاشق با اینہمہ استغنا از طلب باز نمیتوان ماند گوید قوله

زبیخودی طلب یار میکند حافظ	چو مفلسے کہ طلبگار گنج قارون ست

معنے حافظ با اینہمہ استغنائے معشوق کہ در طلب او سرگردانست محض از بیخودیست کہ کنایۂ از غایت شوق است و کمال اشتیاق مانند مفلسے کہ طلبگار گنج قارون گردد و الا نہ او کجا و ما کجا کہ ما للتراب و رب الارباب ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ❊ غزل

زلف آشفته وخوکرده وخندان لب ومست	پیرہن چاک وغزلخوان وصراحی بدست
نرگسش عربده جو ولبش افسوس کنان	نیمشب دوش ببالین من آمد بنشست
سر فرا گوش من آورد بآواز حزین	گفت کای عاشق دیرینۂ من خوابت ہست

آشفته پریشان خوکرده عرقناک پیرہن چاک بیباک افسوس کنان سحر کنان معنی آنست که آن محبوب با زلفے پریشان وروے عرقناک ولب خندان ومست وپیرہن دریده وغزلخوان وصراحی بدست وچشم مخمور وکحول ولب سحر ساز بوقت نیمشب که اوان مشاہدات عارفانست ہ روبرو در دل نشین کان دلبر جز گاہی ◦ وقت سحری آید یا نیمشبے باشد ◦ آمده نشسته سر نزدیک گوش من آورده بآواز حزین که آواز معشوقانست فرمود که اے عاشق دیرینه توکه از مدتے دعوی عشق ما می نمائی ولاف محبت ما میزنی خواب ترا ہست یعنی چگونه مر ترا خواب روے داده شده ہ عجباً للمحب کیف ینام ◦ کل نوم علی المحب حرام واین حالت عرفا راگاه در بیداری باشد چون رسولؐ را بمعراج قال ◦ رایت ربی لیلة المعراج فی صورة امرد شاب مقطط وگاه در واقعه چنانچه در شرح گلشن راز است که اکابرے بیند که حقتعالے خود ساقی شده بدیشان شراب مینوشاند وگاه بخواب چون کار عاشق مدام طریقۂ اخلاص واستقبال است بعشق بنابران گوید **قوله**

عارفے راکه چنین بادۂ شبگیر دہند	کافر عشق بود گر نبود باده پرست

عارف کنایه از عاشق بادۂ شبگیر مشاہدات نیمشبی وسحری کافر عشق عاشق که در جلال مستور گردیده ہ کفر در معنے جلال کبریاست ◦ کاندرانجا سالک راه فناست ◦ معنے آنست عاشقے راکه اینچنین مشاہدات مذکوره باو دہند واو اگر در عشق ساعی نباشد ودر عدم ریا نکوشد واز جان ودل برنخیزد واز زہد وتقوی نگزیند باید دانست که منکر وساتر عشق است اے محروم عشق وچون آن سعادت ازلیست گوید **قوله**

برو اے زاہد وبر دردکشان خورده مگیر	که ندادند جز این تحفه بما روز الست

معنے آنست که اے واعظ واے ناصح برو بکار خود باش وتعیبت دردکشان یعنے عاشقان مباش که از ازل جز این تحفه باده پرستی که عشق ورندی وعدم ریا است بما عطا نموده اند وچون از ہیچکس تحفه فعل مقدر بظہور نے پیوندد بنابران گوید **قوله**

انچه او ریخت به پیمانهٔ ما نوشیدیم	اگر از خمر بهشت ست وراز بادهٔ مست

پیمانه اعیان ثابته واستعداد خمر بهشت عشق حقیقے وزہد وورع بادهٔ مست عشق مجاز وبادهٔ ظاہری معنی آنست که انچه قابلیت مرا اعیان ثابته دیا استعدادات مارا او قبول کردیم اگر عشق حقیقے وگر عشق مجازی واگر زہد وورع است ویا بادهٔ ظاہری وچون نگاہداشت توبه از عاشقان محال ست بنابران گوید قوله

خندهٔ جام مے وزلف گره گیر نگار	اے بسا توبه که چون توبهٔ حافظ بشکست

خنده تجلی جام مے روے محبوب زلف گره گیر جذبهٔ عشق معنے آنست اے حافظ نه تنها توبهٔ تو روبشکست آورده بلکه آن تجلے محبوب وجذبهٔ او توبه بسا کس شکسته واز دائرهٔ عصمت بیرون برده ورسواے عالم ساخته

غزل

زلفت ہزار دل بیکے تار مو ببست	راه ہزار چاره گر از چار سو ببست

زلف جذبهٔ عشق ونیز دنیا بیکے تار مو بجذبهٔ از جذبات وبنعمتے از نعمات دنیا چاره گر عاقل معنے آنست که اے محبوب من تنہا من برشتهٔ زلف تو که جذبات عشق است گرفتارم بجذبه از جذبات خود ہزار دل را بجود کشیده دواله ساخته وہزاران ہزار عاقلان راچنان گرفتار خود کرده که ہیچ نوع رہائی نمے بیند وراه بیرون شدن نمی شناسد ونیز آنکه دنیا ہزار صاحبدل را بنعمتے از نعمتہاے خود بسته وشیفته گردانیده وہمان شیفتگی سدراه شده وراه ہزار عاقل بآن از ہر چار طرف بسته واز خود گذشتن نمیدہد یعنے ابناے عالم رادیده از روے شفقت وتاسف میگوید که افسوس ہزار افسوس که ہزار عالم وعامل وعاقل وفاضل که شیفته دنیاے دنی گشته اند واز مجاز بحقیقت پے نمی برند وچون مشاہدهٔ معشوق بین التجلے والاستتار ست وآن موجب ازدیاد محبت عاشق است بنابران گوید قوله

تا ہر کسے بہوے نسیمے دہند جان	بکشود نافه را ودر آرزو ببست

نافه تجلی اجمالی که اول بر دل سالک نازل مے شود معنے آنست که اے محبوب من اول ظہور تجلی بر دل ما عطا نمودی بعد ازان مخفے ساخته چنان استغنارا کار فرمودی که در آرزو ببست یعنی امید منقطع شد واین ظہور وخفا محض براے آنست که ہر کسے که طالب صادق باشد بہوے نسیم که کنایه از ذوق ومشاہدت ست جان شیرین خود را فداے او سازند واز سر جان برخاسته بطلب آیند چنانکه قاضی حمید الدین ناگوری در عشقیه می نگارد که آئے بنمودگی براے ربودگی بود وبستگی براے کشادگی ازان ربودگی نابودگی

حاصل شد چگونه نابودگی که ببودگی رسانید و ازین بستگی خستگی دست داد که شکستگی بار آورد و شکستگی کلید بستگی است وانیهمه از برای ازدیاد محبت است ؎ دیدار مینمائی و پرہیز میکنی ✤ بازار خویش آتش ما تیز میکنی - چون اخفای معشوق موجب سرگشتگی عاشق است بنابران گوید **قوله**

شیدا ازان شدم که نگارم چو ماهِ نو	ابرو نمود و جلوه گری کرد و رو ببست

معنے آنست که باعث اینهمه شیفتگی من آنست که آن محبوب پری پیکر من مانند ماه نو تجلی خود نمود و اظہار خود کرده باز رو در نقاب گردید و درین ظهور و خفا امرے بکار برد که ما را از ما ربود و اینحال را عاشق دریابد نه هر بوالهوس چنانچه قاضی حمید الدین ناگوری گفته اے عاشق معشوق را با غمزدگانِ عشق کرشمه ایست که اگر شمهٔ ازان بر اہلِ عالم متجلی گردد حقا که همه را روان از تن برآید شک نیست که زلف لیلے را شکنیست که جز دل مجنون تاب آن ندارد و بر عذارهٔ عذرا خطے است که جز جان وامق عذرا نکاهد و در لب شیرین نمکے است که سینهٔ فرهاد خستهٔ اوست و در جعد ایاز حلقه ایست که دل محمود بستهٔ اوست و میان عاشق و معشوق ماجرائے است که جز بگوشهٔ چشم نتوان دانست و جان و جانان را ماجرائیست که جز بشیوهٔ ابرو نتوان نمود و چون معشوق را بر عاشق ظهور بتجلیات متنوعه میباشد بنابران گوید **قوله**

ساقی بچند رنگ می اندر پیاله ریخت	وین نقشها نگر که چه خوش بر کدو ببست

ساقی محبوب حقیقی بحکم وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا **مے** کنایت از تجلے که موجب بیخودی سالک است **پیاله** کنایه از دل **وین** اشارت تجلیات **کدو** اشارت بدل و وجود سالک **معنے** آنست که محبوب من تجلیات متنوعه و انوار متلونه بر دل عاشق شهود نمود و این نقشها که تجلیات متنوعات است بنگر که چه خوش بر کدوے دل و یا وجود سالک نقش بسته و موجب زیبائی و رعنائی او گردیده و نیز مصرعے اول برین نوعست که **ساقی بخنده رنگ مے اندر پیاله ریخت** ✤ **ساقی** کنایه از ساقی حقیقے **وخنده** عبارت از تجلی **رنگ مے** عبارت از پرتو وجود که منبسط شده بر اعیانِ ممکنات **پیاله** عبارت از اعیان ثابته یعنے ساقی پرتو وجود خود بفیض مقدس بر ماهیات ممکنات منبسط گردانیده و این نقشها و شکلها با حسن و جمال در غایهٔ لطافت و کمال فریبندهٔ دلها و ربایندهٔ جانها و جالبِ عاشقان و سالب عارفان در عالم ظاهر گشته در پیالهٔ کدو که اعیان ثابته است باید دانست که در ظهور تجلیات دو حالت روئے دهد چنانچه شیخ فرید الدین عطار فرمایند ؎ دو صفت سر زند ازین هستی ✤ بطرازم بصفحه اظهار ✤

یا بکل اللسان شود خاموش ÷ یا بطال للسان کند گفتار ÷ او خروشان چو بلبلان بهار ÷ او خموشان چو طبلهٔ عطار ÷ لیکه طال اللسان ہلاک شود ÷ سر و ہدیا و کم کند دستار ÷ آنکه کل اللسان بود چه شود ÷ بسلامت بایستد بکنار ÷ کم نگردد ز گلشنش یکبوی ÷ کم نگردد ز خرقه اش یکتار۔ بنابران از حال کل اللسان خبر میدہد۔ قوله

یارب چه سحر کرد صراحی که خون چشم	با نغمہائے قلقلش اندر گلو ببست

یارب کلمهٔ تعجب کرد مفعول کرد صراحی و فاعل ہمان ساقی که در بیت بالا گذشت صراحی وجود سالک خون چشم شراب انگوری کنایت از عشق و محبت نغمه آواز قلقل آواز ریختن شراب از صراحی و مراد از نغمهٔ قلقل فصاحت و بلاغت معنے آنست که نمیدانم که آنمحبوب حقیقے و یا عشق آن محبوب مر وجود عاشق را چه نوع سحر کرد که با وجود چنین فصاحت و بلاغت و انواع زبان آوری چون بمرتبهٔ عرفان رسید گنگ گشت و مجال گفتن اسرارش نماند باز ہمین مضمون را بعبارتے دیگر بیان آورده قوله

مطرب چه نغمه ساخت که در زمرهٔ سماع	بر اہل وجد و حال در ہائے ہو ببست

مطرب کنایه از محبوب حقیقے و مرشد نغمه ساخت تلقین کرد و بیان نمود اہل وجد عاشقان ہائے ہو اظہار اسرار عشق معنے آنست که آنمحبوب من و یا مرشد من چه تلقین نموده و ارشاد فرمود که در حلقهٔ عشاقان بر عشاقان در ہائے ہو بسته شد که سرے از اسرار و انمے نمایند و چون در اظہار اسرار الہی خوف و خطر بسیار است بنابران گوید قوله

دانا چو دید بازی این چرخ حقه باز	ہنگامه در نوشت و در ہائے ہو ببست

معنے آنست که دانا که سالک کل اللسان است چون تماشائے سپہر شعبده باز را دریافت که ہر یکے را بایکدیگر عنادے و عداوتے در میانست و کمر بخون یکدگر بسته لاچار بمضمون مَنْ سَكَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ نَجَا ہنگامهٔ قیل و قال بہم در پیچید و در بیان اسرار الہی ببست و مہر سکوت بر درجک دہن نهاد مبادا که سخنے سر زند که عقل تاریک گرفتاران عالم ناسوت بگر داو نرسد بجنگ برخیزند و حکم بتکفیر نمایند چون سالک ازینها بر گذشت و حصول معرفت که مشاہدهٔ ذاتی است نمود و آن مقام عجز نمودنست که لَا اُحْصِی ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ بنابران گوید قوله

گفتم که حسن چہرهٔ او را صفت کنیم	او روی خود نمود و در گفتگو ببست

معنے آنست کہ قبل ازین ارادۂ من متعلق نہ این بود کہ خوبی چہرۂ آنمحبوب را در معرض بیان آرم و بمدح
وثنای او پردازم اما آنمحبوب شیرین کار بمشاہدات خود ما را از ما در ربود و در حیرت انداخت و درج
دہن را مقفل ساخت کہ دمے نتوانم زد چنانچہ در گلستانست کہ **نقلست** کہ یکے از صاحبدلان سر بجیب
مراقبہ فرو بردہ و در بحر مکاشفہ مستغرق شدہ چون ازان حالت باز آمد یکے از اصحاب بطریق انبساط
گفت درین بوستان کہ تو بودی ما را چہ تحفہ کرامت آوردی گفت بخاطر داشتم کہ چون بدرخت گل رسم
دامنے پُر از گل کنم و ہدیہ اصحاب را برم چون بدرخت گل رسیدم بوے گلم چنان مست کرد کہ دامنم از
دست برفت ؎ گفتم کہ گلے بچینم از باغ * گل دیدم و مست شد ببوئے * و چون حصول این دولت
عظمے کہ مذکور شد بے عشق نمے شود بنا بران گوید **قوله**

حافظ ہر آنکہ عشق نورزید و وصل خواست	**احرام طوف کعبۂ دل بیوضو ببست**

معنے آنست کہ اے حافظ ہر طالبے کہ حصول عشق ننمود و درد عشق پیدا نکرد و با اینہمہ امید وصل کہ
حصول معرفت است داشت مانند کسے است کہ از برای طواف کعبہ احرام بیوضو بست اے کار لانفع
کرد و طمع خام پیش آورد۔ **غزل**

زان یار دلنوازم شکریست با شکایت	**گر نکتہ دان عشقی خوش بشنو این حکایت**

معنے آنست کہ مرا ازان یار دلنواز خود کہ از ما اعراض نمود شکریست با شکایت و چون شکر و شکایت
از امور متضادہ اند و اجتماع اینہا محال کہ اَلضِّدَّانِ لَا یَجْتَمِعَانِ بنا بران گوید کہ اگر در دبستان عشق
نکتہ دانی حاصل نمودۂ این سخن را خوش بشنو یعنی بغور او رس کہ شکایت ازینجہت کہ اعراض نمود و
شکر ازآن رو کہ ما را از عاشقان شمردہ آنگاہ این مواقعات در پیش آوردہ چنانچہ عاشق بمعشوق خود
گفتہ ؎ از زبان تو حدیثے نشنودم ہرگز * از تو شرمندۂ یکحرف نبودم ہرگز * معشوق بجواب او گفت
؎ تو نظر باز نۂ ورنہ تغافل نگہست * تو سخن فہم نۂ ورنہ خموشی سخن است * و چون کار معشوق مدام
استغنا است بنا بران اظہار استغنای محبوب و محرومی خود گوید **قوله**

بیمزد بود و منت ہر خدمتے کہ کردم	**یا رب مباد کس را مخدوم بیعنایت**

معنے آنست یعنے ہر خدمتے و طاعتے کہ بدانجناب نمودہ ام آن محبوب از جہۃ استغنای ذاتی کہ وارد
کہ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ ہیچ ملتفت بآن نشد و اعجبا اینچنین مخدوم بیعنایت کس را مباد

مضمون مصرعهٔ ثانی اگرچه ترک ادب است لیکن ازان مراد اظہار محرومی خود و استغنا محبوبست ونیز لَا یُوخَذُ المَجنُونُ بِمَا صَدَرَ عَنهُ چون درین زمانه قحط الرجال افتاده واز عاشقان کامل کسی بنظر نمی آید بنابران گوید قوله

گویا ولی شناسان رفتند زین ولایت	رندان تشنه لب را جامی نمید ہد کس

رندان تشنه لب عاشقان **جام** فیض و توجه از قبیل ذکر سبب و اراده مسبب **ولی شناسان** ولی بموجب اَلوَلِیُّ یَعرِفُ الوَلِیَّ یعنے تقاضاے جہان چنین رو داده که ہیچکس توجہے در حق عاشقان نمی نماید و بمراد ایشان نمیرساند گویا عاشقان کامل ازینجہان ناپدید شدند عاشق صادق را باید که ہرچه از معشوق بدو رسد از جور و عدل و رحمت و لعنت احتمال نماید و دم نزند و بغیر رجوع نکند بنابران گوید قوله

جور از حبیب خوشتر کز مدعی حمایت	ہرچند بردی آبم روا ز درت نتابم

معنے آنست که اے محبوب من ہرچند که مرا رسواے جہان ساختی و بتشنیع خلق گرفتار کردی از بہت که مرا العشق خود آشنا ساختی و ہیچ بحال ما نپرداختی با اینهمه تن برضا دادم و رجوع بهیچکس از زاہد و شیخ یعنے آرم و مدد از ایشان نمیخواہم که جور محبوب خوشتر از حمایت مدعیان چرا که چون تو در حق ما اینچنین ستم روا داشتی ما راہم بدان راضی باید بود که اَلاِرَادَةُ تَرکُ الاِرَادَةِ بجز تو رو بکه آرم ۵ ہم پیش تو از دست تو میخواہم داد ۞ و چون راه عشق پر از محن و بلیات است بنابران گوید قوله

سرہا بریده بینی بیجرم و بے خیانت	در زلف چون کمندش ایدل مپیچ کانجا

معنے آنست که در زلف مسلسل که راهِ عشق است ایدل درمیا که این راہے است ہرکه درین درآمد بے تقصیری و بے گناہی اے بسہل تقصیر و بسہل گناه سرش بباد می دہند و چون دنیا ہر دم خود را زینتے و زیبے دگر بچشم عاشقان مے نماید بنابران گوید قوله

جانان روا نباشد خونریز را حمایت	چشمت بغمزه ما را خون ریخت می پسندے

چشم مراد عالم شہادت که دنیا است **غمزه** رونق و زیبائی **معنے** آنست که اے محبوب من این دنیای فانی ہردم بزیبایشے و آرایشے در چشم می آید و موجب سدِ راهِ ما میگردد و بدینجہت خون ما ریخته و در غم و اندوه انگنده پس تو روا دار این ہستی جانئن خونریز سزا دار حمایت نیست می باید که زیبائی او را در نظر ما خوار و پریشان و محقر داری تا بدان ملتفت نگردیم و چون مراد عاشقان رسیدن بمعرفتِ الٰہی است وحصول آن جز بعنایت الٰہی معلوم بنابران گوید قوله

اندر شب سیاهم گم گشت راه مقصود	از گوشهٔ برون آی ای کوکب هدایت

شب سیاه عالم کثرت و تفرقه و خودی و خود بینی ای کوکب هدایت محبوب معنے آنست که اے محبوب من از راه مقصود که حصول وحدت است بسبب استیلای عالم کثرت و تفرقه مانده ام پس از گوشهٔ اختفا بدیا انگاه ظهور برآے و از کثرت بوحدت و از تفرقه بجمعیت رهنمائی کن که بے این ره بحصول مدعا محال و نیز از کوکب هدایت مراد مرشد پس انخطاب بمرشد باشد معنی ظاهر و چون راه عشق که کنایت از معرفت است سراسر حیرت است گوید قوله

در هر طرف که رفتم جز حیرتم نیفزود	فریاد ازین بیابان وزراه بے نهایت

معنے آنست که در راه عشق که معرفت الٰہی است هر چند تگ و دو نمودم و جد و جهد بکار بردم آخر الامر جز حیرتے حصول نشد فریاد ازین بیابان خونخوار که عشق است که جز خونخواری حصولے ندارد و فریاد ازین راه بے نهایت که معرفت است که انقطاعش ناممکن چنانچه در بیت آینده میگوید قوله

این راه را نهایت مشکل توان بریدن	کش صد هزار منزل بنشست در بدایت

معنے آنست که این راهے است مشکل الانقطاع چرا که صد هزار منزل و قتے که طے نمایند گویند هنوز اول قدم است ازینجهت هم گویند که هیچکس بمقام معرفت او نرسد کسے بقدم اول جان داد و کسے بدوم و کسے بسیوم و کسے بدر چون رفع درد عاشق بجز از مشاهدهٔ معشوق نمیتوان شد بنابران گوید قوله

اے آفتاب خوبان میسوزد اندرونم	یکساعتم بگنجان در سایهٔ سرایت

معنے آنست که اے محبوب من بسبب هجران تو اندرون من شعله وار میسوزد اگر بوصل مدام نمیتوانی رسانید که از محالاتست که ــه هرگز طمع مدار وصال دوام را ٭ بارے یکساعت در سرائے وصل خود بار ده تا رفع این غم و این اندوه نمایم چون زهد و ورع پیش نمیرود و بغیر از عشق دستگیری سالک نمیتواند کرد بنابران گوید قوله

عشقت رسد بفریاد گر خود بسان حافظ	قرآن ز بر بخوانی با چارده روایت

معنے آنست که اے طالب صادق اگر بالفرض مانند حافظ قرآن را با چارده روایت یاد بخوانے اے حافظ مرتب باشی و در زهد و ورع کمال کردی این زهد و ورع هیچ بفریاد نخواهد رسید الا عشق بیباید که بحصول آن ساعی باشی و ازین زهد و ورع یکسو گردی غزل

زاہد ظاہر پرست از حالِ ما آگاہ نیست	در حقِ ما ہر چہ گوید جاے ہیچ اکراہ نیست

زاہد طائفہ ایست کہ بنور ایمان و ایقان جمالِ آخرت مشاہدہ نمایند و دنیا را در صورتِ قبیح بنا بران از دنیا رو گردانند و طالب آخرت شوند و تخلف این طائفہ از صوفیہ آنست کہ زاہد بحظِ نفس خود محجوب از حق چہ بہشت مقام حظِ نفس است فِیْہَا مَا تَشْتَہِی الْاَنْفُسُ وصوفی بمشاہدہ جمالِ ازلی ومحبتِ لم یزلی از ہر دو کون آزاد و این را دو متشبہ اند طائفہ باشند کہ ہنوز رغبتِ ایشان بکلی از دنیا مصروف نشدہ باشد وخواہد کہ بیکبارگی از رغبت گردانند ایشانرا متزہد گویند و این طائفہ را متشبہ محق بزاہد گویند پس صوفی از زاہد بمرتبہ اعلی باشد ویا آنکہ از زاہد ظاہر پرست متشبہ مبطل بزاہد باشد کہ طائفہ متشبہ دومی زاہد است و آن طائفہ ایست کہ از براے قبول خلق ترک زینت دنیا کنند وخاطر از جمیع اسباب دنیوی باز گیرند وبدان طلب تحصیل جاہ کنند درمیانِ مردم وممکن بود کہ ببعضے حال ایشان متشبہ شود وپندارند کہ از دنیا اعراض کلی کردہ اند و ایشان خود بر ملک ومال وجاہ خریدہ اند کہ تَرْکُ الدُّنْیَا لِلدُّنْیَا این طائفہ را مرائیہ خوانند معنے آنست کہ زاہد ظاہر پرست کہ جبہ ودستار راشعار خود ساختہ وبعصا وتسبیح پرداختہ وبزہد ریائی کہ دام مشیخت است مشتغل و از عدم ریا کہ عشق وبے باکیست و رندی مشتغل ہر چہ از راہِ حسد وانکار گوید وبہ تشنیع وملامت پیش آید جاے ملول خاطر شدن نیست کہ او بیچارہ گرفتارِ دام بلا است از حالِ ما آگاہ نیست پس قول نابینائی وناواقفی اعتماد را نشاید وہم ابن زید روایت کردہ کہ امام غزالی را در خواب دیدم کہ زنجیرے در گردن خوکے کردہ بود واو را میکشید گفتم این خوک چیست گفت این احمد قاضی است کہ خدا مرا بر و مسلط کردہ تا بہ بینم کہ بچہ سبب نزد او مستحق لعنت شدہ بودم پس چون عشق راہے است کہ سالک آن بر دوست و دشمن یکسان باشد ورد وقبول کسے دل نہ نہد و از جفا کسے مغموم نگردد بنا بران گوید قولہ

ہر کہ خواہد گو بیا و ہر چہ گوید گو بگو	کبر و ناز و حاجب و دربان بدین درگاہ نیست

معنے آنست کہ ہر کہ از دوست و دشمن ومعرض ومنکر ارادہ آمدن دارد گو بیا و ہر کسے از رد وقبول ومدح وذم ومنع وعطا ودشنام وسلام میتواند گفتن گو بگو چرا کہ امر ونہی وحاجب و دربان بدینجا نیست اینجا رد وقبول ومدح وذم ودوست و دشمن یکسانست نہ از کسے رنجیدن

دن کسے را رنجانیدن بلکہ احتمال جفا کردن و وفا نمودن چنانچہ ؎ وفا کنیم و جفا کشیم و خوش باشیم ؛ کہ در طریقتِ ما کافریست رنجیدن ؛ وچون احوالِ عاشق مدام بنوعے دگر است گاہ قبض گاہ بسط گاہ تغیر گاہ تبدیل و جمعے اینجملہ را بگردش چرخ نسبت دارد وچون فی الحقیقت مرا ورا اختیارے نیست کہ بیچارہ خود محکوم اوست و اختیارے بدست ندارد گوید **قولہ**

چیست این سقفِ بلند و سادہ و بسیار نقش	زین معما ہیچ دانا در جہان آگاہ نیست

سقفِ بلند آسمان سادہ باعتبار آنکہ جملہ ستارگان در آسمان ہفتم و این خود نقشے ندارد و بسیار نقش باعتبار نمود ستارگان کہ درین ست ویا باعتبار حوادثات یعنی این چرخ بیدار چیست کہ جملہ خیر و شر و نیک و بد و رنج و گنج منسوب باوست وچون بنظر حقیقت دیدہ میشود این بیچارہ محکومِ امر اوست شب و روز در گردش است اگر اختیارش بدست او بودی از چہ سرگردان شدی وچون بمعرفت آن ہر کسے را راہ نیست کہ اینچہ و نسبت با وچرا پس میگوید کہ ازین بگذر کہ این معماے است کہ ہیچکس را بفہم او راہ نیست وچون این خیر و شر در نظر سالک تا آن زمان ست کہ گرفتار عالم ناسوت است و پردۂ کثرت از نظر او برنخاستہ وچون عالم وحدۃ رو نمود جملہ خیر و شر یکسانست بنابران گوید **قولہ**

در طریقت ہرچہ پیشِ سالک آید خیر اوست	بر صراطِ مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست

معنے آنست کہ چون سالک از عالم ناسوت رسیدہ بعالم وحدت و معرفت رسید و حقیقت اشیاء برو مکشوف شد در انوقت ہرچہ کہ مکشوف شود بدان عمل نماید خیر اوست و گمراہ او را نمیتوان گفت چراکہ رو بہ صراط مستقیم کہ عالم وحدت و معرفت است رسید انجا کسے گمراہ نیست چہ خیر و شر در انجا گذر ندارد چہ خدا تعالےٰ فرمودہ وقتے کہ در عالم بطون بودم کہ کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیّاً پس خواستم کہ بعرض ظہور آرم کہ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ پس بظاہر تجلے کرد بر جمیع اشیاء موجودہ و در علم ہم بوجود خارجی موجود گشتند و از علم بیقین پیوستند فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ پس ہرچہ اضافت اطلاق اسم وجود برو توان کرد چون موجود نیست و بحقیقت وجود اوست لَیْسَ فِی الدَّارِ غَیْرُہٗ دَیَّارٌ و جملہ وجودات موجودات مجازیہ و بحکم ربوبیت جملہ در تحت و تصرف اسم رب جملہ بر صراط مستقیم وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا ھُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِہَا میخوان و این سرشریفہ میدان اگر در ہر ذرہ بتخانہ و بہر مومنے حاجی و کعبہ و عاقل و دیوانہ جملہ موجود موہوب من باشند و در راہ تربیت مربوب من باشند یکے اسم الہادی دیگرے مظہری اسم المضل

واین اسمای متقابل در قضا اسماء متعالیه جمله در تحت حیطه الله واسمه دال بر وجود واحدیه یگانه در ذات ویکتا در صفات در هرگاهی که از حضرت واحدیت خود تجلی گردد از اسم الهادی ظاهر شود هرچه مظهر او باشد صورت او نماید مومنی ومصلی وعارفی واگر تجلی بر مظهر اسم المضل ظاهر شود چه صورت نماید صورت کبری وفاسقی وهرگاه که قطع نظر کنی از مظهر وبنظر عارفان دران مظهر ناظر گردی در نظرت هیچ ضلالت نماند چراکه رب صراط المستقیم است وجمله در تربیت اوست وتکمل ای سالک طریقت فیوضات الهیه را طرق مختلف است ومتعدد گاهی فتح الباب از محنت میشود گاهی از راحت در محنت دلتنگی نباید عسی ان تکرهوا شیئا وهو خیر لکم **قوله** **در طریقت هرچه پیش سالک آید** ساز در پختگی وسوز در خامی تا خامی دارد در جوش است به پختگی که رسد خاموش است بلائی که در دو مشاهده میلی کند عطا است وانچنین بلا سراسر عطا نصیب اولیا اوائل سلوک سالک را باید که از قبض وبسط و رنج وراحت مذبذب نشود وبر جاده صراط مستقیم فاستقم کما امرت مستقیم باشد وقبض را سبب بسط داند وبر بسط مغرور نگردد که منازل نامنتهی بی منتهی است و غولان بیابان گمراهی در راه افزون از صد احصا وذریات شیطان لاتعد ولاتحصی ولا تتبعوا خطوات الشیطان انه لکم عدو مبین ویوم تبلی السرائر رابیش نظر دارد وذخیره حسنات را از مزرع دنیا برای عقبا بردارد وفرصت راغنیمت شمارد واتقوا یوما لاتجزی نفس عن نفس شیئا ولا یقبل منها شفاعة ولا یوخذ منها عدل ولا هم ینصرون وچون کار معشوق مدام استغنا است بنابران گوید **قوله**

صاحب دیوان ماگویا نمیداند حساب		کاندرین طغرا نشان حسبة لله نیست	

صاحب دیوان محبوب اندرین طغرا اشاره بعشقبازی حسبة لله شفقت ومهربانی معنی آنست که محبوب ماگویا حساب نمیداند که در دیوان عشق ومعشوقی بعاشقان التفات نمیکند ومهربانی نمینماید وحال آنکه اهل حساب وصاحب دیوان را رسمی است که برعایت خاطر رعایا وبرایا چیزی از حساب فروگذاشت نمایند وحسبة لله واشمالة لقلوبهم چنین کنند وچون در کار عشق احتمال جور وجفا ودم بچون وچرا زدن است بنابران گوید **قوله**

اینچه استغناست یارب وینچه نادر حکمت است		کاینهمه زخم نهانست ومجال آه نیست	

معنے آنست کہ واعجبا نمیدانم کہ چندین استغنا کہ ہیچ نوع التفات بحال عاشقان نیست چیست وانیچہ نا ورحکمت است کہ با اینہمہ زخم پیاپے و دردو مبدم مجال دم زدن نداده چون دردو بیت ما تقدم شکایت محبوب و بیان جور وجفاے او نمود چون زشت ترین عاشقان آنست کہ از معشوق شکوه و شکایت کند بنابران گوید قوله

ورنہ تشریف تو بر بالاے کس کوتاه نیست	ہرچہ ہست از قامت ناسازی اندام ماست

بے اندام بے زیب و موزون چہ اندام در لغت بمعنے زیبائی و آراستگی است شیخ سعدی گفتہ ؎ سرا باقامت زیبا کہ ہست ٭ پیش اندام تو ہیچ اندام نیست ٭ معنے آنست کہ از جانب مبدا ہیچ بخلے نیست چہ لطف او عام است ؎ برین خوان یغما چہ دشمن چہ دوست ٭ واین تفاوت زیادتی نقصان ومعموری ومحرومی وکفر واسلام وخیر وشر کہ مابین رویداده است بنابر استعداد است چنانچہ شپرک را از دیدن آفتاب پس اضافت نقصان وملامت بخود عائد میگردد و نہ بدوست کما قال اللہ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْا أَنْفُسَكُمْ چون توجہ مرشد مدام شامل حال مستر شد است بنابران گوید قوله

ورنہ لطف شیخ وزاہد گاه ہست وگاه نیست	بندۂ پیر خراباتم کہ لطفش دائم است

معنے آنست کہ من از جان ودل غلام و بندۂ پیر خرابات کہ مرشد کامل است ہستم چراکہ لطف او مدام شامل حال مستر شد انست والا نہ لطف شیخ وزاہد کہ کنایت از نصیحت وترغیب ایشانست گاه ہست گاه نیست گاه موثر گاه نہ چون عاشق کامل آنست کہ از ترسانیدن وبیم دادن معرضان ومنکران باز نماند و نظر بر لطف ورحمت معشوق داشتہ بکار خود سرگرم وساعی باشد بنابران گوید قوله

عرصۂ شطرنج رندان را مجال شاه نیست	تاچہ بازی رخ نماید بیدقے خواہیم راند

معنے آنست کہ بیدق وجود خود را درجولانگاه عشق خواہیم دوانید بہ بینیم تاچہ معاملہ رو دہد واز منع وترسانیدن کسے باز نخواہم شد کہ عرصۂ شطرنج رندان را یعنے عشق عاشقان صادق را مجال آن نیست کہ کسے شہ دہد وچون براه عاشقے درآمدن کار ریگرنگان است بنابران گوید قوله

خود فروشان را بکوی میفروشان راه نیست	بردر میخانہ رفتن کار یکرنگان بود

معنے آنست کہ بردر میخانۂ عشق رفتن وطلب او نمودن کار یکرنگانست یعنی از خودی وخود بینی گذشتہ واز نفاق وریا مبرا شده وبعالم نیستی وعدم یکرنگ گردیده وخود پرستان وخود بینان ریائی را بکوے

می فروشان که عشق است راه نیست و چون اظهار کرامات و دعوی خود بینی نمودن لازمهٔ عاشق کامل نیست که ؎ هر که او از کشف خود گوید سخن ٭ کشف او را کفش کن بر سر بزن ٭ بنا بران گوید **قوله**

حافظا ار بر صدر ننشیند ز عالی همتیست	عاشق دردکش اندر بند مال و جاه نیست

معنی آنست که حافظ اگر بر صدر مشیخت نمی نشیند و اظهار تلقین و دعوی کشف و کرامت نمیکند دلیل نقصان او نیست بلکه محض عالی همتی اوست که عاشق دردکش است و عاشق دردکش در پے حصول مال و جاه که مشیخت است نیست **غزل**

سر ارادت ما و آستان حضرت دوست	که هر چه بر سر ما میرود ارادت اوست

معنی بیت ظاهر است اما مشتمل بمضمون سُبْحَانَ مَنْ لَا یَجْرِیْ فِیْ مُلْکِهٖ اِلَّا مَنْ یَّشَاءُ پس عاشق را باید که هر چه از دوست رسد از رد و قبول و مدح و ذم و عطا و قبض و بسط و رضا دهد و دم نزند که کمال عاشقی در تفویض و تسلیم است اگر صاحب تسلیم را مثل ابلیس طوق لعنت در گردن افگنند و کوچه بکوچه بگردانند باید که چنان از معشوق خود راضی بود که مومن از ایمان خود و باید دانست که محبوب حقیقی را تشبیه بماه و مهر داده اند اما چون او از ینها منزه است میگوید **قوله**

نظیر دوست ندیدیم گرچه از ماه و مهر	نهادم آینها در مقابل رخ دوست

معنی آنست که بیان آن محبوب از تشبیه و تمثیل مهر و مه را اما کسے را که تشنگی عقل غالب آمده و از غایهٔ فرط طلب چشم عقل او را تیره کرده اینچنین کس چه کند که دوست را به تشبیه و تمثیل ذکر نکند چون پریشانی عاشق از تحریر و تقریر مبرا است بنا بران گوید **قوله**

صبا ز حال دل ریش ما چه شرح دهد	که چون شکنج ورق غنچهای تو بر توست

معنی آنست صبا که کنایت از واعظ و لائم است پریشان کنندهٔ دل عاشقان است از حال دل ریش ما گرفتار هجران چه در معرض بیان توان آورد که حال دل ما بدین غایت رسیده که مانند شکنج برگ غنچه ته بته است یعنی بیرون از احاطهٔ تقریر و چون عاشقی را هی است هر که درین در آمد گرفتار بلیات شد بنا بران گوید **قوله**

نه من سبوکش این دیر رند سوزم و بس	بسا سرے که درین کارخانه سنگ سبوست

سبوکش محنت کشنده دیر رند سوز عشق که سوزندهٔ عاشقان است سنگ سبو سنگے که سبو بران

دارند معنے آنست کہ تنہا من گرفتار بلیات عشق و اسیر حوادثات مجسّم و بس بلکہ ہزاران ہزار درین کارخانہ عشق سنگ سبو شدہ اند لے گرفتار غموم و ہموم و چون ہرچہ عاشقان راست بلطف اوست بنا بران گوید قولہ

مگر تو شانہ زدی زلف عنبر افشان را	کہ باد غالیہ سا گشت و خاک عنبر بوست

معنے آنست کہ اے محبوب من آن زلف عنبر افشان را کہ کنایت از وجود ماست باعتبار ساتر روی حقیقت چنانچہ جاے دگر گفتہ ع تو خود حجاب خودی حافظ ازمیان برخیز ؛ تحقیق تو بشانہ لطف و فضل خود آراستہ گردانیدہ و اینہمہ نتیجہ اوست کہ باد انفاس ما بوے غالیہ عشق حاصل نمودہ و خاک وجود ما بوے عنبر معرفت بدست آوردہ و چون جملگی محبوبان و شکوہ یان خاک را ہ محبوب حقیقے اند بنا بران گوید قولہ

نثار روی تو ہر برگ گل کہ در چمن است	فداے قد تو ہر سروبن کہ بر لب جوست

برگ گل محبوب چمن دنیا سروبن محبوب لب جو دنیا و تو در ہر دو مصرع ضمیر بمحبوب است معنی آنست کہ ہر گلروے کہ در چمن دنیا روبشگفتگی آوردہ نثار روے تو است و ہر سرو قدے کہ در سروستان جہانست فداے قامت تست کہ فے الحقیقت معدومان اند و حسن و جمال شان عارضی است و چون کار عاشق مدام تفاول نیک بحصول مراد است بنا بران گوید قولہ

رخ تو در دلم آمد مراد خواہم یافت	چرا کہ حال نکو در قفاے فال نکوست

معنی آنست کہ ای محبوب من در عالم تصور و تفکر کہ در حصول مرادات می نمودم کہ خیال رخ تو در آئینۂ دل من روے نمود پس مارا یقین و معلوم گردید کہ مراد خود وصال تست فردا خواہم گردید بجہت آنکہ فال نیک در نیست و چون وصف معشوق لایتناہی است بنا بران گوید قولہ

زبان ناطقہ در وصف شوق تو لالست	چہ جاے کلک بریدہ زبان بیہدہ گوست

معنی آنست کہ زبان ناطقہ کہ کنایہ از رسول علیہ السلام است در احصاے وصف شوق تو گنگ گردید کہ لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک پس چہ یارلے کلک بریدہ زبان بیہدہ گوی ماست کہ دم بمدح و ثناے تو زند و چون عشق از نصیبہ ازلی است گوید قولہ

نہ این زمان دل حافظ در آتش ہوس است	کہ داغدار ازل ہمچو لالہ خودروست

آتش ہوس عشق مراد بجہت تحسر معنی آنست کہ دل حافظ کہ سوختہ آتش عشق است نہ این زمانیہ

ایست بلکہ موسوم بداغ عشق ہمچو لالہ خودرو ازازل است واللہ اعلم غزل

کارچراغ خلوتیان باز در گرفت	ساقی بیا کہ یار زرخ پردہ برگرفت

ساقی کنایۃ از مرشد است پردہ برگرفتن دور نقاب وظہور نمودن است قولہ

وان پیر سالخوردہ جوانی ز سر گرفت	آن شمع سرگرفتہ دگر چہرہ برفروخت

شمع سرگرفتہ تجلی رو در نقاب پیر سالخوردہ دل افسردہ معنے آنست کہ ای مرشد بیا کہ باز یار ما از پردہ حجاب بر منصۂ ظہور برآمد وکار چراغ خلوتیان کہ کنایۃ از تجلے است باز براوج در رونق گری روشن گردید وآن مشاہدات تجلیات کہ چند روز رو در نقاب شدہ بود باز خود را آشکارا ساخت واین پیر سالخوردہ کہ کنایۃ از دل بریان وافسردہ است کہ بسبب ہجران فسردگی حاصل نمودہ بود از سر نوزادگی وجوانی یافت وباز پیر سالخوردہ عشق کہ در حالت قبض نامش مسدود یعنی عشق از سر جوان گردیدہ چون در عشق ومحبت تقوی وورع را دخلے وگنجایشے نیست بنابران گوید قولہ

وان لطف کرد دوست کہ دشمن حذر گرفت	آن عشوہ داد عشق کہ تقوی زرہ گرفت

معنے آنست کہ عشق بنوعے والہ وفریفتہ خود گردانیدہ وغالب شد کہ تقوی از میان رخت یکسو نہاد ولطف دوست بنوعے دامنگیر وقت ما گردید کہ دشمن ما کہ منکر ست حذر گرفت وزبان از تشنیع وملامت بربستند وچون رفع غم وہجران بجز وصل محبوب نمیتوان کرد بنابران گوید قولہ

عیسے دمے خدا بفرستاد وبرگرفت	بار غمی کہ خاطر ما خستہ کردہ بود

معنے آنست کہ بار غم ہجران آن یار پری پیکر کہ خاطر ما خستہ کردہ بود باز آن محبوب از روی لطف ومرحمت عیسے دمے کہ کنایت از مرشد است ونیز مشاہدات تجلیات بر ما رونمود تا بسبب آن این محنت براحت مبدل گردید وچون غرور وتکبر شر الخصال من النساء والرجال است بنابران گوید قولہ

گوئی کہ پستہ تو سخن در شکر گرفت	زنہار زین عبارت شیرین ودلفریب

معنے آنست کہ خطاب از محبوب است یعنے اے طالب صادق بسبب این شیرین زبانی وفصیح گوئی وبلاغت عبارت زنہار گوئی کہ پستہ دہن با سخن در شکر گرفت یعنی بدین شیرین زبانی غرہ نگردی ونگوئی کہ شیرین سخنم وسخنان شیرین بمعرض بیان آرم کہ اینہمہ از لطف اینجانب ست چون در چشم عاشق ظہور محبوبان مجازا تا آن زمان است کہ آفتاب حقیقت طالع نشدہ بنابران گوید قولہ

هر حوروش که بر مه وخور حسن میفروخت | چون تو در آمدی پی کار دگر گرفت

معنے آنست که اے محبوب من هر حوروش که عبارت از محبوب مجاز ویا تجلیات آثاری واسمائی و صفاتی که بر مه وخور تفاخر میکرد و مارا بدان جهت بخود ملتفت میساخت اینهمه تا آن وقت بود که ظهور ذات خود نکرده بودی وچون تجلے ذاتی خود کردی آنها پے کار دگر گرفت از پیش چشم چون انجم از پر تو شعاع ناپدید شد ہ چو سلطان عزت علم در کشد ؛ جهان سر بجیب عدم در کشد ؛ وچون هیچ جا از غلغلهٔ عشق خالی نخواهی دید بنا بران گوید **قوله**

زین قصه هفت گنبد افلاک پر صداست | کوته نظر نگر که سخن مختصر گرفت

معنے آنست که از قصهٔ عشق هفت گنبد افلاک پر غلغله است کوته نظری ما نگر که سخن مختصر کردم ومنحصر بر هفت گنبد داشتم هفت گنبد چه بلکه هر چه در تحت کن آمده است چه از انس وجن وملائکه وپری وکوه وشجر وسما وارض وکرسی وعرش ولوح وقلم وغیره از غلغلهٔ عشق خالی نیست چون کلام حافظ مقبول درگاه ایزدی وجناب الٰهی است واینهمه از لطف اوست بنا بران از راه تعجب خطاب بخود کند وگوید **قوله**

حافظ تو این دعا ز که آموختی که یار | تعویذ کرد شعر ترا وبزر گرفت

دعا سخن معنے آنست که اے حافظ تو چنین سخن دلپذیر وبنظیر از که آموختی بجائے که یار شعر ترا بزر گرفته چون تعویذ بر خود معزز داشت یعنے مقبول لطف الٰهی گردید **غزل**

ساقیا آمدن عید مبارکبادت | وان مواعید که کردی مرواد از یادت

ساقی محبوب حقیقی ونیز مرشد یعنے اے محبوب من واے مرشد من آمدن عید که آوان مشاهدات تجلیات مبارکباد ترا وآن وعدها که بما نمودی فراموش مباد بلکه باید که بموجب الکریم اذا وعد وفا بوفاے آن کوشی چون کار معشوق مدام استغنا است بنا بران گوید **قوله**

در شگفتم که درین مدت ایام فراق | برگرفتی ز حریفان دل ودل میدادت

معنے آنست که اے محبوب من واے مرشد من درین عجبم که درین ایام هجران وجدائی که از عاشقان دل بر گرفتی بداغ سوختی وهیچ بداواے آن نه پرداختی دلت بدین رضا میداد چون مراد عاشق همیشه معشوق است گوید **قوله**

برسان بندگی دختر رز گو بدر آے | که دم همت ما کرد ز بند آزادت

برسان مخاطب مرشد است وآن در بیت بالا است ومفعول محذوف وآن معشوق دگو خطاب معشوق
دختر رز شراب انگوری مراد عشق ومحبت یعنی اے مرشد بندگی عشق ومحبت ما بآن محبوب برسان وبگو
که چندین ناز واعراض تاکے از کاشانۂ اختفا بر منصۂ اظهار جلوه نما که دم همت ترا از اختفا آزاده کرده یعنی
کمال عشق ومحبت ما اقتضا همین نمود که خود را از مکان اختفا بیرون آری وچون بمشاهدۂ محبوب شادی عاشقان
معلوم بنابران گوید **قوله**

شادی مجلسیان در قدم ومقدم تست	جاے غم باد هر آن دل که نخواهد شادت

مخاطب محبوب که در بیت بالا گذشت ونیز مرشد آنگاه این بیت به بیت بالا قطعه بند است یعنی آن چه
به بیت بالا مذکور شد بگو بعده این هم بگو معنی آنست که اے محبوب من شادی عاشقان وفرحت دلدادگان
موقوف بقدوم وپیش آمدن تست وبس وهر دل که طالب وخواهان جلوه تو نباشد پس هر آئینه آن دل
بغم هجران وجدائی گرفتار وچون در عشق عاشق کامل نقصانے وتغیرے راه نمی یابد بنابران گوید **قوله**

شکر ایزد که ازین باد خزان رخنه نیافت	بوستان سمن وسرو وگل وشمشادت

سرو وگل وشمشاد کنایه از عاشقان که بعضے ازان در عشق در مقام محبوبیت اند وبعضے در مقام محبت اند
یعنے شکر مر خدا را که ازین باد خزان هجران وجدائی در بوستان دل طالبان وعاشقان رخنه
رونداد وتغیر وتبدل وکاهشے وزوالے در عشق شان ونقصے رو نمود وچون بوصل رسیدن دولت
عظمی است بنابران از چشم زخم پناه می جوید ومی گوید **قوله**

چشم بد دور کزان تفرقه خوش باز آورد	طالع نامور ودولت مادر زادت

تا خطاب بخود است معنی آنست که اے سالک عاشق طالع سعید ودولت مادر زاد تو ترا ازان تفرقۂ هجران
وجدائی خوش باز آورد وبجمعیت وصل رسانید پس چشم حاسدان ازین دور باد وچون عشق بهترین شغلها
وباعث وصول حق است بنابران گوید **قوله**

حافظ از دست مده صحبت این کشتی نوح	ورنه طوفان حوادث ببرد بنیادت

کشتی نوح کنایه از پیاله معنے آنست که اے حافظ تا توانی صحبت این کشتی نوح که عشق است از دست
مده یعنے بے عشق مباش ودر پے حصول او شو وگرنه طوفان حوادثات روزگار بنیاد ترا برباد دهنده است
پس مبادا که ازین سعادت عظمی محروم مانی **غزل**

ساقی بیار بادہ کہ ماہِ صیام رفت	دردہ قدح کہ موسمِ ناموس و نام رفت

معنے آلست کہ اے مرشد دیا اے وعدہ ایزدی بادۂ عشق و محبت بما ارزانی فرما کہ ماہ صیام کہ کنایہ از زمان زہد و پارسائی است رفت و ایام بہار کہ آوان ظہور عشقست رو بیادہ پس قدح بادۂ محبت عطا فرما و ہیچ اندیشہ مدار کہ موسم نام و ننگ کہ ایام عظمت و وفا و خود بینی است مرتفع شدہ و چون از عشق بہترین شغلے نیست بنابران گوید قولہ

وقت عزیز رفت بیا تا قضا کنیم	عمرے کہ در حضورِ صراحی و جام رفت

صراحی و جام شراب ذکر سبب ارادۂ مسبب مراد عشق یعنے اے وعدۂ ایزدی بیا و ہمدم ما باش و مونس شو تا وقت عزیز کہ کنایہ از جوانی است بہ بطالت رفتہ و عمرے کہ بحصول عشق و محبت از دست دادہ قضائے آن کنیم و تلافی آن نمائیم و چون از توبہ کہ لوازم زہد است کشودی نمیشود بنابران گوید قولہ

در تاب توبہ چند توان سوخت ہمچو عود	مے دہ کہ عمر در سرِ سودای خام رفت

معنے آلست کہ اے وعدۂ ایزدی تا کے در آتش توبہ کہ لوازم زہد است ہمچو عود بسوزم کہ ازین کارے پیش نمیرود دمے محبت بموجب وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا اعطا نما کہ عمر عزیز خود را درخیال سودائے خام کہ حصول وصال بزہد و پارسائی است از دست دادم و ہیچ بکوے مقصود رہ نبردم و چون رہ بکوے وصال میسر نیست تا کہ محو مطلق نگردد بنابران گوید قولہ

مستم کن آنچنان کہ ندانم ز بیخودی	در عرصۂ خیال کہ آمد کدام رفت

معنے آلست کہ اے وعدۂ ایزدی بادۂ محبت عطا نما و ازان مرا چنان سرمست کن کہ از غایت بیخودی چندان خبر ندارم کہ درخیال کدام کس آمد و کدام کس رفت یعنے محو مطلق گردان و چون عاشق مدام طالب فیض دوست است بنابران گوید قولہ

بر بوے آنکہ جرعۂ جامے بما رسد	در مصطبہ دعاے تو ہر صبح و شام رفت

معنے آلست کہ اے وعدۂ ایزدی مدام در مصطبہ کہ کنایہ از مقام خلوتست و یا عشقست بدعا گوئی تو اشتغال داشتہ ام بہمین امید کہ جرعۂ فیض و کرمت از تو رسد و چون عشق معشوق باعث حیات عاشق است بنابران گوید قولہ

دل را کہ مردہ بود حیاتے بجان رسید	تا بوے از نسیم میش در مشام رفت

ماہ صیام مدت انقطاع وحی و دلبر او حق خود وحی بنشود از ما دری گویند

معنے آنست کہ دل را کہ بسبب زہد و تقوے افسردہ و پژمردہ بود حیاتے حصول شد از ان وقتے کہ بوے از نسیم مشک کہ کنایہ از محبت اوست در مشام ما راہ یافتہ و چون زاد راہ عاشق عجز و مسکینی است نہ غرور و خودبینی بنا بران گوید قولہ

زاہد غرور داشت سلامت نبرد راہ	رند از رہِ نیاز بدار السّلام رفت

معنے آنست کہ زاہد بسبب غرور کہ شر الخصال من النساء و الرجال است رہ بسلامت بدوست نبرد و بداغ ہجران مبتلا ماند و عاشق از راہ عجز و مسکینی بدار السلام وصال کہ اِنَّ لِلّٰہِ جَنَّۃً لَیْسَ فِیْہَا حُوْرٌ وَّلَا قُصُوْرٌ یَتَجَلّٰی رَبُّنَا ضَاحِکًا رسید و نیز زاہد کہ کنایہ از شیطان کہ ریاضات شاقہ کردہ بسبب غرور کہ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ راہ بسلامت نبرد آخر الامر بداغ لعنتی الی یوم الدین موسوم شد و رند کہ کنایہ از آدم است از راہ نیاز کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا نمود رہ بدار السلام اصطفا برد کہ ثُمَّ اصْطَفَاہُ وچون عاشق مدام بعشق مستغرق است بنا بران گوید قولہ

زاہد تو دان و خلوت و تنہائی و بلا	عشاق را حوالہ بعیش مدام رفت

نیاز

معنے آنست کہ اے زاہد تو و تنہائی و رنج و الم و زہد و ورع کہ نصیبہ تو ہمین است و ما را حوالہ العشق کہ عیش مدام است رفتہ یعنی نصیبۂ ما ہمین گردیدہ وچون ہر دلے کہ قلب و ناسرہ بود بحجر از کوے عشق رواجے نیابد بنا بران گوید قولہ

نقد دلی کہ بود مرا صرف بادہ شد	قلب سیاہ بود از ان بر حرام رفت

نقد دل اضافۃ بیانیہ بادہ عشق مجاز قلب سیاہ نقد ناسرہ حرام کنایہ از عشق و محبت است معنے آنست کہ دل من در باز ار شریعت رواجے نیافت آخر الامر بباز ار عشق شتافت آنجا رواج یافت آرے چرا رواجے نیابد کہ نقد قلب بود خود در حرام رفت چون فخر الدین عراقی سے بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند کہ درون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی ؛ در دیر میزدم من ز درون ندا برآمد ؛ کہ در آ در آ عراقی کہ ز خاصگان مائی ، سوال اگر از شراب محبت مراد داشتہ پس حرام بچہ معنی جواب آنکہ تا محبت حق آمیختہ بمحبت غیر است در نظر صاف خوران حرام کہ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ حَرَمُ اللّٰہِ وَحَرَامٌ عَلٰی حَرَمِ اللّٰہِ اَنْ یَّلِجَ فِیْہِ غَیْرُ اللّٰہِ و نیز مراد عشق مجاز حرام از ان رو کہ پردہ حقیقت است و حلال از ان رو کہ قنطرۃ حقیقۃ است وچون نصیحت بعاشق سود بے نمے بخشد بنا بران گوید قولہ

دیگر مگو نصیحت حافظ که ره نیافت | گم گشته را که بادهٔ لعلش بکام رفت

گم گشته عاشق که از خود گذشته باده لعل شراب وکنایت ازان عشق است معنے آنست که اے زاہد بار دیگر بحافظ بنصیحت پیش میا که عاشقے که بخلعت عشق سزاوار شد بسوے نصیحت راه نیافت سے پند پدر مانع نشد رسواے ما درزاو را ٭ والله اعلم

غزل

سینه ام ز آتش دل از غم جانانه بسوخت | آتشے بود درین خانه که کاشانه بسوخت

معنے آنست که سینه من از آتش دل که از غم آن یار سنگین دل رو یداده بود بسوخت پس درینخانه دل ما آتشے بود اما عجب آتشے که هم کاشانه را بسوخت ونیز آرے چرا نسوزد که آتش اندوه هجران در کاشانه دل ما بمنزله آتش بود آخر الامر بتقاضاے خود رو داد وچون جدائی محبوب موجب سوختگی آتش عاشق است بنابران گوید قوله

تنم از واسطه دوری دلبر بگداخت | جانم از آتش مهر رخ جانانه بسوخت

معنی بیت اظهر است چون راه عشق همگی شدائد وبلیاانست گوید قوله

هر که زنجیر سر زلف پریرویم دید | دل سودا زده اش برمن دیوانه بسوخت

معنے آنست هر عاشقے که زنجیر سر زلف پریروے من که کنایت از شدائد بلیات است معلوم نمود دل دیوانهٔ او برمن سودا زده بسوخت که احوال آن بیچاره بچه طور خواهد بود چون احوال عاشق موجب رحم مے باشد بنابران گوید قوله

سوز دل بین که ز بس آتش واشکم دل شمع | دوش برمن ز سر مهر چو پروانه بسوخت

آتش مراد ازان سوختگی از ذکر سبب واراده مسبب اشک مراد گریه شمع مراد عاشقی که شمع دار سوز دویا معاندے که در آتش حسد میسوزد معنے آنست که سوز دل ما را معاینه کن که دل شمع از بسیارے سوختگی وگریه ما از روے شفقت مانند پروانه بسوخت چون شمع قوله

آشنائے نه غریبست که دلسوز منست | چون من از خویش برفتم دل بیگانه بسوخت

آن شمع که دلش از روے شفقت برما بسوخت نه آشنای منست بلکه او هم غریبست که بموجب مَالِلْغَرِیْبِ سِوَی الْغَرِیْبِ اَنِیْسٌ دلسوز منست واین شمع اگرچه بیگانه است اما چون من از خویش رفتم یعنی سرگردان بادیه حیرانی وپریشانی شدم دل بیگانه هم بسوخت وچون زهد وعشق باهم صورت نه بندد که اَلضِّدَّانِ لَا یَجْتَمِعَانِ

بنابران گوید **قوله**

خرقهٔ زهد مرا آب خرابات ببرد	**خانهٔ عقل مرا آتش خمخانه بسوخت**

خرقهٔ زهد پارسائی و زهد آب خرابات شراب مراد عشق خانهٔ عقل اضافهٔ بیانیه آتش خمخانه
شراب کنایه از عشق معنے بیت اظهرست وچون توبه را در عشق گنجایشے نیست گوید **قوله**

چون پیاله دلم از توبه که کردم بشکست	**همچو لاله جگرم بے مئے و پیمانه بسوخت**

معنے آنست که دل من بسبب از توبه که از عشق کرده بودم آخرالامر چون پیاله بشکست و ریزه ریزه شد
وآن توبه هیچ سودمند نگردید چرا که جگرم همچو لاله بے مے و پیمانه بسوخت لے داغدار ازلی که آنجا نه مے بود
و نه پیمانه وچون در راه عشق خودی وخودبینی را گذر نیست گوید **قوله**

ماجرا کم کن و باز آکه مرا مردم چشم	**خرقه از سر بدر آورد و بشکرانه بسوخت**

ماجرا گفتگو مراد نصائح از بدی به نیکی واعظ است مردم چشم را دانایان بحیا تعبیر نموده اند معنے آنست
که گفتگو کم نما و از نصیحت گوئی باز آ مرا در سلوک عشق حاجب مانع مباش وخاطر خود را ازین اندیشه
مخراش که مردم چشم من خرقهٔ خویش را که عبارت از حیا است در شکرانهٔ حصول محبت سوخته و باقبال
مطلوب دیده بر دوخته **وجه** ونیز اگر مخاطب درینجا معشوق بود تصویر معنی چنین باید نمود که معشوق
از تیز نگریستن عاشق بجانب خود رنجیده باشد وچون طریق مصالحت درمیان آمده شکوهٔ حالت
گذشته که موجب رنجش بود درپیش آورد بنابران گوید که ذکر حالت گذشته کم نما و باز درین خانه بیا
ذکر آن که مرا مردم چشم من تیزبینی از سر بدر آورد و بشکرانه که تو سر مصالح داری آن خرقه را سوخته
برین تقدیر این بیت قریب بیت بمضمون امیرخسرو است **ع** نگرم ترا ز چشم تر دشوار می آید نظره
بیرون کنم دیده ز سر آسان کنم دشوار تو ؛ ونیز میگویند که شخصے با خواجه ومعشوق ایشان هم صحبت بود
وازین که خواجه خرقه از سر بر آورده آئین خرقه پوشان گرفته آن شخص از صحبت خواجه دوری گزیده
وچون گفتگوے صلح درمیان آمد آن شخص دربیان دوری خود از صحبت ذکر خرقه درمیان آورد لاجرم
میفرماید که آنچه گذشته ذکر آن درمیان میار و باز درینجا بیا و ذکر آن مکن که مرا مردم چشم من یعنی معشوق
من خرقه از سر من بدر آورد و بشکرانه آنکه تو میل آمدن اینجانب داری آنخرقه را بسوخت **وجه** ونیز
مردم چشم کنایه از مرشد کامل که آدم از عالم بمنزلهٔ مردمک چشم است و مراد از آدم فرزندان کاملند

دخرقہ کنایہ از خودی وخودبینی وخودپرستی یعنے آنچہ گذشت آنرا کم کن واز ذکر آن باز آئی یعنی آن حالات
کہ درخودی وخودپرستی کہ داشتی یاد آن مکن زیراکہ آن مرشد کامل من خرقہ خودی وخودپرستی از سر حقیقت
من بیرون کرد ہمان مردم چشم یعنے روح من تربیت مرشد کامل خرقہ خودی وخودپرستی بشکرانہ آنکہ حقیقت
من این قابلیت داشت سوخت **وجہ** ونیز معنی آنست کہ اے محبوب من قیل وقال را بگذار وباز آکہ مردم چشم ما
خرقہ خودبینی وخودپرستی از سر بدر آورد وبشکرانہ محبت تو بسوخت **وجہ** ونیز معنے آنست کہ اینجا عارف
بعد از کشف وحدت خطاب بالنفس خود میکند یعنے اکنون تو لباسے دربر گرفتہ کہ در منزل مائی ومنی نمے
گنجد وماجرائے کہ در عالم ناسوت داشتی آن را بگذار واز آن باز آئی کہ مرا مردم چشم ما لباس اول کہ
عبارت از من وماست از سر بدر آورد ودرپے شکرانہ عرفان محبوب بسوخت **سوال** سوختن بشکرانہ
چہ مناسبت دارد **جواب** مناسبت دارد چون عزیزے بخانۂ عزیزے نزول کند وصاحب منزل برائے
عرس مفرش فاخر بگستر د وعطریات بسوزد ومشعلہا افروزد وہنگام ملاقات بجہتہ دفع چشم زخم اسپند
بسوزد وچون از ین قیل وقال ہیچ حصولے نیست گوید **قولہ**

ترک افسانہ بگو حافظ ومینوش دمے	کہ نخوردیم می وشمع بافسانہ بسوخت

معنے آنست کہ ترک قیل وقال کن ودمے مے نوشی اشتغال نما واے صد واے کہ تا ہنوز حصول
محبت نکردیم وشمع زندگی ما بقیل وقال برباد رفت **غزل**

ساقیم خضرست ومے آب حیات	توبہ از مے چون کنم ہیہات ہات

ساقی نوشانندۂ می **خضر** کنایہ از محبوب حقیقے ومرشد **ہات** مختصر ہیہات **معنی** آنست کہ ہادی ورہبر من
مرشد من است یا اللہ تعالیٰ وآبحیات می کہ عشق است بمنزلۂ مے است ہرگاہ معاملہ چنین است کہ مصاحب
خضر م وہمدم عشقم پس ہیہات ہیہات درچنین ہنگامے توبہ از عشق چگونہ بوقوع آید وچون سخنان تلخ کہ زجر
وعتاب ودشنام است از زبان معشوق بسیار شیرین ودلرباست بنابران گوید **قولہ**

بادۂ تلخ از لب شیرین دہان	خوش لطافت میبرد زاب حیات

بادۂ تلخ سخنان تلخ کہ دشنام دیا زجر وعتاب باشد ومراد ازان خطاب ظلوما جہولا باشد از زبان محبوب
کہ برآمدہ در روح افزائی عاشقان از آبحیات کہ مراد ازان لطف ورحمت است گوی لطافت بردہ وچون
لطف محبوبان زندگی بخشش عاشقانست بنابران گوید **قولہ**

چون دم عیسے نسیم لطفِ او	مردۂ صد سالہ را بخشد نجات

دم عیسے معجزۂ عیسے کہ قم باذن اللہ مردہ صد سالہ کنایۃ از عاشقی کہ اندرئے گرفتار داغ ہجران گردیدہ و نجات بخشیدن از سر نو زندگی بخشیدن معنی بیت ظاہر است و چون حل مشاکیل عشق جز بعشق نمیتوان نمود بنابران گوید **قولہ**

جز بآب آتشین یعنے شراب	حل نمیگردد مرا این مشکلات

آب آتشین شراب کہ بصورت آب و بصفت آتش است مراد از ان عشق کہ سوزندہ از خودی و باقی کنندہ بمعشوق است **این مشکلات** اشارت بہ مشاکیل عشق معنے ظاہر است و چون عشق نصیبۂ ازلی است بنابران گوید **قولہ**

روزی ما بین کہ در دیوان عشق	جز مے حمرا نشد ما را برات

روزی رزق دیوان عشق روز ازل مے حمرا عشق و محبت برات نصیب و قسمت معنی ظاہر و چون مردن بعشق سعادت عاشق است بنابران گوید **قولہ**

شاد بادا روح آن رندے کہ او	بر سر کوے مغان یابد وفات

رند عاشق کوے **مغان** مقام عشق و چون بجز عشق و سخنان عشق در جہان قیمتے ندارد بنابران گوید **قولہ**

حاصل عمر تو حافظ در جہان	بادۂ صاف است و باقی ترہات

یعنے اے حافظ حاصلِ عمر تو در جہان ہمین بسست کہ بادۂ صاف کہ محبت حق است بے آمیزش غیر بنوشی و ورائے ہر چہ ہست لایعنی است و جز قیل و قال بیش نہ **قولہ**

شگفتہ شد گل حمرا و گشت بلبل مست	صلای سرخوشی اے صوفیان بادہ پرست

گل حمرا ظہورِ مصنوعات و مشاہدات تجلیات **معنے** آنست کہ در بہار دین محمدی ہم گل حمرا کہ عشق و محبت است رو بشگفتگی آوردہ پس اے صوفیان بادہ پرست کہ کنایت از عاشقان و طالبانست صلائے سرخوشی است بیائید و حصول مے محبت نمائید بانہ این وقت کو و نیز گل حمرا کنایۃ از جوانے و بلبل کنایۃ از دل معنے ظاہر و چون توبہ در عشق صورت نہ بندد بنابران گوید **قولہ**

اساس توبہ کہ در محکمی چو سنگ نمود	ببین کہ جام زجاجی چہ طرفہ اش بشکست

جام صراحی شراب از ذکر سبب وارادہ مسبب مراد عشق **معنے** آنست کہ توبہ من کہ در محکمی کم از سنگ

نبود و ہیچ نوع او بشکست نمی آورد ببین که جام زجاجی که کنایت از عشق است چه طرفه اش بشکست اے
بس بہلترین انواع بشکست و چون پیش محبوب نگہے از کمال استغنا که دارد و بکسے ملتفت نیست ہمه
یکسان است بنابران گوید **قوله**

بیار باده که در بارگاه استغنا	چه پاسبان و چه سلطان چه ہوشیار و چه مست

معنے آنست که اے حافظ در نوشیدن مے که کنایت از عشقباز نیست ساعی باش و آن خود اگرچه
مجازی باشد و ہیچ غم مدار که در پیش استغنای محبوب چه مومن و کافر و مطیع و عاصی و خیر و شر یکسانست
یعنے محتاج بکس نیست اِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ و ہر کرامی نوازد من غیر علة می نوازد که قبل من
قبلہ لا لعلة چون عاشق را باید که بنوعے در عشق اشتغال نماید که ہیچ اندیشه ماسوائے محبوب در دلش
راه نیابد بنابران گوید **قوله**

بہست و نیست مرنجان ضمیر و خوشدل باش	که نیستی ست سرانجام ہر کمال که ہست

ہست و نیست غنا و فقر و حیات و مرگ ضمیر دل و مصراع ثانی بموجب لکل صعود ہبوط و چون وقت
مرگ ازین فقر و غنا حصولے نیست گوید **قوله**

ازین رباط دو در چون ضرورتست رحیل	رواق طاق معیشت چه سر بلند و چه پست

رباط دو در دنیا باعتبار آمد و شد رواق محل طاق ایوان معنے ظاہر چون حصول گنج وصال بے
رنج شداند و بلیات نمی شود گوید **قوله**

مقام عیش میسر نمیشود بے رنج	بلا بحکم بلے بسته اند روز الست

معنے آنست که مقام عیش که وصلست بے رنج غموم و ہموم و یا عشق که العشق تمام المحنة و البلا حصول
نمیشود و آن رنج و بلاے مذکوره باقرار قالوا بلے بروز ازل اختیار کرده چون ازین زندگی دو روزه قیل
و قال حصولے نیست بنابران گوید **قوله**

شکوه آصفی و اسپ باد و منطق طیر	بباد رفت ازو خواجه ہیچ طرف نبست

آصف نام وزیر سلیمان اما اینجا سلیمان ع یعنے شکوه سلیمانی که اسپ باد و گویای طیر که مراد را بود آخرالامر
اینہمه بباد رفت و خواجه را که سلیمان است ازان ہیچ حصولے نشد پس اے سالک **قوله**

ببال و پر مرو از ره که تیر پرتابی	ہوا گرفت زمانے ولے بخاک نشست

معنے آنست کہ باسباب دنیوی کہ طالب را سد راہست از دست مرو و معجب مباش و خویش را چیزے متراش کہ تیر پرتابی ہر چند کہ در ہوا رفت باز بخاک افتاد حاصل آنکہ ہر کرا بخاک نشستن است باسباب متعارش از چہ راہ چہ رفتن است و چون فضل و لطف معشوق از احاطہ تقریر بیرون است گوید قولہ

زبان کلک تو حافظ چہ شکر آن گوید	کہ گفتہ سخنت می برند دست بدست

خطاب از جانب محبوب است یعنے اے حافظ زبان کلک تو چہ شکر آن میتواند گفتن کہ ترا قبولے اداۓ ایم کہ سخن ترا از غایت اعزاز دست بدست مے برند واللہ اعلم غزل

شنیدہ ام سخنے خوش کہ پیر کنعان گفت	فراق یار نہ آن میکند کہ بتوان گفت

پیر کنعان یعقوب ع و کنایہ از عاشق نیز یار یوسف ع کنایہ از محبوب معنی مصرعہ ثانی آنست کہ حدیث افتراق و جدائی از احاطہ تحریر و تقریر بیرون است قولہ

حدیث ہول قیامت کہ گفت واعظ شہر	کنایتیست کہ از روزگار ہجران گفت

معنے آنست کہ حدیث روزگار ہجران بمنزلہ الیست کہ حدیث قیامت از وے کنایتے است و چون ہیچکس را بحرم معشوق گذر نباشد بنا بران گوید قولہ

نشان یار سفر کردہ از کہ پرسم باز	کہ ہر چہ گفت برید صبا پریشان گفت

یار سفر کردہ تجلی حق کہ از نظر ما رو باخفا آوردہ و نیز رسول ع کہ ازین عالم رحلت نمودہ برید صبا علماء و فضلاء معنے آنست کہ نشان محبوب حقیقی از کہ پرسم و تفحص احوال او از کہ نمایم کہ ہر چہ علماء و فضلاء گفتہ مختلف الاحوال بعبارت از انکہ رہ بسوے او ندارند و محض قال و قیل را بکار بردہ اند و نیز برید صبا اضافت بیانیہ کہ پیغامبر عاشقانست در شرح نزہتہ الارواح آوردہ کہ عجائب قومے اند کہ باد صبح را ہمدم خود ساختہ و ہر دم با دسخن پرداز ند یعنے این طرفہ قومے کہ فیض قدسی را ہمدم خود ساختہ تا ہر چہ گویند ہم از ان فیض بآن فیض گویند و خلق پندارند کہ باایشان میگویند و باو بحکم طبیعت برخاک میگذرد پندارند کہ سخن ایشان می آرد و می برد یعنے فیض حق سبحانہ بحکم طبیعت کہ طبعش تواتر و رود است برخاک وجود ایشان متواتر میرسد و ایشان ہر دمے متوجہ باد میشوند کہ و رود ش بجہت آوردن حالات شوریدگی ایشان مخصوص است و آنخود خاصیت اوست کہ در آید و نیاید آخر سخن یاد آوردہ را چہ اعتبار راست کہ چون با وجود پایندہ نیست حالے کہ از وزاید اعتبار پایندگی را نشاید چون از عاشق

ترک معشوق صورت نه بند دبنا بران گوید **قوله**

فغان که آئمهٔ نامهربان دشمن دوست	بترکِ صحبت یاران خود چه آسان گفت

آئمهٔ نامهربان حق تعالیٰ باعتبار استغنا دشمن دوست باعتبار مَنْ اَحَبَّنِیْ قَتَلْتُهٗ یاران خود کنایه از خود چنانچه در محاوره ایشان مینویسند و مراد خود را دارند و مضمون مصرعهٔ ثانی موافق مَنْ لَمْ یَشْکُرْ عَلٰی نَعْمَائِیْ وَلَمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَائِیْ وَلَمْ یَرْضَ بِقَضَائِیْ فَلْیَخْرُجْ مِنْ تَحْتِ سَمَائِیْ وَلْیَطْلُبْ رَبًّا سِوَائِیْ چون رضا لازمهٔ عاشق است گوید **قوله**

من و مقام رضا بعد ازین و شکر رقیب	که دل بدرد تو خو کرد و ترکِ درمان گفت

معنے آنست که الحال من و مقام رضا که هرچه از دستِ محبوب رسد بآن راضی باشم تا بحدے که شکر گزاری رقیب هم نمایم زیرا که هرچه از دستِ رقیب آید هم باراده اوست از نیجهت که جد دشمن چه کند گرنه کشد طالب دوست ؛ وانیهمه از انست که دل بدرد تو که عشق است خوگرشده بود و ترک درمان که سلامتی و عافیت است نمود چون لازم است که حکم محبوب را طاعت نماید و دم بچون و چرا نزند بنابران گوید **قوله**

مزن ز چون و چرا دم که بندهٔ مقبل	قبول کرد بجان هر سخن که جانان گفت

بندهٔ مقبل عاشق صادق معنے بیت خود ظاهر است چون عاشق را باید که بدین زندگی دو روزه غره نشود و در حصولِ عشق تکاهل نورزد بنابران گوید **قوله**

گره بباد مزن گرچه بر مراد وزد	که این سخن بمثل باد با سلیمان گفت

معنے آنست که نفس که ودیعت حق است بران اعتماد نباید کرد و اگرچه بصحت و عافیت مے رود و دم واپسین را نگاه باید داشت که این سخن بر وجه مثل باد که بردارنده وجود لشت از و نیز بهچنان باید شنفت و چون رفع غم بغیر از عشق نمیتواند شد گوید **قوله**

غمِ کهن بمی سالخورده دفع کنید	که تخم خوشدلی اینست که پیر دهقان گفت

معنے آنست که مراد از غم عمر ببطالت رفته نوشیدن مے سالخورده که کنایه از عشق و محبت حق است دفع نمائید که تخم خوشدلی همین است که پیر دهقان که کنایت از عاشق کامل است گفت و آن مضمون مصرع اولیست و چون بعشوهٔ این دنیای مکاره مغرور نباید شد گوید **قوله**

بعشوهٔ که سپهرت دہد زراه مرو	تراکه گفت که این زال ترک دستان گفت

معنی آنست که بعشوهٔ سپہر که روزے چند بمراد تو رفتہ وبمشاہدۂ معشوق مغرور ساختہ از رہ مرو ومغرور مباش تراکہ گفت کہ این زال ترک مکر وفریب نمود آخر الامر ترا بدام مکر خود خواہد کشید۔ چون فضل محبوب شامل حال عاشقانست گوید قوله

بیار باده بخور زانکه پیر میکده دوش	بسے حدیث غفور ورحیم ورحمان گفت

معنے آنست کہ اے طالب بیا وبعشق مستغرق باش اگرچہ مجازی باشد ازان کہ پیر میکدہ کہ کنایہ از رسول ؑ است ونیز مرشد است بسے فضل آلہی را درمعرض بیان آوردہ کہ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ چون بازگشت عاشق از عشق نوعے از محالاتست بنابران گوید قوله

که گفت حافظ از اندیشهٔ تو باز آید	من این نگفتم وآنکس که گفت بہتان گفت

معنے آنست کہ اے محبوب من بتو کدام کس گفت کہ حافظ از عشق تو معرض شدہ باشد من ہرگز این نگفتہ ام وآن کسے کہ گفتہ است محض بہتان بکار بردہ غزل

شربتے از لب لعلش نچشیدیم وبرفت	روے مہ پیکر او سیر ندیدیم وبرفت

این غزل ہنگام جدائی مرشد ویا درحالت فیض فرمودہ کہ ہنوز شربت فیض از لب لعل او کہ کنایت از فضل ولطف اوست حصول نمودہ بودم وفیض حصول کردن چہ کہ روے ماہ پیکر او نیز بسیری ندیدیم وبرفت وباقی معنے غزل واضح است قوله

گوئی از صحبت او نیک تبنگ آمده بود	بار بربست وبگردش نرسیدیم وبرفت

یعنے بحدے گریزان رفت کہ بہ نشان او ہم نرسیدیم قوله

صورت او بلطافت اثر صنع خداست	ماز رویش نظرے سیر ندیدیم وبرفت

لطافت پاکیزگی صنع قدرت قوله

گلے از باغ وصالش که مرا روزی بود	آه دردا ودریغا نشمیدیم وبرفت

روزی بود میسر شدہ بود نشمیدیم بہرہ حصول ننمودیم قوله

بسکه ما فاتحه وحرز یمانی خواندیم	وزپیش سورهٔ اخلاص دمیدیم وبرفت

فاتحہ الحمد حرز یمانی نام دعائے سورۂ اخلاص قل ہو اللہ وانہا را برائے حصول مطلب میخوانند مطلبش اینست کہ خواندن این ہم نفعے نبخشید قولہ

عشوہ میداد کہ از کوے ارادت نروم	دیدی آخر کہ چنان عشوہ خریدیم و برفت

عشوہ فریب از کوے ارادت نروم یعنے از محبت تو معرض نگردم چنان عشوہ خریدیم یعنے مفتون آن عشوہ شدیم و اعتبار آن نمودیم قولہ

شد چمان در چمن حسن و لطافت لیکن	در گلستان وصالش نچمیدیم و برفت

چمان رقصان نچمیدیم نرقصیدیم قولہ

گفت از خود برود ہر کہ وصالم طلبد	ما بامید وے از خویش بریدیم و برفت

از خود برود سرگشتہ و پریشان در کوے فنا جایابد از خویش بریدیم بفنا رسیدیم و از خود گذشتیم قولہ

ہمچو حافظ ہمہ شب نالہ و زاری کردیم	کاے دریغا بوصالش نرسیدیم و برفت

این بیت خطاب بر وحشت حافظ مراد دل یا سخن - غزل

صبا اگر گذرے افتدت بکشور دوست	بیار نفحۂ از گیسوے معنبر دوست

صبا کنایت از مرشد معنے آنست کہ اے مرشد ما اگر ترا بکشور دوست کہ عالم وحدانیت و مشاہدات تجلیات گذر افتد و بوصل او رسی پس باید کہ نفحہ از گیسوے معنبر دوست کہ بیان حقائق و معارف است بما رسانی و اگر پیام آن محبوب بما رسانی قولہ

بجان او کہ بشکرانہ جان برافشانیم	اگر بسوے من آری پیامی از بر دوست

سوگند بجان محبوب کہ بشکرانہ این آوردن پیام جان شیرین خود را نثار تو سازم چنانچہ در بیت آئندہ گوید قولہ

وگر چنان کہ در آنحضرتت نباشد بار	برائے دیدہ بیاور غباری از در دوست

معنے آنست واگر چنان نباشد کہ در آن حضرتت باریابی پس غبارے از در دوست کہ کنایت از نشان در دوست بیار تا آنرا در نظر داشتہ رہ بکوے مقصود بریم و چون در شکستگی و پستی خود و عظمت و جلال حق نظر میکند میداند کہ این بیچارہ را با آن حضرت چہ نسبت و قتیکہ سیر الی اللہ تمام میشود سیر فی اللہ پیش می آید باعتبار بے نہایتی مطلوب خود را پیشتر می بیند میداند کہ در اول منزل

پانہادہ ایم تشنہ این دریا ہرگز سیر نمے شود چون او راکنہ امکان ندارد گوید **قوله**

من گدا و تمناے وصل او ہیہات	مگر بخواب بہ بینم جمال منظر دوست

خواب کنایت از مواقعہ و حالۂ محویت معنے ظاہر اما اشکال این بیت آنست کہ ازین بیت مفہوم میشود کہ وصال میسر نیست چنانچہ جاے دگر نیز فرمودہ **ے** وصل او جز بخواب نتوان دید ؛ پس ازین ہر دو بیت و امثال آن بوضوح مے یابد کہ رویت حق سبحانہ در دنیا نیست مگر بخواب و جاے دیگر فرمودہ کہ **ے** مردم دیدہ با خر بجت ناظر نیست ؛ و نیز گفتہ اند کہ **ے** کہ امروز چون جمال تو بے پردہ ظاہر است ؛ ازینجا معلوم میشود کہ رویت در دنیا میسر است جواب آنست کہ رویت دیگر و شہود دیگر کہ آنرا مشاہدہ گویند رویت بآنجہان موعود است و مشاہدہ قلبی درینجہان ہم بعارفان حاصل میشود و در تعرف آوردہ وَاَجْمَعُوْا اَنَّہٗ لَا یُرٰی فِی الدُّنْیَا بِالْاَبْصَارِ وَلَا بِالْقُلُوْبِ اِلَّا مِنْ جِھَۃِ الْاِیْقَانِ و در شرح تعرف اگرچہ در معنی این کلمات تفصیل دادہ و اجماعست کہ خداے عز و جل را بدنیا نشاید دیدن نہ بصر و نہ بچشم و نہ بدل و این از بہر آن گفت کہ گروہے روا داشتہ اند کہ بندہ مر خداے خویش را بیند معاینہ بچشم یا بدل و ہمہ اہل سنت و جماعت را اجماعست کہ آن گروہ ضال اند یا بمعنے کہ بیقین بدل بدانند کہ ہست و چون یقین بندہ مر بندہ را درست گردد ہمچنان گردد چون دیدار و این دلیلے است کہ دیدار اندر دنیا نباشد زیراکہ دیدار فاضلترین نعمتہا است و روا نباشد کہ آن بود مگر در فاضلترین مکانہا و اگر درینجا دیدار یافتندے پس فرق درمیان دنیاے فانی و عقبے باقی نبودی و اگر گویند کہ ایمان ہم فاضلترین نعمتہا است پس چرا در دنیا باشد گویم کہ ایمان جزویست و جز بغیب درست آید و نیز چرا چیزے کہ پیغمبران در دنیا نیافتہ دیگرے چگونہ یابند و نیز دنیا دار فنا است روا نباشد کہ باقی را در سراے فانی بینند و اگر گویند چون باقی را در سراے فانی مے پرستند گویم پرستیدن امید دیدن است و چون دیدار آمد پرستیدن چہ کار و غیرہ بسیار دلائل اما مجملا جواب آنست کہ خدایتعالے خبر کرد کہ دیدار اندر آنجہان باشد و خبر نداد کہ درین جہان باشد و در رسالہ **روضۃ الارواح** آوردہ کہ اہم مطالب دانستن تفرقہ است کہ میان دیدن خدایتعالے در آخرۃ و دنیا است و آن آنست کہ در آخرت دیدہ سر و دیدہ سر یکے شود لقاء اللہ ہمچو ماہ می بینند مومنان برفع حجاب در حالتے کہ بیچون و بیچگون بود و بخلاف دنیا کہ بعینہ نمودہ نمی شود بلکہ تجلے بحجاب

می بینند عارفان نه حجابی که مانع دیدن باشد بلکه مثل عینک پرده لطیف پس در آخرت رویت ست بی پرده و در دنیا تجلی است در پرده خواه بدیدهٔ سر خواه بدیدهٔ سر و آنچه که در دنیا باشد همه مشاهده گویند و در رساله شیخ محمد صادق گنگوهی چنین مذکور است که روزے سخن در صفائے حجاب در رفع حجاب مذکور شد فقیر از راه صوفیه بعضے الفاظ ظاهر کرده که بعضے بفهم آن نرسید و بعض جا مذکور کردند که فلانے در دنیا رویت میکند و خیال نکردند اگرچه رویت الله تعالی بآنجهان موعود است اما خواص را مشاهدهٔ قلبی جمال الله هم درینجهان مقصود بود و موعود در آنجهان خواهد و هرکه امروز کار خود نساخت فردا چه خواهد یافت مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى اما هرکسے را برین سر اطلاع نبود بنابران در خاطر نگذشت و چون درویش را سیر در مقامات بود در هر مرتبه نظرے دیگر و بصارتے دیگر کشاید که مَا رَاَيْتُ شَيْئًا اِلَّا وَرَاَيْتُ اللّٰهَ اما رویت نگویند و رویت نبود که رویت موقوف است بموت صوری و موعود است بجنت فَاعْرِفْ وَاَنْصِفْ وَلَا تَجَرَّمْ و چون بیقراری نصیبه عاشق است بنابران گوید **قوله**

دل صنوبریم همچو بید لرزانست　|　ز عشق آن قد و بالای چون صنوبر دوست

معنے آنست که از عشق آن رخ که مشاهده وحدتست و قد چون صنوبر یعنے امتداد ظهورات او که بر همگی موجودات سایه انداخته که اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ دل پاره پاره من مانند بید لرزانست چگونه نه بدان هم و چون عاشق بما سوائے معشوق ملتفت نمیشود بنابران گوید **قوله**

اگرچه دوست بچیزے نمیخرد ما را　|　بعالمے نفروشیم موی از سر دوست

معنے بیت ظاهر است و چون زبان از احصائے لطف معشوق لال است هیچ وقرے نمی نهد بنابران گوید **قوله**

چه عذرها ز سگ کوی تو توانم خواست　|　اگر شبے بتوانیم بود بر در دوست

معنے آنست که اے محبوب من اگر شبے بر در تو جا یابم تا قیامت از عهدهٔ شکر رقیب تو بیرون آمدن نتوانم چه جائے تو **قوله**

چه باشد ار شود از بند غم دلش آزاد　|　چو هست حافظ کمتر غلام چاکر دوست

معنے آنست که حافظ چون کمترین غلامان و چاکران دوست است اگر از بند غم هجران خلاص یابد و بجمعیت وصل سرفراز گردد چه باشد اے جائے تعجب نیست

غزل

صبحدم مرغ چمن با گل نوخاسته گفت　|　ناز کم کن که درین باغ بسے چون تو شگفت

باید دانست کہ اللہ تعالے بعضے از سالکان را اول بمقام محبوبیت درآوردہ بعدہ بمقام محبت می اندازد و بعضے را بر عکس این بنا بران از حالت سالک اول خبر میدہد یعنے وقت صبح کہ ابتداء احوال است مرغ چمن لاہوتی کہ کنایت از ذات واجب الوجود است بموجب یَا عَبْدِیْ اَنْتَ فِیْ عِشْقِیْ وَمَحَبَّتِیْ وَاَنَا عَاشِقٌ وَمُحِبٌّ لَکَ باگل نوخاستہ کہ سالک نو آموز ست گفت ناز کم کن و برخودی خود غرہ مباش کہ درین باغ دنیا ہمچو تو بسے گل شگفتہ و آخر الامر بباد خزانے مرگ ہمہ بخاک عدم یکسان شدہ اند و چون سخن سخت گفتن بمعشوق شایان عاشق نیست بنابران گوید **قولہ**

ہیچ عاشق سخن تلخ بمعشوق نگفت	گل بخندید کہ از راست نرنجیم و لے

معنے آنست کہ گل کنایہ از سالک است بخندید و گفت کہ ازین سخن راست کہ گفتی رنجیدہ نمیشود کہ فے الواقع ہمچنین ست اما وقتے کہ ما را بمحبوبیت خود سرفراز ساختی پس ہیچ عاشق سخن تلخ بمعشوق نگفتہ چون سالک از محبوبیت بر آمدہ بمقام محبت رسید کار محبت بگریہ و زاریست گوید **قولہ**

در و یاقوت بنوک مژہ ات باید سفت	گر طمع داری از آنجام مرصع می لعل

از جام مرصع معشوق مے خوردن عبارت از قرب حاصل نمودن است چہ نوشیدن شراب از جام دوست کار مقربان است یعنے اے دل من اگر طمع وصال محبوب داری در و یاقوت بنوک مژہ ات ترا باید سفت یعنے گریہ بسیار باید کرد بحدیکہ خون باید گریست کہ اَلْبُکَاءُ تَحْصِیْلُ الْمُرَادَاتِ ونیز از جام مرصع روے معشوق و مے از انخوردن مشاہدۂ جمال محبوب رو نمودن معنی اظہر چون در مقام عشق در آمدہ بگوناگون آلام و رنج بتلا شدہ حالت اصلیہ ابتدائیہ خود یعنی حالت معشوقیہ خود یاد میکند **قولہ**

زلف سنبل بہ نسیم سحری می آشفت	در گلستان ارم دوش چو از لطف ہوا

معنے آنست کہ دوش در زمانہ گذشتہ در گلستان ارم کہ مقام محبوبیت وجود ما چون زلف سنبل کہ از لطف ہوا می آشوبد بنسیم سحری مے آشفت یعنے می رنجید و احتمال آن نمینمود و چون عاشق ہر دم با دل خود در سخن میباشد بنابران گوید **قولہ**

گفت افسوس کہ آن دولت بیدار بخفت	گفتم ای مسند جم جام جہان بینت کو

معنے آنست کہ با دل خود گفتم کہ اے مسند جم بموجب وَلَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ جام جہان بین تو کو یعنے آن مقام محبوبیت تو کجا رفت گفت افسوس کہ آن دولت بیدار

کہ کنایہ از مقام محبوبیت است از دست رفت و بمقام محبیت کہ سراسر رنج والم است افتادم باز تسلی دل خود مینماید **قوله**

تا ابد بوے محبت بمشامش نرسد	ہر کہ خاک در میخانہ برخسارہ نرفت

معنے آنست یعنی تا قیامت ہرگز بوے محبت و معرفت بمشام او نرسد و حصول او نگردد ہر کہ خاک در میخانہ کہ کنایہ از عشقست برخسارہ نرفت یعنے حصول نمود و چون سخن عشق از تحریر و تقریر بیرونست گوید **قوله**

سخن عشق نہ آنست کہ گوید بزبان	ساقیا می دہ و کوتاہ کن این گفت و شنفت

معنے آنست کہ سخن عشق از بیان مبرا است زیرا کہ حدیث عشق نہ بر سبیل اسناد نقل کردہ اند تا بر طریق تعلیم فراگیرند و بر طریق تعلیم بیان کنند بلکہ اسنادش از دل بدلست و تعلیمش از موہب الٰہی پس اے ساقی کہ کنایت از وعدہ ایزدی است و مرشد مے محبت بنوشان تا بدان رہ بمقصد اصلی برم و کوتاہ کن این گفت و شنفت یعنے ازین قال و قیل باز آئی و چون اضطرابی لازمۂ عاشقست گوید **قوله**

اشک حافظ خرد و صبر بدریا انداخت	چکند سوز غم عشق نیارست نہفت

معنے آنست کہ اشکباری حافظ خرد و صبر حافظ را بدریا انداخت لے بیخرد و بے صبر گردانید و بعشق بازی مشہور و بے پرستی رسواے عالم ساخت آرے حافظ چہ کند کہ سوز عشق نتوانست نہفتہ ماندن آخر الامر بتقاضا خود آوردند۔ **غزل**

صحن بستان ذوق بخش و صحبت یاران خوش است	وقت گل خوش باد کز وی وقت میخواران خوش است

صحن بستان دنیا میخواران عاشقان وقت گل ایام بہار کہ در فصل بہار معرفت و محبت کہ در چمن جہان از ظہور آدم و آدمیان دمیدہ است و در عہد رسول صلعم بکمال طراوت رسیدہ و موسم شگفتن ازہار مکاشفات و مشاہدات شدہ در چنین موسم عجب ہیچکارے و شیوہ نیکوتر از دولت عشق نیست و نیز دنیا مقامی است کہ طالب از طفیل آن بہ مشاہدات عشق رسیدہ و ذوق وصال مطلوب چشیدہ یعنی اگرچہ روح در ملک عدم بوصل حق مستغرق بود اما قدرش نمی یافت و ذوق نمی نمود بحکم اَلْاَشْیَاءُ تُبَیَّنُ بِاَضْدَادِھَا وَالنِّعْمَۃُ اِذَا فُقِدَتْ عُرِفَتْ پس بدانکہ دنیا مزرعۂ ایست برلے حصول مراتب اولے و اخرے پس دنیا ذوق بخش بطفیل مرشد وقت و وقت مرشد خوش باد کہ از طفیل وے مسترشدان خوش وقت و چون سخن صحبت مرشد موجب فرحت دل طالبان است

بنابران گوید **قوله**

از صبا هر دم مشامِ جانِ ما خوش می شود — آرے آرے طیبِ انفاسِ هواداران خوش است

صبا مرشد طیب خوشی هواداران عاشقان لے بسبب حصول دولت صحبت مرشد و بیان حقائق و معارف و دلجوئی نمودن او هر دم فرحتے و خوشی رو دهد که صحبت عاشقان فرحت انگیز و غمزدا میباشد و چون کار عاشق مدام گریه و زاریست و آن موجب تحصیل مراد است بنابران گوید **قوله**

مرغ شبخوان را بشارت باد کاندر راهِ عشق — دوست را با نالهٔ شبهای بیداران خوش است

مرغ شبخوان عاشق شبخیز بیداران عاشقان معنی مصرع ثانی بموجب آنکه چشم گریان را دوست دارد و نیز چون گریه و زاری موجب قبول دعاست بنابران گوید **قوله**

ناگشوده گل نقاب آهنگِ رحلت میکند — ناله کن بلبل که فریادِ دل افگاران خوش است

ناگشوده هنوز نقاب نگشوده گل کنایت از مرشد آهنگ قصد اراده **معنے** آنست که هنوز آن محبوب نقاب ناگشوده و کما حقه مشاهده نمووده قصد رحلت می نماید لے عاشق مسکین بنال که فریاد دل افگاران خوش است لے گریه و زاری عاشقان قبول مینماید شاید که رفتن او در توقف افتد اَلْبُكَاءُ تَحْصِيلُ الْمُرَادَاتِ و نیز چنان مسموع است که این بیت در هنگام مرض سخت پیر فرمود **قوله**

نیست در بازارِ عالم خوشدلی ورزانکه هست — شیوهٔ رندی و خوش باشی عیاران خوش است

معنے بیت ظاهر است **قوله**

از زبانِ سوسن آزاده ام آمد بگوش — کاندرین دیرِ کهن کارِ سبکساران خوش است

معنے آنست که از زبان سوسن آزاده که کنایت از عارف کامل است آوازے بگوش من رسید که اندرین دیر کهن که دنیا است جان سبکساران که رندان بے تعلق اند خوش است و چون بهترین کار ترک جهان است بنابران گوید **قوله**

حافظا ترکِ جهان گفتن طریقِ خوشدلیست — تا نه پنداری که احوالِ جهانداران خوش است

غزل

صبح دولت طلوعِ طلعتِ اوست — شام ظلمت نشانِ ظلمتِ اوست

طلوع طلعت کنایت از مشاهدات تجلیات او و اشارت بمحبوب شام ظلمت شام تاریک

نشان ظلمت نشان اختفا او اشاره بمحبوب چون همه مخلوقات فیض از آنجناب اند بنابران گوید **قوله**

ماه نوخم زبهر خدمت اوست	مهر از خوان او نواله رسان

مهر آفتاب خوان فیض نواله رسان روشنی بخش او اشارت بمحبوب حقیقی معنے آنست که از معانئ قدر او که امداد ظهورات تمامی موجودات را احاطه نموده **قوله**

لاله را داغ دل ز فرقت اوست	از قدش پاے سرو مانده بگل

پاے سرو که کنایه از سالک بگل حیرت فرو رفته و عاشقان دل سوخته را داغ بسبب هجران او رو نموده و چون در عالم هرچه از محبوب و محب است اثر ظهور حسن و محبت اوست بنابران گوید **قوله**

ناله بلبل از محبت اوست	رنگ و بوے گل از رخش بچمن

گل محبوب چمن دنیا بلبل عاشق یعنے هر محبوبے که در عالم کون بخوبی و حسن مغرور گشته از انست که ظهور رخ یعنے ذات خود در و نموده و هر عاشقے که گریان و نعره زنان است از انست که بسلسله محبت خود پا در دام نموده و چون وصف آن محبوب از احاطهٔ تقریر بیرونست بنابران گوید **قوله**

لال مانده ز صنع قدرت اوست	سوسن ده زبان خموش بباغ

سوسن ده زبان کنایه از عارف کامل و رسول مقبول باعتبار کمال معرفت باغ دنیا یا معرفت ذات که مقام تحیر و عجز است لال گنگ مضمون مصرع ثانی مَاعَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ سوال گل سوسن را نه زبان میشود ده چرا گفت جواب باعتبار کثرت چون فقر بموجب اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ موجب عزت است بنابران گوید **قوله**

گنج عزت بکنج عزلت اوست	فقر گر رنج محنت است اما

فقر مقام محو و نیستی یعنے فنا کنج عزت کنایه از وصل او ضمیر بفقر است معنی ظاهر است و چون همگی کار محبوب و نیز مرشد خالی از حکمت نیست بنابران گوید **قوله**

صحت عاجل از طبابت اوست	بدوا جانب طبیب مرو

نسخه: عاجل

بدوا یعنے بطلب عشق و محبت اند ا پیش طلبی نزد طبیب مرو طلب آن منا که او خود مراقب احوال است وصحت بیکار داشتن او مر ترا از عشق و محبت محض از دانائی اوست که ترا استعدادی چنان ندیده باشد و نیز این بیت چنین دیده شده بدوا جانب طبیب برو ❊ صحت عاجل از طبابت اوست

طبیب کنایت از مرشد عاجل فی الفور معنے بیت ظاہر و چون در عشق عاشق را ہر چہ از دوست رسد از رنج و گنج از قبول چارہ نیست بنابران گوید قولہ

در طریق سلوک سالک را	ہر چہ پیش آید از ارادۂ اوست

و چون بموجب وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ ہمہ بمدح و ذکر اوست بنابران گوید قولہ

قمری و عندلیب و حافظ نیز	ہمہ گویا بذکر مدحت اوست

معنے بیت واضح است ۔ غزل

صوفی

عارف از پرتو می راز نہانی دانست	گوہر ہر کس ازین لعل توانی دانست

معنے آنست عارف کہ باطن خود را از ماسوائے حق صاف نمودہ از پرتو شراب محبت راز نہانی کہ معرفت نفس خود است حاصل نمودہ بمقتضاے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ معرفت حق حاصل گرود و چون بے شراب عشق این دولت حصول نمیشود بنابران گوید آرے گوہر ہر کس ازین لعل کہ کنایت از عشق است توان دانست و معلوم میتوان کرد و نیز صوفی کنایت از منصور است تجلی عشق اسرار عشق را کماہی دانست و حوصلۂ او کتمان کہ موجب رضای حق است نتوانست چون ازان عارف عدم رضای حق بوجود آمد مقام تعجب رو نمود ازجہت دفع تعجب گوید انچہ در مصرع ثانی است و چون بمعرفت محبوب رسیدن کار ہر کسے نیست گوید قولہ

قدر مجموعۂ گل مرغ سحر داند و بس	نہ کہ ہر کو ورقے خواند و معانی دانست

معنی قدر معرفت مجموعۂ گل ذات حق مرغ سحر کنایہ از عاشق ہر کو ورقے خواند اشارہ بعلماء و فضلاء معانی دانست بمعرفت رسید معنی آنست کہ بمعرفت ذات محبوب حقیقی رسیدن کار عاشقانست نہ علماء و فضلاء چہ حصول معرفت او موہبی است نہ کسبی و وجدانی است نہ کتبی چرا کہ از اجتماع کتب جز دلائل و براہین حصولے نیست و آنہا را در کوے معرفت راہ نیست چنانچہ در بیت آیندہ گوید قولہ

ایکہ از دفتر عشق آیت عقل آموزی	ترسم این نکتہ کہ تحقیق ندانی دانست

معنے آنست کہ اے کسے کہ گرفتار تدریس و اجتماع کتب ماندہ و ازین قیل و قال کہ مقتضاے وفور عقلست تحصیل عشق نمائی و بمعرفت حق رسی می ترسم کہ این نکتہ عشق را نخواہی دانست و بکنہ او

نخواهی رسید تا که از بینا اعراض نمائی که میان عقل وعشق تضاد است عقل مصلحت آموز عشق سلطنت
سوز عقل نشاند عشق بنفروزد و عقل بسازد عشق بسوزد پس حصول عشق از دفتر عقل معاش میسر
نمیشود **نقلست** چون شمس الدین را گذر بر مدرسه مولانا روم افتاد دید که مولانا از چهار طرف توده
کتب دارد شمس الدین پرسید مولانا این چیست گفت این قیل وقال است ترا باین چه کار شمس الدین آنهمه
کتبها را در حوض که پیش مولانا بود در انداخت مولانا از تحسر دست بر دست زدن گرفت شمس الدین چون
اضطراب مولانا بغایت دید دست در آب انداخته یکیک را همه را از آب برآورد که هیچ ورقش تر نشده بود
مولانا گفت اینچه حاصلیست گفت این ذوق وحالست ترا باین چه گذر مولانا را جذبه رسید وهمه کتبها را سوخت
و بصحبت شمس الدین پیوست وحصول مطلب نمود بنا برآنست ه عقل در کوی عشق نابیناست ؛ عاقلی
کار بوعلی سیناست ؛ و چون عاشق را بغیر از عشق معشوق بکس التفاتی نمیباشد گوید **قوله**

عرض کردم دو جهان بر دل کار افتاده	بجز از عشق تو باقی همه فانی دانست

معنی آنست ای محبوب من بر دل کار افتاده خود کونین عرض نمودم که گرا اختیار می نمائی دل کار افتاده
واقعه آزموده از راه تیز بینی بجز از عشق که یافت همه را فانی پنداشته بهیچکس ملتفت نگردید و بجز
عشق تو قبول نکرد و چون نظر کیمیائیست بنابران گوید **قوله**

سنگ و گل را کند از یمن نظر لعل و عقیق	هر که قدر نفس باد یمانی دانست

نفس باد یمانی اِنّی لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحمٰنِ مِن جانِبِ الیَمَنِ مراد مقبولان درگاه حق است **معنی**
یعنی هر که قدر مقبولان درگاه حق بداند و خود را بدیشان رساند و با هر که انفاس خویش را قدر و قیمت
دانسته رایگان وضائع نکرد و هیچ نفس از یاد معشوق غافل نگشته بغیر نپرداخت او را آن کرامت
حاصل آید که بیک نظر انسان ناقص را که بمنزلهٔ سنگ وگل اند بمرتبهٔ لعل و عقیق که کنایه از عاشقان
کامل است رساند و چون عشق کمال را اندیشهٔ از انبار جهان نمیباشد گوید **قوله**

آن شد اکنون که ز انبار غموم اندیشم	محتسب نیز ازین عیش نهانی دانست

معنی آنست که آن وقت از دست رفت که از انبار غموم اندیشه می نمودم واخفای این راز میکردم
الحال این کار بجای رسید و شهرت بحدی رسید که ازین عیش نهانی که هیچ از لیست و یا طریقهٔ زندیست
محتسب نیز که کنایه از مرشد است واقف گردید اکنون اندیشه را چه گذر و چون هر چه از دوست پیش آید

از منع و عطا عین حکمت است بنابران گوید قوله

دلبر آسایش ما مصلحت وقت ندید	ورنه از جانب ما دل نگرانی دانست

معنے آنست که آن محبوب حقیقی من که در دنیا وصال خود بما کرامت نمود و یا آن که بمشاہدات تجلیات ما را سرافراز نساخته و تا حال ہمچنان سرگردان تیہ ہجران گردانیده مصلحت وقت ہمدرین دید وگرنه نگرانی دل و اشتیاق تمام و توجه ما الا کلام از ما معلوم نمود و ہیچ نقصانے ندیده و چون آن موجب حسرت و ندامت دلبستگی این جہان است بنابران گوید قوله

مے بیاور که نه نازد بگل باغ جہان	ہر که غارتگری باد خزانی دانست

معنے آنکه مے بنوش و دریا د آلہی ساعی باش که ہر که عاقلست و در دانش بہره دارد و غارتگری باد خزانی که پیری و مرگیست دریافته که ہیچکس را نخواہد گذاشت ہرگز بگل باغ جہان که کنایه از محبوبان مجاز است فخر نکند و دلبستگی نماید و چون ہر چه که حصول مستر شد است ہمه از توجه مرشد است بنابران میگوید قوله

حافظ از گوہر منظوم که از طبع انگیخت	اثر تربیت آصف ثانی دانست

گوہر منظوم سخن آصف ثانی مرشد که نائب رسالت مآب است غزل

عیب رندان مکن ای زاہد پاکیزه سرشت	که گناہ دگران بر تو نخواہند نوشت

پاکیزه سرشت باعتبار زہد یا بتسخر چون شیخ پاکدامن معنے آنست که اے زاہد پاکیزه سرشت بعیب رندان که کنایت از عاشقانست نظر مکن و از اعتراض این بکار خانۂ الٰہی زبان بربند که گناہ دیگران بر تو نخواہند نوشت و ترا مواخذه نخواہد شد قال الله وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی یعنی بر نمیدارد ہیچ بردارنده گناہ دیگرے را یعنی مواخذه بگناہ دیگری نمیشود بلکه بگناہ خود پس چون ہر کسی مواخذ بگناہ خویش شود گوید قوله

من اگر نیکم و گر بد تو برو خود را باش	ہر کسے آن درود عاقبت کار که کشت

معنے آنست که اے زاہد من اگر صالح ہستم و گر طالح و اگر صادقم و رفاسق ترا از ما چه که عوض ما تو مواخذ نخواہی شد و چون فضل آلہی ہمه کس را شامل حال ست و نومیدی از آن و بالست بنابران گوید قوله

نا امیدم مکن از سابقۂ روز ازل	تو چه دانی که پس پرده که خوبست که زشت

معنے آنست که از سابقۂ روز ازل که کنایه از قول نبی اُمَّةٌ مُذْنِبَةٌ وَرَبٌّ غَفُوْرٌ است نومید مکن زیرا که تو از باطن کسے چه خبر داری که کدام خوبست و کدام زشت است و چون تکیه بر اعمال نمودن زشت ترین

اعمال است بنابران گوید **قوله**

برعمل تکیه مکن زان که دران لطف ازل	تو چه دانی قلم صنع بنامت چه نوشت

معنے آنست که اے زاهد برین طاعت وعبادت خود مغرور مشو چون از خاتمه خود خبرے نداری که بنام تو چه رقم زده اند ونیز ناجی وناری شدن موقوف بعمل نیست کما قال علیه السلام لَا یُدْخِلُ اَحَدًا مِنْکُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَلَا یُجِیْرُهُ مِنَ النَّارِ وَلَا اَنَا اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ یعنے درنخواهد آورد هیچ یکے را از شما عمل شما دربهشت ونه نجات خواهد داد هیچ یکے را از شما عمل شما از دوزخ چه من که نبی برحقم درنخواهم آمد بهشت بعمل خود مگر برحمت او وچون حصول عشق از جمله مغتنمات است بنابران گوید **قوله**

باغ فردوس لطیف است ولیکن زنهار	تو غنیمت شمر این سایه بید ولب کشت

معنے آنست که اے زاهد اگرچه باغ فردوس که تو در طلب آنی وهردم در زهد میکوشی لطیف است ولیکن این سایه بید ولب کشت که مقام عشق که مایه سرور وفرحت است اگر بدست تو آید غنیمت پندار وتمتع ازو بردار یعنی حصول معرفت بنماکه مَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی ونیز از سایه بید ولب کشت دنیا باشد معنے آن باشد که حیات دنیا را غنیمت شمار وازان تمتع بردار وچون دانی حصول عشق بودن موجب سعادت اخرویست بنابران گوید **قوله**

گر نهادت همه اینست زهے نیک نهاد	ور سرشتت همه اینست زهے نیک سرشت

معنے آنست که اگر نهاد تو اینست که درپے حصول عشق ومحبت میکوشی که موجب وصول ایزد متعالست ویا آنکه حیات دنیا را ازان میخواهی که بسبب قرب من لایزال ست زهے نیکذات واگر سرشت تو همه اینست که مذکور شد زهے نیک سرشت وچون عشق موجب اعراض از زهد وباعث رسوائی است شاید که زاهد بطعنه پیش آمده باشد بنابران بجوابش می پردازند **قوله**

نه من از خلوت وتقوی بدر افتادم وبس	پدرم نیز بهشت ابد از دست بهشت

معنے آنست که اے زاهد من تنها از زهد اعراض ننموده ام وترک طلب بهشت نکرده ام بلکه پدر ما که آدم علیه السلام است او نیز بهشت را از دست داده وچون نصیحت در دل زاهد راه نیافت گوید **قوله**

اسر تسلیم من وخشت در میکدها	مدعی گر نکند فهم سخن گو سر وخشت

معنے آنست که سر من ودر میکده که عشق است هرگز این اعراض کردنی نه ام واگر مدعی که زاهد ظاهر

ظاهر پرست است فهم این سخن نماید کو سر و حشت و شنوش لفظے است که در محلی که کسے از روے مهربانی نصیحت کنند و او نشنود استعمال کنند و چون فی الحقیقت دید که همه کس چه از مطیع و عاصی و مومن و کافر همه طالب اوست چراکه در نظر عاشق در هر فعل فاعل اوست و همه جا ظهور اوست بنابران تسلی خود میکند قوله

همه جا خانهٔ عشقست چه مسجد چه کنشت	همه کس طالب یار اند چه هشیار و چه مست

عشق ذات مطلقه یعنے اگر زاهد سخن ما قبول نمود و از طریقه خود برنگردید چرا با او بجنگ و جدل پیش آییم و تحمل این مقام اشاره بمرتبه ایست از منازل محبت که چون سالک بدانجا رسد فنای مطلقش حاصل آید و در همه ظهور محبوب حقیقے بیند و در هر فعل فاعل حقیقیش رونماید و چون فی الحقیقة مقدمه برین نوعست که در وجه اولے گذشت این همگی نصیحت ما با او از روے شفقت بود نه از روی عناد و چون مدار کار و خاتمه بخیر است بنابران گوید قوله

مست از کوی خرابات برندت بهشت	حافظا روز ازل گر بکف آری جامے

معنے آنست که اے حافظ تو هم برین عشقبازی خود نازان و غره مباش اگر دم واپسین جام عشق را از دست ندهی و قائم باشی مست ازین عالم بسرائے باقی برند و داخل بهشت اِنَّ لِلّٰهِ جَنَّةً لَيْسَ فِيهَا حُورٌ وَّلَا قُصُورٌ يَتَجَلّٰى رَبُّنَا ضَاحِكًا سازند و الا نه هیچ نفعے نمی بخشد مر ترا این عشق تو غزل

سرم چون زلف او سودا گرفت است	غمش تا در دلم ماوا گرفت است

معنے آنست که از آن روزے که غم عشق او در دل ما تمکن گردید مانند زلف او سرگردان و پریشان بادیه محن و بلا شده ام و چون عاشق مدام خواهان فناست بنابران گوید قوله

ز آتش آتشے در ما گرفت است	لبش چون آتش و آب حیات است

لب کنایت از اسم متکلم و آتش باعتبار خونریز چون اسم متکلم که بر منصور تجلے کرد قائل به انا الحق شد کشته گردید و آبحیات باعتبار آن که موجب بقای جاوید است و آتش که در مصرعهٔ ثانی است اشاره بلب یعنے تجلی اسم متکلم که چون آتش و آب حیات است یعنی موجب فنا و بقای سالک است شعله در سینه ما رو نموده و ما را بحالت فنا رسانیده و چون عشق از نصیبهٔ ازلی است گوید قوله

هوائے آن قد رعنا گرفت است	همائے همتم عمریست کز جان

معنے آنست که همائے همت ما از جان و دل عشق و محبت آن محبوب حقیقی که قد رعنای او

یعنے امتداد ظہور او بر ہمگی مخلوقات سایہ انداختہ حصول کردہ عمریست یعنے ازلیہ است وچون ہیچکس بمرتبۂ عاشقان نمیرسد بنابران گوید قولہ

کہ کارِ عاشقان بالا گرفتست	شدم عاشق ببالاے بلندش

بالا مراد ذاتِ محبوب وبلند باعتبار امتداد ظہور کہ ہمہ مخلوقات را محیط است یعنے از کونین اعراض نمودہ وگرفتارِ آن ذات کہ شدہ ام از انست کہ دیدم کہ ہیچکس را بمرتبۂ عاشقان دسترسی نیست وچون کارِ معشوقان مدام استغنا راست گوید قولہ

چرا او سایہ از ما وا گرفتست	چو ما در سایۂ الطاف اوئیم

معنے آنست کہ ما چون در سایۂ الطاف عشق اوئیم ویکے از عاشقان پس نمیدانیم کہ چرا سایہ از ما باز گرفتہ والتفاتے نمے نماید شاید کہ مصلحتے ہمدرین باشد چون اعراضِ معشوق موجبِ گریۂ عاشق است گوید قولہ

جہان در لولوے لالا گرفتست	زدریاے دوچشم گوہر اشک

معنے آنست کہ در ہجران واعراض آن محبوب دوچشم من چندان گہر ریزی کردند کہ کنایت از اشکبا است کہجہان پراز گہرہای درخشان شدہ وچون سخن عاشق از سر معرفت میباشد بنابران گوید قولہ

مگر یارم رہِ صحرا گرفتست	نسیم صبح عنبر بوست امروز

نسیم صبح کنایہ از انفاس ومراد سخن عنبر مراد معرفت صحرا کنایہ از دل یعنے امروز کہ سخنان من پراز حقائق ومعارف اند تحقیق سببش آنست کہ ظہور محبوب حقیقے بر دل ما شدہ دگرنہ ما کجا و این سخن کجا وچون رفع غم بغیر از عشق صورت نہ بندد بنابران گوید قولہ

ازان رو ساغر صہبا گرفتست	دواے غم بجز مے نیست عاشق

عاشق کنایہ از خود صہبا شراب کنایہ از عشق یعنے ما کہ در عشقبازی از جان ودل مقیدیم سببش آنست کہ رفع غموم وہموم دنیوی بجز از عشق نمیتوان کرد وچون سخن حافظ مقبول دلہا گردیدہ بنابران گوید قولہ

بوصف قد تو بالا گرفتست	حدیث حافظ اے سرو سمن بر

سرو سمن بر محبوب بالا اشتہار ورونق یعنے اے محبوب من سخن حافظ کہ رواجے یافتہ واشتہارے

حاصل نموده سببش وصف قد تو یعنی ذکر تو که دران درج کرده **غزل**

کنون که میدمد از بوستان نسیم بهشت	**من و شراب فرح بخش و یار حور سرشت**

معنی آنست که الحال که از بوستان وجود نسیم بهشت که کنایت از انفاس ست در وجاری وساریست یعنی در عالم حیاتم پس درین هنگام من و شراب فرح بخش که کنایت از عشق و محبت است و یار حور سرشت که کنایت از محبوب و مرشد است و چون عاشق را بهتر از سعادت حصول دولت ملازمت مرشد نیست گوید **قوله**

گدا چرا نزند لاف سلطنت امروز	**که خیمه سایهٔ ابرست و بزمگه لب کشت**

معنی آنست گدا که عاشق است امروز چرا لاف سلطنت نزند و دعوی شاهی نماید که سایهٔ ابر که ملازمت دوست یا مرشد بجای چتر است و لب کشت که دنیا است بزمگه او و چون عاشق را باید که بموجب مَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی کار امروز بفردا نفگند بنابران گوید **قوله**

چمن حکایت اُردی بهشت میگوید	**نه عاقلست که نسیه خرید و نقد بهشت**

چمن دنیا اردی بهشت نام ماهی از ماههای بهار **هشتن** گذاشتن یعنی دنیا بسبب ظهور محبت بمعرفت رو نموده پس عاقل نیست کسی که وعدهٔ زاهد را که نسیه است باور نموده و نقد که مشاهدات تجلیات است از دست داد و کار امروز بفردا افگند چون عاشق را محبت ارباب دنیا زهر قاتلست گوید **قوله**

وفا مجوی ز دشمن که پرتوی ندهد	**چو شمع صومعه افروزی از چراغ کنشت**

دشمن کنایه از نفس و شیطان و اهل دنیا صومعه عبادتگاه اهل اسلام بسبب مقابلهٔ اهل کنشت الا معنی عبادتگاه زهاد نصاری ست و کنشت عبادتگاه اهل کفر **معنی** آنست که از دنیا و اهل آن وفا مجوی و اسپ توجه بسوی آن مپو خاطر از محبت او مخراش که در حالت عرفان توجه باو نمودن واز دوست گذشته باو بودن شمع صومعه بچراغ کنشت افروختن است و هم و غم اندوختن یعنی دلی که شایستهٔ ذکر و فکر حضرت مولی بود و در خور درجات عالیات سزد و چون او را بحظوظ دنیوی پروری بدان ماند که شمع صومعه بچراغ کنشت افروزی بر ضمیر منیر اصحاب ذکا پوشیده نماند که این بیت بجوامع الکلم میماند که از سرور عالم ورود یافته و آفتاب واراز ان مطلع هدی برتافته وَهُوَ اِیَّاکُمْ وَخَضْرَاءَ الدِّمَنِ یعنی بپرهیزید از سبزهای گلخن و این حدیث را در بعضی کتب هزار وجه موجه ساخته اند از ان ده وجه اختیار نموده شد و صاحب ادراک چون برین وجوه عشره مطلع گردد بر وجوه دیگر قادر شود وجه اول آنکه از خضرای دمن

زن صاحب جمال از اصل ناشایسته چون سبزهٔ خاکدان بوجود آمده باشد اگرچه در منظر خوب نماید عاقبت باصل خود گراید ؎ چو خوے نگارے خوش واصل زشت ٭ مبین نقش ما رو نگر در سرشت وجه دوم آنکه مراد از خضرای دمن دنیا بود و ازان که در آرایش اگرچه زیبامی نماید ازانجا که بے مدارست از سستی بیخ دیرنپاید ؎ حاصل دنیا زکهن تا بنو ٭ چون گذرنده است نیرزد بجو وجه سیوم آنکه مراد از خضرای دمن کلمهٔ نفاق باشد که از خباثت نفس برخاسته اگرچه در ظاهر چون سبزهٔ خاکدان زیبامی نماید امافی الحقیقت از و سم قاتل زاید ؎ گفت دشمن را مبین شیرین و چرب ٭ زہر باشد نیز در حلوائے خوش ٭ وجه چهارم آنکه مراد ازو مال حرام بود که از مظلومان و یتیمان حاصل شود که آن نیز چون سبزهٔ خاکدان خوش نماید اما چون از منشای اخبث است اہل معنی را منقوض آید ؎ لوث مال حرام در شکمت ٭ همه اعمال را بباد دہد ٭ وجه پنجم پند احمق و نصیحت نادان که آن نیز چون سبزهٔ خاکدان خوش نماید اما چون از غیر موقع آید عاقبت بزشتی گراید ؎ دشمن دانا که پے جان بود ٭ بهتر ازان دوست که نادان بود ٭ وجه ششم عطای لئیم و احسان ناکس که آن نیز چون سبزهٔ خاکدان از غیر موقع زاید در ظاهر خوش و زیبا نماید آخر بمن و اذی گراید ؎ کت زنا جا خدا امید دہد ٭ ناامیدی ازان بود بہتر ٭ وجه ہفتم پارسائی ریا که آن نیز چون سبزهٔ خاکدان اگرچه زیبا می نماید اما چون منشای نیست لاجرم نتایج اخروی را نمی شاید ؎ صلاحے ریائی فلاحے ندارد ٭ که خضر دمن را قرارے نباشد ٭ وجه ہشتم صنعت کیمیا که بظاہر چون سبزهٔ خاکدان خوش نماید آخر جز قلب کاری نتیجه نمی بخشد ؎ ہر کجا در جہان فلک زدہ ایست ٭ یا فرومانده ایست از تزدیر فن او فلسفه ست یا تنجیم ٭ کار او شعبده است یا اکسیر ٭ وجه نہم آنکه آرایش سیمیا باشد که چون سبزهٔ خاکدان خوش مینماید اما چون اصلے ندارد دیر نپاید وابستگی را نشاید ؎ اگر سیمیای بجاے رسد ٭ چنان دان که سفیان بازیگر است ٭ وجه دہم آنکه مراد خوارق و کرامات که بر سبیل استدراج باشد چون سبزهٔ خاکدان خوش نماید اما چون از منشای حقانی نیست نزد اہل دل ناپسندیده است ؎ غرامت بر آنکس که از بے تمیزی ٭ طلسم نمایش کرامت شمارد ٭ و چون در ینجہان فانی بہ از مینوشی شغلے نیست بنابران گوید قوله

بمی عمارت دل کن که اینجہان خراب	بر آن سر است که از خاک ما بسازد خشت

معنے آنست که این جهان فانی در پے آنست که ما را خاک سازد و در عالم نیستی انداز دپس بہتر آنست

کہ از خوردن مے عمارت محبت ازدی آبادان کن وبحیات ابدی رسان وچون آخر ہر کسے امر یست موہوم بنابران گوید قوله

مکن بنامہ سیاہی ملامت من مست	کہ آگہست کہ تقدیر بر سرم چہ نوشت

معنے آنست کہ اے منکر من مست را بگنہگاری ملامت منما چون از تقدیر ما واقف نہ چون خاتمہ عاشق اکثر بخیر وخوبی ست بنابران گوید قوله

قدم دریغ مدار از جنازۂ حافظ	اگرچہ غرق گناہست میرود بہشت

قدم مراد تجلے ذاتی جنازہ وجود بحکم آنکہ مَنْ لَا یَعْرِفُ اللہَ فَھُوَ مَیِّتٌ گناہ انانیۃ وُجُودُکَ ذَنْبٌ لَا یُقَاسُ بِھَا ذَنْبٌ معنے آنست کہ تجلے ذاتی ازین وجود فانی باز مدار ہرچند کہ غرق بحر معصیت انا الحق وسبحانیست لیکن بسبب این تجلے میرود بہشت کہ وَلِلّٰہِ جَنَّۃٌ لَیْسَ فِیْھَا حُوْرٌ وَّلَا قُصُوْرٌ یَتَجَلّٰی رَبُّنَا ضَاحِکًا وصوفی کہ مقید را مطلق پنداشتہ دم انا الحق میزند مثل درختیست کہ ازو آواز اِنِّیْ اَنَا اللہُ بر آید ؎ عکس رویتو چو در آینۂ جام افتاد ٭ عارف از خندۂ مے در طمع خام افتاد ٭ یا خطاب بمرشد یا خطاب بہر سالک یا خطاب بمعشوق حقیقے مراد از قدم اقدام یا در فخریہ خود غزل

کس نیست کہ افتادۂ آن زلف دوتا نیست	در رہگذری نیست کہ دامے زبلا نیست

زلف دوتا کنایت از صفات متقابلہ الٰہیہ چون کفر و اسلام وہدایۃ وضلالۃ معنے آنست کہ تنہا نہ من بدام زلف تو کہ جذبۂ عشق است گرفتار و مقیدم بلکہ در عالم وجودے نیست کہ گرفتار تو نباشد کافران بکفر و مومنان باسلام ہمہ کس طالب یار اند چہ ہشیار و چہ مست و ہیچ طریقہ و راہے نیست کہ عشق را در ود خلے نیست ہمہ جا خانۂ عشق است چہ مسجد چہ کنشت واین ضد وانکار از مقتضیات قوت وہمیہ است کہ بحقائق امور اطلاع ندارند والا نہ حضرت حق را با ہر موجودے از موجودات ودر ہر تعینے از تعینات نسبتے خاص است وہر یک مظہر صفتے خاص اند وذات را باعتبار صفتے اسمے مے نامند پس ہر یک اسمے از اسمای الٰہیہ باشد وحظ وقسمۃ ہر یک ازان حق یافتہ آن صفت خاصیت کہ ازان اسم ظہور یافتہ وباز معاد ہر یکے آن اسم خواہد بود کَمَا بَدَاَکُمْ تَعُوْدُوْنَ وذات حق ہر چیز را بصفت خاص تربیت میفرماید پس ہر یکے از صور موجودات انفسی وآفاقی در تسبیح

آن اسم اند که مظهر ومربوب آنند ازان رو همیشه در تسبیح حق اند که وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ و هر یکے عارفِ حق بهمان اسم اند که مظهر آن اسم واقع شده اند لاجرم هر یکے از و شانے دگر یافت و هر کسے را با او سریست مخصوص چون عاشق کامل بسبب ورود تجلی صوری که آن شهودِ حق است در مظاهر حسینه حق را من حیث الصفات در معشوق می بیند بنابران گوید **قوله**

روے تو مگر آئینهٔ صنع الٰهی است | **حقا که چنین است درین روے ریا نیست**

معنے آنست که اے محبوب من روے تو مگر آئینهٔ الٰهی است از براے شهودِ ذات حق که حق را بجمیع صفات در تو مشاهده می نمایم وچون فے الحقیقت انسان که آئینهٔ حق است گفت همچنین است و درین سخن هیچ شکے و شبهتے نیست و نیز چون سالک حق را در خود بیند بنابران خطاب بخود میکند معنے ظاهر است باید دانست که درینجا احوال سالک بدو نوع گردد بعضے بخود قائم میمانند و عبودیت و الوهیت را مرعی دارند و بعضے مغلوب تجلے گشته عبودیت را یکسو نهاده دعوی همسری مینمایند گوید **قوله**

نرگس طلبد شیوهٔ چشم تو زهے چشم | **مسکین خبرش از سر و در دیده حیا نیست**

نرگس گلیست معروف که بچشم نسبت کنند و فے الحقیقت مراد از بینائی است مراد آن عاشقی که بکمال معرفت نرسیده بود و عاشق را بچشم ازان نسبت داده که همه عالم بمنزلهٔ جسم است و وجود عاشق بمنزلهٔ چشم **چشم** مراد ذات حق **سے** هست چشم اینجا بمعنی نقدِ ذات ÷ کو عیان بیند وجودِ کائنات ÷ و چشم ثانی بمعنی بینائی از ذکر سبب و ارادهٔ مسبب و زهے بمعنی مذمت **معنے** آنست که سالکے که مغلوب تجلے گشته شیوهٔ چشم تو طلب میکند اے خود را متشبّه بذاتِ تو مینماید و دم انا الحق میزند زهے بینائی و کمال او کجا تو و کجا او که ماللتراب و ربّ الارباب وچون عنان اختیارش از دست رفته گفتهٔ او اعتماد را نشاید میگوید که آن بیچاره مسکینے است که نه از سر خود خبر دارد و نه در دیده حیا اے مست و لا یعقل چه از سر خبر داشتن و حیا بکار آوردن از تقاضاے عقل است و یا آنکه مسکین از سر خود خبر ندارد یعنے نمیداند که سر باد خواهد رفت و نه در دیده حیا چه نسبت خاک را با عالم پاک و چون این سخن گفتن مناسب حال سالک نیست بنابران گوید **قوله**

گفتن بر خورشید که من چشمهٔ نورم | **دانند بزرگان که سزاوارِ سها نیست**

خورشید ذات حق **سها** کنایت از سالک یعنی اے سالک دعوی همسری بذاتِ حق نمودن و انا الحق و سبحانی گفتن بر عارفان کامل روشن و مبرهن است که این سخن سزاوارِ سالک نیست چه سالک بمنزلهٔ سها

وذات حق چون خورشید کجا سها و کجا خورشید چون عاشق بورود تجلی صوری گرفتار مظاهر حسینه میشود آن موجب اعراض معرضان میشود وچون توبه از عاشقان صورت پذیر نیست بنابران گوید **قوله**

هیچش ز خدا شرم و ز روی تو حیا نیست	**زاهد دیدم توبه ز روی تو زهے روے**

زهے روے باین طریقه ودانش معنے ظاهر وچون ظهور وکثرت تعینات بر چشم عاشق موجب خرابی اوست گوید **قوله**

شب نیست که صد عربده با باد صبا نیست	**از بهر خدا زلف میارای که مارا**

معنی آنست که اے محبوب من برین حال سرگشته ما رحم نما واز برای خدا زلف خود را که عالم کثرت و تعینات است میارا یعنے در چشم جلوه منما و مارا گرفتار کثرت و تعینات مدار چرا که مارا هر شب با باد صبا که دم زندگی است صد عربده در پیش است که چرا رفع این حجاب نمی نمائی و بمقصد اصلی نمیرسانی **سوال** چو آراستن زلف که فروهشتن زلف است موجب افزونی حسن است و آن مطلوب عاشق است پس منع چرا میکند **جواب** بدو نوع است یکے آنکه فروهشتن زلف اگرچه افزونی حسن است لیکن حجاب هم باعث قتل عاشق است دوم آنکه ازین منع نه که حکم کلی بمنع کرده شود بلکه اظهار درد و بیقراری خود است باید دانست که مشاهدهٔ محبوب حقیقی بین الظهور والاخفا چون عاشقان را بے مشاهدهٔ محبوب راحتے وآرامے نه بنابران گوید **قوله**

در بزم حریفان اثر نور و صفا نیست	**باز آی که بے روی تو اے شمع دل افروز**

روے کنایت از تجلی **شمع دل افروز** کنایت از محبوب حقیقی **حریفان** عاشقان یعنی اے محبوب من از روے لطف ورحمت باز برما گذرے کن ودل غمزدهٔ مارا بمشاهدهٔ تجلے خود منور ساز که در بزم عاشقان که کنایت از حواس خمس است هیچ از نور وصفا فرحت وبهجت نیست وچون مدام کار معشوق استغنا است میگوید **قوله**

گفتا غلطی خواجه درین عهد وفا نیست	**دی مے شد و گفتم صنما عهد بجا آر**

دی روز گذشته **صنما** الف ندائیه وصنم بمعنے محبوب **عهد** کنایت از آن که گفته لما قطلبنی تجدنی **گفتا** یعنے آن محبوب گفت **غلطی** غلط کردی که برین عهد ما اعتماد نمودی **درین عهد** یعنے درین زمانه ویا درین قول وعهد محبوبان **وفا** بجا آوردن معنے ظاهر است **قوله**

دنبال تو بودن گنه از جانب ما نیست	چون چشم تو دل میبرد از گوشہ نشینان

چشم کنایت از شہود ذات محبوب حقیقی گوشہ نشینان عاشقان معنی ظاہر باید دانست کہ خاصۂ معشوق است کہ تہمت حرام بر عاشق نہادن وخودرا ازین معرض ساختن گوید کہ اے محبوب من چرا این التفات نیکنی گناہ چیست کہ سوے منت نگاہ توفیست مگر کہ دل بتو دادم ہمین گناہ منست وگر بالتحقیق ہمین گناہ است پس دران ہم تقصیرے نیست چراکہ موجب دلدہی امشاہدۂ تست وچون ہرکسے بموجب كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ بچیزے کہ نزد اوست فرحت کنند واست بنابران گوید قولہ

در ہیچ سری نیست کہ سری زخدا نیست	گر پیر مغان مرشد ما شد چہ تفاوت

معنے آنست کہ اگر ما از زہد وورع اعراض نمودیم ودست بعیت بہ پیر مغان کہ عاشق کامل باشد دادیم چہ نقصان چون ہر سرے خالی از سرے نیست کہ حق را با ہر شئے نسبتے خاصست ویک طریق مخصوص درعالم نیست کہ اَلطَّرِيقُ اِلَى اللهِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ چنانچہ میگوید قولہ

جز گوشۂ ابروی تو محراب دعا نیست	در صومعۂ زاہد ودر خلوت صوفی

عابد

یعنی زاہد را بصومعہ وصوفی را بخلوۃ بجز گوشۂ ابروے تو محراب دعا نیست یعنے متوجہ الیہ ہمہ توئی وچون کار عاشق مدام عاشق کشی است بنابران گوید قولہ

جانان مگر این قاعدہ درشہر شما نیست	تیمار غریبان سبب ذکر جمیل است

تیمار غمخواری ودلداری غریبان عاشقان سبب ذکر جمیل موجب اشتہار نام نیک این قاعدہ اشارہ بغمخواری عاشقان ودلداری مشتاقان درشہر مشہور ونیز کنایت از شہر وجود معنے آنست کہ اے محبوب من دلداری غریبان نمودن باعث اشتہار نیکست وتو کہ در دلداری غریبان نمیکوشی مگر ذات تو متصف باین صفت نیست سوال مضمون مصراع ثانی عدم صفات میکند واین درحقیقت روا نیست جواب بسہ جہت یکے آنکہ عدم صفات بتعین نمیکند لفظ مگر کہ بمعنی تردید است دال است براین دوم آنکہ مراد ازین اظہار محرومی خود است نہ عدم صفات سیوم آنکہ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ بِمَا صَدَرَ عَنْهُمْ وچون حال عاشق محل رحم باشد بنابران گوید قولہ

کاین سوز نہانی کہ مراہست ترا نیست	اے شمع سحر گریہ بحال من وخود کن

معنے آنست کہ اے عاشق ہمدرد من میباید ترا کہ بحال ما وخود گریہ کنی کہ در سوختن ما و تو

شر یکیم بلکه ما از تو در سوختن بیشی گرفته ایم که این سوزے که ما داریم ترا نیست چون کار عاشق اختیار ملامت است بنا بران گوید **قوله**

عاشق چه کند گر نکشد جور ملامت	با هیچ دلاور سپر تیر قضا نیست

یعنے عاشق بیچاره چه کند اگر بار ملامت نکشد و تن برضا ندهد چرا که اینهمه از قضای ازلیست و هیچ دلاور رو قضا نتوان نمود چون کار عاشق احتمال نمودن و بجاے جفا وفا نمودنست گوید **قوله**

اے چنگ فرو برده بخون دل حافظ	فکرت مگر از عزت قرآن خدا نیست

معنی آنست که اے ملامت گر من که زبان بملامت کشاده و در ہلاک ما سعی نموده مگر هیچ فکر از عزت قرآن هم نداری که حافظ کلام الله ام و در بعضے نسخه بجاے عزت غیرت دیده شده معنی آن باشد هیچ فکر مگر از غیرت قرآن خدا که در حق قاتلان فرموده که مَنْ قَتَلَ مِنْكُمْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا ندارے **غزل**

کنون که برکف گل جام باده صافست	بصد هزار زبان بلبلش در اوصافست

گل کنایه از سالک جام باده کنایه از هستی استعار بلبل کنایه از دوستان معنی آنست که اکنون که در بدن سالک حیاتست از هر طرف خوشامد گویان بصد زبان می ستایند چون مناسب این حال آنست که اشتغال بعشق نماید بنا بران گوید **قوله**

بخواه دفتر اشعار و راه صحرا گیر	چه وقت مدرسه و بحث کشف کشافست

دفتر اشعار کتبهای بیان معارف و نسخه احوال عرفا کشف نام شرح کشاف است معنی آنست که در نیخیال قدم بصحرای عشق بنهی و کتبهاے که در آن بیان حقائق و معارف و احوال عارفانست اشتغال نمائی و دوری از ابنای خلایق گرفتی نه وقت درس و بحث کشف کشاف است چرا که طالب اعلے باید بود نه اسفل که متوجه بودن باسفل ماٸیه دون همتیست و چون توجه ایزدی بمقام عشق رسد زبان بربندد و درون خود باظهار نیک و بد نخراشد که حکم باظهار آن نیست بنا بران گوید **قوله**

بدر د و صاف ترا حکم نیست دم درکش	که هرچه ساقی ما داد عین الطافست

در دو صاف بد و نیک ساقی قضا و قدر معنی آنست که هیچ باظهار نیک و بد مکوش خموش باش

که هرچه قضا وقدر وارد وقت ماساخت عین لطف وکرم است چه قیل وقال کار علمانه کار عشاق که خموشی لازمهٔ ایشان است وچون عاشق را باید که مجرد ومنفرد باشد گوید قوله

ببر ز خلق وز عنقا قیاس کار بکن	که صیت گوشه نشینان ز قاف تا قاف است

معنے آنست که از خلق مجرد ومنفرد باش بطور عنقا که چگونه از خلق بریده وبکوهے خزیده وهمه عالم پر از شهرت اوست واینهمه از انست که آوازهٔ عزلت گزینان از قاف تا قاف رسیده چون نزد عاشق بهتر از عشق کارے نیست گوید قوله

فقیه مدرسه دی مست بود وفتوی داد	که مے حرام ولے به ز مال وقاف است

مراد از مست مستی عشق است که ؎ مستی عشق نیست در سر تو ٭ رو که تو مست آب انگوری ٭ یعنی فقیه مدرسهٔ عشاق که کنایت از مرشد است دیروز که از شراب عشق سرمست بود از جوش عشق فتوے داد اے حکم داد که مال وقف بدتر از نیست زیرا که میخوار چون میداند که مے حرام است گنجایش دارد که توبه کند وخورندهٔ مال وقف را حلال میداند واز اختلاف علما که درین باب است هرگز توبه نخواهد کرد بلکه خود را بر میخوارگان تفوق خواهد داد وهمین قسم گفتگوے درین بیت خواجه هم راه وارد ؎ بیا که خرقهٔ من گرچه رهن میکدهاست ٭ ز مال وقف نه بینی بنام من چیزے ٭ وحجت عوام اینجا که فتوی مست درست نیست دخلے ندارد چه درحق مستان فتوی مست منظور است نه عاقل ونیز بعض جا مضمون ظاهر بیت مراد نیست چنانچه درین بیت ؎ مباش درپئے آزار هرچه خواهی کن ٭ که در شریعت ما غیر ازین گناہے نیست ٭ یعنے کارے مکن که خاطر کسے آزرده گردد ودر افعال ناشایسته از زنا کردن وخمر خوردن خاطر صلحا وعباد آزرده میگردد پس میگوید که ازین قسم کارے مکن که در آنها رنجش کسے باشد وسولے آن از افعالے که موجب رنجش کسے نباشد هرچه خواهی کن ترا مباحست وانچه مضمون ظاهر این بیت است مراد نیست چنانچه جاے دیگر گفته ؎ میخور و مصحف بسوز و آتش اندر کعبه زن ٭ ساکن بتخانه باش ومردم آزاری مکن ٭ ونیز چنانچه درین بیت ؎ من آن نگین سلیمان بهیچ نستانم ٭ که گاه گاه برو دست اهرمن باشد ٭ که در ظاهر سراسر ترک ادب ومخالف شرعست گر به تکلف معنی مراد انست که من آن شے نفیس که گاه برو دست تصرف خسیسی دراز شود بهیچ نستانم پس در مراد خلل نباشد ونیز چنانچه خواجه گفته ؎ اگر شراب خوری جرعهٔ فشان بر خاک ٭ ازان گناه که نفعے رسد بغیر چه باک ٭

واگر مراد از مے محبت مجاز است حرام ازین رو که پردهٔ حقیقت است وحلال باعتبار قنطرة الحقیقة و
اگر مراد از مے محبت ومعرفت حرام ازین روتا که محبت غیر آمیخته است حرام است یعنی فقیه مدرسه
دقتیکه مستی عشق ومحبت اورا دریافت وبرسر نفس ومحبت اطلاع بخشید لاچار فتوی داد که محبت
هرچند مجاز باشد از مال وقف بچند مرتبه بهتر زیرا که آنجا تفرقه داینجا جمعیت آنجا شهرت اینجا خمول آنجا
کبر ونخوت اینجا عجز ومسکنت آنجا خودی اینجا بیخودی همچنین بچند مرتبه محبت بر مال وقف فضل دارد
ـــه زیاده هیچت اگر نیست این نه بس که ترا ✤ دمے ز وسوسهٔ عقل بیخبر دارد ✤ قوله

حدیث مدعیان وخیال همکاران	همان حکایت زردوز وبوریاباف ست

مدعیان زاهدان همکاران عاشقان مجاز یعنی که گفتار زاهدان وخیال عاشقان مجاز که با تو تمیز بید
مینمایند همان حکایت زردوز وبوریاباف ست که با یکدیگر دعوی همسری نمودند قصه زردوز وبوریاباف
اینچنین ست که هردو باهم یار بودند زردوز فراخور حصول خود همتے بلند داشت واز وسعت عیشی علم مے
افراشت وبوریاباف از تنگ حوصلگی که داشت سعهٔ عیش اورا گران می پنداشت واسراف و
مبذری می انگاشت واین نصوص درحق او میخواند که اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیَاطِیْنِ غرضکه
اصحاب ظواهر واهل عرفان راهمین معامله در پیش وهر یکے از نعمت دیگرے دلریش وچون مقلدان
شایان آن نه اند که اسرار الٰهی با ایشان درمیان نهاده آید بنابران گوید قوله

خموش حافظ واین نکتهاچون زرسرخ	نگاهدار که قلاب شهر صرافست

معنے آنست که اے حافظ خموش واین نکتها چون زرسرخ که سخنان حقائق ومعارف وکلمات عشق
ومحبت اند نگاهدار از کسیکه از علم الٰهی ودانش بهره ندارد وبرمسند ارشاد ومشیخت نشسته غزل

گل دربر ومے برکف ومعشوق بکام است	سلطان جهانم بچنین روز غلام است

گل دربر کنایت از حصول مشاهدات تجلیات مے برکف کنایت از حصول عشق ومحبت معشوق
بکام محبوب ویا مرشد متوجه بحال میم جهانم بمعنے مرا چه میم ساکن ضمیر مفعول. سعدی ـــه چو مولام
خوانند صدر وکبیر ✤ معنے بیت ظاهر است وچون مشاهدات عاشقان محتاج بشمع وچراغ نیست
سعدی گفته ـــه شب مردان خدا روز جهان افروز است ✤ دوستان را بحقیقت شب ظلمانی
نیست. گوید قوله

گو شمع میارید درین بزم که امشب | **در مجلس ما ماه رخ دوست تمام است**

میارید خطاب بدوستان یعنے بدوستان من گوئید که امشب در مجلس ما شمع میارید که شب ما محتاج بشمع افروزی نیست چراکه رخ دوست که مشاہدات تجلیاتست محفل افروز ما گردیده وچون عاشق را بزہد وورع کارے پیش نمیرود گوید قوله

میاتیز | **در مجلس ما عطر میارید که جان را** | **ہر لحظه زگیسوی تو خشبوی مشام است**

معنے آنست که امشب در مجلس ما عطر زہد میارید لے سخن از زہد وورع مگوئید که دمبدم که مرا از گیسوی تو که جذبهٔ عشق است روائح عطر آمیز وفوائح عنبر بیز در مشام میرسد یعنی الحال کار ما از زہد گذشته بمقام عشق رسیده بزہد وورع کارے نماند وچنانچه در بیت آینده میگوید قوله

در مذہب ما باده حلال است ولیکن | **بیروی تو اے سرو گل اندام حرام است**

باده عشق مجازے معنے ایمحبوب من در زمرهٔ مذہبِ ما که عاشقانیم دیدن مظاہر حسینه حلال ست که در آن معاینهٔ آثار اسما، وصفات وذات او مینمایم از ینجاست که ؎ من که در صورت خوبان ہمه او می بینم ؛ تو مپندار که من روے نکو می بینم ؛ ولیکن اگر دیدن این مظاہر حسینه بیروسے تو اے بے مشاہدهٔ تو باشد محض باغراض نفسانی وہوای جسمانی باشد حرام مطلق ونیز از باده سرود مراد است ؎ از مے ہمه آب لعل وزر فہم مکن ؛ ہر چیز ترا از تو ستاند مے است ؛ ودر باب السماع[له] اختلاف بسیار است نزد بعضے حرام ونزد بعضے حلال ونزد بعضے مباح اگر کل سامع را دل کل به مجاز است حرام است واگر نه بمجاز است ونه بحق مباح واگر کل بحق دارد حلال وچون دست آویز بجز سخن عشق ومنظور او بجز محبوب نمی باشد مجموعه

قوله | **از چاشنی قند مگوے ہیچ وز شکر** | **زان رو که مرا با لب شیرین تو کام است**

قند وشکر کنایت از زہد وورع لب شیرین لطف الٰہی مراد عشق یعنے اے محبوب من الحال سخن از فضیلت زہد وورع در پیش ما میار از انجہته که مرا کار به عشق تو افتاده ودر انجا اینہا را گذر نه ونیز از قند وشکر نعمتہاے دنیوی معنی ظاہر ونیز لب شیرین کلام بیواسطه مراد وحی معنے آنست که از قند وشکر وسائر حظوظ ما حضر مگوئید وتوجہم بدان مجوئید مرا کار بکلام قدس ووحی خفی افتاده وآنکه در مصرع اول این ہر دو بیت بجمع آورده ودر مصرع آخر ہر دو بیت بوحدت تحریر کرده جہت اظہار التفات ونمودار توجه بمطلوب از بیگانگی به یگانگی واز کثرت بوحدت وچون مشاہدهٔ جمال مظاہر حسینه نمودن بعاشقان کامل درست ست گوید قوله

[له] و تحقیق این مسئله بوجه احسن در رساله حق السماع که مصنفه مولانا محمد اشرف علی صاحب تهانوی مد ظلهم العالی است نوشته فلیطالعه

گوشم همه بر قول نے و نغمهٔ چنگ است | چشمم همه بر لعل لب و گردش جام است

قول و نغمه سخن نے و چنگ عاشق کامل لعل لب و گردش جام کنایه از مشاهدات معنے آنست که گوش من همه بر سخنان عاشقان که بیان عشق است و چشم من همه بر مشاهدات تجلیات محبوب چنانچه عارفے گوید ؎ بر سر خار سوے هر شهرے ٭ کردم امروز هر طرف نظرے ٭ کافرم گر بجز خدا بینم ٭ کسے در آید بچشم من دگرے ٭ و محتمل که از مصرع اول سماع سرود و از مصرعهٔ دوم شاهد بازی و میخواری مراد باشد باید دانست که احوال عاشقان موجب رسوائی میگردد و چون عاشق کامل را از ان بیمے نه بلکه رسوائے را موجب فخر خود می پندارد بنابران گوید قوله

از ننگ چه پرسی که مرا نام ز ننگ است | وز نام چه پرسی که مرا ننگ ز نام است

معنے آنست که از عار چه پرسی که مرا بزرگی و اشتهار باوست و از بزرگی و اشتهار چه پرسی که مرا عار ازوست و چون عاشق را بجز از خرابات که مقام فناے صفات بشری است مقامی نیست بنابران گوید قوله

تا گنج غمت در دل ویرانه مقیم است | همواره مرا کنج خرابات مقام است

گنج غم مراد عشق کنج خرابات مقام محو و فنا معنے ظاهر است و چون همه کس بوجهے عاشق آن محبوب اند بنابران گوید قوله

میخواره و سرگشته و رندیم و نظرباز | و آنکس که چو ما نیست درین شهر کدام است

معنی بیت ظاهر است و چون عشق مر عاشق را غائب نے باشد بنابران گوید قوله

با محتسبم عیب مگوئید و زه مستی | کو نیز چو ما در طلب شرب مدام است

محتسب مرشد که مانع از طرف معصیت است مستی مراد میخواری شرب مدام نوشیدن شراب یعنے با مرشد عیب ما از میخواری که کنایه از عشقبازیست مگوئید که او مارا هیچ نخواهد گفت چرا که او هم مشغول این میخواریست چون عاشق را بهتر از میخواری و مصاحبت محبوب کاری نیست گوید قوله

حافظ منشین بیمے و معشوق زمانے | کایام گل و یاسمن و عید صیام است

گل مشاهدات تجلیات عید صیام اوان عشق که بعد از انقراض ایام زهد رو مینماید یعنی اے حافظ درین اوان عشق و مشاهدات تجلیات که بتو رو نموده می باید که دمے بے عشق و محبت الٰهی و بے ملازمت صحبت مرشد نمانی و این وقت را غنیمت دانی غزل

ورز ہندوے شما بر من جفاے رفت رفت	گر ز دست زلف مشکینت خطاے رفت رفت

زلف مشکین کنایہ از جذبۂ عشق و نیز تجلی قہاری خطاے رفت اینکہ دعاگو را قتل نمود و سرگردان بادیہ حیرانی و پریشانی ساخت و بمداولے آن نپرداخت و ہندو اشارہ ہمان زلف جفا رنج و الم و چون این معاملہ درمیان عاشق و معشوق باکے ندارد گوید قولہ

جور شاہ کامران گر بر گداے رفت رفت	برق عشق ار خرمن پشمینہ پوشے سوخت سوخت

برق عشق اضافہ بیانیہ خرمن وجود ہستی استعار پشمینہ پوش عاشق شاہ کامران معشوق معنی آنست کہ اگر آتش عشق وجود عاشق را بباد داد عجبے نیست و جور محبوبے کہ کنایہ از استغنا و بے التفاتی محبوبست بر عاشق رفت باکے ندارد و چون تجلی محبوب بظہور و اخفاست و آن اگرچہ موجب خرابی عاشق است اما جاے دم زدن نیست بنابران گوید قولہ

در میان جان و جانان ماجرے رفت رفت	گر دلم از غمزۂ دلدار تابے برد برد

غمزہ کنایت از ظہور و خفا تاب غصہ وارد یعنے اگر دل من بسبب ظہور و اخفاے محبوب برنج و درد مبتلا گردید جاے اعراض و گفتگو نیست چراکہ درمیان عاشق و معشوق اگر ماجراے رفت رفت و چون ملامت از دعیان و سخن چینان رومی نماید نہ از دوستان بنابران گوید قولہ

درمیان ہمنشینان ناسزاے رفت رفت	از سخن چینان ملالتہا پدید آید و لے

ہمنشینان دوستان ناسزا قول و فعل بیجا معنی بیت ظاہر است چون عاشق را تحمل میباید کہ بادنی آثار ملول نگردد و اعتراض نکند بنابران گوید قولہ

گر ملالے بود بود و ور خطاے رفت رفت	عشقبازی را تحمل باید اے دل پایدار

سوال۔ لفظ خطا در حقیقت از ادب دور است جواب آنست کہ خطا فی الواقع مراد نیست بلکہ از انجہت کہ اعراض و بے التفاتی معشوق اگرچہ خالی از حکمت نیست اما چون موافق خواہش نیست بنابران در چشم عاشق خطا می نماید و باید دانست کہ کدورت را در دل سالک تا آن زمان راہ است کہ محبت رہ نیافتہ و چون محبت رہ یافت کدورت از میان رفت بنابران گوید

ہر کدورت را کہ بینی چون صفا رفت رفت	در طریقت رنجش خاطر نباشد مے بیار

معنے آنست کہ ہر کدورت را کہ می بینی در خاطر رسید و چون صفائی دران خاطر رفت آن کدورت

مرتفع شد اشکال آنست که رنجش خاطر امریست طبعی که بغرض مکروہے رسد پس در طریقت بچہ معنی رنجش نباشد جواب آنست که در رشحات در فصل دوم نقلست که اکابر طریقت گفتہ اند ہر دشنام ومذمت که از کسے درحق تو واقع شود باید باو گفت که بحقیقت دانی توانی وچون سگ وخوک وامثال آن گویند یقین کنی که در تو ازان صفاتست چنانچہ صفات ملکی داری صفات سبعی وبہیمی نیز پس باید که ازین رنجش نیاری ودیم در رشحات مذکوراست کمال مسلمانی در تفویض وتسلیم است اگر صاحب تسلیم را ابلیس وار طوق لعنت کنند باید که چنان از فعل حق سبحانہ راضی بود که مومن از ایمان خود وبندہ صادق از قضای حق راضی است نہ از فعل خود وپیغمبر موده که چون مکروہے بیند اگر تفاوت نکند بندہ خدا آنست واگر تفاوت کند بندۂ خود است که ؎ مدح وذمت گر تفاوت میکند ؞ بتگرے باشی که او بت میکند ؞ ونیز پیچکس نیست که او را مدح خوش نیاید وذم بدنیاید امامی تواند که مراد آن باشد که اگر مدح سبب سرور وخوشحالی وذم سبب بغض وعداوت باشد پس باید دانست که مراد ازان قول که بندہ خداست تفاوت نکند آن خواہد بود که بندۂ خدا جمیع امور را از حق میداند ورضا بقضای الٰہی پیشہ خود سازد ہمین آنست ہم در رشحات در معنی اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ مراد از کسب رضا است ومعنی این حدیث آنست باید که کسب کند این معنی را که راضی باشد ہرچہ حق سبحانہ کند وحصول این معنی بحقیقة وقتے میسر گردد که بندہ فانی گردد پس معنی بیت آن باشد که در طریقت رنجش خاطر نباشد می بیارتا مست شویم و صفائی حاصل کنیم وبقوت آن مستی وصفا بر مکروہ خواہد مذمت ودشنام وخواہ مکروہے دیگر که مخالف مزاج باشد تحمل کنیم ورضا بقضا دہیم چنانچہ خود فرموده ؎ وفا کنیم وجفا کشیم وخوش باشیم ؞ که در طریقت ما کافریست رنجیدن ؞ ونیز واقع شده که مراد ازین دو بیت آنست که اہل طریق عاشق حق سبحانہ جمیع افعال معشوق را دوست میدارند وچون عاشق از زہد اعراض نمود جاے عجب نیست بنابران گوید **قوله**

عیب حافظ گو مکن زاہد که رفت از خانقاه	پاے آزادی که بند دگر بجای رفت رفت

خانقاه مراد زہد وورع از ذکر سبب واراده مسبب گو خطاب بزاہد یعنے زاہد را بگو که حافظ اگر از زہد و ورع اعراض نمود عیبش مکن که حافظ آزادے بود از کفر واسلام وخیر وشر یعنے عاشق که مقید بانہا نیست پس عاشق را که مانع میتواند شد **غزل**

لعل سیراب بخون تشنہ لب یار منست	وز پے دیدن او دادن جان کار منست

لب کنایه از اسم متکلم که انا الحق **لعل سیراب** باعتبار خونریزی چون اسم متکلم بر منصور تجلی کرد وقائل به انا الحق شد کشته شد ونیز لب اشارة بفیض شامل رحمانی که بلطف کامل عاشق را از میان سرگشتگی ودوری بکنار قبول می آرد ونمیگذارد و نَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي کنایت از دست لعل سیراب باعتبار خونریزی وآن کنایت از مبتلا ساختن بکمال شدائد محنت ورنج والم است **و ز پی دیدن** یعنی در پی حصول کردن وچون اکثر زبان طاعنان بر عاشقان دراز میگردد بنابران گوید **قوله**

هر که دل بردن او دید در انکار منست	شرم زان چشم سیه بادش و مژگان دراز

چشم مراد ذات ه نست چشم اینجا بمعنی نقد ذات ؛ کو عیان بیند وجود کائنات ؛ ضمیر شین بلفظ هر که راجع واین را اضمار قبل الذکر گویند **مژگان** صفات از انرو که مژگان حاجب چشم وصفات حاجب ذات معنی آنست که هر کسے که دلربائی آن محبوب را ودریافته وباوجود این در انکار منست پس شرم بادمراو را از ان چشم سیه ومژگان دراز آن محبوب یعنی زبان او کوتاه باد که ازین چشم سیه یعنی ازین ذات باکمال حسن ولطافت وملاحت وازین صفات متنوعه چگونه کسے جان خود را بسلامت برد ودور دام نیفتد وچون عشق را از دل عاشق تحولے ونقلے نمیباشد واین راموجب فخر خود میشمرد بنابران گوید **قوله**

عشق آن لولی سرمست خریدار منست	بندهٔ طالع خویشم که درین عهد وفا

لولی کنایه از شاهد نبات که قوم لولی معشوقه حافظ بود مراد معشوق حقیقی ومرشد معنی ظاهر است وچون عاشق بمرتبهٔ تَخَلَّقُوا بِأَخْلَاقِ اللهِ رسید وجود او درین مقام طبلهٔ عطر گل ودرج عبیر افشان شود و چون اینهمه از فیض محبوب حقیقی است بنابران گوید **قوله**

فیض یک شمه ز بوی خوش عطار منست	طبلهٔ عطر گل ودرج عبیر افشانش

گل سالک ضمیر شین افشانش بر گل **عطار** کنایه از ذات رسول ع ومرشد حقیقی ومعشوق مجازی طبلهٔ عطر گل ودرج **عبیر افشان** مراد وجود عاشق **وضمیر شین** بر طبلهٔ گل **عطار** محبوب حقیقی یعنی این نسمات شریفه ونفحات لطیفه که در وجود عاشق رونموده ووجود او را معطر ساخته شمهٔ از داستان حقیقه است چه هیچ موجود وجود از خود ندارد بوے از کجا داشته باشد ونیز از طبلهٔ عطر گل ودرج عنبر افشان محبوب مجاز است معنی آنکه هر محبوبے با حسن وجمال وکمال که در چمن دنیا رونموده واینهمه از آثار پرتو آن محبوب حقیقی است چون لازمهٔ عاشق است که خطرات ماسوی محبوب را در دل جا بدهد گوید **قوله**

ساربان رخت بدروازه مبر کان سر کوی | **شاهراهیست که منزلگه دلدار منست**

ساربان سالک **معنے** آنست که اے سالک صادق رختِ خطرات وخیالات ماسوی محبوب بدروازهٔ دل مبر که آن شاهراه است اما چگونه شاهراهیست که منزلگه دلدار منست بموجب لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ ویحتمل که **رخت** هستی موهوم یعنے کشندهٔ مهار من هستی موهوم یا نمایش اعمال شوم منظور بصیرتم مساز که آن مقام تجلیات دلدار هست ویحتمل که هنگام وصال دوستان دیده را از گریه محفوظ دارد اگرچه از شادیست اما سر بسرمایهٔ پشیمانی است **سوال** چون دروازه دل را بشاهراه تعبیر کرد پس منع چرا کرد که در شاهراه کسے مانع نمیتواند شد **جواب** آنست که بسا شاهراه اند که بسبب ورود سلطان آنجا مانع مے آیند واین اکثر در معاینه مے آید ویا آنکه بمعنے استفهام گفته شود یعنے شاهراهے است اے شاهراهے نیست بلکه منزلگه دلدار منست ویحتمل که این درعرف اگرچه لفظ شاهراهے اطلاق میکنند که از خواص وعوام راهمه آنجا گذر باشد اما اینجا معنے اضافی توان گفت یعنی راه شاه است -

سوال دوم که شاهراه منزلگه نمیباشد **جواب** آنست که اے ساربان رخت بدروازه دل مبر باین زعم که این سر کوے که پیش دروازه است شاهراهیست تا هر که خواهد بدان راه رود زیرا که آن سر کوے نزول گاه دلدار منست آنجا بحکم نباید رفت **سوال** سوم آنکه منزل بمعنی جاے نزول است پس لفظ گه در منزلگه چه معنی دارد **جواب** آنکه منزل مصدر میمی است بمعنی نزول وچون معشوق باعتبار اظهار محتاج عاشق است چراکه بے وجود عاشق ظهور معشوق صورت نه بندد بنابران گوید **قوله**

باغبان همچو نسیم ز درِ باغ مران | **کاب گلزار تو از اشک چو گلنار منست**

باغبان معشوق حقیقے که صانع تمام عالم است یعنی اے محبوب من مارا نسیم وار از باغ وجود خود بے بهره مدار که معشوقیهٔ تو بعشقِ من پیداست چه خالقیت بے مخلوق ورازقیه بے مرزوق وربوبیت بے مربوب صورت نه بندد واگرچه از نسبت اینمعنے ذات حق پاکست اما صوفیه چون شیخ محی الدین عربی واتباع او بلکه صوفیه باجماع مظهر اینمعنی است کما قال صاحب الفصوص فیحمدنی واحمده ویعبدنی واعبده یعنے حق حمد میگوید مرا ومن حمد میگویم حق را وحق عبادت میکند مرا ومن عبادت میکنم حق را بدآنکه چون احکام اسما وصفات جلال وجمال وکمالات حق از من بنا بران حمد میگوید حق مرا ازین ره که افاضه وجود من ووجود کمالات من از حق باشد پس حمد میگویم حق را باظهار احکام واسما وبقبول

نمودن سلطنت و تصرف و در حق خدمت و عبادت میکند مرا که رجوع میکند در اظهار حکومت اسماء صفات
خود بسوے اعیان او متجلی میشود بوجود من چه اگر بسوے عین عاصی توجه و رجوع نکند و تجلی بوجود
او نشود حکومت اسم غفور و منتقم بظهور نیاید و رجوع بچیزے و توجه بسوے آن خدمت و عبادت آن
چیز باشد و ازین رہ که در وجود ہر کارے رجوع میکنم و متوجه میشویم بحقتعالے چه اگر حق متجلی بکار من نشود
و افاضۂ وجود آن نکند مقصود حاصل نشود عبادت میکنم مر حق را و حق را عابد و عبد گفتن اگرچه سوء ادب است
اما شورش عشق و حکم کشف بران اراده کند چه ترک ادب عین ادب است دیوانه بدست خویشتن نیست
و چون ناظم از زمرۂ ایشان بوده باشد و چون بے لطف محبوب کار محبت سر انجام نے یابد بنابران گوید **قوله**

شربت قند و گلاب از لب یارم فرمود	نرگس او که طبیب دل بیمار منست

لب کنایت از لطف ؎ لب که شیرین جوے شد لطف خداست ٭ باغ جان از آب او نشو و نماست
نرگس چشم مراد و مراد ازان مرد عارف کامل که مرشد باشد که باقی بذات حق گردیده یعنے مرشد طریقۂ ما که
طبیب دل بیمار ماست در دفع این بیماری حواله بلطف او نمود یعنے بجز لطف محبوب که نفخت فیه من روحی
کنایت از دست کسے نیست که عاشق را از میان سرگشتگی دوری بکنار قبول می آرد و چون سخن خوش و دلچسپ
بغیر از حصول عشق صورت نه بندد بنابران گوید **قوله**

آنکه در طرز غزل نکته بحافظ آموخت	یار شیرین دہن و نادره گفتار منست

معنے آنست که این نکته سرائی و خوش گوئی حافظ محض توجه آن محبوبست که بسبب عشق او از ما
سر میزند۔ **غزل**

مطلب طاعت و پیمان صلاح از من مست	که به پیمانه کشی شهره شدم روز الست

معنے من که بمیخواری و عشقبازی رسواے ازلی شده ام امید زہد و صلاح دورع از ما مدار و چون
عاشق را بما سواے معشوق کارے نباشد بنابران گوید **قوله**

من ہمانِدم که وضو ساختم از چشمۂ عشق	چار تکبیر زدم یکسره بر ہر چه که ہست

چشمۂ عشق اضافة بیانیه چار تکبیر زدن ترک کل کردن یکسره تمام معنے آنست که من ہمانِدم
که وضو از چشمۂ عشق ساختم یعنے اختیار عشق نمودم یعنے از ازل غیر از عشق دوست ہر چه که بود از
زہد و صلاح از لوح دل بشستم و ترک آن نمودم باید دانست که در عالم ہر چه ہست اگر عاشق

واگر معشوق اوست ما و تو جز بهانه بیش نه و چون بیان این سخن بحصول عشق و محبت و حالت محویت نمی توان کرد که بسا آفات در پیش دارد بنا بران خطاب بمرشد میکند **قوله**

مے بدہ تا دہمت آگہی از سرّ قضا | که بروے که شدم عاشق واز بوئیکه مست

یعنی اے مرشد من مے عشق حواله نما تا بنوشیم واز نوشیدن آن بیخود گردیم آنگاه اسرار قضا پیش تو بیان نمائیم و آن آنست که بروے که عاشق شدم واز عشق که مستم استفهام بمعنے انکاریه یعنی من هیچ نه ام و بکس عاشق نیستم هرچه هست اوست چراکه عاشقی فعلے است و فعل بے وجود فاعل صورت نه بندد پس چون وجود از خود نه دارم و در وجود محتاجم خود را در معرض هستی چون نشانم و چرا نسبت عاشقی بخود نمایم چون هرچه هست اوست و این هستی ما و تو جز پردهٔ پندار و وهم بیش نیست و آن که در پس آن پردهٔ خیال عاشقی و معشوقی مے بازد ه تو درمیانه هیچ نهٔ هرچه هست اوست ٭ هم خود الست گوید و هم خود کند بلے ٭ بدانکه الله تعالی گنج مخفی بود که کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا چون خواست که تماشاے حسن و جمال خود نماید خود را خود دیدن محال الا بآئینه پس هستی انسان را بمثل آئینه ساخت و تجلیات متنوعه و انوار متلونه خود را در و ظاهر کرد و پس در هر انسان چه عاشق و معشوق متجلی اوست و خود بر خود عاشق است ه در چشم لیلی بودهٔ مجنون شده نمودهٔ ٭ لیلی کجا مجنون کجا خود بودهٔ خود بودهٔ ٭ و اینهم اندکے برمز و ایما بیان نمود بالمشافهه آن را بعطاے مے حواله نمود چون عاشق را باید اگرچه خود را غرق دریاے عصیان بیند با اینهمه دست از حبل المتین رحمت او باز ندارد گوید **قوله**

کمر کوه کم است از کمر مور اینجا | نا امید از در رحمت مشو اے باده پرست

کمر بمعنے بلندی اینجا اشاره برحمت باده پرست عاشق معنے آنست که اے عاشق اگرچه غرق عصیانی با اینهمه از رحمت او نا امید مباش که خود فرمودهٔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا و عصیان خود بنظر میندار که گناهان تو اگرچه مثل کوه اند اما پیش دریاے رحمت او چون مور اند و چون از دست و زبان خلق رستن و بفرحت و خوشی گذرانیدن در جهان کسے را میسر نیست الا بعاشق کامل که رو از ماسواے معشوق برتافته و بکنج عزلت و گوشهٔ خلوت نشسته بنا بران گوید **قوله**

بجز آن نرگس مستانه که چشمش مرساد | زیر این طارم فیروزه کسے خوش ننشست

نرگس چشم و مراد عاشق کامل که رو از عالم برتافته و بکنج عزلت خزیده ه اگر در جهان از جهان رسته است

ورا از خلق برخویشتن لبسته است چشمش مرساد حادثه و آفت وامنگیر وقت او مبادا نیطارم فیروزه
کنایه از دنیا خوش ننشست آزار از ہموم و غموم دنیوی نگردید معنے بیت ظاہر سیت چون این سخنان
خوش و کلمات دلکش از زبان حافظ سرزد بنا بران بفخر خود میگراید قوله

جانفدای دہنت باد کہ در باغ نظر	چمن آرای جہان خوشتر ازین غنچہ نبست

باغ نظر وجود چمن آرای جہان حق تعالے غنچہ اشارہ بدہن و درین بیت خطاب بوجود معنے
آنست کہ ای وجود من جانمن فدای دہنت باد کہ حق تعالے در چمن وجود تو ای در توخوشتر ازین غنچہ نیافرید
و ہیچ عضوی بہ اینچنین خوبی و مرغوبی در معرض ظہور نیاورده کہ منظہر اینچنین سخنان خوش و کلمات دلکش گردیده
و چون اقلیم سخن را بتصرف خود یافت و بسبب لطف محبوب یافت بنا بران گوید قوله

حافظ از دولت وصل تو سلیمانی یافت	یعنی از وصل تواش ہست کنون باد بدست

معنے آنست کہ ای محبوب من بسبب حصول وصل تو حافظ بمرتبۂ سلیمان ع رسید و آن آنست کہ کارفرمائی اقلیم
سخن گردیده و سخن کہ فی الحقیقة باد است تابع اوست غزل

ما را در آرزوی تو پروای خواب نیست	بے روی دلفریب تو بودن صواب نیست

مضمون مصراع اول عَجَبًا لِلْمُحِبِّ كَيْفَ يَنَامُ * كُلُّ نَوْمٍ عَلَى الْمُحِبِّ حَرَامُ و مصراع ثانی مشعر است
برین کہ عاشق را باید کہ بموجب مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖ أَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ أَعْمٰى مشاہدۂ محبوب درینجا
حاصل نماید و موقوف فردا ندارد و چون ظہور محبوب موجب فنای عاشقست بنا بران گوید قوله

در دور چشم مست تو ہشیار کس ندید	کو دیدہ کز تصور چشمت بخواب نیست

دور گردش مراد ظہور چشم مراد ذات ہ ہست چشم اینجا بمعنے نقد ذات * کو عیان بیند وجود کائنات
و مست باعتبار استغنا کہ اِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ خواب فنا و محو معنے آنست کہ ای محبوب من
در حین ظہور ذات تو کسے ہشیار بنظر نیامده یعنے اینچنین کسے ندیده شده کہ بخود مانده باشد بلکہ بہر کہ تجلی
ذاتی خود کرامت نمودی او را در معرض نیستی و فنا آوردی و اینچنین دیده کو کہ از خیال چشم تو ای
از دیدن ذات تو بفنا نرسیده چہ کوه طور با آن سنگدلی کہ داشت پیش تجلی تو خاک و خاکستر گردید
و موسیٰ با آن کمال نبوت بیہوش افتاد کقولہ تعالے فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ
مُوْسٰى صَعِقًا چون ہرچہ می بینی از مسلم و کافر و عاشق و فاسق و کاذب و صادق و عاصی

ومطیع وعالم وجاہل وخوب وزشت وعاقل ومجنون ونباتات وحیوانات وجمادات ہمہ درعشق اوست وذکراوست ؏ بذکرش ہرچہ بینی درخروش است * ولے داند دریں معنی کہ گوش است * نہ بلبل برگلش تسبیح خوانست * کہ ہرخارے بتسبیحش زبانست * بنابران گوید **قولہ**

یکدل ندیدہ ام کہ زعشقت خراب نیست	درہرکہ بنگرم بغمے از تو مبتلاست

معنی ظاہراست بموجب وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَہُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ وچون شہید عشق راروزحشر سوال وجواب نیست بنابران گوید **قولہ**

اورا در آن حساب سوال وجواب نیست	ہرکو بدست عشق توشد کشتہ روزحشر

معنے آنست کہ اے محبوب من ہرکہ مقتول تیغ عشق توگردیداورا روزمحشردرانحساب کہ بروزحشرخلائق راخواہد بود پرسشے نیست چون عاشق مدام گرفتار درد واندوہ است واین موجب ازدیاد مرتبت اوست کما قال اِنَّ الْبَلَاءَ کَنْزٌ لَا یُعْطِیْہَا اِلَّا لِوَلِیِّ اللہِ بنابران گوید **قولہ**

عاشق نباشد آنکہ چوزرا و بتاب نیست	حافظ چو زربہوتہ درافتاد تاب یافت

تاب درمصرع اول روشنی وقدر ودرمصرعہ ثانی بمعنے سوزش معنے ظاہراست قال ؑ اِنَّ اَشَدَّ الْبَلَاءِ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ ثُمَّ الْاَوْلِیَاءِ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ

غزل

دل سرگشتۂ ماغیر ترا ذاکر نیست	مردم دیدۂ ماجز برخت ناظر نیست

ناظر بمعنے بینندہ معنی ظاہراست امامصرع اول مشعر برین کہ مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَاَیْتُ اللہَ فِیْہِ ودرین بیت تقاضای حصول رویت میکند وحصول آن ناممکن است کہ لَا یُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ جواب آن دربیت ؏ من گدا وتمنائے وصل اوہیہات الخ مرقوم شد وچون کار عاشق مدام بگریہ است گوید۔ **قولہ**

اگرچہ ازخون دل خویش دمی ظاہر نیست	اشکم احرام طواف حرمت می بندد

معنے آنست کہ اے محبوب من اشک مااگرچہ ازخون دل خود خون ظاہر نیست یعنی ازغایت اشکباری بحد خونریزی نرسیدہ باوجود این نیت طواف حریم حرم توے بندد یعنے اشکباری من بحدے رسید کہ عنقریب گردخانۂ تو برآید واین کنایت ازبسیاری گریہ وزاریست چون دل عاشق مدام مشغول بخیال معشوقست بنابران گوید **قولہ**

مگنش عیب کہ بر نقد روان قادر نیست	عاشقِ مفلس اگر قلب دلت کرد نثار

قلب ناسرہ نقد روان نقد خالص ونیز اضافہ معنے آنست کہ اے محبوب من عاشق مفلس کہ از خودی خود گذشتہ این دل ناسرہ خود نثار تو کرد عیبش مکن کہ بر نقد رائج کہ زر وسیم است قادر نیست ویحتمل کہ قلب دل توجہ دل وسراد کہ قلب لقلب عبارت ازدست روان یعنی جان معنے آنست کہ اگر عاشق مفلس توجہ دل را ہیچ نپرداخت وہمگی ہمت مصروف تو ساخت عیبش مکن کہ بر نقد جان قادر نیست کہ آنرا فدائے تو سازد کہ آن نیست جز قبضہ قدرت تو وبر آنچہ قادر بود نثار تو کرد وقبولش فرما باید دانست کہ گاہ گاہ عاشق بسبب غایۃ سوزش وبیقراری بتقاضای بشریت آہے ونعرہ سر میزند در آن اظہار درد وجفای معشوق می شود بنا بران گوید **قولہ**

کے تو ان گفت کہ بر داغ دلم صابر نیست	من کہ در آتش سودائے تو آہے نکنم

معنے آنست کہ اے محبوب من اگر سبب آتش عشق تو کہ در اندرون ناسر زدہ آہے ونعرہ زند این سخن توان گفت کہ بر داغ دلے کہ من اوراداده ام صابر نیست چہ کنم کہ غایت بیقراری وضعف بشریت برین مے آرد والا حاشا وکلا کہ از ما آہے ونعرہ بظہور آید ونیز داغ دل کنایت از جفا است چون عاشق را باید کہ در طلب معشوق خود ساعی باشد وہمتے بلند دارد کہ موجب حصول مقصود است کہ ہِمَّةُ الرِّجَالِ تَقْلَعُ الْجِبَالَ ؎ کار نا این گنبد گردان کند ۞ ہر چہ کند ہمت مردان کند ۞ بنا بران گوید **قولہ**

ہر کرا در طلبش ہمت او قاصر نیست	عاقبت دست بدان سر بلندش برسد

معنے آنست کہ ہر سالکے در طلب آنمحبوب خود ہمت او قاصر نیست کہ بموجب اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمَعَالِی الْہِمَمَ ہمت عالی وارد ودر طلبش ساعی وجاہد باشد عاقبت الامر بموجب مَنْ طَلَبَ شَیْئاً وَجَدَ وَجَدَّ مراد اور احصول وصل محبوب میسر گردد وہر کہ قاصر ہمت بود وساعی وجاہد نباشد گرفتار ہجران باو چنانچہ در بیت آیندہ گوید **قولہ**

طائر سدرہ اگر در طلبت طائر نیست	بستہ دام وقفص باد چو مرغ وحشی

طائر سدرہ جبرئیل واینجا کنایہ از سالک یعنے اے محبوب من ہر سالکے کہ در طلب تو ساعی وجاہد نیست وہمتش قاصر است مانند مرغ وحشی بستہ دام وقفص ہجران وپاے بند قالب ناسوتیہ باد واز سفل بعلو عروجش مباد واگر آن سالک خود جبرئیل باشد وچون ہیچ محبوب بدان محبوب حقیقے ہمسری

نمی تواند کرد گوید قوله

از روان بخشی عیسے نزنم پیش تو دم	زانکه در روح فزائی چو لبت ماهر نیست

روان بخشی احیاء اموات که معجزہ عیسے ؑ بود لب مراد لطف کنایہ از عشق ماہر استاد مصرع ثانی علۃ مصرع اول است معنے آنست کہ از احیای اموات کہ معجزہ عیسے ؑ بود پیش تو دم نزنم و سخن ازان نمیکنم زیراکہ در جان بخشی ہیچو لبت ماہر نیست کہ عیسےؑ آنچنان کس راکہ زندہ ساخت زود بمرحلہ بیماری در راہ عدم گشتند و آنہاکہ بعشق تو زندہ شدہ اند باقی و پایندہ خواہد ماند کہ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْقَلِبُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ ونیز این بیت در نعت حضرت می زیبد و چون عشق سراسر رنج و پریشانی است کہ اَلْعِشْقُ تَمَامُ الْمِحْنَۃِ وَالْبَلَاءِ بنابران گوید قولہ

روز اول کہ سر زلف تو دیدم گفتم	کہ پریشانی این سلسلہ را آخر نیست

روز اول ابتدای عشق در روز ازل سر زلف اشارہ بجذبۂ عشق این سلسلہ اشارہ بسر زلف یعنی اے محبوب من ہمانروز کہ جذبۂ عشق ترا دریافتم و درین راہ در آمدم تفہیم نمودم کہ بلیات و حوادثات این را آخر نیست اے لانہایت است و چون ناظم شدائد و بلیات عشق را بہ بیان آورد و شاید کہ بمحبوب از راہ استغنا گفتہ باشد کہ چون شدائد این راہ دریافتہ بودی چرا اختیار این نمودی بنابران گوید قولہ

سر پیوند تو تنہا نہ دل حافظ راست	کیست آن کو سر پیوند تو در خاطر نیست

پیوند دوستی مراد محبت و عشق معنے آنکہ اے محبوب من تنہا نہ من بدام عشق تو مقیدم کیست آنکس کہ مقید بعشق تو نیست یعنی ہمہ مقید بعشق تو اند ۔ غزل

ما را ز خیال تو چہ پروائے شرابست	خم گو سر خود گیر کہ خمخانہ خرابست

خیال بفتح خاصورتے کہ در خواب نمایان شود اینجا کنایہ از وصل کہ در مقام مستی دست دہد شراب عشق و محبت خم کنایہ از مرشد خمخانہ کنایت از وجود سالک است یعنی اے محبوب من ما را بسبب وصال دائمی تو پروا العشق و محبت نماندہ و مرشد را بگوئید کہ راہ خود گیر دکہ وجود ما در معرض نیستی در آمدہ محتاج تو نیست زیراکہ عشق و مرشد بمنزلہ دلالہ است و چون دلالہ طالب را بمطلوب رسانید بدلالہ جا ز حاجت نہ و چون عاشقے را ہر عملے کہ دران مشاہدہ محبوب نباشد موجب وبال اوست گوید قولہ

گر خمر بہشت است بریزید کہ بید وست	ہر شربت عذبم کہ دہی عین عذابست

خمر بهشت زهد و ورع و نیز عشق **معنی** آنست که هر عشقی که در حصول مشاهدهٔ دوست نبود اگرچه عشق است ازو تجنب باید کرد زیرا که بی مشاهدهٔ معشوق هر عشقی که باشد موجب وبال وست چراکه مراد از عشق حصول مشاهدهٔ دوست نه عشق و یا آنکه طاعتی و عبادتی که در و نیت حصول رضای محبوب نبود همین موجب خسران و وبال است و چون مشاهدهٔ عاشق بین التجلی و الاستتار است بنابران از حالهٔ استتار خبر میدهد **قوله**

افسوس که شد دلبر و در دیدهٔ گریان	تحریر خیال خط او نقش بر آبست

معنی آنست که افسوس مشاهدات غائب شد و در دیدهٔ گریان آن صورت مشاهدات نقش بسته و دلم را به تیر محبت خود خسته و نقش بر آب سریع الزوال میباشد چون نگاهداشت آن لازم بنابران گوید **قوله**

بیدار شو ای دیده که ایمن نتوان بود	از سیل دمادم که درین منزل خوابست

یعنی ای دیده بیدار باش و ایمن نتوان بود و در بستر هجران نتوان غنود و از حوادثات دمبدم که در دنیا حادث میشود جهان نیاز امی برد مبادا این نقش از تو زائل شود و ترا ندامت سپارد **معنی** آنست که بیدار شو ای دیده که ایمن نتوان بود و در بستر هجر بغفلت نتوان غنود از ان آب جاری که ازین چشمهای تو میخیزد مبادا که این نقش در تو نوشته زائل گردد و چون هجران موجب سوختگی عاشق است بنابران گوید **قوله**

باز آی که بی روی تو ای شمع دل افروز	دل رقص کنان بر سر آتش چو کبابست

شمع دل افروز معشوق **معنی** بیت ظاهر است چون ظهور محبوب بنظر عاشق کامل ظاهر است اگرچه باعتبار ظاهر در خفاست گوید **قوله**

معشوق عیان میگذرد بر تو ولیکن	اغیار همی بیند از ان بسته نقابست

معنی آنست که ظهور معشوق حقیقی بنسبت عارفان سرفراز و عاشقان جانباز عیان و آشکار است ۵ مغربی انچه تو اش میطلبی در خلوت ** من عیان بر سر هر کوچه و کوی بینم ** اما بسبب اغیار بسته نقابست تا ایشانرا نظر بران نیفتد و چون هیچکس بکنه معرفت او نتواند رسید بنابران گوید **قوله**

در بزم دل از روی تو صد شمع بر افروخت	وین طرفه که خود روی تو بر بسته نقابست

بزم دل اضافهٔ بیانیه یعنی در عالم دل از روی تو صد وجه مشاهده ظهور کرد و این طرفه که هنوز روی تو در حجابست شیخ بایزید گوید سی سال خدایرا در معبودیت پرستیدم و سی سال در الوهیت و سی سال در معرفت و چون نیکو نگریستم همه من بودم انچه دیدم **قوله**

گل بر رخ رنگین تو تا لطف عرق دید	در آتش رشک از غم دل غرق گلابست

گل سالک عرق بر رخ رنگین ذات با جمال وکمال ومصرع ثانی مشعر بمعنی لو قلت سبحانی ما اعظم شانی فانا مجوسی فاقطع زناری واقول اشهد ان لا اله الا الله قوله

سبز است در ودشت بیا تا بگذاریم	دست از سر آبی که جهان جمله سرابست

در ودشت کنایه از وجود سالک سراب کنایه از مقصودات عالم فانی سراب خیالی که محض نمود بی بود بود یعنی ایدل ما بوزیدن باد فضل وعنایت خس وخاشاک غیریت وانانیت از چمن وجود ما یکسو شده وبارش ابر ازاری لطف ورحمت گلشن وجود ما تری وتازگی یافته وبسبب ظهور مشاهدات بهاری دگر پیدا آورده پس بیا وهمدم باش تا بیکدگر متفق گشته در تماشای آن مشغول باشیم ودست از مقصودات عالم فانی برهم نهیم که جهان جز خیالی بیش نیست ونیز معنی آنست که ایدل ما سبز است ورد وشت ای ایام بهار است که کنایت از طلوع دین محمدیست اگرچه در عصر هر پیغمبری بهاری از دین بود لیکن در زمان پیغمبر ما بهاری دگر آمده بود که در عهد دیگران نبود پس دمی ازین غفلت بخود ای تا دست ازین مقصودات عالم فانی که هوس وهواست برهم نهیم وترک آن نمائیم زیرا که جهان محض خیالی بیش نیست ونیز نگذاریم بنون باشد وآب کنایت از حصول مشاهدات باشد معنی آنست که ایدل ایام بهارست که کنایت از طلوع دین نبویست ویا حصول عشق ومحبت است پس بیا تا دست از سراب که کنایت از حصول مشاهدات است برهم نه نهیم بلکه در حصول آن ساعی باشیم چراکه هرکه بموجب مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى امروز کار خود شناخت فردا چه خواهد یافت واعراض ازینجهان فانی نمائیم که جز خیالی نیست وچون جناب معشوق بس بلند است بنابران از راه تعجب گوید قوله

راه تو چه راهیست که در غایت تعظیم	دریای محیط فلکش عین حبابست

معنی آنست که ای محبوب من راه تو عجب راهی است که از غایت تعظیم او فلک با این علو شان جز خیالی بیش نیست وچون نصیحت را در گوش عاشق راه نیست بنابران گوید قوله

در کنج دماغم مطلب جای نصیحت	کین حجره پر از زمزمهٔ چنگ ورباب است

این حجره اشاره بدماغ زمزمه سخن چنگ ورباب نام ساز همراد عاشقان کامل معنی آنست

که اے منکر نصیحت ترا در دماغ من ہیچ راہے نیست چراکہ دماغ من پر از سخنان عارفان وصل و عاشقان کامل است و اگر از چنگ و رباب ساز متعارف مرا د باشد پس معنی مشتمل بر سرود باشد مخفی نماند کہ علمائے اہل سنت وجماعت چار قسم اند متکلمین وفقہا ومحدثان وصوفیان فقہا محدثان را اصحاب ظواہر میگویند ازان کہ اعتماد شان مجرد بر خبر و تصحیح اسنا د است ومحدثان فقہا را اصحاب رائے میگویند کہ عمل برائے میکنند و ترک خبر واحد مینمایند وصوفیہ اشرف ہمہ فریقند کہ توجہ ایشان بخدا و ترک ما سوی اللہ وعمل ایشان بنور وکشف وقبول مذہب معین ندارند الصوفی لا مذہب لہ و اختیار طریق بر طریق دیگر بے ذوقے و کشفے نمی کنند و تمسک ایشان بحدیث اِختِلافُ اُمّتی سَعَۃٌ فِی الدّارَینِ پس ازین معلوم شد کہ روایات فقہا کہ در حق سماع وغیرہ واقعند بر ایشان حجت نیست بدانکہ اہل ظواہر را در سماع اقوال است بعضے مطلق حرام میگویند واکثر ایشان حرمت بنا اہل مقید میکنند زیرا کہ پیغمبر در زمان نبوت شنیدہ اند واین مضمون در باب صلوۃ العیدین از مشکوۃ میتوان یافت اما اگر سماع داعی بحقیقت بود یا تقرب الٰہی مثل ترک وتجرید وفنا وانکسار حلال ومستحسن واگر داعی بمجاز یا بفجور وفسق حرام ومستقبح واگر ازین ہر دو طرف ہیچ یک نمیگراید مباح است ودرین اقوال است السماع سلطان وارد من اللہ اذا نزل فی القلب یہزل وجود البشریۃ ویہدم الرعونات النفسانیۃ السماع سوط یسوق المحب الی المحبوب السماع ذریعۃ لوصول القلب الی قرب المحبوب السماع رمز من رموز الرحمن لا ینکشف بالبیان ولا یقدر احد ان یتکلم باللسان السماع ستر بین اللہ وعبدہ لا یطلع علیہ غیرہ ؎ ز نغمہ تا خدا یک کوچہ راہ است **قولہ**

بس طور عجب لازم ایام شباب است	حافظ چہ شد ار عاشق و رند است و نظرباز

شباب جوانی معنی بیت ظاہر

غزل

حال ہجران تو چہ دانی کہ چہ مشکل حالیست	ماہم این ہفتہ شد از شہر و بچشمم سالیست

این غزل در ہنگام فراق تسوید نمودہ یعنے از غایت شدت ہجران ہفتہ بر من بمنزلہ ماہ وماہ بمنزلہ سال اے منکر بخیال حال ہجران را توچہ دانی کہ چہ مشکل حالت است چون استغنا لازمہ معشوق است بنا بران گوید **قولہ**

وہ کہ در کار غریبان عجبت اہمالیست	آنکہ انگشت نمائی بکرم در ہمہ شہر

انگشت نما مشهور بکرم یعنے بصفت اکرم الاکرمین شہرۂ تمام عالم وہ افسوس غریبان عاشقان اہمال فروگذاشت وتاخیر معنے آنست کہ اے محبوب من در تمام عالم بصفت اکرم الاکرمین معروف ومشہور ہستی افسوس کہ درکار عاشقان عجب تاخیریست کہ ہیچ نوع بمداواے آن نمے پردازی باید دانست کہ ذات حق از احاطۂ ادراک بیرون ست کما قال اللہ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ ونیز لا یدرکہ احد من العالمین وانچہ عارفان را درتجلیات نمودہ میشود آن عین عکس وجود ایشان است کما قال صاحب شرح الفصوص فھو مرآۃ فی رؤیۃ نفسک یعنی حق آئینہ است برائے دیدن تو مرذات خود را پس اے برادر ذات حق در مقابلہ بندہ چون آئینہ باشد در مقابلۂ شاہد چہ وقتیکہ بینی صور اشیاء را در آئینہ با صورت خود نمی بینی آئینہ را باوجود آن کہ میدانی کہ صور اشیا را باصورت خود نمی بینی مگر در آئینہ حاصل آنست کہ انچہ دیدہ میشود در آئینہ صور اشیا صور رائی است نہ صورت آئینہ کہ آئینہ خود صورتے ندارد ہمچنین حق تعالی صورتے معین ندارد چہ دیدن بطلق محال است در دنیا پس تو نمی بینی مگر خود را بنابران گوید قولہ

عکس خود دید گمان برد کہ مشکین خالیست	مردم دیدہ ز لطف رخ او در رخ او

مردم دیدہ کنایہ از عارف کامل رخ تجلیات مشکین خال کنایہ از ذات حق معنے آنست کہ عارف کامل در تجلیات از بس صفا ولطف او عکس خود را معاینہ نمودہ آن را ذات حق پنداشت وو معرفت زد وفی الحقیقت چنین نہ کہ ما للتراب ورب الارباب باید دانست کہ چون انچہ دیدہ میشود اینہمہ عکس خود است نہ ذات حق پس ذات حق در معرض نیست باشد ونیستے اہست چون گویند چہ ہست نیست نما باشد باید دانست کہ نابود شدن دیگر ونادیدن دیگر نمی بینی کہ چون آئینہ را در پیش کنی وصورت خود را در وبینی ومستغرق جمال او شوی از آئینہ خبر نداری نگوئی کہ آئینہ نیست بلکہ فی الحقیقت ہست اما نیست نما پس ہست نیست نمامی باشد بنابران گوید قولہ

کہ دہان تو بران نکتہ خوش استدلالیست	بعد ازینم نبود شائبہ در جوہر فرد

جوہر فرد کہ عبارت از جزویست کہ آنرا متکلمین جزلایتجزی گویند وترکیب اجسام از اجزاے لایتجزی قرار میدہند وبہ وجود آن جزو دلائل وبراہین می آرند وچون آن جزو نزدیک حکماے مشائین باطل است وایشان ترکیب اجسام از ہیولات وصور مقرر مینمایند وبر بطلان آن قسم جزو دلائل وبراہین اقامت میکنند وآن موجب اشتباہ در جوہر فرد میشود پس میگوید بعد ازینم نبود الخ وقیل جوہر فرد جزویست کہ آنرا جزو لایتجزی میگویند وحکما گویند

اینچنین جزو باطل است چه جزیکه بحالت عدم رسیده باشد و بهیچ موسوم گشته لائق تقسیم نباشد نه عقلاً نه نظراً
و نه وہماً نه خیالاً و متکلمین قائلند بر وجود آن جزو میگویند که اینچنین جزوے که بحالت عدم رسیده باشد
لائق تقسیم باشد اگرچه از روے نظر تقسیمش نتوان کرد لیکن بتعقل و توہم و بتخیل تواند کرد مثلاً موے
اگرچه بنظر تقسیمش محالست لیکن بتعقل تواند کرد چنانچه ؎ میانش موے بلکه از موی نیمے ٭ پس این ضد یکدیگر
موجب اشتباه میشود بنا بران ناظم میگوید که اے محبوب من چون دهان تنگ تو می بینم مرا در وجود جوہر فرد شائبه آمیزش
و اشتباه نمیشود زیرا که دهان تو که در عدم متجزی بودن مانند جوہر فرد است و در حالت خنده منقسم مے شود۔
استدلالے خوبست که شائبه عدم صحت ندارد ؎ کردی بخنده نقطهٔ موہوم را دو نیم ٭ پس مبطل کلام حکیمان
دهان تست معنی حقیقی آنست که مطلب حکما از بطلان جوہر فرد نفی ذات حق است چه بر وقتے که بر وجود
جوہر فرد قائل شوند و بر تقسیم او مقر گردند دلیل شود برین که ہست نیست نما میباشد چه لائق جزو شئے باشد
که وجود دارد پس اثبات ذات حق میگردد و ایشان منکر ذات حق اند که او را بجمیع صفات منکر اند و بسلب
صفات ورا وصف نمیکنند گویند که ما موجودیم او را موجود نتوان گفت ما عالمیم او را عالم نتوان گفت ما
قادریم او را قادر نتوان گفت ہمچنین جمله صفت را چون صفات بے موصوف صورت نه بندد لاجرم ذات را نیز
منکر شدند و صوفیه مقر اند او را بجمیع صفات عالم اوست دیگران جاہل قادر اوست دیگران عاجز موجود اوست
دیگران معدوم چون صفت بے موصوف صورت نه بندد لاجرم او را نیز مقر شدند و ہر یکے ازینها بر قول خود
دلائل و براہین می آرد و این ضد یکدگر موجب اشتباه میگردد بنا بران گوید بعد از نیم نبود شائبه در جوہر فرد
وجه دیگر جوہر فرد ذات مطلق باطلاق حقیقی که بہیچ وجه قید ندارد چنانکه جوہر فرد جز ندارد و دهان صفات
مجمل انسانیه که بصفات الٰہیه موسوم اند و در ذات انسان مضمر تا که انسان وجود خود را از ظلام بشریت
پاک و مصفا نساز د صفات الٰہیه بظهور نیاید بر آن نکته اشارت بوجود جوہر فرد معنی آنست که اے
محبوب من الحال چون نور شہود تو بر ما تجلی کرد و بسبب آن جمله صفات الوہیت در خود معاینه نمودم بعد
ازین مرا شکے و شبه در ذات او نماند که آرے ہست نیست نما میباشد و طلب دلیل برین قول ہمین دہان
تو کنایت از صفات الوہیته است خوش دلیلے چرا که چون این صفات که در وجود ما مخفی بودند وقتے که ہستی
میداشتند آنگاه بظهور آمدند و الا نه اگر فی الحقیقت معدوم بودندے چگونه در معرض ہستی آمدے که عدم
موجود گردد این محال است وجه دیگر دهان اشاره بنقطهٔ وحدت که جامع احدیت و واحدیت است

باعتبار جامعیت بوحدت موسوم است و در حقیقت نقطهٔ الیست موہوم و باعتبار خنده که عبارت از ظهور
تجلی اوست دو نیم گشت یعنی احدیت و واحدیت را اعتبار رو امتیاز پیدا شد و او از میان دو نیم گشت
۵ کردی بخنده نقطهٔ موہوم را دو نیم ٭ بس مبطل کلام حکیمان دہان تست ٭ معنے آنست که مراد در
اثبات ذات شکے و شبہۂ نیست که ہست نیست نماید باشد و طلب تاویل برین نقطه وحدت است که بسبب
بے نشانی زہیچ عدم موہوم ست و باعتبار تجلے و ظہور منقسم میشود و ہست موسوم میگردد و چه لائق تقسیم
ہمان شے باشد که فی الحقیقت وجودے داشته باشد و چون طالب بموجب من طلب شیئا و جد و جد
عاقبت بمطلب خود می رسد گوید قوله

نیست خیر مگردان که مبارک فا لیست	مژده دادند که بر ما گذری خواہی کرد

معنے آنست که اے محبوب من مرا مژده وصل خود خواہی رسانید و بموجب اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیعُ اَجْرَ
الْمُؤْمِنِیْنَ مبتلائے ہجران نخواہی گذاشت اما چون استغنا لازمه تست بنا بران ہیترسم و ملتمس میمایم
که نیت خیر که کنایه از التفات بحال غریبانست و رسیدن بفریاد ایشان مگردان اے فسخ مکن که این
نیت بہترین نیتہاست و چون ذات محبوب مجمع لطف و رحمت است گوید قوله

اگرچه در شیوه گری ہر مژه اش قتالیست	میچکد شیر ہنوز از لب ہمچون شکرش

شیر لطف و رحمت شیوه گری کمال استغنا قتال کشنده معنی آنست که شیر لطف و رحمت از
لب ہمچون شکرش میچکد اے بظہور مے آید که اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ و اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ و سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ اگرچه در کمال استغنا ہر مژه اش ہر صفت او
قتالیست یعنے با آنکه ہر یک از اشارت او دلالت بفنای سالک میکند اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ
وَاللّٰهُ شَدِیْدُ الْعَذَابِ وَاللّٰهُ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ وَاللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ اینہمه کمال لطف و
مہربانی اوست و این بیت در وصف رسول است نیز میتوان برد مراد از شیر ہدایت که پرورش طفلان
زاده بدو است و آن شیر ہدایت از لب چون شکرش میچکد یعنے بشیرین زبان و شکر ریز لبان شہد حکمت
و موعظه حسنه آمیخته و شربت رحمت و رافت و حسن خلق در وے ریخته میچکد یعنے اگرچه در کمالیت کار
ہر یک از اشارت و ولایت بہدایت مُغنی و مہلک سالکانست مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا لیکن اینهمه
شیرین زبانی مہربانی اوست بر امت و چون ہجران سخت ترین عذابیست گوید قوله

کوه اندوه فراقت بچه حیله بکشد	حافظ خسته که از ناله تنش چون نالیست

ناله چیزے که از میان خالی باشد یعنے ظاهر است غزل

مدتے شد کاتش سودایتو در جان ماست	زان تمنائے که دارم در دل ویران ماست

سودا خیال مراد عشق تمنا مراد آرزوے وصال قوله

مردم چشمم بخوناب جگر غرقند ازان	چشمهٔ مهر رخش در سینهٔ نالان ماست

مردم چشم مردمک قوله

آب حیوان قطرهٔ از لعل همچون شکرش	قرص خور عکسے ز روے آن مه تابان ماست

لعل همچون شکر لب معشوق خور آفتاب قوله

تا نفخت فیه من روحی شنیدم شد یقین	بر من این معنی که ما زان وے وزان ماست

نفخت فیه من روحی دمیدم من درو از روح خود قوله

هر دلے را اطلاعے نیست بر اسرار غیب	مونس این سر معنی دار علوی جان ماست

اطلاع وقوف مونس الفت دہندہ

چند گوئی ای مذکر شرح دین خاموش باش	دین ما در هر دو عالم صحبت جانان ماست
حافظا تا روز آخر شکر این نعمت گزار	کان صنم از روز اول دار روے و زان ماست

غزل

مدامم مست میدارد نسیم جعد گیسویت	خرابم میکند هردم فریب چشم جادویت

خراب مست ولا یعقل فریب کنایت از ظهور و خفای دلربائی

پس از چندین شکیبائی شبی یارب توان دیدن	که شمع دیده افروزیم در محراب ابرویت

شکیبائی صبر شمع دیده اضافه بیانیه قوله

من از لطف صبا دارم سپاس نکهت جانان	وگرنه کے گذر بودی سحر گاهان ازین سویت

نکهت خوشبوے قوله

سواد لوح بینش را عزیز از بهر آن دارم	که جان را نسخهٔ باشد ز نقش خال هندویت

لوح بینش مردمک چشم

تو گر خواهی که جاوید آنجهان یکسر بیارائی	صبا را گو که بردارد زمانے برقع از رویت
وگر رسم فنا خواهی که از عالم براندازی	بیفشان زلف تا ریزد هزاران جان ز هر مویت

من و باد صبا مسکین دو سرگردان بیحاصل	من از افسون چشمت مست و او از بوی گیسویت
سواد دیده بهر وقتی بخون دل بهیدیدم	عزیزش دارم این ساعت بیاد خال هندویت
زهی همت که حافظ رست از دنیا و از عقبے	نیاید هیچ در چشمش بجز خاک سر کویت

غزل

میر من خوش میروی کاندر سر و پا میرمت	ترک من خوش میخرامی پیش بالا میرمت
گفته بودی کے بمیری پیشم این تعجیل چیست	خوش تقاضا میکنی پیش تقاضا میرمت
عاشق مهجور مخمورم بت ساقی کجاست	گو خرامان شو که پیش قد رعنا میرمت
ایکه عمرے شد که تا بیمارم از مژگان تو	تو نگاهے کن که پیش چشم شهلا میرمت
گفتهٔ لعل منت هم درد بخشد هم شفا	گاه پیش درد گه پیش دوا میرمت
خوش خرامان میروی چشم بد از روے تو دور	دارم اندر سر خیال آنکه در پا میرمت
گرچه جاے حافظ اندر خلوت وصل تو نیست	اے همه جای تو خوش پیش تو هر جا میرمت

لغات این غزل چندان دقتے ندارند

غزل

منم که گوشهٔ میخانه خانقاه منست	دعاے پیر مغان ورد صبحگاه منست

اے رفیق اگر سرمهٔ معرفت اشیای کماهی در چشم بصیرت نور افزا شود صومعه و کلیسا جا و بتخانه آن یگانه شود بنابران گوید منم که گوشهٔ میخانه الخ میخانه عالم عشق پیر مغان مرشد کامل معنی آنست که منم از زهد و ورع ریائی اعراض نموده و از خانقاه که لوازمهٔ ظاهر است رخت کشیده رو به عالم عشق آورده ام و میخانه را خانقه شمرده در و سکونت ورزیده ام و از وظائف و اوراد بدینجا پرداخته بدعاگوئی مرشد کامل اشتغال نموده ام که توجه او ره بدینجا برده ام و چون روز محشر عذرخواه عاشق آه سحرگاهی اوست گوید قوله

گرم ترانهٔ چنگ و صبوح نیست چه باک	نواے من بسحر آه عذرخواه منست
ز بادشاه و گدا فارغم بحمد الله	گدائے خاک در دوست بادشاه منست

ترانهٔ چنگ آواز چنگ و مراد ازین زهد و ورع معنے آنست که اگر ظاهر من روز محشر عذرخواه من است

۵ چو مجنون شد بخلوتخانهٔ خاک ۰ ندا آمد برو از حضرت پاک ۰ که اے مجنون چه آوردی بدرگاه ۰ برآمد از دل مجنون یکے آه ۰ که چندان شور لیلے در سرم بود ۰ کجا پرواے کاری دیگرم بود ۰ رخ لیلی بمن بنمود

آسان ۞ چون غرض عاشق بغیر از وصال محبوب نیست گوید **قوله**

غرض ز مسجد و میخانه ام وصال شماست	جز این خیال ندارم خداه گواه منست

مسجد زہد و عزت **میخانه** عشق و رسوائی **معنی** آنست که اگر وابسته بزہد و ورع بودیم و اگر مشتغل عشق و محبت ہستیم غیر از وصال شما غرضے نداریم و عمل بریا نمیکنیم چنانچه خود گفته ۵ تو خانقاه و خرابات در میانه مبین ۞ خدا گواست که ہر جا که ہست باا ویم ۞ و نیز در عشق عزت و رسوائی برابر است نه عزت بخدا میرساند و نه خواری از در او میراند پس طالب را باید که در عشق او باشد و کوشش نماید و در عزت و خواری ننگرد چون عاشق صادق است که عالی ہمت باشد یعنی جز شوق و رضا و لقای معشوق را در دل جا ندہد و لوح ضمیر از غیر خدا تعالے پاک دارد و مرغ ہمت را از کونین بپراند و بمکون رساند از ینجا است که ان الله یحب المعالی الهمم بنا بران گوید **قوله**

کلاه دولت خسرو کجا بچشم آید	زخاک کوی تو چون عزت کلاه منست

معنے آنست که چون در عشق تو خود را با خاک یکسان کرده ام و خاک کوے ترا افسر خود پنداشته و رقم غیر را از صفحۂ دل خود تراشیده ام پس کلاه دولت خسروان کے در چشم من در آید و ملتفت بغیر گردم چون عاشق را بما سوائے معشوق تعلقے نیست و بجز عاشقان صحبتے نه گوید **قوله**

ازان زمان که بدین آستان نهادم سر	فراز مسند جمشید تکیه گاه منست

یعنے ازان زمان که طوق بندگی آن محبوب در گردن انگنده ام و سر را بر آستان آن نهادم پشت بر مسند جمشید کرده ام و آنرا در چشم نمے آرم چون نزد عاشق گدائی در محبوب بہتر از سلطنت عالم است گوید **قوله**

مرا گدائے تو بودن ز سلطنت بہتر	که ذل جور و جفای تو عز و جاه منست

معنے آنست که اے محبوب من نزد من گدائی نمودن بر در تو و خواری کشیدن در عشق تو خوشتر از سلطنت عالم و بہتر از عز و جاه دنیاست و چون اعراض از جناب محبوبان مر عاشقان را صورت نمی بندد بنا بران گوید **قوله**

مگر به تیغ اجل خیمه بر کنم ورنه	رمیدن از در دولت نه رسم و راه منست

معنے آنست تا وقتیکه پابند این قالب عنصری ام از ینجناب معرض شدنی نه ام چرا که اعراض نمودن از جناب معشوقان طریقۂ عاشقان نیست مگر وقتے که تیغ اجل حبائل عناصر را از یکدگر منقطع گرداند و خیمۂ وجود ما را از بیرون بر سازد و مرغ روح ما از قفس قالب پرواز نماید و زمام اختیار ما از دست ردد

چراکہ آنوقت کار باختیار مانیست وچون لازمۂ عاشق آنست کہ تقصیر بر ذمۂ خود نہد بنابران گوید **قولہ**

تو برطریق ادب باش گو گناہ منست	گناہ گرچہ نبود اختیار ما حافظ

معنی این بیت دربیت کوی نیکنامی مرقوم شد **غزل**

تا کنم جان از سر رغبت فدای نام دوست	مرحبا ای پیک مشتاقان بدہ پیغام دوست

پیک مشتاقان مراد از وارد غیبی ویا مرشد یعنی ای پیک مشتاقان خوش آمدی بدہ پیغام دوست راکہ در حق ما چہ فرمودہ وکسے بر ماگذر خواہد کرد تا جان از رغبت تمام فدای نام دوست کنم ای خود را در عشق او فانی سازم چون کار عاشق مدام اضطراب است بنابران گوید **قولہ**

طوطی طبعم ز عشق شکر و بادام دوست	والہ و شیداست دائم ہمچو بلبل در قفص

طوطی طبع اضافت بیانیہ ونیز روح و دل **شکر** کنایہ از لب مراد لطف ؎ لب کہ شیرین جوی شد لطف خداست ٭ باغ جان را زآب او نشو ونماست ٭ **بادام** کنایت از چشم مراد مشاہدات کہ ؎ ہست چشم اینجا بمعنے نقد ذات ٭ کو عیان بیند وجود کائنات ٭ **معنی** آنست کہ این دل من بیاد لطف محبوب ومشاہدۂ ذات کہ در عالم اطلاق داشت چون بلبل در قفص قالب والہ وشیداست کہ کے ازین قفص رہائی یابم وبگلشن اصلی پرواز نمایم وچون گرفتاری دام عشق بسبب حصول وصال است گوید **قولہ**

بر امید دانۂ افتادہ ام در دام دوست	زلف تو دام است وخالش دانۂ من ناگہان

زلف مراد جذبہ ؎ زلف نام جذبۂ ذات حق است ٭ دل کہ قیدش گشت جان مطلق است ٭ **دانہ خال** اضافت بیانیہ مراد از ان نور شہود وکنایہ از ان وصال **معنے** آنست کہ اے محبوب من این جذبہ عشق تو دامے است استوار ونور شہود تو دران دام دانہ است آشکار پس چون حصول دانہ بے گرفتاری دام میسر نیست بنابران بحصول دانہ شہود تو گرفتار دام عشق تو گردیدم ونیز زلف کنایہ از قالب عنصری باشد کہ زلف حجاب رویست وجود نیز حاجب ذاتست ومانع عاشق از معشوق ؎ نقاب و پردہ ندارد نگار دلکش ما ٭ تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز ٭ ونیز خال کنایت از ذات باعتبار سیاہی کہ مشابہ بہویۂ غیب است کہ از ادراک وشعور اغیار مخفی است کہ لایعرف اللہ غیر اللہ ؎ سیاہی چون بہ بینی عین ذاتست ٭ درو چاہے پر از آب حیات است ٭ **معنے** آنست کہ اے محبوب من این وجود عنصری دامے است روشن ونور شہود تو دران دانہ ایست

انکار من بحصول معرفت و مشاهدهٔ ذات تو گرفتار این دام شدم چنانچه قاضی حمید الدین ناگوری رحمه الله گوید آرے
مرغ جان در صحرای لامکان پرواز بے نشان داشت چنانچه هیچ قید مقید نمی شد و بدانهٔ کونین التفات
نمینمود ازین جهت از دام اجسام مطلق آزاد بود و از دانهٔ احتیاج محض بے نیاز لیکن ناز حسنش میل بر نیاز
خود داشت خواست که محتاج و مشتاق جمال خود سازد ناگاه صیاد قضا دانهٔ نور شهود خود در صحن محبت که قالب
عنصریست انداخت و دام معشوقی بران فراز کرد نظرش برین دانه و دام افتاد نجسته قدم در دام نهاد اگرچه
از قید دام هستیها را ما کرشمهای یا به بیطاقت نمود یکایک آن آزاد در حلقه شاد در آمد و به بندگی گرفتار گشت
چون عشق عاشق را نصیبهٔ ازلی است و این مستی از وے رفتنی نه بنابران گوید **قوله**

سر ز مستی برنگیرد تا به صبح روز حشر	هر که چون من در ازل یک جرعه خورد از جام دوست

ازل روز الست جرعه کنایت از ذوق مشاهده جام روے محبوب **معنے** آنست که هر کسے در ازل مانند
ما مشاهدهٔ روے محبوب حقیقی نمود و ذوق آن را دریافت تا قیام قیامت ازین مستی که عشق است سر بر نگیرد
یعنے ازین اعراض ننماید و بزهد و تقوے از نیجهة که لازمهٔ هستی است نگراید باید دانست که عاشق آنست
که ارادهٔ محبوب را بر ارادهٔ خود مقدم دارد بنابران گوید **قوله**

میل من سوے وصال و قصد او سوے فراق	ترک کام خود گرفتم تا بر آید کام دوست

معنے آنست که میل من همگی بوصل او که در عالم اطلاق داشتیم متعلق بود نمیخواستیم که مقید دام شویم و قصد
او بفراق ما که اختیار قالب است متعلق گردید پس چون شرط عاشق ترک ارادهٔ خود که وصلست کردم و اختیار
ارادهٔ او که قبول قالب عنصریست نمودم تا ارادهٔ محبوب فوت نشود چه شرط عاشق آنست که هرچه دوست
دوست دارد یعنے مرضی وے شود او نیز دوست دارد اگرچه بعد و فراق غالباً محبوب بعد و فراق محب خواهد
که مصلحت او درین است و بعضے از شارحین معنے بیت چنین نوشته اند که حاصل این بیت آنست که چون
عاشق در خلوت بمراقبه مشغول باشد و لذتے بمشاهده داشته باشد در آنوقت موذن اذان بگوید باید که
از خلوت بدر آید و بشرائط آن اشتغال نماید پس لذت مشاهده و مراقبه که بمنزلهٔ وصال است باید گذاشت
و بنماز و لوازم آن که بمشابهٔ بعد و فراق است مشغول باید گشت و در شرح لمعات مذکور است که فراق
رابعینه دوست ندارد یعنے موجب شهود دانسته یا که برائے مرضی محبوب چنانچه عابدان که عبادت
برائے بهشت میکنند اگر محض برائے او کنند بهتر بود پس باید که فراق را دوست تر از وصال دارد

و بعدش خوشتر از قرب آید چون داند که دوست آن دوست دارد خود بعدش مقرب تر از قرب بود و هجرش سودمند تر از وصال زیرا که در وصال و قرب بصفت مراد خود است و در بعد و فراق محبوب بصفت مراد محبوب ما را نه از برای آن آورد که از و مراد خود گیریم بلکه برای آنکه تا او مراد خود از ما بر دارد و قبل تهد و فراق عاشق در شهود ست یعنے عاشق چون در شهود مستغرق است از طاعت و ریاضت و مجاهده باز ماند و شهود عاشق در بعد و فراق یعنے تا در بعد و فراق است البته در ریاضت است و آن موجب شهود است پس بضرورت ترک وصال که کار ماست باید کرد که مصلحت درین است **قوله**

می نوشتم نامهٔ از شرح شوق خود ولے	من نمیخواهم نمودن بعد ازین ابرام دوست

معنے آنست که حدیث کثرت شوق و اشتیاق و سوز و درد در معرض بیان می آرم اما چون باعث شکوه موجب ملال طبع دوست دانستم که ؎ بیهوده گفتگو نه کنی پیش چشم یار ÷ دانی که طبع مردم بیمار نازک است بنابران اعراض نمودم نمیخواهم که دوست را بستوه آرم و چون عاشق را باید که صحبت بعاشقان دارد نه بزاهد خودبین ؎ با عاشقان نشین و همه عاشقی گزین ÷ با هر که نیست عاشق یکدم مشو قرین ÷ بنابران گوید **قوله**

گر دهد دستم کشم در دیده همچون توتیا	خاک راهی کان مشرف گردد از اقدام دوست

خاک راه کنایه از عاشق اقدام مراد فضل یعنے عاشقی که به فضل محبوب سرفراز گشته و بوصلش او معزز گشته اگر اینچنین عاشق بنظر آید مانند توتیا در دیده خود جایش دهم و دمے از صحبت او دوری نگزینم و چون عشق در دست لا دوا بنابران گوید **قوله**

حافظ اندر درد او می سوز و بادرمان مساز	زانکه درمانے ندارد درد بے آرام دوست

معنے آنست که اے حافظ بدرد عشق او بسوز یعنے احتمال شدائد و بلیات و اندوه و غم نما و طلب دوا منما اے امید راحت مدار زیرا که درد بے درمان دوست که عشق است العشق داء لا دواء له ؎ بعالم هر کجا درد و بلا بود ÷ بهم بردند و عشقش نام کردند ÷ **درمانے ندارد** اے راحت را در دو خلے نیست پس طلب دوا درین درد نمودن یعنے طلب رحمت و آسایش در عشق نمودن برروے دریا پل بستن است و جوز بر گنبد انداختن است ۔ **غزل**

نمیدانم دل بلبل ز عشق روی گل چون است	ولے در غنچه می بینم که پیکانهاش در خون است

بلبل کنایه از عاشق گل کنایه از محبوب **قوله**۔

عجب باشد که بلبل را قرار و صبر گم گردد ‌‌ ریاحین را چو هر ساعت جمال و حسن افزونست

بلبل عاشق ریاحین گلها مراد معشوقان چون هر دم و هر ساعت حسنے و جمالے بهم رسانند عاشقان را امر محالست که بشکیبائی گرایند **قوله**

نظر کن بر گل رعنا که شکل او چه افتاده ‌‌ چه جرم بلبل شیدا اگر بیچاره مفتونست

یعنے بران گل رعنا که کنایت از محبوبست بدین رعنائی و زیبائی جلوه گر گردیده نظرے کن و انصاف ده اگر بلبل بیچاره که عاشق غریب ست مفتون آن روے و مشغوف آن موے گردد گناہی بدو عائد نمیگردد **قوله**

چو از پرده برون آمد گل از نکه بلبل مسکین ‌‌ اگر در پرده می نالد دلش از پرده بیرونست

معنے آنست وقتے که آن محبوب از اختفا بدید آنگاه ظهور بر آید عاشق بیچاره اگر در خلوت به بکا و زاری میگذارد باکے ندارد و محل تعجب نیست چه دلش در حیطهٔ اختیار او نیست **قوله**

اگر مستی کند بلبل درین موسم روا باشد ‌‌ که بر هر شاخ از گلها هزاران جام میگونست

مستی بیباکی و سخن عاشقانه گفتن درین موسم اشارت بهنگام که آن در مصرع ثانی مذکور است و آن کنایه از ایام بهار است و مراد از زمان آوان مشاهدات تجلیات **قوله**

درین موسم که بوے عیش از عالم نمی آید ‌‌ تو خود دانی نگارینا که حال عاشقان چونست

درین اوان که صرصر غموم و هموم از هر سو رو نموده و بوے عیش از عالم مفقود گشته اے محبوب من تو خود دانی که حال عاشقان بچه انجامیده باشد **قوله**

زمان عشرت و شادی که میجستی بجان حافظ ‌‌ غنیمت دان کنون عشرت که وقت عیش اکنونست

کنون اشاره بزمانے که ظهور محبوب رو نموده

غزل

هر آن خجسته نظر کز پے سعادت رفت ‌‌ بکنج میکده از خانهٔ ارادت رفت

خجسته نظر کنایه از عاشقی میکده عشق و محبت خانهٔ ارادت خطوط نفسانیه و گوشهٔ زهد معنے آنست که هر مبارک نظرے که طالب سعادت گردید از زهد معرض گردید و بمقام عشق در آمد و چون عشق کاشف اسرار نهانی است گوید **قوله**

بر طل نیمشبی کشف کرد سالک راه ‌‌ رموز غیب که در عالم شهادت رفت

رطل نیمشبی کنایه از مشاهدات تجلی که در نیم شب میباشد و نیز کنایه از عبادات شاقه معنے آنست که

مران خجسته نظر را ہر چہ در عالم شہادة جاری بود بمشاہدہ نیمشبی طاری شد باید دانست کہ عاشقان را مشاہدہ گاہے ظہور و گاہے خفا و چون خفا موجب بیقراری عاشق است بنابران گوید **قوله**

زبامداد بمستی دگر برآمده آه	وظیفهٔ مئ دوشین مگر زیادت رفت

درین بیت خطاب بمعشوق میکند مستی بیقراری **وظیفۂ مے دوشین** مشاہدات تجلیات معنی آنست کہ اے محبوب من حال عاشق مسکین امروز از بامداد باز بہ بیقراری کشید افسوس مگر مشاہدات تجلیات کہ بران عاشق مسکین بنمود از یاد تو رفتہ و آنرا محروم داشتی و بہجر مبتلا گردانیدی و چون درد ہجران بنہایت صعب است و علاج او بجز عشق نمیتوان کرد بنابران گوید **قوله**

مگر بمعجزه گوشد طبیب عیسیٰ دم	چراکه کار من خسته از عیادت رفت

معنی آنست کہ بسبب ہجران آن محبوب کار من از عیادت رفت چراکہ بمرگ رسیده ام و از حد علاج تجاوز نموده مگر ہمان طبیب عیسیٰ دم کہ محبوب است بمعجزہ کوشد یعنی روے خود را بما نماید و ما را از سر نو زنده سازد کہ معجزۂ عیسیٰ احیای اموات بود و چون از ہر کسے بجز فعل مقدر بظہور نیاید گوید **قوله**

مجو ز طالع مولود من بجز رندی	که این معامله با کوکب ولادت رفت

معنی آنست کہ از طالع ولادت من بجز از رندی کہ کنایہ از عشق است مجو چراکہ اثر کوکب ولادت من ہمین است کہ ہر کہ درین ہنگام و درین طالع زاید از وی بجز عشق رونماید و چون سخن معرفت بغیر از فیض روح القدس نباشد بنابران گو **قوله**

بیا و معرفت از ما شنو که در سخنم	ز فیض روح قدس نکتهٔ سعادت رفت

معنی آنست کہ اے طالب بیا و سخن معرفت از ما شنو اگرچہ دیگران در میدان سخنوری اسپ فصاحت را جولان داده اند اما از بوے معرفت مبرا کہ آلودۂ اغراض نفسانی و ہواہاے جسمانی بوده اند و سخنان ما فیض از روح القدس کہ ارواح مقدسہ و یا عشق مراد است و چون در نظر عاشق بہتر از عشق کارے نیست بنابران گوید **قوله**

هزار شکر که حافظ براه میکده دوش	ز کنج زاویهٔ طاعت و عبادت رفت

معنی آنست کہ ہزاران ہزار شکر کہ دوش حافظ براه میکده کہ عشق است از کنج زاویہ و عبادت کہ عبارت از زہد و ورع است در آمد یعنی از زہد و ورع اعراض نمود و بہ عشق در آمد و نیز این بیت

چنین دیده شده هزار شکر که حافظ زراه میکده دوش ٭ بکنج زاویهٔ طاعت وعبادت رفت **معنی** آنست که هزار شکر که حافظ از راه عشق واخلاص دوش بگوشهٔ طاعت وعبادت نشست که دوگانه بعشق بجا آوردن بهتر از عبادت چهل ساله باریا **نقلست** که جنیدؒ چون رحلت نمود شخصے اورا بخواب دید پرسید که چه حالت انجامید فرمود که همگی طاعت من حبط شد مگر دو رکعت که از روی عشق بجا آورده بودم **غزل**

یارب سببی ساز که یارم بسلامت | باز آید و برهاندم از چنگ ملامت

بار کنایه از مشاهدهٔ حق **باز آید** ظهور کند **چنگ** دست عاشق حزین از غم هجران یار نازنین بشکایت بدرگاه رب الارباب که برآرنده کار رهاست مناجات میکند که یارب سببی ساز که آن تجلی رو در نقاب شده بی کم وکاست همچنان باز برما متجلی گردد ومارا از دست ملامت خلق که در جدائی او شده ام خلاصی ده **قوله**

خاک ره آن یار سفر کرده بیارید | تا چشم جهان بین کنمش جای اقامت

خاکره کنایه از خبر ونشان **یار سفر کرده** تجلی محجوب شده ونیز جناب رسولؐ ومرشد ومعنی مصرع ثانی آنکه تا در چشم جائی آن سازم **قوله**

فریاد که از شش جهتم راه ببستند | آن خال وخط وزلف ورخ وعارض وقامت

از شش جهتم راه ببستند از همه سوراه من مسدود ساختند **خال** اشارت بنقطهٔ وحدت من حیث الخفا که مبدا ومنتها کثرات است که منه بدا والیه یرجع الامر کله ونیز عبارت از ظلمت ومعصیت که درمیان انوار طاعت بود وچون نیک اندک بود اورا خال گویند اگر خوبرورا ذره بدخوی باشد خال گویند وسبب زینت شمرند ونیز نقطه روح انسانی ٭ خال دانی چیست یعنی اصل روح ٭ نوراد مرقلب راگردد فتوح ٭ ونیز خطرات انسانی ونیز نقطهٔ سیاهی که از خطرات دنیاوی ونفسانی در دل بود ونیز فنای ذاتی ونیز تجلی نور عزازیل که بر رخسارهٔ جمعیت مظاهر صفات است ونیز تجلی جلالی ونیز اسم مضل وبشریت **خط** سائر عصیان که برائینه دل سالک بستند ونیز عالم غیب که برزخ گویند ونیز اشاره بظهور آن حقیقة ومظاهر روحانی ونیز عالم ارواح ونیز عالم شهادت ونیز قلب انسان **زلف** جذبهٔ ذات ونیز موجودات وتعینات ونیز تجلی جلالی ونیز اسمای جلالی که تعینات مطلقه علمی وغیبی سائر جمال حقیقی وباعث وبستگی وسرگشتگی عاشقان ونیز راحت وکثرة احکام **رخ وعارض** ظهور جمالی که سبب وجود اعیان وسبب بمبدأ واحد گردد ونیز محض تجلی ونیز ذات ونیز وجه الله ونیز صفات لطف مثل نور ولطیف وهادی ورازق **قامت**

سزاواری پرستش ونیز استیلاے الٰہی وچون عاجزی ونیاز لازمۂ عاشقت از سر عجز ونیاز بآن ماه مهرافروز گفته قوله

امروز که در دست توام مرحمتے کن — فردا که شوم خاک چه سود اشک ندامت

یعنی امروز که بنوازش جمال جهان افروز احیاے این تن مرده میتوانی کرد مرحمتے نما واز سر نو این تن مرده را جان بخشی کن فردا که ازین منزل فانی سفر کنم وساکن منزل لحد گردم ندامت حصولے ندارد واحیاے ثانی بعد مرگ درین سراے فانی دوباره معلوم ارباب سلوک گفته که عشق گوهریست از دریاے معرفت الٰہی ومحض از حضرت حق بتکلف راست نمی آید وبزور برخود نمیتوان بست قوله

ای آنکه بتقریر وزبان دم زنی از عشق — ما باتو ندارم سخنے خیر وسلامت

براے دریافت سخنان عشق شنودن لاینفع وبیان سخنان عشق را زبانے دگر باید وراے بیان ناسوتیه قصه سوزش دل پروانه از شمع بپرس که شرح این آتش نداند زبان سوخته چون خوبرویان بادشاهان ولایت جان ودل اند وحاکم مطلق عاشقان را مجال چون وچرا نیست هرچه خواهند کنند بنابران گوید قوله

درویش مکن ناله ز شمشیر احبا — کین طائفه از کشته ستانند غرامت

درویش عاشقان که از دنیا ومافیها مفلس احبا معشوقان کین طائفه اشاره بمعشوقان کشته اشارت بعاشقان که کشتگان معشوق اند غرامت تاوان قوله

در خرقه زن آتش که خم ابروی ساقی — برمی شکند گوشۀ محراب امامت

خرقه وجود خم کجی مراد زیبائی چه زیبائی ابرو کجی است ابرو کنایت است از انوار تجلیات ساقی معشوق حقیقی ونیز خرقه عبارت از لباس هستی است در ان آتش زن وبسوز یعنے محو وتلاشی کن وچون محو شد وبدان مقام که وقت تحریمه بر جمال پاک حق نظر میکند دران زمان نظر بر محراب نمی افتد بضرورت گوشۀ محراب بلکه تمامی محراب شکسته میشود چون بموجب فِعْلُ الْمُحِبِّ مَحْبُوْبٌ وَضَرْبُ الْحَبِیْبِ زَبِیْبٌ است گوید قوله

حاشا که من از جور وجفاے تو بنالم — بیداد لطیفان همه لطف است وکرامت

حاشا دور می باد لطیفان معشوقان معنی ظاهرست عمرے دل سوداى من در تحقیق انتهاے سلسله تبدلات تعینات خود روزے بشبے وشبے بروز می آورد ناگاه ندائے بگوشم رسید قوله

کوته نکند بحث سر زلف تو حافظ — پیوسته شد این سلسله تا روز قیامت

زلف اشارت بتعینات ونیز بیان عشق ونیز طاعت وبندگی یعنی حافظ ذکر عشق ترا مختصر نمیکند چه ذکر این تا قیامت گفته نشود بل صد قیامت بگذرد واین ناتمام

غزل

یارب مه چهرهٔ من با دل گریان میرفت ‌ ‌ ‌ متنفر شده وز بندهٔ گریزان میرفت

متنفر گریزان قوله

چون همی گفتمش ای مونس دیرینهٔ من ‌ ‌ ‌ سخت میگفت دل آزرده پریشان میرفت

مونس الفت دهنده دیرینه قدیم قوله

گفتم اکنون بسخن خوش که بگوید با ما ‌ ‌ ‌ کان شکر لهجهٔ خوش گوی سخندان میرفت

لهجه آواز قوله

نقش خوارزم وخیال لب جیحون می بست ‌ ‌ ‌ با هزاران گله از ملک سلیمان میرفت

خوارزم نام شهر جیحون نام جوے ملک سلیمان شیراز چاره علاج قوله

میشد آنکس که چو او جان سخن کس نشناخت ‌ ‌ ‌ من همی دیدم واز کالبدم جان میرفت

کالبد بدن قوله

لابه بسیار نمودم که مرو سود نداشت ‌ ‌ ‌ زانکه کار از نظر رحمت سلطان میرفت

لابه تملق قوله

بادشاها ز کرم از سر جرمش بگذر ‌ ‌ ‌ چه کند سوخته از غایت حرمان میرفت

جرم گناه قوله

چون بشد آن صنم از دیدهٔ حافظ غائب ‌ ‌ ‌ اشک همواره ز رخسار بدامان میرفت

صنم محبوب ۔

غزل

یارب آن شمع شب فروز بکاشانهٔ کیست ‌ ‌ ‌ جان ما سوخت بپرسید که دیوانهٔ کیست

شمع شب افروز محبوب کنایه از تجلی کاشانه محل جانانه محبوب قوله

آن می لعل که ناخورده مرا کرد خراب ‌ ‌ ‌ همنشین که و همکاسه وپیمانهٔ کیست

آن مے لعل اشارت بہ تجلے ۔ قوله

حالیا خانه برانداز دل ودین منست ‌ ‌ ‌ تا هم آغوش که میباشد وهمخانهٔ کیست

حالیا الحال خانہ انداز غارت گر قولہ

بادهٔ لعل لبش کز لب ما دور مباد	راح روح که و پیمان ده پیمانه کیست

بادۂ لعل لب اضافت بیانیہ یعنی لب ومراد ازان لطف وعشق راح شراب پیمان ده کنایہ از جاگیرندہ قولہ

دولت صحبت آن شمع سعادت پرتو	باز پرسید خدا را که پروانه کیست

شمع سعادت پرتو محبوب وتجلی خدا را بواسطۂ خدا پروانه باز انده وپروانه مراد عاشق وطالب قولہ

میدهد هرکسش افسونے ومعلوم نشد	که دل نازک او مائل افسانه کیست

ہرکس اشارت بمومن وکافر وصالح وفاسق وعاشق وزاہد افسون کنایت از خدمت وطاعت او ضمیر بمحبوب مائل خواہان افسانہ طاعت وبندگی قولہ

یارب آن شاه وش ماه رخ زهره جبین	در یکتاے که وگوهر یکدانه کیست

آن شاہ وش محبوب وتجلے قولہ

گفتم آه از دل دیوانهٔ حافظ بے تو	زیر لب خنده زنان گفت که دیوانه کیست

آہ افسوس بے تو در جدائی محبوب۔

ردیف الثاء

الغیاث اے مایۂ جان الغیاث	کفر زلفت برد ایمان الغیاث

الغیاث فریاد مایۂ جان محبوب حقیقی کفر زلف کنایت از لذت وتعلقات دنیا ونیز غلبہ جذبۂ عشق ایمان مشاہدہ حق ونیز دریافت حق معنے آنست کہ فریاد اے محبوب من فریاد کہ لذات این دنیای فانی و تعلقات نشأ اینجہانی مشاہدۂ جمال باکمال ترا از ما دور نقاب ساخت ویحتمل کہ غلبہ جذبۂ عشق تو ایمان مرا کہ کنایت از زہد وصلاح وتقوی ست یکسو ساخت قولہ

ما همی میریم لب از تشنگی	در لبانت آب حیوان الغیاث

لب تشنگی محرومی وجدائی لب کنایت از لطف وفضل کہ موجب زندگی عاشقانست آب حیوان آبحیات اینجا مراد موجب زندگی قولہ

وه کجا شد شربت دیدار تو	مے کشد تلخی هجران الغیاث

وہ کجا شد افسوس کجا رفت کہ ہیچ نوع بنظرنے آید قولہ

ما زگریه غرق درخون گشته ایم	لعل تو پیوسته خندان الغیاث

لعل تو پیوسته خندان لعل کنایه از لب یعنی تو شادان و خندان و از ما بے پروا قوله

چشم بیمارت مرا بیمار کرد	جز لبانت نیست درمان الغیاث

چشم بیمار یعنے چشم بیمار را خاصه ایست که هیچ سو نمیگراید کنایت از عدم التفات لب کنایت از لطف و کرم و فضل و این مصرع با مضمون آن بیت متحد است ؎ مریض عشق بتان را دوامی باشد اگر دواست نگاهے نهان و لدار است ٭ قوله

غمزهٔ شوخ تو از راه اجل	میزند در دیده پیکان الغیاث

غمزهٔ شوخ کنایه از ظهور و خفاے محبوب و نیز استغنا و بے نیازی و تجلی قهاری از راه اجل از براے کشتن میزند بر سینه پیکان لے در معرض هلاکت می اندازد قوله

چون دو زلفت کرد سرگردان مرا	گردش گردون گردان الغیاث

سرگردان پریشان و زلف را پریشان میگویند گردون گردان فلک گردنده قوله

از خدنگ ناوک مژگان تو	زخمها افتاد در جان الغیاث

ناوک مژگان کنایه از عشق که پرده ایست بر ذات و مراد از مصرع تمام از تصدیعات و بلیات عشق تو قوله

همچو گوے از زخم چوگان فلک	هر طرف گشتیم غلطان الغیاث

از زخم چوگان فلک از سبب گردش فلکی قوله

پیچش زلف تو در جانم فتاد	رشتهٔ تن گشت پیچان الغیاث

پیچش زلفت جذبهٔ جلیه ذاتیه علیهٔ تو قوله

با طناب زلف حافظ را بکش	مانده در چاه زنخدان الغیاث

طناب زلف جذبهٔ محبت چاه زنخدان اشاره بطور تقدیر که در و فو عمل کردن جائز نیست و نیز مشکلات اسرار مشاهده و نیز تجلی واحد القهاری و نیز تعینات که مظهر حسن معنویست چون چاه زنخدان که زیب ده حسن صوری است غزل

باز م هواے آن گل رعناست الغیاث	دیگر دلم رمیده و شیداست الغیاث

آن گل رعنا اشاره بمحبوب دیگر باز رمیده گریزان شیدا دیوانه قوله

صوفی که جام صاف دما دم همیکشد	حیران کوے او شده سوراست الغیاث

صوفی کنایت از خود باعتبار بحالت ابتدائیه یا صوفی مقلد جام صاف کنایت از جام عشق **قوله**

آندل که کنج عافیتے برگزیده بود	اینم بعزم درد وبلاهاست الغیاث

آندل اشارت بدل خود که کنج عافیت برگزیده بود که قبل ازین مبتلاے زہد وورع بود اینم الحال بعزم درد وبلا گرفتار عشق که العشق تمام المحنة والبلاء **قوله**

عارف که غرق بود بناموس ننگ ونام	افتاده در ملامت سوداست الغیاث

عارف کنایت از خود که غرق بود بناموس ننگ ونام که غرق بحر نام وننگ بود افتاده در ملامت سودا گرفتار ملامت وسودا **قوله**

از جان زار حافظ وسرگشتگان شوق	فریاد وشور وولوله برخاست الغیاث

زار ضعیف ولاغر سرگشتگان شوق عاشقان ولوله بیقراری **غزل**

درد مارا نیست درمان الغیاث	هجر مارا نیست پایان الغیاث

یعنے دردے دارم لا دوا که العشق داء لا دواء له وبهجرے مبتلا شده ام که پایان پذیر نیست **قوله**

دین ودل بردند وقصد جان کنند	الغیاث از جور خوبان الغیاث

دین زہد فاعل بردند وکنند خوبان بوسه حصول استعداد قبول کیفیت کلام صوری ومعنوی ونیز کلام منزل که او لیارا بوحی خفی میشود واین نمیشود مگر بقتاو نیز بوسه چنده که موجب تجلیات میباشد **قوله**

در بہاے بوسه جانے طلب	میکنند این دلستانان الغیاث

دلستانان محبوبان ذکر جمع ومفرد **قوله**

خون ما خوردند این کافر دلان	اے مسلمانان چه درمان الغیاث

خون ما خوردند گرفتار غم والم ساختند ومعرض فنا رسانیدند کافر دلان معشوقان بسبب سخت دلی وبے رحمی که کافر سخت دل میباشد فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً وگفتن این اگرچه سوء ادب است لیکن در مراد داشتن جائز است ونیز لَا يُؤْخَذُ الْمَجْنُوْنُ بِمَا صَدَرَ عَنْهُ ونیز لَا يُؤَاخَذُ الْعُشَّاقُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَيَفْعَلُوْنَ درمان علاج زلف تجلی جلالی وتعینات خط عالم اسماء وصفات خال مظہر اسم المضل و نقطۂ وحدت لب تجلی جمالی وفیض رحمانی واز چشم مست ذات سراسر استغنا مژگان دقائق قہریه

زین حریفان اشارت بزلف دخال وخط ولب وچشم داد مسکینان بده یعنی عاشقانرا بداد ایشان رسان واین اشارت بطلب وصل روز وصل اضافت بیانیه شب یلدا ہجران اضافة بیانیه و دیلدا شبے ست تاریک بغایت دراز که در تمام سال یک میباشد ہچو حافظ مقولۂ جانست ومراد از حافظ تن۔

ردیف الجیم غزل

سزد که از ہمه دلبران ستانی باج	چرا که بر سر خوبان عالمی چون تاج

سزد لائق وبرجاست ہمه دلبران اشاره ہمگی انبیا باج خراج وپیشکش و خراج شدن کنایه از محکوم ومنقاد ساختن است چه خراج دادن خاصۂ رعایا وزیر دستان است خوبان کنایه از رسل چون تاج اشارت بسید المرسلین آشوب پریشان کننده ترکستان ولایتے است که ترکان بدان منسوب اند وترکان بدوصفت موصوف اند یکے بخوبروی دوم بخونخواری قوله

دو چشم شوخ تو برہم زده خطا وختن	بچین زلف تو ماچین وہند داده خراج

چین زلف اشاره بشکن زلف ماچین نام ولایت وکذا الہند خراج حاصل وآنچه متغلب بر عاجز مقرر کنند وآنچه از تجار بر سر کالا بستاند خراج دادن زیردست شدن قوله

ازین مرض بحقیقت کجا شفا یابم	که از تو درد دل من نمیرسد بعلاج

ازین مرض کنایه از عشق درد دل من نمیرسد بعلاج علاج درد دل من نمیشود قوله

چرا ہمی شکنی جان من زسنگدلی	دل ضعیف که ہست او بنازکی چو زجاج

سنگدلی بیرحمی زجاج شیشه۔ قوله

بیاض روی تو روشن چو عارض خورشید	سواد زلف تو تاریکتر ز ظلمت داج

بیاض سفیدی رخ روز اضافة بیانیه سواد سیاہی ظلمت تاریکی داج شب تاریک قوله

لب تو خضر ودہان تو آب حیوانست	قد تو سرو ومیان تو موی وگردن عاج

خضر نام پیغمبر آبحیوان آبحیات سرو درختے است مشہور منسوب بقد شاہدان وآن سه نوع آزاد و سہی وناز عاج دندان فیل قوله

یکتا خداست دو شاخه شاہی راست وشاخے متمائل ۱۲

دہان تنگ تو داده بآب خضر بقا	لب چو قند تو برد از نبات مصر رواج

آب خضر آبحیات بقا زندگی مصر نام شہر لعل لب اضافة بیانیه مسیح عیسیٰ علیه السلام لعل کنایت

ازین غزل در نسخه اصل است ۱۲

از لب دمراد ازان فضل ولطف **قوله**

فتاده در دل حافظ ہوای چون تو شہی	کمینہ بندۂ خاک در تو بودے کاج

چون تو شہی یعنے کہ ہمہ شاہان خاکراہ تواند بودی یعنے داخل ودر شمار بودی کاج کا شکے **غزل**

از من دل شدہ آن یار نمیپرسد ہیچ	خبری زین دل بیمار نمیپرسد ہیچ

دلشدہ عاشق دلدادہ بیمار بیم کنندہ مراد مریض **قوله**

او طبیب من ومن خستۂ و بیمار غمش	چہ طبیبیست کہ بیمار نمیپرسد ہیچ

غم مراد عشق چہ طبیبیست عجب طبیبے است۔ **قوله**

دی طبیبے بسرم آمد واحوالم دید	گفت چونست ترا یار نمیپرسد ہیچ

دی روز گذشتہ طبیب عاشق کامل چونست عجب است **قوله**

گفتمش بخت من و طالع شوریدۂ من	خفتہ می بینم و بیدار نمیپرسد ہیچ

بخت من و طالع شوریدۂ من این ہمہ برگشتگی بخت و شوریدگی طالع ما است کہ دلدار ما را خستہ می بیند دنمی پرسد **قوله**

جانم از فرقت رویش بلب آمد صد بار	کہ ازین دلشدہ آن یار نمیپرسد ہیچ

فرقت جدای جان بلب آمدن ہلاک رسیدن ازان جہت کہ ازین دلشدہ اشارت بخود کہ دل از دست رفتہ **قوله**

ای طبیب ازلی یک نظری کن ما را	حافظ سوختہ را یار نمیپرسد ہیچ

طبیب ازلی کنایہ از مرشد و محبوب حقیقی یار کنایت از محبوب حقیقی و مرشد **غزل ردیف الحاء**

اگر بمذہب تو خون عاشقانست مباح	صلاح ما ہمہ آنست کان تراست صلاح

یعنی ای محبوب من اگر نزد تو خون عاشقان ریختن مباح است پس در آنچہ مرضی تست ما نیز بجان ودل راضی ایم **قوله**

سواد موی تو بنمودہ جاعل الظلمات	بیاض روی تو بکشودہ فالق الاصباح

اے موی تو نیست بلکہ جاعل الظلمات است اے شبے است کہ تاریک کنندہ جہانست و روشنی روی تو فالق الاصباح است یعنے آفتاب است کہ پدید آرندۂ صبح ست و اصباح بکسر الف بمعنی مفرد و بفتح الف جمع صبح **قوله**

ز دیدہ ام شدہ صد چشمہ در کنار روان	کہ خود شناکند در میان آن ملاح

چشمه کنایه است از کثرت گریه آشنا شناوری ملاح شناور **قوله**

ندا دلعل لبش بوسه بصد تلبیس **نیافت کام دل من ازو بصد الحاح**

لعل لب اضافه بیانیه مراد صفت متکلمی **بوسه** کنایت از کلام **بصد تلبیس** ای هزاران تملق وعجز نمودم **الحاح** عاجزی **قوله**

بیا که خون دل خویشتن بحل کردم **اگر بمذهب تو خون عاشقست مباح**

بحل عفو **قوله**

پیاله چیست که بر یاد تو کشیم مدام **ونحن نشرب شربا کذلک الاقداح**

پیاله جام صغیر عبارت از قلیه محبت نحن نشرب شربا کذلک الاقداح ما می نوشیم نوشیدنی همچون قدحها **قوله**

صلاح و توبه و تقوی ز ما مجو زاهد **ز رند و عاشق و مجنون کسے نجست صلاح**

صلاح پارسائی **توبه** توبة العوام من الذنوب و توبة الخواص من الفضلة والتوبة النصوح هو الندم بالقلب والاستغفار باللسان واضمار ان لا یعود الیه ابدا و فی الاحیاء ینبغی للتائب ان یعقد مع الله عقدا مؤکدا و یعاهد العهد عهدا وثیقا ان لا یعود الی الذنب فیعزم عزما فی الحال وان کان یتصور ان یغلبه الشهوة ثانیا لانه لا یکون تائبا مالم یتاکد عزمه فی الحال **تقوی** پرہیزگاری اعلم ان التقوی کنز عزیز فلئن ظفرت به بجوهر دکم تجد فیه من جوهر شریف وعلق نفیس وخیر کثیر ورزق کریم وفوز کبیر وغنم جسیم وملک عظیم وحق تعالے جمیع خیرات کونین جمع کرده در تقوی و در قرآن بسیار خیرها متعلق ساخت وبسا وعده کرده با و موعود وبسا سعادت با و اضافه کرده الاول الحراسة من الاعداء فَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا یَضُرُّکُمْ کَیْدُهُمْ شَیْئًا والثانی التائید والنصر اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ والثالث النجاة من الشدائد والرزق من الحلال وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ والرابع للمدح والثناء وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ والخامس اصلاح العمل یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ و السادس غفران الذنوب یغفر لکم ذنوبکم والسابع المحبة والله یحب المتقین والثامن القبول اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ والتاسع الاکرام والاعزاز اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ والعاشر البشارة عند الموت وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ والحادی العشر النجاة

من النار ثم ننجی الذین اتقوا والثانی عشر الخلود فی الجنة اعدت للمتقین والتقوے اتقاء ک
الشر ثم اتقاء المعاصی والسیآت ثم اتقاء الشبهات ثم تدرع الفضلات وقال للتقوی ظاهر و
باطن ظاهره محافظة الحدود و باطنه النیة و الاخلاص و در قرآن بسه معنی اطلاق یافته **اول**
بمعنی ترس و هیبت که اتقوا یوما ترجعون **دوم** بمعنی طاعت یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله حق تقاته
قال ابن عباس اطیعوا الله حق اطاعته **سیوم** بمعنی تنزیه القلب عن الذنوب فهذه حقیقة التقوے
وقال امام محمد غزالی کل ما تخاف منه ضررا فی دینک هو معصیة و حرام و فضول و اسراف من حلال
رند منکر که انکار او از زیرکی و کیاست بود نه از سر جهل و حماقت و در عالم تصوف قطع نظر از
اعمال و طاعات و نیز عالم بیباکی **ع** رندی اینجا عالم بیباکی است ؛ در طریقت چستی و چالاکی است ؛
و انکه رندی ساز داو را رجمند ؛ رسم و عادات نسازد پیوند ؛ رند عالم سوز کے باشد بذات ؛
پاے بند رشتهٔ صوم و صلوٰة ؛ گاه جانش سوے کعبه کرده سیر ؛ گاه عازم گشته بر اقصاے دیر ؛
کعبه و میخانه او را پیش یکے ؛ در رهِ رندی همیگردد یکے ؛ آنکه در کعبه مناجاتش بود ؛
پیش ازان اندر خراباتش بود ؛ ظاهر و باطن خلا و در ملا ؛ رند باشد غرقهٔ نور خدا ؛ جانش از
رندی بواحد شاهد است ؛ نعمت و رحمت بنزدش واحد است ؛ نه ز راحت خاطر او را سرور ؛
نه ز لعنت در کمال او قصور ؛ پیش او یکسان بود حلوا و زهر ؛ خواه لطف از دوست بیند خواه قهر ؛
هرچه محبوبش بدست خود دهد ؛ گیرد و برهر دو چشم خود نهد ؛ و نیز قطع نظر از اعمال و اخلاق و
رسوم خلائق **فلاح** خوبی **قوله**

ز چنگ زلف کمندت کسی نیافت خلاص ** | **نه از کمانچهٔ ابرو و تیر غمزه نجاح

چنگ دست **زلف کمند** یعنی زلفے که کمند وش است مراد جذبهٔ عشق **کمانچه ابرو** یعنی ابروے
کمانچه شکل مراد ازان تجلی صفاتی **تیر** چشم تجلی قهاری **نجاح** رهائی و خلاصی **قوله**

لب چو آب حیات تو هست قوت روح | **وجود خاکی ما را از وست قوت راح**

لب چو آب حیات لب مراد لطف که چون آبحیات زندگی بخش عاشقانست **قوت روح** باعث
تقویت جان **وجود خاک** مراد بدن خاکی مرا **راح** شراب **مجمع البحرین** جاے جمع دو دریا **دل**
چو آتشم دل سوزان **قوله**

دعاے جانِ تو وردِ زبان حافظ باد | مدام تا که بود گردش مسا و صباح

مسا شبانگاه صباح صبح مراد ازین مصراع تا قیام قیامت که ظهور شب و روز الی یوم القیام است غزل[له]

اگرچه دلبر من همچو یوسفست صبیح | ولیکن از سر تا پا فتاده است ملیح

این غزل در نعت محمد رسول الله صلعم یوسف نام پیغمبر ع صبیح اشارت بحدیث قال علیه السلام هو اخی صبیح و انا ملیح و ملیح سبز رنگ و نمکین حسن طلعت صورت مه پیکر تا کشاده ایم نظر تا بدیده ایم قبیح زشت خیال صورتے که در دل آید و در نظر آید نشسته تا در چشم از انوقتے که در چشم جا گرفته حضور او مستغرق بخیال ابروے خمدار برم نزدیک من مسیح عیسی علیه السلام که معجزهٔ او احیاے اموات است خضر نام پیغمبر که قدمش سبزی و تازگی بخش زمین مرده است کشان کشنده گل ریحان مراد روے و وجود ریح باد شهیدان غمزهٔ چشمش اشاره بعاشقان آمد یعنے آن معشوق آن یعنے آنحال نطق گویائی فصیح خوشگو غزل

ببین هلال محرم بخواه ساغر راح | که ماه امن و امانست و سال صلح و صلاح

هلال ماه نو ساغر پیاله راح شراب محرم نام ماهے سر سال و اینجا کنایت از ابتداے حالت و ابتداے عمر ساغر راح عشق و کمال شوق ماه امن کنایه از محرم است که دران ماه جنگ و جدل نمیکنند و در ابتداے سلوک ترک خصومت و عداوت میکنند و بخوشنودی خصمان میکوشند معنے آنست که از بدایت عشق ساغر کمال شوق بدست آر که ظهور عشق با کمال شوق موجب امن و امان ست و سرمایهٔ صلح و صلاح دوستانست قوله

عزیز دار زمان وصال را کآندم | مقابل شب قدرست و روز استفتاح

عزیز بزرگ کآندم اشاره بزمان وصال شب قدر بیست و هفتم رمضان استفتاح پانزدهم رجب قوله

بیار باده که روزش بخیر خواهد بود | هر آنکه جام صبوحش نهد چراغ صباح

روزش روز زندگانی دنیا و یا روز حشر و ضمیر شین برهر آنکه در مصراع آینده است اضمار ما قبل الذکر جام صبوح کنایت از عشق و محبت نهد چراغ صباح چراغ صبح او گردد و چراغ صبح آفتاب قوله

کدام طاعتِ شایسته آید از من مست | که بانگِ شام ندانم ز فالق الاصباح

که بانگ شام ندانم ز فالق الاصباح چنین بیخود و محو شده ام که شام را از صبح نمیدانم قوله

دلا تو فارغی از کار خویش و می ترسم | که کس درت نگشاید چو گم کنی مفتاح

[له] این غزل در نسخ موجوده دیوان نیست ۱۲

از کار خویش اشارہ بعرفان کہ نزول درین دار دنیا از برائے آنست مفتاح کلید مراد عمر معنے آنست کہ اے دل تو فارغے از کار خود و از اندیشۂ عاقبت غافل ترسم کہ عمرت سپرے شود و از برائے مقصود کہ آمدہ حاصل نگردد و پشیمان شوی و تمنائے بازگشت نمائی رَبَّنَا اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ کُنَّا نَعْمَلُ وَیَا لَیْتَنَا نُرَدُّ فَنَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ فَاِنَّا مُوْقِنُوْنَ و نگذارند کہ درین جہان دوبارہ آئی قوله

زمانِ شاہ شجاع است و دورِ حکمت شرع	براحت اے دل و جان کوش در مسا و صباح

زمان شاہ شجاع شجاع نام بادشاہ اینجا کنایت از محمد یا مرشد دور حکمت و شرع دور شریعت صباح در رواح صبح و شام قوله

ببوئے صبح چو حافظ شبے بروز آور	کہ بشگفد گلِ عیشت ز شعلۂ مصباح

ببوئے صبح بامید وصل شبے بروز آور شب ہجران بگذران درین مصراع خطاب از تن است بدل مصباح چراغ آفتاب غزل

مگر ز کوئے تو آمد نسیم وقتِ صباح	کہ زندہ گشت ببوئے لطیف او ارواح

مگر بمعنے شاید و تحقیق نسیم باد خنک اینجا کنایہ از رائحۂ فیض صباح صبح کہ وقت فیض سالکان است لطیف پاکیزہ آشوب شور و آشوبندہ ترکستان نام ولایت گشت گردندگی سیاح مسافر فتادہ کشتی قالب میان خشکی ماند یعنے وجودم مانند کشتی است کہ درمیان خشکی افتادہ باشد و راہ رفتن ندارد سیل آب مراد توجہ و فضل ملاح مراد سالک و مرشد خمار از سر ما کے فرو می آرد رفع میکند مستی عشق و محبت ما قابل الرفع نیست کہ ازلی است نہ امروزی الست روز ازل راح شراب تفاح سیب صبوح شراب صبحی بادہ شراب صباح علی الصبوح اسم اعظم حق عشق و مرشد کامل مفتاح کلید الیشان کنایہ از عاشقان زجاجی شیشہ دش نازک مصباح چراغ معنی این بیت آنست کہ موجب روشنی دل عاشقان نور شمع روئے تست کشاد کار کشایش کار غزل ردیف الخاء

دل من در ہوائے روئے فرخ	بود آشفتہ ہمچون موئے فرخ

ہوا محبت و آرزوئے نفس وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فرخ نام شخصے است کہ حافظ با او نظرے داشت آشفتہ پریشان قوله

بجز ہندوئے زلفش ہیچکس نیست	کہ برخوردار شد از روئے فرخ

هندو ساکن هند و بنده و سیاه و هندوے زلف اضافة بیانیه برخوردار فضیاب قوله

سیاہے نیک بخت است آنکه دائم | بود همراز و همزانوے فرخ

سیاه اشاره بزلف همراز رفیق و همزانو مصاحب قوله

بده ساقی شراب ارغوانی | بیاد نرگس جادوے فرخ

شراب ارغوانی شراب انگوری سرخ رنگ نرگس کنایت از چشم جادو ساحر قوله

شود چون بید لرزان سرو آزاد | اگر بیند قد دلجوے فرخ

بید نام درخت بے بر و آن هفده نوع اند و دلجوے جوینده دل اے خوش و موزون قوله

دو تا شد قامتم همچون کمانے | زغم پیوسته چون ابروے فرخ

دوتا نگون چون ابروے فرخ مثال ابروے پیوسته فرخ قوله

نسیم مشک تاتاری خجل کرد | شمیم موے عنبر بوے فرخ

نسیم مشک تاتاری اے نسیم مشک تاتاری را قوله

اگر میل دل هر کس بجائے ست | بود میل دل من سوے فرخ

میل دل محبت و شوق بجائے بطرفے و بشخصے است قوله

غلام خاطر آنم که باشد | چو حافظ چاکر هندوے فرخ

آنم یعنے آنکسے ام هندو غلام ۔ ردیف الدال ۔ غزل

آنانکه خاک را بنظر کیمیا کنند | آیا بود که گوشه چشمے بما کنند

آنان اشاره بعرفاے کامل خاک وجود ناقصان و ناهمواران بنظر یعنے بنگاہے کیمیا زر خالص آیا حرف تمناست که سلطان ازین روزه آیا چه خواست آیا بود آرزو دارم گوشه چشم نگاہے بما برا و بطرف معنے آنست آنانکه وجود ناقصانرا بیک نظر زر خالص میگردانند آرزو دارم که نگاہے بما کنند قوله

دردم نهفته به ز طبیبان مدعی | باشد که از خزانه غیبش دوا کنند

درد عشق و شوق طبیبان مدعی شیخان مقلد یعنے بیعت بشیخان کامل باید کرد نه با مقلدان اگر شیخ کامل بدست نیاید پس بخلوت و عزلت بسر باید برد و نظر بر لطف حق باید گماشت تا حق تعالے بموجب اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ از عالم غیب مرشدے بسر وقت او رساند تا او را بمطلب رساند قوله

آن به که کار خود بعنایت رها کنند	چون حسن عاقبت نه برندی وزاهدیست

یعنی چون خاتمه بخیر موقوف نه بطاعت و معصیت است که بسا صالح و متقی در آخر بکفر مرده اند و بسا گبر و فاسق در وقت آخر با ایمان مرده اند پس نظر بر لطف او باید داشت و چشم از طاعت و معصیت باید دوخت وَمَنْ یَتَوَکَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ هر که برخود دید از محروم شد قوله

هر کس حکایتی بتصور چرا کنند	معشوق چون نقاب زرخ بر نمیکشد

نقاب از رخ بر نمیکشد ظهور بے پرده نمیکند بتصور از روے خیال یعنی چون معشوق خود را عیان و آشکارا نمی کند بلکه متجلی در پرده پس هر کسے حکایات مختلف از روی خیال چرا بیان آرند که او ازینها منزه است حاصل آنکه هر کسے بفهم و قابلیت خود که فکر هر کس بقدر همت اوست بیان میکند اما هیچکس بکنه ادراک او نمیرسد که لَایُدْرِکُہٗ اَحَدٌ مِّنَ الْعَالَمِیْنَ قوله

اهل نظر معامله با آشنا کنند	بے معرفت مباش که در من یزید عشق

من یزید مراد بازار در عرب رسمی است که چون کالاے قیمت کنند و صاحب کالا بران قرار نگیرد گویند هل من یزید هست کسے که زیاده کند برین چیزے اهل نظر عارفان صاحب نظر و عاشقان باخبر معامله خرید و فروخت و داد و ستد آشنا آشنای خویش و یا آشنای عشق معنی آنست که بمعرفت قدم همت از حد امکانیت خویش پیشتر مزن که در عالم معرفت بیگانگان بمعرفت را در صفت آشنایان مجال پیش آمدن نیست قوله

صاحبدلان حکایت دلخوش ادا کنند	گر سنگ این حدیث بنالد عجب مدار

زین حدیث اشارت بسخنان عشق و محبت صاحبدلان گویند نقلست روزے سمنون محب جماعتے را در مسجد وعظ میفرمود و در هر پرده قولے میگفت و در هر نغمه درے می سفت تفرقه از غفلت آن جمع بدل او رسید و هیچ یک را از ایشان مستمع ندید رو بسوے قندیلهاے مسجد کرد و گفت که با شما میگویم آتش نفس او در قندیلها افتاد همه برهم زدند و از درشتی سخن آن بزرگ خورد بشکستند حاصل آنست که سبحان الله اگر یک اهل معنی و اهل دل دمے از معرفت برون زند در آهن و سنگها تاثیر کند و در سنگدلان بے معنی اثر نمیکند فَهِیَ کَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ازینجاست گر سنگ زین حدیث بنالد الخ قوله

پنهان ز حاسدان بخود م خوان که منعمان | خیر نهان برای رضای خدا کنند

پنهان پوشیده حاسدان درویشان مقلد و زاهدان ریائی بخود م خوان یعنے نزدیک خود مرا بخوان منعمان صاحبدولتان خیر نهان صدقہ مخفی براے رضاے خدا اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ قوله

بگذر بکوے صومعہ تا زمرۂ حضور | اوقات خود ز بهر تو صرفِ دعا کنند

درین بیت خطاب بمعشوق زمرۂ حضور عاشقان باخبر اوقات خود ز بهر تو صرفِ دعا کنند فِي آنَاءِ اللَّيْلِ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ بدعا گوئی اشتغال نماید قوله

حالے درونِ پرده بسے فتنه میرود | تا آنزمان که پرده برافتد چها کنند

حالے الحال درون پرده یعنے محبوب درون پرده اے مخفی و محتجب بسے فتنه میرود هزاران مفتون آن روے اند و یاروے ریا و تذویر میکنند تا آنزمان آنوقت و یا روز حشر پرده برافتد عیان و آشکار گردد یا جزاے هر اعمال هر یکے عیان شود چه حیله کنند قوله

مے خور که صد گناه ز اغیار در حجاب | بهتر ز طاعتے که بروے و ریا کنند

مے عبادت مخفی چنانچه طریقۂ ملامتیه ز اغیار از خلق در حجاب مخفی و نیز هر عبادتے که خالصاً لله نیست نزد اهل الله بغایت مستکره پس میباید خورد لے خالصاً لله بجا باید آورد و ازین طاعت ریائی یکسو باید شد که گناه کردن پنهان به از عبادت فاش که مامول بعفو است قوله

پیراهنے که آید ازو بوے یوسفم | ترسم برادران غیورش قبا کنند

پیراهن ایمان و عرفان که لباس عرفان است یوسف حقتعالے برادران غیور زمرۂ شیاطین و هواے نفسانی و ضمیر شین بر پیراهن قبا بمعنی چاک معنے آنست که ایمان و عرفان که بمن دست داده و دلم از تائید او بیاد حق افتاده مے ترسم که هواهاے نفسانی که در آله بودن بحق شریک اند اَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهُ هَوَاهُ و بر من غالب آیند و ازپیش سلب نمایند قوله

حافظ مدام وصل میسر نمیشود | شاهان کم التفات بحال گدا کنند

وصل کنایت از مشاهدات تجلیات شاهان معشوقان گدا عاشق غزل

اے پستۂ تو خنده زده بر حدیث قند | مشتاقم از براے خدا یک شکر بخند

پسته نام میوهٔ معروف و استعاره بدہن معشوق کند و شکر کنایت از خنده یعنے اے محبوب من دہن تو از روے شیرینی و لطافت بر قند خنده میکند مشتاقم که از برائے خدا ایک خنده شکرین بخند قوله

خواهی که بر نخیزدت از دیده رود خون	دل در هوائے صحبت رود کسان مبند

بر نخیزد بر نیاید رود خون کنایت از خونباری رود دانا خردمند اینجا مراد فرزند قوله

طوبے ز قامت تو نیارد که دم زند	زین قصه بگذرم که سخن میشود بلند

طوبے درختیست در بهشت اینجا مراد سالک طال اللسان قامت مراد وجود ۵ چیست قامت نفی المثل یعنے وجود ؛ یعنے سالک را چه تاب و یارا که باذات تو دعوی همسری کند و دم انا الحق زند زین قصه اشارت بدعوی همسری باذات بگذرم یکسو شوم سخن میشود بلند اشارت بانکه ۵ چه نسبت خاک را با عالم پاک قوله

گه طره مینمائی و گه طنز میزنی	ما نیستیم معتقد مرد خود پسند

طنز افسون و نازه قوله

ز آشفتگی حال من آگاه کے شود	آنرا که دل نگشت گرفتار این کمند

آشفتگی پریشانی آگاه واقف این کمند بکمند عشق قوله

بازار شوق گرم شد آن شمع رخ کجاست	تا جان خود بر آتش رویش کنم سپند

بازار شوق گرم شد سلطان عشق غلبه نمود آن شمع رخ اشاره بمعشوق سپند کردن فدا نمودن قوله

جائے که یار ما بشکر خنده دم زند	اے پسته کیستی تو خدارا بگر مخند

شکر خنده خنده شیرین و تبسم و خنده که از خوشی باطن آید و دم زدن بشکر خنده کنایه از خندیدن و مراد از ان متجلے شدن پسته نام میوه که دہن او کشاده باشد اینجا مراد سالک دہن دریده خدارا برائے خدا بخود مخند اظهار عظمت و لاف خودی مزن قوله

حافظ چو ترک غمزهٔ خوبان نمیکنی	دانی کجاست جائے تو خوارزم یا خجند

چو ترک غمزهٔ خوبان نمیکنی چون از نظر بازی باز نمی آئی خوارزم نام شهرے خجند نام شهرے در بلاد ما وراء النهر غزل

آنرا که جام صافی صهباش میدهند	میدان که در حریم حرم جاش میدهند

صهبا شراب معنے آنست کہ آنکسے را کہ جام شراب محبت حقیقی عطا نمایند یعنی بعشق آشنا گردانند البتہ و بالیقین بدان کہ بمقام معرفت مرا ورا بار دہند **قولہ**

روز ازل بمردم قلاش میدہند	صوفی مباش منکر رندان کہ راہ عشق

صوفی مقلد و زاہد رندان عاشقان مردم قلاش عاشق بیباک یعنی عارف اسرار عشق غیر از عاشق نمی تواند شد **قولہ**

امروز ہر کہ وعدہ بفرداش میدہند	از لذت حیات ندارد تمتعے

از لذت حیات معنی این بیت آنست کہ از لذت دنیا ہیچ سودے نیست مرا ورا کہ بموجب مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى امروز مشاہدۂ محبوب حقیقی حاصل نمود و بوعدۂ فردا راضی شد **ساقی** مرشد و وعدۂ ایزدی **ع** مرا ساقی از وعدۂ ایزدیست **بادہ گلرنگ مشکبوی** شراب محبت حقیقی **زحمت او باش** تصدیع کمال و بے محابا **مطرب** مراد مرشد کہ کلامش طرب افزای مسترشدان نشست **پردۂ عشاق** پردۂ سرود و پردہ ازان گویند کہ ماہیت آن از نا اہلان مخفی است کہ السماع سر بین اللہ وعبدہ لا یطلع علیہ غیرہ و اصل ہمہ دوازدہ پردہ یکے را عشاق نامست اینجا سخنان عشق و محبت **بلینوا** فقیر و مفلس **نوا** توشہ یعنی در احوال عاشقان سازش کن و سخنان عشق از ایشان دریغ مدار و بغمخواری درویشان کوش کہ تیمارداری بینوایان اجریست عظیم و رسمے است قدیم **ترک جنت و فردوس میکنند** یعنی استفہام است اے ترک جنت و فردوس میکنند اگر بوصل محبوب مقرر سازند **غزل**

نرود کارش و آخر بخجالت برود	از سر کوے تو ہر کو بملامت برود

از سر کوی تو یعنی از سر عشق تو **بملامت برود** بسبب توقف طول شدہ باز گردد **نرود کارش** کار او پیش نرود و بحصول مدعا نرسد **آخر بخجالت برود** آخر الامر بخجالت باز گردد کہ جز سر کوی تو جاے نیست یا آنکہ شرمندہ شود **قولہ**

کہ بجاے نرسد گر بضلالت برود	سالک از نور ہدایت طلبد راہ بدوست

معنی این بیت آنست کہ سالک باہوش طلب راہ بردن بدوست از نور ہدایت می طلبد کہ مَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ **ع** نشاید ترا جز تو یافتن بہ و کسے کہ بخودی خود خواہد کہ براہ بدوست برد ہرگز بجاے نرسد بل بضلالت افتد **قولہ**

اے پادشاہ ازین غزل در نسخ موجود باز نمے شود ۱۲

گردی آخر عمر از می و معشوق بگیر | حیف اوقات که یکسر بطالت برود

آخر عمر عمر مابقی حیف افسوس یکسر سراسر معنے این بیت آنست که بسیاری از عمر بلہو و لعب بسر بردے اکنون عمر مابقی را در عشق و محبت الٰہی و مشاہدۂ محبوب حقیقی صرف کن و لذت عمر بچش افسوس کلی باشد که ہمگی عمر مصروف بلہو و لعب گردد و لذت عمر که مشاہدۂ محبوب است چشیده نگردد **قوله**

اے دلیل دل گم گشته خدارا مددے | که غریب ار نبرد ره بدلالت برود

دلیل راہبر دلالت رہنمائی مراد مرشد و فضل حقیقی غریب سالک که از وطن مالوفه که عالم اطلاقست دور افتاده و یا بحکم کن فی الدنیا کانک غریب او کعابری سبیل معنے این بیت آنست که اے مرشد و اے فضل ازلی حسبتہ للہ توجہے نما و مددے فرما و این گم گشته را راہے نما که غریبے راه گم کرده ام و از گم گشتگی ره بسوے نیاورده و غریب چون راه گم کند برہنمائی رہنما بمقصد رسد **قوله**

حکم مستوری و مستی ہمه بر خاتمه است | کس ندانست که آخر بچه حالت برود

مستوری کنایت از طاعت مستی معصیت خاتمه عاقبت بخیر کس ندانست معلوم کسے نیست آخر بچه حالت برود سرانجام چون شود بخیر یا ببدی **قوله**

سالکانے که بود بدرقه اش لطف خدا | بتجمل بنشیند بجلالت برود

سالک طالب حق بدرقه راہبر و رفیق بتجمل بنشیند نشستن بتجمل باشد بجلالت برود و رفتن او بسرعت باشد حاصل آنست اگر عوارضے و توقفے پیش آید سکونت ورزند و تحمل کنند و چون از انجا بر آمدند بیک لمحه راه صد ساله طے نمایند **قوله**

حافظ از چشمۂ حکمت بکف آور آبے | بو که از لوح دلت نقش جہالت برود

چشمۂ حکمت عشق و محبت آبی کنایه از عجز و شکستگی بو باشد جہالت خودبینی و خود پرستی **غزل**

آنکس که بدست جام دارد | سلطانی جم مدام دارد

آنکس که بدست جام دارد یعنے ہر که در مشاہدۂ محبوب حقیقی است سلطانی جم مدام دارد و او را مدام سلطانی جم است و اطلاع بر مغیبات جام روے محبوب که ع ساغر انداز در عارضش کردیم ؎ باده خوردیم و این ترانه زدیم ؎ و نیز کنایت از صفائی جم جمشید که چون مغلوب دارا شد جام ساخت که در ان احوال ملک دارا معلوم شد تا بر مصلحتے که او مے کرد این در دفع آن میکوشید و نزد بعضے کتابی ساخت

در علم تنجیم نامش جام جم نہا دچون بعد از جم سکندر رسید جام را شکست آئینہ ساخت معنی آنست کہ ہرکس کہ صفائی دل حاصل نمود بر جم سلطانست زیرا کہ جم از جام احوال ملک دارا معلوم میکرد سالک از صفائے دل احوال تمام عالم در مے یابد **قولہ**

آبے کہ خضر حیات زو یافت	در میکدہ جو کہ جام دارد

میکدہ عالم عشق و قلوب انبیا کہ منشأ محبت اند جام دل و دل مرشد معنے آنست کہ اگر طالب آن آب ہستی کہ خضر علیہ السلام زندگی جاوید یافت پس آنرا در عالم عشق بجو و آن خود در دل تست **قولہ**

سر رشتہ جان بجام بگذار	کین رشتہ ازو نظام دارد

جام مرادے عشق از ذکر سبب وارادۂ مسبب لے جان را سرمست بادۂ ازلی ساز داین رشتہ اشارہ بجان ازو اشارہ بے نظام جمعیت و آراستگی **قولہ**

ما و مے وزاہدان و تقوے	تا یار سر کدام دارد

یعنے ما و میخواری کہ کنایت از عشقبازیست یا اختیار طریقۂ ملامت وزاہدان و صلاح و تقوے یا اختیار طریقۂ مشیخت باید دید کہ محبوب بملتفت بکیست و لطف او شامل حال کہ **قولہ**

بیرون زلب تو ساقیا نیست	در دور کسے کہ کام دارد

بیرون سوائے لب مراد لطف ساقی تو شانندہ کسے کہ کام دارد یعنے کسے کہ مستغرق می نوشی استاے نوشیدن شراب مشاہدۂ جمال تو مشغول است ساقیش بغیر از لطف تو نیست و نخواہد بود **قولہ**

نرگس ہمہ شیوہ ہائے مستی	از چشم خوشش تو وام دارد

نرگس مراد عاشق و سالک طال اللسان شیوہائے مستی شوخی و بے باکی و شطحیات از چشم خوش تو وام دارد از مشاہدۂ ذات تو حاصل نمودہ حاصل بیت آنست عاشق اینہمہ جوش و خروش از مشاہدۂ ذات سراسر استغنائی تو حاصل نمودہ **قولہ**

ذکر رخ و زلف تو دلم را	وردیست کہ صبح و شام دارد

رخ ذات دو حدت زلف صفات و کثرت حاصل بیت آنکہ یعنے دلم را ورد شبانگاہ بیان ذات و صفات و حدت و کثرت تو اے مدام در یاد تو **قولہ**

بر سینۂ ریش دردمندان	لعلت نمکے تمام دارد

دردمندان عاشقان لعل کنایت از لب مراد صفت متکلمی نمک کنایت از عتاب اشارہ بکریمہ

انّہٗ کَانَ ظَلُوۡمًا جَھُوۡلًا قولہ

حسن تو دو صد غلام دارد	در چاہِ زنخ چو حافظ ایجان

چاہ زنخ اشارت بتعینات چنانچہ چاہ زنخ زیبدہ حسن صوریست تعین مظہر حسن معنویست مراد از تعین معشوق مجاز ایجان یعنے اے محبوب غلام عاشق غزل

باز با دلشدگان ناز و عتابے دارد	آنکہ از سنبل او غالیہ تابے دارد

یعنے آن محبوبے کہ از خوشبوے سنبل زلف او غالیہ تاب میخورد باز با عاشقان ولدادہ نازے وعتابے دارد لے اعراض واستغنا قولہ

چہ توان کرد کہ عمرست وشتابے دارد	از سر کشتۂ خود میگذرد ہمچون باد

از سر کشتۂ خود از نزدیک عاشقان خود کہ کشتۂ تیغ عشق اند میگذرد ہمچون باد بسرعت تمام میگذرد ومتوجہ نمیشود چہ توان کرد مانعش نمیتواند شد وعلاج آن چہ توان نمود عمر یست شتابی دارد مانند عمر عزیز ست اما وفاے ندارد وبسرعت تمام گذرندست قولہ

آفتابے ست کہ در پیش سحابے دارد	ماہ خورشید نمایش ز پس پردۂ زلف

ماہ خورشید نمایش ذات خورشید مثال آنمحبوب ز پس پردۂ زلف در اشباح تعینات آفتابیست کہ در پیش سحابے دارد وبمنزلۂ آفتابیست کہ در ابر درآید قولہ

روشنست اینکہ خضر بہرہ سرابی دارد	آبحیوان اگر اینست کہ دارد لب یار

آبحیوان آب حیات کہ موجب بقاست سراب دھوکہ حاصل بیت آنست آبحیات سرچشمۂ معرفت است نہ چشمۂ آب خضر علیہ السلام کہ چشمۂ آبخضر پیش چشمۂ آب معرفت ہمچون سرابیست نمودے بود اے لاینفع وہیچ اے عزیز حیات از عشق دان وممات بے عشق مے شناس ہر کہ بچشمۂ عشق رسید زندۂ ابد گشت فَلَنُحۡیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً اشارہ بدین حیوۃ است وسائر حیاتہا دیگر مضبوط قبضۂ اجل باشد کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَۃُ الۡمَوۡتِ قولہ

تا سہی سرو ترا تازہ بآبے دارد	چشم من کرد بہر گوشہ روان سیل سرشک

سیل سرشک کثرت گریہ سہی سرو کنایت از قامت مراد وجود سہ چیست قامت فی المثل یعنی وجود وحاصل این بیت بمضمون این مصراع ستداست کہ سہ بے تقاضای نظر احسن توافزون نشود قولہ

غمزهٔ شوخ تو خونم بخطا مے ریزد | فرصتش باد که خوش فکر صوابے دارد

غمزهٔ شوخ کنایت از اخفا و نیز تجلی قهاری خونم بخطا مے ریزد یعنی بغلط خون ما ریزد چرا که دوستدار را کشتن محض خطاست فرصتش باد یعنی هیچ مزاحمتے مراو را مباد و هیچ متعرض نشیوم الارادة ترك الارادة فکر صوابے دارد چه ملک ملک اوست و فرمان فرمان اوست قوله

چشم مخمور تو دارد ز دلم قصد جگر | ترک مستست مگر میل کبابے دارد

چشم مخمور تجلی ذاتی سراسر استغنا – قوله

جان بیمار مرا نیست ز تو روے سوال | اے خوشا آن خسته که از دوست جوابے دارد

جان بیمار جان فریفته روے طاقت خوشا بسیار خوش از دوست جوابے دارد با دوست همکلام باشد قوله

کے کند سوے دل خستهٔ حافظ نظرے | چشم مستت که بهر گوشه خرابے دارد

چشم مستت ذات سراسر استغنا غزل

از دیده خون دل همه بر روی ما رود | بر روے ما ز دیده چگویم چها رود

معنے آنست که اندوه غم من بجاے رسید که از دیده همگی خون دل مے بارم و آنچه ازین کثرت زاری و خونباری بر روئ من روے میدهد معرا از بیان است قوله

ما در درون سینه هواے نهفته ایم | بر باد اگر رود سر ما زان هوا رود

هواے نهفته ایم محبتے داریم نهان زان هوا رود یعنے غیر از آن محبت که در سینه داریم نخواهد بود قوله

بر خاک راه یار نهادیم روے خویش | بر روے ما رواست اگر آشنا رود

یعنی روے خود را فرش راه محبوب ساخته ایم اگر آن محبوب بر روے ما قدم نهد عین لطف است قوله

سیلے ست آب چشم بر و هر که بگذرد | گر خود دلش ز سنگ بود هم ز جا رود

سیلست آب چشم آب چشم من بمنزلهٔ سیل است برو هر که بگذرد هر که آنرا معاینه کند گر خود دلش ز سنگ بود اگر دل او خود سنگ ره بود هم ز جا رود جنبش کند اے مهربان شود قوله

ما را بآب دیده شب و روز ماجراست | زان رهگذر که بر سر کویش چرا رود

با آب دیده گریه و زاری ما جرا گفتگو و جنگ زان رهگذر براے آنکه بر سر کویش چرا رود مبادا که

غبار خاطر و بار دلش شود قوله

اگر ماه مهر پرور من در قبا رود	خورشید خاوری کند از رشک جامه چاک

خورشید خاوری خورشید که طلوعش از شرق ست جامه چاک کند گرفتار غم و الم گردد ماه مهر پرور معشوق در قبا رود اے بآرایش و زیبایش درآید قوله

چون صوفیان بصومعهٔ دار الصفا رود	حافظ بکوی میکده دائم بصدق دل

میکده عشق صومعهٔ دار الصفا صومعهٔ که دار الصفا خانهٔ باد ست رود متعلق بکوے میکده غزل

عمر بگذشته به پیرانه سرم باز آید	اگر آن طائر قدسی ز درم باز آید

طائر قدسی محبوب حقیقی ز درم باز آید بر ما ظهور کند و جلوه نماید معنے مصرع ثانی آنکه از سر نو جوان گردم قوله

برق دولت که برفت از نظرم باز آید	دارم امید بدین اشک چو باران که دگر

یعنے ازین گریه که بمنزلهٔ باران شده اُمید قوی دارم که آن برق دولت که مشاهدهٔ محبوب ست و از مدتی از نظر ما رفته اے از چشم ما نهان گردیده باز رو نماید چرا که هر جا که بارانست البته نمایش برق آنجاست قوله

پادشاهی بکنم گر بسرم باز آید	آنکه پیشش بنهد تاج تکبر خورشید

آنکه پیشش بنهد تاج تکبر خورشید یعنے آن محبوبے که خورشید پیش او بنده ایست ذلیل پادشاهی بکنم کوس سلطنت زنم اگر بسرم باز آید اگر بر ما کرم کند و متجلی شود قوله

شخصم ار باز نیاید خبرم باز آید	خواهم اندر عقبش رفت بآن یار عزیز

خواهم اندر عقبش رفت بآن یار عزیز در طلب او خواهم رفت متم بآن یار عزیز شخصم ار باز نیاید اگر بمطلوب خود فیروز نگردم خبرم باز آید نام من جاری گردد و باقی ماند قوله

گوهر جان بچه کار دگرم باز آید	گر نثار قدم یار گرامی نکنم

گوهر جان اضافه بیانیه چه کار دگرم باز آید که بهتر ازین کار کارے نیست قوله

ور نه گر بشنود آه سحرم باز آید	مانعش غلغل چنگ ست و شکر خواب صبوح

چنگ مراد عارف که آوازش راحت افزاے عاشقانست شکر خواب خوابے که بعد صبوح کنند و خواب خوش معنے آنست که مانع ارتفاع حجب از میان طالب و مطلوب دو چیز است یکے

گفتگوے عارفان دوم غفلتِ غافلان وگرنہ طلب بجاے میرسید وسراز دریچہ برمیکشید یعنی مردم دو طائفہ اند از انام یکے خاص دوم عام خواص را گفتگوے شان مانع گشتہ وعوام را غفلت شان قولہ

گرببینم مہ نو از سفرم باز آید	کوس نو دولتی از بام سعادت بزنم

مہ نو محبوب باعتبار حسن روز افزون یعنی از روے سعادت کوس نو دولتی زنم کہ از سر نو بدولت رسیدم اگر آن ماہ نو از اخفاء بظہور آید قولہ

ہمتے تا بسلامت ز درم باز آید	آرزومند رخ شاہ چو ماہم حافظ

حافظ خطاب بدل یعنے اے دلِ من آرزومند رخ آن شاہ کہ در حسن وجمال چون ماہ ہست ہم ہمتے توجہے خطاب بدل یا بمرشد۔ غزل

ور از طلب بنشینم بکینہ برخیزد	اگر روم ز پیش فتنہا برانگیزد

اگر در طلب او دایم ودم از محبت زنم نزول بلاہا وآفتہا بر ما نماید اذا احب اللہ عبدا ابتلاہ واگر از طلب باز آیم والتفت بدیگرے کردم بعداوت برخیزد وبخصومت پیش آید قولہ

چو گرد در رہش افتم چو باد بگریزد	وگر برہگذرے یکدم از وفاداری

ہواداری

ہواداری دوستداری چو باد بگریزد متنفر شود قولہ

ز حقہء دہنش چون شکر فرو ریزد	وگر کنم طلب نیم بوسہ صد افسوس

بوسہ عبارت از حصول استعداد وقبول کیفیت کلام صوری ومعنوی ونیم بوسہ یکے ازین ہر دو ونیز بوسہ عبارت از وصل کہ از مقتضیات اوست ونیم عبارت از قلت بموجب محاورہ چون گویند فلان نیم خر مہرہ نمیدہد ز حقہ دہن اضافۂ بیانیہ مراد ازان کلام وصفت متکلم صد شکر صد عتاب وصد سخن خشم آلود کہ بر عاشقان بمنزلۂ شکر است یا آنکہ مراد از شیرین است ع جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا قولہ

بس آبروے کہ بر خاک رہ فرو ریزد	من آن فریب کہ در نرگس تو مے بینم

فریب مراد غمزہ وحرکات چشم کہ فریبندۂ عاشقان ہست نرگس چشم مراد ذات چون حرکات چشم تو کہ شیوۂ حسن است بیک چشم زدنے عالمے را برہم میزند ملامت کردن درین باب حاجت نیست بضرورت چون تو چشم مارا بدین ظرافت بگردانی وغلغلہ در ملکوت اندازی چہ جاے توبہ وتقوے وزہد وسلامت جان مسکین من است قولہ

چه گویمش که چرا با کسان بیامیزی	چنان کند که سرشکم بخون بیامیزد

چندان عتاب و خطاب کند و دوری گزیند که بجاے اشک خون گریم قوله

فراز و شیب بیابان عشق دام بلاست	کجاست شیردلے کز بلا نپرهیزد

فراز و نشیب بلند و پست مراد تصدیعات و آفات دام بلاست موجب گرفتاری و بخبت شیردلی عاشق لاابالی کز بلا نپرهیزد که ترک اندیشهٔ این بلاها نماید قوله

تو عمر خواه و صبوری که چرخ شعبده باز	هزار بازی ازین طرفه تر برانگیزد

شعبده باز بازیگر طرفه تر نادر ازین اشاره باین که اول نوید لطف بعشق خود آشنا ساختن بعده از روی استغنا به بلای هجران مبتلا کردن حاصل بیت آنست که تو زندگی خواه و صابر باش که اگر زنده خواهی ماند اینچنین هزار طرفه خواهی دید قوله

بر آستانهٔ تسلیم سر بنه حافظ	که گر ستیزه کنی روزگار بستیزد

آستانهٔ تسلیم اضافه بیانیه یعنی بمقام تسلیم و تسلیم رضا دادن بحکم حق ستیزه کنی دم بچون و چرا زنی روزگار بستیزد زمانه ترا هلاک کند و ترا از محبوب دور اندازد غزل

اگر بادهٔ مشکین دلم کشد شاید	که بوے خیر ز زهد و ریا نمے آید

بادهٔ مشکین عشق که رائحهٔ او دماغ عاشقان را معطر دارد دلم کشد مائل شود شاید بجاست معنی مصراع ثانی آن که هیچ ازین زهد ریائی هیچ حصول نمیتوان نمود جهانیان خلائق من آن کنم که خداوندگار فرماید که وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ خلق کریم که خلق حق تعالے گنه بخشد ان الله غفور رحیم مقیم ساکن حلقهٔ زلف اشاره بوجود یا مقام عشق که حلقهٔ ز سر زلف یار بگشاید بجاهدات تمام حجاب از روے نگار بگشاید و بے حجاب روے جانان مطالعه نماید ترا خطاب بمعشوق و نیز بخود حسن خدا داد ازلی و نیز اوصاف جمیله و کمالات جلیه مشاطه ات بیاراید و صانع بمدح موصوف کند محتاج آرایشے و وصف صانع نیستی چمن مراد دنیا و وجود هوا موسم جوانی و زندگی دلکش فرحبخش می بغش است محبت خاص از آمیختگی غیر کیفون بجز دل خوش در نظر نمی آید الحال بهتر همین است که دل را خوش باید داشت و از غیر معرض ساخته با و مشغول باید ساخت این چمن دنیا از سر و مراد عاشقان آزاد لاله محبوبان گل رو جمیله عورتے صاحب جمال عروس جهان اضافه بیانیه هشدار بهوش باش این مخدره اشاره

بعروس جهان و مخدره مکار و غدار و بیوفا لا به تملق **ماه رُخ** محبوب کرشمه ظهور تجلی دلخسته عاشق درے **بزن** درخالق بزن و در زدن طلب فتح باب کردن **بوسهٔ تو رُخ ماه را بیالاید** یعنی وصل تو و ملاقات تو که گرفتار صفات بشریه هستی تیرگی برما آرد و این از جهت کبریائی ست چنانچه در عرف گویند که دست بدامن ما مزن که دامن آلوده گردد والا نه ذات حق از قبول تیرگی منزه ست **غزل**

فرخنده سرے آنکه بچوگان تو یابند	اے دولت گوے که بمیدان تو یابند

گوی مراد عاشقی که گوے وار سرگردانست **میدان** اشارت بصحراے محبت **چوگان** مراد عشق باد کنایه از مرشد و فضل ازلی **تن آتش زده** سوخته کورا اشارت به با داست **گذری بر سر ایوان تو یابند** مراد ورا بایوان خلوت قرب باشد **گم شده دلها** دلهاے عاشقان که درعشق گم شده اند **شبستان** جاے شب باشی مراد محل درهم **شده** سرگشته و خراب **زلف پریشان** که جذبهٔ محبت هرکس یعنے هر عاشقے در ایام تو در دور محبوبیت **تو خاکش شده در وادی هجران تو یابند** علة جانسپاری او غیر از جدائی تو نباشد **هر دل که جنون از سر گیسوے تو گیرد** - گیسو مراد راه و طریق یعنی هر دلے که جنون از راه طلب تو پیدا کرده **در سلسلهٔ زلف گره سان تو یابند** - سان مانند یعنی مقید و گرفتار جذبهٔ محبت تو یابند آنان اشاره بعاشقان **طلعت خورشید** چهرهٔ تو و این خطاب بمحبوب است **طالع شده از عطف گریبان تو یابند** از گریبان تو یعنے از پردهٔ حجب ظاهر نمایان مشاهده کنند کسے یعنے عاشقی اقبال جمالت بتوجه مشاهدهٔ جمال تو **افتاده سحر که بشبستان تو یابند** سحرگاهان افتاده درگاه تو یابند اے مستغرق مشاهدهٔ جمال تو **هر خون که در ایام همایون تو ریزند** هر عاشقے که در دور تو کشته شود **جوشان بدل ساغر و میدان تو یابند** جوشنده در محبت و خروشنده در عشق تو **میدان خانهٔ مے** چون قلمدان کنایت از خم و صراحی و از ساغر چیزے که درو مشاهدهٔ انوار غیبی کنند و نیز روے معشوق و از خم و صراحی وجود معشوق **هر دل که کبابش ز تمناے تو سازند** هر دلے را که در عشق تو کباب کنند و غرق خون سازند **بریان چو کبابش بسر خوان تو یابند** سرانجام همچون کباب بریان و سوزان بخوان محبت تو یابند فردا روز حشر **شهیدان تو** یعنے عاشقان تو که کشتهٔ تیغ عشق تو اند قال ع من عشق وعف وکتم ومات فمات شهیدا **دربان** کنایه از ابلیس که حاجب خلوتسراے وحدت است **یکران** اسپ سم یکران جذبهٔ اسپ عشق

له این غزل تمام وکمال در نسخ موجود نیست ۱۲

له جانب ۱۲

غزل- اے بسرِ دولتِ باقی با دب یافتہ اند ✤ در طلب باش کہ آنہا بہ طلب یافتہ اند ✤

اے برادر تصوف کہ طریقۂ درویشی است سراسر ادبست ابو حفص گوید التصوف کلہا ادب لکل وقت ادب ولکل مقام ادب ولکل حال ادب فمن لزم آداب الا وقات بلغ مبلغ الرجال ومن ضیّع الادب فہو بعید من حیث یظن القبول تصوف جملہ آداب است کہ ہر وقتے و مقامے و حالے را ادبست ہر کہ ملازمت ادب اوقات کند بدرجۂ مرادات رسد و ہر کہ آداب ضائع کند او دور باشد از پندار نزدیکی و مردود باشد از گمان بدبردن بقبول حق تعالے و ادب کار مردان نیست قال اللہ تعالیٰ والحافظون لحدود اللہ و آداب بر دو نوع است ظاہری و باطنی ظاہری ترک معصیت نسبت زیرا کہ اگر کسے در نظر مردمان معصیت میکند و شرم ندارد و چون نظر مخلوقان مساوی میکند اورا بے ادب گویند پس ہر کہ در نظر خالق کہ آفریدگار ہمہ است معصیت کند بے ادبی بود پس آنکہ ترک معصیت نمیکند از دو وجہ خالی نیست یا اعتقاد او اینست کہ خدا اورا نمے بیند و این اعتقاد کفر است و اگر میداند کہ خدا مے بیند باوجود این ترک معصیت نمیکند نہایت بے خوفی و بے ادبی بود اکنون بداں کہ ادب دو نوع است ظاہری و باطنی ظاہری ترک معصیت یعنی جملہ اعضا و جوارح خود را در حفظ شریعت دارد و خویش خود را مامور امر شرعی داند و ادب باطنی صفائے باطن از جمیع صفات ذمیمہ ظاہر و باطن و سرًّا و علانیۃً بحق مشغول باشد کہ اَلْاَدَبُ مَعَ اللہِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃِ و ادب طریقۂ نبویست کہ قال علیہ السلام ادبنی ربی فاحسن تادیبی پس تحقیق ہر کہ بے ادب باشد بخدا بار نیابد چنانچہ نقلست کہ روزے بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ گفت بعضے از اصحاب خود را کہ برخیز و بیا کہ برویم بدیدن مردے کہ خود را بولایت و زہد شہرت دادہ و مردم قصد زیارت او مے کنند چون رفتند آن مرد از خانہ برون آمد و بمسجد اندر آمد و آب دہن خود بسوئے قبلہ انداخت سلطان چون آن حال بدید سلام ناکردہ بازگشت و گفت این مرد را ادبے از ادب رسول امین نیست و این ادب رعایت نکرد پس چگونہ امین باشد بر دعوی زہد و ولایت و معرفت این دعوی او باطلست ابجد عشق تختۂ عشق اب پدر و اب و جد اسلاف حسب شرافت کسے چون علم و زہد و تقویٰ و عشق تا توانی در حصول عشق سعی نما و از پا و خدا جدا مباش ہر کہ درین راہ بمراتب رسید بدولتِ عشق رسید و عجب و خود بینی را ترک دہ کہ این سعادت بتوقف بہ خویشی و بنسب نیست از اینجاست ؎

چو کنعان را طبیعت بے ہنر بود ✤ پیمبر زادگی قدرش نیفزود ✤ ہنر بنما اگر داری نہ گوہر ✤ گل از خارست

[margin notes:] این غزل در نسخ موجود و یا نسخ مقدمہ ۱۲ — [illegible]

ابراہیم زآذرش ودوم از خویش مترن خود بینی بگذار مست غفلت مشولے گرفتار غفلت مباش واگر مبتلا مرض غفلت ماندہ کہ فی قلوبھم مرض باید کہ بدوائے آن کوشی کہ ان العلاج باضدادہا یعنی ذکر کردن حق بشیار اذکروا اللہ ذکرا کثیرا لعلکم تفلحون فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلے جنوبکم۔ قال ابن عباس ات بالذکر اللیل والنہار فی البر والبحر والسفر والحضر والغنا والفقر والمرض والصحۃ والسر والعلانیۃ وذکر بر سہ نوعست لسانی وقلبی وروحی کہ ذکر اللسان سوستہ وذکر القلب سوستہ وذکر الروح راحۃ وبرائے ذکر وقت مخصوص نیست ہر وقت کہ خواہد کند اما بہترین اوقات شب است بچند نوع اول فراغت دل از مشغولی کارہا۔ دوم دوری از ریا۔ سیوم شب بیداری کہ یا ایہا المزمل قم اللیل و ہر فیضے کہ دوستان حق را شدہ است بشب یا بسحر کہ امید وست خطاب عاشق ارباب حضور عاشقان روشنائی و عا مشاہدہ معشوق کہ صفا بخش دل عاشقانست ول شب نیم شب منزلت مرتبہ و قرب غزل

آن کیست کز روے کرم باما وفاداری کند	بر جای بدکاری چو من یکدم نکوکاری کند

معنے آنست کہ کیست آن کسے کہ از روے لطف وکرم درین حالت پر ملالت رفاقت ما نماید و بر جحوحین پر معصیت رحمے نماید و مارا بمراد او رساند کہ ع ما للغریب سوی الغریب انیس قولہ

اول بہ بانگ چنگ و نے آرد بدل پیغام وے	وانگہ بیک پیمانہ مے با من ہوا داری کند

گویند لیکن

اول بہ بانگ چنگ مے سنے اول بآیات واخبار واقوال سلف کہ مشتمل بر نوید باشد آرد بدل پیغام وے مژدہ بما رساند وتسکین دل حزین این مسکین نماید وانگہ بیک پیمانہ مے بعدہ بیک جام عشق باما وفاداری کند مارا مدد سے نماید قولہ

دلبر کہ جان فرسود ازو کام دلم نکشود ازو	نومید نتوان بود ازو باشد کہ دلداری کند

دلبر کہ جان فرسود ازو یعنی محبوبے کہ جان این بیچارہ غمین در شدائد وبلیات عشق او بفرسود کار دلم نکشود ازو وہیچ کشایشے از ان بکار من رو ننمود نومید نتوان بود ازو وبا اینہمہ از جناب محبوب امید منقطع نتوان کرد باشد کہ دلداری کند شاید کہ روزے بدلداری این دلدادہ کوشد و رحمے نماید کہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ قولہ

گفتم گرہ نکشودہ ام زین طرہ تا من بودہ ام	گفتا منش فرمودہ ام تا با تو طراری کند

طرہ پریشانی وشدائد عشق یعنی روزے بآن محبوب عرض نمودم کہ لے دلدار غمگسار از ان روزی

که گرفتار دام عشق تو گردیده ام تا حال بنوعے روے خلاصی ازین شدائد و بلیات نیافته ام گفتا منش فرموده ام تا با تو طراری کند گفت اے محبوب من این شدائد و محن را بنام تو نامزد کرده ام تا بتو عیاری و چالاکی کند۔ قوله

پشمینه پوش تندخو کز عشق نشنیده است بو	از مستیش رمزے بگو تا ترک هشیاری کند

پشمینه پوش تندخو زاهد مرائی گرفتار بحث و جدال اشاره بمنکر کز عشق نشنیده است بو که از عطر عشق بوے بمشامش نرفته یعنی محروم العشق است از مستیش رمزے بگو از مستی شراب عشق اندکے با او بگو تا ترک هشیاری کند تا ازین زهد و ریائی باز آید قوله

چون من گدای بے نشان مشکل بود یاری چنان	سلطان کجا عیش نهان با رند بازاری کند

گدائے بے نشان مفلس بے سر و سامان یاری چنان یعنی معشوق محبوبانه سراسر استغنا سلطان کجا عیش نهان با رند بازاری کند اے بادشاه کے با رند بازاری عیش نهان کند وا ورا در خلوت خاصش بار دهد قوله

زان طرهٔ پرپیچ و خم سهلست اگر بینم ستم	از بند و زنجیرش چه غم آنکس که عیاری کند

زان طرهٔ پرپیچ و خم اے جذبهٔ عشق تو که سراسر شدائد و بلیات است سهلست گر بینم ستم اگر جفا ها دیدم و ستمها ستوا تر بما میرسد بر ما آسان است ای ملول نمیگردم و به تنگ نمی آییم چراکه از بند و زنجیرش چه غم آنکس که عیاری کند که مر عاشق را ازین تحمل شدائد و بلیات غمے نیست که عاشقی زنجیست مر دانرا لبیند احسنت + سلسله بند است و شیر انرا بگردن زیور است + قوله

شد لشکر غم بیعدد از بخت میخواهم مدد	تا فخر دین عبد الصمد باشد که غمخواری کند

بیعدد بے نهایت عبد الصمد کنایه از مرشد که بحق باقی باشد قوله

با چشم پرنیرنگ او حافظ مکن آهنگ او	کان چشم شوخ و شنگ او بسیار مکاری کند

یعنی اے حافظ خیال و عشق آن چشم جادو وانه او مکن که آن چشم جادو وانه شوخ و بیباک او سراسر مکار است که شیوهٔ او همین است که هر کسے که پیش او آید او دل بنگاه آشنا دل او بر باید بعده بنظر قهر بخاک یکسان کند

غزل

آن کس یار کز وی خانهٔ ما رشک پری بود	سر تا قدمش چون پری از عیب بری بود

یار الشمس نقلان

[illegible]

ضمیر شین بران یار فروکش کنم این شهر درهمین شهر اقامت کنم و شهر کنایه از دنیا و وجود بنویس
لذت مشاهده او بیچاره داشاره بدل یارش سفری بود که آن تجلی نمودار گردید و مخفی شد تنها نه زراز دل ما
پرده براُفتاد یعنی تنها نه این راز دل ما که کنایه از عشق است اشتها یافت و مشهور گردید بلکه شیوه فلک
از ابتدا پرده دریست که عاشقان را رسوا میکند و در معرض انتقامی گذارد حسن جمال صوری ادب حسن اخلاق
صاحب نظری معرفت نیک و بد دوست و دشمن و صادق و کاذب معنی بیت آنست یعنی آماده
خرد ... این بیت با وجود حسن صوری و حسن اخلاق و تمیز نیک و بد دوست و دشمن و صادق و کاذب است چنگ
دست ... ضمیر شین به محبوب اختر بدمهر طالع نافرجام بد بر بد جدا ساخت آری حکیم گردش در قمری بود
ای رفیع گردش فلکی تو استم کرد قوله عذرش بنه معنی آنست که ای دل من چون تو غریب و بینوا و مفلس
هستی اگر محبوب باحوال تو ملتفت نشد معذورش دار که او سلطان کشور حسن است و تو گدا و بادشاهان را
بگدایان ننگ است ۵ پادشاهی کامران بود از گدایان عار داشت اوقات خوش آن بود که با دوست بسر رفت
و عمر ... که با دوست بسر رفت در مشاهده دوست گذشت بیحاصلی لاینفع در دسری
تصدیع و رنج لب آب و گل و سبزه مقام دنیا که چون لب آب محل عبرت است که ۵ بنشین
بر لب جوی و گذر عمر ببین + دگلهای مصنوعات در و شگفته و چون سبزه فرحت افزای نظارگیان است
این گنج گهر اشاره بمشاهده محبوب است رهگذر سیل بود ثباتی و قراری نداشت قوله

خود را بکشد بلبل ازین غصه که گل را	با باد صبا وقت سحر جلوه گری بود

بلبل عاشق گل محبوب باد صبا ملک الموت وقت سحر آخر شب مراد دم واپسین یعنی از غیرت آنکه
دم واپسین میان طالب و مطلوب ملک الموت واسطه میشود عاشق خود را میکشد چه باشد پیش از من
از جلوه معشوق دیگری بهره ور گردد ۵ دهقان نچشنده میوه باغ + خواهد که برایگان خورد زاغ + گنج
سعادت مشاهده عرفان تیمن برکت غزل

آنکه رخسار ترا رنگ گل نسرین داد	صبر و آرام تواند بمن مسکین داد

نسرین نام گلی خوشبو و سفید گیسوی قسم است از موی زلف مراد عشق تطاول
دست درازی داد من غمگین داد مرا بانصاف توان رسانید فرهاد نام پهلوان کیکاوس شاه ایران
زمین و نام سنگتراشی که عاشق شیرین معشوقه خسرو شده بود چون آن میعاد یافتن شیرین

درمیان کوه راه بر دو کس افرستاد که دروغ با او گفت که شیرین بمرد شنیدن این حرف از کوه انداخت وجان شیرین داد **کنج قناعت** القناعة کنز لا یفنی القناعة الاکتفاء بالموجود وترک طلب المفقود آن اشاره بکنج زر این اشاره بقناعت از ره **صلوت** نظر بظاهر پیوست مستغرق لذات او شد **عمر خودش کابین** داد عمر خود را مراد اورا در وجه کابین ادای خود انگشت بعد ازین الحال **آننسر و بلند** محبوب حقیقی **فروردی** نام ماه بهار معنی این مصرع آنست خصوصاً اکنون که بآب پاشی لطف و فضل الٰهی چمن دل طراوت وتازگی گرفته وگلهای مشاهدات در در و نموده قوله درغم وغصه الخ یعنی اے قوام الدین از تو داد مے طلبیم که فراق روی تو دل ما را درغم وغصه دوران انداخت که از ان خون گردید۔

غزل

ابر آزاری برآمد باد نوروزی وزید — **وجه مے میخواهم و مطرب که میگوید رسید**

آزار نام ماهے ابر آزاری ابر بهاری وجه خرج **مطرب که میگوید** اے مطربے که سرود میکند قوله

شاهدان درجلوه و من شرمسار کیسه ام — **اے فلک این شرمساری تا بکے خواهم کشید**

شاهدان تجلیات جلوه ظهور من شرمسار کیسه ام چیزے نیست که نثار ایشان کنم قوله

قحط جود است آبروی خود نمی باید فروخت — **باده وگل از بهاے خرقه مے باید خرید**

جود یعنی بخشش ونیکی معنی بیت آنست که درین زمانه که قحط الرجال است وصاحب کرمے که عارف کامل است درنظر نمی آید بهر کس التجا نباید کرد وخود را بے آبرو و رسوا نباید ساخت مگر همین که خرقه زهد وتقوے را باید فروخت وشراب عشق ومشاهده معشوق باید خرید۔ قوله

غالباً خواهد گشود از دولتم کاری که دوش — **من نمیکردم دعا و صبح آمین میدمید**

غالباً اکثر والبته **دولت** مساعدت بخت و **گشودن کار** کنایت از حصول مطلب چراکه من دست بدعا برآورده بودم وصبح که هنگام استجابت دعاست میدمید این دلیلے است حمیده وفالے است پسندیده بر حصول مطلب **قوله**

دامنم گر چاک شد در عالم رندی چه باک — **جامه در نیکنامی نیز مے باید درید**

یعنی اگر در رندی که کنایت از میخوارسیت رسوای عالم شدم باکے نیست اما باید که الحال در نیکنامی نیز مشهور باید شد۔ قوله۔ **بالبے وصد هزاران خنده گل آید بباغ** ✤ یعنی محبوب من

بالب خندان گل مثال درمجلس دل نزول ننمود علتش غیران رانخواهد شد که گریه ما را استماع نموده باشد قوله

این لطائف کز لب لعل تو من گفتم که گفت	وان تطاول کز سر زلف تو من دیدم که دید

لطائف سخنان لطیف لب لعل تو یعنی عشق تو که گفت یعنی عاشقی هیچ نگفت تطاول دست درازی اشاره بشدائد و بلیات از سر زلفت یعنی در عشق تو که من دیدم که دید آنچه من کشیدم هیچ عاشقی نکشید قوله

عدل سلطان گر نپرسد حال مظلومان عشق	گوشه گیران را ز آسایش طمع باید برید

سلطان محبوب گر نپرسد حال مظلومان عشق بفریاد حال عاشقان نرسد گوشه گیران را ز آسایش طمع باید برید عاشقان را که از ما سوا گوشه گرفته اند امید راحت منقطع باید کرد حیثیت که چون عدل محبوب بفریاد عاشقان نرسد زاهدان را چه امید راحت قوله

تیر عاشق کش ندانم بر دل حافظ که زد	اینقدر دانم که از شعر ترش خون میچکید

تیر عاشق کش حربه سخت یعنی تیر عشق که عاشق کش است اینقدر دانم که از شعر ترش خون میچکید سخنان او گواه حال اوست که اینچنین سخنان غیر از خسته دل نیاساید غزل

اگر خدای[له] کسی را بیک گناه بگیرد	زمین بناله درآید زمانه آه بگیرد

بگیرد مواخذه کند برابر است که وکوه پیش حضرت مولا که عصیان اندک قلت طاعت کوه طغیانی گناه یا کثرت طاعت بکوه ببخشد با کثرت معاصی عفو کند گهی بکاه بگیرد یعنی با قلت طاعت مواخذه کند یا بگناه سهل مواخذه کند که ماه بر فلک از شومی گناه بگیرد گویند علت خسوف یکی کثرت معاصی بندگان است برای نمود قهر خود خسوف میکند تا بندگان از قهر الهی بترسند بدانند که این بیچارگان با وجود عدم ترک امر الهی از قهر ایمن نیستند وای بر ما که شب و روز در معاصی میگذاریم فردا روز حشر که دادخواه بگیرد مظلومی که دامنگیر تو گردد گه وداع هنگام رخصت مشابه حدرود یعنی آن محبوب راه بگیرد مانع راه شود شاه محبوب حقیقی بیدلان عاشقان زهره قدرت یارا طاقت پیش راه بگیرد یعنی مزاحم نشود غزل

اگر نه باده غم دل ز یاد ما ببرد	نهیب حادثه بنیاد ما ز جا ببرد

اگر باده عشق رقوم غم را از لوح دل نتراشد پس قریب است که غارت حوادث بنیاد وجود ما را محو و معدوم گرداند قوله

[له] این غزل در نسخ موجوده با دو نسخه ۱۲

رود آب بره داشک روان گردد ۱۲

وگرنه عقل بمستی فروکشد لنگر | چگونه کشتی ازین ورطهٔ بلا ببرد

عقل صحو مستی سکر فروکشد لنگر مددگار شود ورطه مقام عشق باید دانست که عاشق را هر دم حالت دگر است گاه سکر گاه صحو گاه نشیب گاه فراز اگر یک مقام باشد پس ازین ورطهٔ بلا که راه عشق هست چگونه خود را بسلامت ببرد وجه نوع قطع این راه نماید - قوله

فغان که با همه کس غائبانه باخت فلک | کسے نبود که دستے ازین دغا ببرد

غائبانه باختن چنان باشد که پس پشت حریف نطع شطرنج قرار کنند چون حریف دوم مهره روان کند او اعلام دهند که فلان مهره فلان خانه بفلان خانه روان کرد او بیا داعلام کند که بهمان و همین خانه روان کنید همبرین نمط حریف را بیا دمات کند این بازی را غائبانه نامند دستی ازین دغا ببرد برین غالب آید - قوله

دل ضعیفم ازان میکشد بطرف چمن | که جان زمرگ به بیماری صبا ببرد

چمن مجلس مرشد مرگ هجران که اشد از مرگ هست بیماری صبا اعانت عارف کامل که ازین هجران جان بسلامت برد قوله

نقصان

طبیب عشق منم باده خور که این معجون | فراغت آرد و اندیشهٔ بلا ببرد

طبیب عشق معالج مرض عشق باده خور بنوشی اشتغال نما این معجون اشارت بعشق فراغت آرد از ما سوا فراغ بخشد اندیشهٔ خطا ببرد اندیشهای لایعنی دور گرداند قوله

گذار بر ظلمات است خضر راهی کو | مباد کاتش ازین خاک و آب ما ببرد

ظلمات راه عشق که تاریک و مخوف و چشمهٔ معرفت درو مخفی خضر راه عاشق کامل که رهبر عاشقان است کاتش این آتش عشق خاک و آب ما ببرد وجود ما بسوزد قوله

بسوخت حافظ و کس حال او بیار نگفت | مگر نسیم پیامے خداے را ببرد

نسیم مرشد و لطف ایزدی و عنایت نبوی خداے را بواسطه خدا ببرد رساند غزل

بیا که ترک فلک خوان روزه غارت کرد | هلال عید بدور قدح اشارت کرد

ترک فلک مریخ مراد عشق هر جا که در آید زیر و زبر سازد خوان روزه کنایت ایام زهد و ورع هلال عید شهود مشاهدت دور قدح گردش پیاله معنے آنست که خود را میگوید که بیا و اصل حق باش و چیزے

دیگر بخاطر متراش که عشق بر بیگری را برهم زد و آن بلکه نمار کرد و اهل خود مستی اشارت که دلیس مستانه و آدارن راه در آ قوله

ثواب روزه و حج قبول آن کس برد ‌‌ ‌ که خاک میکدهٔ عشق را زیارت کرد

آن کس برد آن کسے را حاصل شد که خاک میکدهٔ عشق را زیارت کرد کسے که حصول عشق نمود - قوله

مقام اصلی ما گوشهٔ خرابات است ‌ ‌ خداش خیر دهاد آنکه این عمارت کرد

خرابات فنای صفات بشری هر کو بخرابات فشد بیدین ست و نیز مقام توحید یعنی مقام اصلی ما فناست خداش خیر باد و آن که او ما را بمقام فنا رسانید و نیز مقام اصلی ما مقام توحید ست که آنجا دوئی را گنجایش نیست خدا مرد را خیر دهاد که ما را بمقام خود رسانید و از دوئی رهاند قوله

امام شهر که سجاده میکشید بدوش ‌ ‌ بخون دختر رز جامه را قصارت کرد

سجاده میکشید بدوش در زهد و پارسائی میکوشید دختر رز شراب انگور مراد عشق قصارت داغ نهادن و نشان کردن چنانچه گازران بر جامهای کنند قوله

نماز در خم آن ابروان محرابی ‌ ‌ کسے کند که بخون جگر طهارت کرد

یعنی نماز مشاهده که اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ دَائِمُوْنَ در حق اوست کسیکه از چشمهٔ عشق وضو سازد و از ماسوا بپرهیزد بخون جگر بمجاهده تمام و نیز کنایه از کثرت گریه و خونخواری طهارت وضو و پاکی قوله بر روی یار نظر کن ز دیده منت دار یعنی بر روی محبوب نگاه کن و ممنون دیدها باش که دیدهٔ این کار از راه بصیرت کرده که مفتون اینچنین روے گردیده ز حلقهٔ زلفش جذبهٔ عشق بجان خرید آشوب بطوع و رغبت و جانفشانی حصول این پریشانی نمود که این تجارت کرد اشاره بجان دادن و اختیار پریشانی نمودن قوله

بهاے بادهٔ چون لعل چیست جوهر عقل ‌ ‌ بیا که سود کسے برد کاین تجارت کرد

حاصل این بیت آنست یعنی تا وقتیکه جوهر عقل را از دست نه دهی حصول شراب عشق و محبت نخواهی کرد سود کسے برد حصول فائده کسے نمود کاین تجارت کرد عقل داد و عشق خرید قوله

فغان که نرگس جماش شیخ شهر امروز ‌ ‌ نظر بدرد کشان از سر حقارت کرد

جماش بفتح کثیر الجغش و جمش بادی است بلغت تازی و نیز بمعنے جادوست و دلیر و شوخ من ابراهیم شاهی شیخ شهر دردکشان عاشقان چه هرچه صاف بود سلف خوردند حریفان درد ها خوردند نظر از سر حقارت کرد حقیر دانست و سهل پنداشت قوله

حدیث عشق ز حافظ شنو نه از واعظ ‌ ‌ اگرچه صنعت بسیار در عبارت کرد

حدیث عشق بیان عشق اگرچه صنعت بسیار در عبارت کرد یعنے اگرچه در بیان بسیار عبارت آرائی کرد اما بلطف سخن یا مغز سخن نرسید غزل

بسر جام جم آنگه نظر توانی کرد ‌ ‌ که خاک میکده کحل بصر توانی کرد

جام جم یعنی پیالهٔ جمشید که ساخته حکما بود و از هفت فلک در و معاینه مے نمود و آنرا جام جهان نماے و جام کیخسرو نیز مے گفتند و ازینجا مراد از دل و نیز دل عارف میکده خمخانه معنے آنست که اے طالب

گنجینهٔ اسرار الٰہی اگر با خبر و آگاہی بدان ما دام کہ این دیدهٔ ظاہر بین را بخاک درمیخانہ محبت کہ سرچشمہ چشم عاشقان بلند پرواز است مکحل نگردانی ہر آئینہ قلب انسان کہ جام جہان نماے حق است بینائی نتوان یافت قوله

مباش بے مے و مطرب بزیر چرخ کبود	کزین ترانہ غم از دل بدر توانی کرد

ترانہ سرود مراد تلقین مرشد معنے آنست یکدم بے حصول مے محبت و مصاحبت مرشد مباش کہ در دنیا جز بدین دو چیز رفع غموم و ہموم و اندیشہا بایعنی نہ توانند نمودکہ سه چارہ در رفع خواطر صحبت پیر است وبس ✦ رخنہ بر ماجوج بستن خاصۂ اسکندر است۔ قوله

گل مراد تو آنگہ نقاب بگشاید	کہ خدمتش چو نسیم سحر توانی کرد

یعنے آن وقت بمراد خود کہ حصول معرفت است فیروزگردی خدمتش اے خدمت آن مرشد کامل چون نسیم سحر توانی کرد و مسا و صباح بملازمت او باشی و لحظہ از و جدائی نہ نوازی قوله

گدائی در میخانہ طرفہ اکسیر است	گر این عمل بکنی خاک زر توانی کرد

در میخانہ آستانۂ مرشد و مقام عشق طرفہ اکسیر است عجب کیمیا است کہ خاک از مسیگرداند بخلاف کیمیاے معروف چنانچہ در مصرعۂ لاحق گوید این عمل اشارہ بگدای در مرشد قوله

جمال یار ندارد نقاب و پردہ ولے	غبار رہ بنشان نظر توانی کرد

معنے آنست کہ جمال یار حقیقی پردہ ندارد ولے غبار ہستی تو پردہ درپیش مے آرد آن غبار را از پیش بنشان یعنی خود را ہیچ مدان تا بجمال او نظر کردن توانی و خویش را بمقصود رسانے۔ قوله

تو کز سراے طبیعت نمیروی بیرون	کجا بکوے حقیقت گذر توانی کرد

تا وقتیکہ از قید خودی و بند بشریت رہائی نہ یابی و فانی نمیشوی کجا بکوے طریقت گذر توانی کرد در عالم عشق کے گذر یابے قوله

بعزم مرحلۂ عشق پیش نہ قدمے	کہ سودہا بری ار این سفر توانی کرد

اے متوجہ منزل عشق باش و حصول آن نما سودہا کنی بسیار فائدہا بتو رسد این سفر اشارہ بسفر عشق قوله

بیا کہ چارۂ ذوق حضور و نظم آموز	بہ فیض بخشی اہل نظر توانے کرد

بیا خطاب بدل چارۂ ذوق و حضور نظم آموز دریافتن حلاوت عشق و بیان کردن کلمات محبت اہل نظر عاشقان کامل قوله

دلا از نور ریاضت گر آگهی یابی	چو شمع خنده زنان ترک سر توانی کرد

ز نور ریاضت گر آگهی یابی وقتیکه نور ریاضت بر تو تابد چو شمع خنده زنان ترک سر توانی کرد آن وقت خندان و فرحان سر را فدای راهِ عشق گردانی قوله

ولے تو تا لب معشوق و جام مے خواہی	طمع مدار کہ کارِ دگر توانے کرد

یعنی تا تو لبِ معشوق و جام صوری میخواهی طمع مدار که با وجود این بحقیقة توانی رسید و لذتے و حلاوتے توانی چشید قوله - اگر چو صبح بر آری نفس بصدق و صفا ✤ اگر در عشق صادق باشی رخ مراد بجوبی قمر توانی کرد ✤ بمراد خواهی فیروزگردی قوله - دوای غصۂ دوران گرت خیال بود ✤ اگر رفع غموم و هموم دنیوی میخواهی بدور باده گلگون مگر توانی کرد ✤ جز بحصول عشق و محبت نتوانی نمود - قوله

اگر این نصیحت شاہانہ بشنوی حافظ	بشاہراہِ حقیقت گذر توانی کرد

این نصیحت شاهانه اشارت بمضمونِ ابیاتِ این غزل یا تنها به بیت ماسبق شاهراه حقیقت اضافه بیانیه و نیز معرفة سفر گذر غزل

بلبلے خون جگر خورد گلے حاصل کرد	بادِ غیرت بصدش خارِ پریشان دل کرد

بلبل کنایه از خود گل کنایه از فرزند باد غیرت اضافه بیانیه بصدش خار اے بصد تصدیع و رنج او را اے آن بلبل را و این غزل در مرثیه انشا کرده قوله

طوطی را بهواے شکرین دل خوش بود	ناگهش سیلِ فنا نقشِ امل باطل کرد

طوطی کنایه از خود شکر کنایه از فرزندِ خوش گفتار نقشِ امل اضافه بیانیه مراد فرزند سیلِ فنا اضافه بیانیه مراد اجل قوله

قرة العین من آن میوهٔ دل یادش باد	که خود آسان بشد و کارِ مرا مشکل کرد

قرة العین فرزند ضمیر شین یادش بفرزند آسان بشد پاک آمد و پاک رفت کار مرا مشکل کرد مارا گرفتار غم و الم ساخت قوله

ساربان رختِ من افتاد خدارا مددے	که امیدِ کرمم همره این محمل کرد

ساربان دارندهٔ شتر چون پیلبان مراد مرشد رختِ من افتاد عاجز و متفکرم چون کسے که رخت

اوافتادہ باشد وقتِ مدداست خدارا حسبۃً للہ کہ امیدکرمم کہ اُمید کرم تو مراہمراہ این محمل کرد ازتابعانِ توساختہ اے دامنت گرفتہ ام قولہ

آہ و فریاد کہ از چشمِ حسودِ مہ و مہر	در لحد ماہِ کمان ابروِ من منزل کرد

لحد قبر ماہِ کمان ابروے من کنایت از فرزند قولہ

روے خاکی و نمِ اشکِ مرا خوار مدار	چرخِ فیروزہ طربخانہ ازین کہگل کرد

معنے آنست کہ روے خاکی ونم اشک مراخوارمدار کہ چرخ فیروزہ طربخانہ بدین روے خاکی ونم اشک کہگل کردہ وخاکیان را درہجت وسرورکشیدہ پس مارا خوار مدار وبمدارج علیا برآر تاانچہ درقوت مااست بفعل آید واین بیت نیز درمرثیہ است وتوجہ باستعانت مرشد قولہ

نزدی شاہ رُخ وفوت شد امکان حافظ	چکنم بازیِ ایام مرا غافل کرد

نزدی شاہ رخ کارے نکردی کہ بدان بر مرادظفریابی امکان قدرت مراد جوانی و وقت فرصت بازیِ ایام فریب گردش زمانہ غزل

باشد اے دل کہ درمیکدہ را بکشایند	گرہ از کارِ فروبستۂ ما بکشایند

ایدل باشد کہ این قبض بہ بسط مبدل باشد وکاربستۂ ماکشایشے یابد قولہ

اگر از بہرِ دلِ زاہدِ خودبین بستند	دل قوی دار کہ از بہرِ خدا بکشایند

اگربسبب شامت زاہد خودبین کہ نفس است قبض وارد شدہ دل قوی دار جمع دار کہ ازبہرخدا بکشایند حسبۃً للہ بہ بسط مبدل کنند قولہ

بصفائی دلِ رندانِ صبوحی زدگان	بس درِ بستہ بمفتاحِ دعا بکشایند

بصفائی دل ببرکت وبتوجہ بطفیل رندان صبوحی زدگان عاشقان بس در بستہ بسا کارمشکل بمفتاح دعا اضافۂ بیانیہ دعا بکشایند برآیند کہ اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ قولہ

درِ میخانہ ببستند خدایا مپسند	کہ درِ خانۂ تزویر و ریا بکشایند

درمیخانہ ببستند بستگی درمیخانہ مرادحالت قبض انقطاع شہود وتجلیات رویداد مپسند روا مدار درخانہ تزویر وریا بکشایند گرفتار عبادات ریائی شوم قولہ

گیسوئے چنگ ببرید بمرگِ مے ناب	تا ہمہ مغبچگان زلفِ دوتا بکشایند

قطع مشاہدات تجلیات ۱۲

معنے آنست کہ اے ہمنشینان من از حالت قبض من بمرشد عرض کنید تا او گفتار باز ماند و در معالجۂ من شود و درین ماتم زدگی شریک من باشد تا ہمہ سالکان بمقتضاے پس رویش در ماتم آیند و امداد ہمت نمایند تا قبض بہ بسط مبدل شود و نیز اسباب طرب از پیشم دور کنید و حریفان را ازین معنی آگہی دہید تا درین ماتم بمن شریک شوند و امداد ہمت کنید تا بمراد رسم۔ قولہ

تا حریفان ہمہ خون از مژہا بکشایند	نامہ تعزیت دختر رز بنویسید

و واقعۂ قبض من چون نامۂ تعزیت بسالکان نویسید تا از حال من آگہی یابند و در گریہ و زاری درآیند و دست دعا برکشایند و نیز دعای ایشان بہدف مراد من رسد سوال این گستاخی بمرید چگونہ نمود جواب ہنگام استمالت و یگانگی رواست کہ عمرؓ با حضرت عم کراست و مرات نمودہ و حضرت ہیچ ناخوشی نفرمودہ قولہ

کہ چہ زنارز زیرش بجفا بکشایند	حافظ این خرقۂ پشمینہ بہ بینی فردا

این خرقہ طاعت و عبادت زنار علامت کفر مراد عدم اخلاص کہ موجب نامقبولیت است بجفا بجبر و قہر بکشایند آشکار و ظاہر سازند غزل

کہ روز محنت و غم رو بکوتہی آورد	برید باد صبا دوشم آگہی آورد

برید قاصد برید باد صبا اضافہ بیانیہ مراد وارد و مرشد آگہی خبر و پیام معنے مصراع ثانی آنکہ این محنت و غم آخر رسید قولہ

بدین نوید کہ باد سحرگہی آورد	بمطربان صبوحی دہیم جامۂ پاک

مطربان صبوحی کنایت از عاشقان سرمست جامہ چاک خرقہ و پیراہن کہ اطراف دامنش چاک کردہ باشد بدین نوید کہ مصراع ثانی بیت سابق باد سحرگہی ہمون وارد و مرشد شیراز نام شہر کہ او را معمورہ عمر و لیث گویند چہ او بانی است و قیل آباد کردہ سلیمان عم است و حافظ متوطن آن بودہ اینجا مراد از شیراز مقام قرب کہ مقام اصلی است دلیل راہبر دلیل عشق اضافہ بیانیہ قولہ

زہے رفیق کہ بختم بہمرہی آورد	نسیم زلف توشد خضر راہم اندر عشق

خضر پیشوا و ہنجار سے راہی شدم یعنی در سفر قولہ

بسے شکست کہ بر افسر شہے آورد	بجبر خاطر ما کوش کین کلاہ نمد

ایں اما س داری گفتی با خود فی نظر ۱۲

جبر لفظ اضداد اللغۃ است بمعنی شکستن و شکستہ را بستن و اینجا بمعنے اخیر بجبر خاطر ما کوش
یعنی بسوی ما بحقارت منگر و بخاطرداری ما کوش معنے مصراع ثانی آنکہ افسر شاہان را قدری نمی نہد قولہ

بیا بیا کہ تو حور بہشت را رضوان	درین جہان ز برای دل رہی آورد

کہ تو حور بہشت را کہ چون توئی را کہ مانند حور بہشت ہستی رضوان نشانندہ بہشت اینجا حق تعالے
رہی بندہ کنایت از خود قولہ

چہ آہہا کہ رسید از دلم بخرگہ ماہ	چو یاد عارض آن ماہ خرگہی آورد

چہ آہہا چہ بمعنے بسیار آن ماہ خرگہی معشوق پردہ نشین قولہ

رساند رایت منصور بر فلک حافظ	چو التجا بجناب شہنشہے آورد

حافظ منصور را بعلو درجہ رسانید بسبب آنکہ حافظ التجا بجناب منصور نمود غزل

بعد ازین دست من و دامن آن سرو بلند	کہ ببالای چمان از بن و بیخم برکند

بعد ازین الحال من دامن آن محبوب نگذاشتنی نہ ام کہ بدین قامت خرامان ما را از پا درآورد گویند
کہ حافظ با شاہزادۂ خجند نظرے داشت و او ہیچ حال حافظ نمیپرداخت حافظ بطریق رقعہ این
غزل نوشتہ قولہ

حاجت مطرب و می نیست تو برقع بگشای	کہ برقص آورد م آتش رویت چو سپند

رقص و فرحت ما موقوف بمطرب و مے صوری نیست تو حجاب از روی خود بردار و جمال خود بما نما
کہ تا آتش جمال روی تو سپندوار ما را برقص آرد قولہ

ہیچ روے نشود آئینہ چہرۂ بخت	مگر آن روی کہ مالند بران سم سمند

ہیچ روے لایق مشاہدۂ روے تو نشود قولہ

گفتمش اسرار غمت ہر چہ بود گو میباش	صبر ازین بیش ندارم چکنم تا کے و چند

گفتمش بیان کردم اسرار غم اسرار عشق گو مباش کہ متنفر و ملول نشوم چند چہ مقدار قولہ

مکش آن آہوی مشکین مرا ای صیاد	شرم از ان چشم سیہ دار و ببندش مکبند

آہوے مشکین مراد خود کہ انسان صورت حق است خلق الانسان علے صورتہ چنانچہ چشم آہو
بچشم لیلے مانست صیاد کنایہ از مرشد و محبوب حقیقی آن چشم سیہ مراد ذات کہ شبیہ باوست

من خاکی که ازین در نتوانم برخاست	از کجا بوسه زنم بر لب آن قصر بلند

خاکی سست وضعیف نتوانم برخاست طاقت برخاستن ندارم از کجا بوسه زنم بر لب آن قصر بلند از کجا بمقام قرب وعلو درجات توانم رسید قوله

باز مستان دل ازان گیسوی مشکین حافظ	زانکه دیوانه همان به که بماند در بند

گیسوے عشق آن محبوب حقیقی ویا صحبت مرشد غزل

بر سر بازار جانبازان منادی بشنوید	بشنوید اے ساکنان کوی رندی بشنوید

جانبازان عاشقان منادی نداکننده ساکنان کوے رندی عاشقان باید دانست که ارباب عرفان را گاہے قبض پیش مے آید تا دیرے می پاید خواجه این غزل دران هنگام فرموده نداکننده کنایه از خود دختر رز شراب سر خیال سر خود گرفتن رفتن و مطلق العنان شدن یعنی از زمرهٔ عاشقان دخترے که از ما گم شد علاماتش این دارد جامه نیار از لعل جامهٔ سرخ دارد در بر نیمتاجی از حباب نوعے است از تاج که مخصوص بفرنگیان است حباب برسر آن چون تاجی است برسر عقل و دانش مے برد رهزن عقل و دانش است وطالبان را بجو مے فریبد تا ایمن از وی نغنوید یعنے این علامتهاے مذکوره براے آن بیان کردم تا ایمن نباشید وجستجوے او کما ینبغی نمائید قوله

له این غزل تمام و کمال در نسخ موجوده یافته نشد ۱۲

هر که زان تلخم دهد حلوا بها جانش دهم	ور بود پوشیده و پنهان بدوزخ در روید

معنے آنست که هر که ازان تلخ که خمر است مراد عشق مرا حلوای شیرین دهد که نزد ما چون حلوا شیرین است یعنے هر مرشدے که بیان معارف کلام فصیح کند بہاے بیان آن نسزد جز جان دادن و اگر آن تلخ باشد بدوزخ پوشیده و پنهان اے سالکان کوے رندی در روید و هر جا که باشد او را جستجو کنید واز طلب آن غافل نمانید و علامتهاے آن بالا بیان کردم و دیگر علامات مے گویم و آن در بیت آخر است۔

غزل

بتے دارم که گرد گل ز سنبل سایبان دارد	بهار عارضش خطی بخون ارغوان دارد

گل رخساره سنبل زلف سایبان حجاب بهار عارض حسن ارغوان کنایت از عاشق یعنی بتے دارم که ذات خود را در اسماء وصفات پوشیده میدارد و چون همه ظهور ذات اوست و جز تجلی ذات در عالم چیزے دگر نیست بضرورت در وجود مجاز محو و متلاشی شده وافزونی حسن ذات او

بعشق عاشقانست ۵ بے تقاضای نظر حسنِ توافزون نشود + تا دلم خون نشود روسے تو گلگون نشود قوله

غبار خط بپوشانید خورشید رخش یارب	بقائے جاودانش ده که حسن جاودان دارد

غبار خط پردهٔ اسماء وصفات که تعینات اند خورشید رخ کنایت از ذات بقاے جاودانش ده مدام در نظر ما دار حسن جاودان حسن لانهایت قوله

ز چشمت جان نشاید برد کز هر سو که می بینم	کمین از گوشه کرد است و تیر اندر کمان دارد

جان نشاید برد جان بسلامت نتوان برد تیر اندر کمان دارد مستعد قتل است قوله

خدارا داد من بستان ازو ای شحنهٔ مجلس	که مے با دیگران خورده است و با من سرگران دارد

خدارا براے خدا شحنهٔ مجلس کنایت از مرشد می با دیگران خورده است لطف وکرم با دیگران کرده با ما سرگران دارد کنایت از استغنا وعدم التفات قوله

چو عاشق مے شدم گفتم که بردم گوهر مقصود	ندانستم که این دریا چه موج خونفشان دارد

چو عاشق مے شدم وقتے که قدم در طریق عشق نهادم بردم گوهر مقصود بمطلب رسیدم این دریا اشاره بعشق چه موج خون فشان دارد بسے حوادث وشدائد دارد قوله

ز سرو قد دلجویت مکن محروم چشمم را	بدین سرچشمه اش بنشان که خوش آب روان دارد

ز سرو قد دلجویت مکن محروم چشم مرا از قد وجود ع چیست قامت فی المثل یعنے وجود + یعنی از مشاهدهٔ ذات خود چشم ما را محروم مدار سرچشمه کنایه از چشم آب روان اشارت بگریه قوله

چه افتاده است این ره که هر سلطان معنی را	درین درگاه می بینم که سر بر آستان دارد

چه افتاده است چه واقع شده این ره عاشقی سلطان معنی عاشق عارف سر بر آستان دارد در عاجزی و زاریست قوله

ز خوف هجر ایمن کن اگر امید آن داری	که از چشم بداندیشان خدایت در امان دارد

ز خوف هجر ایمن کن بمشاهدهٔ حقیقی رسان واین خطاب بمرشد دارد امید آن داری خطاب بمرشد زکوة لعل شیرین کنایت از بوسه گفتار آن محبوب گفت هوا گرم است ایام تیزی عشق است وبکمال نرسیده واعتدالے بهم نرسانیده محروری گرم مزاج هستی شکر کنایه از وصل قوله

حیات — بیکران — [illegible]

بفتراک ارهمی بندی خدارا زود صیدم کن | که آفتهاست در تاخیر وطالب را زیان دارد

فتراک شکاربند زود صیدم کن تغافلے روا مدار چراکه طالب را زیان دارد وطالب او مطلب بازمیدارد قوله

چو دام طره افشاند زگرد خاطر عاشق | بغماز صبا گوید که راز من نهان دارد

چو دام طره افشاند زگرد خاطر عاشق چون طره دام مثال را از بس که خاطر عشاقان گرد وار برآن نشسته برفشاند قوله

چو در رویت بخندد گل مشو در دامش ای بلبل | که بر گل اعتمادی نیست گر حسن جهان دارد

چو در رویت بخندد گل چون محبوب مقابل تو بخندد ای مشاهد خود تو باز رانی ای بلبل عاشق بر گل اعتمادی نیست مشاهده محبوب را اعتمادی نیست که بقارانیست شاید که مشاهد الابرار بین التجلی الاستتار گو حسن جهان دارد بسیار دلرباست قوله

بیفشان جرعه بر خاک و حال اهل شوکت پرس | که از جمشید و کیخسرو هزاران داستان دارد

یعنی بر محتاجان فیضے رسان و بر حشمت خود غره مشو که چون جمشید و کیخسرو مراد اولیای سلف بخاک عدم رفته اند قوله

چه عذر از بخت خود گویم که آن عیار شهر آشوب | بتلخی کشت حافظ را و شکر در دهان دارد

عیار که هر دو از نشاط رود آشوب پریشان کننده عیار شهر آشوب کنایه از آن محبوب تلخی شدائد و هجران شکر در زبان دارد بوصل رسانیدن هم قادر است غزل

بوی خوش تو هر که زباد صبا شنید | از یار آشنا نفس آشنا شنید

بوی مراد ذکر اوصاف و مدح باد صبا مرشد و ارد شنید بمعنی بوئیدن حاصل گوش کرد یار آشنا کنایه از مرشد نفس آشنا ذکر محبوب قوله

سر خدا که عارف سالک بکس نگفت | در حیرتم که باده فروش از کجا شنید

سر خدا اسرار الهی سالک عارف رسول علیه السلام باده فروش کنایه از خود گفته اند که چون رسول علیه السلام بمعراج در خلوتسرای خاص رسید حق تعالی نود هزار سخن گفت بمحمد علیه السلام سی هزار امر مطلق نمود که بهر خاص و عام بگوی وسی هزار مختار ساخت که با اهل آن بگو و از نااهل مخفی دار وسی هزار نهی مطلق نمود که با هیچکس از خواص و عوام مگوی حافظ از آن سی هزار منهی میگوید من بدانم که بجا حافظ که میگوید بلکه حافظ خود حیران است که بما که میگوید چنانچه مصرع ثانی شعر برانست حاصل آنست که اینهمه از ما نیست نه بخود دیخود است

چنانچه خود گفته ه بارها گفته ام و بار دگر مے گویم * که من گم شده این ره نه بخود می پویم * در پس آئینه طوطی صفتم داشته اند * انچه استاد ازل گفت بگو مے گویم قوله

اے بادشاه حسن سایه زدرویش وا مگیر　کین گوش بس حکایت شاه و گدا شنید

بادشاه محبوب حقیقی سایه ز درویش وا مگیر از ما که درویشم اعراض مکن حکایت شاه و گدا شنید که شاهان بگدایان ملتفت شده اند و مهربانیها نموده اند قوله

خوش میکنم بباده مشکین مشام جان　از دلق پوش صومعه بوے ریا شنید

یعنی مشام جان را از عشق فرحتے بهم میرسانم و از صحبت زاهدان مرائی بوی ریا معلوم شد قوله

اینش سزا نبود دل حق گذار من　کز غمگسار خود سخن ناسزا شنید

ضمیر شین بر دل حق گذار بطریق اضمار قبل الذکر یعنی لائق دل حق گذار من نه آن بود که از یار غمگسار خود که از آن یار غمگسار خود سخن ناسزا دشنام و عتاب قوله محروم گر شدم ز سر کوے او اگر بمطلب خود فائز نشدم چه شد چه عجب نیست از گلشن زمانه که بوے وفا شنید زمانه با که وفا نمود و او بمطلب رسانید قوله هر صبح ماجراے من و او شمال گفت قصه وفا داری من و بیوفای محبوب هر صبح باد شمال که مرشد است خود بیان میکند احتیاج گفتن ما نیست هر شام گفتگوے من و او صبا شنید عجز و نیاز من و خطاب و عتاب آن محبوب مسموع مرشد است یعنی او واقف است و احتیاج اظهار نیست نشنید هر چه گفتم استماع ننمود و گوش نداشت قول مرا بگذشت رفت و التفات ننمود قوله ساقی بیا که عشق ندا مے کند بلند بآواز بلند مے گوید کانکس که گفت قصهٔ ما هم ز ما شنید یعنے آن کس که سخنان ما گفت ای سخنان عشق در معرض بیان آورد از ما شنید یعنی بسبب ماست قوله

ما باده زیر خرقه نه امروز مے کشیم　صد بار پیر میکده این ماجرا شنید

باده زیر خرقه طاعت مخفی چون ملامتیه نه امروز مے کشیم امروزے نیست پیر میکده مرشد این ماجرا قصد اخفاے طاعت قوله

ما می ببانگ چنگ نه امروز مے خوریم　بس دیر شد که گنبد چرخ این صدا شنید

ما می ببانگ چنگ نه امروز میخوریم عشقبازی ما به تلقین مرشد امروزی نیست بس دیر شد

از تہنیت گنبد چرخ این صدا شنید این آوازہ بفلک رسید قوله

دل شرح آن دہد کہ چہ دید و چہا شنید	یارب کجاست محرم رازے کہ یک زمان

محرم راز عاشق دل شرح آن دہد دل بیان او نماید چہ گفت و چہا شنید در میان محبوب ما چہ سخنہا رفت قوله

فرخندہ بخت آنکہ بہ سمع رضا شنید	پند حکیم عین صواب است و محض خیر

پند حکیم نصیحت مرشد محض سراسر عین خیر خیر کلی بہ سمع رضا شنید قبول کرد و بعمل آورد قوله

در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید	حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است و بس

دعا گفتن بندگی کردن و اظہار احوال نمودن بند خیال نشنید یا شنید قبول نمود یا نہ غزل

دست بکارے زنم کہ غصہ سر آید	بر سر آنم کہ گر ز دست بر آید

سر آید بپایان رسد یعنی ارادہ آن دارم کہ اگر میسر آید بکارے اشتغال نمایم کہ رفع این غموم و ہموم دنیوی نماید و آن نباشد مگر عشق قوله

دیو چو بیرون رود فرشتہ در آید	منظر دل نیست جاے صحبت اغیار

منظر دل اضافہ بیانیہ صحبت اغیار اندیشہای ماسوے اللہ دیو چو بیرون رود چون اندیشۂ غیر از دل بدر رود فرشتہ در آید فرشتہ در اصل فرستہ بمعنے فرستادہ یعنی نزد دل محبوب رو دہد قوله

نور ز خورشید خواہ بو کہ بر آید	صحبت حکام ظلمت شب یلدا ست

حکام اہل دنیا و زاہدان و واعظان ظلمت شب یلدا است[1] بمنزلۂ شب تاریک است کہ روشنی ندارد نور ز خورشید خواہ طلب فیض از عاشق کامل نما بو کہ بر آید البتہ حاصل بر آید قوله

از نظر رہروے کہ از گذر آید	ترک گدائی مکن کہ گنج بیابی

گدائی التجاے حصول فیض گنج بیابی بگنج وصل رسی از نظر رہروے بہمین نظر عارفے دعا شنفتے قوله

تا کہ قبول او فتد چہ در نظر آید	صالح و طالح متاع خویش نمودند

صالح زاہد باعتبار سخت طالح عاشق باعتبار حقارت متاع زہد و عشق نمودند عرض کردند اما باید دید تا چہ قبول او فتد مقبول کہ شود کہ در نظر آید منظور نظر چہ شود زہد یا عشق توکل الاعتماد علی اللہ والانقطاع عما سوے اللہ تا کہ عمر شان بسر آید مرگ ایشان را دریابد آنوقت خود معلوم نمایند قوله

[1] شب تاریک نہایت دراز در تمام سال یکے ۱۲

بلبل عاشق تو عمر خواه که آخر | باغ شود سبز و سرخ گل بر آید

آخر آخر الامر باغ کنایه از دل سبز تر و تازه گل بر آید مشاهدهٔ محبوب حاصل نمائی قوله

غفلت حافظ درین سراچه عجب نیست | هر که بمیخانه رفت بی خبر آید

درین سراچه اشاره بدنیا میخانه دنیا که محل معصیت و غفلت است بیخبر آید گرفتار غفلت گردد غزل

بخت از دهان دوست نشانم نمیدهد | دولت خبر ز راز نهانم نمیدهد

دهان صفت حیات متکلمی و سر مخفی میم احمد هم اشارت بر دهانست زانکه او ذات احد را درمیانست و نقطهٔ واحدیّه قوله

از بهر بوسهٔ ز لبش جان همیدهم | اینم نمی ستاند و آنم نمیدهد

بوسه حصول آن سر مخفی و حیات جان بخش اینم یعنی جان من آنم نمیدهد بوسه نمیدهد و محتمل از بهر حصول استعداد قبول کیفیت کلامے که حیوة بخش است جان میدهم و خود را بمقام فنا و نیستی میکشم اما آن دوست من جان نمی ستاند و استعداد قبول آن کلام نمیرساند که حصول آن بنیستی است و این بر طریق شذ و ذ را شیا است تا سالکی را آن دست ندهد و این میسر نشود قوله

مُردم ز انتظار درین پرده راه نیست | یا هست پرده دار نشانم نمیدهد

درین پرده راه نیست بدریافت سر مخفی احدیّه نمیتوان رسید پرده دار حاجب مانع یک بوسه اشاره بیک مرتبه همچنین دو بوسه سه بوسه بیشتر چه جزویات فنا غیر محصور است روان شتاب و فی الحال روانم نمیدهد جان بخشی نمیکند اے بوسه نمیدهد قوله

زلفش کشید باد صبا چرخ سفله بین | کانجا مجال باد و زانم نمیدهد

زلفش کشیده باد صبا زلف را پریشان کرده و عالم تعینات را جلوه داده و خود زیر آن مخفی شده چرخ سفله بین بہبین این چرخ سفله را مجال قدرت قوله

چندانکه بر کنار چو پرکار میروم | دوران چو نقطه ره بمیانم نمیدهد

بر کنار سو بسو چو پرکار میروم سرگردان می شویم دوران زمانه گردش فلکی قوله

شکر بصبر دست دهد عاقبت ولے | بد عهدی زمانه امانم نمیدهد

شکر وصل دست دهد میسر آید عاقبت آخر الامر امانم نمیدهد بعرض فنا می کشد غزل

این دو بیت در بعض نسخ ... ۱۲

بکوی میکده یارب سحر چه مشغله بود	که جوش شاهد و ساقی و شمع و مشعله بود

کوی میکده گوشهٔ دل سحر آخر جوانی و ابتدای نزول در یافت مشاهدهٔ ساقی نقش الله که هنگام ذکر آن نظرگاه است شمع تابش انوار آلهی و نزول فیض یعنی در گوشهٔ دلم هنگام سحر چه مشغله بود دلم بذکر حق بچه ذوق مے بود که نقش الله در دل جوش عظیم میزد و مشاهدات تجلیات و نزول فیض نامتناهی بانگ سرور میزد قوله

حدیث عشق که از حرف و صوت مستغنی است	بناله دف و نے در خروش و غلغله بود

از حرف و صوت مستغنی است از تحریر و تقریر مبرا است دف نام سازے نیز نام سازیست خروش و غلغله فریاد و شور و کنایه از ذکر ذاکران و شوریدن بیدلان قوله

قیاس کردم ازان چشم جادوانه ست	هزار ساحر چون سامریش در گله بود

قیاس کردم اندازه کردم و معلوم نمودم جادوانه انه لفظ نسبت است یعنی مانند جادو چون فرزانه منسوب بفرزان که حکمت است و دیوانه منسوب بدیوان سامری نام او موسیٰ بن ظفر قریب قریب موسیٰ بود و او گوساله زرین مرصع بجواهر ساخته و خاک نعل براق جبرئیل علیه السلام که در روز غرق فرعون بدست آورده بود در اندرون آن دمیده و هرچه بانگے که ملائم گاو است از و برآمده پس گفت آنچه گفته بدین احتیال او شش و نیم سبط گوساله پرست شده۔ و در تفسیر زاهدی مرقوم است که سامری تا قیامت زنده خواهد بود چون بنزدیک او آدمی شود در اندامش آتش خیز د لامساس گویان بگریزد و این از دعاے موسیٰ علیه السلام بود مثل ابراهیم شاهی در گله تالنده قوله

مباحثے که دران حلقهٔ جنون میرفت	ورای مدرسه و قیل و قال مسئله بود

مباحث بحث حلقهٔ جنون مجلس عشاق قوله

دل از کرشمهٔ ساقی بشکر بود ولے	ز نامساعدت بختش اندکے گله بود

کرشمهٔ ساقی تجلیات و مشاهدات معشوق حقیقی و مرشد نامساعدت نیکی دل من از کرشمهٔ مشاهدات تجلی شکرگزاری حضرت باری بود ولیکن از نا موافقی طالع اندکے گله بود از ین هم قدری خاطر خراش مے شد قوله

بگفتمش بلبم بوسهٔ حوالت کن	بخنده گفت کیست با من این معامله بود

حوالت تا بمعنی خود کیست کے ترا این معامله داد وستد قوله

کرانوی عفاء

زاخترم نظر سعد در رهست که دوش | میان ماه و رخ یار من مقابله بود

اختر فال نیک و نام فرشته آمین گوے که بتازیکا مدبر د سیاه + چو ترکان ببیند اختر براه + چنین گفت ہاسون که این اختراست + که نیروے ایران بدان اندراست + نکو اختر انی که دخترش نیست چو دختر بود روشن اخترش نیست نظر سعد در رهست توقف نیک در پیش است مقابله روی قوله

دهان یار که درمان درد حافظ داشت | فغان که وقت مروت چه تنگ حوصله بود

فغان فریاد۔

غزل

بحسن خلق و وفا کس بیار ما نرسد | ترا درین سخن انکار کار ما نرسد

یار مظاهر حقیقه محمدیست که نبی حقیقی و قطب ازلی و ابدیست که کُنتُ نَبِیًّا وَّ آدَمُ بَینَ المَاءِ وَالطِّینِ آدَمُ وَمَن دُونَهٗ تَحتَ لِوَائِیْ اَنَا سَیِّدُ وُلدِ آدَمَ وَلَا فَخرَ درین سخن اشارت بمضمون مصراع ماسبق قوله

اگرچه حسن فروشان بجلوه آمده اند | کسے بحسن و لطافت بیار ما نرسد

حسن فروشان محبوبان انبیا و رسل بجلوه اند حسن صوری بیان تناسب اعضا صاحب شرح گلشن راز مے نویسد که انچه تسخیر دلہاے عاشقان شیدا می نماید وانچه آن فریبندگی و ربایندگی دارد و تصرف مینماید تنها نه آن حسن صوری ست چه حسن صوری که آن عبارت از تناسب اعضاست آن در بسیاری از افراد انسانی یافته مے شود و حال آنکه ربایندگی دارد پس معلوم باید کرد که در هر صورت که هست ربایندگی خلاصه ملاحت است و غیر ملاحت مالک دلہا نمے تواند شد و منبع و معدن عشق همین ملاحت است نه صباحت که عشق طالب حسن ملاحت است نه صباحت زیراکه صباحت نقشے بر روے دیوار و ملاحت شیوه ایست از عین کار ندانسته که شور از نمک میخیزد و گرمی از شیرینی صباحت را ملاحت میباید اما ملاحت از صباحت مستغنی است و این ملاحت اکثر در سبز رنگ میباشد ازینجاست که قال ؑ اخی یوسف صبیح و انا ملیح معنے بیت آنست اگرچه انبیا و رسل جواهر خویش بجلوه آورده و حسن فروشی کرده اند و هیچکس در خوبی با آن سرور نرسید و کسے را درین معنی نزاع باد نے سزد قوله

بحق صحبت دیرین که هیچ محرم راز | بیار یکجهت حق گذار ما نرسد

صحبت دیرین که در عالم اطلاق بود یار یکجهت حق گذار رسول ؐ قوله

هزار نقد ببازار کائنات آرند | یکے بسکه صاحب عیار ما نرسد

هزار نقد کنایه از انبیا و رسل و اولیا بازار کائنات دنیا سکه کنایت از طرح ترکیب صاحب عیار ما رسول علیه السلام قوله

دریغ قافلهٔ امن آنچنان رفتند	که گرد شان بهوای دیار ما نرسد

قافلهٔ امن صحابهٔ کرام و تابعین یعنے آنکه افسوس که هنگام امن و امان که وقت صحابهٔ کرام و تابعین بود درفت و صحبت ایشان رانبیا ختم اثرے و علامتے از ایشان نمانده و در زمانه چندان فتنه و فساد رو نموده و اثرے از افعال آنها دیده نے شود که کسے تواند خود را بایشان رساند قوله

دلا ز خبث حسودان مرنج و واقف باش	که بد بخاطر امیدوار ما نرسد

خبث بدگوئی دشمنان و ایذا رسانی ایشان واقف استوار بد بخاطر امیدوار ما نرسد بعد ابخاطر ما راه نیست قوله

چنان بزی که اگر خاک ره شوی کس را	غبار خاطرے از رهگذار ما نرسد

یعنے در عالم چنان زندگانی نما که از تو بخاطر کسے غبارے نرسد درین بیت نصیحت است هم بخود و هم بهمه که زندگانی چنان کن که اگر بمیری و خاک شوی و باد هر طرف خاکِ ترا برد هیچکس را بخاطر غبار و بطبع آزار نرسد یعنی بعد از مردن هم تحسین کنند قوله

هزار نقش بر آید ز کلک صنع یکے	به دلپذیری نقش نگار ما نرسد

هزاران وجود از عدم بوجود آیند نقش نگار ما بصورت محبوب ما که رسول ؑ است قوله

بسوخت حافظ و ترسم که شرح قصهٔ او	بسمع پادشه کامگار ما نرسد

شرح بیان و ذکر سمع گوش کامگار خداوند کام چون خدمتگار و گنهگار غزل

بیا که رایت منصور پادشاه رسید	نوید فتح و بشارت بمهر و ماه رسید

رایت نشان منصور نام پادشاه اینجا مرشد نوید آگاهی ضیافت قوله

کجاست صوفی دجال وضع ملحد شکل	بگو بسوز که مهدی دین پناه رسید

صوفی دجال وضع ملحد شکل آنکه ظاهر خود را آراید کنایه از هواے نفس مهدی دین پناه امام مهدی و عیسے ؑ که لا مهدی الا عیسے مراد مرشد معنے آنست کجا است هواے نفس که خود را باغواے شیطان آراسته گویانند و بر خود تسلطے دارند گو بحسرت بسوز که مرد دین پناه رسید

و مارا با تابت کشید اکنون خود بدو سپردیم و از گمرہی براہ آمدیم قولہ

صبا بگو کہ چہا بر سرم درین غم عشق	ز آتش دل سوزان و دودِ آہ رسید

یعنی اے مرشد بجناب آن محبوب عرض دار کہ درین غم عشق از آتش دل سوزندہ و دودِ آہ چہ حالتہا بر من وارد شد قولہ

جمال بخت ز روے ظفر نقاب انداخت	کمالِ عدل بفریادِ دادخواہ رسید

یعنی علو بختِ ظفر را از معرض اختفا بمنصۂ ظہور جلوہ گر گردانید دادخواہ کنایہ از خود قولہ

سپہر دور خوش اکنون زند کہ ماہ آمد	جہان بکامِ دل اکنون رسد کہ شاہ رسید

سپہر فلک دور زمانہ کنون الحال جہان بکامِ دل اکنون رسد بمرادِ رسم قولہ

ز قاطعانِ طریق آن زمان شوند ایمن	قوافلِ دل و دانش کہ مردِ راہ رسید

قاطعانِ طریق نفس و شیاطین و خطرات نفسانی مردِ راہ مرشد قولہ

عزیز مصر برغم برادرانِ غیور	ز قعرِ چاہ برآمد باوج ماہ رسید

عزیز مصر محبوب حقیقی مقصود و مراد مرشد رغم برادرانِ غیور زاہدان مرائی و صوفیانِ مقلد قعرِ چاہ محل اختفا اوج ماہ بمنصۂ اظہار و طلوع قولہ

ز شوقِ روے تو شاہا بدین اسیرِ فراق	ہمان رسید کز آتش ببرگِ کاہ رسید

شاہا خطاب بمعشوق و الف ندائیہ بدین اسیرِ فراق کنایہ از خود ببرگِ کاہ رسید محو و منعدم گردید قولہ

مرو بخواب کہ حافظ ببارگاہ قبول	ز وردِ نیمشب و درسِ صبحگاہ رسید

مرو بخواب خوابِ غفلت بگذار یمن برکت ورد وظیفہ درس خواندن صبحگاہ سحری غزل

بنفشہ دوش بگل گفت خوش نشانے داد	کہ تاب من بجہان طرۂ فلانے داد

بنفشہ عاشقی بنفشہ نام گلے کہ در آب روید سبز و کبود اند کے لسیاہی زند بر کوع و سجود نسبت کنند گل اگر تنہا افتد گل لعل مراد بود و اگر باشد البتہ آن وقت گل دیگر مراد بود گل محبوب نشانے بیانے تاب روشنی و پیچ و توانائی طرہ مراد عشق فلانے کنایہ از محبوب قولہ — دلم خزانۂ اسرار بود دستِ قضا یعنی پر از اسرار ہا است اما دستِ قضا درش ببست و کلیدش بدلستانے داد دبے امراد دم تو تانم زد قولہ

که نه

گذشت بر من مسکین و با رقیبان گفت ‌‌ | ‌‌ دریغ عاشق مسکین من آنچه جانے داد

کنایه از لطف و مرحمت نمودن چه این مقتضی رحمت است قوله

شکسته وار بدرگاهت آمدم که طبیب ‌‌ | ‌‌ بمومیائی لطف توام نشانے داد

چون عاجزان ملتجی بجناب تو آمده ام چرا که مرشد ما که طبیب عاشقانست علاج این زخم ما و مرهم جراحت بمومیائی لطف تو نشان داد که غیر از لطف تو علاج این زخم نتوان کرد و مومیائی با سیوم موقوف دوای است چون استخوان کسے شکنند بخورانند در دساکن شود و التیام پذیرد و آن بر دو نوع است یکے کانی دوم فرنگی که آن عملی ے شود و ترکیب آن چنانست که بچه سرخ روئی و موے حاصل کنند و می پرورند چون سال عمرش درون سی میشود کند شے سنگین است میکنند و آن را بشهد پر میکنند و آن مرد را میان آن مے اندازند و آن را بشهد پر میکنند و آن کند و را مهر میکنند تا صد و بیست سال سر بمهر میدارند بعده مے کشایند هرچه از آن شهد و آن مرد می ماند آن همه مومیائی مے شود و این مومیائی از کانی بغایت مفید تر میشود اما در ولایت کمتر مے رسد من ابراهیمشاهی قوله تنش درست و دلش شاد باد و خاطر خوش درست از لغات صحیح و سالم از دولت لطف و رحمت که دستیاری درویش ناتوانے داد همچو من درویش ناتوانی را مدد دے و بسوے این در رهنمائی کرد قوله

برو معالجهٔ خود کن اے نصیحت گو ‌‌ | ‌‌ شراب و شاهد و ساقی کرا زیانے داد

معالجه علاج میل خواهش بیدلان عاشقان روانے فی الحال قوله

خزینهٔ دل حافظ ز گوهر اسرار ‌‌ | ‌‌ به یمن عشق تو سرمایهٔ جهانے داد

غزل

بازم مه رخسار کسے در نظر آمد ‌‌ | ‌‌ مهرے بدل از طلعت آن ماه در آمد

کسے معشوق مهرے شوق و کششے آن ماه محبوب دل سودا زده مجنون هوائی بے اختیار و از قید ما بیرون و زکار خود و بار خود آن باز بر آمد ترک کار و بار خود کرد داشت نمود خم ابرو مراد حسن تجلی طرفه نادر از دست غم هجر تو بسبب هجران تو از پاے در آمد عاجز و درمانده شد غزل

با آب روشن مے عارفے طهارت کرد ‌‌ | ‌‌ علی الصباح که میخانه را زیارت کرد

آب روشن مے صفائی بیانیه کنایه از عشق و محبت طهارت پاکی میخانه مقام ام الخبائث دنیا معنے آنست که روز ازل که عارفان بالسد توجه دنیا آوردند بحقیقت عشق طهارت کردند آنگاه توجه بدنیا اندختند یعنی طالبان حق را عشق نه امروز دست داده بلکه ساقیان قضا و قدر ساغرهاے آن شراب در ازل در درون شان ریخته و شکسته و غیره که فور در نهاد شان ریخته اکنون بر منصهٔ ظهور بجلوه در آمد و عاشق درین مقام بسر آمد قوله

همین که ساغر زرین خور نهان کردند | هلال ابروے ساقی نے اشارت کرد

ساغر زرین خور تجلی ذات که در عالم عدم بر ممکنات مشهود بود چون بوجود آمدند تجلی خورشید ذات از قدرت کامله پوشید هلال ابرو عبارت از مشاهدات تجلیات معنے آنست که عارفان حق را همان لحظه که از عدم بوجود آوردند و ساغر زرین خود از ایشان نهان کرد هلال ابروے ساقی نے یعنی مے نوشی اے عشق و محبت اشاره نمود یعنی همین که روح از قالب عارف بر آمد شوقے که در قالب وتنست و ذوقے که در دلش متمکن به وصال جاودانی اشاره نماید و ذوق عارف از قوة بفعل آید قوله

بیا بمیکده و وضع و قرب جاه ببین | اگرچه چشم با واعظ از حقارت کرد

میکده عالم عشق و عالم جبروت که بعد از ان لاهوتست معنے آنست که در عالم عشق و مقام جبروت بیا تا قرب و منزلت ما را معاینه کنی که این مرناسوت است اگرچه زاهد ظاهربین بما چشم حقارت دارد و ما را از جمله عاصیان مردود مے شمارد قوله

اگر امام جماعت بخواندش امروز | خبر دهید که حافظ نے طهارت کرد

یعنے در عالم استغراق شد و از تکلیف رفت غزل

بوے مشک ختن از باد صبا مے آید | اینچه بادیست کز و بوے شمامے آید

ختن شهریست مشکخیز منسوب بخوبرویان باد صبا وارد شما اشارت بمحبوب نکهت باد خوشبو نسیم باد خنک - وارد خطا نیز شهریست مشکخیز منسوب بخوبان تیر غم تیر عشق سپر از سینه بساز یعنی سینه را بجای سپر کن ابروی پیوسته باید دانست که ابرو دو نوعست متصل و منفصل بعضے بهم پیوسته و بعضے از هم گسسته از روی لطف پیوسته خوشتر و درین بیت بین المصرعین لفظ آرے مقدریست بپای بگل فرو رفتن عبارت از عاجز شدن است بجا کثرت مراد است یعنی از بسیاری گریه زاری از باد سپر هیز از حادثه و تصدیعات گل مشاهده باغ دل بصد برگ و نوا بصد طراوت و تازگی غزل

پیرانه سرم عشق جوانے بسر افتاد | وان راز که در دل بنهفتم بدر افتاد

پیرانه سرم در وقت پیری مرا جوانے کنایه از ماهروے راز عشق بدر افتاد ظاهر شد قوله

از راه نظر مرغ دلم گشت هواگیر | اے دیده نظر کن که بدام که در افتاد

از راه نظر بسبب نظر گشت هواگیر از دست رفت و بے اختیار شد که کدام که در افتاد در دام کدام کس افتاد قوله

دردا که ازان آهوی مشکین سیه چشم	چون نافه بسی خون دلم در جگر افتاد

دردا که افسوس که ازان آهوی مشکین سیه چشم سیه چشم بی مروت و بخیل که در عشق آن دلبر سیه چشم که کنایه از تجلی ذاتی بسی خون دلم در جگر افتاد سراسر خون گردید قوله

از رهگذر خاک سر کوی شما بود	هر نافه که در دست نسیم سحر افتاد

از رهگذر خاک سر کوی شما بود بسبب گذر نمودن بر خاک سر کوی شما است نافه کنایه از حقائق و معارف نسیم سحر کنایه از مرشد و بدست افتادن حاصل شدن قوله

مژگان تو تا تیغ جهانگیر برآورد	بس کشتهٔ دل زنده که بر یکدگر افتاد

مژگان کنایه از عشق صوری و نیز تعینات که عارضیست و اسم مضل چون دنیا تیغ جهانگیر برآورد در پی قتل شد و مستعد خونریزی گردید دل زنده کنایه از عاشق قوله

گر جان بدهد سنگ سیه لعل نگردد	با طینت اصلی چه کند بدگهر افتاد

سنگ سیه بدطینت لعل گوهریست قیمتی در خشان بدین حد و دنیفتد مگر بسر اندیب و آنرا گاو می آرد از ظلمات در دهن گیرد و بصحرا نهد بروشنائی آن علف خورد و مردم کمین کنند گل بزیر سرش زنند گاو بانگ و زاری کنان باز بدریا در آید و مردم آنرا برارند و بمعنی سرخ و لب معشوق طینت اصلی خلقت جبلی چه کند چه علاج نماید بدگهر افتاد بدگهر واقع شده حاصل این مصراع آنست که بدگهر ازلی را علاجی نیست آن مرغ سخن سنج کنایت از خود باشد افتاده باشد از راه زهد و صلاح معرض گردید بدام خطر افتاد بدام عشق در افتاد ضمیر شین عاقبتش بر محبوب آتش جانسوز کنایت از عشق و محبت خشک و تر نیک و بد قلیل و کثیر و بر و بحر و ماحضر و غائب و اینجا همین معنی است قوله

بس تجربه کردیم درین دیر مکافات	با دردکشان هر که در افتاد بر افتاد

تجربه امتحان دیر مکافات دنیا دردکشان عاشقان و اولیا چه صاف صحابه نوشیده اند هر که در افتاد بعداوت پیش آمد بر افتاد هلاک شد ماحصل این بیت آنست که نخست حق صحبت[1] که از جملهٔ مکارم اخلاق است بجا آر قال علیه السلام بعثت لاتمم مکارم الاخلاق زندگانی بخلق با خلق نیکو کن تا بدوستی او برسی یعنی هیچ دلی را آزرده جفای مکن که خستگی دل در هر دو جهان اثری کند بلکه موی را هم آزار مده یعنی بار غم و اندوهی بر کجا که نهی خواه بر ظاهر خواه بر باطن کسی مکافات

[1] این ابیات در نسخ مطبوعه یافته نشد ۱۲

همانجا بتو رسد واین از جمله مجربات است خصوصًا با زمرهٔ فقرا و غربا معنی آنست که ای عزیز کم آزاری
در قواعد طریقت رکنیست اصلی و شرطیست عظیم هر که مردم آزار است خدا ازو بیزار است قوله

عاجز شد و این قرعه بنام من زسر افتاد	بار غم او عرض بهر کس که نمودم

بار غم او کنایه از عشق و این مصراع مشعر است بکریمه إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ قوله

از بوی بهشتیش ز خود بیخبر افتاد	این باده که پرورد که خمار خرابات

باده پرورد کنایه از خود که پرورده شدهٔ باده است خمار می فروش خرابات عشق خمار
خرابات مرشد بهشت روی روی تو چون بهشت و لب حوض کوثر است از بوی
بهشت از ذوق مشاهدهٔ روی محبوب است قوله

بس طرفه حریفیست کش اکنون بسر افتاد	حافظ که سر زلف بتان دست کشش بود

سر زلف بتان دست کشش بود عاشق گلرویان بوده طرفه حریفیست نادر محبوبست بسر افتاد
بدست آمد

غزل

مهرورزی تو با ما شهرهٔ آفاق بود	پیش ازینت بیش ازین اندیشهٔ عشاق بود

پیش ازین قبل ازین بیش ازین زیاده ازین اندیشهٔ عشاق بود فکر عاشقان مهرورزی محبت
و دوستی کردن شهرهٔ آفاق مشهور عالم قوله

بحث سر عشق و ذکر حلقهٔ عشاق بود	یاد باد آن صحبت شبها که با زلف توام

حلقه جماعت قوله

گفت بر هر خوان که بنشستم خدا رزاق بود	بر در شاهم گدائی نکته در کار بود

شاهم میم ساکن بمعنی مرا در کار کرد یا گفت قوله

منظر چشم مرا ابروی جانان طاق بود	پیش ازین کین سقف سبز و طاق مینا برکشید

سقف سبز و طاق مینا برکشید آسمان بلند کرد و بنا نمود مراد ازین مصراع از روز ازل منظر جای
نظر معنی این مصراع آنست که جای نظر چشم من طاق ابروی جانان که مشاهدات محبوبست
بوده + قوله

از دم صبح ازل تا آخر شام ابد
دوستی و مهر بر یک عهد و یک میثاق بود

از دم صبح ازل از وقت ازل تا آخر شام ابد تا وقت ابد میثاق بود شب قدر اگرچه مختلف الاقوال است اما اصح آنست که بیست و هفتم رمضان است و نزد عاشقان شب قدر کنایه از شب وصال است که هیچ شب عظیم القدر از ان نیست که آن شب قدرے که گویند اهل خلوت امشب است صبوحی شرابے که بصبح نوشند بسر خوش مست جامے بر کنار طاق بود شراب عشق در پیش بود۔ قوله

رشتهٔ تسبیح گر بگسست معذورم بدار
دستم اندر ساعدِ ساقیِ سیمین ساق بود

رشتهٔ تسبیح ظاهر پرستی قوله

سایهٔ معشوق اگر افتاد بر عاشق چه شد
ما باو محتاج بودیم او بما مشتاق بود

سایهٔ معشوق جلوهٔ معشوق عاشق ممکن الوجود یعنی اگرچه رشتهٔ تسبیح گسسته گردانیدم و از ظاهر پرستی بریدم معذورم دار از تعنت من زبان را باز آر که اتفاق من بصحبت ندی افتاد که رخت هستیم بر باد داد و مذهب و از تقلید شرائع بالاتر است و اگر تجلی معشوق بر عاشق شد چه باکست که ما باو محتاج بودیم و او بما مشتاق اگرچه فی حد ذاته باکست و نسبت اشتیاقش بما نمی زیبد لیس اظهار آن از بهر کرامت ما بود و احتیاج ما بدو ظاهر است و اشتیاق او بما از روے لطف و بنده نوازی نیز باهر است قوله

شعر حافظ در زمانِ آدم اندر باغ خلد
دولتِ نسرین و گل را زینتِ اوراق بود

نسرین نام گل۔

غزل

تنت بناز طبیبان نیازمند مباد
وجودِ نازکت آزردهٔ گزند مباد

طبیبان معروف و نیز مرشدان نیازمند محتاج گزند بضم حادث و آفت قوله

سلامتِ همه آفاق در سلامتِ تست
بهیچ عارضه شخصِ تو دردمند مباد

دردمند خداوند درد چون مستمند و ارجمند۔ قوله

جمالِ صورت و معنی بیمن همتِ تست
که ظاهرت دژم و باطنت نژند مباد

صورت ظاهر معنے باطن یمن برکت که ظاهرت دژم و باطنت نژند مباد۔ دژم بمعنی ناتوان نژند مخمور و غمین این مصرعه دعائیه است چون حال برین نوعست که بالا گفته شد لیس مے خواهم که ظاهرت و باطنت غمین مباد قوله

له این بیت در نسخ صحیحه موجود نیست ۱۲

دریں چمن چو درآید خزان یغمائی	رهش بسر و سهی قامت بلند مباد

دریں چمن دنیا و نیز وجود خزان پیری و مرگ و حوادثات یغمائی تاراج نمودن رهش ضمیر شین برخزان سرو سهی قامت بلند اضافه بیانیه قوله

دران بساط که حسن تو جلوه اندازد	مجال طعنهٔ بدبین بدپسند مباد

بدبین بداندیش یعنے حاسد بدپسند بدخواه قوله

هرآنکه روے چو ماهت بچشم بد بیند	برآتش تو بجز چشم او سپند مباد

هرآنکه اشارت بحاسد بچشم بد بیند بانکار و باحقار قوله

شفا زگفتهٔ شکرفشان حافظ جوے	که حاجتت بعلاج گلاب و قند مباد

شفا فرحت گفته شکرفشان سخن عاشقانه گلاب و قند کنایت از وعظ و نصیحت غزل

اتا ز میخانه و مے نام و نشان خواهد بود	سر ما خاک رهِ پیر مغان خواهد بود

میخانه و دنیا مے زندگی پیر مغان مرشد معنے آنست که تا از دنیا و زندگی نامے و نشانے ست سر ما خاک راهِ مرشد خواهد بود و نیز میخانه وجود مے عشق و محبت معنی آنست که تا هنگام این هستی ستعا و عشق آن دلدار را نام و نشان خواهد بود سر ما خاک راه مرشد خواهد بود یعنے تا زنده ام هستی خود را بمرشد در باز نده ام و خاک راهش نمیگزارم و همیشه براهِ او استوارم قوله

حلقهٔ پیر مغانم ز ازل درگوش است	ما همانیم که بودیم و همان خواهد بود

حلقهٔ پیر مغانم ماحصل این بیت آنست که بیان اعتقاد خود کرده که بریک قرار است و هیچ خلل نه پذیرفته و نخواهد پذیرفت پایگه گاه خران اشارت بمقام خواریست قوله

برو اے زاهد خودبین که ز چشم من و تو	راز این پرده نهانست و نهان خواهد بود

برو اے زاهد ماحصل این بیت آنست که همه کس محرم این راز نه اند قابلیتے باید بس بلند که دیدهٔ بصیرتش بآن کحل بینائی روشن شود قوله

ترک عاشق کش من مست برون رفت امروز	تا کران خون دل از مردم روان خواهد بود

ترک عاشق کش کنایه از معشوق مست بیباک و ناپروا برون رفت باید دیدن للمعین لفظ باید دید مقدر است و معنی مصراع ثانی آنست از چشمهاے کدام سیل اشک روان خواهد شد قوله

عیب مستان مکن ای خواجه کزین کهنه رباط | کس ندانست که رحلت بچه سان خواهد بود

مستان رندان عاشقان ایخواجه اشارت بزاهد کهنه رباط دنیا رحلت بچه سان خواهد بود سرانجام بچه روش خواهد بود قوله

بر سر تربت ما چون گذری همت خواه | که زیارتگه رندان جهان خواهد بود

تربت مراد وجود که نفس را از هوا و هوس مرده چو مردگان گور کرده زیر گذری ای ور و نمائی رندان جهان عاشقان یعنی ای زاهد ولی طالب چون نزد ما آئی یا بعد از مرگ من بقبر من روی باید که طلب توجه نمائی که زیارتگاه عاشقان کامل خواهد بود قوله

بر زمینی که نشان کف پای تو بود | سالها سجده‌ٔ صاحب نظران خواهد بود

بر زمینی که نشانی زمین وجود نشان کف پای آثار ظهور صاحب نظران عاشقان معنی آبیت در هر وجودی که آثار ظهور تو باشد ای محبوب حقیقی آن وجود سالها سجده گاه عاشقان آگاه خواهد بود ترک این دختر رز گر بکنم یعنی اگر ترک عشق نمایم عیش خوش با رخ شیرین یعنی عیش خوش که از مشاهدهٔ روی محبوب دارم ضمان ضامن یعنی پذیرفتاری قوله

چشمم آن دم که ز شوق تو نهد سر بلحد | تا دم صبح قیامت نگران خواهد بود

چشمم آندم ماحصل این بیت آنست که عشاق را از مشاهدهٔ جمال جانان بر طریقهٔ حضور و غیبت قوت روح ایشان است قوله

بخت حافظ گر ازینگونه مدد خواهد کرد | زلف معشوق بدست دگران خواهد بود

گر ازین گونه اشاره بمضمون ایکه وقتی نکشیده است دولت جانب ما زلف معشوق بدست دگران خواهد بود وصل معشوق نصیبهٔ دیگران خواهد بود غزل

ترسم که اشک در غم ما پرده در شود | وین راز سر بمهر بعالم سمر شود

غم کنایه از عشق پرده در موجب رسوائی راز سر بمهر راز پوشیده کنایت از عشق سمر افسانه این کثرت گریه مارا رسوا میکند و این عشق مارا افسانهٔ عالم سازد قوله

گویند سنگ لعل شود در مقام صبر | آری شود ولیک بخون جگر شود

سنگ ناقصان و ناهمواران لعل عارف کامل در مقام صبر یعنی بصبر و به مدت مدیدکه سـ

قرنها باید که تا یک سنگ اصلی ز آفتاب + لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن + خون جگر ریاضات شاقه قوله

خواهم شدن بمیکده گریان و دادخواه	کز دست غم خلاص من آنجا مگر شود

میکده عالم عشق و مقام پیر پاک خیال دوست مبادا که تر شود مبادا که مانع آمدن خیال محبوب شود قوله

مهر تو در درونم و عشق تو در سرم	با شیر در درون شد و با جان بدر شود

با شیر اندرون شد و با جان بدر شود زائل شدنی نیست قوله

از هر کرانه تیر دعا کرده ام روان	باشد کزین میانه یکی کارگر شود

هر کرانه هر طرف تیر دعا اضافه بیانیه کارگر شود باجابت رسد قوله

ای دل حدیث ما بر دلدار عرض دار	لیکن چنان مگو که صبا را خبر شود

حدیث کنایت از حقیقت دلدار معشوق عرض دار بیان کن لیکن چنان مگو که صبا را خبر شود لیکن بطریقی گو که غیری واقف نگردد ای مخفی قوله

این سرکشی که در سر سرو بلند تست	کی با تو دست کوته ما در کمر شود

سرکشی تکبر و کبر که در سر سرو بلند تست در ذات عالی صفات تست کی با تو دست کوته من در کمر شود کی با تو دعوی همسری نمایم قوله

از کیمیای مهر تو زر گشت روی من	آری بیمن لطف شما خاک زر شود

کیمیا عشق زر گشت روی من زرد گشت که علامت عشق است یمن برکت لطف عاشق قوله

در تنگنای حیرتم از نخوت رقیب	یارب مباد آنکه گدا معتبر شود

تنگنای حیرت اضافه بیانیه نخوت غرور و تکبر قوله

روزی اگر غمی رسدت تنگدل مباش	رو شکر کن مبادا که از بد بتر شود

شکر لئن شکرتم لازیدنکم قوله

ای دل صبور باش و مخور غم که عاقبت	این صبح روز گردد و این شب سحر شود

ای دل صبور باش فاصبر صبرا جمیلا و اصبر و ما صبرک الا بالله این صبح روز گردد و این شب سحر شود آخر الامر بموجب ان مع العسر یسرا این جمله هجران بحالت وصل مبدل گردد قوله

دم درکش ار نه باد صبا را خبر شود	حافظ چو نافهٔ سر زلفش بدست تست

نافه سر زلف اضافت بیانیه بدست تست حصول آن بود دم درکش ای خموش باش و سخن بزبان میار قوله

اگر خاک او بپای شما پی سپر شود	حافظ سر از لحد بدر آرد و بپای بوس

گر خاک او بپای شما پی سپر شود و او اشاره بحافظ پی سپر پایمال معنی این مصرع آنکه وقتیکه بخاک حافظ گذرم غزل

دلم ز اندوه بیحد همی نفرساید	تنم ز رنج فراوان همی نیاساید

رنج فراوان از کثرت هجران اندوه غم فراق بخار حسرت چون پر شود ز دل بسرم چون غبار حسرت از دل بسر متصاعد میگردد ز دیدگان نم باران غم فرود آید از راه دیدگان سراسر غم فرو میبارد حاجتمند محتاج ژاژ میخاید بیهوده گوئی میکند غمان جمع غم و نیز الف زائد چون بحال ازین پس انچه نه پیش همی آید الحال انچه پیش من آید بمنزلهٔ قطره است غمین غمناک حی جاویدان حق تعالی درے نه بندد تا دیگرے نه بکشاید مضمون این بیت ه

خدا ار به بندد بحکمت درے + کشاید بفضل و کرم دیگرے غزل نتوانست ای نتوانست دید ازان بواسطه آن بچشم او رخ من زرد رنگ نماید یعنی دیگران چه بچشم بدخواه رنگ من زرد نماید قوله

بجز که محنت حافظ کزو همی ناید	زمانه خود بربود از من انچه بود مرا

معنی آنست هر چه داشتم از دل و دین و تاب و توانائی و رنگ و روشنائی انچه بود زمانه از من همه بربود الا که محنت حافظ که از و ربودن محنت نمی آید که او محنت ده است نه محنت بر ـ غزل

آفتابیست پس پرده نهان میگذرد	ترک مه پیکر من بین که چسان میگذرد

چسان اعراض کنان. جوش جان اضافت بیانیه برما رسد نزدیک آید اشک فشان گریه کنان

غزل

لاله را دل خون شود و بازار سنبل بشکند	ترک من بر عارض رنگین چو کاکل بشکند

عارض رخساره کاکل قسم زلف است درانیس العاشقین آورده است آنکه در کشور حسن سر آمده ملک جمالست موی را گرفته اند و فرق داخل اوست و منقسم بر سه نوع است نوع اول معقد بیهادے کش خوانند و آنچنان باشد که موے اتراک که در بند ند و آنرا بار سلکی گویند ه گر دست من

بدان کلهٔ عنبرین رسد + پایم فراز پایهٔ چرخ برین رسد نوع دوم مجعد و آن موی ویلم باشد بهلوے
وی را نغوله خوانند و بفارسی کلاله و مراد از کلاله آنست که بشکن باشند ؎ بت دیلم منه مشکین کلاله +
بمشک چین گرفته روی لاله سیوم آنکه چون موی زنگی در یکدیگر رفته باشد و آنرا بہپلوے مرغول
خوانند و بفارسی کاکل ؎ کاکل مشکین بر انداز از رخ چون آفتاب + حیف باشد بر مه روی تو از کاکل نقاب +
و هر یکے در کشورے سرفراز و در مملکتے کارساز اگرچه جمله را موی و طرهٔ و گیسو خوانند فاما در میان
این جمع فرقے تمام است و هر یکے را قرارگاہے است و راہے و بنیاہے آنچه در گرد رخسار چون ماه
در گلزار حلقه زند وے را زلف گویند ؎ خوبان برائے آنکه بغارت برند دل + زلف آورند بر سر
رخسار کج نهند + وآنچه بر بناگوش سر فرو آرد و در گردن محبوب بپیچد وی را گیسو گویند ؎ از بناگوش
ارندار دار زروے گردنش + بر بناگوشش چرا گردن نهد گیسوے او + وآنچه بدوش رسد و از دست
درازی وی را پیوسته باز پس بندند آنرا طره گویند ؎ یا غمزه را بندے بده تا ترک غمازی کند +
یا طره را بندے بنه تا ترک طراری کند + وآنچه کمر وار میان معشوق را در کنار گیرد وی را موے گویند
؎ موے تو تا میان و میان تو کم ز موے + چون تو که دید موے میان در میان ترک + وآنچه
مسلسل در خاک افتد و در پای معشوق سر انداز شود آن موی در امیست که وی را زلف گویند و این زلف مخصوص
بنازنینان ؎ ایدل اگر از زلف کجش بینی که در خاک افتد + یاران رسن در چه مشوکان از سیه کاری بود + قوله

سرو را از پا در انداز ز دل گل بشکند	در خرامان سرو گلنارش کند میل چمن

سرو قد معشوق گلنار باعتبار روے چون گل و ضمیر شین بمعشوق از پا انداختن بخاک انداختن
و بیقدر ساختن دل بشکند متفکر و پریشان سازد و مراد از سرو و گل معروف و نیز معشوقان مجاز
و نیز تجلیات اسمائی و صفاتی قوله

اندرین ره سیلها باشد که صد پل بشکند	تا خیال ابروے جانان ز چشمم دور شد

ابروے جانان مراد تجلی ز چشمم دور شد اے در نقاب شد و مخفی گردید - اندرین ره اشارت
براه عشق سیلها باشد سیلها گریه و بکا بمنزله رسید که صد پل بشکند - قوله

خار غم اندر دل مجروح بلبل بشکند	چون نسیم صبحگاہی پردهٔ گل بر درد

نسیم صبحگاہی نسیم الطاف لم یزلی پردهٔ گل بر درد مراد از گل مرشد و محبوب و پرده دریدن

خدان وخوش وقت ساختن خار غم اندر دل مجروح بلبل بشکند ازینجهة که بجز بوی ندارد والتفاتی نکند قوله

حافظا این سر وحدت را ز دست خود مده	تا خیال زهد وتقوی را توکل بشکند

غزل

جان بی جمال جانان میل جنان ندارد	وانکس که این ندارد حقا که آن ندارد

جنان بهشت این اشارت به میل جانان آن اشارت به جان ماحصل این بیت مشیر بر آنست که ارباب ذوق گفته اند که هر چه هست عشق است در عالم زندگانی کسی را که چاشنی از حلاوت عشق حقیقی دست ندهد باری دل وجان را سیر بی پیکری گرداند قوله

با هیچکس نشانی زان دلستان ندیدم	یا من خبر ندارم یا او نشان ندارد

هیچ محبوب را نظیر آن محبوب لانظیر خود دنیا فتم یا من خبر ندارم یا در نظر من نظیری ندارد یا او نشان ندارد یا فی الحقیقت نظیری نیست مرا او را قوله

هر شبنمی درین ره صد بحر آتشین است	دردا که این معما شرح وبیان ندارد

شبنم مشهور و آن اگرچه مانع راه نیست لیکن معنی دارد مراد صغائر و آن اگرچه مانع سلوک نیست لیکن هم نمی شاید درین ره اشارت عشق معنی آنست که هر گناه صغیره که در راه عشق وعرفان به وقوع آید بمنزله صد گناه کبیره است بموجب إِنَّ الْمُخْلِصِينَ عَلَى خَطَرٍ عَظِيمٍ چنانچه نقل است که بایزید بسطامی شبی از شبها شیر بنوشید در شکم خاست بمقتضای بشریت بر زبانش رفت که این درد بسبب این شیر بر خاست پس از ان بخواب دید که قیامت قائم شد و خلق اولین و آخرین حاضر اند خطاب شنید که بایزید مشرک را بیارید گفت خدا وندا چه شرک آورده ام فرمود اُذْكُرْ لَيْلَةَ اللَّبَنِ پس بدان و آگاه باش وباستغفار باش ونیز معنی آنست که صد بحر آتشین شبنمی درین راه باشد که عاشق از عبور آن هیچ نهراسد افسوس که این سخن سربسته شرح وبیان ندارد یعنی لطف حق هر کرا شایان است رفتن این راه بر و آسان است مَنْ سَبَقَتْ لَهُ الْعِنَايَةُ لَمْ يَضُرَّهُ الْجِنَايَةُ قوله

سر منزل فراغت نتوان ز دست دادن	ای ساربان فروکش کین ره کران ندارد

بهترین طریق درین شیوه سر بگریبان خویش فرو بردن وپای در دامن تسلیم پیچیدن وبافکار فاسده رفتن غیر از گمراهی نیست پس ملک قناعت که سر منزل فراغت است از دست نتوان داد که یوم جدید ورزق جدید ای سالک مهار حبت و جو درکش که راه حرص را نهایتی نیست

چون اینجا گذشتی و بصحراے حرص افتادی فائده ندارد اگرچه درسلوک جان سپارد قوله

ذوقے چنان ندارد بید وست زندگانی	بیدوست زندگانی ذوقے چنان ندارد

ذوقے چنان ندارد یعنے ہیچ ذوقے ندارد قوله

گر خود رقیب شمع است اسرار ازو بپوشان	کان شوخ سر بریده بند زبان ندارد

شمع مراد از عاشق طال اللسان زو بپوشان باو درمیان منه کان شوخ سر بریده اشارت بشمع بند زبان ندارد اخفاے اسرار از و نتوان شد روح بخش زندگی بخش از غیر دوست معشوق مجاز و غیر مرشد قوله

اے دل طریق رندی از محتسب بیاموز	مستست و در حق او کس این گمان ندارد

رندی عاشقی محتسب عارف کامل مستست غرق نشۂ عشق است این گمان اشارت بگمان مے پرستی قوله

چنگ خمیده قامت میخواندت بعشرت	بشنو که پند پیران ہیچت زیان ندارد

چنگ خمیده قامت مرشد کہن سال بعشرت یعنی بعشق و تجرد از دنیا قوله

احوال گنج قارون کایام داد برباد	با غنچه باز گوئید تا زر نہان ندارد

غنچه ممسک و بخیل معنے آنست که حالات گنج قارون که ایامش بباد داد و غنچۂ امیدد امنش نکشاده با ممسک و بخیل باز گوئید و ازین آگهیش جوئید که امساک و بخل این نتیجه مے بخشد تا زر را جمع نسازد و در راه خدا بازد غزل

جمالش آفتاب ہر نظر باد	زخوبی روے خوبش خوبتر باد

مراد از آفتاب روشن ساز و راحت بخش خوبی حسن و جمال قوله

ہماے زلف شاہین شہپرش را	دل شاہان عالم زیر پر باد

ہماے زلف اضافه بیانیه مراد عشق شاہین شہپر اشاره بجذبه از جذبات عشق و ضمیر شین شہپرش بر ہماے زلف قوله

دلے کو بستۂ زلفش نباشد	ہمیشه غرقۂ خون جگر باد

بستۂ زلفش نباشد مقید مدام عشق او نباشد قوله

ھم ۱۲ شوال ۱۲۸۸ھ

بتا چون غمزه‌ات ناوک کشاید	دل مجروح من پیشش سپر باد

غمزه تجلی و استغنا و عدم التفات ناوک کشاید تیر زنی کند قوله

چو لعل شکرینش بوسه بخشد	مذاق جان من زو پر شکر باد

لعل شکرین کنایت از لب مراد از لب لطف. بوسه بخشد یعنی برساند غزل

جهان برابروی عید از هلال وسمه کشید	هلال عید در ابروی یار باید دید

هلال ماه نو وسمه حنا سیاه و سنگیست سبز که برابروان کشند چنانچه سرمه در چشم قوله

مپوش روی مشو درهم از تفرج خلق	که خواند خط تو بر روی اِن یکاد دمید

یعنی روی خود مپوش و از دیدن خلق درهم مشو که خط تو آیه ان یکاد خوانده بر روی تو دمیده است یعنی این خط بمنزله ان یکاد است قوله

مگر نسیم تنت صبح در چمن بگذشت	که گل ببوی تو در تن چو صبح جامه درید

معنے آنست که مگر نسیم عنبر شمیم تن فیض معدن تو بوقت صبح در چمن وجود سالک وزیده که گل یعنے دل سالک بسبب مشاهده روی تو در تن خود چون صبح جامه دریده است شگفتگی بهم رسانیده یعنی موجب شگفتگی دل من غیر از نسیم فضل تو نیست قوله

نبود چنگ و رباب و گل و نبید که بود	گل وجود من آغشته گلاب و نبید

چنگ و رباب نام سازها آغشته آمیخته نبید شراب یعنی هیچ از عالم صوری بعالم صورت نیامده که وجود من غرق گلاب مودت و آغشته شراب محبت بود یعنی حصول عشق و محبت من ازلیست نه امروزی قوله

بیا که با تو بگویم غم ملالت دل	چرا که بی تو ندارم مجال گفت و شنید

یعنے ای محبوب من دمی پیش ما آی تا غم ملالت که در ایام فراق تو کشیده ام با تو شرح دهم که با غیر تو طاقت گفت و شنود ندارم قوله

بهای وصل تو گر جان بود خریدارم	که عیش خوب مبصر بهر چه بود خرید

معنے آنست که اگر وصل تو که عظمی ترین نعمت است بعوض جان بدست آید بجان خریداری کنم که مبصر عیش بے پایان را بهر قیمتے که دریابد بخرد و سر نه پیچد قوله

ز انقلاب زمانه عجب مدار که چرخ	چو صبح بر رخ عالم ازین صفت خندید

یعنی ازین برگشتگی زمانه که مشیخه بمقلدان افتاده وسروری بجهال روآورده عجب مدار که تقاضای زمان اینچنین است قال علیه السلام تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون دیگر قال علیه السلام اذا ضیعت الامانة فانتظر الساعة وخندهٔ چرخ بر روی عالم ازین جهت است وظهور ستارگان که بشب است بخنده تعبیر نموده که ستارگان بدندان نسبت دارد کما قال فی نشاط المجلس ان کان فی فلک النجوم فللآدمی الاسنان قوله

چو ماه روی تو در شام زلف میدیدم	شبم بروی تو روشن چو ماه مے گردید

یعنی وقتیکه ماه ذات ترا در شام زلف تو که عالم کثرات وصفات است معاینه مینمودم بسبب معاینهٔ تو شبهاے من روشن تر از ماه بودند ۵ شبهاے دوستان ترا انعم الصباح + وان شب که بیتو روز کند ظلم المسا قوله

دلم ز زلف تو شوریده بود مے دیدم	که پیش زلف تو بر خود چو مارے پیچید

یعنی دل من بسبب جذبهٔ عشق تو گرفتار عالم پریشانی بود ومن مر آن دل را میدیدم که پیش جذبهٔ عشق تو چون مارے پیچیداے مضطرب الاحوال بود - قوله

بلب رسید مرا جان وبر نیامد کام	بسر رسید امید وطلب بسر نرسید

بلب رسید مرا جان قریب هلاکت رسیدم بر نیامد کام مطلب بحصول نه انجامید طلب بسر نرسید چه سیر فی الله نهایت ندارد قوله

ز شوق لعل تو حافظ نوشت شعرے چند	بخوان ز نظمش ودر گوش کش چو مروارید

لعل کنایت از لب مراد تجلی ونور قدسی کلام شوق بخوان ز نظمش باحسن وجه مرا ورا بخوان غزل

چو باد عزم سر کوے یار خواهم کرد	نفس ببوے خوشش مشکبار خواهم کرد

باد معروف ونیز کنایه از مرشد مشکبار معطر - قوله

هر آبروے که اندوختم ز دانش دین	نثار خاک ره آن نگار خواهم کرد

اندوختم جمع نمودم وحاصل کردم نگار معشوق قوله

صبا کجاست که این جان خون گرفته چو گل	غذاے نکهت گیسوے یار خواهم کرد

صبا مرشد و ملک الموت بکسرت باد خوش معنے بیت آنست که از کمال شوق میگوید ملک الموت کجاست که پیغام دوست بدوست رساند تا اینجان که همچون گل خون شده بکمالیت رسیده فدای پیغام دوست گیسوی یار کنایه از دوست خواهم کرد واین تمنای موتست بموجب فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ قوله

که عمر در سر این کار و بار خواهم کرد	چو شمع صبحدمم شد ز مهر او روشن

از مهر او از عشق آن محبوب روشن معلوم اگرچه هنگام طلوع صبح آفتاب فنای شمعست این کار و بار عشقبازی قوله

بنای عهد قدیم استوار خواهم کرد	بیاد چشم تو خود را خراب خواهم ساخت

معنے بیت آنست که بیاد لقای تو تن را خراب خواهم ساخت واین هستی موهوم را به نیستی خواهم انداخت و در استواری بنای عهد قدیم که قالوا بلے است خواهم پرداخت قوله

بطالتم بس از امروز کار خواهم کرد	بهرزه بے مے و معشوق عمر مے گذرد

بهرزه بیهوده مے عشق بطالتم بس از امروز کار خواهم کرد یعنے اگر این بگویم که پس از امروز این کار خواهم کرد پس طالب این کار نیستم چه کار امروز را بفردا افگندن شایان طالب نیست

طریق رندی و عشق اختیار خواهم کرد	نفاق و زرق نه بخشد صفای دل حافظ

نفاق کینه و عداوت زرق مکر و فریب و ریا رندی بے باکی در عشق و عدم ترس لوم لائمان عشق العشق افراط المحبة و نیز عشق مشتق از عشیقه و عشیقه لیلاب را گویند و لیلاب سبزی است بے بیخ بالاے درختان در اندک زمانے جمله شاخ و برگ آنرا فرا گیرد همچنین عشق را خاصه ایست که در هر دلے که درآید در اندک مدت متصرف آن شود و هیچ باقی نگذارد که العشق نار اذا وقع فے القلوب یحرق ماسوے المحبوب غزل

که بود ساقی و این باده از کجا آورد	چه مستی است ندانم که رو بما آورد

مستی بیخودی رو بما آورد یعنی ما را روید اد حاصل گردید باده سخن عشق و محبت قوله

که در میان غزل قول آشنا آورد	چه راه میزند این مطرب مقام شناس

چه راه میزند یعنی چه نوع بیان حقایق و معارف میکند این مطرب مقام شناس مراد مرشد

... معنے ... خواندن و آنچه بهنا در کلام حافظ بسیار است ۱۲ محمد نظام الدین گرانوی

غزل را از مغازله گرفته اند و مغازله از عشقبازی بود و در فن شاعری آنست که صفت لطافت معشوق و ظرافت و بے نیازی او و بیچارگی و آوارگی و نیازمندی عاشق بیان کند و آن آنست که چند بیت باشد که در بیت اوّل هر دو مصرعه موافق القوافی باشد و در ابیات دیگر جز مصرع آخر و این کمتر از پنج بیت و زیاده از پانزده نباشد اینجا مراد از غزل سخنان حقائق و معارف قول گفتار قوله

تو نیز باده بچنگ آر و راه صحرا گیر	که مرغ نغمه سرا ساز خوشنوا آورد

باده بچنگ آر عشق و محبت حاصل نما راه صحرا گیر فارغ از ماسوا باش مرغ نغمه سرا مرشد ساز خوشنوا آورد سخنان عشق و محبت تلقین نمود۔ قوله

رسیدن گل و نسرین بخیر و خوبی باد	بنفشه شاد و خوش آمد سمن صفا آورد

رسیدن گل و نسرین ورود مشاهدات تجلیات صبا وارد غیبی و مرشد قوله

صبا بخوشخبری هدهد سلیمان است	که مژده طرب از گلشن سبا آورد

بخوشخبری هدهد سلیمان است در مژده رسانیدن بمنزله هدهد سلیمان است گلشن سبا عالم لاهوت که مقام محبوب حقیقی است قوله

دلا چو غنچه شکایت ز بخت بسته مکن	که بادِ صبح نسیم گره کشا آورد

دلا اے دل باد صبح مرشد و نیز وارد غیبی نسیم گره کشا مژده قوله

علاج ضعفِ دلِ ما کرشمهٔ ساقی است	بر آر سر که طبیب آمد و دوا آورد

کرشمهٔ ساقیست ظهور تجلی و التفات محبوب است طبیب مرشد و محبوب قوله

مرید پیر مغانم ز من مرنج اے شیخ	چرا که وعده تو کردی وا و بجا آورد

اشکال این بیت آنست که شیخ وعده شراب طهورا در آخرت کرده و پیر مغان که اکنون شراب میدهد شراب آلوده است پس در میان آنها مناسبت نیست و اگر مراد رویت باشد در دنیا واقع نیست چگونه آنرا بجا آرد جواب بر تقدیر اراده اول آنست که در شرح گلشن ساز مذکور شده که سالک بمراتب تجلیات افعالی میرسد بحسب آن احوال که در ان دم لریشان غالب است حق سبحانه در عالم روح بروح مثالی ممثل بظهور مظاهر محسوسه از انسان وغیره مشاهده مے نماید چنانچه

امام محمد غزالی قدس سره فرمود که حضرت حق را مثل نیست فاما مثال انیست که رَأَیتُ رَبِّی فِی أَحسَنِ صُورَةٍ شاهد این معنی و می بیند که حق ساقی گشته شراب میدهد و ایشان چون آن شراب مینوشند محو و فانی میگردند و بر تقدیر مثالی اگرچه رویت حق در دنیا واقع نیست لیکن درین جهان شهود قلبی تجویز کردهٔ عارفان کامل است و چون آن شهود قلبی فی الجمله تسلی مے بخشد میگوید که وعدهٔ شیخ که گفته پیر مغان بجا آورد قوله

به تنگ چشمی آن ترک لشکری نازم | که حمله بر من مسکین یک قبا آورد

تنگ چشمی نازد تکبر و حرص و کم حوصلگی آن ترک لشکری آن معشوق مبارز یکقبا تنها و مجرد و بیکس

فلک غلامی حافظ کنون بطوع کند | که التجا بدرِ دولتِ شما آورد

غزل | چو دست در سرِ زلفش زنم بتاب رود | ور آشتی طلبم بر سرِ عتاب رود

چون دست در سر زلف او که عشق و محبت است زنم بتابش در آید و اگر ترک عشق و محبت نمایم عتاب نماید و نیز زلف ساتر رخساره مراد محبوب مجاز تاب پیچش اگرچه پیچش زلف درخور است لیکن اینجا تابش مراد است که محبوب ملایم تراست آشتی صلح عتاب سرزنش معنی آنست که چون توجه بمجاز میکنم محبوب حقیقی از تابش میرود و از مشاهدهٔ تجلیات باز مانم و چون از مجاز اعراض کرده همگی همت مصروف او گردانم جلوهٔ محبوبی را کار فرموده بسنگ باران حوادث مبتلا میگرداند

چو ماه نو رهِ بیچارگان نظاره | زند بگوشهٔ ابرو و در نقاب رود

مانند ماه نو راه بینندگان بیچاره را بگوشهٔ ابرو مے زند و در نقاب میرود یعنی گوشهٔ ابرو نموده محتجب میشود که مشاهدة الابرار بین التجلی و الاستتار قوله

شب شراب خرابم کند ز بیداری | وگر بروز شکایت کنم بخواب رود

شب شراب کنایه از حالت محو روز کنایه از حالت صحو بخواب رود محتجب شود معنی آنست که تجلیات محبوب حقیقی در حالت محو از هستی به نیستی مے کشد و حلاوتے دست میدهد که از دریافت شهود و سر وجود بیخبر میمانم و اگر در حالت صحو می آیم و خواهم که شکایتے ازان حال باز نمایم و بدوستان طریقه از اندیشهٔ مقال خود بر آیم شاید که ازان خرابی باز آیم محتجب میگردد و هیچ ازان مشاهدات تجلیات نمودار نمے شود و گوید ؎ لاف عشق و گله از یار زہے لاف دروغ ✣ عشقبازان چنین

حکایت

مستحق هجرانند قوله

طریق عشق پرآشوب و فتنه است ای دل	بیفتد آنکه درین راه با شتاب رود

این بیت جواب ابیات بالا است و تشفی دل خود میخواهد که راه عشق پرآشوب و فتنه است درین راه اگر با ستقامت باشی خراب است و اگر شتابی کردی و به بے پیری طریقه پیش آوردی از پا افتادی و رخت هستی بباد دادی پس با تیقظ و بیداری یارشو و چون نابینایان درین راه مرو که تا ره تحقیق نکند قدم پیش نه نهد و نیفتد اگر بنون بود استفهام انکاری بود قوله

حباب را چو فتد باد نخوت اندر سر	کلاه داریش اندر سر شراب رود

معنے آنست که اے دل شتابی مکن که موجب افتادگی است و باندک مایه مغرور مشو که نے بینی که حباب را چون باد کبر و بزرگی در سر افتد و خود را چیزے مے نگرد و کلاه داری سرکشیش در خیال غرور می برد تا منعدم و ناچیزے گردد قوله

گدائی در جانان بسلطنت مفروش	کسے ز سایهٔ این در بآفتاب رود

بسلطنت عوض سلطنت آفتاب اشارت بسلطنت صوری قوله

مرا تو عهد شکن خوانده و مے ترسم	که با تو روز قیامت همین خطاب رود

این بیت در جواب ملامت گویان ظاهر پرست است که در بدایت حال خواجه را با ایشان نسبت باشد و چون از عنایت الٰهی بمرتبهٔ عشق رسید عقل او را ان جز سراسیمگی چیزے دیگر در دست نه دید پس علاقهٔ عقل عقیله را از خود برید ظاهر بینان که تابع خرد بوده اند زبان ملامت ازکرده اند بعهد شکنش در طعنه درزی آوردند و عهد شکستن درین مقام عبارت از حلقهٔ انسان است معنے آنست که اے ملامتگر تو عهد شکن خواندی و زبان خویش به طعن من راندی مے ترسم که در روز جزا ترا همین نعت خطاب کنند و عهد قدمیت بیاد دهند و عهد بر سه قسم است عهد عوام و عهد خواص و عهد خواص الخواص۔ عهد عوام آنکه خدا را به یگانگی پرستند تا در طاعت بشتابند و بمعصیت معاقب نشوند و عهد خواص آنکه جز خدا بدیگرے متوجه نشوند و خدا را بخدا پرستند نه از امید بهشت و خوف دوزخ و خواص الخواص با عهد عام و خاص آشنائی نیز نه پذیرفته یعنی قرب حصول نموده هرچند قرب بیش خطر بیش پس ملامتگر را میگوید که اے ترسم که تو نیز از زمرهٔ ما بوده که از عهد عوام برتر است عهد خواص

بجا آوردہ باشی واکنون از کمال غفلت آن عہد را نشناختہ عمل بموجب آن نمی تراشی و از دون ہمتے بعہد عوام اکتفا نمودہ و پیش قدمی نمودہ بتعہد عہد خاص نمے درائی فردا کہ از خواب غفلت بدر آئی عہد شکن خطاب کنند و آن عہد را بیادت دہند۔ قولہ

دلا چو پیر شدی حسن و نازکی مفروش — کہ این معاملہ در عالم شباب رود

معنے آنست کہ ای دل شتابی و تکبر در جمیع اوقات نامحمود است خصوصًا کہ پیر شدی حسن و نازکی مفروش کہ فروختن حسن و نازکی در عالم جوانی میرود قولہ

سوادِ نامۂ موے سیاہ چون طے شد — بیاض کم نشود ور صد انتخاب رود

یعنی چون نامہ موے سیاہ پیچیدہ شد سپیدی کم نگردد و اگر ہر باب موے سیاہ را برگزینید و سفید را برچینید یعنی جوانی چون از دست رود بصد حیلہ باز نگردد و نیز مصرع ثانی چنین دیدہ میشود کہ بیاض کم نشود ور صد خضاب رود یعنی جوانی رفتہ باز نے آید اگر صد بار موے سپید رنگین نماید قولہ

حجاب راہ توئی حافظ از میان برخیز — خوشا کسیکہ درین راہ بے حجاب رود

حجاب راہ توئی وجودک ذنب لایقاس بہا ذنب غزل

چو آفتاب می از مشرق پیالہ بر آید — ز باغِ عارض ساقی ہزار لالہ بر آید

می شراب مراد عشق و بجہت ضیا و صفا و تخیل نور کہ با آفتاب تشبیہ دادہ پیالہ وجود سالک کہ پیالہ وار در گردش حوادث است ساقی مرشد لالہ فرخندگی و تازگی مراد است معنے آنست کہ چون آفتاب عشق بر وجود سالک طلوع کند مرشدش را ہزاران ہزار فرخندگی و تازگی حاصل شود و نیز چون انتشار او بر دل عارف طلوع کند ساقی و معشوق حقیقی در تجلیات کشادہ گرداند قولہ

نسیم در سرِ گل شکند کلالۂ سنبل — چو در میانِ چمن بوے آن کلالہ بر آید

نسیم باد اینجا مراد باد غیرت در سر گل شکند اے در گل کند و محو سازد کلالۂ سنبل اضافہ بیانیہ و سنبل گیاہے است خوشبو شبیہ زلف محبوبان آن کلالہ اشارت بزلف محبوب حقیقی معنے آنست کہ چون بوے زلف آن محبوب حقیقی در چمن دل سالک رو نماید باد غیرت کلالۂ سنبل را کہ عشق محبوبان مجاز است در خاک نشاند اے محو و منعدم سازد یا نسیم بادے کہ از و گل بشگفد اینجا مراد ہواے نفس کہ مربی مجاز است گل محبوب مجاز کلالۂ سنبل زیب و زینت چمن وجود سالک باعتبار مشاہدات اشارت ہویۃ محبوب معنے آنست کہ ہواے نفس کہ مربی محبت

سلہ یعنی اے حافظ تو کہ در خودی مبتلا گشتہ تو خود حجاب خویش شدہ پس تو از میان برخیز یعنی نفی خود کن تا حجاب مرتفع شود و تنبیہ است بر قطع تعلق از عالم اجسام و پرواز بسوے عالم ارواح ۱۲ محمد نظام الدین کرانوی ۱۲

مجاز بود چون عشق از نهاد سالک سر زند همان هوای زیب و زینت بر سرش مے شکند و از نفی بکشد و تابع دل شود فی جسد ابن آدم مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله و اذا فسدت فسد الجسد کله نیز گل عبارت از معشوق مجازی و کلاله سنبل عبارت از زلف سنبل و کلاله سنبل در سر بشکند یعنے محو سازد چمن مراد باغ این عالم یا دل سالک بوے از کلاله بر آید یعنے آنکه نفحه از نفحات صفات حقیقیه و تجلیات لاریبیه چون بمشام جان رسید اینهمه اشکال رعنا و صور وهمیه و حالیه که ظاهرا موجود مے نمایند و فی الحقیقة وجود ندارند از پیش نظر سالک منطمس و ناپدید شوند نسیم که عبارت از فیض اوست در سر گل کند چه آنجا ما سوای حق از نظر سالک ز آثار فیض آلهی است قوله

حکایت شب هجران نه آن شکایت حالیست	که شمه ز بیانش بصد رساله بر آید

شمه اندک رساله نسخه قوله

زگرد خوان نگون فلک مدار توقع	که بے ملالت صد غصه یک نواله بر آید

قوله گرت چو نوح نبی صبر هست در طوفان یعنی اگر درین شدائد هجران و محنتهای فلکی صبر چون نوح توانی کرد که هزار ایذاے قوم خود کشید بلا بگردد و کام هزار ساله بر آید این رنج براحت مبدل گردد قوله

بسعی خود نتوان برد گوهر مقصود	خیال بود که این کار بے حواله بر آید

بسعی خود بخود گوهر مقصود وصال جانان بحواله بے وساطت بے وسیله معنی آنست که بکوشش خویش بوصل جانان نمیتوان رسید ذوق آن حلاوت از خود نمیتوان چشید خیال بود که وصل جانان بیواسطه حاصل شود واین امید بے وسیله دست دهد مضمون کریمه فَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ مانع خیال گشت ولم ازان جست جوست قوله

نسیم وصل تو گر بگذرد بتربت حافظ	ز خاک کالبدش صد هزار ناله بر آید	غزل
چو روے مهر و مه تابان نباشد	چو قدت سرو در بستان نباشد	

مهر و مه معروف و نیز محبوبان مجاز قوله

چو لعل و لولوے دل فروزی	دُر دریا و لعل کان نباشد

لعل کنایت از لب لولو گوهر اسرار قوله

میان خط سبزت لعل نوشین	عجب گر چشمه حیوان نباشد

خط سبز اسے قبالہ زیبائی بنام تو مسجل چون خانهٔ درونی من ملک تست وَ نَحْنُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ کشیدن خط چه توجیه دارد تا روے چون چاشت تو دیده ام والشیخ از زیاده

من نمی رود و تا موی چون شب تو گزیده ام وَاللَّیلِ اِذَا یَغشیٰ از دل من فراموش نمیشود هرگاه
که تو عذار در خط می آری من تُولِجُ اللَّیلَ فِی النَّهَارِ میخوانم و هرگاه که تو خط از عذار برمیداری
من تُولِجُ النَّهَارَ فِی اللَّیلِ میخوانم بدانکه خط بر سه نوع است اول آنکه گرد لب بر می آید و روی بسبزی دارد
اهل عرب نبات گویند و اهل عجم سبزه و خط سبز و فستقی خوانند و اینچنین خط را بواسطه لون دور آسمان
گویند و مهرگیا و زنگار آئینه ؎ آخر ستمی ز مشک بر ماه زنند + بر تنگ شکر مورچگان راه زدند + آئینه
روی دوست زنگار گرفت + از بسکه بر و سوختگان آه زدند قسم دوم انچه از شام سر زلف فراگوش
محبوب دارد از اثر سیاهی غبار خیل زنگبار است که روی بخطه خطا دارد و سر حد حبش گرفته ؎ زینسان
که ختن بهم بر آمد ز خطت + گوئی ز حبش سپاهی پیدا شد + این قسم خط را عود سوخته و مشک گویند
قسم سوم - انچه صحیفه عذار دور و یه فروگیرد و امتیاز موی بنا گوش از زمستان کرده ؎ گرد شکست که
برگرد سمن بیخته + یا بنفشه است که بر دامن گل ریخته + این قسم را عنبر و برگ شمشاد و سنبل تر و طوق
عنبرین و لباس عباسی گویند ؎ سلطان رخت لباس عباسی را + پوشید مگر سر خلافت دارد +
لعل نوشین کنایه از لبهای معشوق چشمه حیوان آب حیات و آن چشمه ایست در ظلمات هر که آب آن
خورد بطول حیات رسید قوله

سواد کفر زلف او که دل را	بروی تو از ان ایمان نباشد

کفر ؎ یعنی کفری است قوله

چو فندق پسته اش خندد بحالم	چرا با دام من گریان نباشد

پسته میوه مشهور و باستعاره بر دهن معشوق اطلاق کنند بادام کنایت از چشم قوله

اگرچه هست شیرین شعر حافظ	چو لعل خسرو خوبان نباشد

شعر در لغت بمعنی دانستن از ینجاست که در قراءة بجای یعلمون یشعرون اگر خوانند نماز رواست
و در اصطلاح این فن عبارت است از کلامی که متکلم بقصد شعر بروزن بحری از بحور نوزده گانه که
در کتب قافیه و عروض مشروحاً و مفصلاً مذکور است آورده بشرطیکه قافیه داشته باشد پس اگر کلام
مقفا موزون بی قصد متکلم واقع شود شعر نگویند و همچنین اگر کلام مقفی را که بحری از بحور نباشد
شعر نخوانند و شعر چند قسمست مصرع و فرد و بیت و قطعه و رباعی و مخمس و مثنوی و غزل و

قصیده و ترجیع بند و مسدس و مثمن وغیره غزل

حسب حالے ننوشتی شده ایامے چند | محرمے کو که فرستم بتو پیغامے چند

عرضداشت میکند که اے شاه سریر خوبی من گرفتار محنت جدائی را هیچ نپرسیدی که بآن افتخار کنم اگرچه داب بنده خموشی است بااینهمه میگویم که حسب حالے الخ و چون جناب رفیع الشان محبوبان بدان مرتبه است که محبان کوے ارادت را درانجا بار نباشد بنابران گوید قوله

ما بدان مقصد اعلی نتوانیم رسید | هم مگر پیش نهد لطف شما گامے چند

یعنی ما بدان مقصد عالی که کنایه از نوشتن نامه و یاد نمودن است نمیتوانم رسید مگر که لطف شما شامل حال این شکسته بال گردد بدانکه وقتے که اسباب شادی مهیا شد طالب را باید که قدر وقت بداند و در کامرانی تقصیر نکند بنابران گوید قوله

مے چو از خم بسبو رفت و گل افگند نقاب | فرصت عیش نگهدار و بزن جامے چند

مے شراب خم آوندے که خماران دران خمیر کنند گل افگند نقاب گل ظهور نمود فرصت نوبت دادن معنی آنست که محبت از وحدت بکثرت آمد و معشوق از بطون بظهور آمد و نقاب مرتفع شد وقت را فرصت دان و آنرا ضائع مگذار و پیاله چند از محبت و معرفت بزن و نیز معنی بنسبت آنکه عشق و محبت از باطن در وجود سالک رسید و دلش که غنچه وار سربسته بود چون گل شگفته گردید اے سالک نوبت عشق خود را نگهدار و آنچه از دست برآید برآر جامے چند بزن و مشاهدات تجلیات را تفرج نما قوله

قند آمیخته با گل نه علاج دل ماست | بوسه چند بیامیز بدشنامے چند

قند آمیخته با گل کلمات نصیحت و لطف آمیز بوسه سخنان شوق انگیز بیامیز بدشنام مشتمل بر عتاب ماحصل این بیت آنست جمعے که از فضل الٰهی متصف بحسن و جمال اند باید که قدر آن نعمت بدانند و از زکوٰة حسن و جمال خود مستحقان را ازان نعمت محروم نگردانند و بهر طائفه که مستحق چیزے باشد همان چیز اورا دهند قوله

زاهد از کوچه رندان بسلامت بگذر | تا خرابت نکند صحبت بدنامے چند

هر کسے را باید که بکار خود مشغول باشد و کارے که بایشان نسبت ندارد نکند تا در طریقه خود دباکردو نزید باشد

عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو	نفی حکمت مکن از بہر دلِ عامے چند

ارباب حکمت را باید کہ خواص اشیاء الملاحقہ بیان فرمایند و بنا بر اغراض فاسدہ حسن پوشی نکنند قولہ

اے گدایانِ خرابات خدا یارِ شماست	چشم انعام مدارید ز انعامے چند

سالکان طریق بغیر از حق سبحانہ باید کہ بہیچ چیز التفات نہ نمایند و از ما سوی اعراض کنند قولہ

پیر میخانہ چہ خوش گفت بدردی کشِ خویش	کہ مگو حالِ دلِ سوختہ با خامے چند

پیر میخانہ کنایہ از مرشد دردی کش مسترشد یعنی مہرِ سکوت بر دل و زبان نہ و رموز عشق و اسرار الٰہی پیش ہر خس و خارے مکن قولہ

حافظ از تابِ رخ مہر فروزِ تو بسوخت	کامگارا نظرے کن سوی ناکامے چند

رخ مہر فروز صفت رخ محبوب است غزل

حسن تو ہمیشہ در فزون باد	رویت ہمہ سال لالہ گون باد

حسن بر دو نوع است صوری و معنوی صوری تناسب اعضای نوزدہ[19] گانہ موے[1] جبین[2] ابرو[3] چشم[4] مژگان[5] روے[6] بینی[7] خط[8] خال[9] لب[10] دندان[11] دہن[12] زنخدان[13] سینہ[14] ساعد[15] انگشت میان ساق زلف و زلف در ہیئت چون زنجیر و مار و سنبل تر ؎ ساعد یار من و سیم و سحر ہر یکیست ÷ زلف کج مار سیہ سنبل تر ہر سہ یکیست ؏ جبین بشکل تختہ عاج و یا زمرد سبز باشد و ابرو چون ہلال و تیغ باشد ؎ چو بینی تو شکل سر و زِ دو دست ÷ دو تیغ برہنہ است ابروے دوست و چشم باید چون نرگس شہلا و بادام باشد ؎ لب لعل تو یا قوت ست یا توست مرجان را ÷ سیہ چشم تو بادام است یا دام است انسان را ÷ مژگان چون تیر ؎ کرد چشم تو بہ تیر مژہ مجروح دلم ÷ روے چون شمس و قمر باشد ؎ روی تو آفتاب و دیدن آن ÷ آفت آب اندرین چشمان ÷ بینی چون الف کشیدہ و انگشت ؎ انگشت بینی است ماہ را کردہ دو نیم ÷ ما بین دو عین است از نون ہیم ÷ بینی الفی کشیدہ بر صفحہ سیم نے غلطم کہ از کمالِ اعجاز خط چون ریحان و بنفشہ باشد ؎ گرد شکست کہ بر گرد سمن ریختہ ÷ یا بنفشہ است کہ بر دامنِ گل ریختہ ÷ خال چون نقطہ و دانہ باشد ؎ بہ دانہ ایست خالت اے نور ہر دو چشم ÷ باید کہ ہوش داری زا سیب دوں گارش ÷ لب چون نار قرمز برگ گلِ تر باشد ؎ چو برگ گل کہ گرد شکر آلودہ ÷ دہن چون ذرہ و نقطہ موہوم باشد ؎ الحق نشانِ نقشِ وجودِ دہانِ تو ÷ موہوم

نقطہ ایست نہ پنہان نہ آشکارہ دندان چون دانۂ شبنم ولولو باشد ؎ تا تبسم نکنی عقل ندا ند ہرگز
کہ تو در آبِ خضر لولو لالا داری * زنخدان چون بہ وسیب باشد ؎ سیب زنخش کہ ہست روح ثانی
بر دست گرفتم از سر نادانی * دلدار بتہدید بمن گفت کہ ہی * جان برکف دست مے نہی نادانی *
گردن چون گردن آہو وشمع کافور ؎ نمیدانم کہ از گردن چگویم * مگر شمعے ز کافورش بجویم *
ساعد چون دندان عاج وبلور انگشتان چون دم قاقم وقلم ؎ بدست آوردہ ز انگشتان قلمہا
سینہ چون تختۂ سیمین باشد شکم چون شکم سنجاب دریاے سیماب ؎ ز سینہ تا کمر دریاے
سیماب * در پستان حباب و ناف گرداب * میان چو موے ؎ میانش موے بلکہ از
موے نیمے * ز باریکی بر دا ز موے بیمے قد چون شاخ بقم ونخل وشاخ گل ؎ نخل قدت کہ از چمن
جان برآمدہ * شاخ گلے بصورتِ انسان برآمدہ * وحسن معنوی ملاحت را گویند ہمہ سال ہمیشہ
لالہ سرخ رنگ قولہ

چشمے کہ نہ فتنۂ تو باشد	از گوہرِ اشک غرقِ خون باد

فتنہ عاشق قولہ

چشم تو ز بہرِ دلربائی	در کردنِ سحر ذو فنون باد

ذو فنون صاحب ہنر کامل قولہ

ہر جا کہ دلے ست در غم تو	بے صبر و قرار و بے سکون باد

سکون آرام غزل

خوش آنکسے کہ مدام از پے نظر نرود	بہر رہے کہ بخوانند بخبر نرود

نظر بمعنے مجاز معنے آنست کہ اے خوش آن دلے کہ ہمیشہ از پے مجاز نرود و بہر چہ بیند طفل وار بدان
فریفتہ نشود کہ مجاز سبب حصول درجات ست نہ مقصود بالذات و بہر راہے کہ قضا و قدر ش کشانند
بیخبر انہ نرود و از پیش و پس بیخبر نشود و مبداء و معاد از دست ندہد و نیز معنے آنست کہ کسے پیوستہ
از پے نظر میرود و ناظر تجلیات مے باشد و چون تجلیات را نہایت نیست ناظر تجلیات بمشاہدۂ
تجلیات مشغول میماند و بذات نمیرسد بلکہ تجلیات مطلقاً یکبارگی از نظر مشاہدۂ او برطرف میشوند
باز میگویند کہ خواہ از پے نظر میرود ناظر تجلیات باشد خواہ قطع نظر از تجلیات نمودۂ اصل ذات گردد

خوش آنکسی که بیخبر نرود تا پیروی انبیا و اصحاب رض نموده باشد لب شیرین قول متکلم که موجب
فنای عاشق است نرگس که عاشق و طالب فنا ست قوله

ز من چو باد صبا بوی خود دریغ مدار	چرا که بی سر زلف توام بسر نرود

بوی کنایه از فیض معنی چنانچه باد صبا فیض خود بهمه نورستگان چمن میرساند وهیچیک را
محروم نمیگذارد تو هم توجه خود را از ما دریغ مدار و از محرومان مساز چرا که کار ما بی سر زلف تو که جذبه
عشق است هیچ نوع پیش نمیرود الجذبة من جذبات الحق توازی عمل الثقلین از ینجاست ؎
نرود بی مدد لطف تو کار از کم و بیش ٭ هرزه گرد بیهوده گردنده که هیچکار زپیشت بدین هنر
نرود و از ین هرزه گردی هیچ حصول کارت نشود سیاه نامه تر از خود کسی نبینم ٭ سیاه نامه
گناهگار این بیت مبنی بخوف است خوف از مقامات بزرگ است انما یخشی الله من عباده
العلماء قال علیه السلام رأس الحکمة مخافة الله و خدا خائفان را هدی و رحمة و علم و رضوان جمع کرد در سه آیت
هدی و رحمة للذین هم لربهم یرهبون انما یخشی الله من عباده العلماء و رضوا عنه ذلک
لمن خشی ربه خشوع و خضوع و مراقبه و محاسبه و شکستگی و نزاری و زرری و عفت و ورع
و تقوی اگرچه اعمال نیک در خود معاینه نماید باوجود اینهمه خود را از همه سیاه نامه تر داند قوله

مکن بچشم حقارت نگاه در من مست	که آبروی شریعت بدین قدر نرود

بدین قدر میخواری و مستی این بیت مبنی بر رجا ست یعنی بنظر حقارت در من مست مبین که این مستی
و گنهگاری ما مبطل شریعت نمیشود علمه بمعاصینا فی الازل لا یمنعه من ایجادنا فمعاصینا کیف تمنعه
عن تطهرنا بالعفو والغفران یعنی در ازل بگناه ما عالم بود که ما گناه کنیم آن علم مر آفریدن را مانع
نشد پس معصیت محدث که امروز کرده ایم چگونه مانع شود او را از عفو کردن بدین نسبت ندای
لا تقنطوا من رحمة الله هر دم بگوش جان میدهد چنانکه در حدیث است لو لم تذنبوا لجاء الله
بقوم یذنبون فیغفر لهم یعنی اگر شما گناه نمیکردید حقتعالی قومی دیگر آوردی تا ایشان گناه
کردندی پس بیامرزیدی ایشانرا پس اگرچه خود را غرق دریای عصیان بیند رشته امید
منقطع نگرداند که ؎ ناامید از رحمتش شیطان بود ٭ سواد سیاهی خال صاحب شرح گلشن راز
میفرماید که خال اشارت بنقطهٔ وحدت من حیث الخفا که مبدأ و منتهای کثرات ست که منه بدأ و الیه

له این شعر در کلام مغفور است ۱۲
له این ابیات در نسخ موجود نیست ۱۲
له ابیات ... در نسخ موجوده نیست و این غزل در نسخ مطبوعه ... ۱۲

یرجع الامر کلہ و مناسبت بینہما ظاہر است چہ بواسطۂ سیاہی مشابہتہ ہویت و غیبت کہ از ادراک
و شعور اغیار محتجب و مخفی است کہ لا یرے اللہ الا اللہ و لا یعرف اللہ غیر اللہ و نیز اشارہ بوحدت
حقیقت است زیرا کہ نقطۂ خال بسبب ظلمۃ یا نقطۂ ذات کہ مقام انتفای شعور و ظہور ادراک است
مناسبت دارد چہ بے شعوری و عدم ظہور و ادراک معبر بہ ظلمت میگردد چنانچہ تجلی ظہوری معبر بنور
میشود و صاحب طارقہ گفتہ کہ خال عبارت از ظلمت معصیت کہ میان انوار طاعات بود چون نیک
اندک بود خال گویند و سبب زینت شمرند و شیخ جمالی گفتہ کہ خال عبارت از نقطۂ روح انسانیست
مکارم اخلاق بزرگ خلقہا عالم دگرے سراسر فضل و احسان ہستی کہ ان اللہ لذو فضل علی الناس
وفاے عہد عہدے کہ حقتعالی در ازل کردہ کہ الحال شما را بقاے میفرستم آنجا بروید و غم
مدارید ہر وقت مرا طلب کنید با شما ایم نحن اقرب الیہ من حبل الورید از خاطرت بدر نرود فراموش
نکنی و این نہ مقتضے فراموشی آنجناب ست بلکہ اظہار یاد دہی و شیفتگی خود است صاحب الغرض
مجنون سرو قامتی آن محبوبی سیم و زر را خلاص و صدق قولہ

بتاج ہدہدم از رہ مبر کہ باز سفید	ز کبر از پئے ہر صید مختصر نرود

این خطاب بمقلدانست تاج ہدہد ظاہر آرائی از رہ مبر گمراہ مساز باز سفید طالب کامل
ز کبر از عظم شان و بزرگی کہ دارد صید مختصر در ویشان مقلد و ظاہر آرایان ز مجلس سخن بدر
نرود غیر برین اطلاع نیابد - غزل

خستگان را چو طلب باشد و قوت نبود	گر تو بیداد کنی شرط مروت نبود

یعنے اگر خستگان تیر محبت کہ در طلب دامنگیر وقت شان گردیدہ و سراسیمہ وار در بادیۂ طلب
میگردند و ہیچ قوتے ندارند کہ بدان در خلوت خاصش باریابند بیداد کنی اے بوصل خود نرسانی
و بداغ ہجران بسوزی از مقتضاے مروت بسے بعید است کہ آنہا بطلب تو از خانمان مہجور
و نفور اند + قولہ ما جفا از تو نہ بینیم ما روا دار نسبت جفا بتو نیستم تو ہم خود بپسندی +
تو روا میداری آنچہ در مذہب پیران طریقت نبود + یعنے جفا قولہ

خیرہ آن دیدہ کہ آبش نبرد گریۂ عشق	تیرہ آن دل کہ در و نور مودت نبود

خیرہ آن دیدہ یعنی تاریک باد چشمے کہ آبش نبرد نا بینا نکند تیرہ آن دل آن دل تیرہ باد قولہ

تا که افسون نکند جادوی چشم تو مدام	نور در سوختن شمع محبت نبود

افسون معروف اینجا کنایه از نگاه جادوی چشم اضافۃ بیانیہ چشم ساحر مراد از چشم ذات ست ہست چشم اینجا بمعنے نقد ذات + کو عیان بیند وجود کائنات شمع مودت اضافۃ بیانیہ معنی آنست کہ تا لطف و تفضل تو شامل حال عاشقان نمیگردد عشق عاشقان و محبت محبان اثرے نمیدہد و نورے نمے بخشد قولہ

ہر کہ آئینہ صافی نشد از زنگ ہوا	دیدہ اش قابل رخسارہ حکمت نبود

آئینہ کنایہ از دل زنگ ہوا ہواے نفسانی و ظلام بشری حکمت معرفت قولہ

بیخبر

چون چنین نیک ز سر رشتۂ خود با خبرم	آن مبادا کہ مددگاری فرصت نبود

چو چنین نیک یعنے با حسن وجہ سر رشتہ معاملہ کار با خبرم ہشیارم آن مبادا کہ مددگاری فرصت نبود آن مبادا کہ فرصت وقت دست ندہد و حصول مطلب نا نمودہ رخت رحلت ازین جہان فانی بربندم - قولہ

دولت

دولت از مرغ ہمایون طلب و سایۂ او	زانکہ با زاغ و زغن شہپر ہمت نبود

مرغ ہمایون کنایہ از ہما و مراد ازان عارف کامل سایۂ او طفیل و توجۂ او زاغ و زغن درویشان مقلد و ظاہر آرایان شہپر ہمت اضافۃ بیانیہ قولہ

چون طہارت نبود کعبہ و بتخانہ یکیست	نبود خیر دران خانہ کہ عصمت نبود

طہارت عشق کعبہ مراد اسلام و بتخانہ مراد کفر عصمت پاکی از ما سوے اللہ قولہ

گر مدد خواستم از پیر مغان عیب مکن	شیخ ما گفت کہ در صومعہ ہمت نبود

عیب مکن خطاب بزاہدان مرائیست در صومعہ ہمت نبود درویشان مقلد و زاہدان مرائی لائق ہمت و استعانت نیستند قولہ

حافظا علم و ادب ورز کہ در مجلس شاہ	ہر کرا نیست ادب لائق صحبت نبود

علم اینجا مراد عشق است ست علم نبود غیر علم عاشقی ادب عجز و انکسار شاہ کنایہ از محبوب صحبت قرب و وصل غزل

خوش است خلوت اگر یار یار من باشد	کہ من بسوزم و او شمع انجمن باشد

خلوت بدانکه بنای سلوک راه دین بر خلوت است و همگی انبیاء و اولیاء در بدایت حال خلوت گزیده اند قالت عائشة رض کان رسول الله ﷺ فی جبل حراء اسبوعا واسبوعا دوسے را چون استحقاق کلام بیواسطه کرامت میکردند برای خلوت فرمود کہ اذ واعدنا موسے اربعین لیلة و عدد اربعین را خاصیتے است در استکمال چیزها کہ هیچ عدد را نیست ان خلق احدکم یجمع فی بطن امہ اربعین یوما نطفة ثم یکون علقة مثل ذلک ثم یکون مضغة مثل ذلک دیگر خمرت طینة ادم بیدی اربعین صباحا دیگر من اخلص لله اربعین صباحا ظهرت له ینابیع الحکمة من قلبه علی لسانه واربعینات را شرائط بسیار است اما آنچه ضرورست هشت است اول تنهائی دویم پیوسته بر وضو بودن سیوم مداومت ذکر بلا اله الا الله چهارم مداومت بر نفی پنجم صوم دوام ششم دوام سکوت هفتم مراقبه دوام هشتم ترک اعتراض هم بر خدا و هم بر شیخ هر چه از غیب بدو رسد از قبض و بسط و رنج و راحت و گشادگی و بستگی راضی شود و بر قول و فعل و حال شیخ اعتراض نکند و چون در خلوت شدائد بسیار است گوید خلوت بسیار خوش است اما بشرطیکه یار یار ما باشد اے مشاهده او مونس و رفیق ما باشد و من پروانه وار بر شمع جمال او خود را فدا سازم و او شمع آسا راحت افزاے این دل غمدیده و روشن ساز کلبهٔ محنت ما باشد قوله

من آن نگین سلیمان بهیچ نستانم	کہ گاه گاه برو دست اهرمن باشد

نگین سلیمان کنایه از دنیا کہ موجب مطیع نمودن خلق است گویند کہ چون دنانیر و دراهم در عالم موجود شد ابلیس مر او را بوسه داد و شاد شد کہ مر اعمده وسائل فریب شد معنے آنست کہ من دنیا را بهیچ خریدار نیم و چیزے را در ابچیزے نستانم از آنکہ وسیله فریب شیطان است و سرمایه غرور و حرمان و قصه گم شدن انگشتری سلیمان و نشستن اهرمن بر کرسی بجاے سلیمان و باز یافتن آن نگین سلیمان و بر تخت سلطنت نشستن بطور قدیم نزد مفسران بمضمون این آیه مستفاد میگردد ولقد فتنّا سلیمٰن والقینا علی کرسیه جسدا ثم اناب اما صاحب مدارک التنزیل گوید از جملهٔ اباطیل یهود است و رسول الله هیچ حدیثے درین باب نفرموده قوله

روا مدار خدایا کہ در حریم وصال	رقیب محرم و حرمان نصیب من باشد

حریم وصال هنگام موت رقیب محرم شیطان کہ حاجب در خلوتسر است یعنے ای بار خدایا

رودار این مباش که در مقامِ عشق و محبت رقیب که شیطان است محرم ما گردد و ما بفریب او
از دولتِ وصال او محروم مانیم و نیز از رقیب مدعی را گویند مراد زاہد است که منکر عاشقان است یعنی اے
بارِ خدایا روا مدار که زاہد بسبب زہد در حریم وصال رسد و محرم گردد و ما بسبب فتور و قصور که رود ہد
محروم مانیم که جاے دیگر گفته ۵ ترسم که صرفهٔ نبرد روز باز خواست * نانِ حلالِ شیخ ز آبِ حرامِ ما قوله

ہماے گو مفگن سایهٔ شرف ہرگز	دران دیار که طوطی کم از زغن باشد

یعنی ہماے معرفت ایزد نامتناہی ہرگز پرواز نکنا د بر دلے که پیش او طوطی عشق کم از زغن باشد و یا
آنکه روے بہی مبیناد آنشہر که در آنجا عاشقان و عارفان کمتر از مقلدان و مرائیان باشند
و قدر و قیمت کسے در آنجا نباشد قوله

بیانِ شوق چه حاجت که حالِ آتشِ دل	توان شناخت ز سوزے که در سخن باشد

آتشِ دل عشق یعنی اظہار شوق و اشتیاق و سوز و در محتاج بیان نیست چرا که سوز دل عاشق
از سوز سخن او معلوم توان نمود قوله

ہواے کوے تو از سر نمیرود ما را	غریب را دل آواره در وطن باشد

ہواے محبت غریب مسافر عاشق که از شہر اطلاق به تقید افتاده وطن اشارت بکوے قرب
و عالم اطلاق قوله

بسانِ سوسن اگر ده زبان شود حافظ	چو غنچه پیش تواش مُہر بر دہن باشد

سان مانند مُہر بر دہن باشد اے گنگ باشد غزل

خسروا گوے فلک در خمِ چوگان تو باد	ساحتِ روے زمین عرصهٔ میدان تو باد

خسرو نام کیخسرو و نام پرویز و ہر بادشاه را گویند گوے فلک اضافت بیانیه خم کجی چوگان
چوبست کژ که بدان گوے بازند ساحت میدان و کشایش عرصه کشادگی قوله

زلفِ خاتونِ ظفر شیفتهٔ پرچمِ تست	دیدهٔ فتح ابد عاشقِ جولانِ تو باد

زلفِ خاتونِ ظفر ہمون ظفر اضافت بیانیه شیفته مشتاق به پرچم موے بن ماده گاو کوہی که بر علم
بندند فتح ابد فتح مدام قوله

اینکه انشای عطارد صفتِ کوکبِ تست	عقلِ کل چاکرِ طغرا کشِ دیوانِ تو باد

۵ این غزل در نعت است ۱۲

عطارد ستاره ایست بدبیر فلک منسوب عقل کل جبرئیل قوله

جلوهٔ طائر طوبے قد چون سرو تو شد	غیرت خلد برین ساحت ایوان تو باد

طائر طوبے ملائکہ یعنے چون تو منظور سواکنان علوی شدهٔ ساحت میدان قوله

نه به تنها حیوانات و نباتات و جماد	هرچه در عالم امرست بفرمان تو باد

هرچه در عالم امرست هرچه در زیر کن آمده است قوله

همه آفاق گرفت و همه اطراف گشاد	صیت خلق تو که پیوسته نگهبان تو باد

صیت آوازه نگهبان رفیق گویند که هر پیغمبرے هنگام ایذا رسانی مرقوم خود را عذاب خواست چنانچه نوح عم گفت رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا و محمد صلعم هنگام شکستن دندان فرمود اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ وخلق وے از تحریر وتقریر بیرون است اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ نقلست روزے شخصے پیش علی رض آمد گفت که خلق رسول عم بیان کن فرمود بشرطیکه تو نعمتہا حق بیان کنی آن شخص گفت نعمتہاے حق تعالے لا تعد ولا تحصر است کما قال الله وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا چگونه بیان کنم گفت که حقتعالے نعمت دنیا را قلیل گفته که قل متاع الدنیا قلیل تو از بیان کردن قلیل عاجزی من عظیم را چگونه بیان کنم کقوله تعالی اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ قوله

حافظ خسته باخلاص ثنا خوان تو شد	لطف عام تو شفابخش ثنا خوان تو باد

اخلاص صفتے است نیکو که حقتعالے بدان امر فرموده که وَاعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وعمل بنده که از اخلاص عاری باشد قدر جوی ندارد ؎ گر تخم اخلاص در بوم نیست ✤ ازین کس جو تو محروم نیست ✤ اخلاص آنست که عمل صالح کنی واز خدایتعالے ثواب طلبی ونه خواهی که ترا آن یاد کنند واز براے آن ترا بزرگ دارند من اخلص لله اربعین صباحا ظهرت ینابیع الحکمة غزل

خوش آمد گل وزان خوشتر نباشد	که در دستت بجز ساغر نباشد

گل کنایه از بهار است که آوان گل ست ونیز ایام جوانی ومشاهده ساغر پیاله شراب قوله

زمان خوشدلی دریاب دریاب	که دائم در صدف گوهر نباشد

یعنی زمان خوشدلی که آوان مشاهدات است دریاب ای بمشاهده وتفرج آن مشغول شو که این وقت مدام دست نمیدهد چنانچه خود گفته ؎ در دور باده یک دو قدح درکش وبرو ✤ یعنی طمع مدار

وصال دوام را قوله

غنیمت دان و مے خور در گلستان	که گل تا هفتهٔ دیگر نباشد

غنیمت دان این ایام بہار و یا ہنگام جوانی و یا آوان شاہدرا غنیمت دان مے خور در گلستان درین دنیا بے نوشی که عشقبازیست مشغول شو که گل تا هفتهٔ دیگر نباشد این آوان گل و موسم جوانی و مشاہدہ را بقای نیست قوله

عجب راهیست راهِ عشق کانجا	کسے سر بر کند کش سر نباشد

کانجا براه عشق سر بر کند سر بر آرد کش سر نباشد که از سر گذشته باشد قوله

ایا پُر لعل کرده جام زرین	ببخشا بر کسے کش زر نباشد

ایا اشاره بمرشد یعنی اے مرشد ما چون جام زرین خود را که کنایه از دل مصفا است پر از مے معرفت و محبت داری قطره ازان برلب تشنگان بادیه ہجران که مفلس و بینوا اند و آن کنایه از خود است بریزان مرشد بموجب لاترد السائل وانکان کا فرا فرمود انچه در بیت آینده است قوله

ز من بشنو دل اندر شاہدے بند	که حسنش بستهٔ زیور نباشد

یعنی سخن ما را بگوش جان بشنو و خود را بستهٔ کمند معشوقے دار که حسن او موقوف علیه زیور نباشد یعنی بعشق محبوب حقیقی چون بتوجهٔ مرشد بمحبت لاتتناہی معزز و مکرم گردید بموجب احسن کما احسن الله الیک شیخ را که قبل ازین ناصح خواجه بود ترغیب میدهد و ہدایت میکند قوله

بیا اے شیخ در خمخانهٔ ما	شرابے خور که در کوثر نباشد

شیخ خطاب بزاہد از روے استہزا چنانچه شیخ پاکدامن یعنے اے شیخ بوعدهٔ شراب طهور گرفتار این زہد خشک تا کے مانی بیا در خمخانهٔ ما که مشرب عشق است و شرابے خور که در کوثر نباشد قوله

بشو اوراق گر همدرس مائی	که علم عشق در دفتر نباشد

یعنی اے عاشق اگر همطریق مائی ترک این علم ظاہری نما که بجز قیل و قالے بیش نیست ؎ علم رسمی سر بسر قیل است و قال ✤ نه از و کیفیتے حاصل نه حال ✤ چرا که علم عشق معرا از بیان است که از مواہب است نه از کسب ؎ قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز دم در کش ✤ حسن این قصهٔ عشق است در دفتر نگنجد قوله

شرابی بی خمارم ده خدایا	که با او هیچ درد سر نباشد

هر شرابی که هست خواه شراب صوری خواه عشق صوری آخر الامر خمار رنج و اندوه ندامت پیدا دارد الا شراب معنوی که محبت لا یتناهی است بنا بران گوید شراب بی خمار عشق حقیقی خمار غم و الم قوله

بنام ایزد بتی شیرین لبم هست	که در بتخانهٔ آزر نباشد

بنام ایزد قسم بخدا بت شیرین لب معشوق حقیقی یا مرشد کامل بتخانهٔ آزر دنیا که نقش و نگار صور تهاست قوله

بتاج عالم آرایش که خورشید	چنین زیبندهٔ افسر نباشد

بتاج با قسمیه عالم آرا صفت تاج است قوله

کسی گیرد خطا در نظم حافظ	که هیچش لطف در گوهر نباشد

که هیچش لطف در گوهر نباشد که هیچ هنری و قابلیتی در ذات او نباشد یعنی بی هنر اصلی باشد صاحب جواهر الاسرار فرموده که از ان روزی که سخنوران درین عالم فانی نزول نموده اند هیچکس را اینچنین سخن اتفاق نیفتاده و نخواهد افتاد چنانچه حافظ را والله علی کل شئ قدیر غزل

ویدی ای دل که غم یار دگر بار چه کرد	چون بشد دلبر و با یار وفادار چه کرد

این غزل مبنی بحالت قبض است یعنی چون چگونه بشد برفت مخفی گشت دلبر تجلی یار وفادار کنایه از خود قوله

وای از ان نرگس جادو که چه بازی انگیخت	وای زان مست که با مردم هشیار چه کرد

وای از ان نرگس جادو افسوس که آن چشم جادوانه محبوب چه بازی انگیخت که بیک نگاه آشنا دل ما ربود و باز رو در نقاب کرد و ما را گرفتار انواع غموم و هموم نمود مست تجلی ذاتی محبوب مردم هشیار کنایه از خود چه کرد کشت و هیچ مدا وا نکرد قوله

اشک من رنگ شفق یافت ز بیمهری یار	طالع بی شفقت بین که درین کار چه کرد

یعنی بسبب بیمهری و بیوفائی و جدائی آن محبوب اشک من ملون برنگ خون گردید درین کار درین عشقبازی و جدائی قوله

برقی از پردهٔ لیلی بدرخشید سحر	وه که با خرمن مجنون دل افگار چه کرد

برق تجلی لیلی معشوق خرمن وجود مجنون دل افگار کنایه از خود چه کرد یعنی بسوخت حاصل این بیت آنکه چون در ابتدا تجلی از تجلیات آن محبوب بر ما ظهور کرد واله و فریفتهٔ آن گردیده سرگردان این بادیهٔ خونخوار گردیدم صوفی خود بین درویش مقلد و منکر طاعن قوله

ساقیا جام میم ده که نگارندهٔ غیب | نیست معلوم که در پردهٔ اسرار چه کرد

نگارندهٔ غیب حق تعالی در پردهٔ اسرار روز ازل و نصیب قوله

آنکه بر نقش زد این دائرهٔ مینائی | کس ندانست که در گردش پرگار چه کرد

بر نقش زد پیدا کرد دائره مینائی آسمان و مراد از تمام مصرع حق تعالی گردش پرگار هنگام نوشتن قلم بر لوح قوله

برق عشق آتش غم در دل حافظ زد و سوخت | یار دیرینه ببینید که با یار چه کرد

سوخت بفنا رسانید یار دیرینه کنایه از حق تعالی باعتبار صحبت عالم اطلاق یا یار کنایه از خود۔

غزل

دل از من برد و از من نهان کرد | خدارا تا کے این بازی توان کرد

بازی کنایه از نمودن و باز اخفا شدن و این طریقه هم معشوقان صوریست آشکارا و معشوق حقیقی که مشاهدة الابرار بین التجلی و الاستتار قوله

سحر تنهائیم در قصد جان بود | خیالش لطفهاے بیکران کرد

سحر مراد بدایت حال در قصد جان بود باعتبار ریاضت شاقه و اخفا خیال مراد مشاهده و چون مشاهده را ثباتے نیست بخیال نسبت داد قوله

چرا چون لاله خونین دل نباشم | که با من نرگس او سرگران کرد

نرگس کنایه از چشم و مراد از چشم ذات ہے هست چشم اینجا بمعنے نقد ذات + گو عیان بیند وجود کائنات سرگران کرد ناز و اعراض و بے نیازی لان الله لغنی عن العالمین۔ کجا گویم بلکه گویم یا این درد دلسوز با این اندوه و غم و الم طبیعت معشوق محمد و مرشد قوله

بدان سان سوخت چون شمعم که بر من | صراحی گریه و بربط فغان کرد

سان مانند صراحی عاشق که مملو از مے عشق است بربط مشتاق که بربط وار بفغان است

یعنے مرا شمع وار بمنزلهٔ سوخت هر عاشقے که مراد ید و هر مشتاقے که نظر بر من انداخت اشکها از چشم جاری کرد و آواز فریاد برداشت **قوله**

صبا گر چاره داری وقت وقتست ... که درد اشتیاقم قصد جان کرد

صبا کنایه از جذبهٔ صلبیهٔ مرشد چاره داری علاج میتوانی وقت وقتست وقت علاج آست

میان مهربانان کے توان گفت ... که یار من چنین گفت و چنان کرد

که یار ما چنین گفت و چنان کرد این بیت مقتضی آنست که زشت ترین عاشق آنست که از معشوق شکایت کند زیراکه عاشق را با شکایت چه گذر کل فعل من الظریف ظریف و فعل المحبوب محبوب **قوله**

عدو با جان حافظ آن نه کردے ... که تیر چشم آن ابرو کمان کرد

تیر چشم نگاه تیز و مراد تجلی جلالی و صفات قهری ابرو کمان معشوق **غزل**

دست در حلقهٔ آن زلف دوتا نتوان کرد ... تکیه بر عهد تو و باد صبا نتوان کرد

یعنی دست در حلقهٔ آن زلف دوتا که عبارت از جذبهٔ عشق است نمیتوان زد که این کار نیست آسان تا هر بوالهوسی دست بدان توان زد چنانچه خود گفته ع خیال زلف تو پختن نه کار خامان است که زیر سلسله رفتن طریق عیاریست * و معشوقان در ابتدا لطف و مهربانی و وعدهای دلربائی عاشق در کار مے آرند تا که واله آن گردیده گرفتار دام محبت گردد ع مهربانیهای لیلی کرد مجنون را خراب * ورنه این بیچاره را میل گرفتاری نبود * و چون دیدند که گرفتار دام محبت گردید اعراض و بی نیازی میکنند بنابران گوید تکیه بر عهد تو و باد صبا نتوان کرد زیراکه در عدم بقا هر دو برابرند **قوله آنچه**

سعی است من اندر طلبت بنمودم بموجب والذین جاهدوا فینا آنچه از سعی و جهد که بما نسبت داشت همه بجا آوردم **قوله** این قدر هست که تغییر قضا نتوان کرد * لیکن بموجب لا راد لقضائی - تغییر قضا نمیتوان نمود رضینا بقضاء الله **قوله**

دامن دوست بصد خون دل افتاد بدست ... بفسونیکه کند خصم رها نتوان کرد

دامن دوست کنایه از عشق است که واسطهٔ کشیدن دست است بخون خون دل محنت و مشقت افتاد بدست حاصل گردید و بدست آمد فسون دشمنی و زهرخندگی رها نتوان کرد ترک نتوان نمود **قوله**

عارضش را بمثل ماه فلک نتوان خواند	نسبت دوست بهر بیسروپا نتوان کرد

عارض رخساره مراد ازان ذات وجمال الٰہی ہر بیسروپا اشاره بماه چون حقتعالی از تشبیه و تمثیل منزه ومبرا است وآنانکه تشبیه داده اند از غلبهٔ اشتیاق خود خواستند که بیان کنند لاجرم تشبیه دادند پس ایشان معذوراند قوله

سرو بالای من آندم که درآید بسماع	چه محل جامهٔ جانرا که قبا نتوان کرد

سرو بالاے معشوق درآید بسماع در شوق ورقص چه محل یعنے البته وبے اختیار جامهٔ جان اضافة بیانیه قبا چاک اے فدا قوله

غیرتم کشت که محبوب جهانی لیکن	روز وشب عربده با خلق خدا نتوان کرد

محبوب جهانی همه کس طالب وعاشق تواند عربده جنگ قوله

نظر پاک تواند رخ جانان دیدن	که درآئینه نظر جز بصفا نتوان کرد

نظر پاک از آلایش بشریه وهواے نفسانیه باید تا تجلی جمال مطلق در مرایای موجودات ملاحظه کند قوله

مشکل خویش نه در حوصلهٔ دانش ماست	حل این نکته بدین فکر خطا نتوان کرد

خویش یعنی ما حوصلهٔ دانش احاطهٔ فکر یعنے رفع این مشکلها وغموم وهموم که دامنگیر وقت ما گردیده بتدبیر دانش ما نیست این نکته مراد عشق که العشق نقطة فکر خطا کنایه از تدابیر باطله قوله

بجز ابروی تو محراب دل حافظ نیست	طاعت غیر تو در مذهب ما نتوان کرد

اے محبوب من دل حافظ را غیر از ابروی تو که مشاهدهٔ جمال تست محرابے نیست که متوجه وشود بخلاف دیگران که متوجه بمحراب سنگین اند چراکه قبلهٔ عاشقان جمال محبوب است وملتفت بغیر جمال دوست شدن کفر عاشقان است غزل

دانی که چنگ وعود چه تقریر میکنند	پنهان خورید باده که تکفیر میکنند

چنگ وعود نام سازها تقریر بیان معنے آنست که هیچ میدانی که عاشقان کامل چه میفرمایند که باده سخنان عشق ومحبت را علے رؤس الخلائق اظهار میکنند که این مشتی جاهلان عالم نام از کم حوصلگی طاقت دریافت آن ندارند وخفاش وار بشعاع آن پرواز نمیتوانند کرد وبتکفیر عاشقان برمیخیزند ونیز عشق نهان ورزید تا از شعار شرع برهنه نمانید قوله

ناموس عشق و رونق عشاق میبرند	عیب جوان و سرزنش پیر میکنند

این جاهلان عالم نام نکوهش عشق میکنند و در مذمت عاشقان میکوشند و در عشق ورزی عیب جوان و سرزنش پیر میکنند قوله

گویند رمز عشق مگوئید و مشنوید	مشکل حکایتیست که تقریر میکنند

و آن عاشقان کامل و مشتاقان واصل میفرمایند که اسرار عشق و حقائق محبت مگوئید و مشنوید و این بسا مشکل است چه لطیفهٔ که در دل است چون سو بر کشد چون نهفته ماند قوله

ما از برون در شده مغرور صد فریب	تا خود درون پرده چه تقریر میکنند

برون در بظاهر آرائی قوله

تشویش وقت پیر مغان میدهند باز	این سالکان نگر که چه با پیر میکنند

پیر مغان کنایه از خود میدهند ضمیر بر مقلدان قوله

صد ملک دل به نیم نظر میتوان خرید	خوبان درین معامله تقصیر میکنند

درین معامله اشاره به نیم نگاه کردن و صد ملک بر وخریدن تقصیر کوتاهی قوله

فی الجمله اعتبار مکن بر ثبات دهر	کین کارخانه ایست که تغییر میکنند

ثبات قیام کارخانه خانه که دران کار کنند این کارخانه اشارت بدهر قوله

قومی بجد و جهد نهادند وصل دوست	جمعی دگر حواله بتقدیر میکنند

اشکال این بیت آنست که جد و جهد هم بتقدیر اوست پس مقابل گردانیدن آن بتقدیر چه معنی دارد جواب آنست که روندگان این راه بر دو قسم اند بعضے انواع ریاضات مے کشند و نتائج آنرا طلبند و مے یابند و کار میسر مے شود و بعضے فضلی اند که جز فضل خدا هیچ نے بینند و توفیق طاعت هم از فضل او مے بینند و عمل را نے بینند با وجود آنکه عمل را ترک نمیکنند این طائفه زود تر بمقصود میرسند پس در مصراع اول مذکور حالت روندگان اول و در دوم مذکور حالت روندگان دوم قوله

جز سیم قلب هیچ نشد حاصل و هنوز	باطل درین خیال که اکسیر میکنند

سیم قلب اعمال ریائی اکسیر دواے کیمیا قوله

مے خور که شیخ و حافظ و مفتی و محتسب	چون نیک بنگری همه تزویر میکنند

[illegible handwritten marginal notes]

یعنی اے حافظ مے عشق و محبت بنوش چون بغور نگاہ کنی شیخ و مفتی و محتسب و حافظ ہمہ دروغ می گفتند بظاہر صلاح و تقوے و در باطن غل و غش چنانچہ گفتہ ؎ واعظان کین جلوہ بر محراب و ممبر میکنند

غزل

در نظر بازی من بے بصران حیرانند	من چنینم کہ نمودم دگر ایشان دانند

نظر بازی عشقبازی و حسن بینی بے بصران کنایہ از علماء و اہل ظواہر کہ چشم باطنی ایشان بنا در فوائح میگویند جمعے میگویند کہ دانش منحصر در علوم رسمیہ است کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون و ابن عباس گوید اگر تفسیر آیۃ ھو الذی خلق سبع سمٰوٰت من الارض مثلھن بگویم شما مرا سنگسار کنید و جنید گفتہ کہ لایبلغ احد درج الحقیقۃ حتے یشھد فیہ الف صدیق بانہ زندیق و امام غزالی در احیا نقل میکند از بعضے عرفا کہ سبب پنہان شدن ابدال از چشم اکثر مردم آنست کہ ایشان طاقت علماے وقت ندارند براے آنکہ این علما نفس الامر جاہلان اند و نزد جاہلان علما اند قولہ

عاقلان نقطۂ پرکار وجود اند ولے	عشق داند کہ درین دائرہ سرگردانند

پرکار قلم آہنی کہ بدان دائرہ کشند و نقطہ کہ درون دائرہ مے شود اے عاقلان کہ اہل ظواہر اند نقطہ محبوس پرکار وجود اند اے گرفتار بشریت اند چہ از نظر بازی ما عاشقان دریابند کہ درین دائرہ عشق سرگردانند عہد من بالب شیرین دہنان بست خدا ما ہمہ بندہ و این قوم خداوندانند؎ این ہمہ بعرضان کوسے جہالت وزاہدان خود کار جز این نمیگویم کہ عشق و محبت ما با شیرین لبان ازلیست نہ امروزی و ہمیشہ با خود مے گویم قولہ

لاف عشق و گلہ از یار زہی لاف دروغ	عشقبازان چنین مستحق ہجرانند

اے لاف عشق زدن و باز زبان بشکوہ و شکایت کشادن لعنت برین لاف دروغ آری اینچنین کذابان لائق آنند کہ در آتش ہجران باید سوخت قولہ

وصف خورشید بشب پرۂ اعمے نرسد	کہ درین آئینہ صاحب نظران حیرانند

این شب پرگان اعمے کہ اہل ظواہر اند چون از نور خورشید حقیقی بے بہرہ اند و طاقت دیدن ندارند چہ دریابند و چہ سخن در وصف آن رانند بلکہ درین آئینہ کہ ذات محبوب حقیقی

ؔ عہد من بالب شیرین دہنان بست خدا

وصف رخسارۂ خورشید ز خفاش مپرس

عارفان بالله حیرانند و کما حقه درنمی یابند کما قال ؏ ما عرفناک حق معرفتک و لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک قوله

مگرم چشم سیاه تو بیاموزد کار	ورنه مستوری و مستی همه کس نتوانند

چشم مراد نور ذات و سیاه باعتبار ستر یعنی مگر مرا نور ذات رهنمائی نماید و التفات تو مرا از ماسوا بپرداز دو گرنه عاشقی و معشوقی کار هر کسے نیست قوله

گر شوند آگه از اندیشهٔ ما مغبچگان	بعد ازین خرقهٔ صوفی بگرو نستانند

اندیشه روے ریا چرا که درین راه یکرنگی میباید مغبچگان عاشقان معنے این مصرع آنست اگر عاشقان از ذمائم و قبائح ما فی الضمیر ما واقف گردند خرقهٔ صوفی عشق چنانچه تقوی لباس متقیان و لباس التقوی و صوفی کنایه از خود بگرو نستانند و وقعتے و عتبارے نگیرند قوله

گر بنز هتگه ارواح برد بوی تو باد	عقل و جان گوهر هستی به نثار افشانند

یعنے اگر جذبهٔ غلبهٔ تو بوے ترا با ذوق عشق و محبت ترا بمشام جان ما رساند عقل و جان گوهر هستی خود را با دنیا و ما فیها ر انثار او سازند قوله

جلوه گاه رخ او دیدهٔ من تنها نیست	ماه و خورشید همین آئینه می گردانند

نه تنها منم که در وادی طلب افتاده ام صد هزاران همچو من سرگشتهٔ اوبند ماه و خورشید همین آئینه میگردانند یعنے ماه و خورشید شب و روز مانند آئینه داران آئینهٔ خود میگردانند و خواهند که متوجه بایشان شوی قوله

زاهد ار رندی حافظ نکند فهم مراد	دیو بگریزد از آن قوم که قرآن خوانند

یعنے اگر زاهد دنیا بد که مراد ما ازین عشقبازی چیست و از ما تنفر نماید عجب نیست که او دیو است و سراسر مکر و ریو و من حافظ و دیوان از قرآن خوانان میگریزند غزل

دوستان دختر رز توبه ز مستوری کرد	شد سوے محتسب و کار بدستوری کرد

این غزل هنگام بسط است دختر رز شراب مراد محبت محتسب کنایه از عقل دستوری اذن یعنے اے دوستان عشق و محبت که چندر روز از من مستور گشته بود و تجلیات مشاهدات که منقطع شده بود اکنون سر از دریچه ظهور بر آورد و سوے عقل رفت و گفت که برد من از حضرت حق

دستوری گرفته آمده ام توجه کار داری قوله

تا نگویند حریفان که چرا دوری کرد	آمد از پرده بمجلس عرقش پاک کنید

از پرده کہ اختفا یدیوانگاه اظہار برآمده و عرقے برآورده چنانچه برروے سختی دیدگان و محنت کشیدگان از خجالت و حیا بظہور آید و انیجا کنایه از آثار و علامات سختیہاے فراق باشد کہ ہنگام دوستان از معرض طورے آید ظاہر باشد عرق او را پاک کنید۔ اے استمالت او کنید و اطاعت نمائید و عاجزی ورزید تا حاسدان نگویند کہ چرا دوری کرد اے بخطاب و عتاب پیش نیاید و نیز معنے آنست کہ آن دختر رزکہ از پرده برآمد و بہ مجلس درآمد علامات سختیہاے فراق او را برطرف سازند و باظہار آن نپردازند تا حاسدان را مقام طعنہ نباشد و خبردار نباشند و از شماتت حاسدان اتباع ہست توان و یجعل لکم نورا تمشون بہ و یغفر لکم واللہ غفور رحیم لئلا یعلم اہل الکتاب ان لا یقدرو علی شئی من فضل اللہ قوله

دختر مست چنین دعوی مستوری کرد	جاے آنست کہ در عقد صلاحش گیرند

عقد گره یعنے جاے آنست کہ دختر را در عقد نکاح در آورند و جان پیش بہا در کابینش دہند در جلوه جمال او خود را فانی سازند و ہستی باقی خود برطرازند من بعد مستوری نکنند و محتجب نشود قوله

راه مستانہ زد و چاره مخموری کرد	مژدگانی بده اے دل کہ دگر مطرب عشق

مطرب عشق مرشد و اضافت بیانیہ راه سرود و راه مستانہ زد سرود عشق بسرائید مخموری غم و اندوه قوله

مرغ خوشخوان طرب از برگ گل سوری کرد	نہ شگفتہ گل طبعم ز نسیمش بشگفت

نشگفتہ گل طبعم یعنے گل طبع من کہ نشگفتہ بود و غنچہ کردار منقبض بود ز نسیمش بشگفت از نسیم توجہ آن مطرب عشق شگفتہ شد مرغ خوشخوان عبارت از خود برگ گل سوری کنایہ از تجلیات قوله

اینکہ باخرقہ صوفی مے انگوری کرد	نہ بہفت آب کہ رنگش بصد آتش نرود

رنگش ضمیر شین برمے انگوری کہ در مصرع آیند گوید خرقہ صوفی کنایہ از خود مے انگوری عشق و محبت قوله

عرض و مال و دل و دین در سر مغروری کرد	حافظ افتادگی از دست مده زانکہ حسود

افتادگی عجز و شکستگی حسود ابلیس عرض بکسر آنچہ بستایند و بفتح آنچہ مردم را از دنیا دی

پیش افتد مغروری تکبر غزل

واندران ظلمت شب آبحیاتم دادند	دوش وقت سحر از غصه نجاتم دادند

دوش شب گذشته وآوان ماضیه غصّه طعام درگلو ماندن وکنایه از اندوه وخون جگر خوردن وہجران بسر بردن ظلمت تاریکی آبحیات چشمه آبیست درظلمت هرکه آن آب خورد بطول حیات میرد

باده از جام تجلی بصفاتم دادند	قوله بیخود از شعشعهٔ پرتو ذاتم کردند

شعشعه روشنی پرتو روشنی وعکس هرچیزے مرادفیض باده شراب مرادستی تجلی روشنائی و دراصطلاح این طائفه عبارت ازانچه ظاهر شود برقلب ازانوار وآن چند قسم است تجلی شهودی وآثاری وافعالی وصفاتی وذاتی ونوری ومعنوی ووجدانی قهری اما تجلی صفاتی آنست که حق را بصفات سبعه ذاتیه که قدرت وحیوٰة وعلم واراده وسمع وبصر وکلام وگاه تجلی صفاتی بنور سیاه نماید یعنے حق را متمثل بنور سیاه بیند قوله

آن شب قدر که این تازه براتم دادند	چه مبارک سحرے بود وچه فرخنده شبے

آن شب قدر شب عزیز ومکرم قوله

مستحق بودم واینها بزکوٰتم دادند	من اگر کامروا گشتم وخوشدل چه عجب

کامروا صاحب مقصد زکوٰة شیخ شرف الدین یحییٰ منیری نوشته درمکتوبات خود که زکوٰة بر مذهب فقهاء از دوصیت درم بعد گذشتن سال پنجدرم وبرمذهب فقراء درحال بردوصیت باید داد وجان بشکرانه برسرآن باید نهاد عین القضاة همدانی درتمهیدات آورده که الزکوٰة قنطرة الاسلام طائفه که مال دارند خود زکوٰة برایشان واجب آمد امامیدانم که الصدقات للفقراء والمساکین چیست باید دانست که ایشانرا علم آخرتی باشد که لاکثر انفع من العلم ازان کنز علم ورزق که ایشانرا دهند ومن رزقناه منارزقاً حسنا قرابتیان ومحبان ومریدان را ازان زکوتے ونصیبے دهند که العلم لایحل منعه آن بقدر حوصله خلق نثار کنند واین آیة را کار بندند که ومما رزقناهم ینفقون خلق را ازمعرفت کسب کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف نصیبے دهند وهم صحبتان را اما عامه خلق را از دعای ایشان وبرکت ایشان از بلاها ورنجها خلاصی بوده وروز قیامت نیز زکوٰة رحمت خدا نثار کنند هریک هفتاد هزار محجوب ومستحق عقوبت را از اهل بهشت گردانند وکنت کنزاً مخفیاً

مراد گنج رحمت است که کتب ربکم علی نفسه الرحمة قوله

هاتف آن روز بمن مژده این دولت داد | که ببازار غمت صبر و ثباتم دادند

هاتف فرشته جور و جفا رنج و تصدیع قوله

بحیات ابد آن روز رسانید مرا | خط آزادگی از خوف مماتم دادند

حیات ابدی زندگی جاوید آن بقا بحق خوف ممات ترس مرگ و موت دو نوع است صوری و معنوی صوری بیرون آمدن جان از جسم و معنوی دوری از محبوب و جدائی از معشوق قوله

بعد ازین روی من و آینه حسن نگار | که در انجا خبر از جلوه ذاتم دادند

بعد ازین الحال آینه وصف جمال کنایه از عشق است قوله

کیمیائیست عجب بندگی پیر مغان | خاک او گشتم و چندین درجاتم دادند

پیر مغان عاشق کامل قوله

عاشق آندم که بدام سر زلف تو فتاد | گفت کز بند غم و غصه نجاتم دادند

بند قید سر زلف جذبه عشق قوله

این همه شهد و شکر کز سخنم میریزند | اجر صبریست کزان شاخ نباتم دادند

شهد و شکر لطائف و ظرائف و حقایق و معارف شاخ نبات قلم و نیز نام معشوقه قوله

همت حافظ و انفاس سحرخیزان بود | که ز بند غم ایام نجاتم دادند

معنی این بیت آنست که سبب خلاص من ازین غموم و هموم توجه خاطر عاطر درویشان بود غزل

دوش دیدم که ملائک در میخانه زدند | گل آدم بسرشتند و به پیمانه زدند

دوش عالم غیب میخانه لاهوت و نیز عالم عشق ۵ عالم عشق اے پسر میخانه ایست معنی بیت که عارف میگوید که در عالم روحانیت عالم غیب را مشاهده میکردم که ملائکه بواسطه تجرد و نورانیت ذاتی و لطافت اصلی که داشتند خود را افاضل دانسته طالب آن شدند که شراب محبت و معرفت از عالم لاهوت که ذاتست در ظرف استعداد ایشان ریزند و ایشان را مظهر جامعه گویند قَالُوا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ و چون فی نفس الامر استعداد آن مظهر نداشتند در طلب بر ایشان مسدود گشت قَالَ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اگرچه شما بواسطه

لطافت و نورانیت گمان برید که مظهر جامع و صاحب اینمعانی مائیم امیدانیم که در شما این استعداد
نیست که شما جز یکجهة ندارید قابل این مظهری او باشد که جامع لطافت و کثافت بود او متحمل بار
امانت باشد پس آدم را آفرید خمرت طینة آدم بیدی اربعین صباحا و شراب محبت به پیمانه
برخاک آدم ریختند و او را مظهر جامع گردانیدند و متحمل بار امانت گردید قوله

با من راه نشین باده مستانه زدند	ساکنان حرم ستر عفاف ملکوت

کنت کنزا مخفیا و مراد ازین مصراع تمام ذات واجب الوجود و راه نشین مسافر کنایه از خود بحکم
کن فی الدنیا کانک غریب او کعابر سبیل که هیچ چیز دلبستگی ندارد. یعنی آنست که حقتعالی
من راه نشین را مخصوص عنایت و کرم خود کرد و مرا از من نجات داده بمحبوبیت و محبت پرداخته قوله

قرعه فال بنام من دیوانه زدند	آسمان بار امانت نتوانست کشید

امانت انا عرضنا الامانة قوله

چون ندیدند حقیقت ره افسانه زدند	جنگ هفتاد و دو ملت همه را عذر بنه

هفتاد و دو ملت قال عم ستفترق امتی علی ثلث و سبعین فرقة کلهم فی النار الا واحدة
وهی ما انا علیه واصحابی یعنی درین هفتاد و دو ملت بنظر قضا و قدر بنگر تا همه را در زیر حکم قضا
مغلوب دانسته معذور داری از جهت آنکه قضای ازلی بآن متعلق گشته که اینها حقیقت را نه بینند
وچون حقیقت را ندیدند سر و افسانه که نابینا است سر کردند راه زدن راه گرفتن قوله

حوریان رقص کنان ساغر شکرانه زدند	شکر ایزد که میان من و او صلح فتاد

لله الحمد والمنة که بنوشیدن شراب عشق از اشتغال والتفات بماسوای محبوب بگذشتم و صرف
محبت گردیده ام و او بلطف و محبت با ما پیش آمد ساکنان سموات از بیخالت در وجد آمدند قوله آتش آن
نیست که بر شعله او خندد شمع یعنی آتش آن نیست که در شمع می بینی. آتش آن است
که در خرمن پروانه زدند آتش آنست که در سینه عاشق افروخته اند قوله

چون ره آدم بیدار بیک دانه زدند	ما بصد خرمن پندار ز ره چون نرویم

پندار عجب آدم بیدار آدم که خلیفة الرحمان بود از وساوس شیطانی و نفسانی واقفکار بود قوله

تا سر زلف عروسان سخن شانه زدند	کس چو حافظ نکشید از رخ اندیشه نقاب

شانه زدن آراسته کردن این بیت مبشر است بران که صاحب جواهرالاسرار نوشته که ازان روزی که سخنوران درین عالم فانی نزول نموده هیچکس اینچنین سخن اتفاق نیفتاده و نخواهد افتاد درین طور چنانچه حافظ را و الله علی کل شیٔ قدیر غزل

دلبر برفت و دلشدگان را خبر نکرد	یاد حریف شهر و رفیق سفر نکرد

دلبر معشوق که دلهای عشاق بحسن و کرشمه می برد دلشدگان عاشقان که دلهای شان از دست رفته حریف شهر کنایه از خود همچنین رفیق سفر قوله

یا بخت من طریق مروت فرو گذاشت	یا او بشاهراه حقیقت گذر نکرد

یا بخت من طریقهٔ بهبودی را کار فرموده از ما معرض گشت و رود در نقاب گردید شاهراه راه فراخ و شاهراه حقیقت تیمارداری و تفقد غریبان آن جوان دلاور مرشد جوان باعتبار اصحاب الجنة جرد مرد و دلاور باعتبار اختیار طریق که بس مخوف و خطرناک گوشه نشینان عاشقان که از ماسوی محبوب گوشه گرفته اند قوله

گفتم مگر بگریه دلش مهربان کنم	در سنگ خاره قطرهٔ باران اثر نکرد

مگر بمعنی شک آید و بمعنی تعین و تمنی هم آید یعنی گفتم که شاید دل او بگریه مهربان شود گریه نمودم لیکن در دل محبوب که سنگخاره است گریهٔ ما که قطرهٔ باران است اثر نگردید قوله

در حیرتم که بهر چه شد همدم رقیب	خرمهره هیچکس چو قرین گهر نکرد

بهر چه شد اشاره بمحبوب همدم محب و موافق قرین مصاحب قوله۔ شوخی نگر که مرغ دلم سودای خام عاشق اضافه بیانیه و خام از نیجه که انصرام آن از کم کسی می شود معنی بیت آنست که شوخی مرغ دل ما ببین با آنکه بال و پر او بآتش عشق سوخته شد ترک عشق نکرده قوله

هر کس که دید روی تو بوسید چشم من	کاری که کرد دیدهٔ من بی بصر نکرد

هر کس که دید در مابین هر دو این بیت لفظ بر آنکه مقدر است بی بصر نکرد ای به نابینائی نکرد بل از روی کمال بینائی

غزل	در ازل پرتو حسنت ز تجلی دم زد	عشق پیدا شد و آتش بهمه عالم زد

یعنی روز میثاق روشنی حسن تو از هویته دم زد عشق که اعلی ترین مرتبه محبت است در وجود آمد هویت پیدا گشت و آتش بهمه عالم زد یعنی ای محبوب من روز ازل پرتو حسن تو از تجلی جمالی ظاهر گردید

له این غزل در مطبوعه تبریز موجود نیست ۱۲ ۲ه و این مصرع از عطر این شعر کلام حافظ است ۱۲ ۳ه این شعر در نسخهٔ موجود نیست ۱۲

وازان تجلی عشق رو بظهور آورد و آتش خود در همه عالم زد اے خود را بهمه عالمیان ظاهر باهر ساخت قوله

جلوه گرد رخت دید ملک عشق نداشت	عین آتش شده زین غیرت و بر آدم زد

اے محبوب من رخ تو که تجلی عشق است از کمن خفا بعرصهٔ ظهور درآمد و بر عالمیان ظاهر و باهر ساخت نظر ملائکه چون بینائی عشق نداشتند ازان اعراض کردند و آن تجلی عشق ازین غیرت سراسر آتش گردید و بر آدم زد این بیت تلمیح بآیهٔ انا عرضنا الامانة قوله

عقل میخواست کزین شعله چراغ افروزد	برق غیرت بدرخشید و جهان برهم زد

حق تعالی عشق را بر همه اشیا گزید عقل را ازین رشک آمد سالک ازین معنی خبر میدهد برق غیرت عشق جهان یعنے جهان عقل قوله

مدعی خواست که آید بتماشاگه راز	دست غیب آمد و بر سینهٔ نامحرم زد

مدعی ابلیس تماشاگه راز دل آدم که محل اسرار بود نقل است که ابلیس را روزے گذر بشهرستان وجود آدم افتاد خواست تا تفحص حدود جهات شهر وجود کند ابلیس انگشتے بر کالبد آدم زد صدائے برآمد همچون کوره مجاهده بخته باشد اهل تحقیق گویند که آن صدا از دست بیگانه بود چون ابلیس آن آواز شنید رو سوے اتباع خود کرد و گفت غم مخورید خلق مجوفست مخلوقست میان تهی مستلزم نقصان اے یاران من شما یکساعت توقف کنید تا درباطن او درآیم و منافذ او را به بینم آنگاه شما را از حقیقت کار آگاه گردانم این بگفت و درباطن او درآمد عرصه دید بس آراسته و خزینه بنقود هر دو کون پیراسته هرچه در عالم آفاق بود در حقهٔ قالب آدم یافت ابلیس در شهرستان وجود آدم سیر میکرد تا بقصر دربسته و حقهٔ سربستهٔ دل رسید هر چند جهد کرد تا در قلعهٔ دل آدم درآید راه نیافت بلکه دست قدرت پیدا شد و بر سینهٔ ابلیس زد و بدر ساخت چون ابلیس از جوف آدم بیرون آمد و گفت سیر شهرستان این جوف آسانست اما خزینه ایست استوار مملو از جواهر اسرار هر چند اهتمام نمود گرهے ازین سررشته نگشود قوله

دیگران قرعهٔ قسمت همه بر عیش زدند	دل غمدیدهٔ ما بود که هم بر غم زد

یعنے همه قرعها قسمت خود را بر عیش زده تن آسانی گزیدند و از حمل بار امانت متحرز گردیدند دل غمدیدهٔ ما بود که از کمال نادانی و ستم این بار امانت را بر داشت و قرعهٔ قسمت خود را بر غم زده

واز برداشت آن هیچ دم نزد کما قال انا عرضنا الخ قوله

دست در حلقهٔ آن زلف خم اندر خم زد	جان علوی هوس چاه زنخدان تو داشت

نزد صوفیه حق تعالی را تعینات و مراتب تنزلات است بعضی امراتب آلهیه گویند چنانچه لاهوت و جبروت لاهوت عبارت از ذات حق بحت که معلوبست او بذات خویش نه بعلی زائد بر ذات و جبروت مراد از صور علمیه با سمای آلهی و بعضی را مراتب کونیه مینامند چنانچه عالم ملکوت و شهادت از چاه زنخدان مرتبهٔ الوهیت یا تجلی واحد القهاری مراد باشد از انکه استیلای هر یک از مهالک در وجود سالک است و بهر واحد بصفة من الماء کل شیٔ حی موصوف است که سالک را مرتبهٔ بقا بعد الفنا میرساند و لاهوت را بعضی حیات سازی در جمیع ممکنات باب نسبت تمام است زلف خم اندر خم یعنی تعین عارف که وجود عارف باشد باعتبار جمعیت اسمای جمالیه و جلالیه غزل

تعین

تا ابد جام مرادش همدم جانی بود	در ازل هر کو بفیض دولت ارزانی بود

دولت کنایه از عشق ارزانی بود دسزاوار بود یعنی هر که حصول عشق از ازل نمود ه همدم رفیق و همراه قوله

گفتم این شاخ ار دهد باری پشیمانی بود	من همان ساعت که از می خواستم شد توبه کار

توبه کار توبه کننده این شاخ کنایت توبه از می قوله

همچو گل بر خرقه می رنگ مسلمانی بود	خود گرفتم کافکنم سجاده چون سوسن بر آب

فرض کردم که همچو سوسن سجاده بر آب افگنم یعنی در زهد بجای باشم که مدام بر سجاده نشسته باشم یا آنکه بسبب زهد بدرجه رسم که بر روی آب روم چه حاصل مسلمانی همان وقت میسر آید که مانند گل وجود غرق رنگ میگردد از غرق می عشق گردم قوله

بادهٔ ریحانی و معشوق ریحانی بود	خوش بود خلوت هم ای صوفی ولیکن گر دود

بادهٔ ریحان شراب خوشبو معشوق ریحانی معشوق سبز رنگ و فرحت بخش قوله

انس

جام می نگرفتن از جانان گرانجانی بود	مجلس انس و بهار و بحث عشق اندر میان

مجلس انس صحبت مرشد بهار جوانی بحث عشق حقائق و معارف جام می نگرفتن از جانان حصول مشاهدهٔ معشوق نمودن گران جانی بی نصیبی قوله

خلوت ما را فروغ از عکس جام باده باد	زانکه کنج اهل دل باید که نورانی بود

فروغ روشنی شمع روے یار اضافه بیانیه جام کنایه روے محبوب و نیز عشق از ذکر سبب و اراده مسبب اهل دل عاشق قوله

همت عالی طلب جام مرصع گو مباش	رند را آب عنب یاقوت رمانی بود

همتے عالی طلب ان الله یحب المعالی الهمم جام مرصع دل صفا رند کنایت از عاشق آب عنب شراب انگوری رمانی برنگ انار اے سرخ قوله

گرچه بی سامان نماید کار ما سهلش مبین	کاندرین کشور گدائی رشک سلطانی بود

سامان ساز و زیب کنایه از شیخت سهلش مبین بنظر حقارت بسوی کار ما منگر اندرین کشور اشارت بعشق قوله

نیکنامی خواهی ای دل با بدان صحبت مدار	خودپسندی جان من برهان نادانی بود

نیکنامی عاشقی بدان کنایه از محرومان عشق این مصرع موافق این بیت ع با عاشقان نشین و همه عاشقی گزین
با هر که نیست عاشق یکدم مشو قرین خود پرستی زهد ریائی و خود بینی برهان دلیل قوله

دی عزیزی گفت حافظ میخورد پنهان شراب	اے عزیز من گناه آن به که پنهانی شود

پنهانی مخفی و پوشیده ع گناه کردن پنهان به از عبادت فاش غزل

دمے با غم بسر بردن جهان یکسر نمی ارزد	بمی بفروش دلق ما کزین بهتر نمی ارزد

معنی آنست دنیا که جاے عبور است نه مقام فرح و سرور و مکان محنت و الم است نه سرای عیش و حضور اگر صد سال اوقات بعشرت گذرانیده که عاقبت کنگرهٔ قصر حیات بسنگ اجل خلل پذیرفته
چه خوش گفته دم با غم بسر بردن الخ مے کنایه از عشق دلق کنایه از وجود قوله

بکوے میفروشانش بجامی بر نمیگیرند	زهے سجادهٔ تقوی که یک ساغر نمی ارزد

میفروشان عاشقان و ضمیر شین بر دلق زهد و سجاده که در مصرع آینده است بجامی در نمیگیرند عوض آن زهد جامی نمیدهند قوله

رقیبم سرزنشها کرد کزین باب رخ برتاب	چه افتاد این سر ما را که خاک در نمی ارزد

رقیبم سرزنشها کرد خواجه از نامساعدی بخت تیره شکایت کرده است بدین تیره که رقیبم سرزنشها کرد این باب اشارت بدر معشوق چه افتاد چه واقع شده و چه حالست که خاک در نمی ارزد

که قیمت این ندارد که بر خاک در گذارند قوله

کلاہی دلکش ست اما بترک سر نے ارزد	شکوه تاج سلطانی که بیم جان دروست

شکوه تاج سلطانی مناصب دنیا و عروج ها کلاه سے دلکشست بغایت شیرین دلفریب ست قال الدنیا حلو خضر بترک سر نے ارزد اما نزد عاقل قیمت آن ندارد که در بدل آن ترک سر کنند قوله

غلط گفتم که یک طوفان بصد گوهر نمی ارزد	بس آسان مینمود اول غم دریا بسود در

دریا کنایه از عشق در کنایه از محبوب یک طوفان یک غمے از آن که بمنزله طوفان است حاصل آنکه سالهاے دراز در بحر امل بکشتی عمل بنشستم و مهار قطار رخت هوا و هوس مانند تجار سرگردان با میدسود فراوان در بیابان خوف و خطر گشتم و بعد از حصول مشقت بسیار که کشیدم میگویم بس آسان مینمود الخ قوله

ملمعهای گوناگون مے احمر نے ارزد	بشو این نقش دلبندی که در بازار یکرنگی

نقش دلبندی ریا و سالوس بازار یکرنگی مقام عشق و وحدت ملمعهای گوناگون لباس زاهدان و اشکال صور وهمیه خیالیه نمایشهاے ملمعات که مے نماید و فی الحقیقة نیستند مے احمر مستی مطلق و محبت خالص یعنے این ریا و سالوس دور کن که در بازار وحدت عشاق آن آشکال وهمیه صور خیالیه محبت خالص و مستی مطلق نے ارزد قوله۔ برو گنج قناعت جو بکنج عافیت بنشین بر داده حق از گنج و رنج راضی باش و تنگدل مباش که یکدم تنگدل بودن بحر و بر نے ارزد تنگدلی یک دم بعوض بحر و بر نباید خرید قوله۔ ترا آن به که روے خود ز مشتاقان بپوشانی خطاب بمحبوب است که اے شاه سریر لطافت ترا آن بهتر است که از مشتاقان روے در نقاب بپوشی که شادی جهانگیری غم لشکر نمی ارزد شادی سلطنت را مناسب آن نیست که لشکر را گرفتار غم دارد قوله

چه جای یار کس کین محنت جهان یکسر نمے ارزد	دیار و یار مردم را مقید میکند لیکن

دیار و یار وجود باعتبار ظهور نور حقیقے قوله

که یک جو منت دونان بصد من زر نے ارزد	چو حافظ در قناعت کوش و از دنیای دون بگذر

در قناعت کوش اے بما حصل راضی باش دونان دنیا داران و اهل ظواهر بصد من زر کنایه کرور و مثقال ظاهر غزل

چو بیگانه کاشنائے ندارد	دلم بے جمالش صفاے ندارد

یعنی بے مشاهده جمال محبوب دل من چون بیگانه ایست که در شهر در آید و هیچ آشنائی نداشته باشد الخ قوله

ببازار حسنش بهاے ندارد	قماش دل پاک عاشق مسکین

دلق دلبندی مراد و جود ۱۲

دیار و یار مراد از وجود باعتبار ظهور نور حقیقے ۱۲

قماش بضم متاع خانه لے رخت قوله

دلا جام و ساقی گلرخ طلب کن	که چون گل زمانه بقاے ندارد

جام کنایه از روے ونیز شراب از ذکر سبب وارادہ سبب مراد عشق ساقی گل رخ معشوق نیز مرشد که چون گل زمانه بقاے ندارد یعنی زمانه مانند گل وی بقا است که بیش از دو سه روز نپاید قوله

همه چیز دارد دلارام لیکن	دریغا که با ما وفاے ندارد

باما وفاے ندارد بتفقد حال مانمے پردازد قوله

اگرچه دلم رفت لیکن غمش نیست	بجز آن خم زلف جاے ندارد

خم زلف جذبهٔ عشق قوله

چو ماهست روشن که بے مهرویش	دل وجان حافظ صفاے ندارد

روشن ضمیر بر محبوب درین بیت تقلیب است یعنی دل وجان حافظ اگرچه همچو ماه روشن است اما بے آفتاب روے او هیچ ضیاے ندارد که نور القمر مستفاد من نور الشمس غزل

دلم جز مهر مهرویان طریقے برنمیگیرد	ز هر در میدهم پندش ولیکن درنمیگیرد

مهر مهرویان عشق محبوبان هر در بهر نوع وبهر قسم درنمیگیرد اثر نمیکند قوله

خدارا اے نصیحتگو حدیث از خط ساقی گو	که نقشے در خیال ما ازین خوشتر نمیگیرد

خدارا بواسطهٔ خدا خط ساقی جمال باکمال محبوب چه کمال جمال بخط است ازین کنایه بخط ساقی قوله

صراحی میکشم پنهان و مردم دفتر انگارند	عجب گر آتش این زرق در دفتر نمیگیرد

صراحی میکشم پنهان عشق پنهان مے ورزم مردم دفتر انگارند مردمان زهد و پارسائی خیال میکنند این زرق اشاره بمضمون مصرع اول عجب گر آتش این زرق در دفتر نمیگیرد اگر آتش مکر و فریب در دفتر پارسائی نمیگیرد وزهد وریائے سوزد عجب است قوله

سخن در احتیاج ما و استغنائے معشوقست	چه سود افسونگری اے دل که در دلبر نمیگیرد

اشاره بمضمون والله الغنی وانتم الفقراء افسونگری تملق کنایه از زهد وریاضت نمیگیرد اثر نمیکند ومقبول خاطر وی نمیشود قوله

من از پیر مغان دیدم کراماتے مردانه	که این دلق ریائی را بجامے برنمیگیرد

این دلق ریائی وجود موهوم وطاعت ریائی پیر مئے فروشان مرشد ضمیر شین بر دلق ریائی بجامی درنمیگیرد عوض آن جامے نمید ہد رنگ فائده وخوشی وحیات وشیرینی کار ازین اشاره بیاده پیر مغان مرشد کامل همتهاے مردانه عالی همتی دلق گدائی وجود موهوم وزہد ریائی بیک جو برنمیگیرد یعنی بجوے نمیخرد ازان رو بواسطهٔ آن یاران عاشقان صفا صدق واخلاص مے لعل کنایت از می محبت وعشق قوله

نصیحتم کن و مارا بفریاد دف نی بخش ۔ که غیر از راستی نقشے درین جوهر نمیگیرد

راستی صدق درین جوهر اشاره بمے لعل یعنی عاشقان را در عشق تو صدق واخلاص از انست که غیر از صدق در عشق پیش رفت نے شود قوله

چه خوش صید دلم کردی بنازم چشم مستت را ۔ که کس مرغان وحشی را ازین خوشتر نمیگیرد

عاشقان ۱۲ — ازین صید کرد ۱۲

معنے آنست که مفاخرت بچشم مست تو که مشاهدهٔ جمال تو میکنم که دل مرا بچه وجه نیکو صید کرده ای بیک نگاه بدام عشق در آورده که هیچکس مرغان وحشی را باین طرز در دام نمے آرد قوله

سر و چشمی باین خوبی تو گوئی چشم از و برگیر ۔ برو کین وعظ بے معنی مرا در سر نمیگیرد

تو گوئی خطاب بواعظ کین وعظ ۔ اشاره بترک دیدن محبوب قوله

نصیحت گوی رندان را که با حکم قضا جنگست ۔ دلش بس تنگ می بینم چرا ساغر نمیگیرد

رندان عاشقان با حکم قضا جنگ ست چرا که غیر از نوشتهٔ ازلی از هیچکس بوجود نے آید بس تنگ کم حوصله قوله

من این آئینه را روزی بدست آرم سکندر وار ۔ اگر میگیرد این آتش زمانی ور نمیگیرد

آئینه در اصل بر دو نوع ست یکے آهنین بدر که سر تراشان دارند و آن مصنع سکندر ست دوم آئینه طلسم چون سکندر سکندریه بنا کرد در حد فرنگ کناره دریا برائے دفع شر فرنگیان مناره بنا کرد و آئینه حکمت وطلسم ساخته ارسطو بر آن نهاد و دیدبانان نصب کرد تا خیر و شر استعداد آمدن فرنگیان معلوم شد دیدبانان غفلت ایجود راه داوند سه بار فرنگیان بمعاقصهٔ اهل سکندر را غافل فرو گرفتند و اسکندریه را خراب کردند و آن آئینه را در میان دریا انداختند چون سکندر از گشت جهان مراجعت نمود اسکندریه را باز بنا کرد و ارسطو حکمتے ساخت آئینه غریق از قعر دریا برجهید و بر سر مناره نشست پس فرنگیان

له بحمل این شعر بدو طریق منقول است شده از نسخ بعض نسخه دیگر بیان میکنند ۱۲

بازغالب نشدند ۱۲ من ابراہیم شاہی - اینجا مراد از آئینۂ دل مصفا یعنی من سکندروار این آئینۂ دل را
آن زمان بدست آرم که این آتش عشق زمانی در واثر بنے کند مشکل اینست که اگر این آتش عشق
افروختہ میشود زمانے توقف واستعانت نمیکند قوله

خدارا رحمے ای منعم که درویش سر کویت | درے دیگر نمیداند رہے دیگر نمے گیرد

خدارا بواسطۂ خدا اے منعم اشارہ بمحبوب درویش سر کویت کنایت از خود درے دیگر نمیداند
رہے دیگر نمے گیرد غیر از در تو درے نمیداند وسوای راہ عشق تو راہے نمے شناسد قوله

باین شعر تر و شیرین ز شاہنشہ عجب دارم | کہ سر تا پاے حافظ را چرا در زر نمیگیرد

شعر تر شعرے را گویند که در وہیچ گرفتگی وتقید نباشد ۱۲ من مجمع الصنائع شیرین فصیح وبلیغ غزل

دلے که غیب نمایست جام جم دارد | ز خاتمے که دمے گم شود چه غم دارد

غیب نمایست مصفاست وصاحب مشاہدست جام جم وار دمطلع بر مغیبات بمنزلۂ جام جم
وآن پیاله بود ساخته جمشید که حکما بامر او ساخته بودند و از ہفت فلک در و مشاہده کردے خاتم
کنایہ از یاد محبوب دمے گم شود سہو نماید معنے مصرع ثانی آنکه از یاد محبوب در وقتے از اوقات که باز
ماند چه غم چه یاد مرغائب راست وصاحب مشاہده را مشاہده عین یاد است قوله

بخط وخال گدایان مده خزینۂ دل | بدست شاه وشے ده که محترم دارد

خط وخال حسن وجمال گدایان محبوبان مجاز مده خزینۂ دل دلبستگی سما شاه وشے یعنے
آن محبوبی که محترم دار دبحرمت دل توکوشد قوله

مراد دل ز که جویم که نیست دلداری | که جلوۂ نظر و شیوۂ کرم دارد

دلداری اینچنین دلداری جلوه نظر و شیوه کرم دارد ہم صاحب جمال باشد ہم صاحب کرم قوله

دلم که لاف تجرد زدی کنون صد شغل | ببوے زلف تو با باد صبحدم دارد

شغل کار وتعلق باد صبحدم جذبۂ ومرشد قوله

نه ہر درخت تحمل کند جفاے خزان | غلام ہمت سروم که این قدم دارد

ہر درخت ہر عاشق وسالک خزان شدائد وبلیات سرو عاشق کامل این قدم اشارہ بتحمل
جفاے خزان قوله

رسید موسم آن کز طرب چو نرگس مست	نهد بپای قدح هر که شش درم دارد

موسم آن کنایه از ایام بهار نهد بپای قدح یعنے قدح بردارد کذا فی مؤید الفضلاء هر که شش درم دارد اگرچه اندک مال دارد آنهم مصروف مے سازد قوله

زر از بهائے مے اکنون چو گل دریغ مدار	که عقل کل بصدت عیب متهم دارد

یعنے از وسعت و قدرت آنچه داری فی الحال در عشقبازی مصروف دار چنانچه گل در ایام بهار می شگفد و تمامی زر را که زردی میان گل است بیرون مے آرد و ظاهر مے سازد و پوشیده نمی دارد والا نه عقل کل که عقل کامل است یا مرشد بصد عیب ترا متهم مے سازد قوله

ز سر غیب کس آگاه نیست قصه مخوان	کدام محرم دل ره درین حرم دارد

ز سر غیب عاقبت کار کس آگاه نیست کسے علمے ندارد قصه مخوان گفتگو مکن محرم دل صاحبدل ره درین حرم دارد حرم اشاره بوقوف عاقبت کار قوله

ز جیب خرقه حافظ چه طرف بتوان بست	که ما صمد طلبیدیم و او صنم دارد

طرف بتوان بست اید توان بست داشت صمد اسم حق مراد عشق که اسم ذاتی حق است صنم مراد هوائے نفسانیه غزل

دی پیر مے فروش که ذکرش بخیر باد	گفتا شراب نوش و غم دل ببر زیاد

دی زمانه گذشته پیر مے فروش محمد علیه السلام شراب نوش بعشق کوش قوله

گفتم بباد میدهدم باده ننگ و نام	گفتا قبول کن سخن و هرچه باد اباد

یعنے باده عشق ننگ و نام من برباد میدهد و رسوائے عالم مے سازد قوله

سود و زیان مایه چو خواهد شدن ز دست	از بهر این معامله غمگین مباش و شاد

سود و زیان مایه نیکنامی و بدنامی زندگی چو خواهد شدن ز دست آخر الامر فنا شدنی است این معامله گفتن نیک و بد

قوله	بادت بدست باشد اگر دل نهی بهیچ	در معرضے که تخت سلیمان رود بباد

بادت بدست باشد بیحاصل و لاینفع گر دل نهی بهیچ بدنیا و تعلقات او راضی و مائل باشی در معرضے در جائے سلیمان ع پسر داود پیغمبر ع بادشاه تمام ملک انس و جن از شرق تا غرب و از جنوب تا شمال و بساط فرسنخ در سه فرسخ بگسترانید و پرندگان در هوا پر در پر بافتندے که یک ذره شعاع آفتاب بر ایشان نیفتادی و باد آن بساط را یکماه راه بامداد و مثله شبانگاه بردے کما قال الله غدوها شهر و رواحها شهر قوله

نے خار گل نباشد و بے نیش نوش هم	تدبیر چیست وضع جهان اینچنین فتاد

نے خار گل نباشد بے تصدیع راحت نباشد و بے نیش نوش بے الم آرام وضع جهان اینچنین فتاد طریق زمانه این نهج است

بشنو از و حکایت جمشید و کیقباد	پُر کن ز بادہ جام دمادم بگوش ہوش

جام کنایہ از دل جمشید و کیقباد نام بادشاہان عالی قدر مراد از عرفای کامل۔ قولہ

جان در درون سینہ غم عشق او نہاد	در آرزوے آنکہ رسد دل براحتے

در آرزوے آنکہ بواسطہ آنکہ رسد دل براحتے دل حصول راحت نماید جان در درون سینہ غم عشق را نہاد جان اختیار عشق کرد قولہ

کوتہ کنیم قصہ کہ عمرت دراز باد	حافظ گرت ز پند حکیمان ملالت ہست

حکیمان عارفان دنا صحان غزل

کہ سرو پاے بند ست و چو لالہ داغ دارد	دل من بدور رویت ز چمن فراغ دارد

بدور رویت بسبب مشاہدہ تو چمن معروف و دنیا۔ ای محبوب من دل من بسبب مشاہدہ تو یا عشق تو احتیاج بچمن ندارد و مشتاق لالہ و نسرین نیست زیراکہ چون سرو مقید بعشق است و چون لالہ داغدار محبت است نقلست کہ رابعہ بصری روے از ہمہ برتافتہ و بکنج عزلت خزیدہ بود و در مشاہدہ معشوق مشغول چون ایام بہار شد خادمہ بدر آمد کہ یا رابعہ ایام بہار است بدر آئی تا مشاہدہ صنع صانع نمائی گفت تو درون آئی تا مشاہدہ صانع نمائی کسے را کہ بمشاہدہ صانع کار است بمصنوع چہ کار است قولہ

کہ درون گوشہ گیران ز جہان فراغ دارد	سر ما فرو نیارد بکمان ابروے کس

یعنی اے محبوب من بدولت محبت تو دل من بحسن و جمال ہیچ محبوبی متوجہ نمیشود عاشقان بما سوا کارے ندارند کہ خلوت گزیدہ را بتماشا چہ حاجتست قولہ

مگر آنکہ شمع رویش برہم چراغ دارد	شب تیرہ چون سر آرم رہ پیچ پیچ زلفش

شب تیرہ یعنی درین دنیا کہ بمنزلہ شبے است تاریک چون سر آرم چگونہ بانصرام رسانم رہ پیچ پیچ زلفش طریق محبت و عشق او را روشن مشاہدہ ذات او برہم چراغ دارد چراغ راہ من گردد و ہادی من شود قولہ

تو سیاہ کم بہا بین کہ چہ در دماغ دارد	ز بنفشہ تاب دارم کہ ز زلف او زند دم

بنفشہ نام گلی است کہ بزلف نسبت کنند تاب و ارم در تاب ہستم کہ ز زلف او زند دم دعوی ہمسری زلف آن محبوب کند سیاہ کم بہا غلام کم بہا اشارت بنفشہ کہ در دماغ دارد بچہ حسد دماغ دارد۔ قولہ

کہ بسوختیم شہا بت ما فراغ دارد	من و شمع صبحگاہی سزد ار بہم بگریم

فراغ فرصت یعنی اگر من و شمع صبحگاہی باہم بگریم مے سزد چرا کہ لمحہ ازیاد آن غافل نبودہ ام و انچہ طریق محبت است بطریق نیاز مرعی داشتہ ام و آنماہ بمہر ہرگز رحم بمن نکردہ قولہ

بفروغ چهره زلفش ره دین زند همه شب * فروغ چهره شهود ذات زلف عالم کثرت وشهادت یعنی تعینات وچون بعضے از اهل شهود مشاهده ذات در هر تعینات نموده متوجه الیه او مے شوند وهم بدان مقید میشوند واز عروج باز میمانند پس میگوید چه دلاور است دزدی که بکف چراغ دارد۔ دلاور اشاره بزلف چراغ اشاره بذات قوله

سزدار چو ابرِ بهمن که درین چمن بگریم	طرب آشیان بلبل بنگر که زاغ دارد

درین چمن یعنی دنیا طرب آشیان بلبل مقام عارفان کامل که ارشاد وشیخت ست زاغ مع ناقصان ومقلدان قوله

بچمن خرام وبنگر بر تخت گل که لاله	بندیم شاه ماند که بکف ایاغ دارد

چمن کنایه از مجلس مرشد تخت گل همان چمن لاله کنایه از مرشد بندیم شاه ماند بمنزله نائب رسول علیه السلام است الشیخ فی قومه کالنبی فی امته بکف ایاغ دارد مستغرق می نوشی ست قوله

سر درسِ عشق دارد دلِ دردمندِ حافظ	که نه خاطرِ تماشا نه هوائے باغ دارد

سر درس عشق دارد غیر از ذکر عشق گفتگوئے ندارد که سر وبرگ چیز دیگر ندارد غزل

درخت دوستی بنشان که کام دل ببار آرد	نهالِ دشمنی برکن که رنج بیشمار آرد

درخت دوستی عشق بنشان حاصل کن کام دل ببار آرد بوصلِ محبوب رسی نهال دشمنی انکار ومخالفت که رنج بیشمار آرد مدام بهجران سپارد۔ قوله

چو مهمانِ خراباتی بعزت باش با رندان	که درد سرکشی جانان گرت مستی خمار آرد

بعزت یعنی درین دنیا یا بتواضع مجست رندان عاشقان درد سرکشی پشیمان شوی گرت مستی خمار آرد عوض مستی دامنگیر وقت تو گردد خمار کدورت وملالت طبع قوله

شب صحبت غنیمت دان که بعد از روزگار ما	بسے گردش کند گردون بسے لیل ونهار آرد

بعد از روزگار ما بعد از مردن ما قوله

عماری دار لیلی را که مهد ماه در حکم است	خدا را در دل انداز ش که بر مجنون گذار آرد

عماری دار مرشد لیلی محبوب حقیقی مهد ماه در حکم است مهد آنماه که محبوب حقیقی است در اختیار او ست مجنون کنایه از خود قوله

بہار عمر خواہ ای دل وگرنہ اینچنین ہر سال	چو نسرین صد گل آرد بار و چون بلبل ہزار آرد

بہار عمر خواہ زندگی باید این چمن یعنی دنیا چو نسرین صد گل آرد بار و چون بلبل ہزار آرد ہزاران معشوق وہزاران عاشق در دنیا ظہور سے نمایند قولہ

خدا را چون دل ریشم قرارے بستہ باز لفت	بفرما لعل نوشین را کہ جانے را بقرار آرد

خدارا بواسطۂ خدا زلف کنایہ از جذبہ عشق لعل نوشین کنایہ از فضل یزدانی جان را با قرار آرد جان را تسلی دہد قولہ

ز کار افتادہ ای دل کہ صد من بار غم داری	برو یکجرعہ می درکش کہ در حالت بکار آرد

ز کار افتادہ ای دل یعنی عاشق ہستی یار در برداشتن کامل نشدہ وتغافل می ورزی جرعہ سخن عشق ومحبت کہ در حالت بکار آرد ترا در عشق چالاک سازد قولہ

درین باغ از خدا خواہد درین پیرانہ سر حافظ	نشیند بر لب جوے و سروے در کنار آرد

درین باغ اشارہ بدنیا با عتبار ظہورات متنوعہ سروے محبوبے غزل

دلا بسوز کہ سوز تو کارہا بکند	نیاز نیم شبی دفع صد بلا بکند

سوز تو سوختن تو در عشق ومحبت قولہ

عتاب یار پریچہرہ عاشقانہ بکش	کہ یک کرشمہ تلافی صد جفا بکند

عتاب سرزنش عاشقانہ مانند عاشقان کرشمہ ظہور تجلی تلافی بدلہ قولہ

طبیب عشق مسیحا دمست و مشفق لیک	چو درد در تو نہ بیند کرا دوا بکند

طبیب عشق مرشد ونیز اضافہ بیانیہ قولہ

ز ملک تا ملکوتش حجاب بردارند	ہر آنکہ خدمت جام جہان نما بکند

ملک دنیا مراد ناسوت ملکوت عالمے است از عوالم اربعہ بالاتر از ناسوت حجاب بردارند مکشوف او سازند جام جہان نما دل عارف کامل یعنی از عرش تا فرش مکشوف او سازند ہر کہ در مراقبۂ دل خود کوشد کہ منبع جمیع مکاشفات قلب است قال اللہ تعالے فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور قولہ

تو با خدائے خود انداز کار و دل خوش دار	کہ رحم اگر نکند مدعی خدا بکند

تو با خدای خود انداز که من یتوکل علی الله فهو حسبه خدا یکند لانه ارحم الراحمین قوله

زبخت خفته ملولم بود که بیداری	بوقت فاتحهٔ صبح یک دعا بکند

بیداری اهل دلی فاتحه کشایش فاتحه صبح سحر گاه و فاتحه که بصبح خوانند قوله

بسوخت حافظ و بوی ز زلف یار نبرد	مگر دلالت این دولتش صبا بکند

دلالت رهنمائی و شناگی این دولت اشاره ببوی زلف وضمیر شین بحافظ صبا فیض الهی و مرشد غزل

دیدم بخواب خوش که بدستم پیاله بود	تعبیر رفت کار بدولت حواله بود

بدانکه دیدن این بخواب تعبیر بعلم کنند و شراب را التعبیر بعشق و محبت و هیچ دولتی بالاتر از ان نیست که در ذات تو عشق و محبت حاصل شود قوله

چلسال در دو غصه کشیدیم و عاقبت	تدبیر ما بدست شراب دو ساله بود

معنے آنست که چلسال سیر سلوک کردم و از سختیهای محبت درکشاکش بودم آخر الامر آرام جان ناتوان در نوشیدن شراب دوساله که کنایه ازان قرآن ست باعتبار نزول مرتین و شمول مرتین یافتم لاجرم بدولتی یافتم قال ع من ادا دم ونسا فالقرآن یکفیه و در بعضے نسخه شراب سه ساله مراد محبت حقیقی از انجهت که شراب سه ساله بسیار کیف مے شود قوله

آن نافه مراد که میخواستم زغیب	در چین زلف آن بت مشکین کلاله بود

نافه تجلی جمالی غیب بمعنی خدا تعالی ۱۲ من ابراهیم شاهی کلاله قسم زلف معنے آنست که تجلی جمالی حقیقی در چین زلف مجازی یافتم عزیز من بکوش و دیدهٔ دل بدست آر تا عجائبها بینی نشنیدهٔ فی کل شئ وفی کل بیت ۵ رو دیده بدست آر که هر ذرهٔ خاک ÷ جامیست جهان نمای چون درنگری قوله

آتش فگند در دل مرغان صبح خیز	زان داغ سر بمهر که در جان لاله بود

آتش فگند بقرار گردانید مرغان صبح خیز زاهدان عاشقان سر بمهر پوشیده زان داغ سر بمهر کنایه از عشق لاله مراد عاشق کنایه از خود قوله

نالان و داد خواه بمیخانه میروم	کانجا کشاد کار من از آه و ناله بود

میخانه مراد عشق ۵ عالم عشق اے پسر میخانه ایست ÷ کز شرابش عقل کل دیوانه ایست

نسیم باغ

کشاد کار کشایش کار قوله

آن شاه تند حمله که خورشید شیر گیر	پیشش بروز معرکه کمتر غزاله بود

آن شاه تند حمله محبوب حقیقی و مرشد غزاله آهو بچه قوله

برطرف گلشنم گذر اُفتاد وقت صبح	آن دم که کار مرغ چمن آه و ناله بود

گلشنم گلشن مین گذر اُفتاد اشاره بآن شاه تند حمله مرغ چمن بلبل کنایه از خود آه و ناله بود اسے درگریه بود قوله

هرکو نکاشت مهر وز خوبی گلے نچید	در رهگذار باد نگهبان لاله بود

هرکو نکاشت مهر یعنے آن محبوب حقیقی گفت هرکه حصول عشق ننمود ز خوبی گلے نچید و مشاهدهٔ خوبی نکرد در رهگذار باد نگهبان لاله بود اسے بیحاصل ولاینفع چنانچه در رهگذر باد کسے نگهبانی لاله کند میکدهٔ مقام عشق و مرشد قوله

خون میخورم ولیک نه جای شکایت است	روزی ما ز خوانِ کرم این نواله بود

خون میخورم رنج میکشم روزی قسمت و رزق این نواله اشاره بخون خوارے قوله

از دست برده بود وجود دم خمار عشق	دولت مساعد آمد و مے در پیاله بود

از دست برده بود بیخود کرده و بهلاک ساینده بود غم خمار مساعد موافق قوله

دیدم که شعر دلکش حافظ بمدح شاه	هر بیت ازان سفینه به از صد رساله بود

شاه محبوب حقیقی زین سفینه اشاره بدیوان حافظ غزل

دوش مے آمد و رخسار برافروخته بود	تا کجا باز دل غمزدهٔ سوخته بود

رخساره برافروخته بود با جمال کمال و مصرعهٔ ثانی شعر بمعنے این بیت ہے بے تقاضای نظر حسن تو افزون نشود ✲ تا دلم خون نشود روے تو گلگون نشود قوله

رسم عاشق کشی و شیوهٔ شهر آشوبی	جامهٔ بود که بر قامتِ او دوخته بود

رسم طریق جامهٔ بود که بر قامتِ او دوخته بود یعنے اینها مناسب و مرتب باوست قوله

جانِ عشاق سپند رخ خود میدانست	و آتش چهره بدین کار برافروخته بود

آتش چهره حسن روے بدین کار بجانسوزی عشاق برافروخته زیاده نمود قوله

در رہش مشعلہ از چہرہ برافروختہ بود	کفر زلفش رہ دین میزد و آن سنگین دل

کفر زلفش تعلقات دنیوی وجذبۂ عشق نیز دین زہد وپارسائی سنگین دل لفظ معنا مقدرست مشعلہ از چہرہ برافروختہ بود تجلی ہمراہ دارد۔ قولہ

کہ نہانش نظرے با من دل سوختہ بود	گرچہ میگفت کہ زارت بکشم میدیدم

زارت بکشم من احبنی قتلتہ نہانش نظرے بموجب من قتلتہ فانا دیتہ روزے خواجۂ عالم در کوچۂ مدینہ میرفت ضعیفہ دعوت کرد حضرتؐ اجابت کرد بخانۂ او رفت درخانہ آتش افروختہ بود اطفال او در حوالی آتش نشستہ بود از حضرت سوال کرد کہ یا رسول اللہؐ حقتعالے بر بندگان خود رحیم باشد یا من برین فرزندان؟ حضرت فرمود کہ حقتعالے ارحم الراحمین است ضعیفہ گفت من باین رحمت قاصر و اندازم کہ فرزندان خود را درین آتش اندازم ارحم الراحمین چگونہ روا دارد کہ بندگان را در آتش اندازد۔ راوی گوید کہ حضرتؐ بگریست و گفت کذا اوحی اللہ الی از یخمد ست ۹ گرچہ میگفت کہ زارت بکشم میدیدم الخ قولہ۔ ہر کہ یک لحظہ وصالش بدو عالم نخرید؟ بموجب طالب الدنیا اسیر و طالب الدنیا حقیر و طالب المولے امیر ہر دو عالم فدا نکرد و لحظہ وصال محبوب نخرید و در بعضے نسخہ بجائے این مصرع چنین دیدہ شدہ است قولہ

آنکہ یوسف بزر ناسرہ بفروختہ بود	قولہ	یار مفروش بدنیا کہ بسے سود نکرد
یارب این قلب شناسی ز کہ آموختہ بود		گفت و خوش گفت بروخرقہ بسوزان حافظ

گفت و خوش گفت سخن خوش گفت خرقہ بسوزان ہستی موہومہ را فنا ساز غزل

تا دل شب سخن از سلسلۂ موے تو بود	دوش در حلقۂ ما قصۂ گیسوے تو بود

دوش شب گذشتہ در حلقۂ ما یعنی در مجمع ما کہ گروہ عاشقانیم۔ قصۂ گیسوی تو بود گفتگو حسن و جمال تو بود کہ سنت ماست تا دل شب تا نیمشب کہ ہنگام مشاہدات است سخن از سلسلۂ موے تو بود سخن اوصاف کمال تو بود کہ جمال متین ماست قولہ

باز مشتاق کمانخانۂ ابروے تو بود	دل کہ از ناوک مژگان تو در خون میگشت

از ناوک مژگان تو بسبب شدائد عشق تو در خون میگشت غرق خون بود باز مشتاق کمانخانۂ ابروے تو بود درین نشار مشتاق مشتاق زخمے دیگر بود و مے ازان اشتیاق

نمی آسود آورده اند که روز ازل روح هر یک از جهانیان دعوی عشق کرد حقتعالی از بهر ابتلای ایشان دنیا را زینتی داده در نظر ایشان آورد دو گروهی که بر زینت بهشت مبتلا شد باقیمانده بود نزول بلاهای گوناگون گشت چند احتراز گردید و برخی استقامت آورد و آنکه استقامت نموده اند در عاشقی صادق بودند پس خواجه خود را ازان گروه شمرده و استقامت خود را در نشانی بیان آورده قوله

ورنه در کس نرسیدیم در کوی تو بود	هم عفا الله صبا کز تو پیامی آورد

عفا الله بیامرز خدا صبا مرشد بیامرز حق تعالی مرشد را که از تو پیامی میرساند ورنه در کس نرسیدیم که از کوی تو بود بهر که رسیدیم از تو بیگانه یافتیم قوله

فتنه انگیز جهان غمزهٔ جادوی تو بود	عالم از شور و شر عشق خبر هیچ نداشت

شور و شر عشق تصدیعات و بلیات عشق فتنه انگیز جهان غمزهٔ جادوی تو بود که ظهور و خفای تو یا استغنا و عدم التفات تو یا مشاهدهٔ جمال تو عالمی را گرفتار عشق گردانید قوله

دام راهم شکن طرهٔ هندوی تو بود	من سرگشته هم از اهل سلامت بودم

شکن پیچ طرهٔ هندوی جذبهٔ عشق قوله

که گشادی که مرا بود زپهلوی تو بود	بکشا بند قبا تا بکشاید دل من

بکشا بند قبا عالم کثرات و حجاب که درمیان ما و تو هست رفع ساز تا بکشاید دل من عیشی و فرحتی بما روی دهد کشادی کشایشی معنی این بیت آنست که ای رهنمای گمگشتگان یعنی روح القدس عالم تا اعانتی از تو بما نشود کاری از ما بر نیاید هر کشایشی که بمن رسید بتوجه تو بود قصه قصیدهٔ بیدار قصه عاشقی و شب بیداری بستگی خواب عدم خواب کنایه از بیداری غمزهٔ جادو اخفای مشاهدهٔ ذاتی قوله

کز جهان میشد و در آرزوی روی تو بود	بوفای تو که بر تربت حافظ بگذر

باقسمیه تو یعنی خود تربت جسم که نفس مرده در و است میشد اشاره بحافظ معنی آنست که ترا سوگند وفای خود که آخر الامر بعاشقان خود مینمائی که حافظ در آرزوی روی تو ازین جهان رحلت می نماید غزل

دوش از جناب آصف پیک بشارت آمد	کز حضرت سلیمان عشرت اشارت آمد

دوش شب گذشته مراد عہد رسول آصف وزیر سلیمان عم اینجا کنایہ از حضرت محمد عم کہ وزیر حق است سلیمان محبوب حقیقی معنے آنست کہ از جناب رسول عم مقبول بشارتے بما رسیدہ کہ از حقتعالے اشارہ عشرت بما آمدہ کہ قال اللہ تعالی یا عبادی الذین اسرفوا علے انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ قولہ

خاک وجود خود را از آب دیدہ گل کن	ویران سرای دل را گاہ عمارت آمد

آب بادہ

خاک وجود خود را اے وجود خود را آب دیدہ گریہ کہ از آثار عشق است ویرانسرائے دل اضافۃ بیانیہ ہمان دل کہ از مدتے بسبب عدم حصول عشق بمنزلۂ سرائے ویران بود گاہ عمارت آمد وقت آن شد کہ از عشق آبادکنی قولہ

عیبم بپوش زنہار اے خرقۂ مے آلود	کان پاک دامن اینجا بہر زیارت آمد

عیبم بپوش زنہار البتہ در عیب پوشی ما کوش از خرقۂ مے آلود کنایہ از طریقۂ ملامتیہ نیز وجود بر معصیت پاکدامن اشارت بتجلی محبوب نیز معنے این بیت آنست کہ عیب من از خرقۂ مے آلود کہ وجود بر معصیت است اے جوارح وارکان واے زبان نکتہ دان عیب من بپوش و در افشاے اسرار مکوش کہ آن محبوب حقیقی بزیارتم آمد وابواب مشاہدات تجلیات بر من مکشوف شد مبادا حرکتے صادر شود کہ بحفظ مراتب در خور نبود وآن یار پاکدامن دانا و فرہمی بود ما بہ برار شود قولہ

آن شرح سنبلے نہایت کز حسن یار گفتند آن حقائق و معارف کہ عرفاء بہ بیان آوردہ اند حرفیست از ہزاران کاندر عبارت آمد از ہزاران حرفے بہ بیان آوردہ اند کہ علم انسان در ہر قسم کہ باشد در جنب علم الٰہی قلیل کہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا قولہ

دریاست مجلس شاہ دریاب وقت فرصت	ہان ای زیان رسیدہ وقت تجارت آمد

دریا باعتبار فیض رسانی شاہ کنایت از مرشد تجارت سوداگری قولہ

بر تخت جم کہ تاجش معراج آفتاب است	ہمت نگر کہ مورے با این حقارت آمد

جم اینجا سلیمان مراد حقتعالے تخت لفظ مرکب کنایہ از حقیقت محمدی تاج بلندی معراج آفتاب بلندی آفتاب و آفتاب اگرچہ در فلک چارم است اما تصرفش بر فلک تا من کہ کرسی است

مور انسان بموجب خلق الانسان ضعیفا جسارت دلیری معنے آنست اے حقیقت محمدی که مرتبه و بلندی او از همه خلق چون مرتبه و بلندی آفتاب است بر همه ستارگان همت انسان ضعیف را نگر که با این حقارت که دارد درپے حصول آن شد و حصول آن نموده قوله

از چشم شوخش ایدل ایمان خود نگهدار	کان جادوے کمانکش بر عزم غارت آمد

چشم شوخ عالم شهادت که دنیا است و تجلی آن محبوب کنایه از عشق ایمان زهد و پارسائی جادوے کمانکش دنیا عزم قصد قوله

آلودهٔ تو حافظ فیضے ز شاه دریاب	کان عنصر سماحت بهر طهارت آمد

دریاب حاصل کن عنصر سماحت تجلی محبوب طهارت پاک کردن غزل

دوش آگهی ز یار سفر کرده داد باد	من نیز دل بباد دهم هر چه باد باد

یار سفر کرده محمد صلعم باد کنایه از دارد دم شد قوله

در چین طرهٔ تو دل بے حفاظ من	هرگز نگفت مسکن مالوف یاد باد

چین طرهٔ تو سختیهاے عشق تو مسکن وجود مالوف الفت گرفته شده قوله

امروز قدر پند عزیزان شناختم	یارب روان ناصح ما از تو شاد باد

روان جان قوله

دل خوش شدم بیاد تو هر گه که در چمن	بند قباے غنچهٔ گل میکشاد باد

چمن مجلس غنچه بستگی اسرار میکشاد بیان میکرد باد مرشد قوله

طرف کلاه شاهیت آمد بخاطرم	آنجا که تاج بر سر نرگس نهاد باد

طرف کلاه گوشه اے قدر شاهی سلطنت قوله

از دست رفته بود وجود ضعیف من	صبحم ببوے وصل تو جان باز داد باد

از دست رفته بود نیست شده بود قوله

حافظ نهاد نیک تو کامت بر آورد	جانها فداے مردم نیکو نهاد باد

نهاد بکسر بنیاد رسم و بمعنے وضع کرد و تن ۱۲ امن براهیم شاهی غزل

در نهر هوا که چون برق اندر طلب نباشد	گر خرمنے بسوزد چندین عجب نباشد

هوا محبت یعنے در راہِ عشق چہ حقیقی چہ مجازی ہر دو یک اند در کارسازی اگر عاشق را در عشق چون
برق طلب نیست اگر خرمن ہستیش بسوزد و برباد رود عجب نیست قولہ

بر شاخسارِ عمرش برگِ طرب نباشد	مرغیکہ با غم دل شد الفتیش حاصل

مرغے یعنی سالک غم دل عشق الفتیش ضمیر بمرغے شاخسار لفظ سارا نبوہے برگ اسباب
طرب شادی قولہ

آتش کرا بسوزد گر بولہب نباشد	در کارخانۂ عشق از کفر ناگزیر است

الکفر ضد الایمان و نیز بمعنے فراپوشیدن و درینجا مقام آخر مراد است بولہب نام کافر یعنے درکارخانۂ
عشق از پوشیدنِ عشق و اسرار وے ناگزیر است کہ افشائے اسرار از ادب دور است واز
کتمانِ آن درونۂ عاشق مے افروزد و درختِ ہستی او را مے سوزد اگر نباشد آتش ظہور کجا کند و
کرا سوختۂ نار و سوز کند پس برائے اشتعال بولہبے باید بود و بہ سوختن تحمل باید نمود قولہ

اینجا نسب نگنجد وانجا حسب نباشد	در کیش جانفروشان فضل و شرف نگنجد

کیش مذہب جانفروشان عاشقان فضل و شرف نگنجد فضل و شرف را اعتبارے نیست اینجا
اشارت بمقام عشق و آنجا نیز اشارت بمقام عشق نسب نسبت آبا عن جد حسب شرافت کسبی
یعنے علم قولہ

خود را بزرگ دیدن شرطِ ادب نباشد	در محفلے کہ خورشید اندر شمار ذرہ است

در محفلے در مقامے مراد عشق خورشید محمدؐ اندر شمار ذرہ است لا ارید ان اکون ملکا نبیا بل
ارید ان اکون عبدا قولہ

جز بادۂ بہشتی ہیچش سبب نباشد	مے خور کہ عمر سرمد گر در جہان توان یافت

مے خور عشق حاصل نما عمر سرمد بقاء لا فنا بادۂ بہشتی محبت و عشق حقیقی قولہ

روزی بود کہ با آن پیوند شب نباشد	حافظ وصال جانان با چون تو تنگدستی

تنگدست مفلس روزے میسر آید کہ با آن روز اتصال شب نباشد یعنی روز حشر۔

غزل

ننوشت سلامے و کلامے نفرستاد	دیر است کہ دلدار پیامے نفرستاد

دیر است مدتیست دلدار محبوب حقیقی پیام و سلام و کلام و پیک آهو روش و کبک خرام وارد از واردات غیبی که ورود آن بر دلهای عارفان لاریبی میشود وایشان از آن زود هر مکانی بعروج می‌کشند واز بهر ابتلا وآزمایش باز نزول می‌افگند باید دانست که خواجه این غزل هنگام قبض فرموده واحوال خویش باین مقام بیان نموده معنی آنست که مدتی شد که قبض بمن مستولی شد و وارد از واردات ورود نکرد قوله

صد نامه فرستادم و آن شاه سواران ‖ پیکی نه دوانید و غلامی نه فرستاد

ای صد بار عجز و زاری و شکستگی و نگونساری نمودم آن شاه سواران پیکی ندوانید و غلامی نفرستاد قوله

سوی من وحشی صفتِ عقل رمیده ‖ آهو روشی کبک خرامی نفرستاد

ای سوی من وحشی صفت و از عقل رمیده الهامی از الهامات غیبی نفرستاد از واردات غیبی بخاطرم رو نداد قوله

دانست که خواهد شدنم مرغ دل از دست ‖ زان طرهٔ چون سلسله دامی نفرستاد

خواهد شدنم ضمیر مفعول بمعنی مرا طرهٔ چون سلسله جذبهٔ محبت قوله

فریاد که آن ساقی شکر لب سرمست ‖ دانست که مخمورم و جامی نفرستاد

ساقی شکر لب و سرمست اشارت بدلدار مخمورم رنجور عشقم جامی نفرستاد مدوا نکرد قوله

چندانکه زدم لاف کرامات و مقامات ‖ هیچم خبر از هیچ مقامی نفرستاد

زدم لاف کرامات و مقامات اظهار عشق و محبت نمودم مقام کنایه از سلام و کلام و پیام و مشاهده قوله

حافظ بادب باش که واخواست نباشد ‖ گر شاه پیامی بغلامی نفرستاد

واخواست باز خواست و طلب و تقاضا غزل

در نمازم خم ابروی تو یاد آمد ‖ حالتی رفت که محراب بفریاد آمد

در نماز در حالت پرستش که کنایه از زهد و پارسائی است خم ابرو مشاهدات تجلیات است و نیز خیال جمال باکمال چه ابروی مقوس از کمال جمال است یعنی در حالت زهد و پارسائی مشاهدهٔ تجلیات یا خیال جمال باکمال در مخیلهٔ دل ما در آمد و از آن سوزش عشق دامنگیر شد و حالتی رو یداد که نظر از محراب برخاست و التفات بمحراب که لازمهٔ زهد است نماند قوله

باده صافی شد و مرغان چمن مست شدند	موسم عاشقی و کار به بنیاد آمد

بادہ صافی شد کنایہ از حصول محبت خالص ناسوا مرغان چمن حواس خمس موسم عاشقی و کار به بنیاد آمد موسم عاشقی بہارے کامل پیدا کرد و کار عاشقی باستحکام رسید قوله

بوے بهبود ز اوضاع جهان میشنوم	شادی آورد گل و باد صبا شاد آمد

اوضاع جمع وضع یعنے بوے بہبود از وضع جہان مرا آید چراکہ گل تجلی شگفت و شادی ہمراہ آورد و باد صبا فیض بشادی بوزید قوله

اے عروس هنر از دهر شکایت منما	حجله حسن بیارا کے که داماد آمد

عروس هنر سالک که عروس وار در حجلۂ مسالک ست حجلہ حسن مراد وجود یا دل بیارا اے خس و خاشاک بشریت بروب معنی آنست که اے سالک تو از بخت شکایت مکن و ہمگی ہمت خود مصروف طلب او کن و خویش را بتوجہ غیر میالا و ہموارہ قلب خود را بتصفیۂ حجلہ بیارا کہ او خود طالب است درویش وار و ترا از تو نیز دلکیست قوله

دلفریبان نباتی همه زیور بستند	دلبر ماست که با حسن خداداد آمد

نبات مصری و ستنی دلفریبان نباتی معشوقان مجازی همه زیور بستند محتاج زیوراند حسن خداداد حسن ازلی قوله

زیر بارند درختان که تعلق دارند	اے خوشا سرو که از بار غم آزاد آمد

بار غم کنایه از غم خزان قوله

مطرب از گفتهٔ حافظ غزلے نغز بخوان	تا بگویند که ز عهد طربم یاد آمد

بگویم نسخه

از گفتهٔ حافظ از اشعار حافظ تا بگوید که ز عهد طربم یاد آمد از برائے آنکه خلق را از طرف ما خبر دهد که از عهد طرب که وقت خوردن مے است و آن کنایه از عشق است یاد آمدی در اہل جوش زد و این سخنہا گفته شد غزل

دل شوق لبت مدام دارد	یارب ز لبت چه کام دارد

مدام همیشه یارب کلمۂ تعجب است قوله

جان شربت مهر و بادهٔ شوق	در ساغر دل مدام دارد

مهر محبت ساغر دل اضافه بیانیه مدام همیشه قوله

خرم دل آن کسیکه صحبت	با یار علی الدوام دارد

علی الدوام همیشه قوله

شوریدهٔ زلف یار دائم	در دام بلا مقام دارد

شوریده پریشان یعنی عاشق دام بلا اضافه بیانیه قوله

تا صید کند دلے بشوخی	برگل ز بنفشه دام دارد

تا صید کند از برای آنکه صید کند برگل ز بنفشه دام دارد برگل ذات ز بنفشه صفات دام گسترده قوله

آخر رسدم که باز پرسم	کان دلبر ما چه نام دارد

رسدم می باید مرا باز پرسم جستجو نمایم قوله

با یار کجا نشیند آن کو	اندیشهٔ خاص و عام دارد

کے بایار واصل گردد که باندیشهٔ خاص و عام یعنی در خیال ما و تو گرفتار است قوله

حافظ چو دمے خوش ست مجلس	اسباب طرب مدام دارد

اے حافظ چون مجلس عاشقان بهم رسیده پس مے بنوش بے می مجلس لا ینفع غزل

دست از طلب ندارم تا کام من برآید	یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید

طلب جستجو دست داشتن باز ماندن کام مقصود و معنے مصرع آینده اینست در جستجو دو چیز است یا بمقصود رسم یا بمیرم تا از این شدائد رهائی یابم درد وا افسوس قوله

جان بر لبست و حسرت در دل که از لبانش	نگرفته هیچ کامے جان از بدن برآید

از لب کام گرفتن بوسه او گرفتن جان از بدن برآید بمیرم قوله

از حسرت دهانت جانم به تنگ آمد	خود کام تنگدستان کی زان دهن برآید

دهان مراد وحدت جانم به تنگ آمد هیچ نوع مفهوم نمیشود تنگدستان مفلسان کے زان دهن برآید که این مقام عارفان کامل است قوله

برخیز تا چمن را از قامت قیامت	هم سرو در برآید هم نارون برآید

چمن کنایه از دل قامت کنایت از جوش چیست قامت فی المثل یعنی وجود نه مے کند

۹ ابیات مضارع اخرب مکفوف محذوف ۱۲

ومیانت

اشیا بران قامت معدود قیامت صفت قامت است هم سرو در بر آید هم نارون بر آید سرو و نارون زیبایش چمن است یعنی چمن دل ما زیب گیرد قوله

بنمای رخ که خلقی واله شوند و حیران	بگشای لب که فریاد از مرد و زن بر آید

رخ وجه اسداے جمال خود بگشای لب بسخن در آ که فریاد از مرد و زن بر آید خروش از عشاق تو گردد قوله

بر بوی آنکه در باغ یابد گلی چو رویت	آید نسیم و هر دم گرد چمن بر آید

بر بوی آنکه بتوقع آنکه باغ دل دنیا گل تجلی محبوب روی ذات آید نسیم و هر دم گرد چمن بر آید نسیم انفاس هر دم که بر گرد چمن دل سیر آن مے نماید قوله

هر یک شکن ز زلفش پنجاه شست دارد	چون این دل شکسته با آن شکن بر آید

شکن پیچ و اینجا روز و شب مراد کنایه تغیر و تبدل سر زلف مراد دنیا باعتبار ظلمت و سواد شست بمعنی دام اینجا کنایه از حوادث و آفات عالم سر معنی آنست که هر روز و شبی هر تغیری و تبدلی پنجاه حادثه دارد که هر یکی سد راه گمار د یعنی دنیا که کثیر الحوادثات و الآفاقست سالک غریب تنها پنجاه حادثه و آفات را دران بچه وجه نجاتست ای هر روز و هر شبی چون بر سالک پنجاه حادثه و آفات در آید این سالک تنها چه طور با آن آفات بر آید و اگر زلف کنایه از جذبه عشق یعنی هر پیچ و تاب جذبه عشق که بسالک رو نماید پنجاه دام دارد این دل رمیده چه طور از ان سر بر آرد و از ان بر آمده راه مقصد گیرد غزل

داد گرا ترا فلک جرعه کش پیاله بادا	دشمن دل سیاه تو غرقه بخون چو لاله بادا

جرعه کش محتاج و ملتجی قوله

ذروه کاخ رفعتت است ز فر ارتفاع	راهروان وهم را راه هزار ساله بادا

ذروه بلندی کاخ کشک فر زیبائی و شکوه راهروان وهم اضافه بیانیه قوله

چون بنوای قامتت سرو شود ترانه ساز	حاسدت از سماع آن همدم آه و ناله بادا

نوا آواز مراد سرود ترانه ساز سرود گوینده سماع شنیدن قوله

نه طبق سپهر آن قرصه سیم و زر که هست	از لب خوان حشمتت سهلترین نواله بادا

قرصه سیم و زر ماه و مهر لب کناره سهلترین کمترین قوله

زلف سیاه بر جبیت چشم و چراغ عالمست　　جان ز نسیم دولت در شکن کلاله اد

بر جبیم موی بن ماده گاو کوهی شکن پیچ کلاله قسم زلف قوله

حافظ تو درین غزل حجت بندگی نوشتت　　لطف عبید پرورت شاهد این قباله باد

عبید پرور بنده پرور قباله خط غزل

رسید مژده که ایام غم نخواهد ماند　　چنان نماند چنین نیز هم نخواهد ماند

چنان اشارت بایام وصل چنین اشارت بایام هجر قوله

غنیمتی شمر ای شمع وصل پروانه　　که این معامله تا صبحدم نخواهد ماند

شمع اصحاب دول پروانه خدم و حشم این معامله کارفرمائی یعنی ای اهل دولت رجوع دولت غنیمت شمرده بشکر آن درآئید و حقوق حشم و متعلقان را رعایت نمائید واز آزار زیردستان باز آئید واز دولت و حشمت مغرور نباید شدن که اسرع الزوال مثمر گوناگون وبال که کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته و نیز شمع مرشد و سالک پروانه مسترشدان و حواس خمس اعضا یعنی ای سالک فرصت را غنیمت شمار تا آنکه اختیار در دست است کاری کن که شایسته درگاه باشد که شکر و سلامتی اعضا و حواس بر همگنان لازم و نیز ای مرشد هنگام ارشاد خود را غنیمت شمار و در تربیت مسترشدان بکوش که اهمال موجب خلال و سرمایه حیرت و وبال قوله

من ارچه در نظر یار خاکسار شدم　　رقیب نیز چنین محترم نخواهد ماند

خاکسار خوار بقدر رقیب کنایه نفس و شیطان و جوارح محترم عزیز قوله

سروش عالم غیبم بشارتی خوش داد　　که بر در کرمش کس دژم نخواهد ماند

سروش فرشته دژم غمگین و مخمور و تباه قوله

چو پرده دار بشمشیر میزند همه را　　کسی مقیم حریم حرم نخواهد ماند

پرده دار شیطان که حاجب در خلوتسرای وحدت است حریم حرم مقام وصل قوله

چه جای شکر و شکایت ز نقش نیک و بد است　　که کس همیشه گرفتار غم نخواهد ماند

نقش نیک و بد اضافه بیانیه همین نیک و بد که بر صفحه هستی رقم نخواهد ماند چون زندگی

بعض نسخ در این بیت [illegible]

جاوید نیست و آخر الامر فنا است جاے شکایت نیست قوله

سرود مجلس جمشید گفته اند این بود
که جام باده بیاور که جم نخواهد ماند

جمشید نام بادشاہ ایران جم زمانه جمشید مژده خوشخبری مخزن ج جاے خزینه قوله

برین رواق زبرجد نوشته اند بزر
که جز نکوئی اہل کرم نخواهد ماند

رواق بکسر پیشگاه خانه زبرجد زمرد رواق زبرجد آسمان که جز نکوئی اہل کرم نخواهد ماند
که ذکر خیر کریمان تا قیامت هست قوله

ز مهربانی جانان طمع مبر حافظ
که نقش مهر و نشان ستم نخواهد ماند

اشاره به لا تقنطوا من رحمة الله جور و ستم گردش فلکی که از محبوب دور افگنده غزل

رو بر رهش نهادم و بر من گذر نکرد
صد لطف چشم داشتم و یکنظر نکرد

چشم امید قوله

ماهی و مرغ دوش نخفت از فغان من
آن شوخ دیده که سر از خواب بر نکرد

آن شوخ دیده کنایه از محبوب سر از خواب بر نکرد سر از خواب بر نداشت قوله

سیل سرشک ما ز دلش کین بدر نبرد
در سنگ خارا قطرهٔ باران اثر نکرد

سیل سرشک کنایه از گریه و زاری سنگ خارا اشارت بدل محبوب باران کنایه از گریه کلک
نے که ازان قلم سازند غزل

راهی بزن که آهی بر ساز او توان زد
شعری بخوان که با او رطل گران توان زد

راه سرود مرا سخنان عشق راهی بزن سخنان عشق گو رطل جام نیم من قوله

بر آستان جانان گر سر توان نهادن
گلبانگ سربلندی بر آسمان توان زد

گر سر توان نهادن اگر سر نهادن میسر شود گلبانگ آواز شادی و خوشی قوله

قد خمیدهٔ ما سهلت نماید اما
بر چشم دشمنان تیر از کمان توان زد

خمیده کج سهلت نماید قدرے و قرے ندارد قوله

درخانقه نگنجد اسرار عشق و مستی
جام مے مغانه هم با مغان توان زد

سخنان عاشقانه و اسرار حقایق با عاشقان بیان توان کرد کلموا الناس علے قدر عقولهم

از شرم درحجابم ساقی تلطفے کن	باید کہ بوسۂ چند برآن دہان توان زد

از شرم یعنے از شرم بیحیائگی درحجابم محجوبم و دم از وصل نتوانم زد ساقی تلطفے کن بجامِ عشق اعانت نمایا بمایۂ عشق بوسۂ چند برآن دہان توان زد بوصل توانم رسید چہ بوسۂ وصل معلوم۔ قولہ

بر جویبار چشمم گر سایہ افگند دوست	برخاک رہگذارش آبِ روان توان زد

جویبار چشم یعنے کہ از گریہ بمنزلۂ جویبار است برخاک رہگذارش آب روان توان زد برای آنکہ تا گرد راہ بدامنِ او نرسد فالی بزن بگو انشاءاللہ بمراد خواہم چراکہ حال نکو در قفاے فالِ نکوست برگ ساختگی قولہ

درویش را نباشد منزل سرای سلطان	مائیم و کہنہ دلقے کاتش دران توان زد

کاتش دران توان زد لائق سوختن باشد قولہ

اہلِ نظر دو عالم در یک نظر ببازند	عشقست و داد اول برنقدِ جان توان زد

اہلِ نظر عشاق داد نوبت باختن قمار وغیرہ معنے بیت آنست عشاق دین و دنیا را دریک نظر ببازند از آنکہ ایشان را مقام عشق است کہ از جمیع مقامات بالا است و در عشقبازی داد اول برنقد جان توان زد چہ دین و دنیا قولہ

عشق و شباب و رندی مجموعۂ مراد است	ساقی بیا کہ جامے درین زمان توان زد

شباب بفتح پردہ سرود و جوانی رندی نزد اہل تصوف مقطع نظر از انواع اعمال در طاعت و از رسوم خلایق و عالم بیباکی ست رندی اینجا عالم بیباکی است ❊ در طریقت چستی و چالاکی است ❊ وانکہ رندی ساز داورا ارجمند ❊ رسم و عادا آتش فساز دپاے بند ❊ رند عالم سوز کے باشد بذات ❊ پاے بند رشتۂ صوم و صلوٰۃ ❊ گاہ جانش سوے کعبہ کردہ سیر ❊ گاہ عازم گشتہ بر اقصاے دیر کعبہ و میخانہ اورا بیشکے ❊ در رہِ رندی ہمیگردد یکے ❊ آنکہ درکعبہ منا جاتش بود ❊ پیش از آن اندر خراباتش بود ❊ ظاہر و باطن خلا و در ملا ❊ رند باشد غرقۂ نورِ خدا ❊ جانش از رندی بود احد شاہد است لعنت و رحمت بنزدش واحد است ❊ نہ ز رحمت خاطر اورا سرور ❊ نہ ز لعنت در کمالِ او قصور ❊ پیش او یکسان بود حلوا و زہر ❊ خواہ لطف از دوست بیند خواہ قہر ❊ ہرچہ محبوبش بدست خود دہد ❊ گیرد و بر ہر دو چشمِ خود نہد ❊ قولہ

گر دولتِ وصالش خواهد درے گشودن	سرہا برین تخیل بر آستان توان زد

اگر دولتِ وصال او روزنے روے دہد تخیل خیال بستن قوله

شد رہزن سلامت زلفِ تو وین عجب نیست	گر راہزن تو باشی صد کاروان توان زد

سلامت عافیت زلف جذبۂ عشق صد کاروان توان زد یعنی یک عافیت چہ صد کاروان توان زد قوله

حافظ بحق قرآن کز زرق و شید باز آ	باشد کہ گوی عیشے با مخلصان توان زد

بحق سوگند زرق و شید مکر و فریب یا روے ریا باشد کہ گوے عیشے با مخلصان توان زد یعنی در زمرۂ مخلصان درآئی غزل

روز وصلِ دوستداران یاد باد	یاد باد آن روزگاران یاد باد

درین غزل خطاب بمحمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و نیز بدوستان قوله

کامم از تلخی غم چون زہر گشت	بانگ نوش بادہ خواران یاد باد

نوش شیرین نوشیدن زان[1] سر زلف و رخ گلفام او + سر زلف عشق رخ گلفام یعنی ازان عشق و محبت و مشاہدہ کہ در ازل داشتم از گلعذاران یاد باد گلعذاران مراد معشوق و نیز عاشقان کہ از شادی وصل رخ شان چون گل افروختہ و در بعضے نسخہ ای گلعذاران دیدہ شدہ رود جوے زندہ رود نام جوئیست در سپاہان و برکنارا و باغیست باغ کاران نام قوله

گرچہ یاران فارغند از یادِ من	از من ایشانرا ہزاران یاد باد

فارغ خالی و پرداختہ نیک[2] بسیار قوله

من کہ تدبیر غمِ بیچارہ ام	چارۂ آن غمگساران یاد باد

غمگسار لفظ گسار بضم خورندہ و غمگساران عاشقان قوله

راز حافظ بعد ازین ناگفتہ بہ	اے دریغ اے رازداران یاد باد

اے رازداران خطاب بہم طریقان و ہم صحبتان غزل

رسید مژدہ کہ آمد بہار و سبزہ دمید	وظیفہ گر برسد مصرفش گلست و نبید

بہار ہنگام مشاہدات سبزہ دمید چمن سرسبز شد وظیفہ مراد انفاس مصرف جاے خرچ

[1] این ہر دو بیت در نسخ موجودہ نیست ۱۲
[2] و اصرار علم این لفظ در کلام متقدمین بودہ باشد ۱۲

نبید شراب نبید در اصل بذال است تبدیل آن بدال نموده و فرق درمیان دال و ذال آنست که اگر
پیش ازو حرف صحیح ساکن بود مهمله خوانند چون بند و پند و خواند و غیره و اگر حرف صحیح متحرک
یا حرف علت ساکن یا متحرک بود معجمه خوانند مثال صحیح متحرک چون گنبذ گذشت و گذر دو گاف گذشت و گذر حرف
صحیح متحرک است که پیش از ذال واقعست و مثال حرف علت ساکن چون اُستاد و اُستاذ و نبید و نبیذ
و مثال حرف علت متحرک چون بر دوزید و بعضی گفته ✿ در کلام فارسی فرقی میان دال و ذال ✤
بشنو دا سپ فصاحت را برین منوال ران ✤ هر کجا ماقبل او ساکن بحرف علتی است ✤ همچو باد و بود
و بید و دید آنرا دال خوان لیکن صحیح آنست که هر دو باید خواند اُستاد و اُستاذ قوله

صفیر مرغ برآمد بطِ شراب کجاست ‖ فغان فتاد به بلبل نقاب گل که درید

صفیر آواز مرغ کنایه از بلبل بط شراب صراحی شراب بصورت بط نقاب گل که درید درین عبارت تعقید ست که نقاب
گل درید ایام بهار رسید گل شگفته گردید قوله ز روی ساقی مهوش گلی بچین امروز مشاهد محبوب حقیقی حاصل نما که گرد
عارض بستان خط بنفشه دمید این محبوبان مجازی مانند خط بر رو آن مرآت ازینجاست که المجاز قنطرة الحقیقة
عارض بستان که بمنزلهٔ بستان ست این تعینات را بمنزلهٔ خط بر رخسارهٔ ذات برآورده جمالی دیگر نموده قوله

مکن ز غصه شکایت که در طریق ادب ‖ براحتی نرسد آنکه زحمتی نکشید

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا قوله

خدای را مددی ای دلیلِ راهِ حرم ‖ که نیست بادیهٔ عشق را کرانه پدید

خدای را بواسطهٔ خدا دلیل رهبر راهِ حرم راه عشق کرانه کناره یعنی انتها قوله

من این مرقع رنگین چو گل بخواهم سوخت ‖ که پیر باده فروشش بجرعهٔ نخرید

مرقع گدڑی و مراد از مرقع رنگین اعمال ریائی و وجود موهوم پیر باده فروشش ضمیر شین
بر مرقع و پیر باده فروش مرشد قوله

بکوی عشق منه بی دلیل راه قدم ‖ گم شد آن که درین ره برهبری نرسید

من لا شیخ له فشیخه ابلیس دلیل راهبر قوله

عجائب ره عشق ای رفیق بسیارست ‖ ز پیش آهوی این دشت شیر نر برمید

آهوی این دشت عاشق که آهوی عشق است قوله

زمیوه های بهشتی چه ذوق دریابد	کسیکه سیب زنخدان شاهدی نگزید

میوه های بهشتی عارفان و محبوبان چه ذوق دریابد اسرار و کمالات ایشان چه دریابد کسیکه سیب زنخدان شاهدے نگزید کسے که معشوقے بدست نیاورده و عشقے حاصل نکرد قوله

چنان کرشمهٔ ساقی دلم زدست ببرد	که باکسے دگرم نیست برگ گفت و شنید

چنان بنوعے کرشمهٔ ساقی مشاهدهٔ محبوب برگ طاقت قوله زروزگار شکایت چرا کند درویش مرادا زدرویش درین بیت خطاب بدل بوجود جفا کنایه از استغنا وعدم التفات زروزگار که دیدار روزگار هیچکس ندید پس باید که ما شکایت کنم نه تو قوله گل بچید زبستان آرزو دل من حصول تمنا نمود مگر نسیم مروت درین چمن نوزید معدوم شد وفا و مروت تا فت قوله

شراب نوش کن و جام زر بصوفی ده	که پادشه زکرم جرم صوفیان بخشید

جام زر صفائی دل یا خیال عشق یا قطره که جام طلبید صوفی کنایه از خود پادشه حق تعالی جرم صوفیان بخشید لایواخذ العشاق بما یقولون ویفعلون قوله

بهار میگذرد مهر گسترا دریاب	که رفت موسم و حافظ هنوز می نچشید

بهار ایام جوانی دادگسترا خطاب بر شعور یا ب توجه بحال کن رفت موسم موسم کنایه از جوانی ورفت باعتبار قریب بوقوع هنوز مے نچشید حصول عشق نمود غزل

روشنی طلعت تو ماه ندارد	پیش تو گل رونق گیاه ندارد

طلعت دیدار وروے قوله

گوشهٔ ابروی تست منظر چشم	خوشتر ازین گوشه پادشاه ندارد

گوشهٔ ابرو تو خیال ابروے تو که مشاهدات تجلیات است ازین گوشه اشارت بگوشهٔ ابرو قوله

دیده ام آن چشم سیهٔ دل که تو داری	جانب هیچ آشنا نگاه ندارد

آن چشم اشارت بذات و سیه باعتبار استغنا و عدم التفات جانب هیچ آشنا نگاه ندارد هیچ آشنا مدارا نمے کند قوله

جانب دلها نگاه دار که سلطان	ملک نگیرد اگر سپاه ندارد

یعنے دلهاے عاشقان بدست آر که سلطان با وجود کوس سلطنت مے نوازد اما چون سپاه ندارد ملک گیری چکند و این نظر بشوکت و حشمت ظاهری نموده میگوید یعنی چنانچه غرور و شان و شوکت سلطان

روشنے

بیان این مصرع در نسخ یافته نشد

در کثرت سپاه است همچنین شان محبوبان در کثرت عاشقان است و یا برای ترغیب تفقد احوال وگرنه وے ازینها منزه است قوله

ہیچ شہے چون شما این سپاه ندارد	اے شہِ خوبان بعاشقان نظری کن

ہیچ شہے چون شما این سپاه ندارد یعنی چون شما بادشاہے کہ ما داریم ہیچ سپاه را میسر نیست حیف است کہ ما چنین پریشان باشیم و تو متوجہ بما نباشی قوله

شادی شیخے کہ خانقاه ندارد	رطل گرانم دہ اے مرید خرابات

رطل گرانم یعنی جام مالا مال عشق بمن عطا نما ای مرید خرابات اشارہ بہ پیر چہ وے عاشق ست و مرید خرابات جز عاشق نتواند شد شادی شیخے بشادی شیخے ہمچو ما یا آنکہ شادی باد ہر شیخے را کہ خانقاه ندارد اظہار لاف وکرامات نکند قوله

طاقت فریاد دادخواه ندارد	خون خور و خامش نشین کہ آن دل نازک

خون خور رنج در کش و این خطاب است از جانب مرشد و یا از خود بخود خامش نشین دم بچون وچرا مزن خاطر نازک خاطر محبوب کہ نازک ست طاقت ای طاقت شنیدن دادخواه عاشق قوله۔

نے من تنہا کشم تطاول زلفت ؛ تطاول دست درازی تطاول زلفش تصدیعات وبلیات عشق او کیست بدل داغ آن سیاه ندارد ؛ داغ اشارہ بسوختگی آن سیاه اشارت بزلف موافق مضمون اے کس نیست کہ افتادہ آن زلفِ دوتا نیست ؛

قوله

آئینہ دانی کہ تاب آه ندارد	تا چکند با رُخ تو دودِ دلِ من

تا چکند الحال باید دید کہ چہ کند آئینہ اشارہ برُخ آه اشارت بدود دل قوله

چشمِ دریده ادبِ نگاه ندارد	شوخیِ نرگس نگر کہ پیش تو بشگفت

نرگس عاشق کہ پیش تو بشگفت اظہار خود نمود پس مواخذه نما و عیب مکن چشم دریده بیحیا کنایہ از عاشق ادب نگاه ندارد چہ ادب از نقاضائے حیاست و او از حیا بیگانہ قوله

کافرِ عشق اے صنم گناه ندارد	حافظ اگر سجده نکرد مکن عیب

گر سجده نکرد اگر بعجز کہ لازمۂ عشق است نکرد این تدارک آن ہیبت ہمت کہ تا چہ کند کافر عشق

عاشق که در عشق محو شده غزل

زد هجران و شب فرقت یار آخر شد ‌ ‌ ‌ زدم این فال و گذشت اختر و کار آخر شد

زدم اینفال این سخن که مضمون مصرع اول بود بجاے تفاول گرفتم گذشت اختر ستارهٔ نحس که ثمره اش جدائی بود رفت کار آخر شد هجر بپایان رسید قوله

آن همه ناز و تنعم که خزان مے فرمود ‌ ‌ ‌ عاقبت در قدم باد بهار آخر شد

ناز و تنعم غرور و غلبه خزان ایام هجر قدم[1] بفتح معروف و بضم باز آمدن از سفر. قوله. اگر آن بستگی کار من از زلف تو بود اگرچه بسبب عشق تو گرفتار شدائد و بلیات شده بودم حل این عقده هم از روے نگار آخر شد آخر الامر از مشاهده رویتو رفع آن غم شد قوله

شکر ایزد که باقبال کله گوشهٔ گل ‌ ‌ ‌ نخوت باد دی و شوکت خار آخر شد

خار غم اندوه در سایهٔ گل بقوت عشق دولت تیزی میزد اظهار تکبر و فخر خود میکرد گل چو برباد شد گل عشق خود شگفته گردید بکمال رسید بخت دل فروز دل فروز صفت بخت ساقی بخت دل افروز اضافه بیانیه همان بخت بیمار بکسر غمخوارگی کله گوشه غرور قدر نخوت خودبینی دی ماه خزان کنایه از ایام هجران قوله

صبح امید که بد معتکف پردهٔ غیب ‌ ‌ ‌ گو برون آی که کار شب تار آخر شد

شب تار ایام هجران قوله

آن پریشانی شبهاے دراز و غم دل ‌ ‌ ‌ همه در سایهٔ گیسوے نگار آخر شد

گیسو طلب و راه معشوق میکده مقام مرشد با دف و چنگ بی حجاب بی محابا - که مرا توبه و شیخی و قرار آخر شد توبه و شیخی و قرار که لازمهٔ خود نیست قوله

باورم نیست ز بد عهدی ایام هنوز ‌ ‌ ‌ قصهٔ غصه که در دولت یار آخر شد

از بد عهدی زمانه هنوز باورم نمے آید که ایام هجران آخر شد مبادا که باز بهجران مبتلا سازد قوله

ساقیا عمر دراز و قدحت پر مے باد ‌ ‌ ‌ که بسعی تو ام اندوه خمار آخر شد

خمار اندوه و غم عشق قوله

در شمار ارچه نیاورد کسے حافظ را ‌ ‌ ‌ شکر کان محنت بیحد و شمار آخر شد

در شمار ارچه نیاورد نظر به بی سر و سامانی قصهٔ بیحد و شمار اعراض و انکار بیسر و سامانی و پریشانی غزل

[1] قدوم بضم قاف و دال بمعنی باز آمدن از سفر ۱۲ [2] این ابیات در نسخ موجوده یافته نشد ۱۲ [3] این بیت در نسخ موجوده نیست ۱۲ قصه لشه

زاہد خلوت نشین دوش بمیخانہ شد	از سر پیمان گذشت بر سر پیمانہ شد

میخانہ عالم عشق معنے آنست کہ آن زاہد ظاہر پرست از ظاہر پرستی باز آمد و در راہ عشق در آمدہ و عہدے کہ با صحاب ظواہر بستہ بود شکست بہ پیمانہ شراب کہ عبارت از عشق است مشغول گردید قولہ

شاہد و شمع و شراب آمدہ بود دوش بخواب	بازبہ پیرانہ سر عاشق و دیوانہ شد
مغبچہ میگذشت راہزن دین و دل	در پے آن آشنا از ہمہ بیگانہ شد

مغبچہ تجلی غیر از تجلی ذات و نیز مرشد یعنی تجلی از تجلیات و مشاہدہ از مشاہدات گرد اگرد زاہد میگشت و در نمود اربخشش مے نشست چون زاہد او را آشنائے خود یافت دلش بدو شتافت و از ہمہ بیگانہ شد و بدو یگانہ قولہ

آتش رخسار گل خرمن بلبل بسوخت	چہرۂ خندان شمع آفت پروانہ شد

آتش رخسار گل روشنی تجلی آن محبوب خرمن بلبل وجود عاشق چہرۂ خندان شمع روشنی تجلی آن محبوب آفت پروانہ ہلاکی عاشق معنے آنست کہ بلبل و پروانہ میخواست کہ بخیال کارے دگر باشد و ترک محبت گوید و از محبوب صبر کند ہیچ وجہ میسر نشد ہ دل کہ عاشق صابر بود مگر شکست یعنے مدتے پای صبر و قناعت در دامن تسلیم بتکلف گرد آورد و از ہمہ خلق روی بر تافت و بگوشۂ نامرادی بنشست آخر الامر بمجرد دیدن روے معشوق آن ہمہ زہد و عزلت برباد شد ۔ قولہ

گریۂ شام و سحر شکر کہ ضائع نرفت	قطرۂ باران ما گوہر یکدانہ شد

ضائع نرفت اے مؤثر شد قطرۂ باران اشارت بگریہ گوہر یکدانہ شد دُرّ بیبہاے موجب عز و شرف قولہ

نرگس ساقی بخواند آیت افسونگری	حلقۂ اوراد ما مجلس افسانہ شد

نرگس چشم مراد مشاہدۂ ساقی محبوب و مرشد یعنی مشاہدۂ محبوب آیۂ افسونگری خواند و ما را از مجلس طریقہ باز رہاند و بمرتبہ رساند کہ حلقۂ اوراد ما مجلس افسانہ شد یعنی کار ما از اوراد خواندن گذشت و بمرتبۂ بالا کہ عشق است و مشاہدۂ محبوب متمکن گردید قولہ

صوفی مجلس کہ دی جام و قدح می شکست	دوش بیک جرعۂ می عاقل و فرزانہ شد

می عشق عاقل و فرزانہ شد کمال عقل آنست کہ از فانی بہ باقی گراید و از ادنے با اعلے ۔ غزل

زہے خجستہ زمانے کہ یار باز آید	بکام غمزدگان غمگسار باز آید

زہے بمعنے تحسین و آفرین زمان ساعت و وقت غمزدگان عاشقان غمگسار معشوق خیال چیزے کہ در خواب منمود شود و یا در دل آید شاہ خیال اضافۂ بیانیہ ابلق چشم اضافہ بیانیہ و معنی این مصرع آنکہ چشم در راہ خیال محبوب وقف کردہ ام شہسوار محبوب در انتظار خدنگش ہمیشہ در دل من خدنگ جنسے از تیر چوبین مراد تجلی قہاری کہ موجب فنای عاشق ست مقیم مدام اگر نہ در خم چوگان رود سر من یعنے اگر این سر در عشق او فدا نگردد با سر زلفین او قرارے کرد در جذبۂ محبت و عشق او گرفتار شد قرار باز آید آرام شود سر شک من نہ زند موج بر کنار چو بحر چنین گریہ و زاری و نماید اگر میان و یم در کنار باز آید با محبوب خود ہم آغوش شوم بلبلان عاشقان خار مراد رقیب و نفس و شیطان و شدائد و بلیات ببوے آن بدان واسطہ و باَن اُمید نوبہار باز آید مشاہدات و نماید نقشبند قضا حق تعالے کہ ہمچو سرو بدستم نگار باز آید کہ نگار کہ مانند سرو است بدستم باز آید غزل

ز دل برآمدم و کار بر نمے آید	ز خود بدر شدم و یار در نمے آید

ز دل برآمدم از دل برآمدم یعنی ترک دل نمودم ای اضطراب بکمال رسید ز خود بدر شدم از خود گذشتم قولہ

درین خیال بسر شد دریغ عمر عزیز	بلاے زلف درازت بسر نمے آید

درین خیال اشارہ بحصول وصال بسر شد آخر شد بلای زلف درازت تصدیعات و بلیات عشق و نیز راہ عشق بسر نمے آید منقطع نمیشود قولہ

ہمیشہ تیر سحرگاہ من خطا نشدی	کنون چہ شد کہ یکے کارگر نمے آید

تیر سحرگاہ آہ سحری و دعای سحری خطا نشدی رد نمے شد کنون چہ شد الحال چہ حال است کہ یکے کارگر نمے آید یکے بدرجۂ اجابت نمیرسد قولہ

نظر بروے دل آراے یار ما ورنہ	بہیچ وجہ دگر کار بر نمے آید

یعنی ما عاشقانیم بہیچ وجہ من الوجوہ کار و گر کہ زہد و پارسائی و طاعت و عبادت از ما بر نمے آید الا نظر بروے محبوب کہ کار عاشق ہمین استغراق بجمال محبوب است قولہ

چنان بحسرت خاک در تو میمیرم	کہ آب زندگیم در نظر نمے آید

سیاہست

کمرش

آب زندگی اضافت بیانیہ وحصول مقصود قولہ

که کارعشق زما اینقدر نمے آید	فداے دوست نکردیم عمر ومال دریغ

فداے تصدق این قدر اشارہ بفدای جان ومال کہ اول قدم است در عشق قولہ

درخت کام ومرادم ببر نمے آید	قد بلند ترا تا ببر نمے گیرم

ای تا عشق ترا بحد کمال نمیر سانم بمقصد خود نمے رسم قولہ

وزان غریب بلاکش خبر نمے آید	مقیم زلف تو شد دل کہ خوش سواد دید

مقیم زلف تو شد گرفتار جذبۂ عشق ویا گرفتار علائق دنیوی شد سواد شہر عظیم مراد مکان وزان غریب بلاکش اشارہ بدل

زشصت صدق کشادم ہزار تیر دعا	وزان میانہ یکے کارگر نمے آید

قولہ

زشصت صدق از روے صدق کشادم ران کردم وزانمیانہ اشارہ بہزار دعا کارگری آید بعرض قبول نمی آید قولہ

کنون زحلقۂ زلفت بدر نمے آید	زبسکہ شد دل حافظ رمیدہ از ہمہ کس

رمیدہ متنفر شدہ حلقہ زلف لذات دنیوی وجذبۂ عشق غزل

کہ عشق روے گل باما چہا کرد	سحر بلبل حکایت با صبا کرد

بلبل سالک صبا مرشد گل محبوب حقیقی معنے آنست کہ درہنگام سحر سالکے بمرشد کامل از روی استمالت شکایت درد دلارام خود گفت کہ عشق روے آن محبوب باما چہ کرد وچہ شعبدہ پیش آورد بیان آن میکند قولہ

وزان گلشن بخارم مبتلا کرد	ازان رنگین رخم خون در دل انداخت

اول بمشاہدۂ رخ رنگین خود خون در دل ما انداخت یعنی گرفتار عشق خود ساخت کہ عاشق را دل بسیار خون باشد وازان گلشن قرب کہ مطالب فراوان وحظوظ بیکران دارد بخار ہجران وحوادث در ابتلا درآورد وچون از توجہ مرشدان رنج ومحنت یکسو شد ومطلوب رسید میگوید قولہ

کہ کار خیر بے روے وریا کرد	غلام ہمت آن نازنینم

ہمت توجہ نازنین کنایہ از مرشد کار خیر بے روی وریا کرد عنداللہ ما را بمطلوب رسانید قولہ

کہ درد شب نشینان را دوا کرد	خوشش باد انسیم صبحگاہی

خوششش ضمیر شین بنسیم صبحگاہی از قبیل اضمار قبل الذکر صبحگاہی مرشد درد ہجر شب نشینان کنایہ از خود دوا وصل قولہ

گر از سلطان طمع کردم خطا بود	ور از دلبر وفا جستم جفا کرد

یعنے اگر طلب توجه از مرشد نمودم خطا کردم چه فیاض حقیقی اوست و این دست مجلے است که طالب مطلوب رسد و خود را غرق دریاے فضل او بیند از ینجاست که گوهر جود دست داد بدریا چه حاجت است جفا کرد چه در خوبان وفا نیست و نیز او حاکم مطلق است یفعل الله ما یشاء عاشق را با خواست چه کار قوله

من از بیگانگان هرگز نه نالم	که با من هر چه کرد آن آشنا کرد

آن آشنا کرد یعنے حقتعالے که همه با مراوست قوله

بهر سو بلبلے عاشق در افغان	تنعم در میان باد صبا کرد

بلبل عاشق متشرع و زاهد متورع در راه طلب محبوب بشعور و غوغا مر و تنعم از وصال محبوب و دریافت مطلوب عاشق لایزالی و رند لاابالی باد صبا عاشق که صبا کردار سیار گلشن عشق است قوله

نقاب گل کشید از دست سنبل	گره بند قبا چون غنچه وا کرد

گل محبوب زلف سنبل تجلیات انوار معنے آنست که پس از مجاهدات چون بعنایت ازلی دلم شگفته شد و حجاب خودی و پنداری که در میان محبوب نقابے بود مرفوع گشت و شگفته شد مشاهدات تجلیات محبوب باز حاجب گشت و حجابے دیگر در پیش نشست و میتواند که سنبل زلف جذبه عشق بود و یا علائق دنیا یعنی چون سالک درین نشاء رسید دلش بر مثال غنچه بود شگفته گردید گلهای مرادش شگفت و حجاب غنچگی روے خود بنهفت جذبه عشق یا عوائق دنیا در پیش آمد که دلش باز بصد جهاز ان در پیش آمد و باز حاجب و مانعش گشت و گرد و غبار از پیش نشست یعنی با ایشان بهر مرتبه که میرساند رساند غزل

سمن بویان غبار غم چو بنشینند بنشانند	پریرویان قرار از دل چو بستیزند بستانند

سمن بضم نام گلے سپید سمن بویان کنایه از محبوبان غبار گرد برآمده و نیز کدورت طبع غبار غم اضافت بیانیه بنشانند اے رفع گرداانند اشاره بغبار غم بستانند اشاره بقرار قوله

بفتراک جفا دلها چو بر بندند بر بندند	ز زلف عنبرین جانها چو بگشایند بگشایند

فتراک شکاربند فتراک جفا اضافت بیانیه یعنی وقتیکه بر اسپ محبوبیت فتراک جفا برمے بندند دلها را بسته غم و اندوه میگردانند و از زلف عنبرین خود وقتے که بر گشایند جانها را از رشته غم و اندوه رهائی میدهند و شادان و خورم می سازند قوله بعمرے یکنفس با ما چو بنشینند بنشانند ؎ بعمرے

بعد مدتے مدید بنشینند توقفے بفرمایند نہال شوق در خاطر چو برخیزند بنشانند یعنے چون برخیزند نہال شوق خود را در خاطر عشاقان بنشانند و والہ خود سازند قولہ ز چشمم لعل رمانی چو میخندند مے بارند ❊ وقتیکہ آن سمن بویان بسبب استغنا عدم التفات مے خندند و تمسخر میکنند از غایت غم و اندوہ از چشمان من اشکہائے سرخ مے بارند ز رویم راز پنہانی چو مے بینند میخوانند وحال آنکہ از روی من وقتے کہ مے بینند عشق و محبت ما را در مے یابند و آثار اخلاص معاینہ نمایند قولہ

سر شک گوشہ گیران را چو در یابند در یابند ❊ رخ از مہر سحر خیزان نگردانند گر دانند

گوشہ گیران عاشقان کہ از ماسوا گوشہ گرفتہ اند چو دریابند دُر یابند چون غور کنند و معلوم نمایند بمنزلہ دُر یابند و موجب عز و فخر خود شمرند سحر خیزان عاشقان نگردانند گر دانند اگر محبت عاشقان بدانند رخ از ایشان نگردانند فکر آنانکہ در تدبیر درمانند دُرمانند یعنے کسانیکہ دوای درد عاشق سہل شمرند از فکر آنان کہ در تدبیر درمان اند یعنے عاشقان عاجز گردند قولہ

چو منصور از مراد آنانکہ بر دارند بردارند ❊ چو مجنونان ہر آن قومی کہ حیرانند حیرانند

منصور نام ولی مشہور بردارند بالاے دار ہستند بر دارند مقصود خود بر دارند وہر آن قومے کہ حیران جمال محبوب مجازی اند در بادیہ سرگردانی حیران اند یعنے بعشق حقیقی نمی آیند

قولہ

درین حضرت چو مشتاقان نیاز آرند باز آرند ❊ بدین درگاہ حافظ را چو میرانند میخوانند

مشتاقان عاشقان نیاز آرند عاجزی کنند باز آرند اشارہ بسمن بویان میرانند میکشند قولہ

سالہا دل طلب جام جم از ما میکرد ❊ وانچہ خود داشت ز بیگانہ تمنا میکرد

جام جم جامے کہ جمشید ساختہ بود و احکام جہان در و مشاہدہ میشد مراد لطیفہ آلہی کہ در دل سالک وارد شود و عشق از و پیدا مے شود و نیز از جام جم مرشد باشد یعنی دل از سالہا از ما طالب جام جم بود تا بکشف تعینات رسد و عاقبت الامر چون بدولت عشق یا مرشد صفائی دل میسر شد و بسبب آن تجلی محبوب حقیقی در خود یافت گفت انچہ خود داشت انچہ در ذات خود داشت ز بیگانہ تمنا میکرد و حصول آن از جام جم مے طلبد قولہ

گوہرے کز صدف کون و مکان بیرون است ❊ طلب از گم شدگان لب دریا میکرد

یعنی محبوب حقیقی که از غایۂ عظمت در کون و مکان نگنجد و میزان هردو جهانش نسنجد از ظاهر پرستان که گم شدگان لب دریاے عمان اند بلکه تا گردن غریق کما اخبرنا اصدق الصادقین نحن اقرب الیه من حبل الورید وازکمال غفلت یافت خود گم کرده پے بدان نیاورده و چون یافت خود را نیافته دیگرے بوسیلۂ او چه خواهد قوله

آن همه شعبده ها عقل که میکرد آنجا	سامری پیش عصا و ید بیضا میکرد

شعبده بازی آن همه شعبده زهد و ورع و قیل و قال که میکرد یعنی قبل ازین مینود آنجا اشاره بعشق ید بیضا معجزۂ موسےؑ وآن درکفدست مبارک بوده هنگامے که او را مینود هر که سیدیے بهر حالة که بودی طریقه میکشی چون دست اگر داوردی بعده بنیده بحال خود آمدی سامری پیش عصا وید بیضیا میکرد ولے لاینفع قل جاء الحق وزهق الباطل آنکه فکرش گره از کار جهانے بکشاد یعنی پیر مغان ورق خاطر یعنی خاطر خود را یا ورق خاطر مرا ازین نکته اشاره بعشق و توحید قوله

مشکل خویش بر پیر مغان بردم دوش	کو بتائید نظر حل معما میکرد

بتائید مدد کردن معما مشاکیل قوله

دیدمش خرم و خندان قدح باده بدست	واندران جام دو صد گونه تماشا میکرد

قدح باده مراد عشق- واندران جام اشاره بدل یا بمقام عشق دو صد گونه تماشا مشاهدات تجلیات قوله

گفتم این جام جهان بین تو کی داد حکیم	گفت آنروز که این گنبد مینا میکرد

این جام جهان بین دل و نیز عشق حکیم خدا ان الله عزیز حکیم آن روز که این گنبد مینا میکرد یعنی روز ازل- قوله

گفت آن یار کزو گشت سر دار بلند	جرمش آن بود که اسرار هویدا میکرد

اشاره بمنصور جرم گناه اسرار هویدا میکرد موافق آنکه هر کس که سر فاش کند این سزاے اوست قوله

بیدلی در همه احوال خدا با او بود	او نمیدیدش و از دور مدارا میکرد

بیدلی عاشقی بد و بطرف منصور او ضمیر بمنصور نمیدیدش التفات بقول او نے نمود- واز دور مدارا میکرد خود بخود میخواند که بیا قوله

فیضِ روح القدس ار باز مدد فرماید | دیگران هم بکنند انچه مسیحا میکرد

فیضِ روح القدس لطف الٰهی و فضل نا متناهی انچه مسیحا میکرد ابرئ الاکمه والابرص واحی الموتی ارسطو در اثلوجیا گفته که خلوت گزیدم و ریاضت نمودم و خلع بدن نموده از ملابس طبیعت مجرد شدم و در خود حسنے غریب و نورے عجیب میدیدم و خود را جزوے از اجزاے عالم روحانی می یافتم و صاحب تاثیر بودم پس ترقی کردم بحضرت ربوبیت و نورے مشاهده کردم که نه بزبان وصف آن توان کرد و نه بگوش نعت آن توان شنید ناگاه فکر من میانِ من و آن نورِ حجاب شد متعجب ماندم که چگونه ازان عالم تنزل کردم و تلویحات این نقل شهود با فلاطون ست و تو هم بکنی که این مرتبهٔ علیه وصف قومی ند که در ازمنهٔ ماضی بوده بنا بران گوید فیض روح القدس قوله

گفتمش زلف چو زنجیر بتان از پی چیست | گفت حافظ گلهٔ از دل شیدا میکرد

یعنی مرا آن محبوب را گفتم که این زلف سلاسل عشق را از بهر چه رها کردهٔ گفت برای آنکه حافظ گله از دلِ شیدا میکرد مبادا که بطرف دیگر مائل شود ه زانکه دیوانه همان به که بود اندر بند غزل

ساقی اندر قدحم باز مے گلگون کرد | در مے کهنهٔ دیرینهٔ ما افیون کرد

ساقی قضا و قدر می عشق می کهنه محبت قدیم و چون ساقی افیون بحریفان دهد تحمل آن نکند و اینجا مراد از افیون ذوق معنے آنست که ساقی قضا و قدر عشق را تازگی نموده و در عشق دیرینه ما ذوقے و حلاوتے افزوده می دیرینه مے کهنه مراد سخنانِ عشق برابر میداد بقدر استعداد افزون کرد زیاده از حد پاک تمام پاک ز خود بیرون کرد اشارهٔ بفنای کلی ساغر پیاله مراد وجود پیمانه شخص بتِ سنگین دل محبوب حقیقی باعتبار بے نیازی معنی بیت آنست تو مپندار که محبوب بی نیاز در وجود من اکنون عشق نهاد بلکه عطیه ایست که از ازل بما عطا شده استاد ازل محبوب حقیقی ۔ می آموخت عطا می نمود دیگران عالمان و زاهدان خرد علم دین و عبادت که از مقتضیات خرد است مرا مجنون کرد عشق عطا کرد افسون سخنان مهر و لطف چشم جادو وے مشاهدهٔ ذاتی غزل

سحر چون خسرو خاور علم بر کوهساران زد | بدست مرحمت یارم در امیدواران زد

خسرو خاور آفتاب علم برزدان طلوع نمودن بدست مرحمت از روے مرحمت در امیدواران زد نزد امیدواران قدم رنجه نمود قوله

چو پیش صبح شد روشن که حالِ مهر گردون چیست | بر آمد خندهٔ خوش بر غرور کامگاران زد

ه این غزل در نسخ موجود نیست ۱۲

مهر آفتاب یعنی چون صبح را روشن و واضح گشت که حال سیارات فلک چیست جز طلوع و غروب حالتے دیگر نیست و آنکه حال محبت گردون هیئت صبح برآمد و بر غرور کامران خنده زد که مغرور شوید

قوله	نگارم دوش در مجلس بعزم رقص چون برخاست	گره بگشود از گیسو و بر دلهاے یاران زد

گره بگشود از ابروے اے درخنده و خوشی شده بر دلهاے یاران زد یا از دریچ و تاب انداخت قوله من از رنگ صلاح آنکه بخون دل بشستم دست ؛ یعنی من امید از زهد و پارسائی همان روز منقطع کردم که چشم باده پیمایش صلا بر هوشیاران زد ؛ چشم باده پیما چشم مخمور کنایه از تجلی ذاتی صلا آواز وافروختن آتش و آواز براے طعام هوشیاران عاشقان یعنی تجلی خود بر عاشقان نموده وایشان را بیخود گشید قوله

کدام آهن دلش آموخت این آئین عیاری	کز اول چون برون آمد ره شب زنده داران زد

عیاری دزدی چون برون آمد از اختفا بمنصۀ ظهور شب زنده داران عاشقان در آب و رنگ رخسارش چه خون خوردیم و جان دادیم یعنی چه خون خوردیم تا او این حسن و جمال پیدا کرده ۵ بے تقاضاے نظر حسن تو افزون نشود ؛ تا دلم خون نشود در رخ تو گلگون نشود ؛ وچون بحد دلربائی رسید دل بتاراج عاشقان در آمد قوله

منش با خرقۀ پشمین کجا اندر کمند آرم	بهر موی که مژگانش ره خنجر گزاران زد

منش با خرقۀ پشمین من که بلباس فقیری دارم بهر موے که مژگان هر موے مژگان او ره خنجر گزاران زد کار خنجر گزاران میکند خنجر گزاران دلاوران و عاشقان قوله

شهنشاه مظفر فر شجاع ملک و دین منصور	که جود بیدریغش خنده بر ابر بهاران زد

شهنشاه مظفر فر اینجا در مدح پادشاه آمد منصور نام بادشاه کنایه از مرشد جود بیدریغش بخشش بیشمار آن مرشد خنده برابر بهاران زد ابر را در معرض هیچ می شمرد قوله

ز شمشیر سر افشانش ظفر آن روز بدرخشید	که چون خورشید انجم سوز تنها بر هزاران زد

بدرخشید طالع شد که چون خورشید انجم سوز تنها بر هزاران زد که چون خورشید انجم سوز طلوع نمود تنها بر هزاران زد قوله

تعالی الله ثباتے ذلت که تا نیرنگ هستی یافت	صفاے جوهر پاکش دم از پرهیزگاران زد

۵ از این بیت در نسخه حصرت ... ۱۲

زہے ذاتے اشارہ بصفو نیرنگ ہستی یافت در معرض وجود در آمد صفای جوہر دانش دم از پرہیزگاران زد یعنے طالب قولہ

دوام ملک و عمر او بخواہ از لطف حق حافظ	کہ چرخ این سکۂ دولت بدور روزگاران زد

چرخ سکہ دولت او را در دور زمانۂ ما زد یعنی در زمانہ ما با وجود در آوردہ قولہ از ان ساعت کہ جام مے بدست او مشرف شد چ جام مے بدست او مشرف شد یعنے دل ما بدست آورد سرود دردلہای ما کوشید زمانہ ساغر شادی بیاد غمگساران زد زمانہ از استماع این شاد شد قولہ نظر بر قرعۂ توفیق و یمن دولت شاہیست یعنی حافظ طالب و جویان آنست کہ حق تعالی توفیق رفیق وے گرداناد و دولت سلطنت ویرا مبارک باد بدہ کام دل حافظ کہ فال بختیاران زد الٰہا مراد دل حافظ برآر کہ فال نیکوان در خواست نمود غزل

ساقی حدیث سرو و گل و لالہ میرود	وین بحث با ثلاثۂ غسالہ میرود

در جواہر الاسرار آوردہ کہ حکمای یونان در ترتیب شراب خوردن اصطلاحے دارند کہ علی الصباح سہ کاسہ خورند کہ غسل معدہ کند آنرا ثلثہ غسالہ گویند و بعد از طعام پنج کاسہ میخورند کہ ہضم طعام کند و آنرا خمسۂ ہاضمہ گویند بعد از ان ہفت کاسہ دیگر میخورند کہ از ان خواب آرام کنند و آنرا سبعۂ نائمہ گویند پس حافظ بر اصطلاح حکما نشو و نمای طبع وصفت بہار میکند کہ حدیث سرو گل و لالہ در جائے میرود کہ طیب النفس شدہ ام و آن بعد از ثلثہ غسالہ مے باشد خصوصاً در صباح بہار مراد آن باشد کہ اے ساقی سرو و گل و لالہ کہ از علامات بہار است در میان آمدہ پس چنانچہ دیگر مردمان بدیدن سرو و گل و لالہ خوش میشوند ما بنوشیدن ثلاثہ خورسندی بہم رسانیم و مراد از ثلثہ غسالہ تجلیات صوری و افعالی و ذاتی مسموع است کہ سلطان غیاث الدین ملک ہند در ان آوان کہ تسخیر بنگالہ میشود مرض صعبش روی داد کہ دست از جان شیرین خود شست پس سہ کس را از حرم سرای خود کہ الفت با اینہا بیشتر داشت آزاد ساخت یکی را نام سرو و دیگرے را نام گل و دیگرے را نام لالہ بود اتفاقا از ان بیماری صحتش روی نمود سلطان خدمت اینہا را بمعنے تصور نمود التفاتے کہ با اینہا داشت بیشتر از بیشتر بر صفحۂ دل نگاشت اتباعان دیگر از آتش غیرت سوختند و بجای خویش ہر یکے را بطعن غسالگی میدوختند در عین انبساط با سلطان اظہار این معنے نمود بخاطر سلطان خطور کرد

که این را خواجه بقصد غزل آرد خواست که مصرعهٔ دوم را البته بیتے درست کند هر چند جست وجوے نمودند از شعرای زمانه که در خدمتش بودند قفل این صندوق سربسته از هیچکس نکشود عرض نمودند که درین زمان در شیراز شمس الدین نام در شعرگوئی شهرتے نموده وگوے سخنوری بچوگان فصاحت از شعراے وقت در ربوده او را درین معنی باید آزمود سلطان این معنے را مرقوم نموده مصحوب رسول بخدمت خواجه فرستاد خواجه بر بدیهه این غزل مرقوم نموده بدست رسول داد و در مصرعهٔ ثانی اظهار کرامت خویش نموده که لفظ ثلثه غساله که هیچ احدے بران اطلاع نداشت بیان فرمود و از شیراز تا بنگاله که یک ساله راه کاروانیان ست تعین نمود و این معنے را خود اظهار فرمود قوله

طے مکان ببین و زمان در سلوک شعر	کاین طفل یکشبه رهِ یکساله میرود

طفل یکشبه سخن باعتبار فکر شب قوله

شکر شکن شوند همه طوطیان هند	زین قندِ پارسی که به بنگاله میرود

شکر شکن فیضیاب طوطیان شعرا قند پارسی شعر پارسی قوله

مے ده که نوعروس چمن حدِ حسن یافت	کار این زمان زصنعتِ دلاله میرود

مے ده شعر بگو چمن دل نوعروس چمن اضافه بیانیه و نیز سخن حد حسن کمال فصاحت صنعت تعریف کردن و اصلاح نمودن دلاله شعرا زصنعت دلاله میرود محتاج اصلاح کسے نیست قوله

آن چشم جادوانهٔ عابد فریب بین	کش کاروان سحر بدنباله میرود

آن چشم جادوانه اشارت بمحبوب حقیقی و سلطان غیاث الدین کش کاروان سحر بدنباله میرود یعنے پیشواے ساحران است قوله

خو کرده میخرامد و برعارض سمین	از شرم روے او عرق از ژاله میرود

خو کرده باحسن کمال چه عرق بررو موجب ازدیاد حسن است یعنی وقتیکه با کمال حسن در چمن میخرامد قطره هاے شبنم ژاله که بر عارض سمین افتاده گویا که از معاینهٔ روے او از غایت انفعال عرق گردیده۔

قوله

از ره مرو بعشوهٔ دنیا که این عجوز	مکاره می نشیند و محتاله میرود

از ره مرو نصیحت بسلطان میکند عشوه فریب این عجوز اشارت بدنیا محتاله حیله ساز قوله

باد بهارمے وزد از بوستان شاه	وز ژاله باده در قدح لاله میرود

باد بهار فیض ربانی ژاله قطرات رحمت باده محبت قدح دل معنے این بیت آنست باد بهار که فیض است از گلستان بادشاه حقیقی مے وزد از قطرات رحمت یعنی شراب محبت بدل میرسد قوله

چون سامری مباش که زر دید از خری	موسیٰ بهشت و از پے گوساله میرود

سامری قصه اش بالا مرقوم شد بهشت فروگذشت غزل

ساقی اگر باده از اینددست بجام اندازد	عارفان را همه در شرب مدام اندازد

از ینددست ازین قسم عارفان کنایه از مقلد شرب نوشیدن مدام شراب قوله

در چنین زیر خم زلف نهد دانهٔ خال	اے بسا مرغ خرد را که بدام اندازد

زیر خم زلف تصدیعات عشق و عالم صفات و تعینات دانهٔ خال وحدت و نور شهود مرغ خرد اضافته بیانیه قوله

اے خوشا حالت آن مست که در پای حریف	سر و دستار نداند که کدام اندازد

اے مست ولا یعقل قوله

روز در کسب هنر کوش که مے خوردن روز	دل چون آئینه در زنگ ظلام اندازد

هنر معیشت میخوردن کنایه از کثرت نوافل معنے آنست که روز در کسب معیشت کوش و در طاعت غیر از مفروضه بروزن کردن موجب ریاست و باعث صدگونه بلا است قوله

آنزمان وقت مے صبح فروغست که شب	گرد خرگاه افق پردهٔ شام اندازد

مے صبح فروغ که مانند صبح روشنست پردهٔ شام انداز و شب طالع شود قوله

زاهد خام طبع بر سر انکار بماند	پخته گردد چو نظر بر مے و جام اندازد

حاصل آنست یعنے وقت کثرت نوافل و ذکر و فکر و تلاوت قرآن آن وقتست که آفتاب در تحت مغرب مختفی گردد زاهد خام طمع زاهد که بسبب زهد طالب وصال گردیده بر سر انکار بماند در انکار مے عشق محبت است پخته گردد شایان وصال محبوب گردد نظر بر مے و جام اندازد در عشق در آید و مشاهدهٔ محبوب باشد قوله

زاهدا سر ز کله گوشهٔ خورشید بر آر	بختت ار قرعه بدان ماه تمام اندازد

اگر وصل آن محبوب حاصل شود قوله

بادہ با محتسب شہر ننوشی حافظ ‖ کہ خورد بادہ ات سنگ بجام اندازد

بادہ شراب محتسب عقل زنہار ہرگز سنگ بجام اندازد رسوا سازد و معنے آنست کہ عشقبازی باوجود عقل مکن کہ عقل در عشقبازی با تو متلذذ گردد اما عاقبت الامر ترا رسوا سازد و نیز در عشق عقل میان و با او مشورت مکن کہ درین امر بیگانگی با او موجب فضیحت و رسوائی است قولہ غزل

سر سودائے تو اندر سر ما مے گردد ‖ تو ببین در سر شوریدہ چہا می گردد

سر خیال سودا عشق و محبت چوگان سر زلف جذبۂ عشق بیسر و پا حیران و پریشان قولہ

از جفائے فلک و غصۂ دوران صد بار ‖ بر تنم پیرہن صبر و قبا مے گردد

از رنج و تصدیعات کہ ازین فلک ناہموار و دور دوار کہ بر ما ورود نمودہ طاقت شکیبائی نماندہ ضعیفی ناتوانی ہلال ماہ نو انگشت نما مشہور بلبل طبع اضافہ بیانیہ فرقت جدائی گلنار رخ اضافہ بیانیہ دیرگاہے است مدتے است مدید بے برگ و نوا بے توشہ و سامان بہوا داری در عشق و محبت آن سرو قد لالہ عذار میگردد اشارہ بہان طبع آن سنگین دل محبوب ہمچنان یعنی بے تغیر و تبدل در پے آن زلف دوتا در طلب عشق و محبت آن محبوب غزل

سرو چمانِ من چرا میلِ چمن نمیکند ‖ ہمدم گل نمے شود یاد سمن نمیکند

سرو چمان مرشد و معشوق و تجلی چمن وطن و کاشانہ و دل و سینۂ بے کینہ گل کنایہ از خود و نیز محبوب و دل و مثلہ سمن قولہ

تا دل ہرزہ گرد من رفت بچین زلف او ‖ زان سفر دراز خود عزم وطن نمیکند

ہرزہ بیہودہ چین زلف جذبۂ عشق یاد وطن نمیکند وطن را فراموش کردہ قولہ

پیش کمان ابروت لابہ ہمیکنم ولے ‖ گوشہ کشیدہ است ازان گوش بمن نمیکند

کمان ابرو مشاہدۂ تجلیات و نیز محبوب از ذکر خود ارادہ کل لابہ عجز گوشہ کشیدہ است در نہایت سرکشی است ازان بدین سبب گوش بمن نمیکند سخن من نمی شنود قولہ

ساقی سیم ساقِ من گر ہمہ درد میدہد ‖ کیست کہ تن چو جام مے جملہ دہن نمیکند

ساقی سیم ساق محبوب درد تصدیعات تن چو جام مے جملہ دہن نمیکند متجرع آن نمیشود قولہ

دست خوش جفا مکن آب رخم کہ فیض ابر ‖ بے مدد سرشکِ من دُرِّ عدن نمیکند

دست خوش سخره و دستمال فیض بخشش عطر بکسر بوی خوش قوله

خاک بنفشه زار را مشک ختن نمیکند	لخلخه سای شد صبا دامن پاکت از چه رو

لخلخه گوے عنبرین با چند خوشبوے آمیز چون عود قماری و مشک تتاری و عنبر اشهب و کافور یا حی ختن ولایتے است مشک خیز قوله

وه که دلم چه یاد آن عهد شکن نمیکند	چون ز نسیم میشود زلف بنفشه پر شکن

پر شکن پر پیچ وه افسوس قوله

گفت که این سیاه کج گوش بمن نمیکند	دی گله ز طره اش کردم و از سر فسوس

طره دنیا و جذبۂ عشق این سیاه کج اشاره بطره گوش بمن نمیکند یعنی گفته ما نیست یا سخن ما نمی شنود و التفات بمن نمی کند قوله

تیغ سزا است هر کرا درک سخن نمیکند	کشتۂ غمزۂ تو شد حافظ ناشنیده پند

غمزه حالتے است که از برهم زدن و کشادن چشم محبوبان پیدا میشود مراد از ان تجلی ذاتی و ظهور خفای محبوب درک سخن نمیکند بلکه سخن نمی رسد غزل

دل رمیدۂ ما را رفیق و مونس شد	ستارۂ بدرخشید و ماه مجلس شد

این غزل در شان حضرت ستاره ذات محمد علیه السلام با عتبار بدایت که حقیر و یتیم بود دل رمیده دل عاشق که از ما سوا رمیده یعنی یتیمے درین نشاء رسید و ستاره وار بدرخشید باندک فرصت ماه آسا جهان و جهانیان را منور ساخت دل مشتاق ما را که رمیده از همه بود مونس و رفیق شد قوله

بغمزه مسئلہ آموز صد مدرس شد	نگار من که بمکتب نرفت و خط ننوشت

نگار محمد علیه السلام بمکتب نرفت و خط ننوشت از امی بود غمزه اشاره مسئلہ آموز استاد و معلم

فدای عارض نسرین و چشم نرگس شد	قوله بوی او دل بیمار عاشقان چو صبا

ببوے او بامید نسرین عاشقان و اصل نرگس عارفان کامل آن همه که از بیم منافقان اظهار محبت نمیتوان کرد چون بدولت مشرف شد مباهات کنان میگوید قوله

گدای شهر نگه کن که میر مجلس شد	بصدر مصطبه ام مے نشاند اکنون یار

مصطبه میخانه گدای شهر کنایه از خود قوله

خیال آب خضر بست و جام کیخسرو	بجرعه نوشی سلطان ابوالفوارس شد

خیال آب خضر بست و جام کیخسرو یعنے وقتیکه دل من تمنای آب خضر و جام کیخسرو کرد پس بجرعه نوشی سلطان ابوالفوارس شد که اینجا هر دو مشاهد اند قوله

طرب سرای محبت کنون شود معمور	که طاق ابروی یار منش مهندس شد

طرب سرای محبت اضافة بیانیه و نیز دل طاق ابرو عبارت از تجلیات منش ضمیر شین بدل مهندس اندازه کننده قوله

لب از ترشح مے پاک کن ز بهر خدا	که خاطرم بهزاران گنه موسوس شد

لب کلام ترشح مے چکیدگی لطف و فضل یعنے سخنان خود را از آب فضل و رحم که از و میچکید از بهر خدا پاک کن چه در بعض اوقات عاشق را عتاب خوشتر از لطف آید که لطف بگستاخی آرد و عتاب بعذر خواهی بهزاران گنه خیال بوس و کنار موسوس وسوسه داده شده قوله

بیهود

کرشمه تو شرابی بعاشقان در داد	که علم بیخبر افتاد و عقل بیحس شد

کرشمه ظهور مشاهده شرابی بعاشقان در داد عاشقان را بنوعی مست و بیخبر ساخت که عقل بیخبر افتاد و علم بیحس شد که از مستی آن هر دو از کار رفتند و چشم مراد همون چشم و مراد از ان صفات بصیرت و نیز مرشد قوله

هرمس

چو زر عزیز وجود است شعر من آری	قبول دولتیان کیمیای این مس شد

عزیز وجود بے بدل قبول قبولیت دولتیان عاشقان و عارفان این مس کنایه از شعر قوله

ز راه میکده یاران عنان بگردانید	چرا که حافظ ازین راه رفت و مفلس شد

میکده عشق زین راه اشاره بعاشقی غزل

سالها دفتر ما در گرو صهبا بود	رونق میکده از درس و دعای ما بود

دفتر ما کردار و اعمال صهبا شراب میکده باطن عارف مرشد کامل و آستان مرشد اگر کسے گوید این چنین سخن از ادب بخدمت مرشد دور است و شعر کذب و زور گوئیم که حق گوئی و بیان واقعی مخل ادب نیست و اظهار حقیقت بے ادبی را سبب نه بلکه اتباع حق و تخلق است با خلاق الله مطلق کما قال الله لا یستحیی من الحق شیئا و هنگام استمالت این قسم مقالت بر زبان ابرار

۵ پیچ گردد و این لفظ باختیار نسخ نوشته ۱۲

جاری گردد و هیچ ناخوشی ثمره نیارد چنانچه تا مسترشد نباشد کرا ارشاد کند و حامل بار امانت است
تا موقع نباشد حمل خود کجا نهد کما فی الحدیث القدسی کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف
فخلقت الخلق لاعرف و این معنے از شیخ محی الدین عربی در فصوص بیان نموده پس مباهات
مرشدان بر لریش هم چون رسل علیهم السلام بامت خویش کما قال رسول تناکحوا توالدوا
فانی اباهی بکم الامم یوم القیمة ولو بالسقط چه فرمائی اے صاحب که ازین توجیه بوئی
مرشدان ثبوت پذیرد و این قسم گفتار را بے ادبی دور گردد یا نه قوله

نیکی پیر مغان بین که چو ما بد مستان	هر چه کردیم بچشم کرمش زیبا بود

پیر مغان مرشد طریقه بد مست آنکه در مستی بیهوده گوید و آزار مردم جوید و بد مستان کنایه از افشا
کنندگان اسرار عشق معنے آنست که مدتے مدید کسب دانش و اعمال ما در گرد عشق و محبت خاطر
ما بد و توجه مینمود یعنی خویش را در عشق انداختم سالها بکتب نپرداختم و رونق باطن مرشد یا منزل او از ما
بدرس و عای ما بود و گرمی هنگامه او از مجمع ما بود پیر مغان را نیکی باد که ما بد مستان و بد کرداران هر چه
کردیم بچشم کرم او زیبا بود و بحسن خلق او را تحمل مینمود تا ما را بمقصد سانند که در طالب و مطلوب حجابے نماند قوله

دفتر دانش ما جمله بشوئید بے	که فلک دیدم و در قصد دل دانا بود

قوله

مطرب از درد محبت غزلے می پرداخت	که حکیمان جهان را مژه خون پالا بود

مطرب مرشد غزلے مے پرداخت سخنان میگفت حکیمان ناصحان و اعظان مژه خون پالا بود
یعنے خون مے گریستند پالا صاف و افزون کننده و افزون کن و صافی کن قوله

می شگفتم ز طرب زانکه چو گل بر لب جو	بر سرم سایهٔ آن سرو سهی بالا بود

می شگفتم ز طرب از غایت طرب خوش و خندان بودم آن سرو سهی بالا کنایه از مرشد قوله

یار گلرنگ من اندر حق ازرق پوشان	رخصت خبث ندادار نه حکایتها بود

یار گلرنگ کنایه از مرشد ازرق پوشان عاشقان و فقیران خبث پلیدی کنایه از افشاے
اسرار عشق یعنے مرشد عشق درشان واصلان بحقیقت رخصت افشاے اسرار نداد و بحکم من عرف
الله کل لسانه مدار ازرق پوشان بر ابکمی نهاد۔ قوله

واندران دائرہ سرگشتہ و پا برجا بود	دل چو پرکار بہر سو دوران میگردید

یعنے دل بسبب عشق پرکار وار دربیابان غموم وہموم ہرسو میگردیدا ما در دائرہ مقام عشق آن دل سرگشتہ ثابت قدم بود ونیز پرکار قلم آہنین کہ نقش بدان بکار برند وازان دائرہ ہا برکشند باید دانست کہ درین بیت حلقہ ذکر سالکان را بیان میکند وتصویر این حلقہ باین صورت بیا می سنزد پس بہوش نیوش اے طالب باہوش کہ دل سالک دو طرف دارد وہر طرفے بمقصودے دارد بیکطرف مقام حضور مع اللہ است و دیگر مقام ماسوے اللہ کہ دلم ہم چو پرکار میکشد بگفتن لا الٰہ الا اللہ میگشت و اندران دائرہ گشت کنان سرگشتہ میگشت و پایش برجا بود وضرب لا الٰہ را بر مقام الا اللہ بر محل مشاہدہ مے نمود ماسوے اللہ را بگفتن لا الٰہ نفی میکرد وضرب الا اللہ مے آورد بدین طرز محبوب حقیقی را در مقام مشاہدہ باثبات مے آورد تا دائرہ مشاہدہ مع اللہ تمام شود وسالک درسلوک باین مقام رسد از بتان آن طلب بموجب بندہ طلعت آن باش کہ آنے دارد وآن کیفیتے است در محبوب معرا ومبرا از تحریر وتقریر کہ عاشق از دیدن آن بیخود میشود وعشق ازان پیدا مے شود ار حسن شناسی اگر شناسندہ حسن ہستی بینا ماہر قولہ

کہ معامل بہمہ عیب نہان بینا بود	قلب اندودہ حافظ براو خرج نشد

قلب اندودہ دل آلودہ معامل صاحب معاملہ کہ یار گلرنگ یعنی دل حافظ کہ اندودہ معرفت بود ومشحون از اسرار عشق درحضور یار گلرنگ خرچ نشدا ے لطفو نیامد کہ صاحب معاملہ کہ یار گلرنگ است بہمہ عیب نہان بینا بود بنابران ظاہر نکرد ونیز قلب اندودہ اعمال ناسزا مراد بود خرچ نشد مقبول نیفتاد وکارے ازان نکشاد حاصل آنست کہ در بازار عشق سرے آسودہ پر غرور ومغز وزر وافر ونعزین آرائش ونمایش نمیخرد بلکہ قلب سلیم ودل مستقیم کہ طمع بنمایش وآرایش نباشد در بازار عشق رواج یابد یعنے عشق صرافیست ناقد کہ عیار ہر نقد را نیکو بشناسد وبمعیار لاتبتر خوافان الناقد بصیر صادق را از کاذب مدعی را از محقق جدا کردہ جبہ ودستار کہ مجرد لباس وکسوہ است بہ پیش او بخیہ نمی آرد ونیز فاعبد ربک حتے یاتیک الیقین عبادت برائے قربت وقربت برائے حضور وحضور قلب نیست مگر باخلاص واخلاص دست ندہد مگر بخالص شدن از دست وجود بیبود واین نشود مگر کسے را کہ برجادہ مستقیم امر الٰہی وتابع شرع محمدی استوار باشد پس دل خود را برجادہ مستقیم امر الٰہی بہ تبعیت شرع نبوی قائم دار کہ لا یخفے علیہ شئ فاعبد ربک کانک

اندودہ اندودہ

تراه وان لم تکن تراه فانه یراك اے رفیق طریق جنان ولسان ارکان اور کارو دل را بیار واما ان الله لا ینظر الی صورکم ولا الی اعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم قلب ندوہ حافظ او خرج نشد غزل

سحرم دولت بیدار ببالین آمد — گفت برخیز که آن خسرو شیرین آمد

دولت بیدار مرشد ووار دی برخیز هشیار باش آن خسرو شیرین آمد قریبست که آن معشوق آید قوله

قدحے درکش و سرخوش بتماشا بخرام — تا ببینی که نگارت بچه آئین آمد

قدحے درکش مے بنوش اے عشق حاصل نما سرخوش مست و مخمور بخرام روان شو آئین رسم قوله

مژدگانے بده ای خلوتی نافه گشای — که ز صحرائے ختن آهوے مشکین آمد

صحرائے ختن عالم لاهوت آهوے مشکین تجلی مشاهده قوله

گریه آبے برخ سوختگان باز آورد — ناله فریادرس عاشق مسکین آمد

فریادرس مدد دهنده قوله

مرغ دل باز هوادار کمان ابروئیست — که کمین صید گهش جان و دل و دین آمد

هوادار دوستدار طالب کمان ابرو محبوبے قوله

در هوا چند معلق زنی و جلوه کنی — اے کبوتر نگران باش که شاهین آمد

کبوتر سالک نگران ناظر شاهین طائر شکاری مراد تجلی ذاتی قوله

ساقیا مے بده و غم مخور از دشمن و دوست — که بکام دل ما آن بشد و این آمد

آن اشاره بدشمن و این اشارت بدوست که بکام دل ما آن بشد و این آمد همه موافق ما شدند بکار آمدند قوله

رسم بدعهدی ایام چو دید ابر بهار — گریه اش بر سمن و سنبل و نسرین آمد

بدعهدی بیوفائی گریه اش بر سمن و سنبل و نسرین آمد ضمیر شین برابر بهار یعنے گریه ابر محض بر بیوفائی زمانه است قوله

چون صبا گفتهٔ حافظ بشنید از بلبل — عنبر افشان بتماشاے ریاحین آمد

صبا مرشد و وارد گفتهٔ حافظ سخن حافظ ریاحین گلها مراد حواس سخنها بلبل هاتف و پیغمبر غزل

ای دلے سر زلفش تا در سر ما باشد — گر عاشق سودائیش باشیم روا باشد

ص ۱۵ این غزل در نسخ موجود نیست ۱۲

سوداخیال سرزلف جذبۂ عشق سودایش خیال او زہوسناکی از روے ہوس ہوسناکان ھنا ہوسناں ہوا محبت و آرزو لعبت چلپی کنایہ از محبوب خط و خال تجلیات ملتونہ کہ ٥ خال و خط و ناز و غمزہ و چین پیشانی او ٭ این ہمہ نقش تجلیہاست بردل نقشبند خطا گناہ وفاداران عاشقان عنا مصیبت و آزار ۔

غزل

شراب بیغش و ساقی خوش دو دام رہند	کہ زیرکان جہان از کمند شان نرہند

عش بفتح آب تیرہ شراب بیغش محبت بیغش ساقی خوش مرشد و محبوب شان ضمیر شراب و ساقی قولہ

من ارچہ عاشقم و رند و مست و نامہ سیاہ	ہزار شکر کہ یاران شہر بے گنہند

یاران شہر علماء و فضلاء قولہ

قدم منہ بخرابات جز بشرط ادب	کہ ساکنان درش محرمان بادشہند

خرابات مقام عارفان کہ وحدت و عشق است قولہ

چغانہ شیوۂ درویشیست و راہروی	بیار بادہ کہ این سالکان نہ مرد رہند

چغانہ ٥ سرندل بیکر بے کمر بند قولہ

بہوش باش کہ ہنگام باد استغنا	ہزار خرمن طاعت بہ نیم جو نخرند

یعنے من بر مغروری تو از حال مے ترسم کہ آبروے کہ از گفتگوی فصاحت و بلاغت و عبارت و اشارت حاصل کردہ و آنرا وسیلہ نجات و درجات آخرت دانستہ ناگاہ در بارگاہ استغنا آنرا بر خاک مذلت زنند و از ان جملہ ترا مفلس و بینوا گردانند و در دست تو از حسرت و ندامت نماند قولہ

غلام ہمت دُردی کشان یکرنگم	نہ آن گروہ کہ ازرق لباس و دل سیہ اند

دردکشان یکرنگ عاشقان صادق بے ریا آن گروہ کہ ازرق لباس و دل سیاہ اند صوفیان مرائی و زاہدان مقلد حاصل این بیت آنست کہ در مقام عشق و محبت بصدق و اخلاص باید کوشید بطاعت و عبادت روے ریائی قولہ

مکن کہ کوکبۂ دلبری شکستہ شود	چو چاکران بگریزند و بندگان بجہند

کوکبۂ دلبری توجہ حضرت جلیل بندگان غلامان و چاکران نعمتہا قولہ

جناب عشق بلندست ہمتے حافظ	کہ عاشقان رہ بے ہمتان بخود ندہند

٥ از شرح معلوم میشود کہ مصرع اول درین نسخہ باشد چغانہ شیوۂ درویشی است و رہروی ...

همتے حافظ ان الله یحب لمعالی الهمم هب هتان پست همتی و پست فطرتی غزل

شاهدان گر دلبری زینسان کنند | زاهدان را رخنه در ایمان کنند

زاهد طائفه باشند که بنور ایمان و ایقان جمال آخرت مشاهده کنند و دنیا را در صورت قبیح معاینه نمایند و از التفات بزینت مزخرف فانی او رغبت نمایند و تخلف این طائفه از صوفیه آنست که زاهد بحظ نفس خود از حق محجوب چه بهشت مقام حظ نفس است فیها ما تشتهی الانفس و صوفی بمشاهدهٔ جمال ازلی و محبت لم یزلی از هر دو کون محجوب پس صوفی را در زهد مرورای مرتبهٔ زاهد که حظ نفس از آن دور شود و این طائفه را دو متشبه یکے متشبه محق بزاهد که هنوز رغبت ایشان بکلی از دنیا مصروف نشده باشد و خواهند که بیک بارگی از دنیا رغبت گردانند و ایشان را متزهد خوانند دوم متشبه مبطل بزاهد که برای قبول خلایق ترک زینت دنیا کنند و خاطر از جمع اسباب دنیوی باز گیرند و بدان طلب تحصیل جاه کنند در میان مردم و ممکن بود که بر بعضے حال ایشان متشبه شود و پندارند که از دنیا اعراض کلی کرده اند و ایشان خود بر ملک و مال و جاه خریده اند ترک الدنیا للدنیا و لیکن که بر ایشان نیز حال خود متشبه شود گمان برند که چون خاطر شان بطلب اسباب دنیوی مشغول نیست علت آنست که اعراض کرده اند و این طائفه را مرائیه خوانند قوله

هر کجا آن شاخ نرگس بشگفد | گلرخانش دیده نرگسدان کنند

شاخ نرگس محبوب گلرو. خانش ضمیر شین بر شاخ نرگس و گلرخان محبوبان و اهل عرفان نرگسدان اوندے که نرگس دران کارند یا بنهند تا دیر ترک بتازگی و تراوت روآرند و اینجا کنایه از دیده عشق مینماید که همیشه چون نرگسدان با آب اشک محلول یا بدمعنی آنست که هر کجا آن محبوب و مرشد من بجلوه درآید و بیان حقائق و معارف نماید محبوبان معنوی که سائر اهل عرفان اند بدیده اش جا دهند و از دیدش نشیند قوله

یار ما چون سازد آهنگ سماع | قدسیان در عرش دست افشان کنند

قدسیان ملائک دست افشان رقص قوله

اے جوان سرو قد گوے ببر | پیش ازان کز قامتت چوگان کنند

ایجوان سرو قد اے سالک گوے ببر بهره ازین جهان فانی بردار یعنے حصول مشاهده نما

قامت چوگان کنند پیری در رسد آنوقت نفع نه بخشد قوله

رخ نماید آفتاب دولتت	گر چو صحبت آئینه رخشان کنند

آفتاب دولت معشوق گر چو صحبت آئینه رخشان کنند اگر آئینه دل ترا مانند صبح رخشان کنند قوله

مردم چشمم بخون آغشته شد	از کجا این ظلم بر انسان کنند

آغشته آلوده انسان اشارت بمردم چشم قوله

کن نگاهی از دو چشمت تا روان	مرگ را بر بیدلان آسان کنند

نگاه ظهور دو چشم مراد تجلی ذاتی روان فی الحال بیدلان عاشقان قوله

عید رخسار تو گو تا عاشقان	در وفایت جان و دل قربان کنند

عید رخسار اضافه بیانیه و مراد از رخ اینجا مظهر حسن خدائیست یعنی دیدار قوله

خوش بر آی از غصهٔ دل کاهل راز	عیش خوش در بوتهٔ هجران کنند

اهل راز عاشقان مکمل در بوتهٔ هجران کنند مقام عبدیت نگاه میدارند قوله

سر مکش حافظ ز آه نیم شب	تا چو شمعت نور دل تابان کنند

صحبت لشت

تابان روشن غزل

شراب و عیش نهان چیست کار بی بنیاد	زدیم در صف رندان هر انچه بادا باد

شراب محبت عیش نهان ریاضت مخفی چون طریقهٔ ملامتیه معنے آنست که عشق نهان یا لفتن شیوهٔ رندان نیست و کاریست بے بنیاد چون نقش بر آب معهذا ما در صف زده ایم خویش را شاد تا چه پیش آید هر چه بادا باد قوله گره ز دل بکشا غمگین مباش و ز سپهر ناله مکن شکایت فلک منما که فکر هیچ مهندس چنین گره نکشاد حقیقت گردش آسمانی معلوم هیچ حکیمے نگردید قوله

ز انقلاب زمانه عجب مدار که چرخ	ازین فسانه و افسون هزار دارد یاد

انقلاب زمانه برگشتن زمانه و منقلب بودن احوال از وصل ازین فسانه اشاره به برگشتگی احوال و نیز ازین نوع قصها قوله

قدح بشرط ادب گیر زانکه ترکیبش	ز کاسهٔ سر جمشید و بهمنست و قباد

بشرط ادب ادب بمعنی دانش کذا فی مهذب اللغات جمشید نام شاه بهمن نام پسر اسفندیار

قباد پدر نوشیروان که چهل سال بادشاهی کرده بزرجمهر وزیر او بود مراد عرفا چون منصور و عین القضاة و فریدالدین عطار۔ قوله

که آگه است که کاوس و کے کجا رفتند	که واقف است که چون رفت تخت جم بباد

کاوس نام شاہے کے جمع کیان که در دور خود اعظم ملوک بودند و آن پنج بودند کیومرث وکیکاوس و کیخسرو و کیقباد و کیلهراسپ معنی آنست که عشقبازرا بادب و انس پیش گیر در سلوک عشق هشیاری بپذیر که درین ره سرها بسیار بے ادبان و بیخبران بباد رفت تخت جم تخت سلیمان چه جم اگر با خاتم و نگین و بلقیس و ماهی و امثال آن افتد سلیمان مراد بود و اگر بمقابلۂ آئینه و سد امثال آن بود سکندر مراد بود و آنکه بپیاله و شراب بود جمشید بود چون از نیها چیزے مسطور نبود هر چه بمقتضائے محل بود همان مراد بود قوله

ز حسرت لب شیرین هنوز مے بینیم	که لاله میدمد از خاک تربت فرهاد

شیرین نام معشوقۂ فرهاد و خسرو فرهاد نام سنگتراشے که عاشق شیرین گشتی مے پیاله که بصورت کشتی سازند بغداد نام شهرے عظیم و مبارک قبة الاسلام در شصت هزار گز با به بود کذا من ابراهیم شاهی قوله

ز دست گر ننهم جام مے مکن عیبم	که پاک تر به ازینم حریف دست نداد

ازین اشارت بجام مے قوله

مگر که لاله بدانست بیوفائی دهر	که تا بزاد و بشد جام مے زکف ننهاد

لاله عاشق کامل جام مے عشق و محبت قوله

بیا بیا که زمانی ز مے خراب شویم	مگر رسیم بگنجے ازین خراب آباد

خراب فانی گنج وصل محبوب از خراب آباد فنا هستی موهومه قوله

نمی دهند اجازت مرا بسیر سفر	نسیم خاک مصلی و آب رکنا باد

اجازت رخصت مصلا عیدگاهے است شیراز رکنا باد تفرجگاهی است شیراز که چشمهٔ الله اکبر آنجاست و آنرا رکنی نیز گویند قوله

بنوش قدح صافی بنالۂ دف و چنگ	که بسته اند بر ابریشم طرب دلشاد

قدح کنایه از شراب از ذکر سبب و اراده مسبب از شراب مراد عشق بنالۂ دف و چنگ تلقین مرشد طرب دلشاد کنایه از حصول مقاصد غزل

ساقی بیار بادہ کہ ماہ صیام رفت	درده قدح که موسم ناموس و نام رفت

معنے آنست کہ اے مرشد دیا اے وعدہ ایزدی بادۂ عشق و محبت بما ارزانی فرما کہ ماہ صیام کہ کنایہ از زمان زہد و پارسائی است رفت و ایام بہار کہ آوان ظہور عشقست رو بداده پس قدح بادۂ محبت عطا فرما و ہیچ اندیشہ مدار کہ موسم نام و ننگ کہ ایام عظمت و وفا و خود بینی است مرتفع شده و چون از عشق بہترین شغلے نیست بنا بران گوید قولہ

وقت عزیز رفت بیا تا قضا کنیم	عمرے کہ در حضور صراحی و جام رفت

صراحی و جام شراب ذکر سبب و ارادۂ مسبب مراد عشق یعنے اے وعدۂ ایزدی بیا و ہمدم ما باش و مونس شو تا وقت عزیز کہ کنایہ از جوانی است ببطالت رفتہ و عمرے کہ بحصول عشق و محبت از دست داده قضائے آن کنیم و تلافی آن نمائیم و چون از توبہ کہ لوازم زہد است کشودی نمیشود بنا بران گوید قولہ

در تاب توبہ چند توان سوخت ہمچو عود	مے دہ کہ عمر در سر سودای خام رفت

معنے آنست کہ اے وعدۂ ایزدی تا کے در آتش توبہ کہ لوازم زہد است ہمچو عود بسوزم کہ ازین کارے پیش نمیرود دمے محبت بموجب وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا عطا نما کہ عمر عزیز خود را در خیال سودائے خام کہ حصول وصال بزہد و پارسائی است از دست دادم و ہیچ بکوے مقصود رہ نبردم و چون رہ بکوے وصال میسر نیست تا کہ محو مطلق نگردد بنا بران گوید قولہ

مستم کن آنچنان کہ ندانم زبیخودی	در عرصۂ خیال کہ آمد کدام رفت

معنے آنست کہ اے وعدۂ ایزدی بادۂ محبت عطا نما و ازان مرا چنان سرمست کن کہ از غایت بیخودی چندان خبر ندارم کہ در خیال کدام کس آمد و کدام کس رفت یعنے محو مطلق گردان و چون عاشق مدام طالب فیض دوست است بنا بران گوید قولہ

بر بوے آنکہ جرعۂ جامے بما رسد	در مصطبہ دعاے تو ہر صبح و شام رفت

معنے آنست کہ اے وعدۂ ایزدی مدام در مصطبہ کہ کنایہ از مقام خلوتست و یا عشقست بدعا گوئی تو اشتغال داشتہ ام بہمین امید کہ جرعۂ فیض و کرمت از تو رسد و چون عشق بمعشوق باعث حیات عاشق است بنا بران گوید قولہ

دل را کہ مردہ بود حیاتے بجان رسید	تا بوے از نسیم میش در مشام رفت

لہ ماہ صیام مدت انقطاع دی و ادوار ادی خوی تصوف [illegible]

و لہذا این مراتب سہ گانہ ہم بجماعتے کہ قائلند ہمہ اوست و ہم بجماعتے کہ قائلند ہمہ از دست حاصل میشود بیقین است کہ حق بجانب یکے ازین دو طائفہ خواہد بود و مراد از علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین این باین تمثیل روشن میشود کہ چون کسے چشم بپوشاند علم بوجود آتش بدلالت حرارت بروے علم الیقین است و چون چشم بکشاید و آتش را معاینہ بیند عین الیقین و چون در آتش افتد و ناچیز شود و صفات آتش از وصادر شود احراق و اشراق حق الیقین شد و صاحب علم الیقین طالب آنست کہ معلوم وے مشہود گردد پس او را علم اطمینان قرار ندارد و صاحب عین الیقین طالب آنست کہ در مشہود وجود فانی شود و یقین مرتفع گردد و خود را عین وے داند و بیند پس بآن مشاہدہ اطمینان و قرار ندارد تا وقتیکہ یقین وے مرتفع شد و مشہود بجاے وے نشست و بحق الیقین متحقق گشت و اطمینان در مرتبہ دیگر نماند در دانش او کہ طالب او باشد و ازینجا معلوم شد کہ این مراتب برحسب دانش صاحب این مراتب واقع میشوند قولہ

ہر بہاریکہ ز دنبال خزانے دارد	مرغ زیرک نشود در چمنش نغمہ سرائے

مرغ زیرک عاشق کامل در چمنش بر حسن و جمال او کہ مصرع آیندہ صنعت اوست بہار گل سم زہر بخست کہ در نوبہار پیش و ہسو پس آید بہار مراد ذات محبوب خزان کنایہ از عدم و فنا معنے آنست کہ ہر محبوبے را کہ بدنبال و فنا روانست مرغ زیرک را در چمن حسن او نغمہ سرائے و بال است ہوارہ خلیل وار لا احب الآفلین مقال قولہ

ہر سخن جائے و ہر نکتہ مکانے دارد	با خرابات نشینان زکرامات ملاف

خرابات نشینان عاشقان و عارفان ملاف لاف مزن تغزل

اظہار مکر با فلک حقہ باز کرد	صوفی نہاد دام و سر حقہ باز کرد

صوفی مرائی ظاہر پرست سر حقہ باز کرد شعبدہ دیگر در پیش نہاد حقہ باز شعبدہ باز معنے آنست کہ صوفی مکار مرائی دام شعبدہ بازی و مردم فریبی کشاد و بنیاد مکاری با فلک شعبدہ باز پیش نہاد و نمیداند قولہ

زیراکہ عرض شعبدہ با اہل راز کرد	بازی چرخ بشکندش بیضہ در کلاہ

بازی چرخ گردش فلکی بیضہ در کلاہ شکستن معنے است کہ شعبدہ بازان بیضہ مرغ در کلاہ پنہان میکنند و از بغل ظاہر میکنند و در بغل پنہان میکنند و از دہن برمے آرند اگر شعبدہ بازے

دیگر دران هنگام پیدا شود برای نموداری خود بازی و یرلمے بند ندنا او را هیچ شعبده نمودن میسر نشود بیضه درکلاهش شکسته گرد یعنی هرکه شعبده با شعبده بازان پیش گیرد بیضه بازی درکله خود شکسته گردد قوله

اے دل بیا که ما به پناه خدا رویم	زان آستین کوته و دست دراز کرد

کوته آستینی و درازدستی عبارت از کم کرداری و بسیارگوئی و بگفتار بفریوغنی و مردم را دلجوئی ای ازین صوفی کم کردار بسیارگوی به پناه رویم قوله

اے کبک خوش خرام کجا میروی بناز	غره مشو که گربهٔ عابد نماز کرد

گربه عابد نفس اماره و فلک نماز طهارت و وضو یعنی اے سالک خوش رفتار و اے صاحب دولت نامدار که برفتار خوش میخرامی مغرورانه با تبختر در رفتار مے آئی به تبعیت نفس و موافقت فلک مغرور مشو و راه راست گذاشته براه کج مرو که تبعیت نفس و موافقت فلک سر بسر دغا و فریب است و چون دغا و فریب عاقلان را عیب است وجه و نیز معنے آن باشد کہ ای سالک راه عشق بر هر کسے بحسب ظاهر بینی موافقت شریعت بینی مغرور مشو بلکه بران عمل کنی ۵ چون بسے ابلیس آدم روے هست ٭ پس بهر دستے نشاید داد دست حبیب السیر آورده که خواجه عماد فقیه را گربه بود هرگاه که خواجه عماد نماز کردی با او موافقت بجا آوردی شاه شجاع این معنے را بر کرامات او حمل نموده پیوسته بر قدم اخلاص خدمت آنجناب کردی خواجه حافظ که ازین معنے در شک بود این غزل گفته فرستاد و قبل ازین سیاهی بود گربه بر درے داشت و آن گربه بهر دو دست بلعاب خویش دهن مے شست کبک خوش خرام را بدانجا گذر افتاد گربه را بدین حالت دید دانست که گربه از تاثیر صحبت او پرهیزگار گشته که مستقبل قبله نشسته وضو میسازد بے وسواس پیش او عبور کرد گربه او را درگرفت ازان روز این ضرب المثل شد قوله

این مطرب از کجاست که ساز عراق ساخت	و آهنگ بازگشت براه حجاز کرد

عراق عشق و نیز زهد قوله

صنعت مکن که هر که محبت نه راست باخت	عشقش بروی دل در محبت فراز کرد

صنعت مکن تکلف منما محبت نه راست باخت همین قیل و قال را پیشه ساخت آخر الامر فراز کرد

بنابران گوید **قوله**

خانۂ عقل مرا آتش خمخانہ بسوخت	خرقۂ زہد مرا آب خرابات ببرد

خرقۂ زہد پارسائی و زہد آب خرابات شراب مراد عشق خانۂ عقل اضافہ بیانیہ آتش خمخانہ شراب کنایۃ از عشق معنے بیت اظہرست وچون توبہ را در عشق گنجایشے نیست گوید **قوله**

ہمچو لالہ جگرم بے مئے وپیمانہ بسوخت	چون پیالہ دلم از توبہ کہ کردم بشکست

معنے آنست کہ دل من بسبب از توبہ کہ از عشق کردہ بودم آخر الامر چون پیالہ بشکست وریزہ ریزہ شد وآن توبہ ہیچ سودمند نگردید چراکہ جگرم ہمچو لالہ بے مے وپیمانہ بسوخت لے داغدار ازلی کہ آنجا نہ مے بود ونہ پیمانہ وچون در راہ عشق خودی وخود بینی راگذر نیست گوید **قوله**

خرقہ از سر بدر آورد وبشکرانہ بسوخت	ماجرا کم کن وباز آکہ مرا مردم چشم

ماجرا گفتگو مراد نصائح از بدی بہ نیکی واعظ است مردم چشم را دانایان بجا تعبیر نمودہ اند معنے آنست کہ گفت گو کم نما واز نصیحت گوئی باز آ مرا در سلوک عشق حاجب د مانع مباش وخاطر خود را ازین اندیشہ مخراش کہ مردم چشم من خرقۂ خویش را کہ عبارت از حیا است در شکرانہ حصول محبت سوختہ وباقبال مطلوب دیدہ بردوختہ وجہ ونیز اگر مخاطب درینجا معشوق بود تصویر معنی چنین باید نمود کہ معشوق از تیز نگریستن عاشق بجانب خود رنجیدہ باشد وچون طریق مصالحت درمیان آمدہ شکوہ حالت گذشتہ کہ موجب رنجش بود در پیش آورد بنابران گوید کہ ذکر حالت گذشتہ کم نما وباز درین خانہ بیا ذکر آن کہ مرا مردم چشم من تیز بینی از سر بدر آورد وبشکرانہ کہ تو سر مصالح داری آن خرقہ را سوختہ برین تقدیر این بیت قریب بیت بمضمون امیر خسرو است **ھ** نگرم ترا زچشم تر دشوار می آید نظرہ بیرون کنم دیدہ زسر آسان کنم دشوار تو بہ ونیز میگویند کہ شخصے باخواجہ ومعشوق ایشان ہم صحبت بود وازین کہ خواجہ خرقہ از سر برآوردہ آئین خرقہ پوشان گرفتہ آن شخص از صحبت خواجہ دوری گزیدہ وچون گفتگوے صلح درمیان آمد آن شخص دربیان دوری خود از صحبت ذکر خرقہ درمیان آورد لاجرم میفرماید کہ آنچہ گذشتہ ذکر آن درمیان میار وباز درینجا بیا وذکر آن مکن کہ مرا مردم چشم من یعنی معشوق من خرقہ از سر من بدر آورد وبشکرانہ آنکہ تو میل آمدن اینجانب داری آن خرقہ را بسوخت **وجہ** ونیز مردم چشم کنایۃ از مرشد کامل کہ آدم از عالم بمنزلہ مردمک چشم است ومراد از آدم فرزندان کاملند

وخرقه کنایه از خودی وخودبینی وخودپرستی یعنے آنچه گذشت آنرا گم کن واز ذکر آن باز آئی یعنی آن حالات که در خودی وخودپرستی که داشتی یاد آن مکن زیراکه آن مرشد کامل من خرقه خودی وخودپرستی از سر حقیقت من بیرون کرد همان مردم چشم یعنے روح من بتربیت مرشد کامل خرقه خودی وخودپرستی بشکرانه آنکه حقیقت من این قابلیت داشت سوخت **وجه** ونیز معنی آنست که لے محبوب من قیل وقال را بگذار وباز آکه مردم چشم ما خرقه خودبینی وخودپرستی از سر بدر آورده وبشکرانه محبت تو بسوخت **وجه** ونیز معنے آنست که اینجا عارف بعد از کشف وحدت خطاب بالنفس خود میکند یعنے اکنون تو لبلسے در برگرفته که در منزل مائی ومنی نمے گنجد وماجرائے که در عالم ناسوت داشتی آن را بگذار واز ان باز آئی که مرا مردم چشم ما لباس اول که عبارت از من وماست از سر بدر آورده ودرپے شکرانه عرفان محبوب بسوخت **سوال** سوختن بشکرانه چه مناسبت دارد **جواب** مناسبت دارد چون عزیزے بخانه عزیزے نزول کند وصاحب منزل برائے عزیز مفرش فاخر بگستر ود وعطریات بسوزد ومشعلها افروزد وهنگام ملاقات بجهة دفع چشم زخم اسپند بسوزد وچون ازین قیل وقال هیچ حصولے نیست گوید **قوله**

ترک افسانه بگو حافظ ومی نوش دمے	**که نخوردیم می وشمع بافسانه بسوخت**

معنے آنست که ترک قیل وقال کن ودمے بمے نوشی اشتغال نما واے صد والے که تا هنوز حصول محبت نکردیم وشمع زندگی ما بقیل وقال برباد رفت **غزل**

ساقیم خضر ست ومے آب حیات	**توبه از مے چون کنم هیهات هات**

ساقی نوشاننده می **خضر** کنایه از محبوب حقیقے ومرشد **هات** مختصر هیهات **معنی** آنست که هادی ورهبر من مرشد من است یا الله تعالی وآبحیات می که عشق است بمنزلهٔ مے است هرگاه معامله چنین است که مصاحب خضرم وهمدم عشقم پس هیهات هیهات درچنین هنگامے توبه از عشق چگونه بوقوع آید وچون سخنان تلخ که زجر وعتاب ودشنام است از زبان معشوق بسیار شیرین ودلرباست بنابران گوید **قوله**

بادهٔ تلخ از لب شیرین دهان	**خوش لطافت میبرد زابحیات**

بادهٔ تلخ سخنان تلخ که دشنام دیا زجر وعتاب باشد ومراد ازان خطاب ظلوما جهولا باشد از زبان محبوب که برآمده در روح افزائی عاشقان از آبحیات که مراد ازان لطف ورحمت است گوی لطافت برده وچون لطف محبوبان زندگی بخشش عاشقانست بنابران گوید **قوله**

خط تجلی صفاتی خال تجلی ذاتی نوش شیرین قوله

نرگس مست نوازش کن مردم دارش	خون عاشق بخورد گر بقدح نوش باد

نرگس مرشد کامل و تجلی ذاتی قوله

گرچه از کبر سخن با من درویش نکرد	جان فدای شکرین پستهٔ خاموشش باد

شکرین پستهٔ خاموشش دهن مراد سر مخفی و وحدت غزل

صبا به تهنیت پیر می فروش آمد	که موسم طرب و عیش و ناز و نوش آمد

صبا جبرئیل تهنیت خبر شادی پیر می فروش سرور کائنات مے شراب نای سے نوش شراب معنے آنست که جبرئیل علیه السلام خوشخبری پیش آن سرور انام در خرامید که موسم عشق و محبت در رسید و در اس محنت و اندوه بسر آمد و آوان نای و نوش از در آمد قوله

هوا مسیح نفس گشت و باد نافه گشا	درخت سبز شد و مرغ در خروش آمد

مسیح نفس زندگی بخش یعنے هوا مسیح وار احیای اموات پیش کرد و خاک لونها از بطون خود بر آورد و درخت از غایت لطافت هوا سبز شد بهوا بر آمد و مرغ از کمال شادی در خروش آمد یعنی پیش از وجود آن سرور بر امم سالفه ابواب عشق مسدود بود چون آن سرور بوجود آمد جبرئیل به تهنیتش آمد و این عقده بر کشاد و از ینجاست که رسول علیه السلام فرمود رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر قوله

ز مرغ صبح ندانم که سوسن آزاد	چه گوش کرد که باده زبان خموش آمد

مرغ صبح کنایه از سالک و مرشد کامل که برای بیدار شدن خواب زدگان غفلت آواز میکند و آنها را بیدار میکند ندانم که مسترشد او که بمرتبه عرفان رسید چه نکته بگوش کرد که صبح وار دهن بر بست و آن در یتیم را خازن گشته در قعر دریای وحدت نشست با وجود فصاحت و بلاغت گوناگون سخن پروری گنگ گشت و گل سوسن را نه زبان می شود ده باعتبار کثرت گفته چون خواست که خاموشی سوسن از راه شدن اسرار غامضه از مرغ صبح که بیان آن نتوان کرد بیان نماید او را ده زبان گفت و سوسن آزاد کنایه از طالب قوله

ز فکر تفرقه باز آی تا شوی مجموع	بحکم آنکه چو شد اهرمن سروش آمد

ز فکر تفرقه باز آئی نظر از کثرت بردار تا شوی مجموع بوحدت یعنی چو شد اهرمن چون اندیشه

دیگر دران هنگام پیدا شود برای نموداری خود بازی ویرا می‌بندند تا او را هیچ شعبده نمودن میسر نشود و بیضه در کلاهش شکسته گردد یعنی هر که شعبده با شعبده‌بازان پیش گیرد بیضه بازی در کله خود شکسته گردد قوله

ای دل بیا که ما به پناه خدا رویم	زان آستین کوته و دست دراز کرد

کوته آستینی و درازدستی عبارت از کم کرداری و بسیارگوئی و بگفتار مغرور شدن و مردم را دلجوئی ای ازین صوفی کم کردار بسیارگوی به پناه رویم قوله

ای کبک خوش‌خرام کجا میروی بناز	غره مشو که گربه عابد نماز کرد

گربه عابد نفس اماره و فلک نماز طهارت و وضو یعنی ای سالک خوش رفتار و ای صاحب دولت نامدار که برفتار خوش میخرامی مغرورانه با تبختر در رفتار می‌آئی به تبعیت نفس و موافقت فلک مغرور مشو و راه راست گذاشته براه کج مرو که تبعیت نفس و موافقت فلک سر بسر دغا و فریب است و چون دغا و فریب عاقلانرا عیب است وجه و نیز معنی آن باشد که ای سالک راه عشق بر هر کسی بحسب ظاهر بینی موافقت شریعت بینی مغرور مشو بلکه بران عمل کنی ع چون بسی ابلیس آدم روی هست • پس بهر دستی نشاید داد دست حبیب السیر آورده که خواجه عماد فقیه را گربه بود هرگاه که خواجه عماد نماز کردی با او موافقت بجا آوردی شاه شجاع این معنی را بر کرامات او حمل نموده پیوسته بر قدم اخلاص خدمت آنجناب کردی خواجه حافظ که ازین معنی در شک بود این غزل گفته فرستاد و قبل ازان راهی بود گربه بر در وی داشت و آن گربه بهر دو دست لعاب خویش دهن می شست کبک خوش‌خرام را بدانجا گذر افتاد گربه را بدین حالت دید دانست که گربه از تاثیر صحبت او پرهیزگار گشته که مستقبل قبله نشسته وضو میسازد بی وسواس پیش او عبور کرد گربه او را در گرفت ازان روز این ضرب المثل شد قوله

این مطرب از کجاست که ساز عراق ساخت	و آهنگ بازگشت براه حجاز کرد

عراق عشق و نیز زند قوله

صنعت مکن که هر که محبت نه راست باخت	عشقش بروی دل در معنی فراز کرد

صنعت مکن تکلف منما محبت نه راست باخت همین قیل و قال را پیشه ساخت آخر الامر فراز کرد

فرازکرد استفتاح کرد قوله

شرمنده رهروی که نظر بر مجاز کرد	فردا که پیشگاه حقیقت شود پدید

فردا قیامت پیشگاه مرتبهٔ حقیقت رهروے عاشقے غزل

ورنه اندیشهٔ این کار فراموشش باد	صوفی ار باده بر اندازه خورد نوشش باد

بادهٔ عشق ومحبت اندازه مقدار استعداد نوشش تریاک ونافع یعنے صوفی ظاهر پرست که هنوز شایان حقیقت نشده ومقام شریعت طے نموده ارادهٔ سلوک ومحبت نماید که فراخور استعداد واسرار ربوبیت خوض کند وقدم پیش نهد که هنوز طفل این راه است واگر آن اندازهٔ خود بیش خورد وضبط اسرار نکند باید که این اندیشه را در دل نیارد و در شریعت راسخ ودر طریق عشق خود را آزرده نسازد دیگر بیت صوفی ار باده الخ دوم بیت صوفیان جمله حریفند الخ شیخ عبد الواحد در حل بعضے ابیات از صوفی وزاهد وشیخ وپاکدامن اهل ملکوت مراد دارند امثال این دو بیت چه معنی باشد جواب آنست که این اشارت براینان سیر نه بروجه حصر بلکه بر جهٔ غالب یعنی چون عرض امانت نامرد خرابات یان میخانهٔ معرفت شد صوفیان پاک سرشت بسیار کوشیدند وبعوض آن جرعه طلبیدند بوئے نشنیدند الا جبرئیل علیه السلام بطفیل مشاطگی این سرستان ازلی موعود رویهٔ بکرهٔ واحدهٔ گشته چون یکبار ببیند از بار دیگر نومید شود تاسف نیاده خورد گویند انکار نه بر اندازهٔ تو بود قوله

دست با شاهد مقصود هم آغوشش باد	وانکه یک جرعه می از دست تواند دادن

معنے آنست که آنکسے که جذبه از جذبات بدیگرے تواند بخشید ودر حق سالکان بخل نکند درشان وے دعا میفرماید ونیز آنکه حظے از حظوظ نفسانی خوف حق ترک دهد شاهد مقصود در آغوش او باد که واما من من خاف مقام ربه ونهی النفس عن الهوی فان الجنة هی الماوی قوله

آفرین بر نظر پاک خطاپوشش باد	پیر ما گفت خطا در قلم صنع نرفت

معنے آنست که انچه حق سبحانه در وجود آورد از خیر وشر نفع وضرر همه باقتضاے عدالت بجا است وانکه خطا نمود میشود از کوته بینی ماست ازانجهت که از ما صدور مے یابد ومعنی بیت نیز همچنین باشد یعنی پیر ما گفت که خطا در قلم صنع ایزدی نرفته همه بر نهج عدالت وصواب است هر چه از قلم رفته آفرین بر نظر پاک او که انچه بمقتضاے بشری خطا در چشم می نشیند آنرا بعین بصیرت غیر از او

در وجود نیست و جز حق دیگرے در چشمش شهود نه مراورا از صدور خطا معذور میدارد ۵ گر نظر در سیر بے نوران کنی ÷ حمله را بیشک ز معذوران کنی ÷ نظر در سیر بے نوران کردن عبارت ازانست که بدیدهٔ غیرت نگرد که بر شخصے بحکم کل اناء یترشح بما فیه هرچه درون دارد بحکم امر ایجادی بے اختیار بظهور می آید که طبیعت آتش چون محرق است نسوزد وجه یعنی وهم خطا در صنع که بر لوح دل من باقتضاء حکمة بالغه و مصلحت کامله صواب بقلم تقدیر رقم کرده بود و بدین سبب در حضیض اولئک کالانعام بل هم اضل سبیلا فرو مانده بودم دست پیر کامل آنرا در استتار عدم آورد و بر فراز شهود ان الله حکیم علیم نشاند برین سوال آنکه چون خطا نبود خطاپوشی بچه معنی بود وارد نشد وجه دیگر اصل در اشیا حسن و لطافت و خیر و شر و قباحت عارضی است و در عبادت تقلیب ادر یعنی آفرین بر نظر پاک پیر صاحب کمال مظهر لطف و جمال باد که خطاپوش است یعنی شر و قبح که عارضی است از نظر وے پوشیده شده یعنی خطا در نمے آید آنچه اصل حقیقت است همان مے بیند چه خوش گفته که خطا در قلم صنع نرفته وجه دیگر خطا قلم صنع نرفته تنبیه بران میکند قاصرانی که اثبات خطا می نمایند و نسبت خطا بصانع زیراکه همه فعل اوست و آنچه در مصرع ثانی است اشارت بر آنست که نمایش خطا در نظر قاصران که دیدهٔ ادراک ایشان از غشاوهٔ تقلید و سبیل صورت بینی پاک نشده و از اطلاع بر فاعل حقیقی و احاطه بر مصالح کلیهٔ نظام همه عالم صواب مینماید نظر او پاک است از غبار کدورت اغیار و خطاپوش است که نظر قاصران مینماید از نظر حقیقت بین او پوشیده و لفظ خطا که در مصرع ثانی است مراد خطا است که در نظر قاصران مینماید نه خطاے فی الواقع وجه دیگر یعنے اے عزیز بے تو و بے کار تو کار ما ساخته است و هرچه هست از انجا به نسبت همه خوب است خالی از مصلحت نخواهد بود ما صنع الله فهو خیر ۵ ز نکو هرچه صادر گشت نیکوست فعل المحب محبوب وجه دیگر جمله معترضه است یعنی پیر ما که آفرین بر نظر پاک خطاپوش او باد چه خوش گفته که خطا در قلم صنع نرفته قوله

شاه ترکان سخن مدعیان میشنود ÷ شرمے از مظلمهٔ خون سیاوشش باد

شاه ترکان کنایه از افراسیاب که پادشاه توران و ترکستان بود و سیاوش پسر کیکاؤس پادشاه ایران و در میان پادشاه ایران و توران همیشه جنگ بود و افراسیاب سیاوش را کشته قوله

چشمم از آئینه داران خط و خالش گشت ÷ لبم از بوسه ربایان لب نوشش باد

خط تجلی صفاتی خال تجلی ذاتی نوش شیرین قوله

نرگس مست نوازش کن مردم دارش	خون عاشق بخور دگر بقدح نوش باد

نرگس مرشد کامل و تجلی ذاتی قوله

گرچه از کبر سخن با من درویش نکرد	جان فدای شکرین پستهٔ خاموشش باد

شکرین پستهٔ خاموشش دهن مراد سر مخفی و وحدت غزل

صبا به تهنیت پیر می فروش آمد	که موسم طرب و عیش و ناز و نوش آمد

صبا جبرئیل تهنیت خبر شادی پیر می فروش سرور کائنات مے شراب نای سے نوش شراب معنے آنست که جبرئیل ع بخوشخبری پیش آن سرور انام در خرامید که موسم عشق و محبت در رسید و دور محنت و اندوه بسر آمد و آوان نای و نوش از در آمد قوله

هوا مسیح نفس گشت و باد نافه گشا	درخت سبز شد و مرغ در خروش آمد

مسیح نفس زندگی بخش یعنے هوا مسیح وار احیای اموات بیش کرد و خاک لونها از بطون خود برآورد و درخت از غایت لطافت هوا سبز شد بهوا برآمد و مرغ از کمال شادی در خروش آمد یعنی پیش از وجود آن سرور بر امم سالفه ابواب عشق مسدود بود چون آن سرور بوجود آمد جبرئیل به تهنیتش آمد و این عقده بر گشاد و ازینجاست که رسول ع فرمود رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر قوله

ز مرغ صبح ندانم که سوسن آزاد	چه گوش کرد که با ده زبان خموش آمد

مرغ صبح کنایه از سالک و مرشد کامل که برای بیدار شدن خواب زدگان غفلت آواز میکند و آنها را بیدار میکنند ندانم که مسترشد او که بمرتبهٔ عرفان رسید چه نکته بگوش کرد که صبح وار دهن بر بست و آن در یتیم را خازن گشته در قعر دریای وحدت نشست با وجود فصاحت و بلاغت و گوناگون سخن پروری گنگ گشت و گل سوسن را نه زبان میشود ده باعتبار کثرت گفته چون خواست که خاموشی سوسن از راه شدن اسرار فامضه از مرغ صبح که بیان آن نتوان کرد بیان نماید او را ده زبان گفت و سوسن آزاد کنایه از طالب قوله

ز فکر تفرقه باز آی تا شوی مجموع	بحکم آنکه چو شد اهرمن سروش آمد

ز فکر تفرقه باز آی نظر از کثرت بردار تا شوی مجموع بوحدت چو شد اهرمن چون اندیشه

کثرت رفت سروش وحدت حقیقی قوله

بگویمت سخنے خوش بیا و بادہ بنوش	که زاهد از بر ما رفت و مے فروش آمد

زاہد نفس نیز مراد صحبت زاہدے فروش عشق قوله

ز خانقاہ بمیخانہ میرود حافظ	مگر ز مستی زہد ریا بہوش آمد

خانقاہ زہد میخانہ عشق غزل

صبا وقت سحر بوے ز زلف یار مے آورد	دل دیوانہ ما را بنو در کار مے آورد

صبا مرشد بوے ز زلف جذبہ از عشق بنو از سر نو معنے آنست کہ مرشد بہنگام سحر قدرے بیان جذبہ عشق در کاری آورد و ہمگی توجہ ما را بدریافت آن مشغوف میساخت و اعلام نصرت ما را می افراخت۔ قوله

فروغ ماہ میدیدم ز بام قصر تو روشن	کہ روی از شرم رخسار تو در دیوار مے آورد

یعنی فروغ ماہ کہ بر بام قصر تو بود آشکارا میدیدم کہ آن فروغ ماہ از غایت شرم رخسار تو رو بدیوار می آورد حاصل بیت آنست کہ فروغ ماہ با جمال برابری نمیتواند کرد قوله

من آن شاخ صنوبر را ز باغ سینہ برکندم	کہ ہر گل کز غمش بشگفت محنت بار مے آورد

یعنے چون آن دلم بہ بیان مرشد التفاتے کہ میشاید نکرد و بحظوظ نفسانی فانی رو آورد بدل پرداختم از باغ سینہ اش برکندہ انداختم کہ ہر گلے کہ از غمش بشگفت محنت بار آورد عاقبت کار ثمرہ اش خار آورد قوله

ز رشک و تاب زلف یار برباد ہوا میداد	دلم ہر نافہ مشکین کہ از تاتار مے آورد

زلف عشق برباد ہوا میداد و تری و اعتبارے نمیداشت نافہ مشکین طاعت و عبادت سخن تاتار نام ولایت مشکخیز مراد زہد و صلاح معنے آنست کہ دلم ہر طاعتے و عبادتے و سخن کہ از زہد و صلاح می آورد عشق از غایت رشک و تاب آنرا وقعتے و اعتبارے نمیداشت قوله

ز بیم غارت عشقش دل خونین رہا کردم	ولے میریخت خون و رہ بدین ہنجار مے آورد

ضمیر شین عشقش بیار دل خونین گنہگار و بدکردار یعنے دلم کہ بفرمان برداری مولی مساعدتے نکرد و توجہ بحظوظ نفسانی آورد از خوف غارت عشقش رہا کردم و از ہستیش بدر آوردم لیکن ہموارہ خون گرستہ در عقبم میرسد و گریہ کنان بدنبالم میرود قوله

بقول مطرب و ساقی برون رفتم گہ و بیگہ	کزین رہ گران منزل خبر شوار مے آورد

یعنے بتبقین مرشد علے الدوام برون رفتم اے ترک نمودم این راه که خطوط نفسانیه است که بالاذکر رفته
چراکه ازین راه خطوط نفسانیه گرد ازا منزل جانان که قرب است یا عشق خبرے نمے دهد یعنے گرد راه نهم
بنظر نمے آید قوله

سراسر بخشش جانان طریق لطف و احسان بود	اگر تسبیح مے فرمود اگر زنارے آورد

تسبیح زهد زنار عشق قوله

عفا الله چین ابرویش اگرچه ناتوانم کرد	برحمت هم پیامے بر سر بیمارے آورد

عفا الله نگهدار دادرا خدا چین ابرو کنایه از عتاب عشوه لطف غزل

صورت دیت نگار ابس بآئین بسته اند	گوئیا نقش لبت از جان شیرین بسته اند

نگار معشوق آئین زیبائی و آراستگی نقش لب صورت لب از جان شیرین بسته اند از جان بوجود
آورده اند یعنے چون جان لطیف و نازک مقدم پیش آمدن مردمان یعنے مردمکها اشک رنگین
اشک خونین آئین زیور زلف جذبه معشوق مشک افشانی بعطر معرفت معطر ساختن عاشقان
عالمان و دانشمندان بصلحت را از براے مصلحت نافه چین طاعت نقشبندان قضا اضافت
بیانیه و نیز الله تعالی نفس مشکین خوشبو و زیبا ماه تابان رخساره عقد پروین کنایه از دگر دعنبر
خط نسرین نام گلے مراد روے غیر ازین یعنے شعراء دیگر تحسین معرز غزل

طائر دولت اگر باز گزارے بکند	یار باز آید و با وصل قرارے بکند

طائر دولت اضافه بیانیه مراد بخت گذارے بکند مدد و معاون شود یار محبوب حقیقی یعنی مرا
دلارامے بود که رفیق جان حزین بود ناگاه از جور فلک از دولت وصال آن محروم شدم اگر بخت
معاونت ما نماید محبوب حقیقی باز برین گذرے کند و وصل میسر آید قوله

دیده را دستگه لعل و گهر گرچه نماند	بخورد خونے و تدبیر نثارے بکند

دستگه کثرت اسباب غنا و سرمایه و قدرت یعنی در آرزوی آن رخ لاله عذار چندان گریستم که قدرت
لعل و گهر که اشک سرخ و سفید است نماند یعنے چشم مرا آب نمانده بغیر ازین علاجے نیست که بخورد
خونے یعنے فکرے کند و تدبیر نثار نماید قوله

کس نیارد بر او دم زدن از قصه ما	مگرش باد صبا گوش گذارے بکند

نیارد نتواند برد و نزد او دم زدن بیان کردن باد صبا مرشد یعنی دلبر ما از بس که غیور ست و عالی است بجناب وی هیچکس طاقت ندارد که پیش او عرض حال نماید غیر از جناب مرشد ما۔ قوله

دلق ام باز نظر را به تدروے پرداز	باز خوانش مگرش قصد شکارے بکند

باز نظر اضافه بیانیه تدرو نام جانور مراد معشوق مجاز و لفظ پرداز متعلق ست به باز نظر باز خوان خوانند ه باز کنایه از میر شکار معنے آنست که خود را بعشق مجازی که قنطرهٔ حقیقی است آراسته ام و سر تا بقدم بدان پیر استه ام تا میر شکاران باز که مرشد است قصد شکار آن کند و از مجاز بحقیقه برد مرشد مرید بعشق را خریداری نماید از ینجاست ؎ بگفت اربانشد در عشق بر جا ٭ بر عاشق شو آنگه پیش ما آئے ؎ ما را نه مرید در دخوان میباید ٭ نه زاهد و حافظ قرآن مے باید ٭ صاحب در دسے سوخته جان میباید ٭ آتش زده بجان و مان میباید ٭ قوله

دوش گفتم بکند لعل لبش چارهٔ دل	هاتف غیب ندا داد که آرے بکند

لعل لب اضافه بیانیه مراد لب ؎ لب که شیرین جوے شد لطف خدا است ٭ باغ جان را زآب او نشو و نما است ٭ قوله

کو کریمے که ز بزم طربش غمزده	جرعه درکشد و دفع خمارے بکند

کریم اشارت بسالک کامل غمزده عاشقے وطلبے قوله

شهر خالیست ز عشاق مگر کز طرفے	مردی از خویش برون آید و کارے بکند

شهر خالیست عشاق مقتضی زمان چنین است که در شهر هیچ جا کاسلے نمی نماید بود کز طرفے شاید که از جانبے مردی از خویش برون آید مردی خود بخود پیدا شود کارے بکند بدد ما رسد و ما را بمراد رساند قوله

یا وفا یا خبر وصل تو یا مرگ رقیب	بازی چرخ ازین یکدو سه کارے بکند

رقیب نفس و شیطان قوله

حافظا گر نروی از در او هم روزے	گذرے بر سرت از گوشه کنارے بکند

هم روزے آخر الامر روزے غزل

عاشقان را در دسر بسیار میباید کشید	داغ یار و غصهٔ اغیار میباید کشید

ز ربط از غیب

مردے از غیب

له ازین هم غزل در نسخ موجودیست

در دسر رنج و محنت قال ع البلاء کنز لا یعطیها الا لولی الله اغیار ملامت بیگانگان دل شب میانهٔ شب تار تاریک داد خواہی فریاد خواہی لئے مظلومی بار برآمدن و وقت درآمدن پیش سکے یار میبایدکشید تحمل شدائد و بلیات باید نمود زلف دنیا و جذبہ آہستہ گردان تخفیفے دہ ضعیفان کنایہ از عاشقان مراد خود معنے این مصرع آنست کہ جنبش آن زلف کہ ذریعہ شہیدا است در قتل میار سلک رنجوران اشارت بزلف برہنجار میباید کشید بطریق آہستگی تا قطع این راہ بہ نیکوترین وجہ دست دہد گل روے معشوق یار عزیز صفت گل است دہقان مزاحمان خار رقیبان غزل

عشق تو نہال حیرت آمد	وصل تو کمال حیرت آمد

یعنے اے محبوب من عشق تو درختے است از حیرت کہ ہر لحظہ و ہر دم بہر کار و بارے برگ و بار حیرت سر میزند و عقل آنجا یکے از سرگشتگان بادیہ پریشانی است و کمال حیرت وصل تست العجز عن درک الادراک ادراک قولہ بس غرقہ بحر وصل کا خر بنا کس غرق دریاے وصل شدہ اند آخر الامر ہم با سر حال حیرت آمد حیرت مرتفع نشد چندانکہ قرب بیشتر حیرت بیشتر ع نزدیکان رابیش بود حیرانی ع نے وصل بماند و نہ واصل ع آنجا کہ خیال حیرت آمد یعنی تفرقہ وصل و واصل تا وقتے است کہ ہوس رفیق اوست و چون در دریاے حیرت افتاد آنجا نہ وصل است نہ واصل نہ وصول از ینجاست ع دوش بہر دلبر خود کفر مے آموختم ؛ آتشے از جان برآمد بابت خود سوختم نیما یعنی بگو درراہ او در طریق عشق و محبت او بر چہرہ نہ خال حیرت آمد بر چہرہ حال او خال حیرت نہ نشست یعنی ہر کہ در مقام حیرت ست قولہ۔ از ہر طرفے کہ گوش کردم از ہر سو و از ہر جانب و از ہر کس از عاشقان شنیدم آواز سوال حیرت آمد ہمگی در حیرت اند قولہ

سر تا بقدم وجود حافظ	در عشق نہال حیرت آمد

یعنے وجود حافظ مسکین از سر تا بقدم درختے است از حیرت کہ اگر من ہنم این شیفتگی از چیست و اگر من او یم این طلب از براے کیست غزل

عشقست نہ سرسریست کز سر بدر شود	مہرست نہ عاریست کہ جاے دگر شود

سرسری سہل و آسان عاریتی عاریتی معنے آنست کہ العشق لایزید ولا ینقص یعنے عشق افزایشی

دکاہشے ندار د نہ بدایتے و نہ نہایتے نہ طلوعے و نہ غروب و نہ نقصان و تحول ۵ اری الایام تبلی کل شیٔ * واشواقی الی لیلیٰ کما ہی
ترجمہ۔ می بینیم ایام را کہ میکند کہنہ ہر چیز را ولیکن شوقہای من بسوے لیلیٰ ہمچنان ہست بی نقصان و کاہش کہ بود
این شوقہا ثمرات عشق مر عاشقانرا ذاتی است و اصلی نہ عارضی و سرسری ایضاً عن الشبلی قال + یقولون ہل اتٰت
باللہ عاشق * فقلت و ہل یوم ماخلوت من العشق * شربت بکاس الحب فی المہد شربۃ * حلا وتہا حتی القیمۃ فی حلقی قولہ

عشق تو در وجودم و مہر تو در دلم	با شیر در درون شد باجان بدر شود

باشیر کنایہ از طفلی باجان تا وقت مرگ بر بلند قولہ

در زان کہ من سرشک فشانم بزندہ رود	کشت عراق جملہ بیکبار تر شود

زندہ رود نام رودیست یعنی گریہ من بجاے رسیدہ کہ اگر اشکہاے خود بزندہ رود اندازم
زندہ رود بحدے طغیانی کند تر شود غرق شو قولہ

گفتم کہ ابتدا کنم از بوسہ گفت نہ	بگذار تا کہ ماہ زعقرب بدر شود

بوسہ وصل ماہ کنایہ از رخ عقرب صفات بشریۃ بدر شود رہائی یابد قولہ

دی در میان زلف بدیدم رخ نگار	بر ہیئتے کہ ابر محیط قمر شود

زلف صفات و نقاب رخ نگار ذات معشوق محیط در گیرندہ قولہ

حافظ بیاد لعلش اگر بادہ میخوری	مگذار ہان کہ مدعیانرا خبر شود

اسے حافظ اگر بیاد لعل او کہ حصول قرب است عشق مے ورزی یا طاعت می کنی ہشیار شو و بروجہی
مکن کہ منکران وزاہدان راخبر شود ای مخفی کہ باخلاص نزدیک نہ بظاہر کہ منسوب بریا است غزل

عکس روی تو چو در آئینہ و جام افتاد	عارف از خندۂ می در طمع خام افتاد

آئینہ و جام اعیان ثابتہ کہ ممکن باشد و می نیز عبارتست از وجود عام کہ واجب الوجود ست و خندۂ مے
جلوہ گر شدن وجود عام حاصل آن کہ انسان کامل کہ عارف این معانیست چون در اعیان ثابتہ خود
عکس وجود خاص یعنی بندوق جلوہ آن بہرہ ور گردید در طمع شہود وجود خاص افتاد کہ طمع خام است مقید امطلق
دانست یحتمل آئینہ و جام کنایہ از دل عارف کہ داناے حقائق و معارف است و خندہ کنایہ از تجلی
عشق و معنے این بچند وجہ مسموع شدہ یکے آنکہ بیان واقعہ حضرت موسےٰ میکند و آنرا میگوید کہ عکس روی تو
بردل موسےٰ افتاد رب ارنی انظر الیک زبان برکشاد لاجرم جواب لن ترانی بر کشاد کہ بگوش خود شنیدم

یحتمل بواقعهٔ حسین منصور حلاج که عکس روی تو که بر دل حسین منصور افتاد آن عارف ازان تجلی در طمع خام افتاد بقول انا الحق بر کشاد فجری ما جری علیه و قطع ارکانه ما لدیه و یحتمل آنکه عارف را چون از مشاهدات تجلیات صفای روی آورد و از خام طمعی خویش آنچه دیدان را عین ذات پنداشت مقصود نمود بهمان اکتفا کرد پس در طمع افتاد و ازان هیچ گام در پیش ننهاد که سلوک عشق را نهایتی نیست ای رعنا آنچه دیده باشی بدان خورسند مشو بران مایست یحتمل که در عبارت از ذات یعنی چون تجلیات بر آئینه و جام که دل ست افتاد عارف از خنده می که عبارت از فیض است و تجلی در طمع خام افتاد دانست که انیکار نهایتش رسید و حال آنکه نهایت نیست قوله

اینهمه نقش در آئینهٔ اوهام افتاد	حسن روی تو بیک جلوه که در آئینه کرد

آئینه کنایه ازان لعل است که روز ازل حضرت واجب الوجود بدان لعل تجلی فرمود و آواز هیبت جلال آن قادر برکمال بگداخت و عالم ملک و ملکوت پرداخت آئینهٔ اوهام اینجمله مصنوعات معنی آنست که حسن روی تو بیک تجلی که دران لعل فرموده و تجلی ذات بآن لعل رو نمود و آواز هیبت جلال بگداخت اینهمه صور و اشکال مصنوعات که نقوش وهمی اند در آئینهٔ اوهام پرداخت و در بعضی نسخه مصرعهٔ اول بدین نوع ست قوله جلوهٔ کرد رخت روز ازل زیر نقاب معنی آنست یعنی تجلی کرد زیر نقاب یعنی در پردهٔ اسماء و صفات محبت اگر ذات بی پردهٔ اسماء و صفات متجلی گردد عالم محو و متلاشی شود ان الله تعالی سبعون الف حجاب اینهمه نقش در آئینهٔ اوهام افتاد ذات در بطون تجلیات و شیون ذاتیه در مرایای اعیان ثابت ظاهر اند همه نقش غریبه در آئینهٔ اوهام افتاد و صور خیالیه و اشکال نقوش وهمیه بظهور آمد قوله

یکفروغ رخ ساقیست که در جام افتاد	اینهمه عکس می و نقش مخالف که نمود

یعنی چندین ظهور گوناگون مخالف از مسلم و کافر و عاشق و فاسق و صادق و کاذب و مطیع و عاصی و عالم و جاهل و عاقل و مجنون و خوب و زشت که در نظر است اینهمه یکفروغ رخ دوست است که در آئینه گون عکس گون پیدا شد از نتیجه بر وجههای خود شیدا می باشد و هر کس بوجهی توجهی دارد مقصود در دنیا و آخرت هم درانست که هم متوجه برانست قوله

احول از چشم دو بین در طمع خام افتاد	راست بین از نظر راست بمقصود رسید

عجب بی بوئی که چندان بو بیا بوی آن بی بوست و عجب بی رنگی که چندین رنگها رنگ آن بی رنگیست

عجب نشانی که چندین بی نشانها نشان آن بی نشان است عجب نهانی که چندین عیانها
عیان آن بی عیانست عجب بیانی که چندین بیانها بیان آن بی بیان است و عجب بیانی
که بهر زبان داستانی و عجب داستانی که بمعنی دیگر پرداز و عجب معنی که بهر صورت نشانی دارد اما از تفرقه صورت
گوناگون بجمعیت رسیدن محال یعنی عارفان کامل بهمه عبارت یکمعنی دیدند و در همه مظاهر یک ظهور دانستند
برادر رسیدیا اما ظاهر بین بسبب تفرقه صورت که مائل بغیر است و طمع شهود وحدت دارد در طمع خام است قوله

در خم زلف تو آویخت دل از چاه ذقن	آه کز چاه برون آمد و در دام افتاد

مخفی نماند که چون سالک بمرتبه از مراتب الهیه که چاه زنخ عبارت ازان است که غوطه میخورد فنا کلی
حاصل نموده مستغرق عین جمع میگردد بعضی در استیلای این مقام مغلوب میشوند ایشانرا مجاذیب
سالکین گویند و ایشانرا کامل غیر مکمل گویند چراکه تفویض هدایت بدیشان مفوض نشد و بعضی از استهلاک در عین
جمع بر ساحل صحو بعد المحو فرود می آیند و هدایت بدیشان مفوض میشود و باز در دام هستی و لوازم او مقید
میشوند ایشانرا کامل مکمل میگویند و صوفی نامند میگوید که دل من از مرتبه محو درست در زلف تو که عبارت
از تعین مرشد است زد تا ازان چاه برآمده بساحل صحو قرار یابد و کامل مکمل شود اما افسوس که باز در دام
هستی مبتلا شد و شیخ عبدالواحد میگوید در حل این دو بیت که جان علوی یعنی روح انسانی که از عالم علویت
هوسی داشت که بتقاضی اصلی خویش بچاه زنخدان فرود آید یعنی بمرتبه طبع بشری و نفس انسانی که آخر مراتب
است پس دست بزلف خم اندر خم که نردبان تنزلات است درزد بمرتبه که نفس و طبع نازل گشت این معنی
بیت الغزل که ما لابعد از چند ورق مرقوم شد و معنی بیت این غزل آنست که دل لطیفه ربانی خواست که
از عنایت حب طبع نفس خود را بفضای عالم حقیقت رسانید و از نشیب چاه تقید بدر رود اطلاق ترقی نماید
و در خم زلف شریعت آویخته باز آید ولی افسوس که از قید طبع و نفس رهید در دام زلف شریعت افتاد این
زمان مقید بدام زلف شریعت است و هنوز بمرتبه اطلاق نمیرسد و درین مصرعه اشارت که تا کسی از طبع و نفس
بکلی خلاص نیابد و مرتبه ادای شریعت نرسد به مقصود نرسد قوله

بچه کند کز پی دوران نرسد چون پرکار	هر که در دایره گردش ایام افتاد

معنی هر که در دایره کل یوم هو فی شان افتاد و بتقلب افعال در تقلب احوال بر روی خود کشاده ماند
پرکار گرد دوران نرود و پریشان نگردد چه کند چون افشای اسرار نمود متوهم شد که مبادا کسی پندارد

که خواجه خود را از خاصان مے شمارد و اظهار این اسرار بر خود ستائی محمول دار د لاجرم مے نگارد قوله

غیرتِ عشق زبانِ همه خاصان ببرید	از کجا سرِ غمش در دهن عام افتاد

یعنے خاصان از این معنے دم نمیزنند من که از جملهٔ عوام نیدانم که سر غم او از کجا در دهن من افتاد و هر گاه یکے از خواص و عوام از مسجد بخرابات افتاده است عذر این معنے میکند قوله

من ز مسجد بخرابات نه خود افتادم	اینم از عهد ازل حاصل فرجام افتاد

یعنے از مسجد که محل طاعت است و آن موجب قربت یعنے عالم اطلاق به خرابات که مقام معصیت است و آن موجب بعد است یعنے در عالم تقید من خود نیفتاده ام بلکه مرا این نصیبه ازلیست و با این که نصیبه ازل از خود نمے توان انداخت قوله

آن شد اے شیخ که در صومعه بازم بینی	کار ما با رخ ساقی و لب جام افتاد

یعنے اے شیخ آن وقت رفت که مرا در صومعه تقید باز بینی و من از روئے مرتبهٔ اطلاق نیارم و بحسب کشف و شهود از مشاهده اسرار آن مرتبه هیچ بر ندارم زیراکه کار من بارخ ساقی و لب جام افتاد و بمد تجلی آن روے و معونت مستی انجام در ریاضت بزرگ خود خواهم کشاد و لحظه نخواهم آسود تا که مشاهده اسرار نخواهم نمود و یا مراد آن بود که اے شیخ آن رفت که مرا در صومعه تن باز بینی و من بزندگانی مستعار قرار گیرم زیراکه کار من با ساقی سقاهم ربهم شراباً طهوراً و جام آن شراب افتاد و جان من با تجلی از عالم فنا بعالم بقا رضا داد و چرا رضا ندهد بدان و حال آنکه قوله

زیر شمشیر غمش رقص کنان باید رفت	کانکه شد کشته او نیک سر انجام افتاد

پوشیده نماند که ربط این تقریر دلپذیر اخیر با بیتے دارد اما وجه ربط تقریر نخستین آنست که چون فرمود که من ریاضت خواهم کشید و لحظه نخواهم آرمید احتمال آن باشد که کسے گوید که چنین نباید که موجب هلاکت باشد فرمود که زیر شمشیر غمش تا آخر و نیک سر انجامے کنایه از مضمون این قول است من قتلته فانا دیته پس بشکر این نعمتهاے گوناگون که از عدم بوجود رسید در وجود بلذات و تجلیات متکثره غیر متکرره فائز گردید و باز از جمیع لذات وجود اعراض میدهد بامید نیک سر انجام طریق هلاک گیرند و حصول اینهمه مراتب از آثار لطف او دیده زبان میکشاید و میفرماید قوله

هر دمش با من دلسوخته لطفے دگر است	این گدا بین که چه شایستهٔ انعام افتاد

معنی این تقریر سابق بوضوح پیوست قوله[1] بر تدی علمم بعاشقی مشهورم طبل نهان چه زنم تا کے
پنهان دارم طشت من از بام افتاد رسوائے عالم شدم و آشکار گردیدم قوله

صوفیان جمله حریفند و نظر باز ولے	زانمیان حافظ دل سوخته بدنام افتاد

معنی آنست که جمیع صوفیان این حالت دارند و بامید حصول آن مامول که مشاهدهٔ آثار عالم اطلاق است
پیوسته در کار اند اما من بسبب کثرت کوشش در حصول آن مطلب ما بسبب خود کامی که استعجال
وصال نمودم و لحظه نیاسودم تا همه بحال ... رند بدنام گشتم یعنی شهرت یافتم و اینهمه خود کامی
است که هم خواجه فرمود ز خود کامی بید نامی ... آخر و میتواند بود که چون ادعاء اختصاص فرمود
بالنعام ملایم ندید بجهت آنکه جمله صوفیان را همین حالت فرمود که همه صوفیان را همین حالت است اما
به سبب دل سوختگی که باعث کثرت ناله است و کثرت ناله باعث شهرت صاحب آن مقاله بدنام
گشتم و مشهور بخراج و نظر بازی شدم غزل

غلام نرگس مست تو تاجدارانند	خراب بادهٔ لعل تو هوشیارانند

نرگس مست کنایه از ذات باعتبار استغنا و تجلی خراب مست لایعقل بادهٔ لعل کنایه از بوسه
و یا سخن قوله

ترا صبا و مرا آب دیده شد غماز	وگرنه عاشق و معشوق راز دارانند

ترا خطاب بمعشوق صبا مرشد که همدم در اظهار فضائل و کمالات آید دیده گریه غماض ظاهر کنند که راز
وگرنه عاشق و معشوق راز دارانند باید ما و ترا غیر از ما و تو کسے در نیابد قوله

بزیر زلف دوتا چون گذر کنی بنگر	که از یمین و یسارت چه بیقرارانند

زلف دوتا کفر و اسلام که الکفر والایمان مقامان من وراء العرش یمین دست راست
یسار دست چپ قوله نقش[2] چهرهٔ عشاق صورت خاک آلود عاشقان میتوان دیدن
معلوم نمودن قوله

رقیب در گذر و بیش ازین مکن نخوت	که ساکنان در دوست خاکسارانند

ساکنان در دوست عاشقان خاکسار خوار و گرد آلود قوله

گذار کن چو صبا بر بنفشه زار و ببین	که از تطاول زلفت چه سوگوارانند

[1] این بیت در نسخ موجوده نیست ۱۲

[2] این بیت با ذره شده ۱۲

بنفشه گلی ست خمدار سر بر کوع و بنفشه زار مراد حلقهٔ عشاق تطاول دراز دستی زلف جذبه سوگواران ماتم زده قوله

نه من بر آن گل عارض غزل سرایم و بس ||| که عندلیب تو از هر طرف هزار انند

گل عارض ذات احب الوجود غزل سرایم ثنا گوی هستم عندلیب عشاق و مدح خوانان قوله

نصیب ماست بهشت ای خدا شناس برو ||| که مستحق کرامت گناهکارانند

ای خداشناس زاهد ظاهر پرست که خود را خداپرست میداند یا باعتبار تسخر چون شیخ پاکدامن مستحق کرامت هی امة مذنبة وانا رب غفور گناهکارانند انا المشتاق الی المدبرین ای عاصی پر معاصی از فضل و کرم رب العالمین نومید مشو که انین ناله حزین و عنین قلوب منکسرین محبوب مین احب الی من تسبیح المقربین قوله

بیا بمیکده و چهره ارغوانی کن ||| مرو بصومعه کانجا سیاه کارانند

میکده مقام عشق و آستانهٔ پیر چهره ارغوانی کن سرخروئی حاصل نما صومعه زهد سیاهکاران ظاهر پرستان و ریاکار قوله

تو دستگیر شو ای خضر پی خجسته که من ||| پیاده میروم و همرهان سوارانند

دستگیر مددگار خضر پی مرشد پیاده یعنی بی مرکب عشق نیز بی استعداد یا بقصد بیع تمام قوله

خلاص حافظ از آن زلف تابدار مباد ||| که بستگان کمند تو رستگارانند

زلف جذبهٔ عشق بستگان مقیدان عشق کنایه از عاشق رستگارانند رستگار از ما سوی الله.

غزل

قتل این خسته بشمشیر تو تقدیر نبود ||| ورنه هیچ از دل بیرحم تو تقصیر نبود

این غزل در جدائی مرشد است خسته مجروح تیر محبت بیرحم بیرحمی صفت محبوب است یعنی مرشد را هنگام جدائی بحکم النعمة اذا فقدت عرفت عرض حال خود میکند بعجز و انکسار میگوید که کشتن این مجروح و بکمال رسیدن این خسته بتوجه و قصد تو تقدیر نبود و گرنه از لطف و کرامت تو هیچ تقصیر نبود که انک لا تهدی من احببت ولکن الله یهدی من یشاء قوله

من دیوانه چو زلف تو رها میکردم ||| هیچ لایق ترم از حلقهٔ زنجیر نبود

دیوانه مغلوب عشق زلف جذبه مراد وصل زنجیر عشق معنے آنست که این دیوانه را از خرد بیگانه چون از صحبت جدا می شدم وجذبهٔ لطف تو رها کردم هیچ لائق تر مرا از حلقهٔ زنجیر نبود که کنایه از عشق و جنون باشد الحمد لله که وآن میسر آید قوله

که در وآه مرا قوت تاثیر نبود	یارب آئینهٔ حسن تو چه جوهر دارد

معنے آنست که آئینهٔ حسن خلق تو چه جوهر دارد که در تقصیرات ما اثر ندارد هرچند باقتضاے بشریت تقصیرات از ما بوجود می آید مرشد آن را بخاطر نیاورده باز بهدایت ما میکوشد اللهم اهد قومی فانهم لا یعلمون و نیز معنے آنست که ای یارخدایا آئینهٔ حسن تو که مجموعهٔ صفات حمیده است جوهر دارد که در تقصیر و عصیان مرا اثرے نمے آرد و هرچند عصیان ما زیاده شود بحکم سبقت رحمتی علے غضبی شمول رحمتم می نمود و ایراد آئینه و آه از تلازمات شعریست که آئینه از آه تباه میشود و ذات پاک ایزد رحمن از معاصی و خطای عبادت متغیر نمے گردد قوله

چون تو در صومعه یک پیر نبود	سر ز حیرت نمی و میکده ها بر کردم

یعنی از غایت حیرت در عالم عشق در آمدم چون در صومعه نشینان هیچ پیر آشنای محبت تو در نیافتم قوله

خوشتر از نقش تو در عالم تصویر نبود	نازنین تر ز قدت در چمن دهر نخاست

عالم تصویر دنیا معنے آنست که سربسر عالم گردیدم نازنین تر از قد تو در چمن دهر برنخاست و بعالم وجود دست ایزد تعالیٰ نه پیراسته خوشتر از نقش تو که بعالمیان نموده عالم تصویر که دنیاست نبود قوله

حاصلم دوش بجز نالهٔ شبگیر نبود	تا مگر همچو صبا باز بکوے تو رسم

شبگیر سحر و آخر شب این گردیدن من گرد عالم نبود مگر آنکه بدین وسیله باز همچون صبا بکوے تو رسم لیکن هرچند گردیدم غیر از ناله حاصلے نشد قوله

جز فنای خودم از دست تو تدبیر نبود	آن کشیدم ز تو ای آتش هجران که چو شمع

یعنے ای محبوب من از هجران تو آن سختیها و بلیات کشیدم که همچو شمع جز فنای خودم از عشق تو تدبیر نبود و بیخودی خود در آن دیدم قوله

که بر هیچکسش حاجت تفسیر نبود	آیتے بود عذاب آمده حافظ بے تو

یعنے حافظ بے تو آیت عذاب بود نازل شده که هیچکس را حاجت تفسیر آن نبود غزل

کنون که در چمن آمد گل از عدم بوجود ‌‌ ‌‌ بنفشه در قدم او نهاد سر بسجود

چمن دنیا گل آدم بنفشه ملک معنی آنست که اکنون گلے آسا در چمن دنیا صورت انسانی تو از عدم بوجود آمد و از کمال تعظیم ملائک را مسجود تا کے بشبستان جوانی در خواب غفلت مانی قوله

بنوش جام صبوحی بناله دف و چنگ ‌‌ ‌‌ ببوس غبغب ساقی بنغمهٔ نے و عود

صبوحی شراب بامداد که برائے دفع خمار نوشند مراد تیقظه و بیداری و هوشیاری از خواب غفلت دف و چنگ کنایه از سلف که ایشان در مصنفات خویش انچه گفتنی است گفته اند هر که آنرا مطالعه کند از خواب غفلت برآید غبغب ساقی حصول جذبهٔ عشق نے و عود هر دو ساز کنایه از مرشد یعنی جام صبوحی و هوشیاری از سلف برکف آر و جذبهٔ عشق بارشاد مرشد وقت بدست آر که قادر بر کمال تر ابعین عنایت برگزیده و در احسن تقویم آفریده پس در اسفل السافلین بماندن ناخوش و دون همتی است قوله

بباغ تازه کن آئین دین زرتشتی ‌‌ ‌‌ کنون که لاله برافروخت آتش نمرود

باغ کنایه از وجود سالک زرتشت نام حکیمے که واضع دین آتش پرستی بود دعوی نبوت نمود و زند و استا که کتابهاست در احکام آتش پرستی تصنیف اوست گفت بر من نازل شده اند مراد از زرتشت مرشد عشق آئین زرتشتی اعمال موهوم عشق بازی لاله گلے ست سرخ رنگ کنایه از افروزش وجود هنگام طلوع موسم جوانی آتش نمرود کنایه از عشق معنے آنست که در باغ وجود آئین زرتشتی تازه کن و خود را در عشق بلند آوازه کن که اکنون یعنے در بهار جوانیت وجودت لاله وار شگفته معائب تمام در زیر آن نهفته یعنی آتش جوع و مجاهده در وجود بفروزد و از غیرت غیر را بسوزد که بغیر از آتش آئینه ضمیر صفائے نپذیرد و زنگ خودی و بیزاری ازان آئینه دور نمیکنی اے برادر تا توانی دران هنگام از مجاهده خود رو نمائی تا خود را بدان وسیله مدارج علیا رسانی و میتواند که زرتشت مرشد باشد که اعمال عشق باشد و رسوم عشقبازی که با آتش پرستی مانند انگیخته باشد و مسترشد را دران بر انگیخته و لاله کنایه از دل سالک یعنی چون لاله زار عشق از دست سر برزد و عروس وار پرده از رخ بر آورد آئین مجاهدات را در باغ وجود تازه کن و ریاضاتے که از ظاهر پرستی کرده آنرا مشمر قوله

بدور گل منشین بے شراب و شاهد و چنگ ‌‌ ‌‌ که همچو دور بقا هفته بود معدود

بدور گل در ایام بهار جوانی بے شراب نے عشق و محبت شاهد معشوق چنگ مرشد و سخنان عشق قوله

ز دست شاہد نازک عذار عیسی دم	شراب نوش و رہا کن حدیث عاد و ثمود

شاہد نازک عذار مرشد باعتبار جمال ظاہر و زندگی بخش عیسی دم کمال معنوی عاد و ثمود نام دو قبیلہ
حدیث عاد و ثمود قیل و قال و قصہ خوانی قولہ

جہان چو خلد برین شد بدور سوسن و گل	ولے چہ سود کہ در وے نہ ممکن ست خلود

جہان چو خلد برین شد بمنزلہ بہشت است و فرح بخش بدور سوسن و گل بسبب شگفتن گلہای مصنوعات و تجلیات ربانی و لے چہ سود ما چہ فائدہ کہ در وے نہ ممکن ست خلود ہمیشہ جا ماندگی نیست یعنے دلبستگی نباید نمود قولہ

شدہ برَوح ریاحین چو آسمان گلشن	زمین اختر میمون و طالع مسعود

بروح ریاحین اضافہ بیانیہ و ریاحین گلہا مراد عارفان اہل میمون مبارک مسعود نیک معنی این بیت آنست کہ زمین بکمال سعادت خود بسبب ذات با برکات عارفان و عاشقان مانند آسمان روشن گردیدہ قولہ

چو گل سوار شود بر ہوا سلیمان وار	سحر کہ مرغ در آید بنغمۂ داؤد

گل مراد تجلی سوار شود ظہور کند بہجت مرغ سالک بنغمہ داؤد خوش الحانی مراد ذکر و یاد قولہ

بیار جام لبالب بیاد آصف عہد	وزیر ملک سلیمان عماد دین محمود

آصف بضم جامہ ایست معروف و بفتح نام وزیر سلیمان واو یکے از علمای بنی اسرائیل بود پدر او برخیا نام داشت قولہ

بود کہ مجلس حافظ بیمن ترتیبش	ہر انچہ می طلبد جملہ باشدش موجود

یمن فرخندگی و خجستگی غزل

سے کہ شعر تر انگیز و خاطر کہ حزین باشد	یک نکتہ ازین دفتر گفتم کہ ہمین باشد

شعر تر شعرے را گویند کہ در وے ہیچ گرفتگی نبود و تعقیدی نباشد مراد سخنان عشق و محبت کہ مقبول دلہا باشد خاطر کہ حزین باشد خاطرے کہ گرفتار تعلقات دنیوی باشد زین و فتر کنایہ از دفتر عشق قولہ

از لعل تو گر یابم انگشتری زنہار	صد ملک سلیمانم در زیر نگین باشد

لعل کنایہ از لب انگشتری زنہار رسمے است کہ چون ملوک و امراء فوج بر موضعے تعین میکنند و شخصے از ان موضع چون نزد ملوک آید و پناہ طلبد ملوک تیرے از ترکش خود یا انگشتری از دست خود باو دہند

تا از دست بر دآن فوج در امان باشد دانند که با طاعت در آمده معنی آنست که اگر از لعل لب تو که عبارت از بطون کلام اگر انگشتری امان و اسم اعظم نشان یابم که حافظ وقت من باشد از اغیار صد ملک سلیمان در زیر نگین باشد و بصد وجه موجب تمکین شود یعنی در مقام ما رایت شیئا الا و رایت الله و در حکم من له المولی فله الکل قوله

غمناک نباید بود از طعن حسود ایدل	شاید که چو وابینی خیر تو درین باشد

غمناک لفظ ناک بمعنی اتصاف و بمعنی خداوند طعن طعنه وابینی بازبینی یعنی بنظر غور بینی قوله

هر کو نکند فهمی زین کلک خیال انگیز	نقشش بحرام ار خود صورتگر چین باشد

زین کلک خیال انگیز مراد کلمات عشق نقشش بحرام طریق ضرب المثل است اگر کسی قدری وقاحتی خوب ارد و کاهل و کند بود از اهانت او ر النقش بحرام گویند ای صورت حرام که هیچ کاری نه آید قوله

جام می و خون دل هر یک بکسی دادند	در دایرهٔ قسمت اوضاع چنین باشد

جام کنایه از می نوشی مراد عیش و عشرت دل پر خون عشق مراد رنج و محنت قوله

در کار گلاب و گل حکم ازلی این بود	کان شاهد بازاری وین پرده نشین باشد

گلاب صوفی و مشائخ و ملامتی گل ملامتی و صوفی شاهد بازاری اشارت بگل وین اشارت به گلاب قوله

آن نیست که حافظ را رندی شود از خاطر	کاین سابقهٔ رندی تا روز پسین باشد

سابقه پیشین عهد ازلی تا روز پسین روز قیامت ودوم ز بیت غزل

کسی که حسن رخ دوست در نظر دارد	محقق است که او حاصل بصر دارد

رخ اشاره از ظهور تجلی جمالیست و سبب بمبدأ احد گردد و نیز عبارت از وحدانیت است معنی آنست که هر کسی که در همه جا و هر شئ جمال او معاینه کند محقق است که کمال بینائی مراد او راست قوله

چو خامه بر خط فرمان او سر طاعت	نهاده ام مگر او سر به تیغ بردارد

یعنی قلم وار سر طاعت و بندگی بر فرمان او نهاده ام و هیچ نوع بر داشتنی نه ام مگر سر او به تیغ برارد که دران وقت کار بدست من نیست قوله

بپایبوس تو دست کسی رسید که او	چو آستانه برین در همیشه سر دارد

بتراش
ناکا(؟)

یعنی شرف پابوس تو کسے را دست داد که او مدام سر برین آستان است قوله

نزد رقیب تو هرگز بسینه ام تیرے	ز بس که تیر غمت سینه بی سپر دارد

از بس که تیر عشق تو سینهٔ ما بے سپر ساخته و در پیش نهاده رقیب تو هرگز بران تیر نزد چه ظاهر است
هر که سر را پیش کند هر چند عدو باشد رحم نماید قوله

ز زهد خشک ملولم بیار بادهٔ صاف	که بوے باده مدامم دماغ تر دارد

خشک طاعت و عبادت بی عشق بیار بادهٔ صاف یعنی عشق مستغرق باش. بوے باده لذت عشق
مدامم دماغ تر دارد مدام موجب فرحت ماست قوله

ز باده هیچت اگر نیست این نه بس که ترا	دمے ز وسوسهٔ عقل بے خبر دارد

ز باده هیچت اگر نیست یعنی اگر از عشق هیچ فائده تو نیست این نه بس این کفایت سے کند
وسوسهٔ عقل جنگ وجدل و قیل و قال بیخبر دارد آزاد سازد قوله

کسے که از رهِ تقوے قدم برون ننهاد	بعزم میکده اکنون سرِ سفر دارد

یعنی کسیکه زهد و پارسائی او بکمال بود و قبل ازین مشهور کنایه از خود عزم صبر و ثبات در کار میکده
عالم عشق سر خیال قوله کسے بوصل تو چون شمع یافت پروانه پروانه حصول موصل چون
شمع کسے را دست داد که زیر تیغ تو هر دم سر دگر دارد هر دم از تو سر دگر دارد و فداے تیغ عشق
تو سازد دیر نشانی تصدیعات که هست یعنی در پیش دارم نظر دارد نگاه بے نکند قوله

دل شکستهٔ حافظ بخاک خواهد برد	چو لاله داغ هوای که بر جگر دارد

بخاک خواهد بود وقتے که بخاک خواهد بود آن وقت هم هوا محبت غزل

کلک مشکین تو روزی که ز ما یاد کند	ببرد اجر دو صد بنده که آزاد کند

یعنی اے محبوب من روزے که بنامه و پیام این غریب بینوا را یاد نمائی اجر آزادی دو صد بنده یابی قوله

قاصد حضرت سلمے که سلامت بادا	چه شود گر بسلامے دل ما شاد کند

سلمے نام معشوقهٔ عرب مراد معشوق بسلامے دل ما شاد کند اے سلامے بما رساند قوله

امتحان کن که بسے گنج مرادت بدهند	گر خرابی چو مرا لطف تو آباد کند

امتحان کن در معرض امتحان در آر بسے گنج مرادت بدهند بموجب من یسّر علی معسر یسّره الله

ے این بیت یافته نشد ۱۲

تعالیٰ من قضی حاجۃ اخیہ المسلم قضی اللہ لہ الف حاجۃ کز خرابی کہ ازین دوری و مہجوری لطف تو آباد کند بوصل رساند قولہ

قدر یکساعت عمرے کہ در و داد کند	شاہ را بہ بود از طاعت صد سالہ زہد

از طاعت صد سالہ زہد قال ع العدل ساعۃ خیر من عبادۃ الف سنۃ کہ در و داد کند بفریاد غریبان رسد قولہ

کہ برحمت گذرے بر سر فرہاد کند	یارب اندر دل آن خسرو شیرین انداز

خسرو شیرین اضافہ بیانیہ یعنے معشوق فرہاد نام سنگتراشے عاشق شیرین اینجا کنایہ از خود قولہ حالیا عشوۂ عشق تو ز بنیادم برد۔ حالیا الحال تا دگر بارہ جفائے تو چہ بنیاد کند آیندہ را عدم استغنای تو چہ در پیش آرد قولہ۔ گوہر پاک تو از مدحت ما مستغنی است یعنی ذات تو احتیاج مدح کردن ما ندارد فکر مشاطہ چہ با حسن خدا داد کند۔ مشاطہ آرایندۂ عروس شانہ نیز کنایہ از خود یعنی حسن خداداد از تعریف تقریر مشاطہ فکر منزہ است قولہ

خورم آن روز کہ حافظ رہ بغداد کند	رہ نبردیم بمقصود خود اندر شیراز

مدتے در شیراز توقف نمودیم بمقصود نرسیدیم وا وشان توجہ بدان صوب نمودہ بغداد کند متوجہ آن صوب شود گویند کہ مرشد حافظ بسفر در انجا رفتہ بود غزل

خون شد دلم ز درد بدرمان نمیرسد	کارم ز دور چرخ بسامان نمیرسد

دور چرخ گردش فلکی سامان آسودگی در مراد ہجر درمان وصل باآنکہ باوجود قولہ

تا آب رخ نمیرودم نان نمی رسد	چون خاک راہ پست شدم ہمچو باد باز

آب رخ کنایہ از عزو وقر نان نمیرسد مشاہدۂ محبوب کہ قوت عاشقانست قولہ

بیچارہ را چہ چارہ چو فرمان نمیرسد	سیرم ز جان خود بدل راستان ولے

چو فرمان نمیرسد چون حکم مردن نمیرسد از آرزو قوت از آرزوے تو زار لاغر آوخ افسوس و دریغ کہ آرزوے آسان نمیرسد بے جرنج و محنت حصول آرزو نمیشود قولہ

از گلبنے گلے بہ گلستان نمیرسد	تا صد ہزار خارنے روید از زمین

خار رنج واندوہ از زمین از وجود سالک از گلبنے گلے بگلستان نمیرسد تجلی معشوق

بر دل عاشق وارد نمی‌شود قوله

یعقوب را دو دیده ز حسرت سفید شد
آوازهٔ ز مصر بکنعان نمیرسد

یعقوب پدر یوسف علیه السلام دو دیده ز حسرت سفید شد اشاره بکریمه وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ آوازهٔ ز مصر خبری از شهر معشوق بکنعان نمیرسد بملک عاشق نمیرسد حاصل این بیت آنکه عاشق را از غایت غم و اندوه دیدها سفید شد و هنوز مژده معشوق بعاشق نمیرسد قوله

از حشمت اهل جهل بکیوان رسیده اند
جز آه اهل فضل بکیوان نمیرسد

حشمت دبدبه اهل جهل درویشان مقلد کیوان زحل که مقامش هفتم آسمان است یعنی بمرتبهٔ بلند آه اهل فضل عارفان تقاضای زمان چنین روداده که درویشان مقلد صاحب حشمت و عارفان گرفتار غم و الم قوله

از دستبرد جور زمان اهل فضل را
این غصه بس که دست سوی جان نمیرسد

دستبرد غلبه و تاراج اهل زمان اهل ظواهر اهل فضل عاشق دست سوی جان نمیرسد بمقصد نمیرسد قوله

حافظ صبور باش که در راهِ عاشقی
هر کس که جان نداد بجانان نمیرسد

صبور باش صابر بر شدائد و بلیات بدان که عاشقی را سه مقام است اول و اوسط و آخر اول آنست که شیخ نجم الدین کبری در عشقیه می نگارد که عاشق همه روز در یاد معشوق بود و شب بیخواب روز بی آرام شب و روز مجاور کوی معشوق بود و خانهٔ معشوق را قبلهٔ خود سازد و همه روز گرد خانهٔ معشوق طواف کند و بر در و دیوار معشوق نگاه کند تا باشد که جمال معشوق از دور ببیند تا از دیدار معشوق راحتی بدل مجروح وی رسد و مرهم جراحت دل وی گردد و اوسط آنست که در عشقیه شیخ نجم الدین است که عاشق تحمل دیدار معشوق نتواند کرد چون معشوق را ببیند لرزه بر اعضای او افتد خوف آن باشد که بیفتد و بیهوش گردد زیرا که آتش عشق بتدریج اندرون عاشق را می سوزاند و پاک و صافی میگرداند تا دل عاشق چنان لطیف و نازک میباشد که تحمل دیدار معشوق نمی تواند کرد از غایت نازکی خوف آن باشد که از این تجلی معشوق نیست شود این مقام است که عاشق فراق را بر وصال ترجیح می نهد و در فراق راحت و آسایش می یابد همه روز باندرون با معشوق میگوید و از معشوق می شنود و آخر آنست که در عشقیه شیخ نجم الدین است که دل عاشق را از غیر خالی میسازد آنگاه عاشق خود را

نے بیند ہمہ را معشوق مے بیند اگر خود دگر جنبد دگر مے گیرد واگر آید پندارد کہ معشوق است کہ میخورد و می جنبد و میرود و مے آید اندوہ فراق نماند از غم ہجران خلاص یابد و چنان باشد کہ اگر معشوق را از بیرون بیند التفات نکند و بحال خود باشد و متغیر نشود از جہت آنکہ در اندرون است و دل بلوے انس گرفتہ و دل را مستغرق خود گردانیدہ متاثر نمیشود و متغیر نمیگردد از برون کہ دور تر است اگر کسے سوال کند کہ درین مقام اگر از بیرون متغیر نمیشود راست چرا بیرون التفات نمیکند چون بیرون و اندرون یکے اند جواب آنست کہ عاشق با تش عشق سوختہ و بغایت لطیف و روحانی شدہ و جمال معشوق را کہ در دل وطن ساختہ و ہمگی دل را فرو گرفتہ ہم بغایت لطیف و روحانی و التفات روحانی بر جانی باشد و التفات بجسمانی نباشد انا الیلی و مجنون از ینجا ست و چون جمال معشوق ہمگی دل را فرو گرفت چنانکہ ہیچ چیز دگر را راہ نماند عاشق خود را نے بیند ہمگی معشوق را مے بیند پس متغیر وقتے شود کہ دو کس باشند و التفات وقتے کنند کہ دو کس بوند درین مقام ہست کہ طلب بر میخیزد و فراق و وصال نمیماند و خوف و امید و قبض و بسط ہزیمت میشود و آن ہر سہ مقام بروجہ اند اگر مشروح بیایم سخن دراز میگردد بنا بران بمختصر اکتفا کردم اما آخر عاشقی فنا است کہ العشق اولہ حرق و آخرہ قتل جان نداد فانی از خود نشد بجانان نیرسد باقی بحق نمیگردد غزل

یکیند آن دو کہ مست و خراب میگردند	نشستہ پشت بر آفتاب میگردند
دو ترک زادہ و خرگہ نشین ہستند	بسان ساقی و جام شراب میگردند
دو بحریند کہ درعین آب میباشند	چو آفتاب بجاے خراب میگردند
دو صوفیند کہ در دلق ازرقند مدام	درون صومعہ مست و خراب میگردند
دو دزد رہزن و دو ترک شوخ عیارند	بگرد نقدگہ شیخ و شاب میگردند
دو شیر گیر چو روباہ خوش فریبانند	بگاہ صبح و گہے ماہتاب میگردند
دو زنگیند کہ ملاح وار گرد محیط	بسان زورق سیمین بر آب میگردند
دو نازنین بلاجوے فتنہ انگیزند	بقصد حافظ مسکین شتاب میگردند

آن دو کہ مست و خراب میگردند اشارت بدو چشم آفتاب پیشانی دو ترک زادہ اشارہ بچشم دو بحری اشارہ بچشم دو صوفی اشارہ بچشم دلق ازرق مردمک صومعہ خانۂ چشم مست مخمور

[illegible]ب پیشان دو دزد اشارہ بچشم رہزن از انجہتہ کہ از زہد بعشق آرندہ شوخ بیباک عیار چست و
چالاک نقدگہ دل شیخ بیر شاب جوان دو شیر گیر اشارہ بچشم شیر اشارہ بران محیط دریاسان مانند زورق کشتی

	گفتا بچشم ہرچہ تو گوئی ہمان کنند	گفتم کیم دہان و لبت کامران کنند	غزل

بچشم اشارہ بقبول چنانچہ گویند بسر و چشم قولہ

	گفتا درین معاملہ کمتر زیان کنند	گفتم خراج مصر طلب میکند لبت	

مصر کنایہ از وجود خراج مصر مراد حیات مستعار لب مراد کلام از ذکر سبب و ارادۂ مسبب این معاملہ
کنایہ از دادن شئ مستعار و خریدن لب کمتر زیان کنند زیانے ندارد قولہ

	گفت این حکایتیست کہ بانکتہ دان کنند	گفتم بنقطۂ دہنت خود کہ برد راہ	

نقطۂ دہن سر مخفی کنج پنہان مراد کنہ ذات کہ بردراہ ہیچکسے را بدان راہ نہ و ہیچ مردے ازان
آگاہ نہ این حکایتیست کہ بانکتہ دان کنند یعنے ہر فردے دانندۂ این کار و ہر مردے محرم این
اسرار نیست قولہ

	گفتا بکوے عشق ہمین و ہمان کنند	گفتم صنم پرست مشو با صمد نشین	

صنم مرشد و معشوقہ پرست صمد خداپرستی و مراد از عشق عشق حقیقی است و در عشق حقیقی فرقے
میان صنم و صمد لازم نیست چنانچہ کسے گفتہ ؎ گر شود جامہ بدل شخص مبدل نشود ؞
ہر کجا با صنم آمد بزبان با صمد است ؞ و ہر گاہ دوئی درمیان نیست ہمان یک معشوق از ہر ذرہ
جلوہ میگردد نیز دیگرے گفتہ ؎ چشم گہر شناس نداری چگومیت ؞ کاین نوع صدف چگونہ
بیکدانہ پرشدہ ؞ پس خواہ با صنم نشنید خواہ با صمد مشاہدۂ ہمان معشوق حقیقی مینماید لیکن
این حالت مجذوب مستہلک است اما سالک با وجود مشاہدۂ حقیقی ہمہ جا عمل بران میکند کہ در
ہرچہ نامشروع است نشان قہر و جلال بیند و در ہرچہ مرضی بود نشان لطف و جمال یا بد بہ بیند
یعنے از مظاہر قہر بگریزد و در مظاہر لطف آویزد و در تجلی صفاتی گوید اعوذ برضاک من سخطك
و در تجلی ذاتی گوید اعوذ بك منك قولہ

	گفتا خوش آن کسان کہ دلی شادمان کنند	گفتم ہوای میکدہ غم می برد ز دل	

ہواے آرزوے میکدہ عشق غم مے برد ز دل رنج غم می نماید دلے شادمان کنند بدلے

فرحت سانند قوله

گفتم شراب و خرقه نه آئین مذهب است	گفت این عمل بمذهب پیر مغان کنند

شراب عبارت از حیرت است که بیخود میسازد و سرود دست ساز عاشقانست چنانچه شاعرے گفته ؎ از مے همه آب لعل و زر فهم مکن ٭ هر چیز ترا از تو ستاندے تست ٭ پس معنے آنست که گفتم جمع کردن میان خرقه که علامت صلاح است و درمیان سرود که علامت فسق است طریق هیچ مذهبے از مذاهب اربعه نیست جواب داد که اینعمل در مذهب اولیای کامل میکنند چنانچه سعدی گفته ؎ بگویم سماع ای برادر الخ قوله

گفتم ز لعل نوش لبان پیر را چه سود	گفتا ببوسهٔ شکرینش جوان کنند

لب لطف لعل نوش لبان عشق معشوقان پیر را افسرده ببوسهٔ شکرینش یا فائقه جذبهٔ عشق یا بامنافع فیض و فتوحی غزل

گفتم غم تو دارم گفتا غمت سر آید	گفتم که ماه من شو گفتا اگر بر آید

سر آید آخر شود اگر بر آید اگر مدعایت بحصول انجامد قوله

گفتم ز مهرورزان رسم وفا بیاموز	گفتا ز ماه رویان این کار کمتر آید

رسم طریقه ورزش ماه رویان معشوقان قوله

گفتم که بر خیالت راه نظر ببندم	گفتا که شبرو است این از راه دیگر آید

بر خیالت نظر به بندم یعنی چشم بپوشم و در نظر آمدن ندهم شبرو دزد از راه دیگر بگوش و بدل قوله

گفتم که بوی زلفت گمراه عالمم کرد	گفتا تو بندگی کن هم او ترا رهبر آید

بوی زلفت جذبهٔ عشق تو گمراه عالمم کرد آواره از هر کار و بار یا آنکه همچو من گمراهے در عالم نیست هم او ترا رهبر آید همون بوے زلف او ترا بمقصود رساند قوله

گفتم خوش آن هوائے کز باغ خلد خیزد	گفتا خنک نسیمے کز بوی دلبر آید

خیزد وزد خنک خوش خنک نسیمی کز بوی دلبر آید چه اینهم وصلست قوله

گفتم که نوش لعلت مارا بآرزو کشت	گفتا تو بندگی کن کان بنده پرور آید

نوش لعل شیرینی لب مراد ذوق عشق مارا بآرزو کشت مارا در آرزو بمعرض هلاکت آورده قوله

گفتم دل رحیمت کو عزم صلح دارد	گفتا بکس مگو این تا وقت آن بر آید

کو اشارت بلطف صلح لطف و مرحمت بکس مگو این خموش باش و هیچ باظهار میر از این اشاره

(در حاشیه:) گفتم که ماه من شو... (annotation illegible)

بعزم صلح قوله

گفتم زمان عشرت دیدی که چون سر آید	گفتا خموش حافظ کاین غصه هم بر آید

یعنے اے محبوب روزے آن بود کہ ما و تو در یکجا بودیم و بعیش و عشرت مشتغل دیدی کہ آن زمان عشرت چون بپایان رسید کین غصہ ایام ہجران بر آید آخر آید غزل

گرچه از غمزه بتان زخمی بدل کاری کنند	که گهے از مرهم باشد که دلداری کنند

غمزہ ظہور وجفا و مہر و عتاب معنی مصرع ثانی آنکہ گاہ گاہے اگر دلداری کنند بمنزلہ مرہم نہادن است بر دل خستۂ عاشق قوله

گر نباشد از می لعل تو بوی در شراب	صوفیان از دیده دائم کار خماری کنند

مے وصل شراب عشق خماری مینوشی کار خماری جرعہ ریزی یعنی اگر در عشق امید وصل نباشد و مشاہدات تجلیات زمان زمان دلداری نباشد عاشقان ہمیشہ در گریہ و زاری باشند و روشادی اصلا نشناسند وخویش را در اندوہ چنان آرند کہ ہیچگاہ بخوشی نپردازند ذوق مے لذت عشق مے عشق ہم ستانم دادے شب و روز نے نوشی بسر برم ہم کنم مستانہ رقص مستانہ وار برقص اندر ایم ساقیان عارفان کامل مطربان مرشدان کامل امروز کنون گریاری کنند توجہی در بارۂ ما کنند یک صبوح صبوح بضم صبح تا صبح بیداری کنند عاشق شوند کہ تمام شب بیداری شیوۂ عاشقان است بی مرشد خراب بسبب عالم رسیدن مشاہدۂ محبوب خراب شدم جذبۂ عشق۔

غزل

گر من از باغ تو یک میوه بچینم چه شود	پیش پای بچراغ تو ببینم چه شود

باغ کنایہ از ذات میوہ یعنے پیش پاے در حالیکہ پاے پیش کذا فی مؤید الفضلا قوله

یارب اندر کنف سایۂ آن سرو بلند	گر من سوخته یکدم بنشینم چه شود

کنف پناہ قوله

آخر اے خاتم جمشید سلیمان آثار	گر فتد عکس تو بر لعل نگینم چه شود

خاتم دہن خاتم جمشید سلیمان آثار دل عارف عکس تجلی لعل نگین دل قوله

زاهد شهر چو مهر ملک و شحنه گزید	من اگر مهر نگاری بگزینم چه شود

ایں غزل در نسخ موجودہ نیست ۱۱

مهر نگاری محبت محبوبی قوله

عقلم از خانه بدر رفت و اگر می اینست   دیدم از پیش که در خانهٔ دینم چه شود

دیدم از پیش از پیش بینی معلوم کردم از خانهٔ دینم چه شود البته که خراب خواهد شد قوله

صرف شد عمر گرانمایه بمعشوقه و می   تا ازانم چه به پیش آید ازینم چه شود

ازان اشاره بمعشوق زین اشاره بمی قوله

خواجه دانست که من عاشقم و هیچ نگفت   حافظ ار نیز بداند که چنینم چه شود

خواجه اشاره بمرشد غزل

گر زلف پریشانت در دست صبا افتد   هر جا که دلی باشد در دام بلا افتد

زلف جذبهٔ عشق ازین طوفان اشاره بغم این تختهٔ اشارت بوجود تمنای خال از رخ او
گیرد هر یک امید وصال وارد بر تختهٔ فیروزی تا قرعه کرا افتد باید دید کدام کس بمقصد خود فیروز
شود در تاب مشو بخشم میا گر گفته خطا افتد بیجا گفته شود آن باده کنایه از عشق بر
خون جگر گردد سراسر محنت و درد گردد غزل

گر می فروش حاجت رندان روا کند   ایزد گنه ببخشد و دفع بلا کند

می فروش مرشد رندان طالبان یعنی مصراع ثانی آنکه از مرتبهٔ علو که دارد بجانب اسفل نزول
نمودن اگرچه گناه است لیکن چون نفع غیرے دروست باک ندارد البته است که الله تعالی
باین مواخذه نکند ۵ اگر شراب خوری جرعهٔ فشان برخاک * ازان گناه که نفعے رسد بغیر چه باک قوله

ساقی بجام عدل بده باده تا گدا   غیرت نیاورد که جهان پر بلا کند

بجام عدل بده کم واندک مده قوله

حقا که در زمان برسد مژدهٔ امان   گر سالکی بعهد امانت وفا کند

در زمان فی الحال بعهد امانت وفا کند اوفوا بعهدی اوف بعهدکم قوله

ما را که درد عشق و بلای خمار هست   یا وصل دوست یا می صافی دوا کند

می صافی محبت ذی غل قوله گر رنج پیش آید و گر راحت ای حکیم صاحب عشق
یعنی اگرچه راحت و رنج حکما بگردش چرخ حواله میکنند لیکن نسبت مکن بغیر که اینها خدا کند

چه فاعل حقیقی اوست که لا الٰہ الا ہو خالق کل شئ قوله

در کارخانهٔ که ره علم و عقل نیست	وہم ضعیف رائے فضولی چرا کند

در کارخانهٔ که ره عقل معنی این بیت آنست باید دانست تردید فکر که در اول افتد اگر ہر دو جانبش برابر باشد شک گویند و اگر یکجانبش راجح باشد و دیگر مرجوح راجح را ظن و مرجوح را وہم گویند معنی آنست که چون عقل انسانی در دائرهٔ معرفت قدم حق سبحانه نتواند رسید شک نیست که شک و وہم کجا تواند رسید قوله

مطرب بساز عود که کس بے اجل نمرد	وانگو نه این ترانه سراید خطا کند

مطرب کنایه از مرشد بساز عود بیان اسرار حقائق نما قوله

جان رفت در سرمے و حافظ زغصه سوخت	عیسی دمے کجاست که احیای ما کند

در سرمے در خیال مَے عیسی دمے کامل احیا زنده گردانیدن غزل

گداخت جان که شود کار دل بکام و نشد	بسوختیم درین آرزوی خام و نشد

شود کار دل بکام حصول مقصد میسر آید قوله

فغان که در طلب گنجنامهٔ مقصود	شدم خراب جهانے زغم تمام و نشد

گنجنامهٔ مقصود وصل محبوب شدم خراب جهانے زغم بسبب عشق رسوای عالم شدم تمام نشد بمطلب نرسیدم قوله

دریغ و درد که در جستجوی گنج حضور	بسے شدم بگدائی بر کرام و نشد

گنج حضور کنایه از وصل بر کرام نزد اہل کرم نشد حصول نشد لا به اظہار اخلاص بعجز و نیز ہزل قوله

بطعنه گفت شبے میر مجلس تو شوم	شدم برغبت خویشش کمین غلام و نشد

برغبت خود کمینه غلام او شدم اما او میر مجلس نشد قوله

پیام کرد که خواہم نشست بارندان	بشد برندی و دردکشیم نام و نشد

رندی و دردکشی شہرهٔ آفاق شدم اما او بارندان نه نشست قوله

روا است در بر اگر مے طپد کبوتر دل	که دیده در ره خود پیچ و تاب دام و نشد

در بر وجود کبوتر دل اضافه بیانیه که دیده در ره خود پیچ و تاب دام و نشد از انجنت که مشاکیل عشق را

دریافت و باوجود بی نیازی و سنگدلی معشوق را شنیده احتراز نکرده خود را بدام عشق در انداخت و از این راه بر نگردید قوله

بکوی عشق منه بی دلیل راه قدم	که من بخویش نمودم صد اهتمام و نشد

بی دلیل راه قدم اشاره به الرفیق ثم الطریق بخویش یعنی بخودی خود نمودم صد اهتمام صد جد و جهد نمودم نشد پیش نرفت قوله

هزار حیله بر انگیخت حافظ از سر مهر	بدان هوس که شود آن حریف رام و نشد

رام نشد یعنی مطیع نشد غزل

گرچه بر واعظ شهر این سخن آسان نشود	تا ریا ورزد و سالوس مسلمان نشود

معنی آنست تا که واعظ پیشه ریا دارد باسلام نمیرسد هر چند که بمقتضای الحق مر از این سخن بوی سخت می آید سالوس نام و دروغ و فریب اگرچه سالوس از کبائرهم باشد و آنها از اسلام بدر نمی کنند جواب این نفی اسلام کامل است نه نفی نفس اسلام که لایؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه قوله

رندی آموز و کرم کن که نه چندین هنر است	حیوان آنکه ننوشد می و انسان نشود

رندی عاشقی که بچندین هنر است کمال هنر است حیوان آن که ننوشد می و انسان نشود یعنی حیوان آنکه می ننوشد و از شرف می انسان نگردد و این هنر نیست بس البته می باید نوشید تا انسان حیوان نگردد و چرب زبان قوله

گوهر پاک ببایدکه شود قابل فیض	ورنه هر سنگ و گلی لؤلؤ و مرجان نشود

گوهر پاک استعداد کمال دو جوکمال ورنه هر قطره و سنگی در و مرجان نشود در اشارت به قطره و مرجان اشارت بسنگ قوله

عشق می ورزم و امید که این فن شریف	چون هنرهای دگر موجب حرمان نشود

این فن شریف عشق هنرهای دیگر زهد و پارسائی یعنی عشقبازی می ورزم و امیدوارم که این عشق چون زهد و پارسائی دیگران موجب حرمان نشود مبادا که تقصیری در راه عشق از ما بوقوع آید و بسبب تقصیر چون زاهدان محروم مانم قوله

اسم اعظم بکند کار خود ایدل خوش باش	که بتلبیس و حیل دیو مسلمان نشود

اسم اعظم مرشد و عشق و توجہ بکند کار خود بمراد تو برساند ای دل خوش باش ہیچ اندیشہ زہد پارسائی بخاطر میار و دیو مسلمان نشود نفس تابع نگردد جز بمدد محبوب حقیقے قولہ

دوش میگفت کہ فردا بدہم کام دلت	سببے ساز خدایا کہ پشیمان نشود

میگفت اشارہ بمرشد کہ پشیمان نشود اے از گفتن خود نادم نشود۔ قولہ

حسن خلقے ز خدا مے طلبم روے ترا	تا دگر خاطر ما از تو پریشان نشود

ترا خطاب بمرشد قولہ

ہر کہ بر کیش بتان بر سر جان سیلر زد	بے تکلف تن او لائق قرآن نشود

ہر کہ در عشق معشوقان از جان دادن میترسد بیشک او لائق عشق نباشد چہ مذہب معشوقان عاشق کشی است قولہ

ذرہ را تا نبود ہمت عالی حافظ	طالب چشمۂ خورشید درخشان نشود

ذرہ کنایہ از عاشق ہمت عالی اشارت بان اللہ یحب المعالی الہمم چشمۂ خورشید درخشان وصال محبوب۔

غزل

گل بے رخ یار خوش نباشد	بے بادہ بہار خوش نباشد

بادہ عشق بہار زندگی قولہ

طرف چمن و ہواے بستان	بے لالہ عذار خوش نباشد

طرف کنارہ لالہ عذار معشوق قولہ

رقصیدن سرو و حالت گل	بے صوت ہزار خوش نباشد

ہزار بلبل جز با قد یار جز با محبوب قولہ

با یار شکر لب گل اندام	بے بوس و کنار خوش نباشد

کنار بفتح معروف قولہ

باغ و گل و مل خوشست لیکن	بے صحبت یار خوش نباشد

مُل شراب۔

غزل

گوہر مخزن اسرار ہمانست کہ بود	حقۂ مہر بدان مہر و نشانست کہ بود

غزل حافظ ۔ الا بیشتر خوش نباشد (قطع) جان نقد

گوهر مخزن اسرار عشق مراد قالوا بلی و انا عرضنا الامانة همانست که بود طلب و در راه نیافته حقه مهر دل بدان مهر و نشانست که بود محبت غیرے در وراه نیافته قوله

لاجرم چشم گهربار همانست که بود	عاشقان زمرهٔ ارباب امانت باشند

زمره گروه ارباب امانت صاحب عشق گهربار گرینده قوله

بوے زلف تو همان مونس جانست که بود	ز صبا پرس که ما را همه شب تا دم صبح

صبا کنایه از مرشد بوے زلف جذبهٔ عشق ـ قوله

همچنان در عمل معدن و کانست که بود	طالب لعل و گهر نیست وگرنه خورشید

طالب لعل و گهر نیست لعل و گهر اعمال و افعال تصفیه چون زهد و پارسائی نیست فاعل محبوب خورشید مرشد و سالک معدن دل عاشق قوله

زانکه بیچاره همان دل نگرانست که بود	کشتهٔ غمزهٔ خود را بزیارت می آئی

بزیارت براے دیدن نگران بیننده و متامل و مشتاق قوله

همچنان از لب لعل تو عیانست که بود	رنگ خون دل ما را که نهان کرد خطت

همچنان در لب لعل تو عیانست کنایه از حسن و جمال محبوب که سنے تقاضاے نظر حسن تو افزون نشود تا دلم خون نشود در وے تو گلگون نشود قوله

سالها رفت و بدان سیرت و شانست که بود	زلف هندوے تو گفتم که دگر ره نزند

زلف هندوے تو مراد تعلقات دنیا و جذبهٔ عشق است شان روش قوله

که درین چشمه همان آب روانست که بود	حافظا باز نما قصهٔ خونابهٔ چشم

باز نما بیان کن خونابه خون که آب گردد خونابهٔ چشم اشکهاے خون آلود چشمه مراد چشم همان آب کنایه از اشکهاے خون آلود غزل

گفتا چه توان کرد که تقدیر چنین بود	گفتم که خطا کردی و تدبیر نه این بود

تقدیر اندازه کردن تدبیر اندیشیدن در عاقبت این غزل در وقت رحلت مرشد یا در وقت معاودت مرشد از سفر است تدبیر نه این بود یعنی که از مارفتی چه توان کرد که تقدیر چنین بود یعنی کار باختیار نبود قوله

گفتم که بس خط خطا بر تو کشیدند	گفتا همه آن بود که بر لوح جبین بود

خط خطا اضافه بیانیہ خط خطا بر تو کشیدند یعنے بخطا ترا نسبت کردند بر لوح جبین بود یعنی نبشته ازلی بود قوله

گفتم که قرین بدت افگند باین روز	گفتا که مرا بخت بد خویش قرین بود

قرین همنشین باین روز یعنی بهجران قوله

گفتم که بسے جام طرب خوردی ازین پیش	گفتا که شفا در قدح بازپسین بود

قدح بازپسین ملاقات آخرین و آن بدست نیامد قوله

گفتم که تو اے عمر چرا زود برفتی	گفتا که فلانی چکنم عمر همین بود

عمر محبوب و عمر ما قوله

گفتم که نه وقت سفرت بود چنین زود	گفتا که مگر مصلحت وقت چنین بود

مگر تحقیق قوله

گفتم که ز حافظ بچه علت شده دور	گفتا که همه وقت مرا داعیه این بود

داعیه خواهش غزل

غزل

[illegible]

غزل

مرا مے دگر باره از دست برد	بمن باز بنمود مے دست برد

مے محبت از دست برد بیقرار ساخت دست برد چالاکی و غلبه و قوت بمانا د همیشه باد قوله

بنازیم دستے که انگور چید	مریزاد پاے که در هم فشرد

مریزاد ریخته مباد قوله

هزار آفرین بر مے سرخ باد	که از روی ما رنگ زردی ببرد

مے سرخ محبت خالص از روے من رنگ زردی ببرد روی مرا سرخروئی بخشید - قوله

[illegible]

مرا چون قضا عشق بر سر نوشت یعنی چون عشق از لیست قضاے نوشتہ نباید سترد رد قضا بہیچ نوع نتوان کرد قوله

بروز اہدا خورده بر من مگیر	کہ کار خدائی نہ کاریست خورد

خرده عیب نہ کاریست خورد نہ کار سہل و سرسری بلکہ کاریست عظیم قوله

چہ از علم و حکمت کہ در وقت مرگ	ارسطو دہد جان چو بیچاره گرد

چہ یعنی چہ شود ارسطو نام حکیمے این علم و حکمت وقت مرگ ہیچ نفعے نمی بخشد ارسطو چون نادان جان دہد و علم و حکمت نفعی بخشد مے محبت قوله

جہان زندگانی کن اندر جہان	کہ چون مرده باشی نگویند مرد

یعنے این بیت آنست کہ اے واعظ ازین قیل و قال باز آئی و زندگانی نے عشق کن کہ چون ازین سرائے فانی متوجہ بعالم بقا شوی مرده ات نگویند وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاۤءٌ قوله

شود ست وحدت ز جام الست	ہر آنکو چو حافظ مے صاف خورد

یعنے آنست کہ ہر کہ چون حافظ مے عشق از جام الست یعنی از ازل نوشید بمقام وحدت و قرب رسید غزل

من و انکار شراب اینچہ حکایت باشد	غالبا اینقدرم عقل کفایت باشد

غالبا اغلب و بیشتر بطور محاوره اینقدر اشاره بمضمون مصرع سابق قوله

من کہ شبہا رہ تقوی زده ام با دف و چنگ	ناگہان سر بره آرم چہ حکایت باشد

یعنے من کہ شبہا با دف و چنگ کہ لازمہ عشق است تقوے را راه زده ام و از تقوی اعراض نموده ام باز سر براه تقوے آرم و رجوع باو کنم این غیر مناسب است قوله

زاہد ار راه برندی نبرد معذور است	عشق کاریست کہ موقوف ہدایت باشد

یعنے پروانہ کہ کنایہ از زاہد است اگرچہ بالاے آتش چرخ میزند اما ہنوز گرفتار خودی و خودنمائی است و اینہمہ پرواز و چرخ نمایش اوست تا خلق او را بعشق تحسین کنند و اگر از خود رہیده بودی بچندین تکلف مضطر نگشتی و با شمع ہمراز گشتی داشتی ازینجاست زاہد از راه برندی نبرد و نیز این مقام رضا و تسلیم ست کہ در معرفت ہدایت حال است ہمدرین مقام معتقد مانده بودم رشد سے

وہدایتے سوے فنا ومحو او رسید بود معذورش داشته قوله

بندۂ پیر مغانم کہ ز جہلم برہاند	پیر ما ہرچہ کند عین ولایت باشد

یعنے زمام اختیار بدست کسے دادہ ام کہ مرا از ظلمت جہل برہاند و بنور یقین رساند ہرچہ کند او میداند مرا ہیچ خواستی وارادتے نیست قوله

تا بغایت رہ میخانہ نمیدانستم	ورنہ مستوری ما تا بچہ غایت باشد

مستوری کنایہ از زہد قوله

زاہد و عجب و نماز و من و مستی و نیاز	تا خود او را ز میان باکہ عنایت باشد

عجب از جملۂ اخلاق مذموم است قال ؏ ثلثة مهلكٌ بخل وهوا وعجب عجب بدتر از معصیت است و مرد بدکردار ہمان وقت میشود کہ چون پندارد نیکو کار است و ہلاک آدمی در دو چیز است نومیدی و عجب و از ان آفتہا تولد کند و آنہا اینند کہ خود را از دیگران بہتر داند و گناہان خود را یاد نیارد و آنچہ یاد آرد بتدارک مشغول نشود و پندارد کہ خود آمرزیدہ است و در عبادت راغب نباشد پندارد کہ خود از ان بے نیاز ست و آفتہ عبادت ند وطلب نکند پندارد کہ خود یافتہ و ہراس از دل شود و از مکر حق ایمن شود و خود را نزد حق محلی شناسد بعبادتے کہ آن خود نعمت حق است برے و بر خود ثنا گوید و تزکیہ کند و چون بعلم موجب بود از کس سوال نکند و اگر بخلاف وے چیزے کند بشنود ناقص نماید پس ہر کرا حق تعالے نعمتے چون علم و عزت دادہ اگر شاد بود بدانکہ صفت نیست و از ان غافل ماند کہ نعمت حق است و از ہراس آن خالی باشد این شادی عجب بود و اگر باز اینہمہ خود را حقے داند بر حق تعالی و این عبادت خود را خدمتے پسندیدہ داند این ادلال گویند در مذمت عجب احادیث بسیار اند نماز نماز کہ موصل بقرب الٰہی است آنست قال غوث الاعظم یا ربی ای صلوٰة اقرب اليك فقال الصلوٰة التي ليس فيها سوائي والمصلي غائب عنه چون مصلی نماند صلوٰة کجا ماند چرا کہ نماز فعل است و فعل تابع ذات چون ذات نماند فعال کجا ماند از ینجاست کہ نماز عاشقان ترک وجود است الذين هم في صلوٰتهم دائمون غزل

حافظا ار با دو خود و خواجہ مخصوص بحت باشد
مستم (قطعہ) در دوزخ از این مخلص مخلص گر عامی مطلب شیفت
فعلان

مژدہ اے دل کہ دگر باد صبا باز آمد	ہدہد خوشخبر از طرف سبا باز آمد

باد صبا کنایہ از فیض ازلی و مرشد ہدہد خوشخبر وارد ے از واردات سبا شہرے

کہ بلقیس ملکۂ آن بود مراد عالم علوی قوله

برکش اے مرغ سحر نغمۂ داؤدی را	کہ سلیمانِ گُل از طرف ہوا باز آمد

مرغ سحر بلبل کنایہ از عاشق داؤد نام پیغمبر کہ پدر سلیمانؑ بود وحق تعالی او را حسن صوت بخشیدہ بود وقصۂ او معلوم ست اذا تلا الزبور بحسن الصوت یجتمع الجن والانس والطیر لسماع صوتہ ویحمل من مجلسہ آلاف جنازۃ نغمۂ داؤدی آواز خوش یعنی سخنان عشق انگیز سلیمان گل اضافۃ بیانیہ مراد مشاہدات طرف ہوا عالم بالا۔ قوله

لالہ بوے مئی نوشین بشنید از دم صبح	داغ دل بود باُمید دوا باز آمد

لالہ کنایہ از سالک مے نوشین محبت قوله

عارفے کو کہ کند فہم زبانِ سوسن	تا بگوید کہ چرا رفت وچرا باز آمد

عارف صاحب معرفت بود وآن عبارت از باز شناختن ذات وصفات الٰہی در صور تفاصیل احوال وحوادث ونوازل وبعد ازان کہ بر سبیل اجمال معلوم شدہ باشد کہ موجود حقیقی وفاعل مطلق اوست سبحانہ وصورت توحید تجلی علمی وعینی مفصل عینی نکردہ چنانچہ صاحب علم توحید در صور تفاصیل وقائع احوال متجددہ متضادہ از ضر ونفع وعطا ومنع وقبض وبسط وضار ونافع وقابض وباسط حق را بیند وشناسد بے توقفے وروےتیا او را عارف خوانند واگر باول وہلت از ان غافل بود وعنقریب حاضر گردد وفاعل مطلق را جل ذکرہ در وسائط در واسطہ باز شناسد او را متعرف خوانند واگر بکل غافل بود وتاثیرات افعال را احوالہ بوسائط کند او را ساہی ومشرک خفی خوانند مثلاً اگر کسے معنی توحید را تقریر میکند وخود را مستغرق بحر توحید مینماید ودیگرے بر سبیل انکار آنرا باد باز گرداند وگویند کہ این سخن نہ از سر حال است بل نتیجۂ فکر وروےت است در حال بر نجد وبر وے خشم گیر وندانند کہ این بخش من مصدق قول منکر است والا فاعل مطلق را در صورت این انکار باز شناختی وبر وے خشم نگرفتی زیرا کہ عارف را خشم نباشد مگر للہ ودرین مادہ خشم للہ نیست زیرا کہ متعرض بحق است ومعرفت الٰہی را مراتبست اول آنکہ ہر اثرے کہ یابد از فاعل مطلق جل ذکرہ داند چنانچہ گفتہ شد دوم آنکہ ہر اثرے کہ یابد از فاعل مطلق جل ذکرہ بیقین داند کہ نتیجۂ کدام صفت است از صفات او سیوم آنکہ مراد حق را در تجلی ہر صفتے بشناسد چہارم آنکہ صفت علم الٰہی را در صورت معرفت خود

باز شناسد و خود را از دائرهٔ علم و معرفت بل وجود اخراج کند کذا من نفحات الانس سوسن نام گلے آزاد اینجا کنایت از عاشق طال اللسان چرا رفت در عالم محو چرا باز آمد در عالم صحو قوله

چشم من از پی این قافله بس آب کشید	تا بگوش دلم آواز درا باز آمد

آن قافله شاهدات بس آب کشید بس گریه کرد درا جرس و آواز و اثر قوله

گرچه ما عهد شکستیم گنه حافظ کرد	لطف او بین که بصلح از در ما باز آمد

حافظ اشاره بما یعنے اگرچه ما گنه کردیم و از ما عهد شکنی شد غزل

مژده ای دل که مسیحا نفسے می آید	که ز انفاس خوشش بوے کسے می آید

مسیحا کنایه از دار دسے کس اشاره بمحبوب معنی آنست که محب دل حزین خود را که غریق بحر فراق و قرین آتش اشتیاق است میگوید که ای دل بشارتے باد مرترا که عنقریب است که وارد از واردات تو آید که از بوے خوش او بوے محبوب آید چون یقینش شد آمدن محبوب تصیحتی میکند دل آرام ابد بنوچه که قوله

از غم و هجر مکن ناله و فریاد که دوش	زده ام فالے و فریاد رسے می آید

بموجب ان مع العسر یسرا قوله

ز آتش وادی ایمن نه منم خرم و بس	موسے اینجا بامید قبسے می آید

وادی ایمن نام وادی که دران بر کوه طور موسے را تجلی شده بود قبس نام پارهٔ آتش معنے فیضان نور حق مانند آفتاب مخصوص فردی دون فردی نیست و معنے این بیت در بیت لمع البرق من الطور و آنست به ÷ فلعلی لک آت بشهاب قبسی + گذشت قوله

هیچکس نیست که در کوی تواش کاری نیست	هر کس اینجا بطریق هوسے می آید

یعنے جمیع مکونات عالم بحکم آیت کل شئ الیه یرجعون قوله

کس ندانست که منزلگه معشوق کجاست	اینقدر هست که بانگ جرسے می آید

کنه ذات حق سبحانه معلوم انبیا و اولیا نیست و مقربان درگاه ازین سر شگرف آگاه نیستند بالکل در هنگام مشغولی آوازها از عالم غیب آیند سه بر لبش قفل است و بر دل رازها ÷ لب خموش و دل پر از آوازها ÷ اول بشل آواز نه نبور سه سخنها بانگ نه نبوران نماید ÷ چو در گوشم کلامے گو یدان مه ÷ بعد و چون جرس سه در قافله که اوست دانم نرسم ÷ این بسکه رسد

زدور بانگ جرسم ہمچنین قوی ترمیگردد قوله

جرعۂ دہ کہ بمیخانۂ ارباب کرم	ہر حریفے زپئے ملتمسے مے آید

سالک مناجاتے کردہ بدرگاہ بے نیاز گفتہ اے کریمے کہ ہمہ از سرچشمۂ فیض تو سیراب اند من تشنہ لب راہم جرعۂ دہ کہ بمیخانہ الخ قوله

خبر از بلبل این باغ مپرسید کہ من	نالۂ می شنوم کز قفسے مے آید

بلبل روح باغ وجود نالہ آواز دردناک کہ شیوۂ عاشقانست قفس وجود یعنی قصۂ روح و وجود من مپرسید کہ چیست و چہ حقیقت دارد کہ آوازے می شنوم کہ از وجود من برمی آید بر حقیقتش ہیچ اطلاع ندارم کہ چیست و جستجوی او کسے را نمی سزد کقوله تعالی ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وانچہ بعضے عرفا حقیقت روح مشاہدہ شدہ است برحسب دانش خود دریافتہ باشند نہ بکنہ کہ دما ا وتیتم من العلم الا قلیلا عاشق حزین در خوبان نسیم صبا کہ قاصد کوے جانانست عرضداشتے کردہ برینوجہ کہ قوله

دوست را گر سر پرسیدن بیمار غمست	گو بیا خوش کہ ہنوزش نفسے مے آید

بیمار غم عاشق کنایہ از خود کہ ہنوزش نفسے می آید زندگی باقیست قوله

یار دارد سر صید دل حافظ یاران	شاہبازے بشکار مگسے می آید

شاہباز باز سپید کنایہ از یار مگس کنایہ از خود غزل

مطرب عشق عجب ساز و نوای دارد	نقش ہر زخمہ کہ زد راہ بجاے دارد

مطرب عشق اضافت بیانیہ نیز مرشد ساز رباب و بربط و مثلہ نوا آواز نقش جنسے از اجناس سرود زخمہ بربط در رباب و مثلہ نقش ہر زخمہ کہ زد ہر اسرارے کہ بیان نمودہ راہ بجاے دارد موثر و برجاست قوله

عالم از نالۂ عشاق مبادا خالی	کہ خوش آہنگ و فرح بخش نوای دارد

عالم آنجہان و اینجہان اینچہ آفریدہ اند آہنگ آواز نرم در پردۂ سرود دارد فاعل ہمان نالہ قوله

پیر دردی کش ما گرچہ ندارد زر و زور	خوش عطا بخش و خطاپوش خدای دارد

پیر دردی کش کنایہ از مرشد زر و زور مراد زہد و پارسائی قوله

محترم دار دلم کین مگس قند پرست	تا هوا گیر تو شد فر همای دارد

محترم خطاب بمعشوق مگس قند پرست اشاره بدل که طالب قند لب معشوق است تا هوا گیر تو شد دوست تو شد فر زیبائی و شکوه هما بضم نام جانور که استخوان سوده و پوسیده بخورد و سایه او بر هر که افتد شاه شود قوله

از عدالت نبود دور گرش پرسد حال	پادشاهی که بهمسایه گدای دارد

گرش پرسد حال اشاره بپادشاه اضمار قبل الذکر است قوله

اشک خونین بطبیبان بنمودم گفتند	درد عشقست و جگر سوز دوای دارد

جگر سوز دوا صبر و تحمل قوله

شوخی و غمزه میاموز که در مذهب عشق	هر عمل اجری و هر کرده جزای دارد

این بیت اشاره بمضمون انما هی اعمالکم ترد الیکم یوم تجد کل نفس ما عملت من خیر محضرا و ما عملت من سوء تود لو ان بینها و بینه امدا بعیدا قوله

نغز گفت آن بت ترسا بچه باده فروش	شادی روی کسی خور که صفای دارد

ترسا طائفه آتش پرست که در دین عیسی ع بتازی نصرانی گویند و جمع این ترسایان که بیا می نویسند غلط است بلکه ترسا آن باید نوشت بهمزه ۱۲ منه ره سیتای بیت ترسا بچه باده فروش مرشد باعتبار پرورده شدم مرشد خود شادی روی کسی خور که صفای دارد یعنی مشاهده جمال روی آنکسی نما که صفائی جمال الهی بر چهره دارد - غزل

معاشران ز حریف شبانه یاد آرید	حقوق بندگی مخلصانه یاد آرید

معاشران عشرت کنندگان حریف شبانه کنایه از خود قوله

بوقت سرخوشی از آه و ناله عشاق	بصوت نغمه چنگ و چغانه یاد آرید

سرخوشی مستی بینوائی مفلسی نغمه سرود چنگ نام ساز چغانه نام ساز که بهندی سرمندل گویند

قوله چو لطف باده کند جلوه در رخ ساقی	ز زهد من بسرود و ترانه یاد آرید

لطف پاکیزگی محبت جلوه ظهور ساقی مرشد معنی مصراع آنکه یعنی وقتیکه ساقی را خرم و خوشدل و غرق محبت دریابند بسرود و ترانه یاد آرید بعرض احوال ما کوشید قوله

[illegible]

چو در میانِ مراد آورید دست اُمید
زعہد صحبت ما در میانہ یاد آرید

اے بمقصد خود رسید قولہ

نمیخورید زمانے غم وفا داران
زبیوفائی دور زمانہ یاد آرید

وفا داران عاشقان دور زمانہ گردش فلکی قولہ

سمند دولت اگر چند سرکشست ولی
زہمرہان بسر تازیانہ یاد آرید

سمند اسپ سمند دولت اضافہ بیانیہ سر تازیانہ اشارت بوجہ قولہ

بوقتِ مرحمت ای ساکنانِ صدرِ جلال
ز روی حافظ و آن آستانہ یاد آرید

مرحمت از روی مرحمت صدر پیشگاہ و صاحب منصب صدر جلال آستانہ مرشد ز روی حافظ و این آستانہ یاد آرید از روے حافظ کہ برین آستانہ نہادہ یاد آرید غزل

مرا بر ندی و عشق آن فضول عیب کند
کہ اعتراض بر اسرار علم غیب کند

ارباب ذوق گفتہ اند کہ تقدیر نیکی و بدی از حق است اگرچہ بندہ فاعل مختار است نہ اختیاری کہ اسناد افعال تمامہا باو توان کرد بنا بران گفت مرا برندی و عشق الخ قولہ

کمال صدق و محبت ببین نہ نقص گناہ
کہ ہر کہ بے ہنر افتد نظر بعیب کند

نظر بعیب کردن کار بے ہنران است قولہ

ز عطر حور بہشت آنزمان بر آید بو
کہ خاک میکدہ ما عبیر جیب کند

میکدہ عشق۔ قولہ

چنان بزد رہِ اسلام غمزۂ ساقی
کہ اجتناب ز صہبا مگر صہیب کند

غمزۂ ساقی مشاہدۂ محبوب اجتناب پرہیز صہبا شراب صہیب بضم نام یکے از صحابہ قال ؑ فی شانہ نعم العبد صہیب لو لم یخاف اللہ لم یعصہ قولہ

کلید گنج سعادت قبول اہل دلست
مبادکس کہ درین نکتہ شک و ریب کند

گفتہ اند مردے کہ قبول اہل نظر و اہل دردے نشدہ بمنزلۂ درخت بے بر است کہ ہیچ لذتے ندارد ریب شبہ۔ قولہ

شبان وادی ایمن گہی رسد بمراد
کہ چند سال بجان خدمت شعیب کند

شبان وادی ایمن موسیٰ و رسیدن موسیٰ در وادی ایمن و ملاقات کردن با دختر شعیب و برداشتن سنگی که چهل مرد نمیتوانستند بر داشت از چاه و نوشانیدن آب اغنام آن دختران را و بعد ازان ده سال چرانیدن گوسپندان و بعد ازان در مصاحبت شعیب بودن معرفست چون چندین خدمت کرد آن گاه شعیب بمصر موسیٰ را فرستاد و درینجا از شبان وادی ایمن مراد طالب واز شعیب مرشد مراد است قوله

چو یاد وقت شباب و زمان شیب کند	از دیده خون بچکاند فسانهٔ حافظ

اشکال این بیت آنست که یاد کردن چیزے تقاضای عدم حضور آن چیز میکند پس اگر در زمان شباب یاد زمان شیب چگونه میکند و اگر در وقت شیب یاد شباب چگونه مینماید جواب آنست که عمر طبیعی را بچهار قسم نموده اند اول حداثت و آن سن نمو و افزایش است و زیادتی در نمو میباشد و آن سی سال است دوم سن شباب است و آن سن وقفست یعنی زیادتی در نمو نمیباشد و آن تا سی و پنج سال است یا چهلسال است سوم سن کهولت و آن سن انحطاط با بقای قوت که رطوبت غریزی در نقصان مے باشد و آنرا پیری گویند و آن تا شصت سال چهارم سن شیخوخت و آن سن انحطاط با ضعف که آن نقصان روی ظاهر میباشد و تا تمام عمر امتداد میکند و درینجا از شیب سن کهولت که پیریست مراد باشد و خود در سن شیخوخت باشد که این بیت گفته و میتواند که درین بیت باعتبار سخن راند که هرم سخت پیر است و آن بعد پیریست پس این بیت در زمان هرم گفته غزل

که با او گفتمے گر مشکلے بود	مسلمانان مرا وقتے دلے بود
بتدبیرش امید ساحلے بود	بگردابے چو مے افتادم از چشم

گرداب کنایه از عشق از چشم بسبب چشم بتدبیرش ضمیر شین اشارت بدل قوله

که استظهار هر اهل دلے بود	دلے همدرد و یارے مصلحت بین

مصلحت بین بینندهٔ مصلحت استظهار مدد و پشتی آشفته[1] پریشان و عاشق قوله

چه دامنگیر یارب منزلے بود	ز من ضایع شد اندر کوے جانان

شد اشارت بهمان دل قوله

که وقتے کاردان کاملے بود	باین رند پریشان رحمت آرید

رند پریشان کنایه از خود قوله

که ما دیدیم محکم غافلے بود	مگو دیگر که حافظ نکته دانست

[1] له بیتش گر در دیوان الفاظ با خفیا نیز انفرد ۱۲

مگو خطاب بمعشوق محکم بسیار غافلے بود لسیار بیخبر بود چه خود سرائی کار نادانست غزل

مرا مهر سیه چشمان ز سر بیرون نخواهد شد ‖ قضاے آسمان انیست دیگرگون نخواهد شد

سیه چشمان معشوقان قضاے آسمان یعنی ازلی و تقدیر دیگرگون نخواهد شد قابل الرفع نیست قوله

رقیب آزارها فرمود و جاے آشتی بگذاشت ‖ مگر آه سحرخیزان سوے گردون نخواهد شد

رقیب نفس و شیطان جاے آشتی نگذاشت اُمید موافقت نمانده سحرخیزان عاشقان سعے گردون نخواهد شد اثری نخواهد بخشید و این رقیب مخذول نخواهد شد قوله

مرا روز ازل کارے بجز رندی نفرمودند ‖ همان قسمت که رفت اول کم و افزون نخواهد شد

همان قسمت که رفت اول هرچه در ازل نامزد شد قوله

بیا تا در صف رندان ببانگ چنگ می نوشیم ‖ که ساز شرع زین افسانه بے قانون نخواهد شد

صف قطار رندان عاشقان ببانگ چنگ علانیه و آشکارا می نوشیم عشقبازی کنیم زین افسانه اشاره نے نوشی بیقانون نخواهد شد برگشت نخواهد شد قوله

شراب لعل و جای امن و یار مهربان ساقی ‖ دلا کے به شود کارت اگر اکنون نخواهد شد

شراب لعل محبت خالص جاے امن خلوت و یا طریقۂ ملامتی ساقی کنایه از مرشد قوله

مجال من همین باشد که پنهان عشق او ورزم ‖ کنار و بوس و آغوشش چگویم چون نخواهد شد

چون نخواهد شد البته خواهد شد فریاد و فغان مراد تلقین مرشد قوله

بیا تا در مے صافیت راز دهر بنمائیم ‖ که کار عشق ازین افسانه بی افسون نخواهد شد

ازین افسانه اشاره بنصیحت قوله

مشوّه ای دیده نقش غم ز لوح سینۂ حافظ ‖ که زخم تیر دلدار است و رنگ خون نخواهد شد

رنگ خون نخواهد شد قابل الرفع نیست غزل

من و صلاح سلامت کس این گمان نبرد ‖ که کس برند خرابات این نشان نبرد

این گمان اشاره بصلاح و سلامت رند خرابات کنایه از خود این نشان اشاره بصلاح و سلامت قوله

من این مرقع پشمینه بهر آن دارم ‖ که زیر خرقه کشم مے کس این گمان نبرد

مرقع پشمین طریقۂ ملامتیه زیر خرقه کشم مے بطریق اخفاے نوشم این گمان مے نوشی قوله

مباش غره بعلم و عمل فقیه زمان	که هیچ کس ز قضای خدای جان نبرد

فقیه یعنی اے فقیه قوله

مشو فریفتهٔ رنگ و بو قدح درکش	که زنگ غم ز دلت جز می مغان نبرد

رنگ و بو زهد و ورع قدح درکش عشق حاصل نما زنگ غم اضافه بیانیه خطرات خیالات مے مغان عشق و محبت قوله

اگرچه دیده بود پاسبان تو ای گل	بهوش باش که نقد تو پاسبان نبرد

نقد کنایه از ایمان و عشق پاسبان کنایه از شیطان که موکل است بر انسان - قوله

سخن نبرد سخندان ادا مکن حافظ	که تحفه کس در و گوهر به بحر و کان نبرد

سخندان معشوق غزل

معاشران گره از زلف یار باز کنید	شبے خوش است بدین قصه اش دراز کنید

معاشران عشرت کنندگان اے یاران زلف دنیا شب دنیا که فی الحقیقت تاریکست و روشنائیش عارضی است معنی آنست کاے یاران و مصاحبان گره غفلت بکشائید و از اعقده بدر آئید که حجاب تجلیات و پوشنده دولت مشاهدات دنیا شبے خوش است بگفتگوی عشقش دراز کنید و بغفلت و نادانی ضایع مکنید قوله

حضور خلوت انس است و دوستان جمع‌اند	وان یکاد بخوانید و در فراز کنید

وان یکاد اشاره است بکریمه وان یکاد الذین کفروا لیزلقونك بابصارهم لما سمعوا الذکر ویقولون انه لمجنون وما هو الا ذکر للعالمین در دفع چشم زخم تاثیر بسیار است پس این را بخوانید تا چشم زخم دفع شود و نیز در ببندید تا مطلق راه چشم زخم مسدود گردد و میتواند که چشم زخم بکاران در جمعیت ظاهری خلل مے اندازد همچنین زخم شیاطین و حضور مجلس انسانی خللے مے افگند پس فکر دفع آن چشم زخم باید کرد هرگاه چشم زخم از راه مدخل یافتن آن بدگوهران آزار میرساند داخل گردیدن جماعت اوباش در مجلس ارباب طریقت چگونه مجلس جمعیت میشود و ازینجاست که یک مرد بیکار صد مرد کار را باز دارد قوله

میان عاشق و معشوق فرق بسیار است	چو یار ناز نماید شما نیاز کنید

ناز کنایه از تکبر و گردن کشی نیاز عجز و فروتنی قوله

رباب و چنگ ببانگ بلند میگویند	که گوش هوش به پیغام اهل راز کنید

رباب و چنگ نام سازہا مراد عارفان و عاشقان ہوش ذہن اہل سر از عاشقان قوله

بجان دوست که غم پردۀ شما ندرد	گر اعتماد بر الطاف کارساز کنید

بجان دوست قسم جان دوست کارساز حق تعالے قوله

نخست موعظۀ پیر صحبت این حرفست	که از مصاحب ناجنس احتراز کنید

یعنے هر طالبے که فهم کردن سخن عشق را قابل باشد صحبت ابنائے دہر او را مضرتر از زہر مار است از نجاست ۵ با عاشقان نشین و ہم عاشقان گزین ٭ با ہر که نیست عاشق یکدم مشو قرین قوله

هر آنکسے که درین حلقه نیست زنده بعشق	برو نمرده بفتوائے من نماز کنید

حلقه جماعۀ عشاق نمرده پیش از مردن بفتوی من نماز کنید که بمنزلۀ مرده است غزل

مرا بوصل تو گر زانکه دسترس باشد	دگر ز طالع خویشم چه ملتمس باشد

دسترس قدرت ملتمس التماس قوله

چه حاجت است بشمشیر قتل عاشق را	که نیم جان مرا یک کرشمه بس باشد

کرشمه تجلی و ظهور قوله

بر آستان تو غوغای عاشقان چه عجب	که هر کجا شکرستان بود مگس باشد

غوغا فریادهاے بسیار که از مردمان کثیر یکجا خیزد شکرستان مقام شکر قوله

ازین هوس که مرا دست بخت کوتاه است	کیم بسرو بلند تو دسترس باشد

ازین هوس کنایه از آرزوے وصل کیم کے مراد دسترس قدرت قوله

خوش است بادۀ رنگین و صحبت جانان	مدام حافظ بیدل درین هوس باشد

درین هوس آرزو غزل

نقدها را بود آیا که عیارے گیرند	تا همه صومعه کاران پئے کارے گیرند

نقدها اعمال عیاری سرگی و ناسرگی پئے کارے در طلب عشق شوند و بملامت ما پیش آیند معنے آنست که از روے تمنا میفرماید که اعمال بندگان آیا بود که اظهار ناسرگی کنند تا همه طالبان حق حقیقت اعمال خود دانسته منفعل گردند و کار عشقبازان رواج گیرد و رونق تمام پذیرد قوله

مصلحت دید من آنست که یاران همه کار	بگذارند و خم طرهٔ یارے گیرند

همه کار کنایه از زهد و صلاح بگذارند ترک کنند خم طرهٔ یاری گیرند در جذبهٔ عشق معشوقی در آیند قوله

خوش گرفتند حریفان سر زلف ساقی	گر فلک شان بگذارد که قرارے گیرند

حریفان عاشقان سر زلف ساقی جذبهٔ عشق الٰهی فلکشان بگذارد که قرارے گیرند برائے آنکه فلک ایشان را بگذارد و مهلتے دهد تا قرارے گیرند قوله

تا کنند اهل نظر خاک رهت کحل بصر	عمرها شد که سر راه گذارے گیرند

تا کنند برائے آنکه کنند اهل نظر عاشقان کحل بصر سرمهٔ چشم که سر راه گذارے گیرند اختیار عشق کرده اند آنکسانے یعنے عاشقان مه لاله عذارے گیرند معشوقے فرا گرفته اند قوله قوت بازوے پرهیز بخوبان مفروش یعنی از زهد و پرهیز پیش عاشقان عارفان مرزن که هر یک ازین لشکر حصار سوار سیت که چون عزم کنند تنها حصارها گیرند که ازین خیل حصارے بسوارے گیرند مظهر خوارق شده قوله

یا رب این بچهٔ ترکان چه دلیرند بخون	که به تیر مژه هر لحظه شکارے گیرند

بچهٔ ترکان تجلیات و عرفا که پروردهٔ عارف دیگر اند به تیر مژه به تیر نگاه قوله

رقص بر شعر تر و نالهٔ نے خوش باشد	خاصه رقصے که درو دست نگارے گیرند

نگارے معشوقے و دلدارے قوله

حافظ ابنای جهان را غم مسکینان نیست	زین میان گر بتوان به که کنارے گیرند

ابنائے جهان عوام الناس و ظاهر پرستان مسکینان عاشقان معنے این بیت آنست یعنی در جهان اینچنین کسے بنظر نمی آید که غم عاشقان خورد و رحمے بدیشان نماید پس همان بهتر که از خلق یکسو شوند و بگوشه نشینند غزل

نسبت رویت اگر با ماه و پروین کرده اند	صورت نادیده را الحق بتخمین کرده اند

پروین از منازل قمر که شش ستاره اند در برج ثور و آنرا ثریا گویند الحق مقرر یعنے اے محبوب روے تو که کنایت از ذات تست از تشبیه و تمثیل منزه و مبرا است و آنانکه تشبیها به مه و مهر داده اند بغلبهٔ اشتیاق از روے قیاس و ظن است قوله

شمهٔ از داستان عشق شور انگیز ماست
آن حکایتها که از فرهاد و شیرین کرده اند

داستان قصه قوله

ساقیا مژده که با حکم ازل تدبیر نیست
قابل تغییر نبود آنچه تعیین کرده اند

که با حکم ازل تدبیر نیست در نصیب ما همین مینو سخن رفته تعیین مقرر قوله

تیر مژگان از غمزهٔ جادو نکرد
آنچه آن زلف دراز و خال مشکین کرده اند

مژگان دراز و غمزهٔ جادو نکرد تجلیات متنوعه آنچه آن اشاره بدلربائی و قتل قوله

یک شکر انعام ما بود و لبت نهمت نداد
هم تو انصاف بده شیرین لبان این کرده اند

شکر کنایه از بوسه نوشین لبان محبوبان قوله

در سفالین کاسهٔ رندان بخواری منگرید
کاین حریفان خدمت جام جهانبین کرده اند

سفالین کاسه لباس و اسباب فقیر بخواری یعنی بحقارت حریفان عاشقان کنایه از خود جام جهان بین عارف کامل دیوانه چو بیچ ما همچو ما دیوانه قوله

از خرد بیگانه شو چون جانش اندر بر کشی
دختر رز را که نقد عقل کابین کرده اند

دختر رز شراب انگوری کابین مهر قوله

خاکیان بی بهره اند از جرعهٔ کاس الکرام
این تطاول بین که با عشاق مسکین کرده اند

خاکیان زاهدان خشک است جرعه کاس الکرام عشق تطاول دست درازی قوله

شهپر زاغ و زغن زیبای صید و قید نیست
کاین کرامت همره شهباز و شاهین کرده اند

شهپر پر بزرگ زحشان مراد توجه و کرو فر زاغ و زغن زاهدان و پارسایان و عاشقان ناقص زیبائی لائق این کرامت اشارت به صید و قید نمودن شاهباز باز سپید شاهین نام طائر شکاری شهباز و شاهین کنایه از عارفان واصل و عاشقان کامل قوله شعر حافظ را که یکسر مدح احسانها است احسان خوبی و نیکوئی هر کجا بشنیده اند از صدگه تحسین کرده اند یعنی اگر صدگان شنیدند صدگان تحسین کردند غزل

نفس باد صبا مشک فشان خواهد شد
عالم پیر دگر باره جوان خواهد شد

یعنی تا حال گرفتار خزان زهد و ورع بودم حالا آخر رسید بهار عشق عنقریب است که در میرسد

باد صبا که مرشد است مشک فشان کلمات عشق و محبت خواهد شد عالمی که بسبب زهد چون پیر فسرده پژمرده شده باستماع سخنان عشق از سر نو جوان خواهد بود ای درشتی چست و چالاک قوله

ارغوان جام عقیقی بسمن خواهد داد	چشم نرگس بشقایق نگران خواهد شد

ارغوان مرشد جام عقیقی مراد فیض سمن گلی است مراد سالک نرگس گلی است مراد مرشد شقایق لاله مراد سالک نگران مشتاق و بیننده یعنی مرشد توجه بحال ما خواهد شد قوله

این تطاول که کشید از غم هجران بلبل	تا سراپرده گل نعره زنان خواهد شد

تطاول دست درازی مراد غم و اندوه بلبل سالک درمیان این هردو مصرعه لفظ قریب محذوف است سراپرده گل یعنی جناب معشوق قوله

گر ز مسجد بخرابات شدم خرده مگیر	مجلس وعظ دراز است زمان خواهد شد

خرابات طرب آباد و میخانه مراد عشق خرده عیب یعنی اگر از مسجد بمقام عشق رسیدم عیبم مکن که مجلس وعظ دراز دیدم ای تحصیل علم بیرون از نهایت است حصول عشق از ضروریات است بنابران علم ضروری حاصل کرده بدر پرداختم و کام ناکام خود را دران انداختم قوله

ای دل ار عشرت امروز بفردا فگنی	مایه نقد بقا را که ضمان خواهد شد

نقد بقا اضافه بیانیه ضمان ضامن قوله

ماه شعبان بده از دست قدح کین خورشید	از نظر تا شب عید رمضان خواهد شد

ماه شعبان هنگام بسط کین خورشید اشاره به پیاله مے رمضان هنگام فیض مراد ازین مصرع آنست هنوز وقت بسط نشده قوله

گل عزیز است غنیمت شمرند ش صحبت	که بباغ آمد ازین راه و ازان خواهد شد

گل زندگی و جوانی و تجلی شمر ندش ضمیر شین بر گل که بباغ آمد ازین راه وان خواهد شد
از عدم بباغ وجود دنیا آمده و باز بعدم خواهد رفت قوله

مطربا مجلس انس ست غزلخوان و سرود	چند گوئی که چنین رفت و چنان خواهد شد

مطرب مرشد غزلخوان و سرود سخنان عشق و محبت بیان فرما قوله

حافظ از بهر تو آمد سوی اقلیم وجود	قدمی نه بوداعش که روان خواهد شد

یعنے ازین سکین حافظ رمقے بیش نمانده غزل

نفس بر آمد و کام از تو بر نمی آید	فغان که بخت من از خواب بر نمی آید

نفس بر آمد زندگی بسر رسید کام مقصود از خواب بر نمی آید بیدار نمی شود قوله

کمینه شرط وفا ترک سر بود حافظ	برو اگر ز تو این قدر بر نمی آید

این قدر اشارت بترک سر غزل

نه هر که چهره بر افروخت دلبری داند	نه هر که آئینه سازد سکندری داند

چهره بر افروخت نمایش و آرائش کرد دلبری داند جذب قلوب نتواند نمود آئینه سازد صفائے دل کند سکندری مشیخت حاصل این بیت آنست که قال را حال باید یعنی که بیعت نسبت بمنزلهٔ جامے است که از ملاحت عاریست با امام محمد غزالی گفتند که دعوی درویشی داری و چند طویله اشتر داری گفت من میخ طویله در گل زده ام نه در دل ان الله لا ینظر الی صورکم ولا الی اعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم القصه بطولها یعنی درویشان محض جهالت است اگر میدانی و کسے را ازین چه نقصان تو از کمال خود باز میمانی چون الحد بصورت مع حد بر می آید میان این طوائف مشکل است طالبان صادق را ازین تمیز خون دل بنا بران گفت نه هر که چهره بر افروخت

نه هر که طرف کلہ کج نهاد و تند نشست	کلاه داری و آیین سروری داند

معنی آنست که سروری موقوف بکج کلهی و تند نشینی نیست و از تشبیه کاری نمیکشاید حاصل آنکه شیوهٔ دلبری پایه ایست اعلی و مرغ دل انسان بس وحشی لطف و حیل باید که بدام افتد و عاشق راشیوه باید که اخلاص رابکار برد و بی غرض گوید قوله

تو بندگی چو گدایان بشرط مزد مکن	که خواجه خود روش بنده پروری داند

بندگی طاعت و عبادت گدایان کنایه از زاهدان بشرط مزد بحصول بهشت و ثواب و درجات خواجه حق تعالی روش عادت و رفتار بنده پروری داند انا للعبد ارحم من امه و من ابویه فاطلبنی تجدنی قوله

وفای عهد نکو باشد ار بیاموزی	وگرنه هر که تو بینی ستمگری داند

وفای عهد یا ایها الذین امنوا اوفوا بالعقود قوله

بباختم دل دیوانه و ندانستم	که آدمی بچه شیوهٔ پری داند

شیوه طریقه قوله

غلام همت آن رند عافیت سوزم	که در گدا صفتی کیمیا گری داند

رند عافیت سوز عاشق که رخت عافیت سوخته در گدا صفتی ظاهرپرستی کیمیا گری عشق حقیقی بموجب المجاز قنطرة الحقیقة مجاز را وسیله حقیقت سازد قوله

سواد نقطهٔ بینش ز خال تست مرا	که قدر گوهر یکدانه جوهری داند

نقطهٔ بینش مردمک چشم سواد نقطهٔ بینش مراد روشنی که النور فی السواد و خال ذات و شاهد گوهر یکدانه خال جوهری اشاره بمردمک چشم قوله

هزار نکتهٔ باریک تر ز مو اینجاست	نه هر که سر بتراشد قلندری داند

قلندری موقوف بسر تراشی نیست قوله

بقد و چهره هر آنکس که شاه خوبان شد	جهان بگیرد اگر دادگستری داند

یعنی هر کرا حق تعالی چهرهٔ خوش و قامتی دلکش که لازمهٔ خوبی است بدهد بکمال و استکمال رساند اگر دادگستری که تفقد غربا و فریادرسی ضعفا است پیش گیرد عالمی را فرا گیرد که طور شاهی در

حسن خلق و نگاہداشت خاطر وادائے حقوق است قوله بقد مردم چشم من است غوطه بخون ؛
چشمان من در عشق تو بسبب کثرت خونباری بمقدار قد مردم غرق بخون گردیده درین محیط
نه هر کس شناوری داند این خطاب از محبوب است که شناوری این دریاے محیط که عشق است
باکثرت خونباری نه کار هر کس است این نیست کار دیگران این کار تست غزل

نیست در شهر نگاری که دل ما ببرد ॥ بختم ار یار شود رختم ازینجا ببرد

نگار کنایه از درویش کامل دل ما ببرد ما را از ما ببرد یا بخود کشد بختم ار یار شود یعنی اگر بخت ممد
و معاون شود رختم ازینجا ببرد ما را ازینجا ببرد و بجاے دیگر برد تا صاحب کمال بنظر در آید تا ما را
بخود کشد۔ قوله

کو حریفی کش و سرمست که پیش کرمش ॥ عاشق سوخته دل نام تمنا ببرد

حریف عارف کامل و عاشق اهل سرمست از شراب عشق نام تمنا ببرد یعنی تمنا بمراد رساند قوله

باغبانا ز خزان بیخبرت مے بینم ॥ آه ازان روز که بادت گل رعنا ببرد

باغبان کنایه از سالک خزان مرگ و ایام قبض باد یعنی باد خزان گل رعنا زندگی قوله

رهزن دهر نخفتست مشو ایمن ازو ॥ اگر امروز نبردست که فردا ببرد

رهزن دهر اضافت بیانیه که فردا ببرد یعنی البته فردا ببرد قوله

راه عشق ارچه کمینگاه کمانداران است ॥ هر که دانسته رود صرفه ز اعدا ببرد

کمانداران رهزنان دانسته باهوش صرفه ز اعدا ببرد فریب دشمنان نخورد و سلامت رود قوله
مکر فرعون کجا صرفه ز اعدا ببرد این مقلدان کے بر عاشقان غالب توانند آمد قوله
در خیال اینهمه لعبت بهوس مے بازم ؛ لعبت مراد شعر تو که صاحب نظرے نام تماشا ببرد
یعنی شاید که صاحب نظرے بحکم تماشا بنظر گذرے کند قوله

علم و فضلے که بچل سال دلم جمع آورد ॥ ترسم آن نرگس ترکانه بیکجا ببرد

نرگس ترکانه تجلی یعنی تجلی قوله

بانگ گاوے چه صدا باز دهد عشوه مخر ॥ کے سها عکس ز خورشید مصفا ببرد

بانگ گاو نصیحت ناصحان و سخن مقلدان صدا آوازه و گنبد و چاه و مثله عشوه مخور مفتون آن مشو قوله

سحر با معجزه پهلو نزند دل خوش دار — سامری کیست که دست از ید بیضا ببرد

سحر با معجزه پهلو نزند دل خوش دار + سحر برابر یا پسائی معجزه سخنان عاشقانه سحر با معجزه پهلو نزند سخنان هر آنکس سخن عاشقانه
سامری نام شخصے که قصه اش بالا مذکور شد ید بیضا معجزه موسے و آن کف دست مبارک بود هنگامی
که اورا مے نمود هر که میدیدی بهر حالت که بودی برگشتی و چون دست را گرد آوردی بیننده بحال خود
گشتی ۱۲ من ابراهیم شاهی قوله

جام مینائی مے سدّ رهِ تنگدلیست — منه از دست که سیل غمت از جا ببرد

جام مینا مراد شراب از ذکر سبب اراده مسبب مراد از ان عشق سدّ ره تنگدلیست مانع تنگدلیست
منه از دست یعنے جام مے را از دست منه ای ترک عشق منما قوله

حافظ از جان طلبد غمزهٔ مستانهٔ او — خانه از غیر بپرداز و بهل تا ببرد

خانه از غیر بپرداز خانهٔ دل از ما سوا خالی ساز بهل بگذار و مانع آن مباش تا ببرد فاعل غمزه غزل

نقد صوفی نه همه صافی بیغش باشد — اے بسا خرقه که مستوجب آتش باشد

نقد اعمال ما حصل این بیت آنست درین زمان جماعتے اند در لباس تصوف بر آمده خود را نموده اند
و تکلف کرده اند و از حقیقت تصوف خبری ندارند بنا بران گفت نقد صوفی نه همه الخ - قوله

صوفی ما که ز ورد سحری مست شدی — شامگاهش نگران باش که سرخوش باشد

شامگاه هنگام ابتدای دخول عشق یعنی صوفی که قبل ازین بخواندن اوراد مشغول مے بود اکنون
که عشق در دولتش کشود نگاهش کن که چه سرخوش باشد و غم و غصه از صفحهٔ خاطر تبرا شد قوله

خوش بود گر محک تجربه آید بمیان — تا سیه روی شود هر که درو غش باشد

محک تجربه اضافه بیانیه عشق آب تیره مراد خیانت قوله

خط ساقی گر ازین گونه زند نقش بر آب — اے بسا رخ که بخونابه منقش باشد

خط ساقی اسما و صفات که حاجب او یند و سالک را سدّ راه اند و نقش بر آب سریع الزوال است
همچنان شهود اسما و صفات لیکن چون مدتے در رفع اسما و صفات کوشید و آن حجاب مرتفع نشد میگوید که حجاب اسما
و صفات چنین نقش بر آب نزند که بهیچ نوع رفع نمیشود پس بسا عاشقان که گرفتار غم و الم هجر مانند و کس
بدوست رسیدن نتوانند و نیز خط اشارت بظهور آن حقیقت در مظاهر میگوید که ظهور آن حقیقت

در مظاہر روحانی چنین سریع الزوال است که دمے قائم نمی ماند سیما عاشقان که گرفتار غم مانند قوله

نازپرورد تنعم نبرد راه بدوست	عاشقی شیوهٔ رندان بلاکش باشد

ماحصل این بیت آنست تصوف امریست بغایت دقیق ادراکے کامل باید تا که گوهر مقصود بدست آید قوله

غم دنیای دنی چند خوری باده بخور	حیف باشد دل دانا که مشوش باشد

دنی کمینه مشوش غمگین و متفکر قوله

دلق و سجادهٔ حافظ ببرد باده فروش	گر شراب از کف آن ساقی مهوش باشد

دلق و سجاده کنایه از زهد و ورع باده فروش مرشد آن ساقی مهوش محبوب غزل

واعظان کین جلوه بر محراب و منبر میکنند	چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند

جلوه ناز و غرور و آرایش و نمایش قوله

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس	توبه فرمایان چرا خود توبه کمتر میکنند

دانشمند مجلس واعظ که در مجلس اظهار دانشمندی میکند باز پرس سبب آن پرس توبه فرمایان اشاره بواعظان که دیگران از منهیات توبه میدهند چرا خود توبه کمتر میکنند خود از منهیات چرا باز نے مانند قوله

گوئیا باور نمیدارند روز داوری	کاینهمه قلب و دغل در کار داور میکنند

باور اعتبار باور نمیدارند بشک اند یا منکر اند روز داوری قیامت قلب و دغل دو ے وریا دغل بفتحتین عیب و فساد قوله

بندهٔ پیر خراباتم که درویشان او	گنج را از بے نیازی خاک بر سر میکنند

پیر خرابات مرشد عشق عارف کامل گنج کنایه از اعمال و افعال که زاد آخرت است خاک بر سر میکنند مخفی میکنند و هیچ نظر بران نمیدارند قوله

یارب این نو دولتان را بر خر خود برنشان	کاین همه ناز از غلام ترک و استر میکنند

نو دولتان درویشان مقلد و زاهدان مرائی بر خر خود برنشان بحد خود و بدرجهٔ خود دار غلام ترک و استر کرو فر قوله

بر در میخانهٔ عشق ای ملک تسبیح گوے	کاندرانجا طینت آدم مخمر میکنند

ملک سالک که بصفت ملکی متصف شده یعنی ای طالب عشق حاصل نما کاندرانجا اشاره بمیخانه طینت گل و خمیر

اے گدای خانقه بر درگہ پیر مغان — میدہند آبے و دلہا را توانگر میکنند

یعنی اگر طالب صادقی بر درگہ پیر مغان که پیر عشاق است بیا که در صحبت این قوم عشق و محبت حاصل میشود و جرعۂ از شراب محبت میدہند و دلہا را از ماسوی الله توانگر میکنند که من له الکل فله الکل زیرا که حصول مطلب بے عشق و محبت از محالات است قوله

آه آه از دست صرافان گوهر ناشناس — هر زمان خرمهره را با دُر برابر میکنند

صرافان گوهر ناشناس درویشان مقلد قوله

خانه خالی کن دلا تا منزل جانان شود — کین هوسناکان دل و جان جاے دیگر میکنند

خانه خالی کن دلا یعنے ای دل خانه خود را از خطرات ماسوی الله نگاه دار کین هوسناکان اشارت بخطرات جاے دیگر بے عشق قوله

صبحدم از عرش مے آمد خروشی عقل گفت — قدسیان گوئی که شعر حافظ از بر میکنند

از بر میکنند یاد میکنند غزل

هر که شد محرم دل در حرم یار بماند — وانکه این کار ندانست در انکار بماند

محرم دل واقف اسرار دل در حرم یار بماند واصل بمحبوب شد اینکار اشاره باسرار دل قوله

اگر از پرده برون شد دل من عیب مکن — شکر ایزد که نه در پرده پندار بماند

اگر از پرده برون شد در عاشقی و رسوائی آمد پرده پندار تکبر خودبینی قوله

صوفیان واستدند از گرو می همه رخت — دلق ما بود که در خانه خمار بماند

صوفیان کنایه از زاهدان واستدند از گرو می همه رخت قبول عشق ننمودند دلق ما بود که در خانه خمار بماند وجود ما بود که قبول این معنی نمود قوله

خرقه پوشان همگی مست گذشتند و گذشت — قصه ماست که بر هر سر بازار بماند

خرقه پوشان عاشقان و زاهدان مست گذشتند خبر محذوف و آن اینست که هیچکس ایشان را هیچ نمیگوید بر هر سر بازار بماند مشهور عالم گردید محتسب کنایه از واعظ و زاهد از یاد ببرد و فراموش کرد و بین زمان الحال قوله

داشتم دلقی و صد عیب مرا می‌پوشید — خرقه رهن مے و مطرب شد و زنار بماند

۱۰ این بیت در نسخه موجود نیست ۱۲

دلق مراد جود صدعیب نهان صدعیب باطنی خرقه اشاره بهان دلق رهن گرو می محبت مطرب مرشد زنار یک رنگی ویک دلی قوله

بر جمال تو چنان صورت چین حیران شد	که حدیثش همه جا بر در و دیوار بماند

صورت چین محمد و سالک کامل حیران شد لا احصی ثناء علیک ما عرفناک حق معرفتک قوله

هر مے لعل کزان دست بلورین ستدم	آب حسرت شد و در چشم گهربار بماند

یعنے مے که پیش ازین از دست آن محبوب خورده ام آنهمه آب حسرت شده در چشم ماند یعنی اکنون آن مے حاصل نیست ازان گریانم ونیز کار بجائے رسید که فیض بواسطه از معشوق میگیرم و گهربار یعنی چشم در عین حالت باعتبار بے نهایت است هر چند ترقی بیش طلب بیش قوله

جز دلم کو ز ازل تا با بد عاشق اوست	جاودان کس نشنیدم که درین کار بماند

اے هر کسے مدتے عاشق ماند بعده اعراض کرد قوله

از صدائے سخن عشق ندیدم خوشتر	یادگاری که درین گنبد دوار بماند

صدا آواز چاه و کوه و گنبد اینجا مطلق آواز مخصوص نابود بزبانی منصوص است دار العذاب قوله

گشت بیمار که چون چشم تو گردد نرگس	شیوه او نشدش حاصل و بیمار بماند

چون چشم تو غضیض الطرف شیوه دلربائی او ضمیر بچشم نشدش ضمیر شین بنرگس معنے این بیت آنست یعنی نرگس خوب است که مانند چشم تو گردد لهذا بیمار گردید لیکن شیوه او حاصل نشد و بیمار گردید یعنے منسوب به بیمار شد قوله

بتماشاگه زلفش دل حافظ روزے	شد که باز آید و جاوید گرفتار بماند

زلف مراد عشق و دنیا که جائے ظهور اوست غزل

هوس باد بهارم بسوے صحرا برد	باد بوے تو بیاورد و قرار از ما برد

هوس آرزو باد بهار نسیم فصل صحرا مراد صحرای عشق باد مرشد وارد قوله

آمده گرم و بسر آب زخم اشک چو سیم	زر بزر داد کسے کامد و این کالا برد

یعنے اشک چون سیم من که بگرمی و تیزی در آمد و آب زخم که سرخی و تازگی است بسر و زرد ساخت نه موجب تحقیر نیست بلکه کسے که آمد یعنی اشک چون سیم و این کالا برد که سرخی و تازگیست زر بزر داد

یعنی نور علی نور ساخت و زینتی بر زینتی افزود قوله

دل سنگین ترا اشک من آورد براه — سنگ را سیل تواند بره دریا برد

آورد براه مهربان ساخت و دوش فوق طرب سلسلهٔ عشق بنشست این مصرع مبنی بر مقام محو و مصراع ثانی مبنی بر صحو قوله

راه ما غمزهٔ آن ترک کمان ابرو زد — رخت ما هندوی آن سرو سهی بالا برد

غمزه ظهور و اخفا ترک کمان ابرو معشوق سرو سهی سروی که از بن دو شاخه برآمده باشد شاخ متمایل نشده قوله

جام مِی دی زلبت دم زد و آن بخشش زد — آبرو از لب جان بخش تو آن بخشا برد

جام می سخن عشق زلبت که از لبت نسبتی دارد قوله

بحث بلبل بر حافظ مکن از خوش نفسی — پیش طوطی نتوان صوت هزار آوا برد

بلبل عاشقان و مقلدان طوطی کنایه از خود هزاران کنایه از مقلدان غزل

هر کرا با خط سبزت سر سودا باشد — پای زین دائره بیرون ننهد تا باشد

خط سبز صفات و تجلیات سودا عشق زین دائره اشارت بعشق لاله صفت مانند لاله قوله

در قیامت که سر از خاک لحد برگیرم — داغ سودای توام سر سویدا باشد

سویدا ضمیر ای خال سیاه که در دل است قوله

تا کی ای گوهر یکدانه روا خواهی داشت — کز غمت دیدهٔ مردم همه دریا باشد

گوهر یکدانه معشوق قوله

ظل ممدود خم زلف توام بر سر باد — کاندرین سایه قرار دل شیدا باشد

ظل ممدود سایهٔ دراز سر زلف جذبهٔ عشق قرار دل شیدا باشد قرار دل عاشق در نسبت قوله

چشمت از ناز بحافظ نکند میل آری — سرگرانی صفت نرگس شهلا باشد

چشم مراد تجلی ذات سرگرانی تکبر و غرور غزل

هرگزم نقش تو از لوح دل و جان نرود — هرگز از یاد من آن سرو خرامان نرود

سرو خرامان کنایه از محبوب قوله

آن چنان مهر توام در دل و جان جا گرفت — که گرم سر برود مهر تو از جان نرود

درازل بست دلم با سر زلفت پیوند	تا ابد سر نکشد وز سر پیمان نرود

سر زلف جذبۀ عشق واو عطف در میان نکشد و مهر محذوف وسست سر خیال قوله

آنچه از بار غمت بر دل مسکین من است	برود دل ز من و از دل من آن نرود

برود رفع شود این اشاره بمهر آن اشاره بمحبت قوله

گر رود از پی خوبان دل من معذورست	درد دارد چکند کز پی درمان نرود

درمان علاج غزل

هر آنکه جانب اهل وفا نگهدارد	خداش در همه حال از بلا نگهدارد

جانب اهل وفا نگهدارد غمخواری دلدادگان نماید بلا رنج قوله

دلا معاش چنان کن که گر بلغزد پای	فرشته‌ات بدو دست دعا نگهدارد

معاش زندگی که گر بلغزد پای اے مرگ ترا دریابد یا حادثه دامنگیر وقت تو گردد قوله

گرت هواست که معشوق نگسلد پیوند	نگاهدار سر رشته تا نگهدارد

معشوق نگسلد پیوند معشوق بیوفائی نکند نگاهدار سر رشته نقض مخالفت عشق و یار قوله

حدیث دوست نگویم مگر بحضرت دوست	که آشنا سخن آشنا نگهدارد

محب حکایت محب بغیر نگوید قوله

نگاهداشت دل ما و جای رنجش نیست	ز دست بنده چه خیزد خدا نگهدارد

نگاهداشت دل ما یاد آوری نمود و بدلداری ما کوشید رنجش آزردگی ز دست بنده چه خیزد و بنده معاوضه او چه تواند کرد همین که دست بدعا بر آرد که خدا حافظ او باد قوله

غبار راهگذارش کجاست تا حافظ	بیادگار نسیم صبا نگهدارد

گذارش ضمیر شین بمعشوق غزل

هرکه او یکسر مو پند مرا گوش کند	همچو من حلقۀ گیسوی تو در گوش کند

گیسو موی بافته هر که مقدار سر مو نصیحت ما را بشنود همچو ما مقید بعشق تو گردد - دهن سر مخفی ۵
عارفان کان گوهر جان سفته اند ۵ سر مخفی را دهانش گفته اند ۵ مراد از سر مخفی سریست در عشق که
بر هیچکس معلوم نیست الا عاشقان و همین باعث جذب قلوب ایشان و موجب وصول ایشان

بجانان است معصوم دلے زاہد و پارسا بادہ عشق بر با ولیت بر امید حصول الطاف ۹
لب شیرین جو شد لطف خداست ہمچو شکر نوش کند برغبت تمام دوش من کتف من دوش بدوش
تو رسیدہ فدا بکتف تو رسید و دوش بدوش رسیدن کنایہ از اتصال است و مراد از ان
مشاہدہ جان در سر آن دوش کند از غایت اشتیاق در خیال آن دوش جان را فدا نماید
گل مراد سالکے کہ بمقام محبوبیت رسیدہ و سوسن کنایہ از سالک آزاد نرگس کنایہ از عاشق
منتظر بچشم در راہ گل و سوسن و نرگس مراد عاشقان کہ ہر یک بنوعے سخنے میگویند تا زبان ہمہ را
حسن تو خاموش کند ہمہ از مشاہدۂ تو گنگ گردند زان سبب برائے آن پیچ و خم و تاب دہی آراستہ
و پیراستہ کنی غزل

ہمائے اوج سعادت بدام ما افتد	اگر ترا گذرے در مقام ما افتد
ہما نام جانور معرف ہمائے اوج سعادت اضافۃ بیانیہ قولہ	
حباب وار براندازم از نشاط کلاہ	اگر ز روئے تو عکسے بجام ما افتد
حباب بلبلہ براندازم از نشاط کلاہ ای نیست و فانی گردم جام دل قولہ	
شبے کہ ماہ مراد از افق طلوع کند	بود کہ پرتو نورے ببام ما افتد
ماہ مراد اضافۃ بیانیہ و محبوب پرتو روشنائی قولہ	
ملوک را چو رہ خاکبوس این در نیست	کے التفات جواب سلام ما افتد
رہ حصول قولہ	
چو جان فدای لبت شد خیال می بستم	کہ قطرۂ ز زلالت بکام ما افتد
خیال مے بستم امید میداشتم قولہ	
خیال زلف تو گفتا کہ جان وسیلہ مساز	کزین شکار فراوان بدام ما افتد
زلف جذبہ جان وسیلہ مساز کہ جان چیزی محقر است کزین شکار اشارہ بجان غزل	
ہر آنکو خاطر مجموع و یار نازنین دارد	سعادت ہمدم او گشت و دولت ہمقرین دارد
خاطر مجموع خاطر خالی از اندیشۂ غیر ہمدم محب موافق قولہ	
جناب عشق را درگہ بسے بالاتر از عقل است	کسے آن آستان بوسد کہ جان در آستین دارد

بسے بالاتر از عقل ست یعنی از احاطۂ عقل بالاست آن آستان اشارہ بحریم عشق جان در آستین جان در دست قوله

دهان تنگ شیرینت مگر مهر سلیمانست — که نقش خاتم لعلش جهان زیر نگین دارد

دهان تنگ شیرین صفت متکلمی و ضمیر تا بمحبوب مگر تحقیق که نقش خاتم لعلش جهان زیر نگین دارد سخنان دلپذیر او عالمے را شیفته گردانیده و منقاد ساخته قوله

چو بر روی زمین باشی توانائی غنیمت دان — که دوران ناتوانیها بسے زیر زمین دارد

بسے زیر زمین دارد مخفی دارد قوله

بخواری منگر ای منعم ضعیفان فقیران را — که صدر مسند عزت فقیر ره نشین دارد

منعم معشوق ضعیفان عاشقان ره نشین نشینندہ راه غزل

هر کرا خاک سر کوی تو مسکن باشد — پیش او گلشن فردوس چو گلخن باشد

مسکن جای سکونت گلشن بضم گلزار گلخن بضم رو فته قتال قتل کننده هر چه گذاری هر چیز که گذاشتنی ست در ره او همه گر یکسره سوزن باشد موافق آنست ؎ یکسو بدره نشسته و یکسوزن ❊ این پرده بیکسو نگن و یکسوزن ❊ عیسی بقدر سوزنی نتوانست بمعراج رسید ❊ تا داشت ز اسباب جهان یک سوزن ❊ خشک و تر نیک و بد قلیل و کثیر و بر و بحر و ماحضر قالب غزل

یاد باد آن که ز ما وقت سفر یاد نکرد — بوداعی دل غمدیدهٔ ما شاد نکرد

میز در قلم خیر و قبول در هنگام شدائد پیش می آمد آنرا دنکرد و غم و فراق خود گذاشت کاغذین جامه بخونابه بشوئیم که فلک ❊ کاغذین جامه پوشیدن دادخواه و تظلم کردن چه پوشیدن جامه از کاغذ در قدیم علامت دادخواهی بود ۱۲ من رشیدی رهنمونیم بپاے علم داد نکرد بفریاد من نرسید و مرا بمعشوق نرساند مرغ سحر عارف شکن پیچش طرهٔ شمشاد صفات کلک مشاطه صنع اضافه بیانیه و ضمیر شین صنعش بر هر که که در مصرعهٔ آینده است هر که اقرار برین حسن خداداد نکرد یعنی معتقد این حسن نشد و عاشق نگردید حسن خداداد حسن داده خدا یعنی حسن ذاتی بخلاف دیگران که عارضیست مطرب مرشد پرده مگردان سخن را اگر دان بزن راه عراق سرود عشق بنواز غزلیات عراقیست سخنان عاشقانه است این ره مستانه سخنان عشق غزل

یاد باد آن که سر کوی توام منزل بود | دیده را روشنی از خاک درت حاصل بود
دل چو از پیر خرد نقد معانی میجست | عشق میگفت بشرح آنچه برو مشکل بود

بشرح به بیان وتفصیل برو بر دل قوله

در دلم بود که بی دوست نباشم هرگز | چه توان گفت که سعی من و دل باطل بود

که سعی من و دل باطل بود بموجب التقدیر یضحک علی التدبیر قوله

دوش بر یاد حریفان بخرابات شدم | خم می دیدم و خون در دل و پا در گل بود

خم می کنایه از عارف خون در دل گرفتار غم و ام پا در گل حیران و پریشان قوله

پس بگشتم که بپرسم سبب درد فراق | مفتی عقل درین مسئله لا یعقل بود

عقل را چه یارا که این مسئله دریابد قوله

راستی خاتم فیروزهٔ بو اسحاقی | خوش درخشید ولی دولت مستعجل بود

خاتم بکسر و الفتح انگشتری فیروزه جوهریست مبارک قیمتی سبز فام بامداد که چشمش بر آن آید روشنائی افزاید بو اسحاق طائفه اند که بو سحاق نیز گویند مراد از خاتم فیروزه بو اسحاق تجلی محبوب قوله

آه ازین جور و تظلم که درین دامگه است | وای ازان عیش و تنعم که در آن منزل بود

درین دامگه اشاره بدنیا و آه ازین رو گفت که بتحریر در نمی آید آه زان ناز باعتبار گذشته که در این محفل بود و آخرش فناست قوله

دیدی آن قهقههٔ کبک خرامان حافظ | که ز سر پنجهٔ شاهین قضا غافل بود

کبک خرامان اهل دنیا معنی این بیت آنست یعنی اے حافظ آن خنده و طرب اهل دنیا را دیدی که از سر پنجهٔ قضا غافل بودند و باده طرب بجام غفلت می پیمودند آخر الامر چون قضا بسر پنجه اش در کشید آنهم بر باد رفت و بجز حسرت بر نداشت غزل

یاد باد آن که نهانت نظری با ما بود | رقم مهر تو بر چهرهٔ ما پیدا بود

یاد باد خطاب بمحبوب حقیقی و یا بمرشد رقم نبشتن اینجا بمعنی مرقوم قوله

یاد باد آنکه چو چشمت بعتابم میکشت | معجز عیسویت لب شکرخا بود

چشم تجلی ذاتی عتاب سرزنش معجز عیسوی فیض و لطف ازلی قوله

یاد باد آنکه صبوحی زده در مجلس انس	جز من و یار نبودیم و خدا آنجا بود

صبوحی زده مست و مخمور مجلس انس خلوتخانه جز من و یار نبودیم خدا آنجا بود در میان ما و تو غیر از خدا دیگرے نبود قوله

یاد باد آنکه رخت شمع طرب می افروخت	وین دل سوخته پروانه ناپروا بود

ناپروا بے نیاز قوله

یاد باد آنکه خرابات نشین بودم و مست	آنچه در مجلسم امروز کمست آنجا بود

کمست اشاره بمشاهدهٔ محبوب قوله

یاد باد آنکه در آن بزمگه خلق و ادب	آنکه او خندهٔ مستانه زدی صهبا بود

صهبا شراب قوله

یاد باد آنکه مه من چو کله بشکستی	در رکابش مه نو پیک جهان پیما بود

مه من کنایه از معشوق مه نو کنایه از خود قوله

یاد باد آنکه باصلاح شما می شد راست	نظم هر گوهر ناسفته که حافظ را بود

باصلاح شما می شد راست بسبب اصلاح شما زیب و رونق حاصل مینمود گوهر ناسفته سخن که سفته الماس فکر هیچ سخنورے نگردیده غزل

یارم چو قدح بدست گیرد	بازار بتان شکست گیرد

قدح بدست گیرد نئے نوشیدن آید بازار رونق قوله

در پاش فتاده ام بزاری	آیا بود آنکه دست گیرد

آیا لفظ تمنا قوله

در بحر فتاده ام چو ماهی	تا یار مرا بشست گیرد

بحر کنایه از عشق و هجران شست آهن سرخم که بدان ماهی گیرند قوله

هر کس که بدید چشم او گفت	کو محتسبے که مست گیرد

مست اشارت بچشم قوله

خرم دل آنکه همچو حافظ	جامے ز مے الست گیرد

مے الست محبت محبوب حقیقی و محبت ازلی۔ غزل

یکدو جامم دی سحرگہ اتفاق افتادہ بود	وزلب ساقی شرابم در مذاق افتادہ بود

لب ساقی صفت متکلم مذاق چشیدن یعنی ہنگام سحر یکدو ساغر مشاہدات تجلیات محبت ازلی افتادہ بود و ازلب ساقی کہ صفت تکلم اوست شرابے در مذاق افتادہ بود۔ قولہ

از سر مستی دگر باشاہد عہد شباب	رجعتے میخواستم لیکن طلاق افتادہ بود

رجعت یعنے بازگشت و طلاق یعنے رہائی معنے چنان شود کہ از روی مستی و شوریدگی بار دیگر میخواستم کہ بعہد شباب رجعت نمایم و در عشقبازی جوانانہ درآیم لیکن ازان مقام رہائی افتادہ و مشاہدت تجلیات فرو گذاشت نمی نمود و نیز میتواند بود کہ از سرمستی یعنی بیخبری بار دیگر با معشوقہ ایام جوانی کہ ہوا و ہوس باشد میخواستم کہ رجعتے کنم و باز بدو پیوندم لیکن متنبہ شدم کہ گذاشتن آن شاہد بمنزلہ آنست کہ کسے زنے را طلاق دادہ باشد و آن طلاق بسبب گذشتن مدت عدت قابل رجعت نماند پس چون حال بدین منوال بود و آن شاہد ایام باز نہ پیوستم و نیز آنکہ میخواستم کہ باشاہد عہد شباب رجعت نمایم لیکن طلاق واقع شدہ بود و وقت رجعت نماند یعنی امکان نبود قولہ

در مقامات طریقت ہر کجا کردیم سیر	عاقبت را بانظر بازی فراق افتادہ بود

الضدان لا یجتمعان قولہ

ساقیا جام دمادم دہ کہ در سیر طریق	ہر کہ عاشق وش نباشد در نفاق افتادہ بود

دمادم پے در پے قولہ نقش مے بستم کہ گیرم بوسہ زان چشم مست ٭ می بستم خیال بستم طاقت صبر از خم ابروش طاق افتادہ بود ای پیش بروے او صبر را گنجایش نبود۔ قولہ

از معبر مژدہ فرما کہ دوشم آفتاب	در شکر خواب صبوحی ہم وثاق افتادہ بود

معبر تعبیر کنندہ وثاق محل قولہ

گرنبودی شاہ یحیی نصرۃ الدین از کرم	کار ملک و دین زنظم و انتساق افتادہ بود

شاہ یحیی مراد مرشد انتساق روان شدن غزل

یاری اندر کس نمی بینیم یاران را چہ شد	دوستی کی آخر آمد دوستداران را چہ شد
آب حیوان تیرہ گون شد خضر فرخ پی کجاست	خون چکید از شاخ گل باد بہاران را چہ شد

چشم۔

(حاشیہ: شاید آلبیں ساعت ... حافظ ... بر مزار ... وفات ...)

آبحیوان عیش و کنایه از دین و کیش تیره گون ناپدید و خلل یافته خضر فرخ پے مراد مرشد شاخ گل سالک باد بهار فیض ازلی مرشد قوله لعل از کان مروت برنیامد سالهاست کان مروت خراب است اے کسے با کسے مردمی نکند تابش خورشید و سعی باد و باران را چه شد گردش آسمانی را چالت و یداد قوله

گوئے توفیق و کرامت درمیان افگنده اند ‖ کس بمیدان رونمی آرد سواران را چه شد

کس بمیدان روئے آرد یعنی هیچکس طالب پیدا نے شود قوله

صد هزاران گل شگفت و بانگ مرغی برنخاست ‖ عندلیبان را چه پیش آمد هزاران را چه شد

معنے این بیت آنست که صد هزار مصنوعات صنع ایزدی بوجود آمد که وجود هر یکے دال بر صانع واجب الوجود اند هیچ یکے بصانع پے نے برد عاشقان و طالبان حق را چه شد که از پردهٔ غفلت بدر نمی آیند و از مصنوعات بشناسائی صانع در نے آیند قوله

زهره سازِ خوش نمی سازد مگر عودش بسوخت ‖ کس ندارد شوق مستی میگساران را چه شد

زهره نام ستاره مراد مرشد عود بربط مراد زبان معنے آنست که مرشدان را چه شد که خلق را بهدایت نمی شناسد و گنگ گشته میماند مگر زبانش سوخته یا کامش دوخته هیچکس ذوق عشق و محبت ندارد که لمحه از غفلت سر بر آرد و عاشقان را چه وجه پیش آمد۔

غزل ردیف الذال

اے ذوق شهد لعل تو در کام من لذیذ ‖ حلوای قند گرسنه را در دهن لذیذ

شهد مراد سخن و نیز شهد لعل اضافة بیانیه و لعل کنایه از لب و مراد از لب عشق یعنی عشق تو با اینهمه تلخیهای رنج مرا لذیذ چون گرسنه را حلواے قند قوله

دندان یار در دهن تنگ خوش نمود ‖ در کام حقه دانهٔ در عدن لذیذ

خوش نمود چنان خوش و دلکش که بیانش در مصرع لاحق است قوله

شهد و شکر هرانچه ببازار عالمست ‖ شیرین از دست و در دهنم این سخن لذیذ

شیرین از دست از و اشارت بلب یعنی نسبت بلب شیرین و یافته قوله

خطے دهد معنبر زلفت دماغ را ‖ باشد بمغز نفحهٔ مشک ختن لذیذ

حظ فرحت معنبر زلفت یعنی زلف معنبر تو نفحه بوے قوله

مارا بکام دیدۂ ازاشک سپید و سرخ	خطیست چون بباغ گل یاسمن لذیذ

کام درون دہن کام دیدہ درون دیدہ لذیذ مرا دنوشما غزل

اے گفتگوے لعل تو در کام جان لذید	شکر لبت چو طعم شکر در دہان لذیذ

لعل لب مرادعشق طعم مزہ قولہ

دندان تست قطرۂ شیر و شکر لبت	در کامہاست شیر و شکر بہر آن لذیذ

لب تو بمنزلۂ شکر و دندان تو چون قطرۂ شیر قولہ گفتم حدیث لطف تو آمد سخن لطیف یعنی حدیث سخن عشق تو می نوشتم ازان سخن من لطیف شہرۂ آفاق شدہ کردم بیان وصف لبت شد بیان لذیذ ذکر بیان محبت تو سیگفتم ازان کلام من لذیذ گردید کہ چون کاغذ زر مے برند قولہ

دل ناوک تو خواست کہ باشد ہماے را	باشد ز طعمہای دگر استخوان لذیذ

دل طلبگار ناوک عشق تو گردید تا خستہ و ضعیف گردد و محض استخوان ماند چرا کہ عشق ہماست بلعم پر از کہ بغیر از استخوان ملتفت نمیباشد قولہ اوراز بس کہ چاشنی حسن دلبریست یعنی دل از بس کہ چاشنی گیر ماند حسن محبوبست پیوستہ حرف او گذرد بر زبان لذیذ پیوستہ حرف ذکر وثنای او بر زبان لذیذ مے آید قولہ

حافظ نسے زشیرۂ جان پخت جلوۂ	در آرزوی آن لب نامہربان لذیذ

شیرۂ جان تصدیع کمال و رنج بیشمار کہ موجب گزارش جنت جلوہ طاعت عبادت غزل

عشق تو رستید بجا ہوش کنان اخذ	تا دیدۂ و دل را کند از بیم کنان اخذ

ہوش کنان اخذ ہوش اخذ کنان بیم کنان عاشقان کہ از دست برد عشق اندیشہ مینمایند دیدہ دل را از ایشان فراگیر دنا پوشیدہ چشم و سبب اندیشہ خود را بدریای عشق اندازند قولہ دستار ستاند ز سر عالم و عابد عشق چیست کہ عالم و عابد را در معرض رسوائی نشاندہ زنار کند از کثف برہمنان اخذ عشق آنست کہ بیزاری از دین بخشد۔

غزل ردیف الراء

الا اے طوطی گویاے اسرار	مبادا خالیت شکر ز منقار

طوطی مرشد و این مصراع منادی است خالیت شکر ز منقار یعنے منقار تو از شکر خالی مباد کما قالو عرضت الناقۃ علی الحوض وفی المغنی عرضت الحوض علی الناقۃ فانظر الیہ بالماقیۃ یعنی اے طوطی اسرار

از شکر خالی مباد منقار تو و این مصراع دعائیه است قوله

سرت سبز و دلت خوش باد جاوید	که خوش نقشے نمودی از خط یار

سرت سبز این مصرعه نیز دعائیه است خوش نقشے این مصرع منادی له است قوله

سخن سر بسته گفتی با حریفان	خدارا زین معما پرده بردار

سربسته مشکل و مخفی حریفان عاشقان خدارا بواسطۂ خدا زین معما پرده واحل نما این معما را قوله

بروے ما زن از ساغر گلابی	که خواب آلوده ایم ای بخت بیدار

ساغر دل عارف گلاب ماء الورد مراد حقائق و معارف که دل مرشد دار د خواب آلوده ایم گرفتار خواب غفلتیم بخت بیدار مرشد یعنی اے مرشد بروے ما از ساغر دل خویش گلابے بزن اسے بیان حقائق و معارف بوجہ احسن نما که از هوا و هوس خواب آلود غفلتیم باشد که از مددگاری تو از این خواب غفلت برهم و از مضجع خویش بجهم و قدم پیش نهم قوله

چه ره بود اینکه زد در پرده مطرب	که می رقصند باهم مست و هشیار

ره سرود چه راه سخن زد در پرده بطور اخفا بیان نمود مطرب مرشد قوله

سکندر را نمی بخشند آبے	بزور و زر میسر نیست این کار

سکندر نام بادشاه روم مشهور معنے آنست که مرغان فضای ملک و ملکوت که طائران آشیانه تقدیس و تسبیح بودند هر چند در طلب معرفت کوشش نمودند و خاک گلستان معرفت را که وجود آدم بود باعنادو حسد زیر و زبر کردند خود را بزیب و زینت معصومی آراستند قطرۂ ازین خمخانه و جرعۂ ازین پیمانه آشنایان را نرسد یعنی اکه این کار بزور و بازو نیست بلکه این محض فضل ایزدی هست ذلک فضل الله یوتیه من یشاء قوله

ازان افیون که ساقی در مے افگند	حریفان را نه سر ماند و نه دستار

معنے آنست که پیش ازین هم مست محبت بود چون مرشد بیان معارف و حقائق نمود مستی بر مستی افزود گویا مرشد افیون درمے ایشان کرد که حریفان را شناسائی سر و دستار نماند قوله

خرد هر چند نقد کائنات است	چه سنجد پیش عشق کیمیا کار

نقد زر مضروب کیمیا علمے است که قلب اعیان اسفل با علے بد و خاص شود یعنی اعیان عقل نمود عمل او باعلے میتوان سانید و از صف النعال بصف عرش توان رسانید یعنی عقل هر چند سکه زده

درگاه ہست و محتاج الیہ گدا و شاہ است پیش عشق کہ کیمیا گری باشد کہ مس وجو سالکان از رذائل
مے سازد چہ وزن و چہ قیمت دارد قولہ

بستوران مگو اسرار مستی	حدیث جان مپرس از نقش دیوار

مستوان زاہدان ظاہر پرست اسرار مستی اسرار نامتناہی کہ از ادراک انسان دور است معنی آنست
کہ ایشان ہنوز از مشیمۂ امہات عناصر و طبائع نہ بر آمدہ و قابل درک نگشتہ اند کما قال عیسےٰ لن یلج
ملکوت السموات من لم یولد مرتین مرۃ من بطن الام مرۃ من بطن الطبائع لتے بین جنبیہ
کہ صورت آنہا ہنوز چون نقش بر دیوار است و حدیث جان از نقش دیوار پرسیدن بس دشوار قولہ

بیمن دولت منصور شاہی	علم شد حافظ اندر نظم اشعار

یمن خجستگی علم مشہور شعر بمعنے کلام موزون معنے آنست کہ بخجستگی و مبارکی دولت سلطان
منصور نامدار حافظ نشانمند شد در گفتن اشعار غزل

اے صبا نکہتے از کوی فلانی بمن آر	زار و بیمار غمم راحت جانی بمن آر

صبا کنایہ از مرشد نکہت باد خوش مراد نشان و نیز نکہت کوی مراد پیغام قولہ

قلب بیحاصل ما را بزن اکسیر مراد	یعنی از خاک در دوست نشانی بمن آر

قلب دل اکسیر داروے کیمیا کہ بدان زر و نقرہ شود قولہ در کمینگاہ نظر با دل خویشم جنگست
کمینگاہ نظر مراد مقام عشق ز ابرو و غمزہ اش تیر و کمانے بمن آر ابرو و غمزہ تجلیات جلالیہ یعنی از
تجلیات جلالیہ کہ بمنزلۂ تیر و کمان باعث قتل اند بما عطا نما تا بآن این دل را کہ با ما بجنگ است مقتول سازم
و از دست او رہائی یابم قولہ در غریبی و فراق غم دل پیر شدم * غریبی بیکسی و عاجزی
پیر شدم چون پیر ضعیف و نحیف ساغرے ز کف تازہ جوانی بمن آر * شراب از مشاہدۂ محبوب
بمن آر تا از مشاہدہ از سر نو جوان گردم و جوانا نہ چست و چالاک بعشق در آیم قولہ

منکران را ہم ازین مے دو سہ ساغر بچشان	و گر ایشان نستانند روانی بمن آر

منکران زاہدان ازین یعنی عشق یکدو سہ ساغر بچشان سخنان بگو و گر ایشان نستانند بگوش
جان نشنوند روانی بمن آر نفی الحال ما بگو کہ قدر سخن عشق عاشقان دانند و لذت شراب میخوار شناسد قولہ

ساقیا عشرت امروز بفردا مفگن	یا ز دیوان قضا خط امانے بمن آر

ساقی مرشد عشرت امروز مشاہدۂ محبوب کہ درینجا حاصل باید کرد بموجب من کان فی هذه اعمی فهو فی الاخرة اعمی یا از دیوان قضا از جناب حق خط امانی بمن آر کہ تا فردا خواہم زیست قولہ

دلم از دست بشد دوش کہ حافظ میگفت | اے صبا نکہتے از کوی فلانی بمن آر

از دست بشد از اختیار رفت بر خواند بر زائدہ درین بیت خطاب بخود است چنانچہ گویند کہ مجرد این سخن گفتم از دست رفتم غزل

ای صبا نکہتے از خاک رہ یار بیار | ببر اندوہ دل و مژدۂ دلدار بیار

نکہت ذکر از خاک رہ یار بیار معنے آنست عاشق حزین بطریق نیاز بصبا کہ پیغمبر عاشقانست التماس میکند کہ اے صبا ذکرے از عاشقی کہ خاک راہ معشوق شدہ محبوب نمو قولہ

نکتۂ روح فزا از لب دلدار بگو | نامۂ خوش خبر از عالم اسرار بیار

معنے آنست از برای جانِ حزین مشتاقان سخن جان بخش کہ از لب آن دلدار بر آمد بگو و پیغام فرحت اثر از جناب آن محبوب بمن بیار قولہ

تا معطر کنم از لطف نسیم تو مشام | شمۂ از نفحات نفس یار بیار

معطر خشبو لطف نسیم مراد توجہ و پیغام مشام مغز شمۂ از نفحات نفس یار بیار اندکی از کلام جان پرور دوست بیان کن قولہ

بوفای تو کہ خاک رہ آن یار عزیز | بے غبارے کہ پدید آید از اغیار بیار

معنے آنست کہ اگر از عالم دردمندی دردی داری سوگند مر ترا بوفای تو کہ با عاشقان مینمائی خاک کرہ علامت مراد از ان کلام بے غباری کہ پدید آید از اغیار بے آمیزش و مخالطت از غیر قولہ

گردی از رہگذر دوست بکوری رقیب | بہر آسایش این دیدۂ خونبار بیار

گردے از رہگذر دوست مراد از گرد ہمین گرد یا آنچہ در خاک راہ بالا گفتہ شد بکوری رقیب برائے کور کردن دشمنان بہر آسایش این دیدہ خونبار بہر تسکین این دیدہ گریان قولہ

خامی و سادہ دلی شیوۂ جانبازان نیست | خبرے از بر آن دلبر عیار بیار

خامی بد دلی سادہ دلی سلیم القلبی جانبازان عاشقان حاصل آنست کنیہے و ہاں سہ ندایم خبرے از بر آن دلبر عیار بیار تا جان را فدا سازم خود را باو رسانم قولہ

باسیران قفس مژدهٔ گلزار بیار	شکر آنرا که تو در عشرتی ای مرغ چمن

مرغ چمن بلبل مراد مرشد قفص بصاد و سین هر دو آمده است قوله

حلقهٔ از خم آن طرهٔ طرار بیار	دل دیوانه ز زنجیر نمی آید باز

حلقهٔ از خم آن طرهٔ طرار بندی از جذبات عشق آن محبوب قوله

ساقیا آن قدح آئینه کردار بیار	روزگاریست که دل چهرهٔ مقصود ندید

شب و روز در وصل آن نگاریم اما هنوز بمقصد نرسیده ایم ساقیا آن قدح آئینه کردار + ساقی مرشد قدح آئینه کردار مراد عشق از ذکر ظرف و اراده مظروف و نیز دل مصفا قابل دیدن روی جانان قوله

عشوهٔ زان لب شیرین شکر بار بیار	کام جان تلخ شد از صبر که کردم بی دوست

سخنے از زبان معشوق و نیز تجلی جمالی شامل لطف قوله

وانگهش مست و خراب از سر بازار بیار	دلق حافظ بچه ارزد بمیش رنگین کن

دلق وجود بچه ارزد قدری ندارد بمیش رنگین کن غرق عشق ساز خراب و بیهوش و مست از ره بازار بیار بر عالمیان جلوه ده غزل

باز آ که ریخت بی گل رویت بهار عمر	اے خورم از فروغ رخت لاله زار عمر

این بیت خطابیست که ناظم در زمان شیب کرده است شاهد رعنای شباب را وستایش حال ضعف و پیری نموده و تمنای محالی کرده است این گفته باز آ که ریخت همچنان که در عرف خلق مثل شده که میگویند لیت الشباب یعود کاشکے جوانی باز گردیدی چه باز گردد که بر اهل فرقه ست تواند باز گشتن در یغ که لذت حیات در آوان جوانی بوده و حیاتے که در پیریست حیاتے نیست بلکه مقدمهٔ مماتست این قول آن پیر ناتوان است که شاهد رعنای شباب را گم کرده که قوله

کاندر غمت چو برق بشد روزگار عمر	از دیده گر سرشک چو باران چکد رواست
. بر نقطهٔ دهان تو باشد مدار عمر	اندیشه از محیط فنا نیست هر کرا

دهان سر مخفی اسے هر که عاشق تست و مدارش بر سر مخفی از فنایش باکی نیست و کشته هر جائیکه ترا نیست چه فنای او بقای اوست اگر چه مظاهر فنای اوست قال ان اولیاء الله لا یموتون بل ینقلون من الدار الی الدار و دیگر لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات بل احیاء عند ربهم

یر زقون فرحاین قوله

نی عمر زنده ام من و این بس عجب مدار / روز فراق را که نهد در شمار عمر

معنی آنست که حیات و زندگانی درین جهان فانی آنست که عمر گرانمایه در خدمت محبوب صرف شود و حیاتی که دور از خدمت معشوق است حیات نیست بلکه مماتست در صورت حیات قوله

در هر طرف ز خیل حوادث کمین گهیست / زان رو عنان گسسته دواند سوار عمر

زان رو بواسطه عنان گسسته زودتر ما حصل بیت آنست درین عالم فانی که لحظهٔ وصال جانان دست داد محب باید که آن دم را غنیمت شمرد و قدر وقت را بشناسد زیرا که در هر طرف الخ عاشقان اینان چنین گفته اند که قوله

این یکدو دم که دولت دیدار ممکن است / دریاب کار دل که نه پیداست کار عمر

هان هشیار شو نه پیداست کار عمر حقیقت عمر معلوم نیست و غافلانرا که اسیر شهوت تن و محبوس نفس و بدن اند خطاب کرده بدین قوله

تا کی می صبوح و شکر خواب صبحدم / هشدار هان که رفت ز دست اختیار عمر

شکر خواب یعنی خوابی که بعد صبوح کنند و خواب استراحت خواب خوش دریغ که آن عمر قوله

دی در گذار بود و نظر سوی ما نکرد / بیچاره دل که هیچ ندید از گذار عمر

غزل

ای بر امید وصل تو موقوف کار عمر / عمر منی که پیر شوی در کنار عمر

یعنی ای کسی که کار عمر ما ای زندگی ما موقوف بامید وصل تست یعنی وقتیکه بوصل تو رسم عمر از سر نو حاصل کنم و تو بجای عمر عزیز من هستی میخواهم که در عمر بحالت پیری سی این بشارت باد یا عمر ای عمر عزیز کنایت از محبوب نثار عمر مراد از عمر محبوب چنانچه در صد بیت غزل

ای برده گوی حسن ز خوبان روزگار / قدت براستی چو سهی سرو جویبار

قد قامت و پوست نرخاله و شکافتن و بیدان بر آمدن سهی سرو سروی که دو شاخه نیست بر آمده باشد و شاخ نداشته باشد قوله

الحق وجود نقش و نشان دهان تو / موهوم نقطه ایست نه پنهان نه آشکار

الحق راست دهان تو تعین وحدت موهوم نقطه باعتبار عدم او که نه پنهان باعتبار آنکه چون قیام این

بدوست بس ظاهر است نه آشکار باعتبار عدم ادراک قوله

دادیم دل بدست خط و خال و زلف تو	از دست هر سه تا چه کشد این دل فگار

خط و خال تجلیات متنوعه زلف جذبهٔ عشق بامید حصول تجلیات متنوعه تو گرفتار عشق تو گردیده‌ام -

قوله	بادا هزار دشمن اگر یار با من است	دائم مصاف را و نترسم ز کارزار

با من ست یار ماست و ملتفت ماست قوله

عشقت چو در سراچهٔ دل خانه گیر شد	زین در اگر بدر شوم آیم باضطرار

سراچه سرای خورد یکمش ضمیر شین بعشق قوله

گر سرو پیش قد تو سر می کشد مرنج	عقل طویل را نبود هیچ اعتبار

سرو کنایه از عاشق آزاد پیش قد تو ای بازات تو سر می کشد سرکشی کند و دعوی انا الحق میزند عقل طویل را نبود هیچ اعتبار قال علی رض اذا تم العقل نقص الکلام قوله

منصوبهٔ هوای تو حافظ کنون چو باخت	در ششدر غمت دلش افتاده مهره وار

منصوبه بازی هفتم نرد و آن هفت اند ۵ گر ستایم ده هزارت بار شاید هم زیاد + چون نشینی فرد از تخت قصر ششدری ؛ چشم دارم هم تو منصوبه کن از لطف طویل + گر چه فارد خانه گیری هشتم اندر ششدری ؛ کعبتین بخت چون در طاس ناید پنج شش + پس چه سان زین درد و خون چون چرخ ای دل جان بری ؛ اسامی بازیها درین ابیات هستند - فارد - زیاد - ستا - هزاران - خانه گیر - طویل - منصوبه - دو چار هشت ورو باروی درویه دو دو چار یعنی شش غزل

ای باد مشکبو بگذر سوی آن نگار	بگشا گره ز زلفش و بوی بمن بیار

زلف ای زلف بر بسته عبارت از جذبهٔ عشق بوی امید و طمع و خوی پرسش یعنی احوال پرسی عاشقان تا قوله

با او بگو که ای مه نامهربان من	باز آ که عاشقان تو مردند ز انتظار

باز آ یعنی ازین استغنا باز آ قوله

کردی چو روزگار فراموش بنده را	زنهار عهد یار وفادار گوش دار

زنهار البته یار وفادار کنایه از خود گوش دار یاد دار و فراموش مکن غزل

ای دل از شام فراق و ز هجران غم مخور	شام هجران هم رسد روزی بپایان غم مخور

۵ این شعر با قوت شده ۱۲

۵ این بیت با قوت شده ۱۲ این در نسخ موجوده نیست ۱۲

(ص) مقطع حافظا تو تا بکی غم مال جهان خوری بیا غم مخور که جهان نیست پایدار

پایان آخر هست تاریکی را روشنائی درعقب بوجیان مع العسر یسرا بلبل کنایه از خود جمعیت زیبایش
و آرایش اخوان هوا ہائے نفس و شیطان یوسف کنایه از تجلی محبوب چاه اختفا بیت احزان سوگخانه و نیز
یعقوب ع خانه ساخته بود که در فراق یوسف ع از همه بریده و درانجا نه خلوت گزیده و آنرا بیت الاحزان نام
نموده یعقوب مراد سالک مبتدی یوسف محبوب بشیر مژده دهنده نام شخصے که مژده پیراهن یوسف به یعقوب
آورده اینجا کنایه از مرشد یوسف گم گشته تجلی که در نقاب شده کنعان کنایه از دل عاشق بدست غم مده
غم مخور سمرقند نام شهرے مشهور و اصل سمرکند چه سمر نام پادشاهے بانی آن و کند ترکان شهر ده را گویند
و قیل جنة الدنیا اربعة السغد و السمرقند و الرے و غوطة الدمشق سلطان خراسان سنجر که ملک خراسان بود
و هر که بادشاه خراسان بود غزل

بعد ازین هرگز نه بیند هیچ میخوارے دگر	همچو من میخواره مثل تو خمارے دگر

خمار باده فروش یعنی مرشد قوله

ساقیا داریم چندانی که مے از دست وے	میخوریم و باز میگوئیم یکبار دگر

ساقی حضرت حق داریم دارم یعنی اے ساقی ہوائے مصور و اے نافخ ارواح چندان نگهدار مرا که دیگر یار
محبوب و مرشد خود پیوندم و جام محبت از دستش بنوشم و بعرض آن از خود بگوشم یعنی پیش ازین یکبار باین دولت
رسیدم مرة اخرے میخواهد خرقه پشمینه عبائے درویشان گیسوی کنایه از اوصاف الٰهی معنی آنست که خرقه
درویشی را ترک دهیم و در زهد و فروتنی بکوشم و از روے ریا دوری گزینیم و در زمین استعداد خود تخم اوصاف کمال
در پاشم و تخلقوا باخلاق الله نموده یکرنگ حدت باشم کار گرانیست کاین مستی عزیزان میکنند یعنی اگر طاعت
انیست که این ظاهر پرستان از روی ریا میکنند غزل

پروانه نمے شکیبد از دور	در قصد کند بسوزدش نور

پروانه کرمیست مشهور عاشق شمع نمی شکیبد صبر نمیکند عاشق را در هر دو حال خرابی است که نه باو میتواند
ماند و نه بے او اگر نه بیند مے سوزد و گر بیند میرد ہ سوزم گر نه بینم میرم چون بنمائی هر کس بخیال خود
گرفتار هر کسے بوجب کل حزب بما لدیهم فرحون بچیزے که درانند فرحت کنند گانند عالمان بعلم و زاهدان
بزهد و متقیان بتقوی و قس علی هذا القیاس صاحب نظران عاشقان بروی منظور شاهد محبوب قضا حکم
کردن عرض ظاهر کردن مستور پوشیده یا و آندم آنوقت تو در بهشت باشی تو دیدار خود بعاشقان نمائی

ـ ابن عرب ال دیوان ... (marginal note, illegible)

هرگز نکنم نگاه در حور این بیت با بیت سابق بمضمون این بیت متحد است ۵ روز قیامت شود بله بیزان نهند ۶ خلق بجنت و من نگرم سوے دوست ناب خالص سلسبیل نام چشمه ایست عینا فیها تسمے سلسبیلا و همچنین کافور و مزاجها کافورا غزل

چون صبح کرد عزم جهانگیری آشکار	آفاق راز جمله زربفت شد شعار

شعار لباس اسلاق بفتح نشستگاه سلاطین در زمستان ایلاق نشستگاه ملوکان در تابستان طلیعه فوج را گویند که پیش از مقدم بود کامگار خداوند امر غزل

دیگر بشاخ سرو سهی بلبل صبور	گلبانگ زد که چشم بد از روی گل بدور

مراد از شاخ درجه سرو سهی نشستگاه بلبل مراد مقام عشق بلبل عاشق گلبانگ آواز بلبل بدور بازانده قوله

ای گل بشکر آنکه شگفتی بکام دل	با بلبلان بیدل شیدا مکن غرور

گل کنایه از محبوب شیدا دیوانه غرور تکبر قوله

از دست غیبت تو شکایت نمیکنم	تا نیست غیبتے ندهد لذتے حضور

غیبت جدائی شکایت نمیکنم چه الاراده ترک الاراده تا نیست غیبتے ندهد لذتی حضور تا ثیر هجران نکشد نوش وصل را لذت نیابد قوله

گر دیگران بعیش و طرب خرم اند و شاد	ما را غم نگار بود مایه سرور

دیگران کنایه از ظاهر پرستان عیش و طرب کرو فر شاد بغم غم نگار عشق محبوب سر شادی قوله

زاهد اگر بحور و قصور ست امیدوار	ما را شرابخانه قصور ست و یار حور

قصور جمع قصر قوله

میخور ببانگ چنگ و مخور غصه ور کسے	گوید ترا که باده مخور گو هو الغفور

ببانگ چنگ علانیه آشکارا ور کسے اشاره بزاهد هو الغفور او ست بخشنده ۵ نیز آنند در ساز و بوے وصل با شد وصل با نیش نوش با شد با غم بود سرور بموجب ان مع العسر یسرا مع الطرح فرح نوش چیزے شیرین آبحیات و تریاک قوله

حافظ شکایت از غم هجران چه میکنی	در هجر وصل باشد و در ظلمت ست نور

ظلمت تاریکی نور روشنی غزل

ایں غزل در نسخ موجود نیست ۱۲

۵ این بیت در نسخ موجود نیست ۱۲

توتیزای دیدهٔ خواب کن مراد دل برآر آخر	دلا چندم بریزی خون ز دیدهٔ شرم دار آخر

یعنی ای دل تا کے مراد غم و اندوه داری و از دیده که مدام بتو نگرانست شرمے دار و ای دیده تو تیز رحم نما و مراد دل برآر یعنی بشاهد دوستان قوله

دعای صبحدم دیدی که چون آمد بکار آخر	منم یارب که جانا نرا ز عارض بوسه می چینم

دیدی خطاب بدل آمد بکار آخر مستجاب گردید قوله

بگوشم قول چنگ اول بدستم زلف یار آخر	مراد دنیا و عقبی بمن بخشید روزی بخش

روزی بخش خدا چنگ نام ساز قول چنگ تلقین مرشد اول اشاره به نشاة الاولی زلف یار جذبه آخر اشاره بنشاة الآخرة معنے آنست که حق تعالی از روی فضل و کرم مرادات دینی و دنیوی بمن ارزانی داشت که در دنیا قابلیت سماع حقائق و معارف از مرشد عطا فرمود و در آخرت نوید وجوه یومئذ ناضرة الی ربها ناظرة در اد و نیز آن باشد که اول قابلیت سماع و حقائق و معارف از مرشد عطا نمود و آخر زلف یار که کنایه از وصل است امید ساخت قوله

زهمت توشه بردار و تخمے خود بکار آخر	چو باد از خرمن دونان ربودن خوشهٔ تا چند

دونان کنایه از ظاهر پرستان زهمت اشاره بان الله یحب لمعالی الهمم و همة الرجال تقلع الجبال معنے آنست که همچو باد که کام میکشاید و از خرمن فرومایگان خوشه می باید تا کے بظاهر پرستان تقلید بنمائی و منتظر وقت ایشان آئی تا دست گرفته ترا بجائے رسانند که ایشان از دون همتی خویش و بینفعی بخود دانند از همت و قصد خویش توشه بردار و جهدے کرده تخمے در زمین استعداد خود بکار قوله

بنوک کلک رنگ آمیز نقشے می نگار آخر	نگارستان چین نامم نخواهد شد خراب آخر

نگارستان نگارخانه چین شهریست که بتازی صین خوانند اطلبوا العلم ولو بالصین نگارستان چین مرتبهٔ عشق حقیقی معنے آنست که مرتبهٔ عشق حقیقی قابل فنا نیست و هر که بدان مقام رسد شایان آنست که در انتقام در آمده از کلک رنگ آمیزی شعرے در خور انگیز که بصفحهٔ روزگار نقشے ماند و پس آینده عکس آن بستانند قوله

دم صبحت بشارتها بیارد زان نگار آخر	ولا در ملک شبخیزی گر از اندوه نگریزی

ملک شبخیزی اضافه بیانیه و نیز راه عاشقی دم صبح وقت انقضای اندوه دم صبحت وقت صحبت معشوق قوله

تو گوئی تا بکی حافظ ز ساقی شرم دار آخر	بستے چون ما هزانو زدی چون لعل پیش آورد

بت بضم آنچه پرستش کنند صورت از چوب و سنگ و مثله پیش آور پیش آرند یعنے در پیش موجود دارند شرم دار آخرت یعنے بپوش غزل

روی بنما و وجودِ خودم از یاد ببر	خرمن سوختگان را همه گو باد ببر

روے بنما خطاب بمحبوب حقیقی و مرشد وجود خودم از یاد ببر مرا ازین هستی مستعار لایقل ساز خرمن وجود سوختگان عاشقان همه گو باد ببر نیست معدوم باد قوله

ماکه دادیم دل و دیده بطوفان بلا	گو بیا سیل غم و خانه ز بنیاد ببر

طوفان بلا عشق که العشق تمام المحنة والبلا سیل غم کنایه از عشق خانه زبنیاد ببر وجود منطمس ساز قوله

دوش میگفت بمژگان سیاهت بکشم	یارب از خاطرش اندیشهٔ بیداد ببر

مژگان سیاه شدائد و بلیات عشق از خاطرش ضمیر شین بمعشوق قوله سینه گو شعلهٔ آتشکده پارس باش پارس نام ولایتے وانجا شهر شیراز و سپاهان و کرمان و یزد معنے آنست گو سینه پارهٔ آتش باش در سوختگی حاصل آن که عاشق را غیر از سینه سوزان حاصلے نه دیده گو به رخ دجلهٔ بغداد ببر یعنے دیده را بگو که در اشک فشانی غیرت دجله شو یعنی محب را غیر از دیدهٔ گریان کارے نه۔ قوله

زلف چون عنبر خامش که ببوید هیهات	اے دل خام طمع این سخن از یاد ببر

زلف عنبر مراد وصل ببوید حاصل نماید خام طمع اشاره ماللتراب و رب الارباب از یاد ببر فراموش کن

قوله سعی نابرده درین راه بجاے نرسی	مزد اگر میطلبی طاعت استاد ببر

سعی نابرده بے ریاضت درین راه اشاره بعاشقی بجاے نرسی بمطلب نرسی یعنی بمعرفت و وصل مزد گر میطلبی وصل حق اگر میخواهی طاعت استاد ببر در طاعت و پیروی محمد و پیر باش قوله

دولت پیر مغان باد که باقی سهل است	دیگرے گو برو و نام من از یاد ببر

که باقی سهل است که جان و مال اگر رفت غمے نیست دیگرے گو برو نام من از یاد ببر اگر دیگرے نام مرا از یاد ببرد و یاد نمیارد گو میار غزل

روی بنما و مرا گو که دل از جان برگیر	پیش شمع آتش پروانه بجان گو برگیر	در شر

دل از جان برگرفتن از جان نومید شدن معنی مصراع ثانی آنکه پروانه را بگو که پیش شمع آتش بجان برگیر یعنے خود را بسوز قوله

بر لب تشنهٔ ما بین و مدار آب دریغ | بر سر کشتهٔ خود آئی و ز خاکش برگیر

ماحصل بیت آنست که ماهی جانم که بآب محبت تو خو گرفته بیرون کش و عندلیب دلم که برگل رخسارهٔ تو واله شده حجاب در میان میار که طاقت آن ندارد و مرغ دلم که در هوایت پر و بال میزند بناوک ناامیدی مجروح چون حیاتش بقربت داری و باتش فرقت مسوزانے در خوبی بے همتا بر خراب شدهٔ خود نظرے انداز و ای مایه دار حسن کوته جمال کش و بمستحقان دیدهای مراده که بهتر از من مستحق در عالم کم یابی اے دستگیر از پا درآمده را از خاکش برگیر۔ قوله

چنگ بنواز و بساز ار نبود عود چه باک | آتشم عشق و دلم عود و تنم مجمر گیر

عود نام چوبے ست خوشبو که مے سوزند و نام سازے قوله

ترک درویش مگیر ار نبود سیم و زرش | در غمت سیم شمار اشک و رخش را زر گیر

درویش عاشق کنایت از خود قوله

در سماع آی و ز سر خرقه برانداز برقص | ورنه در گوشه نشین دلق ریا در برگیر

ز سر خرقه برانداز هستی مستعار را محو کن قوله

صوف برکش ز سر و بادهٔ صافی درکش | سیم درباز و بزر سیمبرے در برگیر

صوف برکش ز سر لباس ظاهر آرائی را دور کن۔ بادهٔ صافی درکش عشق و محبت حقیقی که مبرا از ماسوا باشد حاصل نما سیم درباز ترک عبادت و زهد ریائی بنما سیمبری در برگیر مرشدی حاصل نما قوله

دوست گر یار شود جمله جهان دشمن باش | بخت گو پشت مکن روی زمین لشکر گیر

دوست گر یار شود یعنی عنایت دوست در کار است جمله جهان دشمن باش از دشمنی غیر باکے نیست بخت گو پشت مکن اقبال بخت میباید قوله

میل رفتن مکن ای دوست دمی با ما باش | بر لب جوی طرب جو و بکف ساغر گیر

بر لب جوے کنایت از دنیا و وجود جسمانی جو طرب جو تماشا کن لب ساغر گیر یعنی در مینوشی درآ و یا بگفتن سخنان عشق و محبت مشغول شو قوله

رفته گیر از برم این آتش و آب دل و چشم | گونه ام زرد و لبم خشک و دهانم تر گیر

گونه ام زرد یعنی حالت من برین رسیده که رنگ من کهربا وار زرد گردیده لبم خشک لب من خشکی

پذیرفته کنارم تر گیر از کثرت گریه کنار من بمنزلهٔ جوے گردیده قوله

حافظ آراسته کن بزم و بگو واعظ را　　که ببین مجلسم و ترک سر منبر گیر

بزم کنایه از وجود باعتبار جامعیت غزل

روز نوروز و مے و مطرب و معشوق و بهار　　مستی و عشرت و آغوش پری روی نگار

نوروز یعنے آن روز که آفتاب در نقطهٔ حمل آید بتازیش نیروز خوانند من ابراهیم شاهی غزل

ساقیا ساغر شراب بیار　　یک دو ساغر شراب ناب بیار

ناب هرچه بے آمیزش و خالص باشد قوله

داروے درد عشق یعنے مے　　کوست درمان شیخ و شاب بیار

درمان علاج شیخ پیر شاب جوان درمان شیخ و شاب یعنے پیر را جوان سازد و جوان را چالاک قوله

آفتاب ست و ماه باده و جام　　باده اشارت بآفتاب و ماه اشاره بجام درمیان مه آفتاب

بیار یعنے جام را مالامال از باده ساز قوله

برزن این آتش مرا آبے　　یعنے این آتشے چو آب بیار

آب برزدن فرونشاندن آتش مراد عقل که سبب افروزش عالم است و نیز عشق که موجب سوختگی

عاشق ست آن آتش چو آب مشاهدهٔ روے دلدار و نیز عشق که بظاهر سوزنده و بباطن موجب بقا معنے

آنست که ای ساقی بر آتش عقل من که اشتغال تمام دارد آبے برزن و تابش ویرا از بس اشتعال برافکن یعنی عشق

که فی الحقیقت سوزنده و غیر خود را ناچیز کننده و چون آبیست لطیف در اجزاے وجود درآینده و آتش

عقل کشنده بیار و بر آتش عقلم بریز که عقل با عشق کارے ندارد قوله

گل اگر رفت گو بشادی رو　　بادهٔ ناب چون گلاب بیار

گل اگر رفت مراد از گل عقل و جوانی بادهٔ ناب عشق و محبت قوله

غلغل بلبل ار نماند رواست　　قلقل شیشهٔ شراب بیار

یعنے قیل و قال علماے ظاهری نماند رواست این حقائق و معارف مرشد طریقه که بالاتر از وست بیار که سرا قوله

وصل او جز بخواب نتوان دید　　داروی کوست اصل خواب بیار

وصل او کنایه از مشاهدهٔ محبوب جز بخواب نتوان دید حصول آن جز بفناے صفات بشری نگردد

دارو یعنی شغلی از عشقی اصل خراب اصل فنای صفات بشری قوله

تا بکلی شوم خراب بیار	گرچه مستم بده دو جام دگر

گرچه مستم اگرچه شمهٔ از عشق حصول نموده بده دو جام گر یعنی از دیادهٔ عشق ارزانی دار تا بکلی شوم خراب بکلی نیست گردم در صفات و افعال و ذات قوله

گر خطا هست دگر صواب بیار	یا صواب است و یا خطا خوردن

صواب نیک قوله

گر گناه است دگر ثواب بیار	یک دو رطل گران بحافظ ده

رطل پیمانه گران بزرگ ثواب مراد باعث اجر غزل

دلبر نازنین و گل رخسار	سرو بالا بلند و خوش رفتار

بالا قد نازنین متصف بناز دل ما برده بعیاری شوخی و چالاکی از برای خدا کاریکه بیواسطه کنند از برای خدا گویند نگاهش ضمیر شین بردل جادوساحر سنبل زلف کنایه از جذبهٔ عشق و حقایق مشک کنایه از نید و فضول و نقل حیات غزل

سلام فیه حتی مطلع الفجر	شب قدر است و طی شد نامهٔ هجر

شب قدر کنایه از شب وصل طی شد پیچیده شد ای رفت نامه هجر زمان هجر معنی مصرعهٔ ثانی آنکه سلامتی باد دران شب تا وقتیکه طلوع کند فجر قوله

که درین ره نباشد کار بی اجر	الا در عاشقی ثابت قدم باش

الا دانا و آگاه باش درین ره یعنی در عاشقی کار بی اجر محنت لا ینفع ان الله لا یضیع اجر المؤمنین ثمر ها چیدن حصول فائده ها کنی شجر مراد درخت محبت قوله

ولو آذیتنی بالهجر والحجر	من از رندی نخواهم کرد توبه

اگر اذیت کنی تو مرا بجدائی و سنگ قوله

که بس تاریک می بینم شب هجر	بر آ ای صبح روشن دل خدا را

صبح روشن دل کنایه از محبت و یا صبح وصال خدا را بواسطهٔ خدا قوله

فان الربح والخسران فی التجر	وفا خواهی جفا کش باش حافظ

بدرستیکه سود و زیان در تجارت است باین که تاجران اول محنت میکشند و زر خرچ میکنند بعد از ان سود

(Margin notes, partly illegible:) ۵ از بر مغنی نخ د و فنیست ۱۱ — ۵ از بر مغنی نخ د و ۱۱ د شیم ۱۱

می نمایند جفاے معشوق بمنزلۂ زیان تجارت است و وفای معشوق بمنزلۂ سود تجارت است غزل

صبا ز منزل جانان خبر دریغ مدار
وز و بعاشق مسکین خبر دریغ مدار

بشکر آنکه شگفتی بکام دل ای گل
نسیم وصل ز مرغ سحر دریغ مدار

شگفتی بکام دل بمقصود دل رسیدی خندان شدی گل محبوب نسیم وصل یعنی نوید وصل مرغ سحر عاشق قوله

حریف بزم تو بودم چو ماه نو بودی
کنون که ماه تمامی نظر دریغ مدار

چو ماه نو بودی یعنے در مبادی احوال ماه تمامی بدرجۂ کمال هستی قوله

کنونکه چشمۂ نوش ست لعل شیرینت
سخن بگوی و ز طوطی شکر دریغ مدار

طوطی عاشق شکر کنایت از لب مراد از لب لطف و بوسه که کنایه از وصل است قوله

جهان و هر چه درو هست سهل و مختصرست
ز اهل معرفت این مختصر دریغ مدار

هر چه درو هست یعنی از مشاهده و مکاشفه سهل آسان مختصر اندک قوله

مکارم تو بآفاق مے برد شاعر
از و وظیفه و زاد سفر دریغ مدار

مکارم بزرگیها بآفاق مے برد شهرۂ روزگار میسازد شاعر عاشق که مدح پرداز معشوق است زاد سفر توشه مراد لطف و فضل مسافران عاشقان که سالک مسالک عشق اند همت توجه سیر نشاط طی الارض مقدم پیش آمدن مقر جای قرار مراد محل قوله

چو ذکر خیر طلب میکنی سخن اینست
که در بهای سخن سیم و زر دریغ مدار

ذکر خیر طلب میکنی طالب ذکر خیر هستی بهای سخن خریدن ذکر خیر سیم و زر کنایه از لطف و فضل قوله

غبار غم برود حال به شود حافظ
تو آب دیده ازین رهگذر دریغ مدار

غبار غم برود رفع غم شود حال به شود حال بسامان گردد آب دیده گریه نیم مصرع برای آنست که البکاء تحصیل المرادات

غزل

عیدست و موسم گل و یاران در انتظار
ساقی بروی یار ببین ماه و مے بیار

عید کنایه از وقت عشقبازی که میخواری است موسم گل بهار مراد جوانی یاران مراد حواس قوله

گر فوت شد سحور چه نقصان صبوح هست
از مے شوند روزه کشا طالبان یار

سحر طعام سحرگهی مراد بندگی و ریاضت مرتبۂ زهد صبوح بفتح شرابے که بامداد جهت خمار شکنی دوشینه خورند اینجا کنایه از مرشد عشق است روزه کشا روزه کشاینده معنی آنست که اگر اعمال مرتبۂ زهد و پرهیزگاری

از دست رفت نقصانی ندارد که اعمال عشق که از آن بالاتر است و خوشتر سالک را عشق عیش می آرد وحالیا طالبانِ صادق وعارفانِ واثق زهد وصلاح را بعشق بدل نمایند و روزه کنایه از دست باز داشتن تعلیم اینجا نست بدون وصال دست نمی کشایند الدنیا یوم ولنا فیها صوم قوله

دل برگرفته بودم از ایام گل ولے
کارے نکرد همتِ پاکان روزگار

دل برگرفته بودم یعنے رغبتے نداشتم ایام گل بهار که آوان میخواریست یعنی عشق قوله

جز نقد جان بدست ندارم شراب کو
کان نیز بر کرشمهٔ ساقی کنم نثار

شراب مراد عشق ومشاهده کرشمهٔ ساقی تجلی محبوب قوله

دل در جهان مبند و ز مستی سوال کن
از فیض جام وقصهٔ جمشید کامگار

دل درجهان مبند دلبستگی بدنیای فانی مکن زمستی سوال کن طالب عشق باش وز حال گردش فلک ودور روزگار از اینها چه می پرسی خوشدلیات است از فیض جام مراد از جام شراب از ذکر ظرف اراده مظروف مراد از شراب عشق قصهٔ جمشید کامگار که آخر الامر بجز حسرت با خود نبرد ونه جمشید بادشاهی بود حکیم پیشه که رسیمان تافتن وخیاطت جامه وتعین نان لشکریان وانواع عطر پیدا آورد وشراب انگوری ساخته وشاهدرو نام نهاده ونیز جن وشیاطین مسخر داشت وسیصد سال در عهد او خلق را بیماری ودرد وزحمت نبود فلیفه ع ت بمعنے سلیمان آید چون بمقابلهٔ نگین واسپ دستور وباد وآصف مثال آن واقع شود سلیمان نیز مراد بود وچون بمقابلهٔ سد ماهیه جمع شود سلندد مراد بود ۱۲ من ابراهیم شاهی۔ قوله

خوش دولتیست خرم وخوش خسرو کریم
یارب ز چشم زخم زمانش نگاه دار

خوش خسرو کریم کنایه از مرشد چشم زخم زمان حوادث وبلیات وآفات قوله

ز آنجا که پرده پوشی لطف عمیم تست
بر نقد ما بپوش که قلبے ست کم عیار

قلب دل ودغل قوله

ترسم که روز حشر عنان بر عنان رود
تسبیح شیخ وخرقهٔ رند شراب خوار

عنان بر عنان برابر وهمسر قوله

حافظ چو رفت روزه وگل نیز میرود
ناچار باده نوش که از دست رفت کار

روزه ایام زهد گل ایام محبت معنی آنست که اے حافظ ایام زهد وپرهیزگاری آخر شد هنگام عشق ومحبت

پایان شدہ میسر و باده عشق حقیقی بدست آرد و از ذوق مشاهدات حظی برد که عنان اختیار و مدار کار از دست رفت۔

غزل	عاشق یارم مرا با کفر و با ایمان چه کار	تشنهٔ دردم مرا با وصل و با هجران چه کار

کفر و ایمان در اصطلاح این طائفه لطف و قهر است چنانچه مذکور است۔ نور و ظلمت بطن و ظهرت آمده کفر و ایمان لطف و قهرت آمده و نیز الکفر والاسلام مقامان من وراء العرش حجابان بین الله و عبده و کان الله و زمانا لمکین فیه الکفر والاسلام یعنی کفر و اسلام هر دو از امور نسبی است حق و را نسبت پس هر دو حجاب‌اند۔ کفر و ایمان چون حجاب راه حق اندای پسر۔ رو بسان مغربی از کفر و ایمان در گذر۔ قوله

کشتهٔ عشقم مرا از شحنهٔ دیوان چه غم	مفلس عورم مرا با زمرهٔ دیوان چه کار

عور برهنه زمره گروه قوله

چونکه اندر هر دو عالم یار می باید مرا	با بهشت و دوزخ و با حور و با رضوان چه کار

غلمان

رضوان نام دربان بهشت قوله

هر که از خود شد مجرد در طریق عاشقی	از غم و درد ش چه آگاهی و با درمان چه کار

از خود شد مجرد خود پرستی گذاشت و از خود رفت قوله

صورت مردان چه خواهی سیر مردان گزین	مرد عاشق پیشه را با صورت ایوان چه کار

صورت ایوان صورتی که در ایوان بر در و بام نگارند مراد ازین ظاهری نقش و نگار محبوبان مجاز۔ قوله

حافظا گر عاشق و مستی دگر ره باز گوی	عاشق یارم مرا با کفر و با ایمان چه کار

دگر ره بار دیگر

غزل

گفتم که چیست قدت گفتا که شاخ عرعر	گفتم دهان تنگت گفتا که تنگ شکر

این غزل در تعریف آینه سکندری است ۱۲

عرعر سرو من بر آمیختا هی تنگ بفتح خر دار جام جم پیالهٔ جمشید که حکما ساخته بودند و راز هفت فلک در و معاینه و مشاهده کردی و آنرا جام جهان نما گفتندے آئینهٔ سکندر چون سکندر سکندریه بنا کرد در حد فرنگ کنارهٔ دریا برای دفع شر فرنگیان مناره بنا کرد و آئینهٔ حکمت و طلسم ساخته ارسطو بر سر آن نهاد و دیدبانان نصب کرد تا خیر و شر استعداد و آمدن فرنگیان مفهوم شود دیدبانان غفلتها نمودند راه دادند بار فرنگیان بمنافقت اهل سکندریه غافل در گرفتند و اسکندریه اخراب کردند و آن آئینه را در میان دریا انداختند چون سکندر از گشت جهان مراجعت نمود و اسکندریه را باز بنا کرد و ارسطو حکمتے ساخت آئینه غریق از دریا جدید

و بر سر منارہ نشست پس فرنگیان باز غالب نشدند غزل

گر بود عمر بمیخانہ رسم بار دگر	بجز از خدمت رندان نکنم کار دگر

گر بود عمر اگر عمر وفا کند میخانہ آستانۂ پیر مقام عشق رندان عاشقان عارفان قولہ

خرم آن روز کہ با دیدۂ گریان بروم	تا زنم آب در میکدہ یکبار دگر

زنم آب آبپاشی کنم میکدہ ہمون مے خانہ قولہ

معرفت نیست درین قوم خدایا مددے	تا برم گوہر خود را بخریدار دگر

معرفت شناسائی کنایہ از مروت درین قوم اشارت بزاہدان ظاہر پرستان قولہ

یار اگر رفت و حق صحبت دیرین نشناخت	حاش للہ کہ روم من زپی یار دگر

یار کنایہ از پیر و محبوب حاش للہ دوری میجویم از درگاہ خدا یعنی معاذ اللہ روم من زپے یار دگر بلکہ البتہ پس او باید رفت قولہ

گر مساعد شودم دائرۂ چرخ کبود	ہم بچرخ آورمش باز بپرگار دگر

مساعد یارندہ دائرۂ چرخ کبود فلک پرگار قلم آہنین کہ نقاشان بدان دائرہ کشند پرگار دگر یعنے بتدبیر دگر ای بجستجوے قولہ

راز سر بستۂ ما بین کہ بدستان گفتند	ہر زمان با دف و نے بر سر بازار دگر

راز سر بستۂ ما عشق پوشیدۂ ما بدستان بسرود اے آشکارا قولہ

عافیت میطلبد خاطرم ار بگذارند	غمزۂ شوخش و آن طرۂ طرار دگر

آن طرۂ طرار اشارہ بجذبۂ عشق قولہ

ہر دم از درد بنالم کہ فلک ہر ساعت	کندم قصد دل زار با آزار دگر

بآزار دگر بحادثہ و آفتے دیگر قولہ

باز گویم نہ درین واقعہ حافظ تنہاست	غرقہ گشتند درین بادیہ بسیار دگر

درین واقعہ مراد اندوہ تنہاست اے تنہا نیست غزل

نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر	ہر آنچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر

ناصح مشفق کنایہ از مرشد قولہ

زوصل روی جوانان تمتعے بردار | کہ در کمینگہ عمرست مکر عالم پیر

زوصل روی جوانان از مشاہدۂ محبوبان نیز خدمت عرفا و فقرا تمتعے بردار فیضے حاصل نما قولہ

نعیم ہر دو جہان پیش عاشقان بجوی | کہ آن متاع قلیل ست واین بہای کثیر

بجو بمقدار دو جو آن متاع قلیل اشارہ بہ نعیم دو جہان واین بہای کثیر اشارہ بمعشوق قولہ

معاشری خوش و رودی بساز میخواہم | کہ درد خویش بگویم بنالۂ بم و زیر

معاشر یار و ہم صحبت رود نام ساز مراد عاشق بساز با استعداد بکمال قولہ

بران سرم کہ ننوشم مے وگنہ نکنم | اگر موافق تدبیر من شود تقدیر

سر خیال مے عشقبازی قولہ

چو قسمت ازلی بے حضور ما کردند | گر اندکے نہ بوفق رضاست خردہ مگیر

رضا خواہش قولہ

بعزم توبہ نہادم قدح زکف صد بار | ولے کرشمۂ ساقی نمیکند تقصیر

عزم قصد کرشمۂ ساقی تجلی محبوب تقصیر کوتاہی قولہ

چو لالہ در قدحم ریز ساقیا مے ناب | کہ نقش خال نگارم نمیرود ز ضمیر

قدح کنایہ از دل ساقی مرشد مے ناب عشق و تجلی محبوب قولہ

بگفتمت کہ حذر کن ز زلف او اے دل | کہ میکنند دران حلقہ باد در زنجیر

زلف جذبۂ عشق و نیز تعلقات دنیوی قولہ

بیار ساغر یاقوت فیض در خوشاب | حسود گو کرم آصفی ببین و بمیر

ساغر دل خونین خوشاب تازہ و روشن و ابدار آصف کنایہ از حق تعالی و مرشد قولہ

مے دو سالہ و محبوب چاردہ سالہ | ہمین بس است مرا صحبت صغیر و کبیر

معنی آنست کہ شاہد نوخیز در برکشیدن و شراب نوشیدن ہمین بس است مرا صحبت صغیر و کبیر و معنے حقیقی آنکہ مراد از مے دو سالہ محبتے باشد کہ از مجاز برآمدہ تخم سعادت در مزرعۂ حقیقت کشتہ باشد و محبوب چاردہ سالہ باعتبار مدت قرآن کہ در مدینہ نازل شدہ دیگر آنکہ مخفی نماند کہ سالک را گاہے بقا بوجود خود است کہ وقت انانیت در زمان ظہور کثرت است و گاہے فنا از وجود خود و این دو قسم است

یکے فنا من وجه که عبارت است از رفع شعور من وجه بوجود تجلی واحد القهاری و این مستلزم بقا بالله و آن عبارت است از شعور بوجود حق من وجه بواسطهٔ سریان تجلی مذکور در قلب سالک۔ دوم فنای تام که عبارت است از تلاشی و اضمحلال وجود سالک باستیلای تجلی مذکور و این مستلزم بقای تام است که عبارت است از تحقیق وجود و تلاشی وجود بکلیه پس جمله سه مراتب شدند یکے بقا بوجود خود بالکلیه دوم فنا من وجه سیوم فنا بوجود خود بکلیه و بعضے سالکان باندک واردات که در مرتبهٔ فنا من وجه رسید سیراب مے شوند و قلق و لبستگی ایشان مبدل میشود و بعضے بعد از هر وارده نعرهٔ هل من مزید میزنند و تعطش بقدر سوے متغیر نمیشود و این مقام برای اهل کمال است مے محبت دو ساله کنایه از زمان مطلق و معشوق مراد معشوق حقیقی که شهود او ناظم را پس از خونخواری چارده سال حاصل شده میگوید محبت دو ساله که در هر دو زمان هم در زمان بقا و وجود و هم در زمان فنا من وجه باید که ندیم چنانچه حالة بایزید بسطامی و معشوق حقیقی همین است مراد از کونین در مصاحبت و ملازمت کامل و اکمل و صغیر کنایه از مے و کبیر معشوق قوله

حدیث توبه درین بزمگه مگو واعظ	که ساقیان کمان ابروت زنند به تیر

ساقیان کمان ابرو معشوقان قوله

چه جاے گفتهٔ خاجو و شعر سلمانست	که شعر حافظ شیراز به ز شعر ظهیر

خاجو نام شاعر سلمان نام صحابی که سلمان فارسی میگفتند و قال ع فی حقه السلمان منا و نام شاعری که از کلام اوست ؎ چون محمد گفت السلمان منا اهل بیت ٭ شاید از وقت سخن باشی تو هم از اهل بیت ٭ و ظهیر نام شاعرے که ممدوح او قزل ارسلان است و او ملک الشعراء است ؎ دیوان ظهیر فاریابی ٭ در مکه بدزد گر بیابی نظم آراستگی و شعر غزل

نیستی عشق را گر عاشقی همراه گیر	پاے بر فرق خداوند سریر جاه گیر

مهر آفتاب تردامنی مجرمی و گنهگاری و معیوبی و ملوثی خرگاه چنبر از خیمه و قبیل مقام خوشی چنبر با پهلوی خر بکسر خوشی را گویند از لا یعنے از مقام فنا فتراک دوالهای زین که راستا و چپا آویخته باشد شاه عشق الا الله مراد مقام هست و بقا غزل

یوسف گم گشته باز آید بکنعان غم مخور	کلبهٔ احزان شود روزی گلستان غم مخور

خواجه درین غزل دل غمدیده را تسکین میدهد و اشاره بآن میکند اگر آینده را عسر پیش آید یقین است که
بعد ازان یسر رو نماید که فان مع العسر یسرا پس از عسر چند روزه که نسبت یسر است که نسبت الیه چنان بسته
بسته و گردش دوران برین نهج نشسته که درین نشاء غم و الم روی راحت نبیند و بی زخم خار گل مراد نچیند
یوسف گم گشته تجلی رو در نقاب گردیده کنعان دل کلبه احزان دل غمگین یعنی آن تجلی که رو در نقاب گردیده
روزی از فضل نامتناهی باز بکنعان دل تو رو نماید و دل تو که بسبب هجران بمنزله بیت الاحزان است
از مقدم آن تجلی گلستان گردد غم مخور قوله

این دل غمدیده حالش به شود دل بد مکن	وین سر شوریده باز آید بسامان غم مخور

غمدیده پریشان حالش به شود جمعیت رو نماید دل بد مکن نومید مشو سامان آراستگی قوله

هان مشو نومید چون واقف نه از سر غیب	باشد اندر پرده بازیهای پنهان غم مخور

هان هشیار باش اندر پرده حجاب و مخفی قوله

گر بهار عمر باشد باز بر طرف چمن	چتر گل بر سر کشی ای مرغ خوشخوان غم مخور

چتر گل مشاهده تجلی حاصل کنی مرغ خوشخوان بلبل کنایه از عاشق قوله

دور گر گردون گردد روزی بر مراد ما نگشت	دائما یکسان نماند کار دوران غم مخور

یعنی اگر بگردش گردون روزی چند بمراد خود نرسیدیم دائما یکسان نماند کار دوران یعنی مدام همین
طور نخواهد ماند کعبه و بتخانه اسلام کفر گرد کوی یار گرد داغ عشق معشوق حاصل ما ظلمت کنایه از هجران قوله

ای دل ار سیل فنا بنیاد هستی بر کند	چون ترا نوحست کشتیبان ز طوفان غم مخور

سیل فنا اجل بنیاد هستی بر کند بعدم کشد نوح مراد رسول و مرشد عشق قوله

در بیابان گر بشوق کعبه خواهی زد قدم	سرزنشها گر کند خار مغیلان غم مخور

در بیابان سلوک و عشق کعبه ذات حق سرزنشها کند ملامت شود خار مغیلان اندوه و غم و شدائد عشق قوله

حال ما و فرقت جانان و ابرام رقیب	جمله میداند خدای حال گردان غم مخور

فرقت جدائی ابرام ستوه آوردن قوله

هر که سرگردان بعالم گشت و غمخواری نیافت	آخر الامر او بغمخواری رسد هان غم مخور

هان هشیار باش ماه عاشق اقبال تو اضافت بیائیه مراد حالت وصل بدر ماه شب چاردهم هلال ماه شب غره

ه‍ ای برین ببیت بیاز یافت ۱۲

ه‍ ای برین ببیت بیاز یافت ۱۲

روشنی کنایه از وصل ومشاهده وچشمهٔ آبحیات کنایه از خضر باغبان کنایه از سالک قوله

حافظا در کنج فقر وخلوت شبهای تار	تا بود وردت دعا ودرس قرآن غم مخور

شبهای تار شبان تاریک

غزل ردیف الزاء

ای سرو ناز حسن چه خوش میروی بناز	عشاق را بناز تو هر لحظه صد نیاز

سرو ناز سروی که دو شاخه است بر آید باشد وشاخ از آن متمائل شده مراد از سرو ناز محبوب قوله

فرخنده باد طالع نازت که در ازل	ببریده اند بر قد سروت قبای ناز

فرخنده باد دعائیه است۔ قوله

آنرا که بوی عنبر زلف تو آرزوست	چون عود گو بر آتش سوزان بسوز و ساز

عود نام چوبی است خوشبو قوله پروانه را ز شمع بود سوز دل ولی یعنی این عجب است که در مصرع ثانی گوید نی شمع عارض تو دلم را بود گداز؛ قوله

از طعنهٔ رقیب نگردد عیار من	چون زر اگر برند مرا در دهان گاز

نگردد عیار من خالصی من کم نگردد ومحبت من نقصی نیابد گاز مقراض که بدان زر ونقره ببرند حاصل این مصرع آنست اگر مرا پاره پاره کنند قوله

دل کز طواف کعبهٔ کویت وقوف یافت	از شوق آن حریم ندارد دسر حجاز

از طواف ای از شرف طواف کعبه کوی اضافت بیانیه مراد عشق حجاز مکه قوله

هردم بخون دیده چه حاجت وضو چو نیست	بی طاق ابروی تو نماز مرا جواز

ماحصل بیت آنست سالکان طریق عشق گفته اند نماز عاشق نماز عاشق است و آبی که طهارت ساز دخون دل است وسرشک دیده وبی وجود قبله صلوٰة جائز نیست بنا بر آن گفت هر دم بخون دیده الخ قوله

صوفی که بی تو توبه ز می کرده بود دوش	بشکست عهد چون در میخانه دید باز

صوفی کنایه از خود عهد پیمان میخانه عشق ماحصل این بیت آنست عاشقان را عنان اختیار است ومعشوق را قوت جاذبه بحکم هر شب با خود قرار میدهد که فردا این کنم آن کنم علی الصباح چون روی معشوق را دید همه پیمان ستارگان از فلک خاطر او محو گردند قوله

چون باده مست بسر خم رفت کف زنان ‖ حافظ که دوش از لب ساغر شنید راز

خم کنایه از محمد و شمکف زنان جوشان لب ساغر از زبان مرشد یا از زبان عاشق کامل راز اسرار عشق۔

غزل

بیا و کشتی ما در شط شراب انداز ‖ غریو و ولوله در جان شیخ و شاب انداز

کشتی کنایه از دل جو د شط دجله غریو و ولوله آشوب و شور قوله

مرا بکشتی باده در افگن ای ساقی ‖ که گفته اند نکوئی کن و در آب انداز

کشتی باده پیاله شراب که بصورت کشتی سازند گفته اند یعنی مثلی است قدیم نکوئی کن تو جهی نما در آب انداز یعنی در شراب قوله

زکوی میکده برگشته ام ز راه خطا ‖ مرا دگر ز کرم در ره صواب انداز

میکده عشق برگشته ام تکاسلے می ورزم ره صواب عشق قوله

بیار از آن می گلرنگ مشکبو جامی ‖ شرار رشک و حسد در دل گلاب انداز

آن می گلرنگ مشکبو محبت حقیقی قوله

اگرچه مست و خرابم تو نیز لطفی کن ‖ نظر برین دل سرگشته خراب انداز

سرگشته شوریده قوله

به نیم شب اگرت آفتاب می باید ‖ ز روی دختر گلرنگ رز نقاب انداز

دختر گلرنگ رز کنایت از شراب رز و نقاب انداز بیرون آر قوله

مهل که روز وفاتم بخاک بسپارند ‖ مرا ز میکده بر در خم شراب انداز

یعنی مگذار که بعد از مردن من مرا بخاک دفن کنند بلکه مرا ازین میکده دنیا در خم شراب انداز و این غایت غلبهٔ شوق است چنانچه عزیزی گفته ع بیا ساقی که من مردم کفن از برگ تاکم کن + بآب می بده غسلم در میخانه خاکم کن + قوله

گر از تو یک سر مو برکشد دل حافظ ‖ بگیر و در خم زلفش به پیچ و تاب انداز

یک سر مو برکشد یک سر مو نقصان کند قیل یکسر مو سر کشد سر مو سرکشی نماید دیو محن اضافه بیانیه نازک یعنی تنها تیز نمی آید شهاب ستاره غزل

بر نیاید از تمنای لبت کامم هنوز ‖ بر امید جام لعلت دردی آشامم هنوز

لعل کنایت از لب، والطف در داشا هم گشته رنج و محنتم قوله

روز اول رفت دینم در سر زلفین تو	تا چه خواهد شد درین سودا سرانجامم هنوز

سر زلف خیال عشق سودا خرید و فروخت و خیال سرانجام آخر کار قوله

ساقیا یک جرعه زان آب گلگون که من	درمیان پختگان عشق او خامم هنوز

ساقی مرشد جرعه قطره آب گلگون[۵۲] می محبت خام ضد پخته و مرد بے تجربہ ناصاف قوله

از خطا گفتم شبی موی ترا مشک ختن	می زند هر لحظه تیری مو براندامم هنوز

خطا ضد صواب ختن شهریست مشک خیز قوله

پرتو روی ترا در خلوتم دید آفتاب	میدود چون سایه هردم بر لب بامم هنوز

پرتو روشنائی قوله

در قلم آورد حافظ قصه لعل لبش	آب حیوان میرود هردم ز اقلامم هنوز

آب حیوان آب حیات غزل

حال خونین دلان که گوید باز	وز فلک خون خم که جوید باز

خونین دلان عاشقان وز فلک خون خم که جوید باز کسے نیست که قصاص قتل عاشق ازین فلک خونریز کشد

قوله شرمش از چشم می پرستان باد	نرگس مست اگر بروید باز

شرمش ضمیر شین بر نرگس که در مصرع آینده است بطریق اضمار قبل الذکر قوله

جز فلاطون خم نشین شراب	سر حکمت بما که گوید باز

فلاطون نام حکیمی رئیس حکما که خمها را بزمین دفن کرده بود و دران خمها نشسته اسرار عالم معلوم کرده بتلامذه خویش وا می نمود یعنی بجز شراب که مانند فلاطون خم نشین است سر حکمت بما که گوید و قصه نشستن افلاطون در خم آن است که روزی در مجلس سکندر ارسطاطالیس خوار می ستود که فلان علم از من بجا درست درین قیاس فلاطون برآشفت و ازان انجمن بیرون رفت و درپے آن شد که چیزے بدست آرد تا بان برارسطاطالیس غالب آید چون افلاطون در خم نشست در پی چرخ و انجم شد آنجا آهنگے شنید و بمناسبت آن آهنگ آوازے پدید آورد و از کدوے تهی سازی ساخت و آنرا گاهے بنوعے می نواخت هرکه از آدمی و دد و دام می شنید بیهوش می شد و گاهے بنوعے می نواخت که آن

[۵۲] در نسخ صحیحه بجای گلگون آتشگون آمده و همین صحیح است بشهادت فنسان ۱۲ انتظام

بیهوشان بهوش مے آمدند و این خبر شهرت گرفت ارسطو در اندیشۂ آنکه حقیقت این حال دریابد بعد از کوشش بسیار طریق بیهوش ساختن او معلوم گشت اما بهوش باز آوردن نتوانست بنابران بشاگردی افلاطون میل نمود و معنی باطنی این بیت آن تواند بود که ازین رباعی مفهوم میشود ٥ باپیر مغان دوش زبس حیرانی ؛ گفتم رمزے بمن بگو نہانی ؛ گفت آن بود آن حقیقت وحدانی ؛ اے جان پدر تا نچشی کے دانی قوله

بگشاید دلم چو غنچه اگر ؛	ساغر لاله گون بوید باز

بگشاید دلم چو غنچه این دل بسته غنچه کردار شگفد اگر ساغر لاله گون بوید اگر شراب عشق درکشد قوله

هر که چون لاله کاسه گردان شد	زین جفا رخ بخون بشوید باز

کاسه گردان نوشنده مے زین جفا اشارت بشدائد و بلیات عشق رخ بخون که روی خون آلوده شد معنے این بیت آنست هر که لاله وار جام گرفت و شراب عشق چشید از شدائد و بلیات که متعرض وقت او میشوند در ویش خون آلوده میسازند اعراض نماید ٥ خدائے ندارد ز مقصود چنگ ؛ وگر بر سرش تیر بارند و سنگ ؛ العشق اوله حرق و اخره قتل قوله

بسکه در پرده چنگ گفت سخن	ببرش زلف تا نگوید باز

پرده نوای موسیقی مراد سر حقیقة چنگ عارف که اسرار عشق را فاش میسازد زلف جذبه یعنی بسکه در پرده و سر حقیقة عارف سالک در حالة جذبه سخن کرد بلند و تخم شوق در مزرعۂ دل طالبان افگند جذبه اش را قطع سازد و از حالة محو بصحو آر تا افشاے راز نکند که خلاف سنت است قوله

گرد بیت الحرام خم حافظ	گر نمیرد بسر بپوید باز

بیت الحرام مکه بیت الحرام خم اضافة بیانیه بپوید دود غزل

خیز در کاسۂ زر آب طربناک انداز	پیش از آندم که شود کاسۂ سر خاک انداز

کاسۂ زر دل آب طربناک شراب مراد مستی عشق خاک انداز خاک انداخته شده یعنی مملو از خاک معنے آنست که اے شید اخیز و در کاسۂ زر که دل است آب طربناک که کنایه از عشق و محبت است بینداز پیش از آنکه این سر مملو از خاک گردد که بعد ازین جز حسرت و ندامت نبری و درین بیت خطاب قلب است بقالب و نیز بموجب عجلوا بالصلوٰة قبل الفوت و عجلوا بالتوبة قبل الموت سرعت میباید خیز در کاسۂ زر آب طربناک انداز که حقتعالی شما را برائے همین کار آفریده نه براے بازی کقوله تعالی افحسبتم انما خلقنا کم عبثا قوله

عاقبت منزل ما وادی خاموشان است　|　حالیا غلغله در گنبد افلاک انداز

وادی خاموشان گورستان و این مصرعه بمضمون کریمه کل نفس ذائقة الموت حالیا الحال قوله

ملک این مزرعه دانی که ثباتی نکند　|　آتشی از جگر جام در افلاک انداز

این مزرعه اشاره بدنیا الدنیا مزرعة الآخرة ثباتی نکند قوامی ندارد آتشی از جگر جام در افلاک انداز آتش عشق از جام دل برافروز و این املاک را بسوز یا آنکه آتش شراب جگر جام که مرشد باشد در دل خود برگیر - قوله

غسل در اشک زدم کاهل طریقت گویند　|　پاک شو اول و پس دیده بر آن پاک انداز

ماحصل این بیت آنست که طالب باید که تنزیه و تقدیس اشعار خود سازد و از آلایش بشری بری گردد بنابرین گفته غسل در اشک زدم الخ قوله

بسر سبز تو ای سرو که چون خاک شوم　|　ناز از سر بنه و سایه بر آن خاک انداز

بسر سبز با قسمیه ای سرو خطاب بمعشوق - قوله

دل ما را که ز مار سر زلف تو بخست　|　از لب خود بشفاخانه تریاک انداز

سر زلف جذبه محبت از لب خود از لطف و فضل خود تریاک پازهر قوله

یارب آن زاهد خودبین که بجز عیب ندید　|　دود آهیش در آئینه ادراک انداز

دود آهیش ضمیر شین بر آن زاهد خودبین در آئینه ادراک انداز دلش را نابینا ساز تا جوهر او نبیند قوله

چشم آلوده نظر از رخ جانان دور است　|　بر رخ او نظر از آئینه پاک انداز

چشم آلوده نظر نظر ملوث آئینه پاک دل مصفا قوله

چون گل از نکهت او جامه قبا کن حافظ　|　وان قبا در ره آن قامت چالاک انداز

نکهت بوی خوش جامه چو قبا چاک غزل

دل ما را که در دل خسته توان در آید باز　|　بیا که در تن مرده روان در آید باز

توان توانائی روان جان فرقت جدائی قوله

غمی که چون سپه زنگ ملک دل بگرفت　|　ز خیل شادی روم رخت غم زداید باز

زنگ نام ولایت مصر نام شهر مصر دل اضافه تبیانیه خیل لشکر روم رخ اضافه تبیانیه قوله بپیش آئینه دل هرآنچه می آرم هر خیالی که در دل می آرم بجز خیال جمالت نمی نماید باز غیر از خیال جمال تو در آن متمکن نمی گردد -

بدان مثل که شب آبستن آمده است بروز	ستاره می شمرم تا که شب چه زاید باز

آبستن حامله ستاره می شمرم شب بیداری می گذرانم چه زاید چه در پیش آرد۔ قوله

ز خوف بادیهٔ دل بدمکن به بند احرام	که مرد راه نیندیشد از چه ناید باز

ز خوف بادیه از شدائد بادیۂ عشق دل بدمکن ملول مباش به بند احرام درآ و عشق مرد راه عاشق کامل نیندیشد خوف نمیکند قوله

بیا که بلبل مطبوع خاطر حافظ	ببوی گلشن وصل تو می سراید باز

بلبل مطبوع خاطر حافظ خاطر مطبوع حافظ که بمنزلہ بلبل بوی امید می سراید سرود میکند غزل

دلم ربوده لولی وشیست شور انگیز	دروغ وعده و قتال وضع و رنگ آمیز

ربوده فریفته قتال قتل بسیار کننده رنگ آمیز حیله گر قوله

فدای پیرهن چاک ماهرویان باد	هزار جامهٔ تقوی و خرقهٔ پرهیز

چاک شگاف ماهرویان عرفاء قوله

فرشته عشق نداند که چیست قصه مخوان	بخواه جام گلابی بخاک آدم ریز

فرشته عشق نداند که چیست یعنی عشق ورزیدن کار ملائکه نیست گلاب اینجا مراد شراب و معنے این مصرع آنکه عشق ورزیدن خاصۂ انسان است قوله

پیاله در کفنم بند تا سحر گه حشر	بمی ز دل ببرم هول روز رستاخیز

حشر برانگیختن و هلاک کردن رستاخیز قیامت قوله

بیا که هاتف میخانه دوش با من گفت	که در مقام رضا باش و از قضا مگریز

رضا بفتح راضی شدن و بکسر خوشنودی قضا حکم الٰہی قوله

غلام آن کلماتم که آتش انگیزد	نه آب سرد زند در سخن بر آتش تیز

معنے آنست که من غلام آن سخنانم که شوق دل بیاد خدا افزاید نه آنکه مانند آب آتش شوق را بنشاند غره مغرور بازی خود یعنی بجد و جهد خود که طاعت و عبادات است شعبده بازد بازی پیش آرد سپهر آسمان قوله

فقیر و خسته بدرگاهت آمدم رحمی	که جز ولای توام نیست هیچ دست آویز

دست آویز آنچه مردم بدو تعلق کنند و دلیل و حجت معنے آنست که ای ارحم الراحمین تو چنین و من مفلسی در نشین

هردم برآستانه مے نالم چنان اے شاہ شاہان بلطف سوے گدا ببین وہیچ درمیان میا چنان و چنین کہ ادعونی استجب لکم اے خواہان من نمی فہمی وھو معکم اینما کنتم اے عندلیب گلزار فاذکرونی نمیدانم کہ باتو اذکرکم دلسے عاشق زار من و اے جویائی من و اشتیاق و یدار من نہ کس واقف از ریش تو ونہ کس موافق درکیش تو و نہ کس در عالم خویش تو از بحبت فثم وجہ اللہ در پیش تو کہ دلفگار و محزونی و در شوق لقا مجنونی تا خود را گم نکنی روح دل افزای جانان نہ بینی قولہ میان عاشق و معشوق ہیچ حائل نیست و در بعضی نسخہ این مصرعہ چنین دیدہ شد قولہ

نقاب و پردہ ندارد نگار دلکش ما	تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز

بموجب وجودک ذنب لا یقاس بہا ذنب

غزل

روز عیش و طرب و عید صیام ست امروز	کام دل حاصل و ایام بکام ست امروز

عید صیام عید الفطر مراد از ان انقطاع اوان ہر کام مقصود قولہ

گر عروس فلکی رخ ننماے از مشرق	کہ مرا دیدست آن ماہ تمام است امروز

عروس فلک اضافتہ بیانیہ و مہر و ماہ مشرق جاے طلوع نمودن آفتاب ما بین المصرعین لفظ چکنم مقدر ہست کہ مرا دیدہ یعنے مرا بمنزلہ چشم است۔ آن ماہ تمام اشارت بمحبوب قولہ

محتسب بیہدہ گو پند مدہ رندا نرا	کانکہ با شاہد و می نیست کدام ست امروز

محتسب واعظ و ناصح رندان عاشقان شاہد معشوق معنے این مصرع آنست ہر کرا بینی مشغوف شاہد بازی و مشغول میخواری است زلف عشق قولہ

صبحدم بلبل مست از چہ سبب مے نالد	کار او چون نہ بہاران بنظام ست امروز

بلبل مست عاشق بہاران لفظ ان زائدہ چون نخست اندر بہاران در فشاند نظام آراستگی بہار نظام اضافتہ بیانیہ قولہ

گو بگویند خلایق کہ ہمین حافظ را	چشم بر روی نگار و لب جام ست امروز

نگار معشوق۔

غزل

زلفین سیہ بحجم اندر زدہ باز	وقت من شوریدہ بہم برزدہ باز

زلفین سیہ تعینات کثرات اندر زدہ پریشان ساختہ معنے مصراع ثانی آنکہ مرا گرفتار غم والم ساختہ قولہ

زان روے نکو چشم بدان دور کہ امروز	برمہ زدہ طعنہ و برخور زدہ باز

دیدن ن

زان روی بکوری معشوق زدهٔ باز غالب آمدهٔ قوله

ازغالیه برسمن زدهٔ خوش شکر و قند ‖ امروز همه بر گل و شکر زدهٔ باز

ازغالیه وسمن زدهٔ بر گل و شکر غالیه عطریست بغایت لطیف و سمن دبنر گل عذار شکر لب دبا زغالب آمدهٔ

برساغر عیشم زدهٔ سنگ و لیکن ‖ با تو چه توان گفت که ساغر زدهٔ باز

برساغر عیشم زدهٔ سنگ ساغر عیش مرا شکستهٔ ساغر زدهٔ مست و مخمور هستی قوله

من سر چو قلم بر سر سودای تو دارم ‖ با آنکه من سر زدهٔ را سر زدهٔ باز

من سر زدهٔ را من سرگشته و پریشان را سر زدهٔ پریشان ساختهٔ قوله

از دود دل خسته ام ای دوست حذر کن ‖ کاتش بمن سوخته اختر زدهٔ باز

سوخته اختر پریشان و بی نصیب قوله

نقد سرهٔ قلب که پالوده ام از چشم ‖ بر سکهٔ رویم همه بر زر زدهٔ باز

سره بی عیب پالوده ام صاف نموده ام سکه بکسر هیچ درم و لباس و القاب شاه قوله

شهباز غمت راست کبوتر دل حافظ ‖ هشدار که بر صید کبوتر زدهٔ باز

شهباز باز سپید زدهٔ باز زر را بر کبوتر زدهٔ

غزل

صبا ز مقدم گل راح روح بخشد باز ‖ کجاست بلبل خوشگوی تا کند آواز

صبا کنایه از مرشد وار د مقدم پیش آمدن گل مراد تجلیات راح راحت و شادی و تازگی روح جان

بلبل خوشگو کنایه از عاشق قوله

چو غنچه سر دهانش نهان کجا ماند ‖ دل مرا که نسیم صباست محرم راز

سر دهان سر مخفی یعنی همچو غنچه که شگفد و سر رویش از اثر باد صبا ظاهر می شود راز دلم که سر مخفی است

کجا نهان ماند که مرشد واقف آن گشته قوله

بهیچ در نروم بعد ازین ز حضرت دوست ‖ چو کعبه یافتم آیم ز بت پرستی باز

کعبه روی محبوب و آستانهٔ مرشد بت پرستی هوا پرستی قوله

تنم ز هجر تو چشم از جهان فرو میدوخت ‖ نوید دولت وصل تو داد جانم باز

چشم از جهان فرو میدوخت یعنی می مرد نوید آگاهی داد جانم باز زنده ساخت قوله

چه حلقها که زدم بر در دل از سر سوز ‖ ببوی روز وصال تو در شبان دراز

چه تعجبیه و بمعنی بسیار حلقه بر در زدن طلب فتح باب کردن از سر سوز از روی سوزش قوله

ولا منال ز شامی که صبح در پی اوست ‖ که نیش و نوش بهم باشد و نشیب و فراز

شام کنایه از هجر صبح کنایه از وصل نوش و نیش گنج و رنج قوله

اشتی چنین نسبح که ز بخت می خواهم ‖ که با تو شرح سر انجام خود کنم آغاز

سر انجام عاقبت کار قوله

امید قد تو میداشتم ز بخت بلند ‖ نسیم زلف تو میخواستم ز عمر دراز

امید قد تو میداشتم یعنی که سایه بر من انداز نسیم زلف جذبهٔ عشق قوله

نه این زمان من شوریده دل نهادم رو ‖ بر آستان تو کاندر ازل نهادم باز

این زمان الحال کاندر ازل بلکه در ازل قوله

غبار خاطر ما چشم خصم کور کند	تو روی بخاک نه ای حافظ از مقام نیاز

غبار گرد برآمده مراد کدورت واندوه تو روی بخاک نه تو شفیع ما باشی قوله

ز شوق مجلس آن ماه خرگهی حافظ	گرت چو شمع جفاے رسد بسوز و بساز

خرگاه جنسے از خیمه و مقام خوشی چه بپهلوی زبان خر بکسر خوشی بود و ماه خرگهی کنایه از معشوق غزل

عروس گل چو در آید ببزم گلشن باز	کجاست بلبل خوشگوی تا کند آواز

عروس گل مشاهدات تجلیات بزم گلشن دل بلبل خوشگوے عاشق قوله

دو تا شدم چو کمان از غم و نمیگویم	هنوز ترک کمان ابروان تیر انداز

دو تا خمدار و سرنگون کمان ابروان تیر انداز معشوق قوله

ز طرهٔ تو پریشانی دلم شد فاش	ز مشک نیست غریب آری گر بود غماز

طره موے پیچیده که محبوبان بر دوش فرو میگذارند غریب درینجا بمعنے بعید غزل

منم غریب دیار تو ای غریب نواز	دمے بحال غریب دیار خود پرداز

غریب نواز معشوق که نوازنده عاشق است غریب دیار خود کنایه از عاشق قوله

بهر کمند که خواهی بگیر و بازم بند	بشرط آنکه ز کارم نظر نگیری باز

بهر کمند اشاره بلطف و قهر عشق و نوازش و گدازش قوله

خیال قد بلند تو میکند دل من	تو دست کوته من بین و آستین دراز

دست کوته نبے استعدادی قوله

اگرم چو خاک زمین خوار میکنی سهلست	خرام مے کن و بر خاک سایه می انداز

سهلست یعنے هیچ ندارم قوله

هزار دیده بروی تو ناظرند و تو خود	نظر بروے کسے بر نمی کنی از ناز

ناظرند بینند ه نظر نگریستن قوله

حدیث درد من اے مدعی ندامروزست	که حافظ از ازل آورند بود و شاهد باز

درد کنایه از عشق غزل

منم که دیده بدیدار دوست کردم باز	چه شکر گویمت ای پادشاه بنده نواز

دیده بدیدار دوست کردم باز بمشاهده دوست معزز گردیدم پادشاه بنده نواز محبوب قوله

نیازمند بلا گو رخ از غبار مشوی	که کیمیای مراد است خاک کوی نیاز

نیازمند بلا یعنی عاشق رخ از غبار مشوے ترک عجز و نیاز مکن قوله

بیک دو قطره که ایثار کردی ای خواجه	بسا که در رخ دولت کنی کرشمه و ناز

بیک دو قطره با سببیه و قطره کنایه از گریه قوله

من از نسیم سحرگه چه طرفه بر بندم	که سرو راست درین باغ نیست محرم راز

نسیم سحرگه دم واپسین طرفه اعجوبه سرو راست راستان طریقه یعنے من از دم واپسین خویش چه اعجوبه حاصل کنم که موجب جا یقین بودم چو از راست روان طریقه هیچ یکی درین باغ دنیا محرم این از نیست

و هر یکے بین الخوف و الرجا است و در بعضے نسخه مصرع اول چنین دیده شده که من از نسیم سخن چین چه طرف بندم
سخن چین مقلد که حالات سلف بمقال آورده به تقلید خود را بدان نام کرده یعنی من از گفتار مقلدان چه اعجوبه
حاصل کنم و چه امید بهبود داشته باشم که ایشان محمود العاقبة اند و از حسن خاتمه آگهی ندارند و در باغ دنیا
محرم اسرار نه اند بین الخوف و الرجا اند قوله

اگرچه حسن تو از عشق غیر مستغنی است	من آن نیم که ازین عشقبازی آیم باز

یعنے اگرچه حسن تو محتاج عشق احدے نیست قوله

غرض کرشمه حسن است ورنه حاجت نیست	جمال دولت محمود را بزلف ایاز

محمود نام خداوند ایاز مراد واجب الوجود به نسبت خداوندی و بندگی والا محمود عاشق ایاز بود ایاز نام غلام
سلطان محمود سبکتگین معنے آنست که اظهار اوصاف کمال خود است و دادن بازار ایاز را رواج ورنه واجب الوجود را
با آفرینش ممکن و نوازش انسان چه احتیاج و این تلمیح است بمضمون کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق
لاعرف و نیز چون طاؤسان ملاء اعلی بر بنای دولت خود مفتون اند که نحن نسبح بحمدک و از عزت این بیچارگان
تجرید حیران اند که ما للتراب و رب الارباب چه نسبت این خاک ذلیل را با رب جلیل باید دانست که چون تفرد و
استغنای محبوب با تذلل و فقر ایاز در خواست راجع بر ایاز نبود که آن عنایت محمود است ورنه ایاز را
چه برگ و ساز این نکته موافق جواب انی اعلم ما لا تعلمون از غم تو یعنے از عشق تو شبان بفتح جمع شب
برخلاف قیاس و بضم چرانده گوسپندان و میشان اهل سعادت عاشقان گزین اشارت بملامت
در سعادت در عشق غماز چه غم خورد قوله

طهارت ار نه بخون جگر کند عاشق	بقول مفتی عشقش درست نیست نماز

طهارت وضو مفتی عشق عاشق کامل قوله

ز مشکلات طریقت عنان متاب ای دل	که مرد راه نیندیشد از نشیب و فراز

مرد راه عاشق قوله

درین مقام مجازی پیالهٔ بر گیر	درین سراچه بازیچه غیر عشق مباز

مقام مجازی دنیا پیاله برگیر حصول عشق نما دریچه بازیچه دنیا قوله

غزل سرائی ناهید صرفه نبرد	دران مقام که حافظ برآورد آواز

ناهید ستارهٔ زهره که نام مطربهٔ فلک است صرفه نبرد غلبه نبرد یعنی جای که حافظ بغزل سرائی برآواز بر دارد و زهره که مشکوی جهانیان است غلبه نیارد غزل

مستم از بادهٔ شبانه هنوز ‖ ساقی ما نرفت خانه هنوز

شبانه بفتح خماری و هرچه بران شب گذشته غمزه مژه چشم بر هم زدن بناز و حرکت چشم ما نه هنوز یعنی ما هنوز توبه از عشق نکرده‌ام جادو ساحر غزل

هزار شکر که دیدم بکار خویشت باز ‖ ز روی صدق و صفا گشته با دلم دمساز

بکام خویش موافق مطلب دمساز محب و موافق قوله

روندگان طریقت ره بلا سپرند ‖ رفیق عشق چه غم دارد از نشیب و فراز

روندگان طریقت عاشقان ره بلا سپرند اختیار بلاها کنند قوله

غم حبیب نهان به ز جستجوی رقیب ‖ که نیست سینهٔ ارباب کینه محرم راز

غم حبیب عشق محبوب ارباب کینه تعالی گریه زار زار پرداز سازش کن قوله

چه فتنه بود که مشاطهٔ قضا انگیخت ‖ که کرد نرگس مستش سیه بسرمهٔ ناز

نرگس معروف و در اصطلاح نتیجهٔ اعمال که موجب وحشت و سرور معنی مجاز آنست که چه غوغا بود که مشاطهٔ قضا و قدر انگیخت که چشم مست محبوبان را بسواد مایهٔ ناز آمیخت و میتواند که نرگس کنایه از دنیا باشد باعتبار شهلائی و آگهی این نسبت بدو بسی زیبا یعنی چه فتنه بود که مشاطهٔ قضا انگیخت و ظاهر ساخت که دنیا را چشم جهانیان بدین زینت پرداخت و معنی حقیقی آن که چه آشوب بود که مشاطهٔ قضا ظاهر ساخت که نتایج اعمال عشق را قوتی بخشید که حمل اثقال بر و آسان و از ثواب عقاب چشم بر دوخته نگاهش جز بجمال جانان نیفتد و چه راه اینچه حکمت بود که مشاطهٔ محبت حکم بر قضا شوری پیدا کرد که نرگس مست وی را بسرمه سیاه کرد که کدام سرمه سیه کرد چشم یار مرا که چشم یار سیه کرد روزگار مرا و این فرقهای تجلی اوست و تجلیات او را نهایتی نه هر عاشقی از و عبارتی دیگر گوید هر عارفی از و نشانی دیگر میدهد وجه مراد از نرگس عدمیت عشق راست مراد از سرمهٔ ناز خلقت عشق یعنی شاه عشق که از بی نهایتی خود بیخود چنان که از غایهٔ مستی خبر از هستی خود نداشت ناگاه مشاطهٔ قضا از خواب خلوتخانه کنت کنزاً مخفیاً سر بر کرد و نغمهٔ فاحببت بگوش هوش فرو خواند و بندای ان اعرف در هوش آورد و بسرمهٔ حقیقت محمدی

در دیده مستش عروس حشمتش را بصد هزار ساز و آئینه الانسان سری و صفتی جلوه داد و بچشم محبت نگاه کرد عاشق و شیدا وی خود گشت چون از بے نهایتی جمال بے سکون و بیقرار گشت بزبان زاری و اتمام بیقراری درمین حضوری در نالش آمد یا لیت رب محمد لم یخلق محمد اچه بودی که نبودی عالم عدم بدم بودی تا بچنین درد و غم مبتلا نشدی زیراکه خوبتر خرابتر بودی که نرگس مست وی بسرمهٔ ناز سیاه نگردانیدی تا چنین حالم سیاه گشتی یعنے هر حسینه حسن در نظر خوبترے آید خراب تر میگردد و این ناله از ملولی نبود بلکه از غلبهٔ عشق بودی وجه دیگر مراد از نرگس ذات و مراد از سرمه ناز صفات یعنی ذات او در پردهٔ صفات پنهان ساخت پس حجاب صفات را حجاب نتوان گفت بلکه سرمهٔ ناز است مراد از نرگس بیخودی و مراد از سرمهٔ ناز خودی زیراکه مستی از هشیاری معلوم میشود گر فراق نبودی قدر وصال دانسته نشدے وجه دیگر از نرگس مست غلبهٔ عشق مراد است و مراد از سرمهٔ ناز اعراض معشوق است لطائف مشکی که چندین هزار جگر درین سودای او سوخته و عجائب گنجے که بسیار جان برامید او خراب گشته و شیرین شکری که صد هزار در آرزوے او تنگ شده آه این آتش است که در خرمن بیچارگان افروخته و این چه نمکے که بر کباب جگر سوختگان بیخته و این چه ناوکے که بر هدف دل بیدلان دوخته آه نه دستے دارم که بدامنش در آویزم و نه پائے که سویش بگریزم باین سپاس باد وای شکر این مجلس معمور است یدوست دبست در مجلس حاضر است قوله

به نیم بوسه دعاے بخر ز اهل دلے	که کید دشمنت از جسم و جان دارد ناز

بوسه کنایه از استعداد قبول صوری و معنوی نیم بوسه کنایت از بر خازان بود که کنایت از استعداد قبول کلام معنوی است و عبارت از وحی خفی و استعداد قبول کلام صوری را درخواست نکرده که تحصیل حاصل ست معنی آنست که قدرے و برسے استعداد قبول و کیفیت کلام معنوی که عبارت از وحی خفی است کرامت فرما و دعای اهل دلے خریدنما که دعاے اهل دلے مگر دشمنت از تنت باز دارد و این نقش بخاطر مرشد میگذار دیا بر توجه تشویش مے آرد اگر خاطرت تشفی ازین نپذیرد بشرح این بیت در آرد و بوسه کنز و لبت الخ۔

غزل ردیف السین

اے صبا گر بگذری بر ساحل رود ارس	بوسه زن بر خاک آن وادی و مشکین کن نفس

ساحل کناره ارس نام رودے که بر کناره تفلیس مے گذرد قوله

منزل سلمے که بادش هردم از ما صد سلام	بر صدای ساربانان بینی و بانگ جرس

سلمیٰ نام معشوقۂ عرب سار بانان شتربانان بانگ آواز جرس درا قوله

منکہ قول ناصحان را خواندمی بانگِ رباب ‖ گوشمالی خوردم از ہجران کہ اینم پند بس

رباب بضم نام ساز قوله

عشرتِ شبگیر کن می نوش کاندر راہِ عشق ‖ شبروان را آشنائیہاست با میرِ عسس

شبگیر شب و آخر شب عسس آنکہ بشب گرد احراس را از دزدان - قوله

دل برغبت می سپارد جان بچشمِ مستِ یار ‖ گرچہ ہشیاران ندادند اختیار خود بکس

چشم مست یار تجلی ذاتی قوله

طوطیان در شکرستان کامرانی میکنند ‖ در تحیر دست بر سر میزند مسکین مگس

طوطیان عاشقان شکرستان عالم عشق و قرب کامرانی حظ و عیش مگس ناصح و زاہد قوله

نامِ حافظ گر بر آید بر زبانِ کلکِ دوست ‖ از جنابِ حضرتِ شاہم بس است این ملتمس

بر زبان کلکِ دوست بیش ازین لفظ زہی شرف مقدرست ملتمس التماس غزل

بوی بہار آمد بنال ای بلبلِ مشکین نفس ‖ گر پای بندی ہمچو من فریاد میکن در قفس

بہار کنایہ از مشاہدات و تجلیات نیز معرفت گر پاے بندی ہمچو من اگر شل من عاشق ہستی روانی

فی الفور چون حافظ دل خستہ را چرا حافظ دلخستہ را غزل

جانان ترا گہ گفت کہ احوالِ ما مپرس ‖ بیگانہ گرد و قصۂ ہیچ آشنا مپرس

بیگانہ گرد بیگانہ باش قوله

ہیچ آگہی ز عالمِ درویشیش نبود ‖ آن کس کہ با تو گفت کہ درویش را مپرس

آگہی آشنائی قوله

زانجا کہ لطف شاملِ و خلقِ کریمِ تست ‖ جرمِ گذشتہ عفو کن و ماجرا مپرس

یعنے ازانجا کہ نیکو کاری شامل خوے کریم تست گناہے کہ کردہ ام عفو فرما و انچہ از ما بوقوع نیامدہ باز پرس

منما و از کمال احسان مرفوع القلم ساز سوال اگر کسے گوید کہ بعد از جریمہ عفو می باشد و جرمے کہ ہنوز نکردہ آنرا

عفو چگونہ سزد جواب اگر کرمے بہ بندہ خود فرماید عفوت لک ما تجری منک الذنوب این عفو نیست بلکہ

غفرانست و بعد از وقوع آن کریمہ بایفاے وعدہ بحکم العدۃ دین و فاے عہد برو لازم است و درخواست

این ثنا بموجب این کریمه که در شان آن سرور نزول یافته لیغفر الله لک ما تقدم من ذنبک وما تأخر هر منزلتے که نام عفو و آنحضرت است اتباع او را درخواست و تمنای او کرده و نیز جرم بر دو گونه است یکی ارتکاب منهی است دوم ترک امتثال امر مراد اینجا ثانی معنے آنست که گناه امرے که امتثال آن نموده و بفعل آن مامور بوده ام عفو نما و باجرای آن مپرس قوله

خواهی که روشنت شود احوال سر عشق	از شمع پرس قصه ز باد صبا مپرس

شمع عاشق که شمع وار در آتش عشق سوخته است و نیز معنے آنست ای جرم ناکرده عفو را اکنون عفو کن و از ماجرا همان معاصی گذشته پرسش مکن و خجل مساز ان الله لطیف بعباده و یغفر الذنوب جمیعا باد صبا مراد زاهدان و بقلان قوله

نقش حقوق صحبت و اخلاص بندگی	از لوح سینه پاک کن و نام ما مپرس

یعنے اگر می خواهی که چشم التفات برداری و حقوق صحبتے که با تو داشتم و نقوش بندگی که بر صفحه خاطرت می نگاشته ایم و خدماتے که از ما بوجود آمده و بر آلت ثبت شده در نمود آید اول آنرا از لوح سینه پاک کن و هرگز بخاطرش میار که چه کرده است بنده را به بندگی کار است و در قبول هست و در کار و نام ما را بخاطر مگذران که از فلان بوجود آمد قوله

طلب از دلق پوش صومعه نقد و فا مجو	یعنی ز مفلسان سخن کیمیا مپرس

از دلق پوش صومعه یعنی از زاهدان و عابدان نقد و فا اضافه بیانیه مفلسان اشاره بزاهدان و عابدان کیمیا مراد نقد وفا قوله

ما قصه سکندر و دارا نخوانده ایم	از ما بجز حکایت مهر و وفا مپرس

این بیت در جواب کسے است که بر خواجه اعتراض نموده بود که خواجه قصه جنگ نظم کردن نمیتواند چنانچه شخصے بر شیخ سعدی اعتراض کرد و شیخ در جواب آن گفته ۵ ندانند که ما را سر جنگ نیست ؛ و گرنه مجال سخن تنگ نیست ؛ بعده یک و حکایت بر جنگ آورده پس مراد خواجه آن بود که قصه سکندر و دارا کنایه از ان است نخوانده ایم تا گهرهای قیمتی از کان طبیعت بر آریم و در صفت تیغ و تیر که آلات جنگ است ورق نگاریم هر که خواهد که از حکایات ما محظوظ گردد از ما حکایت مهر و وفا پرسد لیکن در میان گفته شیخ و خواجه این قدر فرق است که شیخ چند حکایت در جنگ آورد اما خواجه مطلق بآن توجه ننمود و حکایت مهر و وفا هم نه بطرزے در کلام خواجه مذکور است که در و شائبه تکلف یافته شود لهذا گفتار خواجه را لسان الغیب نامیده اند چنانچه مولوی جامی فرموده اگر کسے تکلفها در بیان مهر و فا که شعار عاشقانست طلب دارد در کلام شیخ خجند نگرد غزل

در ضمیر ما نمی گنجد بغیر از دوست کس	هر دو عالم را بدشمن ده که ما را دوست بس

کنجی فضل (مرزا) ... [illegible]

ضمیر اندرون و اندیشه آنچه در دل گیرند قوله

قند را لذت مگر نیکو نمیداند مگس	غافلست آن کو بشمشیر از تو می پیچد عنان

قند کنایه از ضرب معشوق ضرب الحبیب زبیب مگر بمعنے تحقیق مگس کنایه از بوالهوس قوله

من چنانم کز خیالم باز بشناسد عسس	مرد ما نرا از عسس شب گر خیالی در سر است

عسس معروف اینجا کنایه از ناصح و زاهد عسس شب گرد غزل

که چنان زو شده ام بیسر و ساماں که مپرس	دارم از زلف سیاهت گله چندانکه مپرس

زلف سیاه جذبه عشق و دنیا باعتبار حوادث و فتن معنے آنست که من از زلف سیاه محبوب حقیقی که دنیا است چندان گله دارم که در تقریر نیاید چرا که از حرکات او چنان بی سر و سامانم که مپرس یعنی جای پرسش نه و زبان را قدرت پرسش نه قوله

که چنانم من از ین کرده پشیمان که مپرس	کس بامید وفا ترک دل و دین مکناد

یعنی هیچکس بر امید وفای او ترک دل و دین نکند و طالب او نشود که بس بیوفا است پس دریغا که من ازین کرده چنان پشیمانم که جای پرسیدن نیست و چندین نکوهش میکنم که جای نکوهیدن نه و معنی دوم آنست که هیچکس بامید وفای آن زلف او که جذبه عشق است ترک دل و دین نکند که من کردم چنان پشیمانم که مپرس یعنی جذبه عشق را مستحق ندانسته بدان توسل جستم که شاید بمقصد رسم و خود مرا بجنود گرفتار ساخت قوله

زحمتی میکشم از مردم نادان که مپرس	بیکی جرعه که آزار کسش در پی نیست

یعنی بجرعه عشق که نوشیده ام حال آنکه کسی را آزار نداده ام - زحمت ملامت قوله

فتنه میکند آن نرگس فتان که مپرس	گوشه گیری و سلامت هوسم بود و لے

هوسم بود یعنے میخواستم نرگس فتان چشم فتنه انگیز قوله

دل و دین میبرد از دست بدان سان که مپرس	زاهد از ما بسلامت بگذر کاین می لعل

کاین می لعل محبت عشق بدان سان دل و دین را میرباید گوید بدین عربده جنگ گوی فلک اضافه بیانیه

که بسی قصه از دست بقرآن که مپرس	حافظ این قصه که شکستی گفتا

زلف و دنیا از زلف شکستن زلف را شکستن یعنی از محبوب حقیقی سوال کردم که دنیا را با چنین جمعیت و ثبات شیوه و شئون پریشان ساختی برای خرابی که مزین ساختی چون خواص را تو چه میدانی همراه است جوابم داد که

مفعول ثانیا ازین ماه ای نالعن من حکم بانیکوی اصل ذی شغل

ای حافظ این قصه است دراز سوگند بقرآن که مپرس که بس غامض راز است غزل

در وعشق کشیده ام که مپرس | زهر هجرے چشیده ام که مپرس

یعنے در عشق بموازنہ کشیدہ ام کہ مبرا از تحریر است و زہر ہجرے بقدرے چشیدہ ام کہ معرا از تقریر است۔ قوله

گشته ام در جهان و آخر کار | دلبرے برگزیده ام که مپرس

گشتہ ام سیر کردہ ام دلبر آنکہ دلہاے عشاق بحسن و کرشمہ برد برگزیدہ ام اختیار کردہ ام قوله

آن چنان در هواے خاک درش | میرود آب دیده ام که مپرس

ہواے دوستی و آرزو میرود آب دیدہ ام گریہ میکنم قوله

سوی من لب چه میگزی که مگو | لب لعلے گزیده ام که مپرس

لب چہ میگزی حسرت و افسوس چہ میکنی لب لعل لطفے و عنایتے قوله

بے تو در کلبهٔ گدائی خویش | رنجهاے کشیده ام که مپرس

کلبہ خانۂ تنگ قوله

غزل

دلا رفیق سفر بخت نیک خواهت بس | نسیم روضهٔ شیراز پیک راهت بس

نسیم روضۂ شیراز کہ مسکن حافظ بود۔ قوله

دگر ز منزل جانان گذر مکن درویش | که سیر معنوی و کنج خانقاهت بس

منزل جانان آستانۂ مرشد گذر مکن بیرون مرو قوله

بصید مصطبه بنشین و ساغرمے نوش | که این قدر ز جهان کسب مال و جاهت بس

مصطبہ میخانہ و آستانۂ مرشد و عالم عشق کسب حاصل کردن قوله

دگر کمین بگشاید غمے ز کشور دل | حریم درگه پیر مغان پناهت بس

یعنے اگر غمے متوجہ کشور دل گردد قوله

زیادتی مطلب کار بر خود آسان کن | که شیشه مے لعل و بت چو ماهت بس

کار بر خود آسان کن درپے مشو شیشہ مے لعل شراب احمر ذکر ظرف و ارادہ مظروف و مراد از شراب محبت و چو ماہ کنایہ از مرشد

قوله هوای مسکن مالوف و عهد یار قدیم | ز رهروان سفر کرده عذر خواهت بس

مسکن عالم اطلاق عہد یار قدیم یعنے عہد الست ام و در ہوای آن عالم مردہ ام کہ حب الوطن من الایمان قالوا بلےٰ رہروان سفر کردہ سلف عذر بہ وزش ای بہانہ قوله

فلک بمردم نادان دهد زمام مراد　　تو اهل دانش و فضلی همین گناهت بس

مردم نادان مقلد زمام بکسر مهار غزل

گلعذاری ز گلستان جهان ما را بس　　زین چمن سایهٔ آن سرو روان ما را بس

تا آخر طالب حق را باید که بطلبگاری آن مطلوب حقیقی از جمیع مطالب اعراض نماید و بمرشد کامل از خود نیست و باو هست شده باشد توجه کند که بدیدهٔ ارادت او دیگری نیاید چنانچه گوید گلعذاری ز گلستان الخ لیعدان از صحبت آنان که دوستی ریاورزان و نسبت به حدی گزینان گرانند کرانه گرفته برطل گران که پیالهٔ شراب است و از دل پر محبت مراد است توسل جوید چنانکه گوید قوله

من و همصحبتی اهل ریا دورم باد　　از گرانان جهان رطل گران ما را بس

بعد ازان حتی الوسع والامکان در اعمال رضیه و اخلاق مرضیه کوشد باز اینهمه را بذیل نسیان و فراموشی بپوشد و خود را رندکه همه در یافتن مستحق داند وگدا که هیچ ندارد ببیند و از قصر فردوس که محل دیدار است قطع طمع کرده که بمناسبت خروج داخل آن از جمیع مال و منال عبارت از مقام طلب کم و کاست نگزیند یعنی همواره خود را ناقص بیند تا بسبب پندار کمال از ترقی باز نماند چنانچه گوید قوله

قصر فردوس بپاداش عمل می‌بخشند　　ما که رندیم و گدا دیر مغان ما را بس

پس چون از وظیفهٔ اعمال فارغ آید گاه گاه بجهت از دیاد انتباه تفکر نماید و تفکر بر دو نوع است در آفاق و در انفس در آفاق آسانست بدان ابتدا نماید و تامل و تدبیر را کار فرماید چنانکه میسر آید قوله

بنشین بر لب جوی و گذر عمر ببین　　کین اشارت ز جهان گذران ما را بس

و هر گاه در اثنای آن تفکر گاهی سود مشهود گردد و گاهی زیان پس باید که آن سود را موازنه کند تا بداند که زیان این جهان زیاده است از سود و اشتغال بکار آن نامحمود چنانچه میفرماید قوله

نقد بازار جهان بنگر و آزار جهان　　گر شما را نه بس این سود و زیان ما را بس

بعد ازان تفکر در انفس کند که شهود مقصود درینجا بغایت وضوح دست میدهد و بیقین میرسد که دوست با اوست و جستجوی او بهر نکوست تا با دراک دولت وصال از طلب زیادتی فارغ البال چنانچه گوید قوله

یار با ماست چه حاجت که زیاده طلبیم　　دولت صحبت آن مونس جان ما را بس

این دولت عظمی را که یار با ماست غنیمت شمار و همیشه خود را از فوت آن بهراس و او را بجان و دل مقام

[illegible]

تفرع الیست که او را بغیر خود اگرچه بہشت باشد نفرسید با علو ہمت او ظاہر گردد و سبب مزید عنایت گردد چنانکہ تفرع کنان این دولت را خواہان گشته گیر ـ قوله

که سرکوی تو از کون و مکان ما را بس	از در خویش خدایا به بہشتم مفرست

و چون انہمه مراتب سلوک طے نموده بکمال رسد و مرتبہ تکمیل دریابد که با وجود اعتراف بعجز و قصور بار منت بر ذمہ خود نہد و سر رشتہ انصاف از کف ندہد و بر جمیع آنچه نصیب شده باشد شکر نماید بر روی دل خود در زیادت نکشاید که لئن شکرتم لازیدنکم خصوصًا طبع چون آب که در مجاری کشف حقائق باشد و الہام دقائق که کمال بے آن صورت نبندد و بسہولت جاری گردد و کلام موزون بلطائف عشق مشحون که درین از دہان قابلہ مسترشدان سرایت کند و در تکمیل ناقصان بدان حاجت باشد زیرا که این دو نعمت فوق جمیع نعمتہا است و منت آن زیاده از منتہا ایش با وجود این دو نعمت گله از مشرب قسمت بے انصافی باشد چنانکه انصاف داده باین زمان نغمه کشاده که قوله

طبع چون آب و غزلہای روان ما را بس	حافظ از مشرب قسمت گله بے انصافی است

مشرب جائے نوشیدن ـ

ردیف الشین

حریف حجره و گرمابہ و گلستان باش	اگر رفیق شفیقی درست پیمان باش

مصراع اول خطاب بمرشد و معشوق و معنے مصراع ثانی آنکه در ہر جا مونس و رفیق ما باش ـ قوله

نگو که خاطر عشاق گو پریشان باش	شکنج زلف پریشان بدست باد مده

شکنج پیچ زلف پریشان عالم کثرت بدست باد ہره پریشان ساز نگو که خاطر عشاق گو پریشان باش یعنی این سخن را که خاطر عشاق گو پریشان باش نگو که موجب پریشانی خاطر عاشقان است قوله

نہان ز چشم سکندر چو آب حیوان باش	گرت ہواست که با خضر ہمنشین باشی

گرت ہواست اگر آرزو داری با خضر ہمنشین باشی که وصل محبوب ممیز است نہان ز چشم سکندر است بعزلت و خلوت قوله

بیا و نو گل این بلبل خوش الحان باش	رموز عشق نوازی نه کار ہر مرغیست

رموز عشق نوازی بیان نمودن سخنان عشق و معرفت نه کار ہر مرغ است نه کار ہر شاگرد عاشق است

بلبل خوش الحان عاشق کامل قوله

طریق خدمت و آئین بندگی کردن	خدای را که رها کن بما و سلطان باش

خدمت و بندگی زهد و پارسائی خدا اے را بواسطۂ خدا قوله

دگر بصید حرم تیغ برمکش زنهار	از انچه با دل ما کردۂ پشیمان باش

حرم کعبه مراد کوے عاشق صید حرم مراد عاشق وز انچه بر دل ما کردۂ اشاره برنج دشد اند پشیمان باش اے تدارک آن نما قوله

تو شمع انجمنی یکزبان و یکدل شو	خیال و کوشش پروانه بین و خندان باش

پروانه عاشق. قوله

کمال دلبری و حسن در نظر بازیست	بشیوهٔ نظر از نادران دوران باش

شیوهٔ نظر عاشقی نادر دوران عاشقان نایاب غزل

ای همه شکل تو مطبوع و همه جای تو خوش	جانم از خنده زیبای شکرخای تو خوش
همچو گلبرگ تری هست وجود تو لطیف	همچو سرو چمنی هست سراپای تو خوش

گلبرگ تر برگ گل تر قوله

هم گلستان خیالم ز تو پر نقش و نگار	هم مشام دلم از زلف سمن سای تو خوش

خیال بکسر قوتے از قواے انسانی گلستان خیال اضافه بیانیه زلف سمن سا جذبهٔ لطف حق و نیز جذبهٔ عشق باید دانست که دل انسان دو مقام دارد یکے از براے خطرات صالحه و دوم براے خطرات فاسده قال عم ان فی قلب آدم لمتان لمة من الملک ولمة من الشیطان یعنے هم خیال من که گلستان تخیلات ست از تجلی تو پر نقش و نگار شده و هم دل من از جذبهٔ لطف تو خورسند گشته. قوله

در ره عشق که از سیل فنا نیست گذار	میکنم خاطر خود را بتمناے تو خوش

ره عشق یعنے عشق که العشق اوله حرق وآخره قتل. قوله

در بیابان فنا گرچه ز هر سو خطر است	می رود حافظ بیدل بتولای تو خوش

تولا دوستی

غزل

ای دل غلام شاه جهان باش و شاه باش	پیوسته در حمایت لطف اله باش

شاہ نجف امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ **قولہ**

آنرا کہ دوستی علی نیست کافر است	گو زاہد زمانہ و گو شیخ راہ باش

دوستی آل محمد فرض ست و بنص قطعی ثابت ست قال اللہ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا مراد از حبل اللہ قرآن و اہل بیت ست اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ مراد اہل بیت قال علیہ السلام انا واهل بيتى شجرة فى الجنة واغصانها فى الدنيا فمن شاء اتخذ الى ربه سبيلا۔ محبت آنست کہ موافق کتاب و سنت باشد و ہر محبتے کہ خارج از شرع و سنن ہدی باشد آن عداوت کبری باشد و حقیقت محبت طاعت آن محبوب و ایثار محابات و مرضاتہ علی محاب النفس و مرضاتہا و تہادب بآدابہ و اخلاقہ محبت نہ آنست کہ شیعہ میدارند کہ در دوستی اہل بیت غلو کردہ اند بحدیکہ بتکفیر و تضلیل صحابہ کوشیدہ اند چون ہیچ عمل ایشان و اخلاق ایشان و فہم ایشان باخلاق و عمل و فہم اہل بیت نمیرسد چگونہ محبت باشد این محبت نیست بل البغض کامل ست واخرج الدار قطنی عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سیاتی من بعدی قوم یقال لهم الروافضة فان ادرکتم فاقتلوهم فانهم مشرکون قال قلت یارسول اللہ ما العلامة فیهم قال یفرطون بما لیس فیك ولیطعنون علی السلف ولیسبون ابابکر وعمر **قولہ**

از خارجی ہزار بیک جو نمی خرند	گو کوہ تا بکوہ منافق پناہ باش

خارجی اہل الشام کذا فی الصواعق لامعاویة در نفقتہ **قاف** کوہ محیط بدنیا از زبرجد پانصد فرسنگ بالای اوست آفتاب بروے تابد شعاع سبزی بر آب آید و منعکس شود آسمان لاجوردی نماید والا رنگ آسمان کبود بلکہ در غایة صفا است

امروز زندہ ام بولاے تو یا علی	فردا بروح پاک امامان گواہ باش

ولا دوستی **قولہ**

غزل

باغبان گر پنجروزی صحبت گل بایدش	بر جفای خار ہجران صبر بلبل بایدش

باغ کنایہ از وجود باغبان سالک پنجروزے کنایہ از ایام حیوة گل محبوب **معنے** آنست کہ اے سالک اگر درین موسم زندگی طالب وصل محبوبے برین شدائد ہجران بلبل وش شکیبائی باید کوشید کہ بلبل در ایام خزان چون در باغ ہیچ گلے و برگے نماند و بر شاخے کہ می نشیند جز از خار نمی بیند و بامید گل شگفتن تحمل می کند بر جفاے خار و سائر محن۔ **قولہ**

مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل بایدش	ای دل اندر بند زلفش از پریشانی منال

زلف دنیا باعتبار حوادث یعنے اے دل در بند دنیا از پریشانی نالش مکن و صابر باش و خاطر خود را هراز ار مده که مرغ زیرک چون بدام ے افتد تحمل می بایدش که از تحمل کار بسته می کشاید۔ قوله

راهرو گر صد هنر دارد توکل بایدش	تکیه بر تقوی و دانش در طریقت کافریست

معنے آنست که سالک را باید که از هرچه که دارد خواه حقائق خواه مقامات خواه احوال خواه باقیات خواه صالحات خواه خوارق و کرامات ۔ وجهیکه سالک را ذرهٔ التفات بدینها نماند نشنیدهٔ که صفی الله و کلیم الله را تکیه شد بر صفا و عصا یعنی آدم را بر مقام صفوة نظر افتاد و موسی را بر مکالمه نظر افتاد این را گفتند عصی آدم و آنرا گفتند ان الق عصاک موسی را گفتند تکیه بر مکالمه کردن برا فگن و آدم را گفتند که انکار مقام صفوت و خلافت معصیتے ست و مینه اکه تکیه بعصا که از چوب بادام وغیره باشد منع می کنیم بلکه می گوئیم بر حسنات و خیرات و طاعات و عبادات و احوال و مقامات تکیه زدن ناخوش و نامحمود ست پس باید که تکیه بر اعمال و بر هرچه نظر افتد از دیا سے خود شمرد و ارتکاب این از خردمندی نداند قوله

کار ملک ست آنکه تدبیر و تحمل بایدش	رند عالم سوز را با مصلحت بینی چه کار

رند عالم سوز عاشق قوله

دور چون با عاشقان افتد تسلسل بایدش	ساقیا در گردش ساغر تعلل تا بچند

ساقی مرشد گردش دادن ساغر پیاله تعلل توقف دور گردش ساغر قوله

عاشق مسکین چرا چندین تحمل بایدش	کیست حافظ تا ننوشد باده بے آواز چنگ

بادہ محبت بے آواز چنگ بے تلقین مرشد ۔ غزل

ببوے گل نفسے همدم صبا می باش	بدور لاله قدح گیر و بے ریا می باش

لاله معروف مراد مرشد گل معروف و اینجا گل مراد ست که از عرق رسول علیه السلام ست و اینجا کنایه از محبوب حقیقی باد صبا که در سحر بوزد و گلها از و بشگفد کنایه از مرشد باید دانست که باعتبار خلاف اوصاف شی واحد را باسای متعدده می نامند چنانچه خدا را باعتبار انتقام منتقم و بمغفرت غفور و قس علی هذا القیاس یعنے بدور مرشد قدح محبت بر گیر و این نصیحت را بجان و دل بپذیر و خوش وقت می باش و ریا از صفحهٔ خاطر می تراش باسید مکاشفه استار و بوئیدن گل که عبارت از دریافت اسرار ست لفسے همدم صبا باش و لزوم صحبت مرشد اختیار کن و هیچ بخاطر متراش و هرچه فرماید اعتبار کن و بحکم او تبقدم باش ابواب مشاهدات و تجلیات نمودار شود و نیز تا آخر بر طالب صادق لازم ست که از جهت قلت ثبات بدور لاله میامید نعمات نگذارد بلکه قدح ذکر و فکر بدست دل گردد بدین هر دو امر بطرز ے اشتغال نماید که جمال او در آئینه که نمودن کار خود به نیک و بد باشد

چهره بکشاید و با کسے که مانند وے از صبا رائحه معرفت از وسے بمشام جانها رسد۔ قوله

سه ماه می خور و نه ماه پارسامی باش	نگویمت که همه سال می پرستی کن

نو می‌نگویم که همیشه در ریاضت و مجاهده افتاده باش و بخدمت مرشد سر نهاده باش که این از جنس مستبعد و محال ست و تکلیف مالایطاق پس قدرسے مدت که عبارت از سه ماه در سال ست یعنے رجب و شعبان و رمضان که اکثر از قدما، در بدایت حال درین سه ماه اعتکاف کرده اند بحجره که در جوار مسجد باشد و در مجاهده و ریاضت بخدمت مرشد بسر برد و باقی عمر بفراغت دار چنانچه خود گفته ۵ در دور باده یک دو قدح درکش و برو یعنے طمع مدار وصال دوام را + وقیل چون دوام اشتغال موجب ملالت ساعات شب و روز خود را بچهار قسم مقسوم سازد قسمے بتحصیل وجه معاش مصروف سازد تا در نظرها مثل سائرالناس باشد و از ابنای جنس امتیاز نه پذیرد و بترک دنیا شهرت نگیرد زیرا که امتیاز مخل نیاز ست و شهرت موجب آفت و مضرت و قسمے در صحبت انام از خواص و عوام بانجام رساند تا افاده و استفاده روے نماید و تعلیم میسر آید و قسمے بجهت راحت تن معین کند تا بجمعیت در عبادت قیام تواند نمود و قسمے برائے آن مقرر نماید که از همه آخر بنوعے مشغولی نماید که اصلا شعور با سوا نماند و مراد ازین تقسیم شبا روزی بچهار قسم نه آنست که دو دو پاس متصل صرف اشتغال نماید بلکه مقصود آنست که باین اشتغال بنوعے باید پرداخت که اگر اشتغال را که شب و روز ساعات آن جمع کرده شود باین مقدار و باین سان رسد که در روضة الاحباب مذکورست که در صحف ابراهیم ست که عاقل را مادام که بعقل خویش بود چهار ساعت می باید که دران مناجات با خدا کند و ساعتیکه تفکر در صنع او کند و ساعتے محاسبه نفس و ساعتے بحاجت نفس از مطعم و مشرب۔

بنوش و منتظر رحمت خدامی باش	چو پیر سالک عشقت بمی حواله کند

و اگر مرشد کامل بعد از مراعات این اقسام ما در اول ابتلا استعداد و استیعاب اوقات بیاد حق روے بر بهند و و یراد در استغراق حق حصول بیخودی که می عبارت ازان ست ۵ از می همه آب لعل و زر فهم مکن + هر چیز ترا ز خود ستاند مے نست + بگزینید آن می بنوشد و از قوت عمل بآن اقسام که موافق استعداد دیگرات بحز و شد چنانکه دیگران بآن طریقه از رحمت الهی بهره در خواهند گردید او نیز بدین برحمت خدا خواهد رسید مگر قوله

بیا و همدم جام جهان نمامی باش	گرت هواست که چون جم بسر غیب رسی

هرگاه که طریق طلب پوید باید که از آفات این راه سلامت جوید و اعظم ترین آفات هوس اطلاع بر مغیبات ست پس باید که آن هوس البته از خود دور کند و بر تقدیر که آن هوا در سر و سے افتاده بود و نمیتوان ازان درگذشت

بتصفیهٔ قلب که بمنزلهٔ جام جهان نما است مشغول باید گشت و اینکه گفته شد که هوس اطلاع بر مغیبات اعظم آفات ست بجهة آنست که آفات دیگر در نظر طالب آفت می نماید پس ازان احتراز می نماید و برین آفت که در رنگ منفعت ست کم کسے مطلع میتواند شد یا آنکه طالب خدا بعضے اوقات بهمان خورسند گشته از طلب مطلوب اصلی باز میماند و می شاید که از مشاهدهٔ غم و اندوه جهان بسته دل گردد و دلبستگی دل سبب انسداد ابواب فیض میشود پس مناسب حال طالب آنست که عقدهٔ آن هوس از جان خود بکشاید چنانچه در بیت آئنده گوید قوله

چو غنچه گرچه فروبستگی ست کار جهان	تو همچو باد بهاری گره کشا می باش

اگرچه از جمیع پیران تاهمه مریدان این عهد در میان می آمده که انچه مانع راه ست دور می باید کرد و روے بمطلب حقیقی باید آورد لیکن کسے که باین عهد وفا نماید کم بنظر می آید چنانچه می گوید۔ قوله

وفا مجوی ز کس ور سخن نمی شنوی	بهرزه طالب سیمرغ و کیمیا می باش

سیمرغ نام جانورے ست که مقامش بکوه قاف ست ـه زعزلت شاه مرغان گشت سیمرغ + یکے مرغست خوانندش بسیمرغ + معنے آنست آرے باوجود سوختگی و وفاے عهد باین مشکل ست و چون آشنائی و یگانگی حاصل گردد دل باین وفا اصل گردد پس هرکه بیگانه است از خدا اگرچه طاعت نماید از وے باید رمید و آنکه آشنا بخدا شد اگرچه معصیت از وے بظهور آید خدمت او باید گزید که ریاء العارفین خیر من اخلاص المریدین چنانچه گوید۔ قوله

مرید طاعت بیگانگان مشو حافظ	ولے معاشر رندان پارسا می باش

مرید طالب بیگانگان خدا دوران معاشر هم صحبت رندان پارسا عاشقان پاک غزل

باز آ و دل تنگ مرا مونس جان باش	وین سوخته را محرم اسرار نهان باش

مونس الفت دهنده قوله

زان باده که در مصطبهٔ عشق فروشند	ما را دو سه ساغر بده و گو رمضان باش

مصطبه شراب خانه۔ قوله

در خرقه چو آتش زدی ای عارف سالک	جهدی کن و سرحلقهٔ رندان جهان باش

خرقه کنایه از وجود سالک آتش کنایه از شورش عشق یعنی چون در وجود خویش آتش عشق و محبت در زدی

کوشش کن وبگی همت نما ودر حلقهٔ عارفان کامل و عاشقان واصل درآیعنی چون از حضیض ظاهر پرستی بالاتر کن جستی وازامید آن رستی جهد سے کن وکوشش نما ودر حلقهٔ واصلان درآ که در حال سلوک مشاهدات وکوششتن دون همتی ست ودر مکاشفات کوشیدن پست فطرتی ست قوله

آن یار که گفتا بتو ام دل نگران ست
گو می رسم اکنون بسلامت نگران باش

بتو ام دل نگران ست بمضمون انا عاشق ومحب لک - قوله

خون شد دلم از حسرت آن لعل روان بخش
اے درج محبت بهمان مهر ونشان باش

درج محبت کنایه از دل بهمان مهر ونشان باش یعنی بغیر مائل مشو قوله

حافظ که هوس میکندش جام جهان بین
گو در نظر آصف جمشید مکان باش

جام جهان بین کنایه از جام شراب ودل مصفا آصف جمشید مکان کنایه از مرشد غزل

ببرد از من قرار وطاقت وهوش
بت سنگین دل وسیمین بنا گوش

هوش عقل - قوله

نگارے چابکے شنگے پری وش
ظریفے مهوشے ترکے قباپوش

چابک ظریف وچالاک وسختی کش شنگ راهزن ومکار وشوخ وخوب ظریف سبکروح وتیزدل قوله

ز تاب آتش سودائے عشقش
بسان دیگ دائم میزنم جوش

بسان روش - قوله

چو پیراهن شوم آسوده خاطر
گرت همچون قبا گیرم در آغوش

آغوش کنار - قوله

دل ودینم دل ودینم ببرده است
برو دوشش برو دوشش برو دوش

بر سینه دوش کتف - قوله

دوائے تو دوائے تست حافظ
لب نوشش لب نوشش لب نوش

نوش شیرین -

غزل

بجد وجهد چو کاری نمیرود در پیش
بکردگار رها کرده ام مصالح خویش

کردگار بکسر اول یا دال موقوف بمعنی همه از وست یعنی حق تعالی وبکسر دال که میخوانند خطاست زیرا چه در مرکبات

اظهار اعراب نشاید قوله

زسنگ تفرقه خواهی که منحنی نشوی	مشو بسان ترازو تو در پے کم و بیش

سان مانند قوله

بباد شاهی عالم فرو نیارد سر	اگر ز سر قناعت خبر شود درویش

خبر آگاه ۔ قوله

بدلربائی اگر خود سر آمدی چه عجب	که نور حسن تو بود از اساس عالم بیش

اساس بنیاد ۔ قوله

بنوش باده که قسام صنع قسمت کرد	در آفرینش از انواع نوشدار و نیش

قسام قسمت کننده قوله

ریا حلال شمارند و جام باده حرام	زہے طریقت و ملت زہی شریعت و کیش

ریا شرک نهان ست که بیشتر خلق آنرا نشناسد. از پوشیدگی و معنی ریا آن بود که خواهی ترا بسبب طاعت و زهد و عبادت منزلتے در خلق و جاہے و قبول بود چون دوستی جاه غالب شد کار بدانجا رسد که بپارسی جاه طلب کند و بیشتر خلق کارها میکنند از علم و عبادت براے روے ریا می کند بخلق و نشان ریا آن بود که چون عبادتے کند گوید که من چنین کردم و اگر نگوید لیکن چون مردمان بدانند وے شاد شود و اگر شاد نشود این سخن سخت عزیب بود چنانکه اگر در حق وے تقصیرے کنند و حرمت وے نگاه ندارند و با وے در معامله مسامحت نکنند و وے را پاسے بخیزند و جاے بوے ندهند در باطن خود خشم بیسند که اگر در سر این عبارت کرده بود این عجب نگردی پس گوئی که منتی از عبادت خود بر مردمان میکند و آن را جزا می جوید و این اخلاص را باطل کند که از دیگران جزاے عمل خود چشم میدارد و این از ریا باشد که در خبر ست که الریا اخفی من دبیب النمل ریا پوشیده تر ست از آواز مورچه که در شب تاریک رود و ریا در طاعت بشرک نزدیک تر ست و هیچ بدتر بیماری ازین نیست که هر عبادتیکه مقصود ازان اعتقاد مردم بود آن عبادت نیست بل عبادت خلق ست و اگر اعتقاد مردم بود و پرستیدن حق هر دو باشند مشترک بود حق تعالی گفت فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ یا مرائی آنست که چون تنها بود کاهل بود و چون مردم را بیند بنشاط بود و چون بروے ثنا گویند در عمل افزاید شرح

آن ریا که از رفتن مور چه پوشیده تر ست بدان که ریا بلفظی ظاهر ست چنانکه کسے میان مردم نماز
بشب کند و چون تنها باشد نکند و پوشیده تر ازین آنست که هر شب عادت دارد نماز لیکن چون کسے حاضر بود
بنشاط بود واین نیز ریاست وازین پوشیده تر آنست چنانچه در نشاط بیفزاید و در حال هیچ علامت ظاهر نباشد
لیکن در میان دل پوشیده بود چون آتش در دهن واثر وے آن بود که چون مردمان بدانند که وی بدین
صفت شاد شود واین شادی دلیل آنست که ریا در باطن پوشیده بوده است واگر این شادی را بآن کاهد
مقابله بکند هم آن بود که آن رگ پوشیده برخود بجنبد وتقاضا بر خفی کند یا سببے سازد که مردم آگاه شود
اگر صریح نگوید تعریضی گوید واگر تعریض نگوید بشمائل خود را فرو شده نماید تا بدانند که شب بیدار بوده است
و باشد که ازین نیز پنهان بود وچنان بود که شاد نشود و باطلاع خلق بروے هم باطن از ریا خالی نیست
نشان آن بود که اگر کسے فرا رسد ابتدای اسلام نکند و بانشاط بحاجت وے قیام نکند یا در خرید وفروخت با وی
مسامحت نکند و در باطن خود تعجبے بیند وانکار وے که اگر آن عبادت پوشیده نکرده بودی این تعجب نبودی
و در جمله بودن آن عبادت ونابودن نزدیک برابر نبود هنوز باطن از ریای خفی خالی نیست چه اگر کسے هزار
دینار فرا کسے دهد تا خیرے از وے لبستاند که صد هزار دینار ارزد برین هیچ منت ننهد بر کسی و هیچ حرمت
نیوشد چون خدا یتعالی را عبادتے کرد تا بدان سعادت ابد رسد و در مقابله آن جزا باید کسے حرمت نیوشد
پس ریا خفی تر ازین است وکسانے که از خلق گریخته اند وبعبادت مشغول شده اند می گویند ملامتے ملامت
ازین سبب اختیار کرده اند ریائیکه عمل را باطل کند بدان که ریا در اول عبادت بود یا بعد از فراغ یا درمیان
اما آنکه در اول بود این عبادت را باطل کند که اخلاص در نیت شرط ست واخلاص بدین باطل شود وانچه
درمیان نماز درآید اگر اصل عبادت را مغلوب کند نماز باطل شود چنانچه نظاره فرا رسد اگر مردم نه دیدندی نماز
بریدی از شرم ایشان نماز تمام کند این نماز باطل کند که بنیت عبادت هزیمت شد اما اگر اصل نیت برجا بود لیکن
از نظر مردم نماز نیکو گذارد درست ست که نماز باطل نشود اما اگر نماز باخلاص کند بعده در خاطر ریا آید واظهار
کند نماز گذشته باطل نشود لیکن بدین نیت معاتب شود ۱۲ من کیمیاے سعادت کیش مذهب غزل

	آن به بود که دم کشم از قیل و قال خویش		یا یار بیوفا نتوان گفت حال خویش

دم کشم خاموش شوم قیل و قال شرح بیان کردن یک ره یک مرتبه آنرا که هست طالع این کار
گوبکوش کسیکه اظهار حقیقت پیش محبوب می تواند گو مکن ما را نبود بخت گرفتیم قال خویش یعنی

(مقطع) ۵ [illegible]

این غزل در نسخ موجوده نیست ۱۲

در یافتیم که ما قابلیت آن نداریم مجو از لبش مراد طلب بوسه از لب او منما از زوال خویش از نومیدی خود ز عشق منت کے خبر شو و از حقیقت عشق ما کے واقف شوی شرمسار شرمنده خصال کنایه از بیوفائی نقش خیال و صورت درود بعضم از ایزد رحمت بود و از ملائک استغفار و از مومنان دعا و از بهائم و طیور تسبیح ضلال گمراه شدن و هلاک شدن و متغیر شدن و گم کردن و پنهان و گمراه شدن و گمراهی و بمعنی عشق و محبت نیز مجاز قدرت غزل

چو جام لعل تو نوشم کجا بماند هوش
چو چشم مست تو بینم مرا که دارد گوش

گوش داشتن منتظر شدن و نگه کردن و محافظت کردن و دیدن کذا فی العبارات قوله

منم غلام تو و رزانکه از من آزادی
مرا بکوزه فروش شرابخانه فروش

ورزانکه از من آزادی از فکر ما غمے نداری و هیچ غم و اندیشه ما نداری قوله

ببوے آنکه ز میخانه کوزهٔ یابم
روم سبوے خراباتیان کشم بر دوش

ببوے آنکه با مید آنکه خراباتیاں ساکنان خرابات که عالم فناست مراد عاشقان الٰهی قوله

مرا بگوے که خاموش باش و دم درکش
که در چمن نتوان یافت مرغ را خاموش

چمن بفتحتین صحن باغ باریستیها و راه میان باغ و بستان و درختان چنانکه از هر دو طرف درختان باشند و نشستنگاه که گرد بر گرد درختان باشد سماع کوے میخواران خادم کوے میخواران کنایه از خود آب زند آبپاشی کند و خدمت کند باده نوش عاشق کنایه از مرشد قوله

شراب پخته بخامانِ دل فسرده دهند
که باده آتش تیز ست و پختگاں در جوش

یعنی باید که شراب پخته بخاماں فسرده دل دهند چرا که قوله

اگر پریشاں تو جویم کدام صبر و قرار
وگر حدیث تو گویم کدام طاقت و هوش

طاقت توانائی قوله

نعیم روضهٔ جنت بذوق آن نرسد
که یار نوش کند باده و تو گوئی نوش

نعیم نعمت رضوان بکسر خوشنودی و نام خازن بهشت ـ غزل

خوشا شیراز و وضع بیمثالش
خداوندا نگهدار از زوالش

خوشا بس خوش قوله

ز رکنا باد ما صد لوحش الله
که عمر خضر می بخشد زلالش

رکنا باد بعضم تفرجگاہے در شیراز که چشمهٔ الله اکبر آنجا جاری ست و آں را رکنے گویند لوحش الله در اصل لا اوحش الله است یعنی از رکنا باد ما صد آفرین از جابران او که عمر خضر می بخشد زلال او و اہل شیراز رایں دعا است

که صد بارلا وحش الله یعنی در وحشت نیندا زد خدا اہل اور ایعنی ہر کرا بر کنا باد ما گذر افتد و آب او نوش کند جدائی از و نخواہد بلکہ از جدائیش کاہد۔ قوله

میان جعفر آباد و مصلے ۔۔۔ عبیر آمیز مے آید شمالش

جعفر آباد موضعے ست قریب بشیراز مصلے عیدگاہی ست در شیراز۔ قوله

صبا زان لولی شنگول سرمست ۔۔۔ چہ داری آگہی چونست حالش

لولی طائفۂ رقاصان شنگول شوخ و ظریف آگہی خبر۔ قوله

کہ نام قند مصری برد آنجا ۔۔۔ کہ شیرینان ندادند انفعالش

شیرینان معشوقان انفعال شرمندگی۔ قوله

مکن بیدار ازیں خوابم خدارا ۔۔۔ کہ دارم عشرتے خوش با خیالش

خدارا بواسطۂ خدا۔ غزل

دلم رمیدہ شد و غافلم من درویش ۔۔۔ کہ آں شکاری دلخستہ را چہ آمد پیش

(سرگشتہ)

رمیدہ متنفر شکاری دلخستہ دل۔ قوله

چو بید بر سر ایمان خویش می لرزم ۔۔۔ کہ دل بدست کمان ابروییست کافر کیش

بید نام درختی کمان ابرو معشوق کیش مذہب۔ قوله

خیال حوصلۂ بحر می پزم ہیہات ۔۔۔ چہا ست بر سر ایں قطرۂ محال اندیش

ایں قطرۂ محال اندیش کنایہ از دل رشاد کامی خوشوقتی و فرحت قوله

بنازم آن مژۂ شوخ عافیت کش را ۔۔۔ کہ موج میزندش آب نوش بر سر نیش

مژۂ شوخ عافیت کس عشق صوری کہ حاجب نجات ست قوله

ز آستین طبیباں ہزار خون بچکد ۔۔۔ گرم بہ تجربہ دستے نہند بر دل خویش

تجربہ آزمودن امتحان۔ قوله

نہ عمر خضر بماند نہ ملک اسکندر ۔۔۔ نزاع بر سر دنیای دوں مکن درویش

نزاع کینہ و جنگ۔ قوله

بداں کمر نرسد دست ہر گدا حافظ ۔۔۔ خزینۂ بکف آور ز گنج قاروں بیش

دست بکمر رسیدن کنایہ از وصل۔ غزل

دوش با من گفت پنہاں کاردانی تیز ہوش ۔۔۔ کز شما پنہاں نشاید داشت راز می فروش

دوش آواز گذشته کاروان تیز هوش مرشد مے فروش حقیقت محمدی معنی آنست کہ شب گذشتہ مرشد کامل بمن پنہاں فرمود کہ از شما نہاں نباید داشت راز حقیقت محمدی کہ مرشد بمن تلقین نمود گفت۔ قولہ

گفت آسان گیر بر خود کارہا کز روی طبع	سخت میگیرد خدا بر مرداں سخت کوش

یعنی آسان گیر بر خود کارہا ے سخت نگیرد وبیش نیارد خدا تعالی دشوار ہا کہ طبع جہانیاں چناں اقتضا می کند کہ سخت گیراں را سختی پیش میرسد وبحکم کلکم راع وکلکم مسؤل عن رعیتہ وجمیع اعضا رعیت اند چہ ہر ملک کہ بر رعیت سخت میگیرد خدا نیز بر و سخت میگیرد وپس اعضا را بجد تنگ نباید داشت ما جعل علیکم فی الدین من حرج ملۃ ابیکم چنانچہ یہود ومضاری بر خود سنگ تنگ گرفتند ووراے مکنونات از اشیاء آخر خود بخود بر وجہ بودم مختصر پذیرفت از بہر رعایت قافیہ باختیار گرفتہ است حق سبحانہ نیز بر ایشاں سخت گرفت ولزوم آں لازمات چوں بر سر پذیرفت کما اخبرنا عن اصدق الصادقین رَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ونیز معنے آنست بر نفس مجاہدہ بقدر شرع باید داشت وازیں بیشتر نباید کہ منع ست ولیکن میفزاے بر مصطفے کہ اعضا را بتو حق ست۔

وانگہم در داد جامی کز فروغش بر فلک	زہرہ در رقص آید وبر بط زناں میگفت نوش

فروغ روشنی قولہ

تا نگردی آشنا زیں پردہ رمزی نشنوی	گوش نامحرم نباشد جای پیغام سروش

تا نگردی آشنا تا آشنائے عشق نشوی زیں پردہ رمزے نشنوی اسرار عشق را واقف نشنوی سروش بضم جبرئیل وہر فرشتہ۔ قولہ

در حریم عشق نتواں زد دم از گفت وشنید	زانکہ آنجا جملہ اعضا چشم باید بود وگوش

حریم عشق اضافہ بیانیہ۔ قولہ

ساقیا مے دہ کہ رندیہای حافظ عفو کرد	خسرو صاحبقران جرم بخش عیب پوش

جرم بالضم گناہ صاحبقراں یعنے آں مولود ے کہ مسقط سعد با مسقط راست واو بوقت قران عظمی باشد وبرج قران ہد طالع بود ونیز صاحب شصت سال ودر سال ولادت او دو ستارہ قرین باشند۔ غزل

در عہد بادشاہ خطا بخش وجرم پوش	حافظ قرابہ کش شد ومفتی پیالہ نوش

قرابہ آوند شراب مانند صراحی و مثلہ۔ قولہ

صوفی ز کنج صومعہ در پای خم نشست	تا دید محتسب کہ سبو میکشد بدوش

صوفی مراد خود و صومعہ کنایہ از زہد و پارسائی محتسب کنایہ از مرشد قولہ

احوال شیخ و قاضی و شرب الیہود شاں	کردم سوال صبحدم از پیر میفروش

یہود قومے ست کہ بشرب الخمر حرص تمام دارند اینجا کنایہ از حرص بر حرام کہ عبارت از فیض الفتوحات
بلا استحقاق و اخذ الرشوة عن الظاہر و تعزیة عن المظلوم و ہر دو فعلے ست شنیع و شوم معنی آن ست
احوال شیخ و قاضی کہ بر سجادۂ مسند شریعت نشست دارد و افعال شنیع بوجود می آرند از مرشد عشق پرسیدم
دران ہنگام کہ او در بیان حقائق بود پس فرمود۔ قولہ

گفتا نگفتنی ست سخن گرچہ محرمی	درکش زبان و پردہ نگہدار و می بنوش

زبان را نگہدار و پردہ ہر کہ و مہ را بدار۔ قولہ

تا چند ہمچو شمع زبان آوری کنم	پروانۂ مراد رسید اے محب خموش

زبان آوری کنم اظہار عشق خود کنم۔ قولہ

اے پادشاہ صورت معنی کہ مثل تو	نادیدہ ہیچ دیدہ و نشنیدہ ہیچ گوش

صورت معنی ظاہری و باطنی قولہ

چنداں بماں کہ خرقۂ ازرق کند قبول	بخت جوانت از فلک پیر ژندہ پوش

بماں باش ازرق کبود بادشاہان ولایت را رسمے ست کہ خرقہ کبود پوشیدہ بر مسند بادشاہی نشینند
وچوں بکمال پیری میرسند آں خرقہ کبود و خلعت رہا کنند و ژندہ پوشیدہ درگوشہ شوند ایں رسم عباسیہ بود
خواجہ از مہر عرضا ایماے ایں معنی میکند معنے بیت آنست کہ پادشاہ عہد را دعا میکند کہ چنداں بماں کہ
فلک کبود پوش ترا ولی عہد خود سازد و تصرفات خویش را بتو پردازد و چنداں کہ سعادت و نحوست فلک
در تحت و تصرف تو دارند۔

غزل

سحر شکست صبا زلف عنبر افشانش	بہر شکستہ کہ پیوست تازہ شد جانش

سحر آخر شب مراد پایان عدم از روے نیستی نسبت بشب کرد صبا مراد قضا و قدر زلف دنیا باعتبار
حوادث و ظلام و نیز زلف حجاب ذات است دنیا نیز حجاب ذات است معنی آنست کہ در پایان عدم چوں می آمدیم بود سبکبار

توجہ بوجود نمود وقضاو قدر دنیارا زینتی داده بنظر موجودات نمود کہ ہر یکے از خوبی وے تازگی یافت وبکمال توجہ بد وشتافت وگروہے بناز ونعمت وگروہے بمقامات وعبادات وبرخے بفضائل وکمالات وبرخے بمشاہدات تجلیات واین ہمہ از نتائج آں وقت ست کہ ہر بندگاں می تابد وہر یکے فراخور استعداد مقامے می یابد۔ قولہ

کجاست ہم نفسے تاکہ شرح قصہ دہم	کہ دل چہ می کشد از روزگار ہجرانش

یعنی ہم نفسی وہم رازی کجاست تا شرح قصہ دہم کہ دل از روزگار دوری محبوب حقیقی چہ می کشد از محنت والم قولہ

زمانہ از ورق گل مثال روی تو ساخت	ولے ز شرم تو در غنچہ کرد پنہانش

گل مراد انسان یعنے آنست کہ زمانہ محبوب مجازی یادگار روے تو ساخت خلق آدم علی صورتہ ونقشے نیکو پرداخت ولیکن چوں نیکو نگاہ کرد از اں فعل خجالت وانفعال آورد ودر قتبرے کہ بشکل غنچہ است درآورد۔ قولہ

بدیں شکستہ بیت الحزن کہ می آرد	نشان یوسف دل از چہ زنخدانش

شکستہ بیت الحزن یعقوب ع۔ قولہ

جمال کعبہ مگر عذر رہرواں خواہد	کہ جان زندہ دلاں سوخت در بیابانش

جمال کعبہ جمال صاحب کعبہ کہ محبوب حقیقی ست یعنے صاحب کعبہ بحکم من قتلتہ فانا دیتہ مگر عذر سالکان راہ خود خواہد کہ جان خستہ دلان دراں بیاباں نکاہد۔ قولہ

سحر بطرف چمن می شنیدم از بلبل	نواے حافظ خوش لہجۂ غزلخوانش

لہجہ آواز

غزل

سحر ز ہاتف غیبم رسید مژدہ بگوش	کہ دور شاہ شجاع ست می دلیر بنوش

شاہ شجاع کنایہ از روح مے مستی وعشق یعنے آخر شب کہ ہنگام نزول رب بر آسمان دنیاست ندای رسید بگوش مے دلیر بنوش یعنے مرتبۂ روح رسیدہ وریاضت تمام گردیدہ پاکی ونہ پاکی بتو مضر نمیکند من ادرکہ العنایۃ لایضرہ الجنایۃ پس درعشق در آے وہیچ ملاحظہ منما واز من ولو درگذشتہ ودر حفظ حق نشستہ چنانچہ خود در بیت آیندہ می گوید۔ قولہ

شد آنکہ اہل نظر بر کنارہ می رفتند	ہزار گونہ سخن بر دہان ولب خاموش

یعنی آں وقت رفت کہ گرفتار ما و تو بودم و اخفاء لازم و واجب بود لب خاموش ہیچ اظہار حق نموم قولہ شراب خانگی و ترس محتسب کردن آنوقت رفت کہ شراب از غایت ترس در خانہ می نوشیدم واز محتسب ترسیدم بروے شاہ بنوشیم بانگ نوشانوش الحال روے بروے مرشدے مینوشم۔ قولہ

یار

بصوت چنگ بگوئیم آں حکایتہا	کہ از نہفتن او دیگ سینہ میزد جوش

بصوت چنگ با ہل و تفتارہ۔ قولہ

ز کوے میکدہ دوشش بدوش می بردند	امام شہر کہ سجادہ میکشید بدوش

امام شہر کنایہ از خود کہ سجادہ میکشید بدوش از غایت زہد و صلاح مصلا از دوش نمی افتاد۔ قولہ

ولا دلالت خیرت کنم براہ نجات	مکن بفسق مباہات و زہد ہم مفروش

دلالت رہنمائی مباہات فخر زہد ہم مفروش ترک ریا کن قولہ

بجز ثناے جلالش مساز ورد ضمیر	کہ ہست گوش دلش محرم پیام سروش

سروش جبرئیل و ہر فرشتہ قولہ رموز مصلحت ملک خسروان دانند۔ رموز مصلحت ملک اسرار و معارف عشق خسرواں عاشقاں گداے گوشہ نشینی تو حافظا خاموش مفلس بے استعدادے کجا تو و کجا اسرار عشق۔ غزل

شراب تلخ میخواہم کہ مرد افگن بود زورش	کہ تا یکدم برآسایم من از دنیا و از شورش

مراد از شراب باعتبار آنکہ ہر چیز ترا از تو ستاند می تست نصیحت مؤثر داشتہ و تلخ از ان گفتہ کہ دراں نصیحت بکلمۃ الحق کہ بموجب الحق مرتلخ دارد و مرد افگن شنوندہ سخت دل را برافگند و صفات مذکورہ اگرچہ در نصیحت ہر ناصحے مندرج ست لیکن ظہور اثر ایں صفات براں موقوف ست کہ بزبان ناصحے عامل برآید تا مؤثر شود پس میفرماید کہ ناصحے میخواہم کہ نصیحتے مؤثر کند کہ مرا یکبار از دنیا و شر شور راند بنا براں گوید۔ قولہ

بیاور می کہ نتواں شد ز مکر آسماں ایمن	بلعب زہرۂ چنگی و مریخ سلحشورش

مے عشق مکر دغا و فریب لعب بازی زہرہ ستارہ مطربۂ فلک مریخ ستارۂ خونریز سلحشور دلاور و ضمیر شین سلحشورش ضمیر آسمان یعنے اے دل شراب عشق و محبت بدست آر و بنوش کہ بے او ایمن نتواں شد از مکر آسماں غدار مکرے کہ میکند بلعب زہرۂ چنگی و مریخ خونخوار طفل واز حلواے اسایش بہر دم مید ہد پس گریہ کناں بظلم و تعدی از دست شاں میکشد و ہموارہ کارش اینست و مدارش بریں آئین ست

واز مکر او ایمن نتوان بود مگر بعشق وعشق هر جا که علم خود نشاند مکر آسمان را تسلط نماید۔ قوله

سماط دهر دوں پرور ندارد شهد آسایش	مذاق حرص و آز ای دل بشو از تلخ و ز شورش
کمند صید بهرامی بیفکن جام جم بردار	که من پیمودم این صحرا نه بهرام است و نه گورش

سماط سفره یعنی بر سفرهٔ دهر دوں پرور شهد آسایش نیست وجز تلخی وشوری مشهود نه مذاق حرص وآز وشورش بشوی و توجه بداں مجوے وکمند بهرام که تمنیات بشریت ست بیفکن وفریب آں مخور وجام محبت از مرشد گیر که من پیمودم این صحراے گیتی که نه بهرامش مانده نه گور و نه کمند او ونه شور جز عاشقی ومعشوق بقا نیافت وهر که دریں راه کشته شد بقاے ابدی یافت وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ قوله

نظر کردن بدرویشاں منافی بزرگی نیست	سلیماں با چناں حشمت نظرها بود با مورش

منافی دور کننده حشمت دبدبه۔ قوله

شراب لعل مینوشم من از جام زمرد گوں	که زاهد افعی وقتیست میسازم بدیں کورش

افعی مارست که بنظر کشند فاما چوں نظر بر زمرد افتد دیده اش لطر قد ۱۲ من ابراهیم شاهی۔ غزل

صوفی گلے بچین و مرقع بخار بخش	ویں زهد خشک را بمے خوشگوار بخش

گل کنایه از عشق مرقع زهد زهد خشک طاعت وعبادت بے عشق ومحبت خوشگوار هاضم وشیریں قوله

طامات و شطح در ره آهنگ چنگ نه	تسبیح و طیلساں بمے و غمگسار بخش

طامات وعظ ونصیحت وسخناں از چپ وراست شطح سخن بیباکانه چنگ مرشد طیلساں بفتح چادرے که خطیب واهل عرب بر سر میکشند غمگسار غم شکننده۔ قوله

زهد گراں که ساقی و شاهد نمی خرند	در حلقهٔ چمن به نسیم بهار بخش

زهد گراں زهد وریای بسیار۔ چمن کنایه از مجلس مرشد۔ قوله

راهم شراب لعل زد ای میر عاشقاں	خون مرا بچاه زنخدان یار بخش

شراب لعل محبت میر عاشقان مرشد قوله

وین ماجرا بسرو لب جویبار بخش	یارب بوقت گل گنہ بندہ عفو کن

وقت گل روز قیامت کہ اینہمہ گلہاے مصنوعات خواہند شگفت عفو آمرزیدن سرو لب جویبار کنایہ از محمد و مرشد بسرو لب جویبار بخش کہ سزاوار اوست۔ غزل۔

گل در اندیشہ کہ چون عشوہ کند در کارش	فکر بلبل ہمہ آنست کہ گل شد یارش

بلبل معروف اینجا مراد از سالک کہ در بدایت حال از غلبۂ عشق و محبت بحکم من عرف اللہ طال لسانہ چون بلبل دراز زبانیہا میکند و در نہایت حال بحکم من عرف اللہ کل لسانہ از گفت و گو گنگ میگردد گل محبوب حقیقی یعنی خواجہ از روے ولولہ بحضرت صمدیت عرض میکند کہ ہمگی ہمت عاشق شوریدہ آن بود کہ چون بجلوۂ جمال محبوب واصل گشتہ ام ساعۃً فساعۃً آناً فآناً گلہاے خواہند شگفت و محبوب را دین خیال کہ عیارا و بچہ رنگ باید آشفت تا جوہر حقیقتش ظاہر گردد و سنت اللہ براں جاری ست کہ طالبان را بامتحان بختہاے گوناگون مسلط میگردانند تا از خویش و بیگانہ امتیاز نماید و زبان طاعنان ایشان مقطوع شود از ایشان می شاید این قسم گستاخیہا ہنگام استمالت بوقوع می آید و از ایشان میشاید کما قال موسیٰ اِنْ ھِیَ اِلَّا فِتْنَتُکَ تُضِلُّ بِہَا مَنْ تَشَاءُ اعتراض کس را نمیشاید معہذا این آموزش است از محبوب از بہر حصول مطلوب چنانچہ بعد ازین خود گوید قولہ بلبل از فیض من آموخت خزف پارہ سفال مراد عاشق بوالہوس قولہ

اینہمہ قول و غزل تعبیہ در منقارش	بلبل از فیض من آموخت سخن ورنہ نبود

معنے آنست کہ گل در جواب بلبل گوید و تسکین دلش می جوید کہ بلبل اینہمہ دراز زبانی و خوش الحانی کہ ہنگام ولولۂ محبت دارد از فیض ما بر زبان می آرد و گرنہ بلبل بیش از عشق گنجشکے بود و ازین خوشگوئیہا در منقارش ہیچ نبود۔ قولہ

بیشکے راہ بری در حرم دیدارش	اگر از وسوسۂ نفس و ہوا دور شوی

نفس شیخ شرف الدین گفتہ کہ نفس عبادی ست مودع اندر قلب چنانچہ روح و امارہ و لوامہ و ملہمہ و مطمئنہ صفات ولیست و عن ابن عباس فی جسد ابن آدم نفس و روح بینہما مثل شعاع الشمس فالنفس التی لہا العقل و التمیز والروح التی لہا النفس والتحرک فاذا نام العبد قبض اللہ نفسہ و لم یقبض روحہ و عن علیؓ

نفحات الانس

یخرج الروح عند النوم ویبقی شعاعه فی الجسد وقیل چوں آدم صفی را بر تخت نشاندند وملائکه را امر اسجدوا لآدم در رسید فسجد الملائکة کلهم اجمعون الا ابلیس حق سبحانه تعالے تازیانهٔ قهر بر ابلیس زد از وے نور آتشے پیدا شد نام او خناس ست متعجب ماند گفت که دریں زیر حکمت ست او را توفیق سجده نداد مخالف ما خواهد آمد آدم مدهوش شد بجبریل عرم فرمان رسید که در مشام آدم تف زن تا قدرت ما بیند چوں تف در دماغ آدم رسید حق تعالے آدم را دو قسم کرد یک قسم در سر جا گرفت دوم قسم در چشم فرود آمد قسم اول را عقل نام کردند وقسم دوم را نفس اکنوں بداں که لفظ نفس را بر دو معنی اطلاق کنند گاہے نفس آں شئی گویند وبداں ذات وحقیقت آں چیز مراد ست چنانچه گویند فلاں چیز بنفس خود قائم ست وگاہے اطلاق نفس کنند ومراد ازاں نفس ناطقه انسانی باشد که عبارت ست از مجموع خلاصه اجزاے ترکیب بدن که آنرا روح حیوانی طبعی گویند ونورسے که برو تابض شود از روح علوی انسانی وبداں مورد فجور وتقوی گردد چنانچه نص کلام مجید ست ونفس وما سوّٰها فالهمها فجورها وتقوٰها امر تعریف ایں نفس ست هر چند معرفت او بجمیع اوصاف متعذر ست چه او صفت بوقلموں دارد دمبدم برنگے دیگر نماید وساعت بساعت شکل دیگر آغاز کند ودر ارتباط واشتراط معرفت الٰهی بمعرفت او اشارت ست بدانکه شناختن او بجمیع اوصاف ورسیدن بکنه معرفتش مقدور هیچ آفریده نیست همچنانکه رسیدن بکنه معرفت الٰهی وهمچنانکه معرفت او کماهی متعذر ست ضبط احوال او کما ینبغی متعسر اماره ولوامه وملهمه ومطمئنه اسامی او ست بحسب مراتب مختلفه واوصاف متقابله در هر مرتبه بسبب وصفے دیگر ازینجا ست النفس ستة الاول النفس الامارة هی عبارة عن البخل والحرص والجهل والکبر والشهوة والحسد والغضب والثانی النفس اللوامة هی عبارة عن القهر والمکر والعجب والثالث النفس الملهمة هی عبارة عن السخاوة والقناعة والعلم والتواضع والتوبة والتحمل والرابع النفس المطمئنة هی عبارة عن التوکل والتدبر والعبادة والشکر والرضا والخامس النفس الراضیة هی عبارة عن الکرامة والاخلاص والورع والرضا والذکر والوفا والسادس النفس المرضیة هی عبارة عن القرب والتفکر حرم کعبه وخانه ومحل معنی آنست که اگر از وسوسهٔ نفس وهوا دور شوی بے شک وبے شبه در حریم دیدار گل که عبارت از محبوب حقیقی ست راه بری یعنے اگر خویشے را از عقبات بگذرانی از واصلاں شوی طرفه بضم چیزے نو که بچشم خویش آید ۱۲

غزل

کنار آب و پاے بید و طبع شعر و یاری خوش	معاشر دلبر شیرین و ساقی گلعذاری خوش

کنار بکسر جدائی کنار آب چشمه عشق پاسے بید سایه بید که کنایه از سایه مرشد طبع شعر طبع دانا معاشر هم صحبت۔ قوله

الا ای دولت طالع که قدر وقت میدانی	گوارا بادت این عشرت که داری روزگاری خوش

گوارا ہاضمہ۔ قوله

شب صحبت غنیمت دان و داد خوشدلی دریاب	که مهتابی دل افروز است و طرف لاله زاری خوش

داد خوشدلی دریاب عیش و عشرت کن مهتاب مشاهده۔ قوله

عروس طبع را زیور ز فکر بکر می بندم	بود کز نقش ایامم بدست افتد نگاری خوش

عروس زن نو کتخدا و مرد نو کتخدا را نیز نامند فکر بکر تازه۔ قوله

چمی در کاسه چشمست ساقی را بنام ایزد	که مستی میکند با عقل و می آرد خماری خوش

ساقی معشوق مستی می کند با عقل زیر دارد عقل را۔ قوله

بغفلت عمر شد حافظ بیا با ما به میخانه	که شنگولان سرمستت بیاموزند کاری خوش

شنگولان ظریفان و رعنایان و مرشدان معنی بیت آنست که روح بنفس خطاب میکند و بادل میگوید بعد عشق و محبت که عمر بغفلت رفت و بوے از حقیقت بمشام نرفت از ظاهر پرستی بالاترک آمده بمقام عشق و محبت با من بیا تا مرشدان کامل کار و بار عشق آموزند۔ غزل

من خرابم ز غم یار خراباتی خویش	میزند غمزهٔ او ناوک غم بر دل ریش
گر چلیپاے سر زلف ز هم بگشایند	بس مسلمان که شود فتنهٔ آن کافر کیش

چلیپا زنار مراد طبائع سر زلف دنیا که حجاب مولی ست چلیپاے سر زلف اضافه بیانیه فتنه عاشق آن کافر کیش زلف باعتبار پوشش روے محبوب بکافر کیشے یعنے اگر محبوب حقیقی دنیا را در پیش بے چشم طالبان خود افشاند بسا طالب حق که از وے معرض گشته بحق پرداخته اند از حق پرستی باز مانند و بازطالب و جویاے او گردند لیکن حفظ خویش شامل حال ایشان میسازد و دنیا را بچشم ایشان خوار و حقیر می اندازند۔ قوله

آخر اے بادشه حسن و ملاحت چه شود	کز لب لعل تو ریزد نمکی بر دل ریش

ملاحت نرمی و صفائی رنگ را گویند لمالبشر طلیکه نمکینی در و بود و مائل بسبزی باشد و نیز ملاحت آنرا گویند که حسن معنوی در و داخل همین ست در هر صورت که سبب ربایندگی خاصه ملاحت ست و غیر ملاحت مالک دل سا

نمیتواند شد۔

غزل

مجمع خوبی و لطف ست رخ ہمچو مہش	لیکنش مہر و وفا نیست خدایا بدہش

ضمیر شین در ہر دو مصرعہ بمحبوب **قولہ**

دلبرم شاہد و طفلست بیاری روزے	بکشد زارم و در شرع نباشد گنہش

شاہد و طفل باعتبار اصحاب الجنۃ جرد مرد بکشد زارم بخواری بکشد مراد شرع نیامد گنہش کہ بر طفلاں قصاص نیست۔

قولہ

چاردہ سالہ بتے چابک و شیریں دارم	کہ بجان حلقہ بگوش ست مہ چاردہش

حلقہ بگوش فرمانبردار۔ **قولہ**

بوے شیر از لب ہمچوں شکرش می آید	گرچہ خون میچکد از شیوہ چشم سیہش

بوے شیر کنایہ از لطف و رحمۃ ان اللہ غفور رحیم خون میچکد شدید العقاب شیوہ چشم سیہش صفت قہارے

در پئے آں گل خنداں دل ما دریاب	خود کجا شد کہ ندیدیم دریں چند گہش

گل خنداں محبوب دریاب اے مدد و معونت کن و تدارک کن دریں چند گہش چند گہہ مدت و ضمیر شین بدل۔ **قولہ**

جاں بشکرانہ کنیم صرف گر آں دانۂ دُر	صدف دیدۂ حافظ شود آرامگہش

گر آں دانہ دُر دانۂ دُر قیمتی کنایہ از محبوب حقیقی صدف گوش ماہی۔ **غزل**

ما آزمودہ ایم دریں شہر بخت خویش	بیروں کشیدہ باید ازیں ورطہ رخت خویش

دریں شہر اشارہ بدنیا ازیں ورطہ سختی و دشواری معنی آنست کہ ما در عالم ہستی بخت خویش را بآزمایش در یافتیم و طالع خود را نیکو شناختہ ایم کہ ما را دریں جہاں بودن سزاوار نیست و گذشتن ازاں بر عاقل دشوار کہ عالم ہستی گرداب حوادثات ست پس رخت خود را ازیں گرداب باید کشید و بعالم نیستی باید رسانید۔ **قولہ**

از بسکہ دست میگزم و آہ می کشم	آتش زدم چو گل بتن لخت لخت خویش

آہ کشیدن لازمۂ غم ست یعنی غم میخورم دست می گزم حسرت می خورم و دست گزیدن لازمۂ حسرت ست آتش زدم سے سوزم لخت لخت پارہ پارہ۔ **قولہ**

اے دل صبور باش کہ آں یار تند خوے	بسیار تند خوے نشیند ز بخت خویش

بسیار تند خوے یعنی تند خوے بجز تندخوے نه بیند۔ قوله

بگذر ز عهد سست و سخنهاے سخت خویش	خواهی که سخت و سست جهان بر تو بگذرد

سخت و سست نیک و بد قوله

جمشید نیز دور نماندی ز رخت خویش	اے حافظ ار مراد میسر شدے مدام

رخت اسباب۔ غزل

گفت ببخشید گنه مے بنوش	هاتفے از گوشهٔ میخانه دوش
مژدهٔ رحمت برساند سروش	عفو الٰهی بکند کار خویش

عفو الٰهی صفت عفو الٰهی ان الله عفو غفور۔ مژده بفتح و کسر میم خبر خوش و شادی۔ قوله

نکتهٔ سربسته چه گوئی خموش	لطف خدا بیشتر از جرم ماست

جرم بضم گناه و این مصرع بمضمون آنست که سبقت رحمتی علی غضبی سربسته مخفی و مدقق۔ قوله

تا مے لعل آوردش خون بجوش	این خرد خام بمیخانه بر

این خرد خام عقل معاش مے خانه عالم عشق مے لعل عشق آوردش ضمیر شین بخرد آوردش خون بجوش به پختگی رساند و بعقل معاد رساند۔ قوله

هر قدر اے دل که توانی بکوش	گرچه وصالش نه بکوشش دهند

وصالش ضمیر شین بحق کوشش ریاضت بکوش در عبادت بسر بر۔ قوله

روح قدس حلقهٔ امرش بگوش	داور دین شاه شجاع آنکه کرد

شاه شجاع کنایه از محمد و مرشد روح قدس جبریل حلقهٔ امرش بگوش تابع فرمان او۔ قوله

وز خطر چشم بدش دار گوش	اے ملک العرش مرادش بده

ملک العرش حق تعالی والله ذو العرش المجید مرادش ضمیر شین بشاه شجاع خطر آسیب چشم بدش ضمیر شین بشاه شجاع دار گوش یعنے نگاهدار۔ قوله۔

با کرم پادشه عیب پوش	رندی حافظ نه گناهیست صعب

رندی عشق۔ غزل

می سپارم بتو از چشم حسود چمنش	یارب آن نوگل خندان که سپردی بمنش

نو گل خنداں کنایہ از مرشد چمنش ضمیر شین بیراں نو گل خنداں یعنی بتو می سپارم تا صحیح و سالم داری۔ قولہ

گر بسر منزل سلمی رسی اے پیک صبا	چشم دارم کہ سلامے برسانی زمنش

سلمی نام معشوقہ عرب مراد محبوب حقیقی و پیک صبا اضافت بیانیہ کنایہ از قاصد مراد مرشد چشم دارم توقع دارم۔ قولہ

در مقامے کہ بیاد لب او مے نوشند	سفلہ آں مست کہ باشد خبر از خویشتنش

سفلہ کمینہ کہ باشد خبر از خویشتنش یعنے با خود باشد اے فانی نمیگردد۔ قولہ

ہمرہ اوست دلم باد بہر جا کہ رود	ہمت اہل کرم بدرقہ جاں و تنش

ہمت توجہ اہل کرم عرفا بدرقہ رہبر۔ قولہ

بادب نافہ کشائی کن ازاں زلف سیاہ	جائے دلہائے عزیز ست بہم بر مزنش

بادب یعنی بحفظ مراتب نافہ کشائی کن بیان اسرار نما زاں زلف سیاہ ازاں جذبہ عشق عزیزاں عاشقاں بہم بر مزنش بنظر تحقیر مبین۔ قولہ

چوں دلم حق وفا با خط و خالش دارد	محترم دار دراں طرۂ عنبر شکنش

دراں طرۂ عنبر شکن یعنی دراں محبت و عشق و ضمیر شین شکنش بدل۔ قولہ

عرض و مال از دل میخانہ نشاید اندوخت	ہر کہ ایں آب خورد رخت بدریا فگنش

عرض اظہار کردن مال طاعت و عبادت میخانہ عشق ایں آب خورد اظہار کند رخت اسباب خانہ قولہ

ہر کہ ترسد ز ملال اندہ عشقش نہ حلال	سر ما و قدمش یا لب ما و دہنش

اندوہ عشقش نہ حلال دعوی عشق او حرام ست زیراکہ العشق تمام المحنۃ والبلاء۔ قولہ

شعر حافظ ہمہ بیت الغزل معرفت ست	آفریں بر نفس دلکش و لطف سخنش

دلکش آنکہ دل بسویش مائل بود

غزل۔ ردیف الصاد

از رقیبت دلم نیافت خلاص	مثل الفاص لا یحب القاص

رقیب کنایہ از شیطان و زاہد ظاہر پرست قاص اسم فاعل ست از قص یقص قصا کہ بمعنی چیدن بود مراد آنست کہ ہم پیشہ ہم پیشہ را دوست نمیدارد۔ قولہ

من سهلو

محتسب خم شکست و بنده سرش — سن بالسن والجروح قصاص

خم شکست ایذا رسانید و ذم کرد بنده سرش بنده سر او شکست یعنی من هم او را الم انداختم سن بالسن والجروح قصاص مقتبس بکریمه الانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص همچو عیسی ست یعنی زندگی بخش که یحیی الموتی بخواص معجزه - قوله

مطرب ما ره بزد که بچرخ — مشتری همچو زهره شد رقاص

مطرب مرشد بزد ره یعنی این چنین سرودی گفت چه ره بمعنی سرود ست و مراد از سرود کلمات عشق و محبت مشتری ستاره که قاضی فلک ست و قاضی از اهل شریعت ست اینجا کنایه از زاهد که متشرع ست و زهره ستاره ایست مطربه فلک و سرود از لوازمه عاشق ست رقاص رقصان - قوله

لولو از بحر کی برون آرد — ترک سر تا نمی کند غواص

لولو کنایه از وصل محبوب بحر دریای عشق کی برون آرد که بدست آرد غواص غوطه خور اینجا مراد عاشق که غواص دریای عشق ست خصلت الخصل غلبه کردن تیر انداختن من تاج المصادر خصلت از عشق جویی یعنی غلبه از عشق حاصل نما یعنی غلبه عشق پیدا کن عقل از وی عقل آنست که از وی حاصل گردد - قوله

نقدی از عشق جوی نه از عقل — تا که خالص شوی چو زر خلاص

خلاص بکسر زری که از آتش آید و غش جمله از وی رود - غزل

نیست کس از کمند سر زلف تو خلاص — میکشی عاشق مسکین و نترسی ز قصاص

سر زلف جذبه عشق و تعلقات دنیا قصاص عوض قوله

عاشق سوخته دل تا به بیابان فنا — نرود در حرم دل نشود خاص الخاص (جان)

تا به بیابان فنا نرود تا فانی نگردد در حرم جان نشود بجناب معشوق نشود خاص الخاص برگزیده - قوله

هوا داری آن شمع چو پروانه بسوز — تا نسوزی نشوی از خطر عشق خلاص

هوا داری دوستداری بسوز ای بسوزش تا نسوزی تا فانی نشوی قوله

ناوک غمزه او دست ببرد از رستم — حاجب ابروی او برده گرو از وقاص

دست ببرد غالب آمد رستم بضم نام پهلوان ایران زمین که ولایت زابلستان بوجه داشت و او را

پیلتن و تهمتن و رستم نیز گفتندے و او زور هشتاد پیل داشت ؎ خدا ے جهان تا جهان آفرید * چو رستم سوارے بنامد پدید * کجا زور دارد هشتاد پیل * چو خواهد که بند د لب رود نیل * ششصد و شصت و شش سال عمر داشت چنانچه مادرش در مرثیهٔ او گفته ؎ ایا ششصد و شصت و شش ساله مرد * جهان ت نخوردی جهانت بخورد * عاقبت الامر شغاد و برادر خورد او اقطاع کابل را بوجه از وے درخواست وے قبول نکرد شغاد با ضابطه کابل کار بنطے دیگر ساخته و بر رستم آمد و شکایت خسر باز نمود که مرا بدها میگوید و چوں بتو مفاخرت کنم میان جمع زبان با ستخفاف تو می کشاید و رستم بهم شکار با سیصد سوار از نیم روز عزیمت کرد و چوں قریب کابل رسیده شغاد چناں باز نمود که چوں خبر تو خواهد شنید بهمه حال تحاشی خواهد نمودن بمسارعت بردم و بحسن کفایت او را بیارم تا غرض فوت نشود پس با ستعجال تمام بر خسر آمد و از قدوم رستم خبر داد پیش از اں در راشنای راه چاهها کافته و در میان سینها و خنجرها ایستاده داشته و سرهاے آنرا بچوبهاے تنک خس پوش کرده که فراز آں آدمی با هستگی گذارد پس شغاد با خسر خواجه خود باستقبال رستم آمده غاشیه رستم پیاده بر دوش نهاده پیش سر اسپ رستم رواں شده چوں بر اں چاهها رسید آهسته آهسته درگذشته رستم با رخش در چاه افتاد و با اسپ مجروح شد شغاد و خسر تیغ در سواراں رستم نهادند و همه علف تیغ گردانیده رستم بهزار حیله خود را بر لب چاه انداخته شغاد بهر کشتن سواراں نزدیک چاه رستم رسیده درختے بود پنهاں بزیر آں استاده شده تا حال رستم به بنید چوں رستم دیدش گفت اے بدبخت نیک نکردی ترا بعد ازیں تمتعے نخواهد بود دادیدون هر چه چنیں کردی کمان من زه کرده با چند چوبه تیر پیش من بدار تا دریں چند دمے که باقی ست اگر جانورے قصد کند دفع او توانم کرد شغاد همچناں کرد رستم چوں کمان و تیر یافت گفت که اکنوں مکافات کردهٔ خویش مهل مگذار شغاد چوں چناں دید تنهٔ درخت را پناه خود ساخته رستم تیر دراں درخت زده چنانکه از و گذشته و از سینهٔ شغاد گذشته بر زمین نشسته رستم شکر حق بجا آورد که بارے هم بحیات خود قصاص قاتل خود کردم و جان بحق ملتسلیم نمود فرامرز بن رستم بکینهٔ آں لشکر و ضابطه کابل را با خیل خانه در چاه کشته و خاک کابل را دیر و زبر کرده و رستم را بتابوت نهاده در نیمروز برد و بهمن ابراهیم شاهی و قاص گردن شکننده و نام شخصے که سعد لیپراو از عشره مبشره است و او تیر انداز کمان گراں و تیر انداز ان ست معنی بیت اظهر ست۔

قوله

جان نهادم بمیان شمع صفت از سر شوق	کردم ایثار تن خویش ز روے اخلاص

شمع صفت شمع وار ایثار مراد فنا۔ قوله

کیمیا ے غم عشق تو تن جانِ کی ما	زر خالص کند ارچند بود ہمچو رصاص

رصاص ارزیز۔ قوله

قیمت در گرانمایه چه دانند عوام	حافظا گوہر یکدانه مده جز بخواص

قیمت مراد قدر گوہر یکدانه سخن عشق مده بیان کن خواص عاشقاں۔

عزل۔ ردیف ضاد معجمه

بیا که می شنوم بوے جاں ازاں عارض	که یافتم دل خود را نشاں ازاں عارض

عارض ابر سایه افگن و دندان پیشک و آفتے که بیش آید از دنیا وی و از بیماری و شکستگی که مردم را افتد و آنکه لشکر را عرض کند و دوال لگام بر پیشانی و گیسوی ریش و فارسیاں بمعنی رخساره استعمال کرده اند انشراح رواں شدن در رفتن برہنه شدن و کشاده دل شدن و فراخ شدن ۱۲ من تاج المصادر۔ قوله

خجل بمانده قد سرو نازاں قامت	خجل شده است گل گلستاں ازاں عارض

خجل شرمنده۔ قوله

ز مهر روے تو خورشید گشته غرق عرق	نزار مانده مهِ آسماں ازاں عارض

نزار لاغر۔ قوله

بشرم رفته تن یاسمن ازاں اندام	بخوں نشسته گل ارغواں ازاں عارض

ارغواں نام گلے ست سرخ و قیل گیاہے ست سرخ۔ عزل

حسن و جمال تو جهاں جمله گرفت طول و عرض	شمس فلک خجل شده از رخ خوب ماه ارض

عرض پہنا خجل شرمنده۔ قوله

دیدنِ حسن روے تو بر همه خلق واجب ست	سجدهٔ درگه تو شد بر همه شاه ارض فرض

فرض فرمودهٔ حق و ہبه ما اعطانی قرضا ولا فرضا۔ قوله

از رخ تست مقتبس خور ز چهارم آسماں	ہمچو زمین مقیمی مانده بزیر بار قرض

(مقطع) ز نظم دلکش حافظ چکیده آب حیات ٭ چنانکه خوے شده جاناں چکاں ز آں عارض ٭ (۱)

(۱) این بیت در نسخ موجود نیست ۱۲

مقتبس بضم یکم و فتح سوم روشنی گیرنده و اخذ کننده از چیزے خور آفتاب قرض دام۔ قوله

گر لب روح پرورت گل شکرے بخشدم — کے تن لاغر دمند من رستہ شود از یں مرض

مرض بیماری۔

قوله

بوسہ بخاک پاے او دست کجا دہد ترا — قصۂ شوق حافظا خود کہ رساندش بعرض

دست کجا دہد کجا میسر آید۔

غزل

سواد دیدۂ من شد تر آب چشم بیاض — ہنوز چند نگارا ز من کنی اعراض

سواد سیاہی بیاض سفیدی اعراض روے گردانیدن مضی ماضے گذشت انچہ گذشت فیاض فیض رساں

غزل۔ ردیف الظاء

ز گرد چشمۂ نوشت دمیدہ سبزۂ خط — کہ کرد خضر بر آب حیات راہ غلط

چشمۂ نوش دہن معشوق خضر کنایہ از سبزہ آبحیات اشارہ بچشمۂ نوش حیات تازگی آب رونق وجاہ وفیض وعطا و رواج و حرمت شط دجلہ مصیبت ماتم نمط بفتحتین جامہ ایست کبود کتانی۔ غزل۔

گرد عذار یار من تا کہ گرفت دور خط — ماہ ز مہر روے او راست فتادہ در غلط

عذار رخسارہ معنے آنست کہ گرد رخسارۂ محبوب من تا خط عارضش براے تسخیر عالمیان حلقہ برکشیدہ و عاشقان را در اطاعت آورید یا دور عارضش خط غلامی نوشتہ عالمیان را بہ بندگی آورید و طلعش را زینتے دیگر بخشیدہ ماہ کہ او مہر اقتباس انوار و مقتبس نور ست در غلط افتادہ و رخسارۂ یار را مہر سپہر تصور نمودہ در اقتباس نور او چشم کشادہ۔ قوله

از ہوس لبش کہ آں ز آب حیات خوشتر است — گشتہ روان ز دیدہ ام چشمۂ آب ہمچو شط

شط دجلہ۔ قوله

کہ بہوات میدہم ذرہ مثال جان و دل — گاہ بآب میکشم آتش عطش ہمچو بط

ہوا عشق بط جانوریست آبی معنے آنست گاہ جان و دل ذرہ مثال در ہواے تو میدہم و گاہ آتش عشق را بآب اشک می کشم ہمچو بط کہ آتش خود را میکشد بشناوری یعنے چنداں می گریم کہ در آب اشک شناوری مے کنم۔ قوله

موے کشادہ کردہ خوے تا بچمن در آمدی — شد رخ گل چو زعفران مشک و گلاب شد سقط

سقط بفتحتین خطا از قول و فعل و بیفتادن۔ قوله

خال سیاه را بر آں عارض سیمرنگ بین	راست نز مشک ما ندآں بر رخ ماہ یک نقط

ماندا ے ماندہ است۔

غزل ردیف الظاء

ز چشم بد رخ خوب ترا خدا حافظ	کہ کرد جملہ نکوئی بجاں ما حافظ
بیا کہ نوبت صلحست و دوستی و صفا	کہ با تو نیست مرا جنگ و ماجرا حافظ

ماجرا قصہ گذشتہ و گفت گو۔ قوله

اگرچہ خون دلت خورد لعل او بستاں	بکام دل ز لبش بوسہ خونبہا حافظ

خون دل خوردن در رنج و اندوہ انداختن لعل لب بکام دل موافق مقصد۔ قوله

چہ ذوق یافت دل من ز وصل آں محبوب	مراست تحفہ جانبخش غمزدا حافظ

ذوق بفتح چشیدن و آزمودن و کشیدن زہ کمان غمزدا دور سازندہ غم۔

غزل۔ ردیف العین

بامداداں کہ ز خلوتکدہ کاخ ابداع	شمع خاور فگند بر ہمہ اطراف شعاع

کاخ ابداع یعنی آسمان کہ بگردش او ہر دم چیزے نو ظاہر میگردد خاور خورشید اطراف جمع طرف شعاع روشنی۔ قوله

بر کشد آئنہ از جیب افق چرخ زناں	بنماید رخ گیتی بہزاراں انواع

افق کنارہ۔ قوله

در زوایاے طربخانہ جمشید فلک	ارغنون ساز کند زہرہ باہنگ سماع

زوایا گوشہا ارغنون بفتح از سازہای ساختۂ افلاطون کہ رومیاں دارند ساز کند بنوازد زہرہ نام ستارہ مطربۂ فلک آہنگ قصد۔ قوله

چنگ در غلغلہ آید کہ کجا شد منکر	جام در قہقہہ آید کہ کجا شد مناع

چنگ عاشق و عارف و مرشد غلغلہ شور جام کنایہ از رندلاابالی کہ خون جام اندونش بے محبت پیرست قہقہہ خندہ باواز سخت مناع منع کنندہ۔ قوله

وضع دوراں بنگر ساغر عشرت برگیر	کہ بہر حال ہمین ست بہین اوضاع

بغیر صحت جسم ما فدا و چشم من ایام ز حافظ تو ساز عمر عیش و مشروب محبوب ادیب و شعراء

بنفشہ ے بیار مغز اخراجی از زمیں رو اما قرار گاه پیر و معلوم اموات زیر بار است و بعد حافظ

وضع روش اوضاع جمع وضع یعنی وضع زمانہ ببین وتغیر وتبدل اورانگاہ کن وبفراغ خاطر منشیں کہ بیک رنگ نمیگذارد وفراغ خاطر رانمی سزد پس ساغر عشرت برکش وبقسمت راضی باش وانچہ از دست برآید تقصیر مکن وکار امروز بفردا مکن وبہر حال بہترین اوضاع ہمیں تصور کن۔ قولہ

طرۂ شاہد دنیا ہمہ مکرست وفریب	عارفاں بر سر ایں قحبہ نجویند نزاع

طرۂ شاہد دنیا آرایش تعلقات دنیوی قحبہ دنیا ودر بعضے نسخہ بجائے قحبہ رشتہ دیدہ شدہ ورشتہ اشارہ بطرۂ شاہد دنیا نزاع کینہ وجنگ۔ قولہ

عمر خسرو طلب ار نفع جہاں مے طلبی	کہ وجودیست عطا بخش وکریمی نقاع

نقاع بیروردن ومہمانی عروسی۔ قولہ

مظہر لطف ازل روشنی چشم امل	جامع علم وعمل جان جہاں شاہ شجاع

امل امید۔ قولہ

حافظا ر بادہ خوری باصنم گلرخ خور	کہ ازیں بہ نبود در دو جہان ہیچ متاع

متاع رخت وبرخورداری۔

غزل

بفر دولت گیتی فروز شاہ شجاع	کہ ہست در نظر من جہاں کمینہ متاع

باقسمیہ فر بزرگی وشکوہ گیتی فروز روشن کنندۂ عالم کمینہ کمتریں۔ قولہ

بیار مے کہ چو خورشید مشعل افروزد	رسد بکلبۂ درویش نیز فیض شعاع

مشعل افروزد روشن گردد کلبہ خانۂ تنگ۔ قولہ

صراحیے وحریفی خوشم ز دنیا بس	کہ غیر ازیں ہمہ اسباب تفرقہ ہست صداع

صداع دردسر۔ قولہ

بعاشقاں نظرے کن بشکر ایں نعمت	کہ من غلام مطیعم تو بادشاہ مطاع

مطیع فرماں بردار مطاع فرماں روا۔ قولہ

ہنر نمیخرد ایام وغیر ازینم نیست	کجا روم بتجارت بایں کساد متاع

غیر ازیں اشارہ بہنر کساد متاع کم بہا ساد وہ مردم بے اندیشہ ونادان۔ قولہ

بس ست درد شبانہ مے مغانہ بیار	حریف بادہ رسید اے رفیق توبہ وداع

رفیق تو بہ اضافہ بیانیہ وداع اے الوداع۔ غزل

اقسم بحشمت جاہ و جلال شاہ شجاع	کہ نیست با کسم از بہر مال و جاہ نزاع

قسم سوگند شاہ شجاع نام شاہ خواجہ محمد و مرشد نزاع کینہ و جنگ۔ قولہ

برو ادیب و نصیحت مگو کہ دیگر تو	نہ بینیم پس ازیں ہیچ گہ بکنج بقاع

ادیب ادب کنندہ۔ قولہ

ببیں کہ رقص کناں میرود بنالہ چنگ	کسے کہ اذن نمیدادی استماع سماع

رقص بہ پا بہ رفتن شتر و پائے کوفتن نالہ زاری کردن بآواز بلند استماع شنیدن۔ قولہ

خدایرا بمیم شست و شوئے خرقہ کنید	کہ من نمیشنوم بوئے خیر ازیں اوضاع

خدائے را بواسطۂ خدا خرقہ کنایہ از وجود۔ قولہ

بفیض جرعۂ جام تو تشنہ ایم ولے	نمیکنیم دلیری نمیدہیم صداع

فیض عطا تشنہ محتاج صداع دردسر۔ قولہ

ز زہد حافظ و طامات او ملول شدم	بساز رود و غزل گوے بر سرود سماع

زہد بر دو نوع ست ظاہری و باطنی ظاہری تقلیل طعام و لباس و گفتار و صحبت خلق و کثرت صوم و صلوۃ و درود و اوراد اما خالی از عشق نہ و باطنی آنست کہ در عشق معشوق از ما سوائے او پرہیز یدن و بادو آرام گرفتن
قال ابن عباس الزہد ثلثۃ احرف فالزاء زہد للمعاد والہاء ہدی للدین والدال دوام علی طاعۃ اللہ و
قال بعض الحکماء الزاء ترک الزینۃ والہاء ترک الہوا والدال ترک الدنیا وقیل الزہد علی خمسۃ اشیاء
الثقۃ باللہ والتبری من الخلق والاخلاص فی العمل واحتمال الظلم والقناعۃ بما فی اللہ و اصل الزہد
اجتناب عن المحارم کبیرہا و صغیرہا و اداء جمیع الفرائض یسیرہا و عسیرہا و ترک الدنیا علی اہلہا قلیلہا و کثیرہا
وسئل ابراہیم بن ادہم بم وجدت الزہد قال بثلثۃ اشیاء رأیت القبر موحشا ولیس لی مونس و رأیت
طریقا طویلا ولیس معی زاد و رأیت الجبار قاضیا ولیس معی حجۃ طامات سخن از چپ و راست و بیہودہ نوا
آوازیکہ بہ اصول سرود باشد و پردہ راہم گویند رود تار ابریشم سماع سرود۔ قولہ

در وفائے مہر تو مشہور خوبانم چو شمع	شب نشین کوئے سربازان و رندانم چو شمع
بے جمال عالم آرائے تو روزم من شب ست	باکمال عشق تو در عین نقصانم چو شمع

نقصان کم کردن و یا موے بر کندن ۔ قولہ

گر کمیت اشک گلگونم نبودے تند رو	کے شدے پیدا گیتی راز پنہانم چو شمع

کمیت خر وسے کہ بسیاہی زند و اپسے کہ فش و دنبال دارد ۔ قولہ

در میان آب و آتش ہمچناں گرم روست	ایں دل زار و نزار و اشکبارانم چو شمع

گرم رو سخت شتاب نزار نالہ اندوہ زدگاں با گریہ و دم سرد نزار بکسر سخت لاغر احتراز پرہیز قولہ

سر فرازم کن شبے از وصل خود اے ماہ رو	تا منور گردد از دیدارت ایوانم چو شمع

دیدار روے پیدا و ظاہر خاقانی ؎ اگر ہست خود جاے گفتار نیست ٭ ولیکن شنیدن چو دیدار نیست

و نیز بمعنی دید مولوی ؎ ایں سبہا بر نظرہا پردہاست ٭ کہ نہ ہر دیدار صنعش را سزاست

غزل ۔ ردیف الغین المعجمہ

سحر بوے گلستاں ہمی شدم در باغ	کہ تا چو بلبل بیدل کنم علاج دماغ

باغ کنایہ از محفل دماغ بکسر بمعنے مغز و عجب و تکبر کنم علاج دماغ خورسندی ہمرسانم ۔ قولہ

بچہرۂ گل سوری نگاہ مے کردم	کہ بود در شب تاری بروشنی چو چراغ

سوری نام گلے ست کہ بہ پیکان تشبیہ کنند گل سوری معشوق چراغ بکسر معروف ۔ قولہ

چناں بحسن و جوانی خویشتن مغرور	کہ داشت از دل بلبل ہزار گونہ فراغ

فراغ فرصت و خوشی دل ۔ قولہ

کشادہ نرگس رعنا بحسرت آب از چشم	نہادہ لالۂ حمرا بجان و دل صد داغ

نرگس عاشق ۔ قولہ

زباں کشیدہ چو تیغ بسرزنش سوسن	دہاں کشادہ شقائق چو مردماں نغاغ

سوسن نام گل دہاں کشادہ خنداں شقائق لالہ النغاغ خمیازہ گیرندہ ۔ قولہ

یکے چو بادہ پرستاں صراحی اندر دست	یکے چو ساقی مستان بکف گرفتہ ایاغ

ایاغ پیالہ ۔ قولہ

نشاط عیش و جوانی چو گل غنیمت دان	کہ حافظا نبود بر رسول غیر بلاغ

بر رسول غیر بلاغ و ما علی الرسول الا البلاغ ۔ غزل

بلاغ

ردیف الفاء

طالع اگر مدد کند دامنش آورم بکف ‖ گر بکشم زہے طرب ور بکشد زہے شرف

طرب خوش وقتی شرف بزرگی۔ قوله

طرف کرم ز کس نه بست این دل پر امید من ‖ گرچه صبا همی برد قصهٔ من ز ہر طرف

طرف کرم ز کس نه بست امید کرم از کس نداشت۔ قوله

از خم ابروے تو ام ہیچ کشایشے نشد ‖ وہ که درین خیال کج عمر عزیز شد تلف

خم کجی خیال کج اشاره بحصول کشایش از خم ابرو تلف ضائع۔ قوله

ابروے دوست کے شود دست کش خیال من ‖ کس نزدست زین کمان تیر مراد بر ہدف

ابرو و مراد صفات که حجاب ذات ست چنانچه ابرو حاجب چشم ست و مراد آن باشد که مدتے باسمای صفات مشغول شدم چنانچه وضع زاہدان ست و مرا کشایش نشد و ازین لازم می آید که مشغولے تمایم باسم ذات تا کشایش دست دہد که طریقهٔ عاشقاں ست دست خوش طاقت و توانائی و سخره و دست مال و زبوں۔ قوله

چند بناز پرورم مهر بتان سنگدل ‖ یاد پدر نمیکنند این پسران ناخلف

بتان سنگدل و پسران ناخلف کنایه از محبوبان مجاز که بے پروائی و بے نیازی طریقهٔ ایشان ست و ایشان را پسر و خود را پدر ازاں گفته که ظهور خوبی خوباں از عشاق شود که بے تقاضائے نظر حسن تو افزوں نشود پس عاشقاں مربی حسن ایشاں بود و نیز که عاشق پاک نظر پسر و پدر ہر سه یکے ست یعنے آنست که چند عشق و محبت خوباں مجاز را پرورش دہم و خود را در حبالهٔ ایشاں نہم که ایشاں یاد نمی کنند و از ناخلفی خدمات ما را بخاطر نمی نہند پس ازیں ناخلفاں قطع نموده توجه دل بمحبوب حقیقی آریم و تخم محبت او بمزرع دل کاریم و نیز بتان سنگدل و پسران ناخلف کنایه از ہوا و نفس ست خطاب بروح ست که روح در دل آگاہی ما خود گوید که نفس و ہوا که بحکم ایزدی بحکم من بوده اند و در تن انسان در آمده باغی گشته اند حالا که نصرت ایزدی قرین حالم گشته و دل از خوف متالم شده چند ایشاں را پرورش دہم و خوف عاقبت یکسو نہم که این پسران ناخلف رو بمتبوع خود نمی کنند و از کردار فاسد خود باز نمی گردند و نمیدانند که از فساد اینها فتنه در نهاد من ست و کردار ایشاں بلاے جان و تن ست۔ قوله

من بخیال زاہدے گوشه نشین و طرفه آنکه ‖ مغبچهٔ ز ہر طرف میزندم بچنگ و دف

له سنگدل سخت دل بے رحم، ناخلف فرزند بد و ناشایسته

طرفه بضم چیزے نو کہ بچشم خوش آید میزند دم مے زند برائے من۔ قوله

مست ریاست محتسب بادہ بنوش ولاتخف		بے خبر اند زاہدان نقش بخوان ولاتقل

لاتقل مگو لاتخف مترس۔ قوله

پارہ دمش دراز باد این حیوان خوش علف		صوفی شہربین کہ چون لقمہ شبہہ مے خورد

پارہ دم دوالے کہ زیر دم اسپ بود خوش علف خلیع العذار۔ قوله

گر زپس و پیش خاطرم لشکر غم کشیدہ صف		من بکدام دل خوشی می خورم و طرب کنم

صف بفتح وال رستہ۔ قوله

بدرقہ رہت شود ہمت شحنۂ نجف		حافظ اگر قدم زنی در رہ خاندان عشق

خاندان خیل خانہ ودودمان بدرقہ راہبر شحنۂ نجف علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ

غزل۔ ردیف القاف

وگرنہ شرح دہم باتو داستان فراق		زبان خامہ ندارد سر بیان فراق

خامہ قلم ندارد سر بیان فراق زیرا کہ بیرون از احاطۂ تقریر ست شرح دہم بیان کنم۔ قوله

قرین محنت واندوہ وہمقران فراق		رفیق خیل خیالیم وہمرکاب شکیب

رفیق یار و ہمراہ خیل اسپان و گروہ ہمرکاب ہمراست شکیب صبر قرین نزدیک۔ قوله

کہ ریخت مرغ دلم پر در آستان فراق		چگونہ باز نہم بال در ہوائے وصال

باز نہم کشادہ بال بازو۔ قوله

کہ روے ہجر سیہ باد و خانمان فراق		فراق و ہجر کہ آورد در جہاں یارب

جہاں بکسر اول بمعنے روزگار صحیح ست از بندگی اوحدی۔ قوله

بسر رسید و نیامد بسر زمان فراق		دریغ مدت عمرم کہ بر امید وصال

بسر رسید آخر شد نیامد بسر بانتہا نرسید۔ قوله

بر آستاں کہ نہادم بر استان فراق		سرے کہ بر سر گردوں بفخر مے سودم

گردوں فلک بر آستاں اول قسم راستاں معنی آن ست کہ سرے کہ بر سر گردوں بفخر و اتحاد یگانگی کہ در عالم اطلاق باآن دولت عظمی فائز گشتہ بودم سوگند راستاں کہ بر آستانۂ فراق نہادم یعنے از جمع تفرق آمدم دستے تواند

کہ ازیں اتحاد عالم ارواح مراد بود کہ در انجا در مشاہدہ بودند و فراق عالم دنیا بود کہ مقام فراق ست و میتواند بود کہ مراد آں باشد کہ سرے کہ بر سر گردوں بفخر و اتحاد می سودم یعنے بکشف و شہود بمرتبۂ اطلاق رسیدیم سوگند راستاں کہ بر آستاں فراق نہادہ ام یعنے ازاں مرتبہ تنزل کردہ ام خواہ ایں معنی از راہ کسر نفس باشد و خواہ ازاں راہ کہ عارفاں را بعضے اوقات از حال کمال کہ داشتہ باشد تنزل روے میدہد۔

کنوں چہ چارہ کہ در بحر غم بگردا بے | فتادہ زورق صبرم زباد بان فراق

چارہ علاج گرداب جاے غرق شدن کشتی زورق کشتی خورد بادبان برق کشتی۔ قولہ

بسے نماند کہ کشتی عمر غرقہ شود | ز موج شوق تو در بحر بیکران فراق

کشتی عمر اضافتہ بیانیہ۔ قولہ

فلک چو دید سرم را اسیر چنبر عشق | بہ بست گردن صبرم بریسمان فراق

چنبر حلقہ اش و دف و جز آں۔

غزل

مباد کس چو من خستہ مبتلاے فراق | کہ عمر من ہمہ بگذشت در بلاے فراق

خستہ مجروح مبتلا گرفتار۔ قولہ

غریب و عاشق و بیدل فقیر و سرگرداں | کشیدہ محنت وایام و دردہاے فراق

سرگرداں پریشان۔

غزل

مقام امن و مے بیغش و رفیق شفیق | گرت مدام میسر شود زہے توفیق

غش بفتح آب تیرہ بکسر خیانت التوفیق سزاوار گردانیدن وقیل التوفیق اعانۃ من اللہ لعبدہٖ علی فعل یعنے آنست کہ منزل شریف و مے کہ در و غش نباشد و یار موافق کہ گرد خبث و غبار نفاق بر دامن طبائع سلیم ایشاں نہ نشستہ باشد اگر مدام میسر آید ایں حیات معہود در قدم آنچناں دوستاں بپایاں رسانم چوں خواجہ در اثناے سلوک در بادیۂ طلب پیش آمد راہے دید بغایت صعب ہر طرف کہ رو آورد بغیر از حیرت چیزے دیگر نیفزود و بجز عشق رفیق وے کسے نشد بنا براں گفت تمامی کرد۔ الخ۔

جہان و کار جہاں جملہ ہیچ در ہیچ ست | ہزار بار من ایں نکتہ کردہ ام تحقیق

یعنی دنیا و ما فیہا در نظر عاقل در نیاید چہ آنچہ دریں عالم ست و سبب قید شدہ ہمہ بباد بے نیازی بر خواہد شد پس باید کہ آنچناں زندگی با خلق کند عالم را نفع رسد نہ ضرر۔ قولہ

کجاست اہل دلے تا کند دلالت خیر | کہ ما بدوست نبردیم رہ بہیچ طریق

دلالت رہنمائی نبردیم رہ نرسیدیم طریق روش قولہ

بیا کہ توبہ زلعل نگار و خندۂ جام | حکایتیست کہ عقلش نمیکند تصدیق

خندۂ جام جام پر از مے تصدیق راست ایں بیت در جواب آنست کہ خواجہ را بعضے از اہل انکار تہمت کردہ باشند بامرے کہ مخالف شرع ست۔ قولہ

اگرچہ موے میانت بچوں منی نرسد | خوش ست خاطرم از فکر ایں خیال دقیق

دقیق باریک ایں خیال دقیق اشارہ بموے میاں۔ قولہ

اگر برنگ عقیق ست اشک من چہ عجب | کہ مہر خاتم چشم منست ہمچو عقیق

عقیق کوہے ست بہ یمن کہ ازاں عقیق سنگے ست چوں در انگشتری کنند اندوہ از دل ببرد کما قال تختموا بالعقیق فانہ مبارکۃ مُہر نقش نگیں اینجا کنایہ از چشم سرخ دوست کہ خیال آں در چشم عاشق جا گرفتہ خاتم بکسر التا، آخر ہر چیز و بفتح مہر و بفتح وکسر انگشتری ۱۲ من ابراہیم شاہی خاتم چشم اضافۃ بیانیہ و چشم بخاتم مناسبتے دارد عقیق چشم سرخ محبوب معنے آنست کہ اثر عشق و حرارت عاشقی در بشرۂ خواجہ ظاہر بود علامات و آثار آں در سرو چشم خواجہ معلوم و مشاہدہ اہل مردم را در حیرت می انداخت حضرت نیز بنا بر رفع تعجب خلق گفتہ کہ اگر اشک من سرخ رنگ ست برنگ عقیق عجب نیست کہ چناں چشم سرخ محبوب در خاتم چشم من نقش میگیرد۔ قولہ

حلاوتیکہ ترا در چہ زنخدا انست | بکنہ او نرسد صد ہزار فکر عمیق

کنہ غور قولہ تخبندہ گفت کہ حافظ غلام طبع تو ام یعنی محبوب حافظ تعریف خواجہ کردہ و خواجہ آنرا بمطایبہ حمل کردہ میگوید ببین کہ تا بچہ حد ام ہمی کند تحمیق یعنی تحمیق احمق گردانیدن۔

غزل۔ ردیف الکاف

قدرہ بیت

اے دل ریش مرا بر لب تو حق نمک | حق نگہدار کہ من میروم اللہ معک

اے خطاب بمحبوب حق نمک اشارہ از دشنام و سخت اللہ معک خدا با تو۔ قولہ

در خلوص منت ار ہست شکے تجربہ کن | کس عیار زر خالص نشناسد چو محک

خلوص دوستی و اعتقاد و ایں بیت بمضمون البلاء للولاء کاللہب المذہب۔ قولہ

بکشا پستۂ خنداں و شکر ریزی کن | خلق را از دہن خویش مینداز بشک

پستہ میوہ ایست مشہور پستۂ خنداں کنایہ از دہن شکر ریزی کن یعنی گوئی در آ گفتہ بودی کہ شوم مست و

دو بوست وعده از حد بشد دمانه دو دیدیم و نه یک معنی این بیت دران بیت که سه بوسه کرد و لبت کرده وظیفهٔ من پ اگر ادا نکنی قرضدار من باشی بنه واضح خواهد شد ود و بوسه کمال صوری و معنوی - قوله

چرخ برهم زنم ار غیر مرادم گردد　　من نه آنم که زبونی کشم از چرخ فلک

چرخ برهم زنم چرخ را زیر و زبر سازم ار غیر مرادم گردد اگر بر مراد من نگردد و مرا بمراد نرساند زبونی کشم وله دعا جزی کشم قوله

چونکه بر حافظ خویشش نگذاری باری　　اے رقیب از نظرم یکدو قدم دور ترک

یعنے اے رقیب چوں بر حافظ خویش آں محبوب رانمی گذاری و همواره بطفیلی سوفی و فتنه انگیزی سدی در راهش مے آری تو هم بقرب او راه نیافته و یک دو قدم دور ترک نشتافته - غزل

اے که شور افگندهٔ در بزم شاهان از نمک　　داد مستان از لبت در خنده لبستان از نمک

درین مصرعه آخر تقلیب ست تقدیر کلام چنین ست کو لبت در خنده لبستان داد مستان از نمک معنی آنست که اے آنکه در مغاک شاهان حقیقة و مجاز شورے انداخته و همه را متوجه بخود ساخته لب خود را فرما تا داد مستان بیا دو داده که از ملاحت تو شورے در نهاد شان افتاده بستاند تا مر ایشان را راحتے رو دهد و پریشانی رخت بندد و این التماس بجناب محمدی ست و نیز در شان مرشد سزد که اے آنکه در مجالس سالکان شور انداخته و همه را متوجه بخود ساخته گو لبت را که بیان حقائق و معارف فرماید و شوریدگاں را ازیں سوزش وارهاند -

می برد آب گهر لعلت بدر یاشی و لطف　　میکند نرخ شکر یاقوت ارزان از نمک

یاقوت لب شیریں تو شکر را پیش خود ارزان از نمک میسازد اے بے قدر و قیمت - قوله

شور می بینم از آن جادوے چشمت در شراب　　ذوق می یابم دران چاه زنخدان از نمک

جادوے چشم در شراب کنایه از ناز از نمک از لطافت - قوله

گر نباشد میر باید جان بشیرینی و لطف　　قند شور انگیز لعلت میدهد جان از نمک

قند شور انگیز لعل اضافه بیانیه اے لب آں اشاره بجان ربائی از نمک از روے دشنام و زجر نمک میر ز سخن عتاب و دشنام بگو - غزل

اے خضر پے خجسته چه نامی فدیت لک　　دیگر سیاه چرده ندیدم بدین نمک

این غزل در نعت حضرت ست پے خجسته مبارک قدم فدیت لک فدا کردم خود را برای تو سیاه چرده آدم سبز رنگ - قوله

خوبان سزد که بر درت آیند جملگی ‌‌‌ ‌ وانگاه خاک پای تو بوسند یک بیک

خوبان سزد و سزاوار خوبان آنست۔ قوله

آدم ز حسن روی تو گر بهره داشتی ‌ ‌ از دیدنش بسجده نپرداختی ملک

گر بهره داشتی حصه و نصیب داشتی۔ قوله

صورتگران چین اگر آن چهره بنگرند ‌ ‌ نقش نگارخانهٔ چین را کشند حک

کشند حک تراشیده سازند۔ قوله

ور دوستی حافظ اگر نیستت یقین ‌ ‌ زر خالص ست و باک نمیدارد از محک

زر خالص اشارت بدوستی۔ غزل

اگر شراب خوری جرعهٔ فشان بر خاک ‌ ‌ ازان گنه که نفعی رسد بغیر چه باک

اشکال این بیت آنست نفع رسانیدن بگناه موجب چنین نمیشود که گفته اند درین گناه نفعی بغیر میرسد پس دران گناه باکے نیست جوابش آنست که معنی بیت چنین ست که اگر شراب معنوی خوری و مست اسرار مشاهده گردی باید که طالبان راه راهم نظرے کنی و برایشان جرعهٔ آن شراب فشانی و توجه با دیگران اگرچه بے نهایتی راه حق گناهے ست اما چون درین گناه نفع بغیر ست دران توجه باکے نیست از برای آنکه این توجه هم بغیر هرگاه برای حق ست موجب مزید قربت خواهد شد و نیز مرشد از کمال خواهش بخوی عرض میکند که چون ترا مشاهدهٔ حق بدست آید طالبان خویش را ازان ذوقے بخشی که بوسیلهٔ آن مرتبه حاصل شود اگرچه عارفان عارف را بتلقین مشغول شدن دوری از وصال ست بحکم حسنات الابرار سیآت المقربین موجب خسران ست باین معنے خواجه گوید که ازان گناه که بدیگرے نفع رسد چه باک که این فعل اتباع آن سروران ست قال لکل شئ فترة من کانت فترته بسنتی فقد اهتدی یعنی از تلقین مسترشدان اگرچه فتورے در مشاهدات شود اما چون تلقین هدایت بدیگران ست و سنت ست باک ندارد۔ قوله

مخور دریغ و بخور مے بشاهد و دف و چنگ ‌ ‌ که بیدریغ زند روزگار تیغ هلاک

بیدریغ بے وسواس۔ قوله

بخاک پای تو ای سرو نازپرور من ‌ ‌ که روز واقعه پا وامگیر از سر خاک

با قسم روز واقعه روز مرگ معنی آنست که مرا سوگند بخاک پاے تو اے سرو نازپرور من که روز مرگ من پای خود از خاک من وامگیر و از لطف خویشم بلقاے خود بپذیرائی دم واپسین بلقائے خود میسر گردان که روزه خود بدان افطار نمایم و جائز که از امانت ست بامانت و از شرم که عقل عقلاء از اسرار بےخبر معذور اند۔ قوله۔

مهندس فلکی شاہراہ شش جہتی	چنان ببست کہ رہ نیست زیر دام مغاک

مهندس اندازہ کنندہ یعنی مهندس فلکی کہ عقل ست راہ دیر شش جہتی چنان بستہ کہ در وراہ برآمدن نیست اے طالب بگفتار او فریب مخور واز طلب مایست یعنے عقل مے گوید کہ تو اسیر شش جہتی وخداوند پاک ازجہت بیرون ست پس یافت تو او را از دائرۂ امکان نیز بیروں ۔ قولہ

چہ دوزخی چہ بہشتی چہ آدمی چہ ملک	بمذہب ہمہ کفر طریقت ست امساک

امساک بخل قولہ

بزن براوج فلک حالیا سرادق عشق	کہ خود بر اجلت ناگہاں بہ تیرہ مغاک

اوج بلندی حالیا الحال سرادق خیمہ ۔ قولہ

فریب دختر رز طرفہ مے زند رہ عقل	مبادتا بقیامت خراب طارم تاک

دختر رز شراب انگوری طرفہ نادر خراب ویراں طارم خانۂ چوبیں وبام تاک درخت انگور۔ قولہ .

براہ میکدہ حافظ خوش از جہاں رفتی	دعاے اہل دلت باد مونس دل پاک

میکدہ عاشق پاک تمام و پاکیزہ ۔

غزل

ہزار دشمنم ار می کنند قصد چہ باک	اگرم تو دوستے از دشمناں ندارم باک

باک ترس۔ قولہ

مرا امید وصال تو زندہ میدارد	وگرنہ صد رہم از ہجر تست بیم ہلاک

صد رہ صد مرتبہ۔ قولہ

نفس نفس اگر از باد نشنوم بویت	زماں زماں کنم از غم چو گل گریباں چاک

نفس نفس دمبدم زماں زماں وقت وقت ساعت ساعت چاک شگافت ۔ قولہ

رود بخواب دو چشم از خیال تو ہیہات	بود صبور دل اندر فراق تو حاشاک

صبور صبر کنندہ حاشاک کاف زائدہ۔ قولہ

اگر تو زخم زنی بہ کہ دیگرے مرہم	وگر تو زہر دہی بہ کہ دیگرے تریاک

تریاک پاز ہر۔ قولہ

بضرب سیفک قتلی حیاتنا ابدا	لان روحی قد طاب ان یکون فداک

بزدن شمشیر تو کشتہ شدن من زندگانی ماست تمام پس بدرستی کہ جان من تحقیق خوش شدہ با اینکہ باشد فداے تو۔ قولہ

عناں نہ پیچم اگر می زنی بشمشیرم	سپر کنم سر و دستت ندارم از فتراک

حاشیہ: ۵ وہ ازلی حکم … (حاشیہ ناخوانا)

نشان

شمشیر ستم ناخن چون بصورت ناخن شیر ست شمشیر نام کردند فتراک دوالهای زین که راستا و چپا پس کوہہ زین آویختہ باشد۔ قوله

تراچنانکه توئی هر نظر کجا بیند　　بقدر بینش خود هر کسی کند ادراک

بینش بینائی ادراک در لغت در رسیدن بمعنی دریافت غور و حقیقت لاتدرکہ الابصار وهو یدرک الابصار وهو اللطیف الخبیر۔

بچشم خلق عزیز انگهی شوی حافظ　　که بر درش بنهی روی مسکنت بر خاک

مسکنت بیچارگی و عاجزی۔

غزل ردیف اللام

اگر بکوی تو باشد مرا مجال دخول　　رسد بدولت وصل تو کار ما بوصول

دخول در آمدن وصول پیوستگی۔ قوله

قرار برده ز من آن دو سنبل رعنا　　خراب کرده مرا آن دو نرگس مکحول

رعنا نام گلی ست زرد رنگ و زیب ست و خود آرای و نادان فراغ فراغت دو جادو چشم مکحول سرمہ رنگ قوله

دل از جواهر مهر تو صیقلی دارد　　بود ز زنگ حوادث هر آئینه مصقول

مهر عشق و محبت۔ مصقول صیقل کرده شده از ین موت مرگ صوری وهم۔ قوله

من شکستهٔ بدحال زندگی یابم　　دران زمان که بتیغ غمت شوم مقتول

تیغ غم تیغ عشق مقتول کشته شده مصرع اول این بیت بمضمون ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات بل احیاء مراد فی سبیل الله عشق خداکہ موجب وصول بحق ست۔ قوله

چه جرم کرده ام ای جان و دل بحضرت تو　　که طاعت من بیدل نمی شود مقبول

جرم گناه مقبول قبول کرده شده۔ قوله

چو بر در تو من بینوای بی زر و زور　　بهیچ باب ندارم ره خروج و دخول

بینوا مفلس بهیچ باب بهیچ نوع خروج بیرون آمدن دخول داخل شدن۔ قوله

بدرد عشق بساز و خموش شو حافظ　　رموز عشق مکن فاش پیش اهل عقول

عقول جمع عقل

غزل

ای رخت چون خلد و لعلت سلسبیل　　سلسبیلت کرده جان و دل سبیل

خلد بهشت سلسبیل نام چشمہ ایست در بهشت آب او سفید بغایت و خنک و شیرین و لطیف کما قال الله عینا فیها تسمی سلسبیلا۔ قوله

سبز پوشان خطت بر گرد لب	همچو مورانند گرد سلسبیل

سبز پوشان خط اضافہ بیانیہ مراد تعینات کثرت لب تجلی اسم متکلم مراد ذات۔ قوله

ناوک چشم تو در ہر گوشۂ	ہمچو من افتادہ دارد صد قتیل

ناوک بمعنے تیر نیز مے آمد این جا ہمیں معنی ناوک چشم تجلی ذاتی تمہاری مراد تعینات اسم المضل قتیل کشتہ۔ قوله

بے مے و مطرب بفردوسم مخواں	راحتی فی الراح لا فی السلسبیل

راحت من در شراب ست نہ در سلسبیل ست۔ قوله

یا رب این آتش کہ بر جان من ست	سرد کن زاں ساں کہ کردی بر خلیل

این آتش عشق زاں ساں روش خلیل ابراہیم علیہ السلام قوله

پاے ما لنگ ست و منزل دور دست (بس دراز)	دست ما کوتاہ و خرما بر نخیل

پاے ما لنگ ست طاقت رفتار نہ منزل دور دست مکان بس بعید دست ما کوتاہ استعداد ناقص خرما حصول مراد نخیل مراد محل خطر۔ قوله

شاہ عالم بت و عز و مال	باد و ہر چیزے کہ خواہد زین قبیل

شاہ عالم کنایہ از مرشد قبیل نوع۔ قوله

کس نداند گفت شعرے زین نمط	کس نیارد سفت دُرے زین قبیل

زین قبیل ازین قسم۔ قوله

حافظ از سرپنجۂ عشق نگار	ہمچو مور افتادہ زیر پاے پیل

غزل

اے بردہ دلم را تو بدین شکل و شمائل	پروائے منت نیست جہانے بتو مائل

بردہ دلے فریفتہ بدین شکل و شمائل بدین طرز و شیوہ مائل عاشق سوال اگر کسے گوید قافیہ بیت دوم این غزل و بیت آخر این غزل با قافیہ جملہ ابیات دیگر چگونہ صورت بندد جواب الف کہ درین قوافی آمدہ است حرف تاسیس ست و تاسیس الفے ست کہ میان او و روے یک حرف متحرک واسطہ باشد چون شامل و کامل چنانچہ کمال اسمعیل صفاہانی گفتہ ؎ اے آنکہ لاف میزنی از دل عاشق ست ٭ طوطی لک از زبان تو با دل موافق ست ٭ و شعرائے عجم برخلاف فصحائے عرب تاسیس را واجب نمیدارند بلکہ مستحسن پندارند چون سلمان گوید ؎ رفتند رفیقان و رسیدند بمنزل ٭ در خواب و غرورے تو ہنوز اے دل غافل ٭ نظام الدین گنجوی رہ ؎ ہمہ سختی از بستگی لازم ست ٭

چوں در شکنی خانہ برہم زدست۔ قولہ

وصف لب لعل تو چہ گویم برقیباں | نیکو نبود معنی نازک بر جاہل ٭

لب لعل ہماں لب مراد لطف و نیز ذات معنی نازک وصف لب جاہل کنایہ از رقیب۔ قولہ

ہر روز چو حسنت ز دگر روز فزون ست | مہ را نتواں کرد بروے تو مقابل

زیرا کہ ماہ بعد از بدر کاستے دارد۔ قولہ

دل بردی و جان میدہمت غم چہ فرستی | چوں نیک رفیقیم چہ حاجت بمحاصل

نیک رفیقیم اے نیک غریبیم محاصل طلب کردن۔ غزل

بہ سحر چشم تو اے لعبت خجستہ خصال | بمہر خط تو اے آیت ہمایوں فال

تمامی ابیات درین غزل ست قسمیہ ست لعبت خجستہ خصال معشوق آیت ہمایوں فال محبوب قولہ

بنوش لعل تو اے آب زندگانی من | برنگ و بوے تو اے نوبہار حسن و جمال

نوش تریاک و شیریں توتیا سرمہ۔ قولہ

بگرد راہ تو یعنی بسایۂ امید | بخاک پاے تو یعنی برشک آب زلال

زلال شیریں۔ قولہ

بطیب عاق تو و نفحہ شمامۂ گل | ببوے زلف تو و نکہت نسیم شمال

نفحہ باد خوشبو۔ قولہ

بآں عقیق کہ مارا ست مہر خاتم چشم | بآں گہر کہ شمار است درلسان مقال

خاتم انگشتری لسان زبان مقال گفتار۔ قولہ

بآں صحیفۂ عارض کہ گلشن چشم | بآں حدیقۂ بینش کہ شد مقال خیال

صحیفہ مصحف و تختہ و نامہ عارض رخسارہ گلشن گلزار بینش بینائی۔ قولہ

بمہر و ماہ نمایت بآفتاب بلند | بآستان رفیعت بآسمان جلال

رفیع بلند جلال بزرگی۔ قولہ

کہ در رضاے تو حافظ گر التفات کند | بعمر باز نماند چہ جاے مال و منال

کہ در رضاے تو حافظ این بیت جواب قسم ابیات بالاست بعمر باز نماند اے عمر فدا کند۔ غزل

بعہد گل شدم از توبہ و شراب خجل | کہ کس مباد ز کردار ناصواب خجل

عہد گل موسم بہار کنایہ از مشاہدات و تجلیات وچوں بمشاہدات تجلیات رسیدم

در وقت زہد و پرہیزگاری کہ از عشق تائب بودم ازاں توبہ خجالت کشیدم چراکہ آن وقت نیز صرف عشق نکردم وآن عزیز وقت را در بطالت بسر بردم وآں خجالت من بمرتبہ شد کہ کس از کردار ناصواب آنچناں خجل نگردد۔ قولہ

صلاح من ہمہ جام مییست وہمچین صحبت	نیم زشاہد وساقی بہیچ باب خجل

صلاح نیک اندیشی باب نوع وروش۔ قولہ

زخون کہ رفت شب دوش از سراچہ چشم	شدیم در نظر رہروان خواب خجل

سراچہ پردہ اینجا کنایہ از پلکہا چشم رہروان خواب اضافۃ بیانیہ و رہروان مسافر چنانچہ مسافر در شب نزول کنند ہمچناں در شب خواب در چشم فرومی آید معنے آنست کہ از کثرت دموع خونیکہ در سراچہ عیون جاری شد وخواب را محلے نداد و در روے آن مسافراں کہ شب اینجا نزول میکردند شرمندگی روے داد۔ قولہ

توخوبروی تری زآفتاب شکر خدا	کہ نیستم زتو در روے آفتاب خجل

چراکہ از وبہتری رابے بنیم قولہ۔ رواست نرگس مست ارفگند سر در پیش۔ نرگس مست کنایہ از سالک طال اللسان کہ شد زشیوۂ آن چشم پرعتاب خجل کہ ہرچند گرد شیوہ اش حال نشد۔ قولہ

بزیر لب زچہ رو جام زہر خندہ زند	اگر نہ از لب لعل توشد شراب خجل

زہر خندہ خندہ کہ برای دفع خجالت کنند معنے این بیت آنست کہ زہر خندگی شراب وجام از انست کہ از لب لعل توشراب شرمندہ گردید قولہ

بود کہ یار نپرسد گنہ زخلق کریم	کہ از سوال ملولیم واز جواب خجل

کریم نیک۔ قولہ

رخ از جناب توعمریست تا نتافتہ ام	نیم بیاری توفیق زین جناب خجل

تا ہرگز توفیق الاعانۃ من اللہ۔ قولہ

ازاں شفتہ رخ خویش در نقاب صدف	کہ شد زنظم خوشش لؤلؤ خوشاب خجل

صدف کوشش ہای۔ قولہ

حجاب ظلمت ازاں بست آب خضر کہ گشت	زنظم حافظ وایں طبع ہمچو آب خجل

حجاب پردہ ظلمت تاریکی قبلہ ابرو یتو کہ مشاہدہ تجلی بیدا دظلم چشم تجلی قہاری خوش آں شہید کہ از دست توشود مقتول بموجب من بعشقہ قتلہ ومن قتلہ فانا دیتہ آیت آثار و لایت کشور وآں ہفتم حصہ ربع مسکون وتمام ربع مسکون ہفت اقلیم ست مقسوم بعدد ہفت ستارہ یکم منسوب بزحل

وآن هنداست دوم بمشتری وآن چین است سوم بمریخ وآن ترکستان است چهارم بآفتاب
وآن خراسان است پنجم بزهره وآن ماوراءالنهر است ششم بعطارد وآن روم است هفتم بقمر وآن بلخ است
خراج حاصل قوله

غزل

خوش خبر دادی اے نسیم شمال	که بما میرسد زمان وصال

نسیم شمال بادے که از دست چپ وزد ومراد از نسیم در ینجا یعنے میرسد زمان وقت وصال پیوستن مراد ملاقات قوله

ما لسلمی ومن بذی سلم	این جیراننا وکیف الحال

یعنے چیست مر سلمے را که نام معشوقه است وکیست در موضع موسوم بذی سلم از جهة آنکه سلم یعنی درخت کنار دروے بسیار است وکجا اند همسائیگان وچگونه است حال ایشان۔ قوله

قصة الشوق لا انفصام لها	وصمت ههنا لسان مقال

قصهٔ عشق نیست انقطاع مرآن را بس خاموش شد اینجا گفت وگو قوله

عرصهٔ بزمگاه خالی ماند	از حریفان و رطل مالامال

رطل پیمانه قوله

سایه افگند حالیا شب هجر	تا چه بازند شبروان خیال

شبروان خیال اضافة بیانیه شبروان دزدان را گویند تشبیه طهو خیال بشب است معنے آنست یعنی اکنون شب هجر سایه افگنده خانهٔ دلم را بظلمات گوناگون آگنده تا دزدان خیال چه بازی نمایند وباو ورد سازند قوله
عفت الدار بعد عافیة منهدم شد خانه بعد از منهدم شدن یعنی خوب منهدم شد فاسئلوا حالها
عن الاطلال پس پرسید شما حال آنخانه را از آثار سراهاے کهنه قوله

ترک ما سوے کس نمی نگرد	آه ازین کبریا و جاه وجلال

ترک معشوق نمی نگرد از غایت تکبر آه افسوس کبریا تکبر جاه مرتبه جلال بزرگی قوله

فی جمال الکمال نلت منی	صرف الله عنک عین کمال

یعنی در جمال وکمال تو یافتم آرزوهاراے ترا در جمال وکمال دیدم بگرداند خدا از تو چشم زخم را که در وقت کمال عارض مے شود قوله یا برید الحمے حماک الله اے قاصد مرغزار نگاه دارد ترا الله تعالی

مرحبا مرحبا تعال تعال خوش آمدی خوش آمدی بیا بیا غزل

دارای جهان نصرت دین خسرو کامل	یحیی بن مظفر ملک عالم و عادل

دارای شاه ایران بن پسر بهمن شاه که اردشیر نیز نام داشت و اورا داراب و دارای کبر نیز میگفتند و دارای اصغر پسر اوست و مادر اورا همابود دختر بهمن که بفتوی علمای آذر پرست دختر خود را بحباله خود در آورده بود و اورا داراب ازان گویند که مادرش را بهمن وقت مردن پادشاهی داده بود و اشتیاق پادشاهی بسیار داشت ازان جهة حملی که از بهمن داشت متوازی میداشت و تولد هم باخفا شد پسر را در صندوق نهاده و جواهر فاخر دران داشت و چندی یا زوی مولود بسته صندوق بر و آب انداخت و چاری را بتواری جاسوس کرد تا حالش بچه انجامد صندوق برگاذرگاه رسید گاذری اورا واکرده چون بچه دولتمند دید بلحاظ بسیار و پسر او فوت شده بود و شیر زن باقی بود و اورا بخانه برده بزن سپرد و پرورد و چون در آب اورا یافته بود داراب نام نهاد و چون سی ساله شد حق تعالی اورا بشاهی رسانید و اورا دارای اکبر خوانندی و پسرش که بجنگ سکندر کشته شد دارای اصغر گفتندی و دارای اکبر فیلقوس قیصر روم را دستگیر کرده و هر سالی هزار بیضه زرین هر یکی بوزن چهل مثقال بر وخراج نهاده و دوازده سال ملک رانده بود و بعده دارای اصغر ولی عهد شد من ابراهیم شاهی و نیز دارا دارنده نصرت یاری قوله

تعظیم تو بر جان و خرد واجب و لازم	انعام تو بر کون و مکان فائض و شامل

فائض ریزنده شامل درگیرنده قوله

روز ازل از کلک تو یک قطره سیاهی	بر روی مه افتاد که شد حل مسائل

تو خطاب به یحیی بن مظفر یعنی روز ازل از کلک تو یک نقطه سیاهی بر روی مه افتاد که او را اقتضا وقدر این شرافت دست داد که تاریخ جمله مهمات عالم شده و حل چندین مسائل فقهی از گشته چون عدت زن شوهر مرده و صوم و حج و زکوة وغیره قوله

خورشید چو آن هندوی دید بدل گفت	ای کاش که من بودمی آن هندوی مقبل

هندو خال معروف بنده و دزد مقبل نیک بخت باعتبار آنکه بر روجا یافته قوله

شاها فلک از بزم تو در رقص و سماعست	دست طرب از دامن این سلسله مگسل

بزم مجلس شراب جشن طرب شادی و فرح زمزمه سرود قوله

حافظ قصیده ... [illegible]

خال ... [illegible]

چون دور فلک یکسره بر منهج عدلست — خوش باش که ظالم نبرد راه بمنزل

یکسره سراسر منهج روش منهج عدلست هر یکے را بجزاے خود میرساند منزل مقصود قوله

حافظ قلم شاه جهان مقسم رزقست — از بهر معیشت مکن اندیشهٔ باطل

شاه جهان الله تعالی مقسم قسمت کننده معیشت تحصیل قوت باطل بیهوده و این بیت مفید معنے توکل است وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا قال عم من شق شدق ضمن رزقی و این وساوس از راه فقر محض شیطانیست قال ان الشیطان یعدکم الفقر چون حال اینست دل را از اندیشهٔ مالا یعنی نگاه باید داشت و نظر بحق باید گماشت قال عم رزق العوام فی تعینهم و رزق الخواص فی لعینهم ـه اینهمه جد و جهد حاجت نیست ؛ انچه روزیست میرساندت غزل

رهروان را عشق بس باشد دلیل — آب چشم اندر رهش باشد سبیل

رهروان عاشقان دلیل راهنما سبیل وقف قوله

اختیاری نیست بد نامی ما — ضلنی فی العشق من یهدی السبیل

گمراه کرد مرا در عشق کسیکه هدایت میکند راه را یعنی مرشدے که مرا در ظاهر پرستی شرائع مے آموخت چون مرا شایان عشق دید درون مرا بآتش عشق روشن ساخت که نزد شما ضلالتست و نزد ما عین هدایت قوله

موج اشک ما کے آرد در حساب — آنکه کشتی راند بر خون قتیل

این گریه ما را کے وقعتے و اعتبارے دارد قتیل عاشق قوله

آتش عشق بتان در خود بزن — ورنه از آتش گذر کن چون خلیل

یعنے عشق معشوقان حصول کن یا آتش تجلیات در دل خود روشن سازـ قوله

یا بنه بر خود که مقصد گم کنی — یا منه پا اندرین ره بے دلیل

یعنے در سلوک عشق هستی خود را پیش میار و این نکته را گوش دار که از سبب این مانع بمقصد نرسی و مقصود گم کنی و اگر این حالت نداشته باشی و خویش را میترا شی در راه عشق قدم منه حاشا و کلا از جادهٔ شریعت تجاوز منما که سر سبز و بالست و موجب فساد و ضلال و نیز آنست که بخاطر خود بگذران که درین راه بے رفیقی مباد ا مقصد گم کنی بے هادی دو مسازکه مرد رهے و مرد راه نیند شید از نشیب و فراز و بے دلیل قدم درین راه منه و عاقبت اندیشی و پیش و پس بینی از دست مده که بدار شریعت از دست مده

اے اگر در اسلام چنانکہ تو گشتہ [illegible] ے زرش بیخودی [illegible] ازو گریہ
بدرود جہان روزنہ جان ور نہ در دل [illegible] بخواہ گر فتار سلاسل

واگر پاکی بخاطر داشته باشی خلاف شریعت سرمونداستی معنے الرفیق ثم الطریق رابخاطر نہی اتباع سلف قولاً وفعلاً ازدست ندہی - قوله

یادمہ ہندوستان را یاد پیل	یار سوم پیلبانان یاد گیر

باید دانست کہ پیل چون بخواب میرود وزاد و بوم خود رابخواب می بیند در بیداری بدستی پیش گیرد تاہمدران مے میرد پس سوم پیلبانان آنست کہ یکدم ازو غافل نمیشوند واو را از خود خفتن نمیدہند اگر میرد ودرو معالجہ میکنند یعنی چون عشق رابخود راہ دادی از زمانے غافل مباش وہمگی ہمت بدوگمار و در شدائد صابر باش مبادا وطن یاد کردہ باز از دل خیز دوہستی تو بکمال نارسیدہ متدرک گردد اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَنُزُوْلِ الْبَلَاۗءِ عَلَى الْفَقْرِ قوله

برفروغ خور کسے جوید دلیل	حسن این نظم از بیان مستغنیست

خور آفتاب قوله

ہاتف آورد این سخن یا جبرئیل	معجزہ ہست این شعر یا سحرِ حلال

معجزہ انچہ خلق را بدان عاجز کنند سحر حلال فصیح ہاتف فرشتہ آواز دہندہ مراد القائی غیبی والہام جبرئیل وحی منزل قوله

بکر معنے را چنین حسن جمیل	آفرین بر کلک نقاشے کہ داد

آفرین بمعنے تحسین نقاش نقش کشندہ یعنے شاعر بکر معنے اضافہ بیانیہ مراد شعر نادر کہ الماس دیدہ خاطر ہیچ سخنوری نگردیدہ حسن فصاحت و بلاغت جمیل نیک بدل عوض بدیل شریک نام خاقانی قال وقیل سخن لاینفع غزل

تابشکنیم توبہ کہ کردم میان گل	ساقی بیار بادہ کہ آمد زمان گل

بادہ شراب محبت زمان گل آوانِ مشاہدات تجلیات تابشکنیم توبہ کہ کردم میانِ گل توبہ کہ قبل ازین کردہ بودم در ہنگام مشاہدات آنرا بشکنم قوله

چون بلبلان نزول کنیم آشیان گل	کوری خار نعرہ زنان تا چمن رویم

کوری خار براے کور کردن رقیب آشیان خانۂ مرغان قوله

کایات خوشدلی ہمہ آمد نشان گل	در صحن بوستان قدح بادہ نوش کن

۵ باقی اشعار با ذوق شعر
دگر در بیان سخن
بر صحرا و الندمان

صحن بوستان مجلس مرشد کایات خوشدلی همه آمد نشان گل یعنی حصول عشق مایه همه فرحها است قوله

گل در چمن رسید مشو ایمن از فراغ	یار و شراب خواه و سرا بوستان گل	فراق

گل جوانی بچمن بدن مشو ایمن از فراغ وقت از دست مده یار محبوب مرشد شراب عشق سرا بوستان بوستان سرای مجلس مرشد داستان پیر قوله

حافظ وصال گل طلبی همچو بلبلان	جان کن فدای خاک ره باغبان گل

حافظ وصال گل طلبی اگر میخواهی که بوصل محبوب رسی بلبلان عاشقان گل باغبان مرشد غزل

شممت روح وداد و شمت برق وصال	بیا که بوی ترا میرم ای نسیم شمال

بوئیدم من بوی خوش دوستی و نشان کردم من برق وصال را یعنی دیدم مشاهده تجلیات را بیا که بوی ترا می برم و طالب جویای توام ای نسیم شمال و ای مرشد باکمال قوله

احادیا بجمال الحبیب قف وانزل	که نیست صبر جمیلم ز اشتیاق جمال

الف ندائیه حادی سرود گوینده ای راننده با بجمال زائده جمال جمع جمل و جمل شتر معنی آنست ای حدا کننده مرشتران حبیب را استاده شو و نزول کن که نیست مرا صبر جمیل در اشتیاق آن جمال را سوال اطلاق لفظ حبیب و محبوب بحق تعالی در شرع نیامده جواب آنست که این اطلاق از راه صفت است نه علمیت قاضی بیضا میگوید وقتیکه ذات حق متصف باشد بصفتی پس اطلاق لفظی که دال بران صفت بود جائز است جواب دوم آنکه اطلاق یک اسم در شرع صحیح اطلاق مرادف اوست اطلاق اسم و ورود واقع شده پس اطلاق لفظ محب و محبوب نیز صحیح باشد قوله

شکایت شب هجران فرو گذار ای دل	بشکر آنکه برافکند پرده روز وصال

برافکند پرده روز وصال روز وصال پرده از میان برداشت قوله

بیا که پرده گلریز هفت پرده چشم	کشیده ایم بتحریر کارگاه خیال

چشم را چند طبقه است اول صلبی دیگر شیمی دیگر شبکی دیگر زجاجی - دیگر جلدی - دیگر بیضی - دیگر عنکبوتی - دیگر عنبی - دیگر قرنی - واین مجموع را حدقه گویند و گرد حدقه گوشتی است سپید و چرب آنرا ملتحمه گویند و قیل هفت پرده اول صلبی دوم شیمی سوم شبکی چهارم عنکبوتی پنجم عنبی ششم قرنی هفتم ملتحمه - واین را گلریز گویند اگرچه در گلریزی همه شریک اند لیکن این را از آن گویند که نمود

بدوست کقوله تعالیٰ انا زینا السماء الدنیا بزینة الکواکب اگرچه کواکب بهشتم فلک اندامابسبب
نموداری بآسمان دنیا که آسمان اول است نسبت کنند کارگاه کارخانه معنی آنست که اے یار بیا
که پردهٔ گلریز که از پرهاے چشم است تحریر کارگاه خیال بر کشیدهٔ ایم و همیشه در تصور خیال میکوشیم تا ترا دیده ایم

قوله

بجز خیال دهان تو نیست در دل تنگ	که کس مبادچو من در اله خیال محال

واله آشفته محال مشکل قوله

ملال مصلحتے مینمایم از جانان	که کس بجهید نماند ز جان خود بملال

مصلحتے براے مصلحت جان خود اے معشوق که بجاے جانان است قوله

قتیل عشق تو شد حافظ غریب و لے	بخاک ما گذرے کن که خون مات حلال

قتیل کشته غزل

هر نکته که گفتم در وصف آن شمائل	هر کو شنید گفتا لله در قائل ؛

در بفتح و الشد نیکوئی خواجه میگوید در ستایش قول خود که من آن سروگلزار را بغایت تعریف کرده ام و
هر چیز که آن عارض و قامت را توصیف کرده ام بیان اقعت و هر که شنید گفت مرخدا راست نیکوئی گوینده ـ قوله

گفتم که کے ببخشی بر جان ناتوانم	گفت آن دمی که نبود جان در میان حائل

گفتم یعنے مر آن معشوق را گفتم آن وقتے آن وقت قوله

تحصیل عشق و رندی آسان نمود اوّل	جانم بسوخت آخر در کسب این فضائل

رفتن طریق عشق و محبت و رزیدن شیوهٔ صدق و مودت اگرچه آسان نما است اما بپایان رسانیدن
این امور در غایت صعوبت است و اشکال قوله

حلاج بر سر دار این نکته خوش سراید	از شافعی مپرسید مثال این مسائل

حلاج منصور حلاج این نکته سخن عشق شافعی نام امام شریعت امثال مانند ها اینمسائل سخنان عشق
یعنے اهل حال دیگر اند و اهل قال دیگر اند اهل قال که از حال بے لا فند همه شید و ترهات مے بافند
و هر سخنے از اهل آن باید پرسید چنانچه سخن حکمت از حکیمان و سخن فقه از فقیهان و سخن نجم از نجومیان
همچنین سخن عشق از عاشقان ـ قوله

در عین گوشه گیری بودم چو چشم مستت	اکنون شدم چو مستان بر ابروی تو مائل

عین کمال چشم مستت خطاب بمحبوب مستان عاشق قوله

از آب دیده صد ره طوفان نوح دیدم	وز لوح سینه نقشت هرگز نگشت زائل

یعنے بدل و هوش و گوش و بچشم آنچنان مشغوف جمال جهان افروز توام که روز از شب و شب از روز نمیدانم بالفرض اگر عالم را آب ببرد بخدا که خبرم شود زیاده ازین چه تواند بود که از آب دیده صد رانم قوله

دل داده‌ام بیاری عاشق کشے نگارے	مرضیة السجایا محمودة الخصائل

مرضیة السجایا نیکو عادتها قوله

در دا که بر در خود بارم نداد دلبر	چندانکه از جوانب انگیختم وسائل

در دا افسوس قوله

ای دوست دست حافظ تعویذ چشم زخم است	یارب به بینیم آنرا در گردنت حمائل

آن را دست حافظ را ـ غزل

هر کس که ندارد بجهان مهر تو در دل	حقا که بود طاعت او ضائع و باطل

مهر عشق حقا سوگند بحق باطل بیهوده قوله

گشتیم جهان را که به بینیم و ندیدیم	همچون تو کسے زیبا در شکل و شمائل

شکل صورت شمائل خصلتها قوله

ای زاهد خودبین بر در صومعه بگذر	آن دلبر من بین که بود میر قبائل

خودبین خود پرست از در صومعه بگذر ترک زهد نما دلبر آنکه دلهای عشاقان بحسن و کرشمه برد۔

غزل ردیف المیم

الم یات للاحباب ان یترحم	وللناقضین العهد ان یتندم

آیا نرسیده است مر دوستانرا آنکه رحم کنند و شفقت کنند با دوستان و نرسیده است مر پیمان شکنندگان را که از شکستن عهد پشیمان شوند قوله

الم یاتهم انباء من فات عهدهم	وفی صدره نارا لاسے یتضرم

آیا نیامد ایشانرا اخبار کسے که فوت کرد عهد دوستان را و شکست پیمان ایشانرا و حال آنکه در سینه او

آتش اندوہ پشیمانی بنقض عہد زبانہ میزند یعنی از روی قرآن و احادیث نرسیدہ است بایشان قصۂ شکستن کہ از عہد شکنی چنان پست حال ناقصان ۔ قوله

فیالیت قومی یعلمون بما جری	علی جرح منهم فیعفوا ویرحموا

پس ای کاشکی قوم من بدانند با نچہ رفتہ است از ایشان برمن جریح از ظلم و تعدی خود پس ببخشند و رحم کنند قوله

قوله حکی الدمع منی والجوارح اضمرت	فیا عجبا من صامت تیکلم

حکایت کرد یعنے آشکارا کرد راز من اشک من و حال آنکہ اعضا و جوارح من پوشیدہ داشتہ بودند ای فعلے عجبی از خاموشی کہ سخن نمیگوید و افشاء راز صاحب خود میجوید قوله

اتی موسم البروز واحضرت الربی	ویرق خمر والندامی ترنم

ربی جمع ربو بمعنی تل ترنم در اصل ترنموا این قسم قافیہ در اشعار عرب شائع است آمد موسم بہار و سبز شد تلہا و تنگ و صاف شد شراب و یاران ہم قدح می سرایند ۔ قوله

ایا من فاق کل السلاطین سطوة	ترحم جزاک الله والخیر یغنم

اے آنکہ غالب آمدہ بر ہمہ سلاطین از روے سطوة رحم کن جزا دہد ترا خدا و خیر را غنیمت داند ۔ قوله

بنی عم جودوا علینا بجرعة	وللفضل اسباب بها یتوسم

یعنی اے عم زادہا سخاوت کنید بر ما بہ بخشش یک جرعہ مر بزرگی را است سببہا کہ بدان دیدہ میشود و فضل نشان دادہ میشود غنای برادران خداوند فضل و توانگری بر فقیران جود و کرم کنید و بخشش در آئید ۔ کہ فضل عبارت از جود است و کرم بجمع دینار و درم قوله

شهور بها الافنا ویقتضے الغنا	وفی شانه عیش الربیع المحرم

شہور جمع شہر و این شہور خبر مبتدای معدوم ای ہذا شہور یعنے این ماہہا بسبب تاثیر آن دل تقاضای سرود میکند یا بے نیازی و توانگری مطلب نہ کہ نتیجۂ آن عیش و طیش بود و در سامان کہ فقر و لی نداریم و دست قدرت ہیچ نداریم عیش بہار است حرام و دل در پاے دام ۔ قوله

الکل من الخلان ذخر ومنة	وللحافظ المسکین فقر ومغرم

یعنی ہر یکے را از دوستان ذخیرہا ست کہ ہنگام عسرت بکار آید و خیرات و صدقات است کہ در انجہان بہجت افزاید و مر حافظ مسکین و فقیر را تاوانیست کہ باعث اضطرار است و فقر اختیاری سر بسر تاوانیست

ف وزن این غزل اکثر بیات این غزل از بحر طویل است در اصل ہشت بار فعولن مفاعیلن ۱۲

که باعث شکرگزاری و موجب رسوائی و خواری غزل

اگر بر خیزد از دستم که با دلدار بنشینم	ز جام خضر می نوشم ز باغ وصل گل چینم

بر خیزد از دستم میسر آید قوله

مگر دیوانه خواهم شد درین سودا که شب تا روز	سخن با ماه میگویم پری در خواب می بینم

مگر تحقیق شب رحلت وقت مرگ قوله

نه هر کو نقش نظمی زد کلامش دلپذیر افتد	تذرو طرفه میگیرم که چالاک است شاهینم آید

نه هر کو یعنی نه هر شاعرے که او نقش نظمی زد شعرے گفت کلامش دلپذیر افتد سخنش مقبول طبع شد
تذرو طرفه مراد مضمون نادر و معانی باریک شاهین طائر شکاری مراد طبیعت قوله

و گر باور نمیداری رو از صورتگر چین پرس	که مانی نسخه میخواهد ز نوک کلک مشکینم

صورتگر نقاش مانی نام نقاش رومی که بدروغ دعوی پیغمبری کرده و نقاشی را معجزه ساخته در
عهد شاه بهرام هرمز شاه بود هم بدست او کشته شد ۱۲ من براهیم شاهی قوله

رموز عشق و سرمستی ز من بشنو نه از حافظ	که با جام و قدح هر شب ندیم ماه و پروینم

پروین ثریا غزل

اینچه شورست که در دور قمر می بینم	همه آفاق پر از فتنه و شر می بینم

این غزل در شکایت زمانه و علامت قیامت گفته دور قمر این دور آخر از همه ستارگان سیاره است
و دور هر هفت هزار سال است هزار تنها عمل آن ستاره و شش هزار دیگر بشارکت شش ستاره
و آدم علیه السلام هم در دور قمری است قوله

دختران را همه جنگ است و جدل با مادر	پسران را همه بدخواه پدر می بینم

جدل خصومت قوله

ابلهان را همه شربت ز گلاب و قند است	قوت دانا همه از خون جگر می بینم

خون جگر محنت و مشقت غزل

آنکه از فکر دل شاد نکرده است منم	وانکه این غمکده آباد نکرده است منم

این غمکده دنیا و دل و بدن آدم بخود کرده یعنی خوش فرهاد نام عاشق شیرین پس زانو نشستن

مراقبه کردن و باادب نشستن هادی هدایت کنندہ مرشد ارشاد کنندہ ساحت پیرامون خانہ
طرح انداختن از جاے دور و نیز انچہ نقاشان براے رنگ آمیزی غزل

آنکہ پامال جفا کرد چو خاک راہم	خاک میبوسم و عذر قدمش میخواہم

یعنے ہرچند آن ترک جفاکیش با دل ریش جور و ستم کند و راحت میدانم از جور او شکایت نمیکنم بکوری رقیبان مباہات کنان میگویم آنکہ پامال الخ دریش آن باہ ستم کیش خود میگویم کہ ای سرو بوستان لطافت قولہ

من نہ آنم کہ بجور از تو بنالم حاشا	چاکر معتقد و بندہ دولتخواہم

ہمیشہ اندیشۂ من این است کہ چگونہ خدمت شایستہ کنم کہ مقبول طبع شریف تو باشد قولہ

بستہ ام در خم گیسوی تو امید دراز	آن مبادا کہ کند دست طلب کوتاہم

در ضمیر من غیر ازین نیست کہ بغیر از جناب تو سخنے و ماواے ندارم عرضداشتے میکنم بدین مضمون کہ قولہ

ذرۂ خاکم و در کوی توام وقت خوش است	ترسم ای دوست کہ بادے ببرد ناگاہم

اے زاہد خود بین کہ کار تو بجز تحقیر درمندان نیست اگر خواہی کہ عظمت رندان خرابات مشاہدہ کنی قولہ

بامن راہ نشین خیز و سوے مصطبہ آے	تا ببینی کہ در افلاک چہ صاحب جاہم

مصطبہ شراب خانہ لغت بغدادیست عرصۂ افلاک اضافت بیانیہ قولہ

خوشم آمد کہ سحر خسرو خاور میگفت	باہمہ پادشہی بندۂ توران شاہم

شاہم بدرجۂ کمال بدانکہ تقدیر خیر و شر ہمہ بقدرت حق است پس بہترین طریقہ اینست کہ خموش و بر این کہ معتقد تو نیستم اعتراض مکن اعتقاد من اینست کہ میگویم قولہ

صوفی صومعۂ عالم قدسم لیکن	حالیا دیر مغانست حوالتگاہم
پیر میخانہ سحر جام جہان بینم داد	و اندران آئینہ از حسن تو کرد آگاہم

جام جہان بین دل مصفا یا شراب از جہت ذکر ظرف و ارادۂ مظروف اندران آئینہ اشارہ بجام جہان بین از حسن تو کرد آگاہم باعتبار لایسعنی ارضی و لاسمائی و لکن یسعنی قلب عبدی المؤمن پس ازین حال دیر رند آشناہ دلفریب در قباے حسن و ناز میخرامید از غروری کہ داشت بفقیران نگاہ نمیکرد گفتم اے شاہ قولہ

مست بگذشتی و از حافظت اندیشہ نبود	آہ اگر دامن حسن تو بگیرد آہم	غزل
بمژگان سیہ کردی ہزاران رخنہ در دینم	بیا کز چشم بیمارت ہزاران درد برچینم	

این شعر در نسخہ مطبوعہ بدین لفظ نیافتہ شد

مژگان سیه کنایه از ظلمت تقصیرات چشم بیمار صفت چشم معشوق باعتبار کم نگاهی چه بیمار را خاصه است که بهر سو نگاه نمیکند و این صفت حوران است که هن قاصرات الطرف و مراد از چشم بینائی حق چون سالک بکمال رسد این صفت در وی پدید آمده بود قال ع اذا اراد الله بعبد خیرا بصره بعیوب نفسه معنے آنست که خداوند ابسبب تقصیر که از من بوجود آید اشاره بهلاک من در رسید که گفتی من عمل صالحا فلنفسه و من اساء فعلیها و ما انا بظلام للعبید بیا که از بینائی و اطلاع تو آن تقصیرات که مظهر عدم رضائی است و رخنه کرده است در دینم و شوک آلام از رهگذار خود بر چینیم و توجه خویش را از ان در کشم و خلیده را از پای بر کشم و نیز مژگان سیه کنایه از عشق مجازی بود و چشم کنایه از عشق حقیقی شود و بیماری چشم تعریف او بود معنے آنست که ای محبوب حقیقی بمژگان سیاه خود که عشق مجاز است هزاران رخنه در شمار آور دی لباس دینداری که بر تنم بود و از محبت مجازی پاره کردی بیا که از عشق حقیقی تو هزاران درد و اندوه اختیار کنم و از مرتبهٔ مجاز بپایهٔ حقیقت روم شکر قرب چشم ذات و تجلی مے شراب کنایه از مستی حرمان بی نصیبی آن اشاره بشکر این اشارت ہے۔ قوله

الا ای همنشین دل که یارانت برفت از یاد | مرا روزی مباد آندم که بی یاد تو بنشینم

همنشین دل کنایه از محبوب حقیقی یاران کنایه از دوستان تصدیقی که در عالم عدم یار و مصاحب بوده برفت از یاد خطاب بحضرت حق است و اگرچه فراموشی بدو جائز نبود اما از کمال استمالت چنین زبان مے آرد و از زبان عارفان مقام استمالت حرفها بوجود مے آید دیگرا ز تقلید نمے شاید اے آنکه در دل ما جا کرده و همنشین دل گشته و یاران قدیم خود را بفراموشی آورده مرا مباد آن روزے که بے یاد تو برآیم که حیات عارفان بیاد حق است کل نفس یخرج بغیر ذکر الله فهو میت الهی بیاد خودم ثابت دار و نیز دل بمعنے سر بود معنے آنست که اے بنده محرم راز و ای مونس دم شاید که یاران قدیم خود را فراموش کرده و ما دوستان را بفراموشی آورده پس از روی شفقت مے فرماید و دل بندگان را بخود میر باید که مرا روزی مباد که بے یاد تو بنشینم و فراموشیت گزینیم که اگر یک لمحه حق در یاد بنده نباشد هر آئینه حرف صورتش از لوح هستی تراشد قوله

جهان پیر است و بی بنیاد ازین فرهاد کش فریاد | که کرد افسون و نیرنگش ملول از جان شیرینم

نیرنگ مکر قوله

اگر بر جای من غیری گزیند دوست حاکم اوست | حرامم باد اگر من جان بجای دوست بگزینم

اشکال آنست کہ غیرت عاشقی تقاضائے کند کہ اگر دوست دیگرے را بر عاشق گزیند بران عاشق گران آید جواب آنست کہ این غیرت ہوسنا کانست و غیرت عارفان آنست کہ معشوق اگرچہ دیگرے را برگزیند رواست کہ فیض او بہمہ عام است اما عاشق را باید کہ نظر بران غیر کہ برگزیدہ است نیندازد و چون نظر بر غیر انداخت عاشق نیست عاشق آنست کہ غیر را در دل و چشم گنجایش نباشد قولہ

زتاب آتش دوری شدم غرق عرق چون گل	بیار ای باد شبگیری نسیمے زان عرق چینیم

عرق خوے باد شبگیر باد صبا کہ ایصال رائحہ طیبہ بدو نسبت دہند و سبب شگفتگی ریاحین گلزار شود اینجا کنایہ از مرشد عرق چین مرکب نام عطریست از عطریات خاصیت و عرق چینی است اینجا کنایہ از محبوب معنی آنست کہ از تاب آتش جدائی ہمچو گل غرق عرق شدہ و پژمردہ ورق ورق شدم اے مرشد طریقہ و اے ہادی حقیقت نسیمے از ان محبوب حقیقی بیار و این غریق را ازین ورطہ برآرا ے بیان حقائق و معارف طریق مشاہدہ بنما و سے تواند کہ این بیت جوابیست بہ بیت بالا کہ کلام قدسی است قولہ

صباح الخیر زد بلبل کجائی ساقیا برخیز	کہ غوغا میکند در سر خیال جنگ دوشینم

صباح الخیر کلمہ ایست کہ ہنگام طلوع صبح معاشران بساقی مے گویند و ساغر صبوحی ازو می جویند اینجا آنرا از ولولہ محبت ہنر و بلبل عبارت از دل سالک ساقی کنایہ از مرشد غوغا بمعنے شور بود و خروش جنگ دوشین کنایہ از عہد الست معنی چنین باشد یعنی ولولہ عشق از عہد الست بربکم قالوا بلے در سرم شور و غوغا میکند پردہ پندار و عقدہ عفت خونخوار از پیش بصیرتم برخاست و عہدے کہ روز میثاق بحضرت حق بستہ ام از سر ہنگام آراست ۔

غزل

بیا تا گل برافشانیم و مے در ساغر اندازیم	فلک را سقف بشگافیم و طرح نو در اندازیم
شراب ارغوانی را گلاب اندر قدح ریزیم	نسیم عطرگردان را شکر در مجمر اندازیم

ارغوانی سرخ عطر بکسر بوے خوش و نیز قسمے از خوشبوی مجمر عود سوز قولہ

بیا جانا منور کن بروئیت مجلس ما را	کہ در پیشت غزل خوانیم و در پایت سر اندازیم

بروئیت تا بمعنے خود قولہ

یکے از عشق می لافد و گر طامات می بافد	بیا کاین داوریہا را بہ پیش داور اندازیم

طامات سخنان از چپ و راست داوریہا حکومت و قضیہ داور حق تعالے قولہ

چو در دستست رودی خوش بزن مطرب سرودی خوش	که دست افشان غزلخوانیم و پاکوبان سراندازیم

پاکوبان رقص کنان قوله

صبا خاک وجود ما بآن عالیجناب انداز	بود کان شاه خوبانرا نظر بر منظر اندازیم

صبا باد شرقی اکثر اوقات بشیراز ورزد بغایت لطیف و موافق طبع خلائق است ۱۲ من ابرہیم شاہی منظر جای نظر انداختن قوله

بهشت عدن اگر خواهی بیا با ما بمیخانه	که از پای خمت یکسر بحوض کوثر اندازیم

عدن نام بهشتی از در ابیض قال ان الجنة ثمانیة اولها دار الجلال وهی من لولو ابیض وثانیها دار السلام وهی من یاقوت احمر وثالثها جنة المأوی وهی من زبرجد اخضر ورابعها جنة الخلد وهی من ذهب اصفر وخامسها جنة النعیم وهی من فضة وسادسها جنة الفردوس وهی من ذهب احمر وسابعها من یاقوت احمر وثامنها جنات عدن وهی من درة بیضاء وهی مشرفة علی الجنان کلها کوثر نام جویست در بہشت انا اعطیناک الکوثر۔ غزل

بگذار تا بشارع میخانه بگذریم	کز بهر جرعهٔ همه محتاج این دریم

شارع شاهراه شارع میخانه اضافت بیانیه قوله

روز نخست چون دم رندی زدیم و عشق	شرط آن بود که جز ره این شیوه نسپریم

روز نخست روز الست این شیوه عشق قوله

جائیکه تخت و مسند جم میرود بباد	گر غم خوریم خوش نبود به که می خوریم

جم بفتح اگر با خاتم و نگین و بلقیس و ماهی و امثال آن افتد سلیمان مراد بود و اگر بمقابل آئینه و سد و امثال آن بود سکندر مراد بود و اگر بمقابل پیاله و شراب بود جمشید بود و چون ازین چیزها سطوره هیچ چیز نبود هرچه مقتضای محل بود همان مراد بود اما درینجا سلیمان مرادست مسند جای سند و فرش که بگسترانند گویند که مسند سلیمان سه فرسخ در سه فرسخ بگسترانندی قوله

تا بو که دست در کمر او توان زدن	در خون دل نشسته چو یاقوت احمریم

تا بو یعنی باشد دست در کمر او توان زدن ای بوصال او رسیدن یاقوت جواهریست سرخ و نیز زرد و کبود از همه سرخ نیکوتر و همه جواهر بشکند و بگدازد مگر یاقوت رمانی هر که با خود دارد از طاعون ایمن بود و نام خطی و باستعاره لب معشوق بود ۱۲ من ابرہیم شاہی قوله

شوریدگان بحالت رقصند و در سماع　|　ما نیز هم بشعبدهٔ دستے بر آوریم

شوریدگان دیوانگان عاشقان شعبده بازی رقص قوله

قدر لعل از جرعهٔ تو خاک زمین در و لعل یافت　|　بیچاره ما که پیش تو از خاک کمتریم

خاک زمین کنایه از سالک در و لعل یافت بمرتبه رسید که مخرج لعل و دُر گردید قوله

زان پیشتر که عمر گرانمایه بگذرد　|　بگذار تا قیامت روے تو بنگریم

گرانمایه قیمتی و بیش بها و نفیس قوله

حافظ چو ره بکنگرهٔ کاخ وصل نیست　|　با خاک آستانهٔ این در بسر بریم

کاخ کشک غزل

دل آن بارها گفته ام و بار دگر مے گویم　|　که من گم شده این ره نه بخودمے پویم

بارها یعنی بسیا این ره اشاره بشعر نه بخودمی پویم نه بهواے نفسانی میگویم قوله

همان آن در پس آئینه طوطی صفتم داشته اند　|　انچه اُستاد ازل گفت بگو مے گویم

مراد از آئینه دل مصفا استاد ازل حق تعالے گفت الهام نمود درین بیت تقلیب است تقدیر کلام چنین است که طوطی صفت مرا داشته اند در پس آئینه انچه اُستاد ازل گفت بگو مے گویم یعنی من از کسوت اختیار برآمده ام و مرا هیچ نوع اختیار نیست اختیار از ان حق است و این بیت حافظ در ستایش خود فرموده کما قال ع انا سید ولد آدم ولافخر و آیهٔ ما کان لبشر ان یکلمه الله الا من وحیا و من وراء حجاب شاهد این حال است یعنی من بحکم الشعراء تلامیذ الرحمٰن هر چه میگویم از الهام حق است نه چون شعرای عوام که گفتار شان محض آموزش نفس و شیطان کما قال الله والشعراء یتبعهم الغاوون الم تر انهم فی کل واد یهیمون و نیز در پس معنے مقابل ۵ پس چرخه نفرین گرفتند پیش ۵ و رسم است که چون طوطی را آموزانند مقابل طوطی آئینه برارند و آموزانندہ پس آئینه نشسته آواز کند طوطی عکس خود را در آئینه می بیند و آن آواز و بندارد و در سخن آید　　قوله

من اگر خارم اگر گل چمن آرائی هست　|　که از ان دست که می پروردم میرویم

خار بد گل نیک چمن آرا باغبان مراد حق تعالے از ان دست بنوعے و روشی قوله

دوستان عیب من بیدل حیران مکنید　|　گوهری دارم و صاحب نظرے می جویم

گوهر مراد دل صفا۔ قوله

گرچه باد لق ملمع مے گلگون عیب است	مکنم عیب بکز و رنگ ریا مے شویم

دلق ملمع ہستی مستعار بحکم نکنید مرا رنگ ریا ہستی مستعار قوله

خنده وگریه عشاق ز جای دگرست	می سرایم بشب و وقت سحر مے مویم

زجاے دگرست بسبب عشق است قوله

حافظم گفت که خاکِ درِ میخانه مبوے	گو مکن عیب که من مشکِ ختن می بویم

میخانه عالم عشق من مشکِ ختن می بویم معاینۂ تجلی حق مینمایم غزل

بشری اذا السلامة حلت بذی سلم	للہ حمد معترف غایة النعم

بشارت است وقتیکه سلامه حلول کرد در ذی سلم که موضعے است که در وے سلم یعنے کنار بسیار ست مر خدا را است سپاس و ستایش کسے که اعتراف نماینده بود نهایت نعمتها را که بوے رسیده باشد یعنے آن حلول سلامة در ذی سلم بمنزلۂ حصول نعمتها است قوله

پیمان شکن هر آینه گردد شکسته دل	ان العهود عند ملیک النهی ذمم

پیمان شکن عهد شکن عهود عهدها ملیک خداوند نهی خرد ذمم ذمه یعنی عهد شکن البته شکسته دل شود چه عهد و پیمان نزد خداوند عقل ذمه و رعایت همان نزد ارباب خرد لازم قوله

در نیل غم فتاد و سپهرش بطعنه گفت	الآن قد ندمت و ما ینفع الندم

نیل بکسر رودیست از کشور زنگبار بمصر بگذرد چون فرعون از عهد حق برگشت و با لشکر خویش در نیل غرق شد بصد خواری معنے آنست که آن عهد شکن در نیل غم افتاد سپهرش بطعنه این ندا داد که اکنون پشیمان شدی و حال آنکه نفع نمیکند پشیمانی این مضمون تلمیح است بکریمه آلآن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین قوله

ساقی بیا که دور گلست و زمان عیش	پیش آر جام و هیچ مخور غم ز بیش و کم

ساقی کنایه از مرشد و روح و دل و خود قوله

بشنو ز جام باده که این زال نو عروس	بسیار کشت شوهر چون کیقباد و جم

زال نو عروس دنیا زال بطوالت ایام و عروس باعتبار آرایش کیقباد نام شاهے ایران بین

جم جمشید ذکر او بالا مرقوم شد قوله

حافظ بکنج میکده دارد قرارگاه	کالطیر فی الحدیقة واللیث فی الاجم

مانند مرغ در باغ و شیر در بیشه غزل

نی تو لب سروروان با گل و گلشن چکنم	زلف سنبل چه کنم عارض سوسن چه کنم
آه کز طعنهٔ بدخواه ندیدم رویت	نیست چون آینه‌ام روی ز آهن چه کنم

یعنی چون روی تو آئینهٔ من نیست آئینهٔ آهن چه کار آید قوله

شاه ترکان چو پسندید و بچاهم انداخت	دستگیر ار نشود لطف تهمتن چه کنم

شاه ترکان افراسیاب تهمتن رستم مراد مرشد درینجا این قصه بر سبیل اجمال چنین است که بیژن را که در خدمت افراسیاب ملک بود اتفاقاً با دخترش محبتی واقع شد شبی بدور او در خلوت یافتند این خبر با فراسیاب رسانیدند افراسیاب بیژن را گرفته در چاه محبوس کرد اقارب بیژن این خبر را برستم رسانیدند رستم بالشکر خویش از شهر خود برآمد در شهر افراسیاب چاهی که بیژن را اسیر کرده بودند مشعلها درآمد و بیژن را برآورده همراه خود برد معنی آنست که چون مرا حضرت حق باقتضای حکمت بالغه دانسته در چاه دنیا انداخت اگر مرشد کامل دستگیری نکند و ازین چاه زندان رهائی ندهد که خلاص تواند ساخت اگر سائلی سوال کند مرشد را با تهمتن که بممانعت افراسیاب بیژن را از چاه زندان خلاص ساخته چه مشابهت دارد و بر قبول آن که توجه گمارد که مرشد در کمال اطاعت حق بود هر چه کند باراده او کند گوئیم این تشبیه من بعض الوجوه است نه من کل الوجوه و اینچنین در کلام فصحا کثیر الوقوع است پس تشبیه مرشد به تهمتن محض در رستگاری بود و موافقت و مخالفت منظور نشود و معهذا ارباب قرب را منزلی است که چنین و چنان کنند و در بعضی تقدیرات مرضی حق را فهمیده مخالف آن شوند حق سبحانه نیز مرضیات ایشان را فهمیده رقوم لوح محفوظ را محو میگرداند و بطوری که ارادهٔ ایشان است به ثبت میرساند کقوله یمحوا الله ما یشاء ویثبت وعنده ام الکتاب بگوش هوش بشنوای مقبول اولوالالباب و میتواند که شاه ترکان کنایه از صفات قهریه حق بود و تهمتن کنایه از صفات لطفیه کما جاء فی الحدیث القدسی سبقت رحمتی علی غضبی و فی الحدیث النبوی صلعم اللهم انی اعوذ بك منك ای اعوذ بلطفك من قهرك و میتواند که مراد از شاه ترکان نفس باشد معنی آنست که چون نفس مرا در چاه هوا و هوس انداخت اگر لطف روح

مانند رستم که بیژن را از چاه برآورد دستگیر نگردد حال من چون شود و قصهٔ رستم و بیژن در بیت شاه ترکان سخن مدعیان مے شنود مذکور شد قوله

بروای زاهد و بر دردکشان خورده مگیر	کارفرمای قدر میکند این من چه کنم

در دکشان عاشقان خورده مگیر عیب مکن کارفرمائے قدر حقتعالی این اشاره بد کشتی قوله

مددے گر بچراغے نکند آتش طور	چارهٔ تیرهٔ شب وادی ایمن چه کنم

چراغ روشنی آتش طور تجلی وادی ایمن نام بیابانے در بیت المقدس قوله

برق غیرت که چنین میجهد از پردهٔ غیب	تو بفرما که من سوخته خرمن چه کنم

باید دانست که چون غیرت دامنگیر عاشق است و نمیخواهد که معشوق بدیگرے ملتفت شود معشوق را هم غیرت میشود و نمیخواهد که عاشق او بدیگرے نگرد چنانچه نقل است که چون در دعاشقی دامنگیر وقت ابراهیم ادهم گردید ترک دنیا نموده طالب محبوب خود گردید روزے در کنج نشسته مشغول محبوب خود بود که پسرش خورد بود چون بسلطنت رسید روزے بار زوے تمام نزد پدر آمد و سلام کرد ابراهیم گفت تو بر کدام دینی گفت بر دین محمدی گفت الحمد لله گفت قرآن دانی گفت بلے گفت الحمد لله ابراهیم خواست که برود پسرش نگذاشت محبت در دل ابراهیم اثر کرد همین آواز آمد که یا ابراهیم تدعی محبتنا و تحب غیرنا ابراهیم از غایت محبت گفت الهی اغثنا یا این را بردار یا مارا بحر داین سخن پسرش بیفتاد همانجا جان بداد زهے غیرت معشوق که با عاشقان خود چنین میکند ازینجاست ؎ برق غیرت که چنین میجهد قوله

حافظا خلد برین خانهٔ موروث منست	اندرین منزل ویرانه نشیمن چکنم

موروث ابا عن جد منزل ویرانه دنیا نشیمن نشست غزل

باز آئی ساقیا که هوا خواه خدمتم	مشتاق بندگی و دعاگوی دولتم
آرے که فیض جام سعادت فروغ تست	بیرون شدن نمای ز ظلمات حیرتم

یعنے هدایت نمودن خاصهٔ جام سعادت فروغ تست پس میخواهم که مرا ازین ظلمات حیرت که دنیا و عالم کثرت است برآری و بمقام سراسر نور که عالم قرب و وحدت است رسانی۔ قوله

هر چند غرق بحر گناهم ز شش جهت	تا آشنای عشق شدم ز اهل رحمتم

تا آشنای عشق شدم لیکن از ان وقتے که آشنائے عشق شدم قوله

عیبم مکن بندی و بدنامی اے فقیہ	کاین بود سر نوشت ز دیوان فطرتم

فقیہ دانشمند سر نوشت حکم ازلی قولہ

مے خور کہ عاشقی نہ بکسب ست و اختیار	این موہبت رسید ز دیوان فطرتم

کسب سعی موہبت بخشش دیوان فطرۃ روز ازل قولہ

من کز وطن سفر نگزیدم بعمر خویش	در عشق دیدن تو ہوا خواہ غربتم

ہوا خواہ دوستدار و طالب غربت مسافرت قولہ

دورم بصورت از در دولتسرای دوست	لیکن بجان و دل ز مقیمان حضرتم

بصورت باعتبار جسم یا بسبب جسم قولہ

گردم ز نے ز طرۂ مشکین آن نگار	فکرے کن اے صبا ز مکافات غیرتم

گردم زنے اگر دعوی عشق او کنی و طالب مے باشی طرۂ مشکین جذبۂ عشق صبا مراد علما و زاہد مکافات بدلہ یعنی اے صبا اگر میخواہی کہ میان طرۂ مشکین او عشق کنی از مکافات غیرت من فکرے کن قولہ

دریا و کوہ در رہ و من خستہ و ضعیف	اے خضر پے خجستہ مدد کن بہمتم

ضعیف ناتوان پے خجستہ مبارک قدم ہمت توجہ غزل

بغیر ازین کہ بشد دین و دانش از دستم	بیا بگو کہ ز عشقت چہ طرف بر بستم

دانش علم ظہیر ۵ مرا ز دانش من نیست بہرہ چہ عجب ؛ ز رنگ خویش نباشد نصیب حنا را ؛ قولہ

اگرچہ خرمن عمرم غم تو داد بباد	بخاک پاے عزیزت کہ عہد نشکستم

غم کنایہ از عشق بخاک پاے تو بای قسمیہ عہد نشکستم خللے در عہد نیاوردہ ام قولہ

چو ذرہ گرچہ فقیرم بہ بین بدولت عشق	کہ در ہوای رخت چون بمہر پیوستم

بہبین بدولت عشق بدلت عشق کہ دارم نظر کن ہوا محبت آرزو چون چگونہ قولہ

بیار بادہ کہ عمر یست تا من از سر مہر	بکنج عافیت از بہر عیش نہ نشستم

عمریست مدتیست کنج گوشہ از دست عشق یعنے بسبب و بطفیل عشق قولہ

اگر ز مردم ہشیاری اے نصیحت گو	سخن بخاک میفگن چرا کہ من مستم

نصیحت تو با من بمنزلہ بخاک انداختن است چہ مست را نصیحت سودے ندہد غزل

حافظ ... (marginal handwritten notes, partly illegible)

بعزم توبه سحر گفتم استخاره کنم | بهار توبه شکن میرسد چه چاره کنم

عزم قصد استخاره طلب خیر و نیز معروف قوله

بدور لاله دماغ مرا علاج کنید | گر از میانهٔ بزم طرب کناره کنم

بزم طرب مجلس میخواری قوله

ز روی دوست مرا چون گل مراد شگفت | حوالهٔ سر دشمن بسنگ خاره کنم

ز روی دوست بسبب مشاهدهٔ دوست چون گل مراد شگفت حصول مراد گردید خاره قسم سنگست قوله

بتخت گل بنشانم بتی چو سلطانی | ز سنبل و سمنش ساز طوق و یاره کنم

تخت گل دل سالک طوق آنچه در گردن افگنند از زر و نقره یاره دست ورنجن یعنی بر تخت گل محبوبی نشانم همچون بادشاهان و زیورهاش از گل پوشانم و معنی حقیقی آنست که دل از محبت مجازی گل و از شگفته و از حجاب خویش هیچ نهفته محبوب حقیقی را سلطان وار بران نشانم و از تسبیح و تهلیلش محلی گردانم و قول سبحانک لا اله الا انت بر زبان رانم قوله

گدای میکده ام لیک وقت مستی بین | که ناز بر فلک و حکم بر ستاره کنم

ستاره ستارگان قوله

نه قاضیم نه مشائخ نه محتسب نه فقیه | مرا چه کار که منع شراب خواره کنم

مدرس

مشائخ صاحب مشیخه منع باز داشتن اشکال این بیت آنست که امر معروف و نهی منکر بر هر کس بقدر او واجب است ہ گرت نهی منکر بر آید ز دست ؛ نشاید چو بی دست و پایان نشست ؛ و گر دست قدرت نداری بگو ؛ که پاکیزه گردد باندرز خوی ؛ چو دست و زبان را نماند مجال ؛ بهمت نمایند مردی رجال ؛ قال الله و أمر بالمعروف وانه عن المنکر و نهی منکر از دولتمندان بدست باید و از علما بزبان و از فقرا بدل بانکه آنرا مکروه دارند و از ته دل خواهند که آن منکر برطرف شود جوابش آنست که منع کردن شرابخواره یعنی باز داشتن او از شراب خوردن دران متصورست که کسی بدست آزار رساند و یا شخصی بزبان گوید گفتن او محل خوف آن بود که اگر گفته او را قبول نخواهم کرد بدست آزار خواهد رسانید چنانچه حال قاضی و مشائخ و فقیهاست و هرگاه من از ینها نیم پس بر من باز داشتن آن شرابخوار از خوردن فرض نیست یعنی واجب بر من کراهت قلبی و آنرا بجا می آرم قال ع من رأی منکم منکرا فلیغیره بیده و ان لم یستطع فبلسانه و ان

لم یستطع فبقلبه و فی ذلک العوام تمغا بفتح نشان و داغے کہ بر ران اسپ نہند ساز استعداد برگ اسباب خانہ معاش زندگی و قوت قولہ

مرا کہ نیست رہ و رسم لقمہ پرہیزی	ہمان بہ است کہ میخانہ را چارہ کنم

ہمان بہ است بہتر ہمانست قولہ

زبادہ خوردن پنہان ملول شد حافظ	ببانگ بربط و نی رازش آشکارہ کنم

ببانگ بربط و نے بطریق علانیہ و اشتہار غزل

بہ تیغم گر کشد دستش نگیرم کمان ابروے ما را گو مزن تیر	وگر تیرم زند منت پذیرم کہ پیش دست و بازوئیت بمیرم

کمان ابرو معشوق قولہ

غم گیتی چو از پایم در آورد	بجز ساغر نباشد دستگیرم

از پایم در آورد عاجز و پریشان ساخت دستگیر ممد معاون نفیر آواز عرش تختے است از جوہر سبز و اورا چہار صد ہزار رکن و میان ہر رکن ہشتاد ہزار سالہ راہ قولہ

برآے اے آفتاب صبح امید	کہ در دست شب ہجران اسیرم

آفتاب صبح امید معشوق قولہ

بفریادم رس اے پیر خرابات	بیک جرعہ جوانم کن کہ پیرم

پیر خرابات مرشد قولہ

چو طفلان تا کے این زاہد فریبے	بسیب بوستان و شہد و شیرم

سیب بوستان کنایہ از زہد شہد و شیر صلاح و تقوی یعنی بسیب بوستان و شہد و شیر مرا ہمچو طفلان تا کے زاہد فریبے دہی و بچیزہاے محقر مرا از خود او را بشکنی ای مرا تا کے ہمچو زاہدان طفل فریب از خود بغیرے اندازی و مجاز را در پیش نظر جلوہ گر سازی بذکر غیر مبر یاد خود مرا از ضمیر۔ قولہ

بسوز این خرقۂ تقوئے چو حافظ	کہ گر آتش شوم در وے نگیرم

نگیرم اثر نکنم غزل

برو ای طبیب از سر کہ ز سر خبر ندارم	بخودم دمے رہا کن کہ ز خود خبر ندارم

این لفظ... (حاشیہ دستی)

بعیادتم قدم نه که زبیخودی شوم به　　مے ناب نوش وہم دہ که غمِ دگر ندارم

عیادت رفتن بہ بیمار پرسی نوش شیرین و آب حیات و تریاک ناب خالص بے آمیزش قوله

زذہب کنند زیور بزرت کشند در بر　　من بینوای مضطر چه کنم که زر ندارم

ذہب زر زیور پیرایه بینوا مفلس مضطر بیقرار غزل

تو ہمچو صبح و من شمع خلوتِ سحرم　　تبسمے کن و جان بین که خون ہمی سپرم

التبسم دندان سپید کردن و نیز قسمے از اقسام خنده قوله

چنین که در دلِ من داغ زلف سرکش تست　　بنفشه زار شود تربتم چو در گذرم

بنفشه نام گل تربت گور درگذرم بمیرم قوله

بر آستان امیدت کشاده ام درِ چشم　　که یک نظر فگنی چون فگندی از نظرم

یعنے منتظریم و امید آن داریم یکنظر یک نگه فگندی از نظرم ہیچ نگاہے بحال من نمیکنی قوله

چه شکر گویمت ای خیل غم عفاک الله　　که روز بیکسی آخر نمیروی ز سرم

خیل سپاه عفاک الله نگاہدارد ترا الله تعالے نرگس مست چشم مست تنگنا و تنگچه و تنگی ہر چیزے و راه تنگ غزل

تا سایۂ مبارکت افتاد بر سرم　　دولت غلام من شد و اقبال چاکرم
بیدار در زمانه ندیدی کسے مرا　　در خواب اگر خیال تو گشتی مصورم

مصوّر خیال کرده شده قوله

من عمر در غم تو بپایان برم ولے　　باور مکن که بے تو زمانے بسر برم

باور اعتبار قوله

گفتی بیار رخت اقامت بکوی ما　　من خود بجان تو که ازین کوی نگذرم

اقامت ایستادن بجان تو قسم بجان تو ـ غزل

چرا نه در پئے عزم دیار خود باشم　　چرا نه خاک کفِ پاے یار خود باشم

عزم قصد دیار ولایت قوله

غم غریبی و غربت چو بر نمے تابم　　بشهر خود روم و شهریار خود باشم

غریبی مسافرت چو برنمے تابم تحمل نمیتوانم کرد شهریار پادشاه روزگار که بقصر غرض بزرگترین پادشاهان بود و نیز شهریار قوله

ز محرمان سراپردهٔ وصال شوم	ز بندگان خداوندگار خود باشم

سراپرده سراچهٔ پادشاهان قوله

همیشه پیشهٔ من عاشقی و رندی بود	دگر بکوشم و مشغول کار خود باشم

پیشه کسب و هنر و طریق قوله

چو کار عمر نه پیداست بارے آن اولی	که روز واقعه پیش نگار خود باشم

روز واقعه روز مرگ قوله

ز دست بخت گران خواب و کار بے سامان	اگر کنم گلهٔ راز دار خود باشم

گران خواب خفته راز دار خود باشم با کسے نگویم قوله

بود که لطف ازل رهنمون شود حافظ	وگرنه تا بابد شرمسار خود باشم

شرمسار شرمنده غزل

چلسال رفت بیش که من لاف میزنم	کز ساکنان دیر مغان کمترین منم

درین بیت اظهار محبت میکند که محبت ما امروزینه نیست بلکه ازلیه است قوله

هرگز بیمن عاطفت پیر مے فروش	ساغر تهی نشد ز مئ صاف روشنم

یمن فرخندگی عاطفت مهربانی ساغر دل مئ محبت و عشق یعنی از لی شکر این تا توانم کرد که هرگز قوله

از یمن عشق و دولت رندان پاکباز	پیوسته صدر مصطبها بود مسکنم

رندان عاشقان صدر پیشگاه مصطبه شرابخانه مسکن جاے سکونت یعنی از بسکه عین محبت و محض مودت بودم لاجرم هر کجا که صاحب سلوک جمع میشدند مرا تعظیم میکردند و بلند تر از همه نشاندند - قوله

در شان من بدرد کشی ظن بد مبر	کالوده گشت خرقه ولی پاکدامنم

درد کشی میخواری و طریقهٔ ملامتیه و محبت مجازی خرقه ظاهر قوله

شهباز دست پادشهم یارب از چه جاست	از یاد برده اند هواے نشیمنم

شهباز باز سپید پادشه حقتعالی هوا محبت و آرزو نشیمن آشیان مرغان و جاے نشستن و آن مقام که

همیشه آنجا باشند یعنی من مرغ دست پرور جناب حقم اما تعجب آنست که مسکن اصلی خود را چرا فراموش کرده ام اینچه غفلت و بیخبری است که بر من مستولی گشته قوله

حیف است بلبلی چو منی اندرین چمن	با این لسان عذب که خامش چو سوسنم

بلبلی چو منی چون من بلبلی اندرین چمن دنیا وجود عذب شیرین یعنی هر دم مرا حسرت و اشتیاق زیاده میشود بجانب اصلی که مکان وصل نیست مرغ روحم که مشتاق جانانست میخواهد که درین گلستان باشد مے گویم که حیف است۔ قوله

آب و هوای پارس عجب سفله پرورست	کو همرهی که خیمه ازین خاک برکنم

پارس این وجود دنیاے فانی همدم محب و موافق قوله

توران شه خجسته که در من یزید فضل	شد منت مواهب او طوق گردنم

من یزید بازار در عرب رسمے است که چون شخصے چیزے بفروشد و شخصے قیمتش مقرر کند و صاحب کالا بران قیمت قرار نگیرد گویند من یزید قوله

حافظ بزیر خرقه قدح تا بکے کشی	در بزم خواجه پرده زکارت برافگنم

پرده زکارت برافگنم کارت آشکارا کنم غزل

حجاب چهرهٔ جان مے شود غبار تنم	خوشا دمے که ازین چهره پرده برفگنم

یعنی بموجب وجودك ذنب ولا یقاس لها ذنب همین جسم ست که میان عاشق و معشوق حائل است و دوست باید وست سیدن نمی دهد وقتیکه طائر روح عاشق از قفص عنصری بپرید بدوست رسید و درین تمنا مرگ است بموجب فتمنوا الموت ان کنتم صادقین و نیز خود گفته است ۵ میان عاشق و معشوق هیچ حائل نیست + تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز قوله

چنین قفص نه سزای من خوش الحان است	روم بگلشن رضوان که مرغ آن چمنم

چنین قفص کنایه از وجود عنصری گلشن رضوان عالم وحدت و اطلاق۔ قوله

عیان نشد که چرا آمدم کجا بودم	دریغ و درد که غافل ز کار خویشتنم

در بیان تحیر میگوید که چندانکه رعنائی و زیبائی مرغ بتر مے بینی حیرانی و سرگردانی من بکار خویش افزون تر مے دان که نه مرا از نفس بے بنیاد خود خبرے و نه از آثار و مبدا و معاد اثرے۔ نقلست وقتی قصد حمام

کردم وبحمام رفتم آنجا صورتے دیدم با قامتے تمام بر درآن حمام نقش کرده باخود گفتم صورت بدین رعنائی وشخصے بدین زیبائی را یقین است که براے مصلحتے نگاشته اند وهر آئینه بجبت مهمش داشته اند این حکایت را از هر نوع گره می بستم که صورت بان حال برکشاد وگفت ای غافل اگر شکلے دارم اما در کار خود مشکلے دارم هر چند که رنگ و بوے زیباست مرا ؛ چون لاله رخ وچو سرو بالاست مرا ؛ معلوم نشد که بر درخانه خلق نقاش من از بهر چه آراسته مرا ؛ بر در حمام برهنه شدم همه خلق بر من میگذرند شب روز قایم نم زر و سیم دیگران مدتے شد که رو بدیوار آورده ام وحیران مانده ام وهیچ درنمے یابم که آمیختن این رنگ چرا وانگیختن این نقش چه مبادا که ناگاه خاکم کنند ؛ وزین وی دیوار پاکم کنند ؛ نه از بود خود هیچ سودے مرا ؛ نه اندر حقیقت وجودے مرا ؛ شب و روز در محنت واندوهم ؛ ز هر نوع خود رادمے میدهم ؛ ندانم کیم من درین رهگذر ؛ نه از آمدن نه زرفتن خبر ؛ اگر نیستم چیست این رنگ و بوے ؛ وگر هستم آخر چه چیزم بگوے ؛ درین خاکدان بادپیموده ام ؛ همه عمر جز نقش ننموده ام ؛ از جمله حقائق عشق یکے اینست که محقق وجود خود را بعینه چون نقش بر دیوار بیند واز وجود واوصاف خویش اصلا خبرے واثرے ندارد که النهایة هو الرجوع الی البدایة چنانچه در بدایت بجانه نابود خویش متمکن بود در نهایت کار نازیبا بود خود رفتن است ازینجاست که عیان نشد الخ قوله

چگونه طوف کنم در فضاے عالم قدس	چو در سراچه ترکیب تخته بند تنم

طوف سیر فضا میدان سراچه سراے خورد سراچه ترکیب دنیا تخته بند مقید قوله

مرا که منزل حور ست مسکن وماوے	چرا بکوے خراباتیان بود وطنم

منظر جای نظر محمل منزل جاے فرو آمدن چرا مرکب از چه دراخراباتیان اهل دنیا قوله

اگر ز خون دلم بوے عشق مے آید	عجب مدار که همدرد نافه ختنم

نافه معروف ختن ولایتی است مشکخیز از ترکستان منسوب بخوبرویان - قوله

طراز پیرهن زرکشم مبین چون شمع	که سوزهاست نهانی درون پیرهنم

طراز نقش ونگار قوله

بیا وهستی حافظ ز پیش او بردار	که با وجود تو کس نشنود زمن که منم

او کنایه بحافظ غزل

حاشا که من بموسم گل ترک مے کنم	من لاف عشق میزنم این کار کے کنم

حاشا دور باد سالک گفته اگر ناز و نعیم عالم را همه بیکبار بر محب عرضه کنند اگر کام جانش بجرعه ازان شراب ناب شیرین شده بجوی نخواهد خرید و بیشک این کیفیت را ترجیح خواهد نهاد بر دنیا و مافیها چنانکه گوید حاشا الخ قوله

مطرب کجاست تا همه محصول زهد و علم	در کار چنگ و بربط و آواز نی کنم

وازین هر شئی که محب کرده است معلوم میشود که نزد او مقصود اصلی کلی آن کیفیت است و بس باقی بطفیل آن کیفیت گفته مطرب کجاست الخ قوله

از قال و قیل مدرسه حالی دلم گرفت	یک چند نیز خدمت معشوق و می کنم

از قیل و قال گفتگو مدرسه جای تعلیم علم حالی الحال دلم گرفت ملول شد قوله

کو پیک صبح تا گلهای شب فراق	با آن خجسته طالع فرخنده پی کنم

عاشق را خاصیتے است که با در و دیوار راز گوید اگرچه کتمان عشق لازم است اما او نمیتوان کرد بنابران با صبا میگوید کو پیک صبح تا گلهای شب دراز + خجسته مبارک قوله

از نامهٔ سیاه نترسم که روز حشر	با فیض فضل او صد ازین نامه طی کنم

روزے رسول ع با اصحاب در کوچهای مدینه مے گذشت زنے سوگند داد که بخانهٔ وے نزول فرمایند چون درآمدند دید که آتشے افروخته بود و اولاد او گرد آتش بازی میکردند و گفت یا نبی الله الله ارحم بعباده امرا نابا ولادی فرمود بل الله ارحم الراحمین قالت اترانی یا رسول الله احب ان القی ولدی فی النار فکیف یلقی الله عبده فیها وهو ارحم الراحمین پس رسول ع گفت هکذا اوحی ازینجا است از نامه سیاه الخ و عاقل باید که بر فنائے دنیا و بیمهری دهر مطلع شود و با دوستان بمدارا زندگانی کند و این نکته گوش کند که قوله

کے بود در زمانه وفا جام می بیار	تا من حکایت جم و کاؤس کی کنم

کاؤس کے کیکاؤس نام بادشاہے و قیل نمرود را گویند و قیل فرعون را قوله

این جان عاریت که بحافظ سپرد دوست	روزے رخش ببینم و تسلیم وی کنم

تسلیم سپردن غزل

حالیا مصلحت خویش در آن می بینم	که کشم رخت بمیخانه و خوش بنشینم

وقت الست

حالیا الحال مصلحت نیک اندیشی قوله

جام مے گیرم وازاہل ریا دور شوم	یعنی ازاہل جہان پاکدلی بگزینم

جام مے گیرم درعشق مشغول شوم وازاہل ریا دور شوم از صحبت مرائیان دور شوم اہل دل کسے کہ اطلاع برمغیبات دارد کنایہ از مرشد کامل قوله

بسکہ درخرقۂ سالوس زدم لاف صلاح	شرمسار رخ ساقی و مے رنگینم

ساقی محبوب حقیقی مے رنگین شراب عشق و محبت قوله

سر بآزادگی از خلق برآرم چو سرو	گر دہد دست کہ دامن زجہان برچینم

گر دہد دست اگر میسر آید و حاصل گردد دامن زجہان برچینم اعراض از جہان کنم قوله

دل و جانم بخیال سر زلف تو بسوخت	ور گوا باید ت اینک نفس مشکینم

سر زلف اشارت بجذبۂ عشق محبت گوا شاہد نفس مشکین کلمات عشق انگیز قوله

بردلم گرد ستمہاست خدا را مپسند	کہ مکدر شود آئینۂ مہر آئینم

مکدر تیرہ آئینہ دل مصفا مہر آئین چون آفتاب قوله

سینۂ تنگ من و بار غم او ہیہات	مرد این بار گران نیست دل مسکینم

مرد لائق برداشتن بار گران غم عشق و غم ہجر قوله

بندۂ آصف عہدم دلم آزردہ مکن	کہ اگر دم زنم از چرخ بخواہد کینم

دم زنم بگویم بخواہد کینم عوض کین من بکشد غزل

خرم آن روز کزین منزل ویران بروم	راحت جان طلبم وز پے جانان بروم

سالکے را کہ نفس امارہ اش بصفت اطمینان متصف شد و روح او را از عالم بالا کششے پیدا آمد بیان اشتیاق بدین ترانہ مترنم میشود خرم آن روز الخ قوله

دلم از وحشت زندان سکندر بگرفت	رخت بربندم و تا ملک سلیمان بروم

زندان سکندر کنایہ از شہر شیراز کہ در زمان سکندر زندانخانہ بود و نیز گویند سکندر در آنجا مدفون است و ملک سلیمان کنایہ از شہر یزد کہ یزد در عہد خواجہ نسبت بلاد دیگران کمال رفاہیت بود و اہالی آن شہر خواہان قدوم حضرت بودند و خواجہ نیز آرزوے سکونت آن داشتند و ہموارہ حاکم آنرا مے ستودند

[illegible]

چنانکه گفته ع اے صبا باساکنان شهر یزد از من بگوے * کاے سرِ حق ناشناسان گوی میدانِ شما
وے تواند که سکندر را اراده از حاکم خود کرده که اخلاق و خواجه را بتنگ آورده و سلیمان کنایه از حاکم شهر دیگر
میکند که متحلی بانصاف بود و دست جود و کرم مے کشود و خلوص اعتقاد در شان اهل الله مینمود چنانچه خود
گوید ع سخنگوئی و خوشخوانی نمی ورزند در شیراز * بیا حافظ که ما خود را بملک دیگر اندازیم * و زندان سکندر
بحکم الدنیا سجن المؤمن عبارت از دنیا بود و ملک سلیمان کنایه از ملک حقیقة شود و در مجاز هم اگرچه
حقیقت پرستی اما چون تقیید دارد مقاماتش منحصر ست نسبتے بزندان میدارد و حقیقة ملکی است که در بیان
در حاتش نگنجد و مقاماتش بتحریر و تقریر نسنجد بملک سلیمان نسبت کرد و سکندر هر چند که عالم
کبیر بود گروهے به پیغمبریش مے ستود اما نزد سلیمان چه وزن مینمود همچنان مجاز در جنب حقیقة هیچ قدر ندارد
اگرچه در مقام خود نمود داری مے آرد و نیز میگوید چند درین محنت آباد دنیا بنشینیم وقت آن شد که بحکم کل شئی
هالک الا وجهه له الحکم والیه ترجعون ازین مقام ادنے بعالم بالا رجوع کنیم قوله

گرچه دانم که بجاے نبرد راهِ غریب | من ببوے خوش آن زلف پریشان بروم

بوے امید و توقع محبت میگوید که از وطن اصلی که جدا شده ام بمنزلهٔ آن مسافرم که ناگاه بشهر غربت
در آمده باشد و رو راهے نمیداند و در چارسوے شهر منتظر باشد که از کجا آشناسے رسد تا دست گیرد
و راهنما شود با وجود اینهمه میگوید که درین سفر گرچه دانم بجاے الخ قوله

چون صبا با دل بیمار و تن بیطاقت | بهواداری آن سرو خرامان بروم

میگوید اشتیاق وصل جانان نه بمرتبه ایست که بتقریر آید با وجود اینهمه ضعف بدن که در هجران روے
جانان مراست میخواهم که چون صبا الخ قوله

در رهِ او چو قلم گر بسرم باید رفت | با دل زخم کش و دیدهٔ گریان بروم

یعنے چرا نروم همیشه در هواے کوے جانان امید روے جانان که مشاهدهٔ با کمال او میسر گردد در بهشت
همچو قلم الخ زخم کش مجروح آرے یکچند در کوے زهد و ورع مے بودم باز هواے کوے زندان خمار خانهٔ
محبت آتش شوق در دل و جان ناتوانم افگند با خود گفتم که قوله

نذر کردم که اگر غم بسر آید روزے | تا درِ میکده شادان و غزلخوان بروم

بسر آید آخر شود میکده عشق شادان شادی کننده غزلخوان سرود گوینده قوله

تا زیاران چو غم حال گرانباران نیست	پارسایان مددی تا خوش و آسان بروم

تازیان عربیان و عربی گویان مراد سلف که آسوده اند در جوار قرب حق و قرب حق را بعربا زان گفته که بیت الحرم در ملک عرب بود داده پارسایان کنایه از مرشدان دین معنی آنست سلف را چون غم حال گرانباران نیست که از کشاکش بدل رستاند و بجوار قرب ملا پیوسته ای مرشدان دین مددی فرما تا شادان دران راه درآیم و چون اهل تحقیق گفته اند که بی پیر مرو اگرچه سکندر زمانی این اهی است که بدلیل تعوان سالک گاه رفتن اشاره بدین طریق کرده که قوله

ور چو حافظ نبرم ره زبیابان بیرون	همره کوکبه آصف دوران بروم

کوکبه فوج دوران زمانه آصف دوران مرشد غزل

خیال روی تو گر بگذرد بگلشن چشم	دل از پی نظر آید بسوی روزن چشم

گلشن چشم اضافه بیانیه المنظر نگریستن قوله

بیا که لعل و گهر در نثار مقدم تو	ز گنج خانه دل میکشم بمخزن چشم

لعل و گهر اشاره باشکهای سرخ و سفید مقدم بیش آمدن گنج گوشه خانه دل اضافه بیانیه مخزن جای خزانه مخزن چشم اضافه بیانیه قوله

سزای تکیه گهت منظری نمی بینم	منم ز عالم و این گوشه معین چشم

سزای لائق گوشه معین چشم اضافه بیانیه قوله

سحر سرشک روانم سر خرابی داشت	گرم نه خون جگر میگرفت دامن چشم

سحر بامداد سرشک اشک قوله

نخست روز که دیدم رخ تو دل میگفت	اگر رسد خللی خون من بگردن چشم

نخست روز روز ازل قوله

ببوی مژده وصل تو تا سحر همه شب	براه باد نهم شمع چراغ روشن چشم

منتظر باشم قوله

بمردمی که دل درمند حافظ را	مزن بناوک دلدوز مردم افگن چشم

بمردمی قسم مروت و آدمی ناوک دلدوز چشم باصطلاح شان کنایه است از مواخذه باطلاع تقصیرات

از سالک معنے آنست کہ سوگند آدمیت و مردمی کہ در دوستان باشد و بادسنی تقصیرے کہ از یکے بوجود آید دیگرے را دلش بجز اشد دل در دمند حافظ را بناوک دلدوز مرم فگن کہ عبارت از چشم است مزن اے باطلاع تقصیرے کہ از و باقتضای بشریت ظاہر شود در مواخذہ میفگن سبقت رحمتی علے غضبی را کار فرما ناوک چشم را این اشارت منا غزل

خیز تا از در میخانہ کشادی طلبیم	بر در دوست نشینیم و مرادی طلبیم

میخانہ سے عالم عشق اے پسر میخانہ ایست ❊ کز شرابش عقل کل دیوانہ ایست ❊ کشاد کشایش کار

قولہ زاد راہ حرم دوست نداریم مگر	بگدائی ز در میکدہ زادے طلبیم

زاد توشہ میکدہ ہمان خانہ قولہ

لذت داغ غمت بر دل ما باد حرام	اگر از جور غم عشق تو دادے طلبیم

غم کنایہ ازینجور غم عشق شدائد عشق داد انصاف قولہ

اشک آلودہ ما گرچہ روانست ولے	برسالت سوے او پاک نہادی طلبیم

رسالت پیغام فرستادن پاک نہاد نیک ذات قولہ

تا بود نسخہ عطرے دل سوازدہ را	از خط غالیہ سای تو سوادے طلبیم

عطر بکسر بوے خوش سوادزدہ دیوانہ غالیہ عطریست بغایت لطیف قولہ

چون غمت را نتوان یافت مگر در دل شاد	ما بامید غمت خاطر شادی طلبیم

شادی بے غم قولہ

بر در مدرسہ تا چند نشینی حافظ	خیز تا از در میخانہ کشادے طلبیم

مدرسہ جای تعلیم علم غزل

خیال روی تو در کارگاہ دیدہ کشیدیم	بصورت تو نگارے ندیدیم و نہ شنیدیم

کارگاہ جای کار خرامان خرامندہ زادمی برمیدیم سرگشتہ عالم شدیم غنچہ گل ناشگفتہ ظلمت تاریک انجیات کنایہ از مشاہدہ ہوائے آرزو چراغ روشنی غزل

خیز تا خرقہ صوفی بخرابات بریم	دلق طامات ببازار خرافات بریم

زرق و

صوفی اینجا کنایہ از صوفی مرائیست کہ بجز لباس چیزے ندارد خرابات عالم فنا کہ عشق است

ونیز توحید کہ نسبت اضافت را در آنجا گذر نیست نشانی داده اند از خرابات کہ التوحید اسقاط الاضافات دلق طامات وجود فانی و اعمال ریائی وقیل و قال لایعنی بازار خرافات میخانہ خرافات سخنان بیہودہ و پریشان قولہ

تا ہمہ خلوتیان جام صبوحی گیرند	چنگ صبحی بدر پیر مناجات بریم

خلوتیان خلوت نشینان مراد زاہدان صبوحی شرابے کہ بامداد خورند قولہ

ور نہد در رہ ما خار ملامت زاہد	از گلستانش بزندان مکافات بریم

مکافات بدلہ و عوض تان ضمیر جمع حاضر عمرتان بادا قولہ

قدر وقت ار نشناسد دل و کاری نکند	بس خجالت کہ ازین حاصل اوقات بریم

خجالت شرمندگی اوقات وقتہا قولہ

طاق

فتنہ می بارد ازین سقف مقرنس برخیز	تا بمیخانہ پناہ از ہمہ آفات بریم

فتنہ حادثہ سقف فلک مقرنس بنای مدور کہ بر بزد بانہ وند سقف مقرنس کنایہ از آسمانست۔

قولہ سوی رندان قلندر برہ آورد سفر	دلق پشمینہ و سجادہ طامات بریم

طامات سخنان بیہودہ از جیب و راست۔ قولہ

با تو آن عہد کہ در وادی ایمن بستیم	ہمچو موسے ارنی گوی بمیقات بریم

وادی ایمن نام بیابانے قولہ

در بیابان فنا گم شدن آخر تا چند	رہ بپرسیم مگر پے بمہمات بریم

بیابان فنا عشق و سلوک گم شدن بیہادی رفتن رہ بپرسیم مرشدی طلبیم پے بمہمات بریم بمقصد فائز گردیم۔

قولہ

خاک کوی تو بصحرای قیامت فردا	ہمہ بر فرق سر از بہر مباہات بریم

مباہات بایکدگر فخر کردن قولہ

حافظ آب رخ خود بر در ہر سفلہ مریز	حاجت آن بہ کہ بر قاضی حاجات بریم

سفلہ کنایہ از دریش مقلد قاضی حاجات برآرندۂ حاجات حق تعالی غزل

در خرابات مغان گر گذر افتد بازم	حاصل خرقہ و سجادہ بنے در بازم

خرابات مغان کنایه از مقام عشق و توحید حاصل خرقه و سجاده زهد صلاح قوله

حلقهٔ توبه چو زاهد گر امروز زنم ‖ خازن میکده فردا نکند در بازم

یعنے اگر چون زاهدان امروز گرفتار زهد مانم و از حصول عشق خالی باشم خازن میکده اضافه بیانیه مراد عشق و حقتعالی فردا قیامت نکند در بازم بار ندهد مرا۔ قوله

ور چو پروانه دهد دست فراغ البالی ‖ جز بدان عارض شمعی نبود پروازم

دهد دست میسر آید کام مقصود قوله

صحبت حور نخواهم که بود عین قصور ‖ با خیال تو چرا با دگرے پردازم

و در بعضے کتب ذکر یافته که اگر در وقت استغراق حور و بهشت را در نظر نیارد جائز باشد و چون ازان استغراق باز آید انچه حقتعالی ستایش آن نموده مقرر دارد همچنین گفته کمال خجندی ؎ گرچه پرهیز از بهشت و حور در شرعست ورے ؛ در روایت دیده ام فتوے و تقوے دیگراست ؛ یعنی چون در استغراق باشد نظر بر حور و بهشت کند فتوی است اما تقوے دیگر است قوله

سر سودای تو در سینه بماندی پنهان ‖ چشم تردامن اگر فاش نکردی رازم

سر خیال عشق محبت تر دامن گنهگار و معیوب و ملوث در چیزے فاش آشکار قوله

ماجرای دل سرگشته نگویم باکس ‖ زانکه جز تیغ غمت نیست کسی دمسازم

ماجرا قصهٔ گذشته دمساز محب و موافق قوله

مرغ سان از قفس خاک هوائے گشتم ‖ بامیدے که مگر صید کند شهبازم

سان مانند قفس وجود بهوای بامیدے شهباز باز سفید کنایه از حقتعالی و نیز عاشق و عارف کامل

قوله گر بهر موے سرے بر تن حافظ باشد ‖ همچو زلفت همه را در قدمت اندازم

؎ جان خواهم از خدا نه یکے بلکه صد هزار ؛ تا صد هزار بار بمیرم برای یار ؛ غزل

دیده دریا کنم و صبر بصحرا فگنم ‖ واندرین کار دل خویش بدریا فگنم

واندرین کار کنایه از اشکباری قوله

خورده ام تیر فلک باده بده تا سرمست ‖ عقده در بند کمر ترکش جوزا فگنم

یعنے آنست که ای مرشد از گردش سپهر کجرفتار خسته ام باده محبت بده تا سرمست گشته در بند کمر ترکش جوزا

عقد نگنم تا صاحبش که عطار دست از تصرف باز ماند و دلتنگی و مضرتے بحس نساند قوله

جرعهٔ جام برین بحر روان افشانم	غلغل چنگ درین گنبد مینا فگنم

بحر روان فلک و نیز دل غلغل شور و غوغا گنبد مینا آسمان قوله

مایهٔ خوشدلی آنجاست که دلدار آنجاست	میکنم جهد که خود را مگر آنجا فگنم

مگر بمعنے شک استعمال کنند و بمعنے یقین و تمنے قوله

بند برقع بکشا اے مہ خورشید لقا	تا چو زلفت سر سودا زده در پا فگنم

سودا زده یعنی دیوانه سوده نیک کهنه قوله

حافظا تکیه بر ایام چو سہو ست و خطا	من چرا عشرت امروز بفردا فگنم

فردا روز آینده غزل

دی شب بسیل اشک ره خواب میزدم	نقشے بیاد روے تو در آب میزدم

ره خواب میزدم رفع خواب مے نمودم قوله

ابروے یار در نظرم خرقه را بسوخت	جامے بیاد گوشهٔ محراب میزدم

خرقه را بسوخت وجود فنا کرد قوله

روے نگار در نظرم جلوه مے نمود	وز دور بوسه بر رخ مہتاب میزدم

مہتاب کنایه از معشوق قوله

ہر مرغ فکر کز سر شاخ طرب بجست	بازش ز طرهٔ تو بمضراب میزدم

ہر مرغ فکر مضمون طره موے پیچیده که محبوبان بر دوش میگذارند مضراب بکسر زخمه و حلقهٔ چوب که کبوتران را بدان گیرند و تیر گز قوله

نقش خیال روی تو تا وقت صبحدم	بر کارگاه دیدهٔ بیخواب میزدم

کارگاه کارخانه- قوله

ساقی بصوت این غزلم کاسه گرفت	میگفتم این سرود و مئے ناب میزدم

ناب بے آمیزش و خالص قوله

خوش بود وقت حافظ و فال مراد کام	بر نام عمر و دولت احباب میزدم

احباب دوستان غزل

دوستان وقت گل آن به که بعشرت کوشیم	سخن پیر مغانست بجان مے نوشیم

وقت گل ایام بہار کنایہ از ایام جوانی عشرت عشق محبت پیر مغان عارف کامل سخن پیر مغان اشارہ بمضمون مصرع اول قولہ

نیست در کس کرم و وقت طرب میگذرد	چارہ آنست کہ سجادہ بمی بفروشیم

نیست در کس کرم ہیچکس توجہے نمیکند وقت طرب میگذرد وقت حصول معرفت از دست میرود طرب شادی فرح چارہ علاج سجادہ کنایہ از زہد و پارسائی مے عشق و محبت قولہ

خوش ہوائیست فرح بخش خدایا بفرست	نازنینے کہ برویش مے گلگون نوشیم

خوش ہوا کنایہ از دنیا و جوانی نازنینے معشوقے کنایہ از مرشد کہ برویش مے گلگون نوشیم کہ در پیش او حصول عشق نمائیم قولہ

گل بجوش آمد و از مے نزدیمش آبے	لاجرم ز آتش حرمان ہوس میجوشیم

گل کنایہ از دل و موسم جوانی حرمان بے نصیبی قولہ

ارغنون ساز فلک رہزن اہل ہنر است	چون ازین غصہ ننالیم و چرا نخروشیم

ارغنون نام سازے ساختہ افلاطون ارغنون ساز فلک اضافہ بیانیہ رہزن راہ زنندہ مراد درپے آزار

غزل

دوش بیماری چشم تو ببرد از دستم	لیکن از لطف لبت صورت جانے بستم

بیماری چشم کم التفاتی چہ چشم بیمار را خاصہ ایست کہ ہیچ یک نمیگراید و این صفت حوران است کہ هنّ قاصرات الطرف لم یطمثهن انس قبلهم و لا جانّ لطف پاکیزگی و مہربانی لب مراد لطف لب کہ شیرین جوے شد لطف خداست باغ جان از آب و نشو و نماست ببرد از دستم اسے بیقرار ساخت مرا صورت جانے بستم یعنے چشمداشت حیات مینمودم قولہ

عشق من با خط مشکین تو امروزی نیست	دیرگاہست کزین جام ہلاہل مستم

خط مشکین عالم صفات دیرگاہی ست مدتیست ہلاہل زہرے سخت کہ در زمان بکشد جام ہلاہل کنایہ از عشق قولہ

عافیت چشم مدار از من میخانه نشین	که دم از خدمت رندان نزده ام تا هستم

عافیت چشم مدار یعنی امید عافیت که تندرستی زهدست میخانه نشین عاشق رندان عارفان و عاشقان قوله

بعد از نیم چه غم از تیر دل اندوز حسود	که بمحبوب کمان ابروی خود پیوستم

تیر دل اندوز حسود طعنهٔ حاسد که بمحبوب کمان ابروی خود پیوستم چون بمحبوب خود واصل شده ام قوله

در ره عشق از آن سوی فنا صد خطر است	تا نگوئی که چو عمرم بسر آمد رستم

خطر ترس عمرم بسر آمد مردم و فانی شدم رستم خلاص شدم قوله

بوسه بر درج عقیق تو حلالست مرا	که بافسون جهان مهر ترا نشکستم

بوسه حصول ذوق درج عقیق دهن مراد از دهن سر مخفی ؎ عارفان کین گوهر جان سفته اند سر مخفی را دهانش گفته اند * معنے آنست که حصول نمودن ذوق از سر مخفی تو سزاوار ماست که عاشقانیم چرا که بمکر و فریب جهانیان مهر ترا نشکسته ایم و عهدے که با تو بسته ام متخلل نساخته ام قوله

دل آن شه لشکریم غارت جان کرد و برفت	آه اگر عاطفت شاه نگیرد دستم

لشکری غارت گر و ستم پرور و محبوب آن شه لشکری از آن گفته که غارت گری و ستم پروری شیوهٔ محبوبان و هم شیوهٔ لشکریان گردد وقتیکه هر دو یکجا جمع شود آفت بر آفت بهم رسد یعنی شخصے که هم محبوب بود و هم لشکری بود آفت بر آفت افزاید و در بازار محبوبان رونقی دیگر پدید آید شاه کنایه از مرشد معنے آنست که آن محبوب لشکری برفت و دل ما را غارت کرد و رفت یعنی هر چه در دل سوای محبتش بود رفت و خود را از نظرگاه بعیت آه اگر مرشد دستم نگیرد و مرا بقبولیت خویش نه پذیرد قوله
هکذا فی الاصل ۱۲

رتبت دانش حافظ بفلک شده بود	کرد غمخواری بالای بلندت پستم

رتبت مرتبه بفلک بر شده بود یعنے بر فلک رفته بود نقطه بر زائده آید خصوصاً در جائیکه ما قبلش دریا بر بود ؎ بدریا در منافع بیشمار است * یعنی در دریا نفع بسیار است ؎ بما در انگشت خود مگزید غزل

دوش سودای رخش گفتم ز سر بیرون کنم	گفت کو زنجیر تا تدبیر این مجنون کنم

دوش شب گذشته سودا عشق گفت اشارهٔ معشوق این محبوبان کنایه از قائل قول مصرع اول است از آنکه میخواهد که از این نعمة عظمے کناره گیرد قوله

قامتش را سرو گفتم سر کشید از من بخشم	دوستان از راست میرنجد نگارم چون کنم

ناعهد و فا

ستم

معنی ... (حاشیه ناخوانا)

زین دست ازین قسم قوله

نکتهٔ ناسنجیده گفتم دلبرا معذور دار	عشوهٔ فرمای تا من طبع را موزون کنم

نکتهٔ ناسنجیده اشاره باآنکه قامتش را سرو گفتم دلبرا معذور دار جانمن مواخذه مکن عشوه را فرماے توجہے بر ما گمار و نظرے در کار ما کن قوله

زرد روئی میکشم زان طبع نازک بیگناه	ساقیا جامی بده تا چهره را گلگون کنم

زرد روئی میکشم ازانکه مبادا ازین بیهوده گوئی ملول شو ساقی کنایه از حق بموجب وسقٰهم ربهم شرابا طهورا جامے بده شوق و محبت عطا نما قوله

اے نسیم حضرت سلمیٰ خدا را تا بکے	ربع را برهم زنم اطلال را جیحون کنم

سلمیٰ نام معشوقه خدارا بواسطهٔ خدا ربع بفتح منزل اطلال نشان سراہاے کهنه جیحون نام جوئے قوله

منکه ره بردم بگنج حسن بے پایان دوست	صد گدای همچو خود را بعد ازین قارون کنم

گنج مشاهدهٔ غزل

در خرابات مغان نور خدا مے بینم	وین عجب بین که چه نوری ز کجا می بینم

بدان که محقق را همه جا شهود ست چه در مسجد و کنشت وچه در خرابات و التفات ایشان بظاهر حسینه ازینجاست چنانچه مغربی گوید منکه در صورت خوبان همه او می بینم ؛ تو مپندار که من روے نکوے بینم مغربی انچه تواش میطلبی در خلوت ؛ من عیان بر سر هر کوچه و کوے بینم قوله

جلوه بر من مفروش ای ملک الحاج که تو	خانه می بینی و من خانه خدا مے بینم

جلوه بر من مفروش اظهار عظمت و بزرگی خود بر ما مکن ملک الحاج سرور حاجیان خانه می بینی نظر تو بخانهٔ کعبه است خانه را مے بینی من خانهٔ خدا مے بینم نظر من بحقیقة اصلی است قوله

خواهم از زلف بتان نافه کشائی کردن	فکر دورست همانا که خطا مے بینم

زلف بتان عشق معشوقان نافه کشائی کردن حصول حقائق و معارف نمودن خطا ضد ثواب قوله

کیست دردی کش این میکده یارب که درش	قبلهٔ حاجت و محراب دعا مے بینم

درد کش درد کشنده قوله

هردم از روی تو نقشے زده ام راه خیال	باکه گویم که درین پرده چهاما بینم

هردم نقشے از روے تو زده مرا منصب مرتبہ قوله

نیست در دائرہ نقطه خلاف از کم وبیش	که من این مسئله بیچون وچرا مے بینم

دائره حلقه اینجا کنایه از فلک سبز که محیط عالم وعالمیان بود معنے آنست که در دائرہ فلک هرچه هست از کم وبیش برهرچه تقدیر ست این خلاف که بین الانام واقعست خلاف تقریر است که جز گفت وشنود بیش نه ومردم را جز قیل وقالے بیش نه وبطور نسخهٔ دیگر که بجاے لفظ نقطه خلاف نقش خیال بود۔ معنے آنست که در دائرهٔ دنیا هرچه موجود است از کم وبیش جز نقش خیال لے صورت خیالی وایں معنے اگرچه بظاهر شرع مخالف مینماید لیکن بمذهب عرفا درست ے آید ۵ غیرتش غیر در جهان نگذاشت لاجرم عین جمله اشیا شد قوله

کس ندیدست زمشک ختن ونافه چین	آنچه من هرسحر از باد صبا مے بینم

هیچکس روائح روح پرور معرفت از عاشقان وعارفان حصول ننمود باد صبا مرشد وجذبهٔ معشوق ۵ نامه وقاصد وگرباد صبا ونوبهار ٭ جذب معشوقست کا جاذب تر آمد از کمند ٭ غزل

دیدار شد میسر وبوس وکنار هم	از بخت شکر دارم واز روزگار هم
اے دل بشارتے دهمت محتسب نماند	ونرمے جهان پرست وبت میگسار هم

محتسب عقل معاش که مانع عشق است ونیز حجاب نفسانی وبشریة قوله

تا عیب کس بندی ومستی مے کنیم	لعل بتان خوش ست ومی خوشگوار هم

لعل بتان لبان معشوق قوله

آن شد که چشم بدنگران بود از کمین	خصم از میان برفت وسرشک از کنار هم

آن شد آن وقت رفت قوله

خاطر بدست تفرقه دادن نه زیرکیست	مجموعهٔ بخواه وصراحی بیار هم

خاطر بدست تفرقه دادن گرفتار عالم کثرت ماندن مجموعهٔ عالم وحدة که مقام جمع الجمع است صراحی دل مملو از عشق قوله

برخاکیان عشق فشان جرعهٔ لبش	تا خاک لعل گون شود ومشکبار هم

خاکیان عشق عاشقان جرعه قطره لب مراد لطف و از ان عشق مراد است خاک وجود ناقص ایشان که بمنزلهٔ خاک است لعلگون سرخ مشکبار خوشبو قوله

چون کائنات جمله ببوی تو زنده اند	ای آفتاب سایه ز من برمدار هم

کائنات جمله موجودات سایه ز من برمدار مرا نیز محروم مدار قوله

چون آبروی لاله و گل فیض حسن تست	ای ابر لطف بر من خاکی ببار هم

لاله و گل عاشقان و عارفان قوله

برهان ملک و دین که ز دست وزارتش	ایام کان یمین شد و دریا یسار هم

ایام روزها که عبارت از ایام وزارت او بود معنے آنست که برهان ملک و دین که از دست وزارت ایام را این بزرگی بسر آمد که کان که معدن زر و سیم و سائر جواهر است بدست راستش درآمد و دریا که معدن در و لآلے است بدست چپش درآمد یعنی اهل ایام او بهر دو دست کرم و سخاے ورزند و از غایت اندیشه هیچ نے ترسند و این از کمال مداحی اوست یعنی اے طالب عنا سخاے او اهل زمان را این اثر میدهد که سخا و کرم بهر دو دست میکند و در افلاس نمیرسد قوله

گوی زمین ربوده چوگان عدل تست	وین برکشیده گنبد نیلی حصار هم

گوی زمین اضافه بیانیه ربوده برده شده ای مقید و بند برکشیده بلندی گنبد نیلی حصار فلک قوله

عزم سبک عنان تو درجنبش آورد	این پایدار مرکز عالی مدار هم

عزم قصد قوله

تا از نتیجهٔ فلک و طور دور اوست	تبدیل سال و ماه و خزان و بهار هم

طور طریق و روش قوله

خالی مباد کاخ جلالت ز سروران	وز ساقیان سرو قد و گلعذار هم

کاخ کشک گلعذار گلرخسار قوله

اهل نظر اسیر تو اند از خدا بترس	وز انتقام آصف جم اقتدار هم

انتقام کینه کشیدن خسرو نام پسر سیاوش جم حق تعالے اقتدار مرتبه غزل

دردم از یار است درمان نیز هم	دل فداے او شد و جان نیز هم

عاشق گفته که من هیچ چیزرا با غیر استاد نکرده ام هر چه از نیکی و بدی که بر من آمده بآن نسبت کرده ام دل و سر و تن و زر و مال هر چه که دارم همه طفیل او گردانیده ام میگویم که در دم از یار الخ قوله

یار ما این دارد و آن نیز هم	اینکه میگویند آن بهتر ز حسن

چون اشاره بمشار الیه واحد قریب کنند این گویند و دیگر بمشار الیه بعید کنند آن گویند ۵ آدمی زاده طرفه معجونیست ٭ کز فرشته سرشته وز حیوان ٭ گر کند میل این شود به ازین ٭ ور کند میل آن شود بد ازان ٭ باید دانست که چنانچه اشاره بمشار الیه محسوس در خارج کنند همچنین گاهی باشد که اشاره بمشار الیه معقول متصور در ذهن کنند اینکه میگویند الخ یعنی اینکه مردم میگویند که آن یعنی ملاحت و ادا از حسن بهتر است یار ما هر دو دارد چون امر معقول نسبت با امر محسوس یک گونه بعدی دارد لهذا بلفظ آن که موضوع برای بعید است اشاره کرده هم او میفرماید ۵ ما روی تو آفتاب دیدم ٭ خوبست ولیکه آن ندارد ٭ قوله

بگذرد ایام هجران نیز هم	چون سر آمد دولت شبهای وصل

سر آمد آخر آمد بگذرد یعنی خوش باش که بگذرد قوله

وان سر زلف پریشان نیز هم	خون ما آن نرگس مستانه ریخت

نرگس مستانه تجلی قهاری سر زلف مشکلات طریقت قوله

بلکه بر گردون گردان نیز هم	اعتمادی نیست بر کار جهان

گردون آسمان گردان گردش کننده قوله

گفته خواهد شد بدستان نیز هم	داستان در پرده میگوئی ولی

داستان در پرده یعنی سخن در پرده بدستان ای آشکارا و بی پرده و آن داستان اینست که در بیت آینده می آید قوله

گفتمت پیدا و پنهان نیز هم	هر دو عالم یک فروغ روی اوست

فروغ روشنی قوله

بلکه از برغوی کهنه نیز هم	عاشق از مفتی نترسد می بیار

برغوی شحنه کهنه دیرینه غزل

که ز زلف و رخ او نعل در آتش دارم	در نهانخانهٔ عشرت صنمی خوش دارم

نعل در آتش مضطرب و بیقرار قوله

عاشق و رندم و میخواره بآواز بلند	اینهمه منصب ازان شوخ پریوش دارم

پریوش مانند پری قوله

گر بکاشانهٔ رندان قدمی خواهی زد	نقل شعر شکرین و می بیغش دارم

نقل بضم میوهای نمکین که میخواران بوقت میخواری پیش بیدار ند. بیغش خالص قوله

ور تو زین دست مرا بی سر و سامان داری	من بآه سحرت زلف مشوش دارم

زین دست یعنی ازین قسم مشوش پریشان قوله

ور چنین جلوه نماید خط زنگاری دوست	من رخ زرد بخونابه منقش دارم

خونابه اشک خون آلود قوله

حافظا چون غم و شادی جهان در گذر است	بهتر آنست که من خاطر خود خوش دارم

در گذر است گذرنده است غزل

ذره سان من در هوای مهر رخسار توام	نیست یکساعت قرار از شوق دیدار توام

سان مانند هوا آرزو باور اعتبار بر سرانم بقصد آنم رونتابم ازان بیرون نیایم گرشود سر
در سر کار توام اگرچه جان کار مبیرم غزل

روزگاری شد که در میخانه خدمت میکنم	در لباس فقر کار اهل دولت میکنم

میخانه عالم عشق و نیز آستانهٔ مرشد قوله

تا مگر در دام وصل آرم تدرو خوشخرام	در کمینم انتظار وقت فرصت میکنم

تدرو بفتحتین پرنده ایست آتش خوار و خوش رفتار که بکوه بود آنرا کبک گویند خوشخرام خوش رفتار قوله

واعظا گر بوی حق نشنید بشنو این سخن	در حضورش نیز میگویم نه غیبت میکنم

در حضورش روبروی او غیبت عقب قوله

چون صبا افتان و خیزان میروم تا کوی دوست	وز رفیق راه استمداد همت میکنم

رفیقان یاران استمداد طلب مدد کردن همت توجه قوله

خاک کویت برنتابد زحمت ما بیش ازین	لطفها کردی بتا تخفیف زحمت میکنم

ص ۱۲۰ ابن بزرگ بیغ مطبوعہ ص ۱۳

خاک کویت دنیا بعد لطفہا کردی مقدر است کہ ازین آفریدہ یا بسوئے خودم باز طلبید معنے آنست کہ دنیا تحمل ما نمیکند و مارا توقف درینجا نے سزد و لطفہا کردی کہ مرا ازین خاکدان براے حصول عرفان بوجود آوردی اکنون کہ بعرفان رسیدم دلم ازین مقام برخاست و زحمت وجود خود را ازین مقام تخفیف میکنم و توجہ بآن مقام میکنم و نیز آنست کہ دنیا تحمل من نمیکند و مارا توقف نمی سزد لطفہا کردی کہ بسوے خود طلبیدی حکم ترا اجابت کردم و زحمت وجود خود را ازین مقام تخفیف میدہم و ارباب قرب را زمان رحلت خویش معلوم میشود و نیز خاک کویت عبارت از وجود باشد بحکم خلق الانسان ضعیفا زحمت پیچ و تاب عشق است معنے آنست کہ اے خالق جان وجود من کہ از پیری ضعیف شدہ زحمت و شدائد عشق نمیتواند کشید لطفہا کردی کہ مرا چون طوطی درین قفس آوردی تا مقدمات بلند بدست آرم اکنون زحمت وے را تخفیف میکنم و توجہ بمقام دیگرے نہم قولہ

از یمین عرش آمین میکند روح الامین
چون دعاے پادشاہ ملک و ملت میکنم

یمین دست راست روح الامین جبریل ع قولہ

خسروا امید جاہ و مال دارم زین قبیل
التماس آستان بوسی حضرت میکنم

زین قبیل ازین واسطہ التماس درخواست غزل

روز عید است من امروز دران تدبیرم
کہ دہم حاصل سی روزہ و ساغر گیرم

روز عید مکاشفات انوار حاصل سی روزہ زہد و صلاح ساغر گیرم بعشق ورزی مشغول گردم قولہ

من بخلوت ننشینم پس ازین ور بمثل
زاہد صومعہ بر پای نہد زنجیرم

بمثل فی المثل و بالفرض قولہ

پند پیرانہ دہد واعظ شہرم لیکن
من نہ آنم کہ دگر پند کسے بپذیرم

بپذیرم قبول کنم قولہ

می پذیرم می و سجادۂ تقوی بر دوش
آہ اگر خلق شود آگہ ازین تزویرم

مے پذیرم مے نوشی میکنم سجادہ تقوی بر دوش بظاہر در لباس زہد تزویر مکر و ریا و دروغ غزل

ز دستِ کوتہ خود زیر بارم
کہ از بالا بلندان شرمسارم

ز دست کوتہ یعنی از بے استعدادی و یا بسبب زہد زیر بارم گرفتار جہد انم بالا بلندان معشوقان

نزدیکیست کہ ازین غصۂ این فلک نیلگون من سرگشتہ زبون دیوانہ ومجنون کردم قولہ

وگرنہ سر بشیدائی بر آرم	مگر زنجیر موئے گیردم دست

زنجیر موئے معشوقی گیردم دست دستگیری کند شیدائی دیوانگی قولہ

کہ شب تا روز اخترمے شمارم	زچشمم من بپرس اوضاع گردون

اوضاع جمع وضع بمعنے روش وطریقہ اختر شمردن کنایہ از بیدار بودن کہ ہمہ شب بیداری اختر شمرد

کہ کرد آگہ ز دور روزگارم	باین شکرانہ مے بوسم لب جام قولہ

آگہ واقف وخبردار قولہ

کہ کار آموز آہوے تتارم	مکن عیبم زخون خوردن درین دشت

تتار وتاتار ولایتے است مشک خیز قولہ

چہ باشد شکر نعمت مے گذارم	اگر گفتم دعاے مے فروشان

مے فروشان عاشقان چہ باشد جاے تعجب نیست غزل

نا زبنیاد مکن تا نکنی بنیادم	زلف بر باد مدہ تا ندہی بر بادم

عالم کثرات برما پریشان مساز وحجاب راہ مگردان + تا نکنی بنیادم خراب بنازی مرا قولہ

قد برافراز کہ از سرو کنی آزادم	رخ برافروز کہ فارغ کنی از برگ گلم

رخ برافروز جمال خود بنما برگ گل محبوب مجاز قولہ

سر مکش تا نکشد سر بفلک فریادم	مے مخور با دگران تا نخورم خون جگر

تا نخورم خون جگر تا ابتلاے غم وغصہ نشوم جمع مجلس تا نروی از یادم تا فراموش نکنم من ترا

من ازان روز کہ دربند توام آزادم	حافظ از جور تو حاشا کہ بنالد روزے

غزل

دوشینہ در عالم شراب آنچنان مست وخراب بودم کہ ذرہ از خود خبر نداشتم ودر کوچہ نیستی با منکران کوے خرابات میگفتم اے زاہدان اہل عفت وصلاح واے افسردگان خانقہ ہشیاری قولہ

کہ من نسیم حیات از پیالہ مے جویم	سرم خوش است وبہ بانگ بلند میگویم

وازین نوع اسرار بیان میکردم شاید کہ از گلستان انک لعلی خلق عظیم بوے بمشام جان ایشان رسد

زلفت

بادل خود گفتم چه سود ازین بیان که پیش ازین اہل یقین چنین گفته اند که قوله

عبوس زهد بوجه خمار ننشیند	مرید همت دردکشان خوشخویم

یعنی ترشروئی که بر چهرهٔ زاهدان بسبب نخوت میشود چه خمار آنچیزے که رندان قدرے شراب اے دفع خمار نوشند و آن چیز محقر باشد اہل همتش اعتبارے کنند دردکشان مرشدان زمانه چه صاف سلف خورده اند پس معنے آنست که ترشروئی و خودی که زاهدان را رو مید هد بوجه دفع خمار که رندان را میباشد نے نشاند وانچه متاع اوست پیش همت ایشان محقر مینماید مرید دردکشان اے عشق کشاده پیشانیم پس پیروزی آنست که بحکم فابتغوا الیه الوسیلة دست در دامن پیرزنی و در راه بخود نروی چراکه قوله

اگر نه پیر مغان در بروے بکشاید	کدام ره بزنم چاره از کجا جویم

پیر مغان مرشد کامل و چون سالک را بجز اظهار عجز و نیاز و شکستگی و دردمندی با پیر خود که محبوبست چاره نیست بنابران گوید قوله

زشوق نرگس مست و بلند بالائی	چو لاله با قدح افتاده بر لب جویم

یعنے من موحدم و موحد را با مسجد یا کنشت چه تفاوت زیراکه استغراق او همه‌ دان مقام است گوید قوله

تو خانقاه و خرابات در میانه مبین	خدا گواست بهر جا که هست با اویم

به مقلد گوید که اے مقلد ازین اعتراض چه برخیزد و از خود بینی چه کشاید سالک که آئینهٔ دل از غبار تقلید پاک کرده از روے شفقت بطالب سرگشته گوید که قوله

غبار راه طلب کیمیای بهروزیست	غلام دولت آنخاک عنبرین بویم

و نیز بیان شوق میکند و از سکنت و ارادت خود خبر میدهد قوله

شدم فسانه بسرگشتگی و ابروی دوست	کشیده در خم چوگان خویش چون گویم

گفتم اے اہل ملامت با ملامت زدگان گوے ندامت چه فائده از اعتراض قوله

مکن در این چمنم سرزنش بخودروئی	چنانکه پرورشم میدهند میرویم

و باز بر سر سخن خود میرود که از جرعهٔ شراب ازل مست شده بود میگوید ای ساقی لطف نما و باقی قوله

بیار مے که بفتوای حافظ از دل پاک	غبار زرق بفیض قدح فرو شویم

غزل

صنما با غمِ عشقِ تو چہ تدبیر کنم | تا بکے در غمِ تو نالۂ شبگیر کنم

شبگیر شب و سحرگاہ قولہ

با سرِ زلفِ تو مجموعِ پریشانیِ خویش | کو مجالے کہ یکایک ہمہ تقریر کنم

سر زلف جذبۂ عشق مجموع جملہ مجال قدرت تقریر مقرر کردن قولہ

آنچہ در مدتِ ہجرِ تو کشیدم ہیہات | در صد نامہ محالست کہ تحریر کنم

تحریر نبشتن قولہ

آن زمان کارزوی دیدن جانم باشد | در نظر نقش رخ خواب تو تصویر کنم

تصویر صورت کردن قولہ

گر بدانم کہ وصالِ تو بدین دست دہد | دل و دین را ہمہ در بازم و توفیر کنم

دست دہد میسر شود قولہ

رند یکرنگم و با شاہد و مے ہم صحبت | نتوانم کہ دگر حیلہ و تزویر کنم

تزویر سخن دروغ غزل

سالہا پیروی مذہب رندان کردم | تا بفتوای خرد حرص بزندان کردم

مذہب رندان عشق قولہ

من بسر منزل عنقا نہ بخود بردم راہ | قطع این مرحلہ با مرغ سلیمان کردم

عنقا کنہ حق این مرحلہ منزل عشق مرغ سلیمان مرشد قولہ

سایۂ بر دل ریشم فگن اے گنج مراد | کہ من این خانہ بسودای تو ویران کردم

گنج مراد معشوق قولہ

نقش مستوری و مستی نہ بدستِ من و تست | آنچہ استاد ازل گفت بکن آن کردم

مستوری زہد مستی عشق استاد ازل حق تعالے قولہ

توبہ کردم کہ نبوسم لب ساقی و کنون | میگزم لب کہ چرا گوش بنادان کردم

میگزم لب افسوس میکنم و پشیمانی مے خورم قولہ

دار از لطف ازل منزل فردوس طمع | گرچہ دربانی میخانہ فراوان کردم

میخانہ عشق قولہ

اینکہ پیرانہ سرم صحبت یوسف بنواخت	اجر صبریست کہ در کلبۂ احزان کردم

یوسف معشوق۔

غزل

صوفی بیاکہ خرقۂ سالوس بر کشیم	وین دلق زرق را خط بطلان بسر کشیم

سالوس مکر وریا خرقۂ سالوس اضافہ بیانیہ زرق فریب و نفاق دلق زرق اضافہ بیانیہ بطلان باطل کردن

قولہ	نذر و فتوح صومعہ در وجہ می دہیم	دلق ریا بآب خرابات بر کشیم

آب خرابات شراب قولہ

کارے کنیم ورنہ خجالت بر آورد	روزیکہ نقد جان بجہان دگر کشیم

کارے کنیم عشق حاصل نائیم خجالت برآورد شرمندگی ثمرہ دہد نقد جان بجہان دگر کشیم بمیرم قولہ

بیرون جہیم سرخوش و از بزم مدعی	غارت کنیم بادہ و شاہد بر کشیم

سرخوش خوش و مست بزم مجلس شراب و جشن قولہ

سر قضا کہ در تتق غیب منزویست	مستانہ وش نقاب ز رخسار بر کشیم

تتق پردہ منزوی گوشہ نشین نقاب پردہ قولہ

کو عشوۂ ز ابروے تو تا چو ماہ نو	گوی سپہر در خم چوگان زر کشیم

چوگان زر اشارہ بماہ نو قولہ

فردا اگر نہ روضۂ رضوان بما دہند	غلمان ز غرفہ حور ز جنت بدر کشیم

فردا قیامت روضۂ رضوان بہشت غلمان غلامان بہشت حور قسمے از زنان قولہ

حافظ نہ حد ماست چنین لافہا زدن	پا از گلیم خویش چرا بیشتر کشیم

چنین لافہا اشارہ بمضمون بیت ما سبق پا از گلیم خویش چرا بیشتر بکشیم سخن بمقدار خود باید گفت

غزل	صلاح از ما چہ میجوئی کہ رندانرا صلا گفتم	بدور نرگس مستت سلامت را دعا گفتم

صلا آوازے کہ برائے طعام کنند و مراد از نرگس مست وا ز چشم ذات کہ وہ ہست چشم اینجا بمعنے نقد ذات بکو عیان بیند وجود کائنات پس معنے آنست کہ اصلاح کار از ما چہ طلب ارمی کہ من رندانرا پیش خود خواندہ ام و بایشان الفتے پیدا کردہ ام و رندان ہرچہ سے یابند در مے بازند و در عشق ذات تو

صحبت عجیبی بود از صحبت عارف مسالک ۔ ۔ ۔ طریقت شیخ چوہان حافظ ۔ ۔ ۔ [illegible]

مستانرا

سلامت بدعا گفتم و وداع نمودم و اصلاح کار دنیوی برای سلامتیست قوله

من از چشم خوش ساقی خراب افتاده‌ام لیکن — بلائی کز حبیب آید هزارش مرحبا گفتم

مرحبا خوش آمدی قوله

قدت گفتم که شمشادست بس خجلت بار آورد — که این نسبت چرا کردیم و این بهتان چرا گفتم

بهتان دروغ و تهمت هذا بهتان عظیم قوله

اگر برمن نبخشائی پشیمانی خوری آخر — بخاطر دار این معنی که در خدمت کجا گفتم

کجا معروف و بمعنی کدام و هر کدام مقام و بمعنی که و جا بجا و چه قوله

جگر چون نافه‌ام خون گشت و نبه زینم نمی‌باشد — جزای آنکه با زلفش سخن از چین خطا گفتم

خطا ضد ثواب غزل

عشقبازی و جوانی و شراب لعل فام — مجلس انس و حریف همدم و شرب مدام

فام بمعنی رنگ همدم محب موافق مدام همیشه قوله

بادهٔ گلرنگ تلخ و عذب خوشخوار سبک — نقلش از لعل نگار و نقلش از یاقوت جام

گلرنگ سرخ خوشخوار خوش خورنده خوش مزه قوله

ساقی شکر دهان و مطرب شیرین دهن — همنشین نیک کردار و حریف نیکنام

ساقی نوشاننده کردار فعل قوله

شاهدی در لطف و پاکی رشک آب زندگی — دلبری در حسن و خوبی غیرت ماه تمام

ماه تمام بدر قوله

بزمگاهی دلنشین چون قصر فردوس برین — گلشنی پیرامنش چون روضهٔ دار السلام

روضهٔ دار السلام بهشت قوله

صف نشینان نیکخواه و پیشکاران با ادب — دوستداران صاحب سر و حریفان دوستکام

دوستکام آنکه کارهایش برحسب مطلوب مراد دل و دوستانش بود قوله

غمزهٔ ساقی بیغمائی خرد آهخته تیغ — زلف دلبر از برای صید دل گسترده دام

غمزه مژه چشم بر هم زدن بناز و حرکت چشم آهخته تیغ کشیده تیغ قوله

صواب

نکته دانی بذله گو چون حافظ شیرین سخن | بخشش آموزی جهان افروز چون حاجی قوام

بذله بکسر و بفتح لطیفه حاجی قوام نام ممدوح خواجه غزل

عمر بیست تا من در طلب هر روز گامے میزنم | دست شفاعت هر زمان در نیکنامی میزنم

گام قدم نیکنامی عاشقی دعائی تا برلے آنکه قوله

اورنگ کو گلچهره کو نقش وفا و مهر کو | حالے من اندر عاشقی داد تمامی میزنم

اورنگ تخت و نام عاشق گلچهره گلچهره نام معشوقه اورنگ وفا نام عاشق مهر و مهر نام معشوقه وفا حال الحال قوله

دانم سر آید قصه ام چندان نماید غصه ام | زین آه خون افشان که من هر صبح و شامی میزنم

سر آید آخر آید قوله

تا بو که یابم آگهی زان سایهٔ سرو سهی | گلبانگ عشق از هر طرف بر خوشخرامی میزنم

گلبانگ آواز بلبل خوشخرامی عاشق قوله

هر چند آن آرام دل دانم نه بخشد کام دل | نقش خیالے میکشم فالے دوامی میزنم

کام دل مقصد قوله

با آنکه از خود غائبم وز می چو حافظ تائبم | در مجلس روحانیان گه گاه جامی میزنم

غزل

عاشق روی جوانی خوش و نوخاسته ام | وز خدا شادی این غم بدعا خواسته ام

این غم اشاره بعشق قوله

عاشق و رند و نظر بازم و میگویم فاش | تا بدانی که بچندین هنر آراسته ام

فاش ظاهر قوله

شرمم از خرقهٔ آلودهٔ خود مے آید | که بهر پاره دو صد شعبده پیراسته ام

خرقهٔ آلوده وجود پر معصیت پاره اعمال شعبده مکر و فریب قوله

خوش بسوز از غمش ای شمع که امشب من نیز | بهمین کار میان بسته و برخاسته ام

اے شمع عاشق میان بسته مستعد قوله

با چنین حیرتم از دست بشد صرفهٔ کار | بر غم افزوده ام آنچه از دل و جان کاسته ام

کاسته ام کم کرده قوله

همچو حافظ بخرابات روم جامه قبا | بو که در بر کشد آن دلبر نوخاسته ام

غزل

غم زمانه که هیچش کران نمے بینم | دواش جز مے چون ارغوان نمے بینم

گران کناره یعنی نهلئے ارغوان محبت خالص از غیر بترک باز آمده دران یعنی در ترک محبت قوله

درین خمار کسم جرعهٔ نمے بخشد + | ببین که اهل دلے در جهان نمے بینم

درین خمار رنج و محنت و عشق قوله

این بیت در نسخ معتبر نیست ۱۲

زآفتاب قدح ارتفاع عیش بگیر | چرا که طالع وقت آنچنان نمی بینم

ارتفاع بلند شدن ارتفاع عیش بگیر کمال عیش حاصل کن قوله

نشان مهر و وفا نیست در تبسم گل | بنال بلبل که جای فغان نمی بینم

نشان عهد و وفا نیست در تبسم گل ... (see below)

نشان موی میانش که دل در او بستم | ز من مپرس که خود در میان نمی بینم

نشان کنایه از فارغی از غیر قوله

برین دو دیدهٔ حیران من هزار افسوس | که با دو آئینه رویش عیان نمی بینم

دو آئینه کنایه از دیده قوله

قد تو تا بشد از جویبار دیدهٔ من | بجای سرو جز آب روان نمی بینم

جویبار دیده اضافه بیانیه قوله

من و سفینهٔ حافظ که اندرین دریا | بضاعت سخن درفشان نمی بینم

سفینه کشتی اندرین دریا دنیا و عشق بضاعت رخت غزل

فاش میگویم و از گفتهٔ خود دلشادم | بندهٔ عشقم و از هر دو جهان آزادم

عمرے در عالم علوی و سفلی سائر و دائر بودم و مدتے در عالم ظلمانی و نورانی شبے بروز آوردم و روزے بشبے بسر بردم تا گاہے روے مقصود اصلی ندیدم و ہر ظلمت و نور را حجاب چہرۂ مطلوب یافتم بالضرور دست از ہر دو برداشتم و چون از نارسائی خود سفر سرگردان شده ام و بتنهائی افتادم قد رعنای خود را در عالم بیرنگی برافراختم و بهیچ الف قامت خود قناعت کرده ام و بیاسوم لاجرم گویم فاش میگویم الخ و قیل سالک میگوید که من نسخه را در لباس نمی پیچم ببانگ بلند میگویم فاش الخ قوله

طائر گلشن قدسم چه دهم شرح فراق | که درین دامگه حادثه چون افتادم

طائر پرنده گلشن قدس یعنے از من چه می پرسی که دران آب و هوا چگونه نشو و نما داشتم و مرغ روح من دران گلستان بچه کیفیت طیران میکرد مرا زبان تقریر جدائی نیست مجلش انیست که میگویم طائر گلشن قدسم الخ قوله

من ملک بودم و فردوس برین جایم بود | آدم آورد بدین دیر خراب آبادم

از حالت اصلی خود خبر میدهد که طینت من مانند فرشته از پاکی بود و بری از کدورات بشری مسکن ما و تو آدم صفی سبب شد که بدین خرابه افتادم میگویم که من ملک بودم ۔ قوله

سایهٔ طوبی و دلجوئی حور و لب حوض | بهوای سر کوی تو برفت از یادم

طوبی اسم شجرة فی الجنة وفارسیان بمعنی خوبی استعمال کرده اند یعنی آنچنان معرفت کرامت کرد که کوی
دوست را شناختم واز بوی دوست مست وبیهوش شدم وهر چه غیر از دوست همه را فراموش کردم وحالا
ورد زبانم اینست که تکرار میکنم سایهٔ طوبی الخ قوله

نیست بر لوح دلم جز الف قامت دوست	چکنم حرف دگر یاد نداد استادم

یعنی چون دوست را شناختم ودر دریای عشق او مستغرق شدم آنچنان که بوجود خودم شعور نماند وچون
بخود آمدم طالبان کوی دوست از من پرسیدند در جواب گفتم که نیست بر لوح الخ قوله

کوکب بخت مرا هیچ منجم نشناخت	یارب از مادر گیتی بچه طالع زادم

طالب اتعجب شده در خلقت انسان که هیچ دانا بحقیقت او مطلع نشده باوجود اینهمه تقدیس ملائک مامور
شد بسجدهٔ آدم پس جای تعجب شد که چگونه مخلوقست که چندین تکریم شد گوید کوکب بخت مرا هیچ منجم الخ - قوله

تا شدم حلقه بگوش در میخانهٔ عشق	هر دم آید غمی از نو بمبارکبادم

نیازمندان کوی عشق که غم واندوه محبوب مطلوب ایشانست بغم دوست مباهات میکنند تا شدم حلقه الخ قوله

میخورد خون دلم مردمک دیده سزاست	که چرا دل بجگر گوشهٔ مردم دادم

نسخه میخورد خون دلم مردمک دیده رواست

عاشق را حالست میلیست که صد هزاران جور وجفای محبوب را آن تحمل میکند وسعادات جمله بسبب آن
میل صورت بندد گاه به بشریت بطاقتی رو میدهد آن بطاقتی را بخود اسناد میکند آن در دل از خود میداند
چنانکه میخورد خون الخ + باصل ابن جد قوله

پاک کن چهرهٔ حافظ بسر زلف ز اشک	ورنه این سیل دمادم ببرد بنیادم

محب ادعا اینست که مدت مدیدست که مانند نوبهار در آرزوی رخسار آن گلعذار چشم خون افشان مرا بغیر
اشک گریه کاری نیست امروز از آنماه مهر فروز از سر صدق التماس میکنم که ای دلبر پری پیکر از روی لطف نه
از سر قهر پاک کن چهرهٔ حافظ الخ قوله غزل

فتوی پیر مغان دارم وقولیست قدیم	که حرامست می آنجا که نه یارست ندیم

یعنی هر عملی که موجب بیخودی باشد از ذکر وفکر وسائر عبادات بدنی ومالی درست نبود در جای که یار حاضر
نباشد وحضور یار کنایه ازانست که در دل حاضر بود یعنی که هر عمل که کرده رضای او دران عمل مراد باشد چنانچه
خود فرموده غرض ز مسجد ومیخانه ام وصال شماست + جز این خیال ندارم خدا گواه منست + قوله

چاک خواهم زدن این دلق ریائی چه کنم	روح را صحبت ناجنس عذابیست الیم

این دلق ریائی وجود مستعار روح بدانکه وجه تسمیه روح آنست که از عالم امراست و خطاب وعتاب بروسیت او از روی ربوبیت مظهر ذات الٰہی است و مظہر صفات نامتناہی و سزاوار خلافت حق مروی راست و کنه حقیقت وی معلوم نیست که وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ ناجنس کنایه از نفس است قوله

مگرش صحبت دیرین من از یاد برفت	ای نسیم سحری یاد دہش عہد قدیم

نسیم سحری مرشد و وارد قوله

تا مگر جرعه فشاند لب جانان بر من	سالہا زان شده ام بر در میخانه مقیم

برای آنکه لطفے بما نماید و سخنے با ما گوید زان شده بدان سبب قوله

غنچه گو تنگدل از کار فروبسته مباش	کز دم صبح مدد یابی و انفاس نسیم

غنچه عاشق دلخسته صبح فضل حق نسیم مرشد قوله

فکر بہبود خود ای دل ز در دیگر کن	درد عاشق نشود به بمداوای حکیم

مداوا علاج درد عاشق نشود به بمداوای حکیم بمضمون این بیت ؎ لقد لسعت حیۃ الہوی کبدی ٭ فلا طبیب لہا ولا راقی قوله

گوہر معرفت اندوز که با خود ببری	که نصیب دگران ہست نصاب زر و سیم

نصاب آنقدر که مال زکوٰة برو واجب آید قوله

دام سخت است مگر یار شود لطف خدا	ورنه آدم نبرد صرفه ز شیطان رجیم

سخت دشوار صرفه غلبه رجیم رانده آدم نبرد صرفه ز شیطان رجیم آدم فریب شیطان بخورد قوله

بعد صد سال اگر بر سر خاکم گذری	سر برآرد ز گلم رقص کنان عظم رمیم

اگر بر خاکم گذری اگر بر قبر من گذر کنی عظم رمیم استخوان پوسیده قوله

ظاہرا	دلبر از ما بصد امید گرفت اول دل	غالبا عہد فراموش نکند خلق کریم

اول ابتدائ غالبا البته غزل

گو فرصتے که خدمت پیر مغان کنم	وز پند پیر دولت خود را جوان کنم

فرصت فراغت وقت پیر مغان مرشد جوان کنم روز افزون کنم میخانه عالم عشق بگوش گفت باهستگی گفت دی روز گذشته آن بخیل کنایه از منکر فرار گریز غزل

گرچه ما بندگان بادشهیم	پادشاهانِ ملک صبحگهیم

گرچه یعنی بظاهر پادشاهان یعنے بباطن قوله

گنج در آستین و کیسه تهی	جام گیتی نما و خاک رهیم

اسرار و حقائق در دل مخفی و بظاهر بیعصلان خاک رهیم متواضعیم قوله

هوشیار حضور و مست غرور	بحر توحید و غرقهٔ گنهیم

غرقهٔ گنهیم گرفتار این وجود مستعاریم وجودک ذنب لایقاس لہٗ ذنب قوله

شاهد بخت چون کرشمه کند	ماش آئینهٔ رخ چو مهیم

ماش ما اورا قوله

شاه بیدار بخت را هر شب	ما نگهبانِ افسر و کلهیم

افسر تاج قوله

رنگ تزویر پیش ما نبود	شیر سرخیم و افعیِ سیهیم

تزویر دروغ قوله

شاهِ منصور واقف است که ما	روے همت بهر کجا که نهیم

همت قصد دل و توجه قوله

دشمنان را ز خون کفن سازیم	دوستان را قباے فتح دهیم

ز خون بکفن سازیم هلاک کنیم قباے فتح دهیم سرفرازیم قوله

گو غنیمت شمار همت ما	که تو در خواب و ما بدیده گهیم

گو غنیمت خطاب بطالب همت ما توجه ما همة الرجال تقلع الجبال در خواب گرفتار غفلت ما بدیده گهیم در حضوریت قوله

دام حافظ بگو که باز دهند	کرده اعتراف ما گوهیم

دام قرض اعتراف اقرار غزل

گر دست رسد بر سر زلفین تو نازم | چون گوی چه سرها که بچوگان تو بازم

پروانهٔ راحت بده ای شمع که امشب | از آتش دل پیش تو چون شمع گدازم

پروانه معروف قوله

آندم که بیک خنده دهم جان چو صراحی | مستان توخواهم که گذارند نمازم

آندم آنوقت بیک خنده بیک تجلی چو صراحی چون منصور قوله

چون نیست نماز من آلوده نمازی | در میکده زان کم نشود سوز و گدازم

اشکال درین بیت آنست که هرگاه نماز خواجه پاک و قابل قبول الٰهی نیست کم نشدن سوز و گداز در میکده چه فائده دارد جوابش آنست که چون طاعت ظاهری من قابل قبول نے نماید سوز و گداز باطن که در میکده یعنی خانقاه پیر خود دارم نے گذارم بارے آن سوز و گداز جبر نقصان آن طاعت کند همچنین اشکال درین بیت هم راه دارد حاش لله که نیم معتقد خویش الخ قوله

گر خلوت ما را شبے از رخ بفروزی | چون صبح در آفاق جهان سر بفرازم

از رخ بفروزی بنور جمال خود روشن کنی قوله

محمود بود عاقبت کار درین راه | ور سر برود در سر سودای ایازم

محمود ستوده غزل

گرچه از آتش دل چون خم مے در جوشم | مهر بر لب زده خون میخورم و خاموشم

محب در جدائی میگوید که من در وادی محبت کوه صدق و مودتم از جور رقیب و از جفای حبیب شکایت نمیکنم صمت و سکوت شعار و صبر و تحمل حصار منست گرچه از آتش دل الخ قوله

من کے آزاد شوم از غم دل چون هردم | هندوی زلف بتے حلقه کند در گوشم

هندوی زلف بتے زلف معشوق قوله

حاش لله که نیم معتقد طاعت خویش | اینقدر هست که گه گه قدحے مینوشم

طاعت خویش طاعت ظاهری خویش که گه گه قدحے مینوشم دوامے اشتغال را بجهت تحقیر گاه گاه گفته قوله

هست امیدم که علی رغم عدو روز جزا | فیض عفوش ننهد بار گنه بر دوشم

علے الرغم برغم روز جزا قیامت قوله

پدرم روضهٔ رضوان بدو گندم بفروخت | ناخلف باشم اگر من بجوے نفروشم

سالک فنای دنیا و بقای آخرت معلوم نموده که اسباب معیشت و فراغت همه بباد خواهد شد همچنانکه پیشینیان نماند من نیز نمانم عجب حالت ست نمیدانم مراچه میشود پدرم روضۂ الخ پدرم آدم ؑ قوله

من نخواهم که ننوشم بجز از راوق خم	چکنم گر سخن پیر مغان ننیوشم

راوق خم پالوده خم قوله

گر ازین دست زند مطرب مجلس رہ عشق	شعر حافظ ببرد وقت سماع از هوشم

ازین دست ازین نوع زند بیان کند رہ عشق باب عشق سماع شنیدن غزل

گر من از سرزنش مدعیان اندیشم	شیوهٔ رندی و مستی نرود از پیشم

مدعیان زاهدان ظاهر پرست شیوه طریقه رندی قطع نظر از اعمال نرود از پیشم پیش نتوانم برد قوله

شاه شوریده سران خوان من بی سامانرا	زانکه در کم خردی از همه عالم بیشم

شوریده سران عاشقان قوله

بر جبین نقش کن از خون دل من خالے	تا بدانند که قربان تو کافر کیشم

کیش طریقه قوله

دامن از رشحهٔ خون دل ما درهم چین	که اثر در تو کند گر بخراشی ریشم

رشحه چکیدگی قوله

اعتقادے بنما و بگذر بهر خدا	تا ندانی که درین خرقه چه نادرویشم

یعنے اعتقادے کن و از ما بگذر و خرقه سر ما مدر تا از درویشی ما اعتقاد تو فاسد نشود و باعراض و انکار می نیائی که آن موجب هلاکی است ؎ یا در کشان هر که در افتاد بر افتاد قوله

من اگر رندم و گر شیخ چه کارم با کس	حافظ راز خود و عارف وقت خویشم

حافظ نگاه دارنده غزل

گرچه افتاد ز زلفش گرہے در کارم	همچنان چشم کشاد از کرمش میدارم

زلف دنیا و جذبه گره بستگی چشم امید کشاد و کشایش قوله

بطرب حمل مکن سرخی رویم که چو جام	خون دل عکس برون میدهد از رخسارم

بطرب حمل مکن محمول بخوشوقتی مکن قوله

منم آن شاعر ساحر که بافسون سخن | از نی کلک همه شهد و شکر می بارم

نی کلک اضافۂ بیانیہ قولہ

پردۂ مطربم از دست برون خواهد برد | آه اگر زانکه دران پرده نباشد بارم

پردۂ مطرب سرود مطرب مراد سخنان عشق که مرشد بیان فرماید بار دخل قولہ

بصد امید نهادیم درین بادیه پای | ای دلیل دل گم گشته فرو مگذارم

درین بادیه اشاره بعشق دلیل راهنما قولہ

چون منش در گذر باد نمی یارم دید | با که گویم که بگوید سخنی با یارم

گذر باد در گذر باد نمے یارم نے توانم قولہ

دیدۂ بخت بافسانۂ او شد در خواب | کو نسیمی ز عنایت که کند بیدارم

خواب محو بیدارم صحو۔ غزل

گر ازین منزل غربت بسوی خانه روم | نذر کردم که هم از راه بمیخانه روم

منزل غربت دنیا خانه مراد عالم اطلاق میخانه عشق قولہ

زین سفر گر بسلامت بوطن باز رسم | دگر آنجا که روم عاقل و فرزانه روم

آنجا اشاره بمنزل غربت عاقل و فرزانه روم یعنی هرگز نروم قولہ

تا بگویم که چه کشفم شد ازین سیر سلوک | بدر میکده با بربط و پیمانه روم

کشف ظهور قولہ

بعد ازین دست من و زلف چو زنجیر نگار | تا بکی از پی کام دل دیوانه روم

کام مقصد و مراد قولہ

آشنایان ره عشق گرم خون بخورند | ناکسم گر بشکایت بر بیگانه روم

ناکس کمینه۔ قولہ

خرم آندم که چو حافظ بتولای وزیر | سرخوش از میکده با دوست بکاشانه روم

کاشانه خانه غزل

گر دست دهد خاک کف پای نگارم | در لوح بصر نقش نگارے بنگارم

دست دهد بدست آید میسر شود لوح بصر چشم بنگارم نقش کنم قوله

پروانهٔ او گر برسد در طلب جان	چون شمع همان دم بدمی جان بسپارم

بدمی فی الفور قوله

دامن مفشان از من خاکی که پس از مرگ	زین در نتواند که برد باد غبارم

زین در از در تو قوله

از بوی کنار تو شدم غرقهٔ اُمید	از موج سرشکم که رساند بکنارم

بوی اُمید کنار کناره قوله

گر قلب دلم را ننهد دوست عیاری	من نقد روان در دمش از دیده بیارم

قلب دل دل دغل عیاری خالصی و مرتبه روان رائج نقد روان زر و سیم کنایه از اشک قوله

امروز مکش سر ز وفای من و اندیش	زان شب که من از غم بفلک دست برآرم

بدعا للنفس

بفلک دست برآرم دست بدعا بر آرم قوله

زلفین سیاه تو بدلداری عشاق	دارند قراری و ببرند قرارم

قراعد غزل

مزن بر دل ز نوک غمزه تیرم	که پیش چشم بیمارت بمیرم

غمزه نگاه خشم چشم بیمار چشم معشوق که بیماری صفت ایشان است و آن کم التفاتی و این خاصه حوران است که هُنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ قوله

نصاب حسن در حدِ کمال است	زکاتم ده که مسکین و فقیرم

نصاب آن قدر مال که زکوٰة برو لازم آید زکوٰة سه قسم است زکوٰة اغنیا - زکوٰة فقیران - زکوٰة معشوقان - زکوٰة اغنیا بر مذهب فقیهان از دو صد درم بعد از گذشتن سال پنج درم و بر مذهب فقیران در حال دویست درم باید داد و جان شکرانه بر سر آن باید نهاد قاضی همدانی در تمهیدات آورده که الزکوٰة قنطرة الاسلام طائفه که مال دارند خود زکوٰة بر ایشان واجب آید اما نمیدانم که اَلصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ باید دانست که ایشان را علم آخرتی باشد لا کنز انفع من العلم از آن کنز علم و رزق که ایشان را دهند و من رزقناه منا رزقا حسنا قرابتیان و محبتیان و مریدان را از آن کونی

ونصیبی دہند کہ العلم لایحل منعہ آن بر قدر حوصلۂ خلق نثار کنند واین آیۃ اکار بند مکہ ومما رزقناھم ینفقون خلق را از معرفت کسب کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف نصیبی دہند ہم صحبتیا نرا اما عموم خلق از دعا ایشان وبرکت ایشان از بلاہا ورنجہا خلاصی بود ودر روز قیامت نیز زکوٰۃ رحمت خدا ایثار کنند ہر یک ہفتاد ہزار محجوب ومستحق عقوبت را از اہل بہشت گردانند وکنز کنت کنزا مخفیا مراد گنج رحمت است کہ کتب ربکم علے نفسہ الرحمۃ وزکوٰۃ معشوقان مشاہدۂ جمال خود از عاشقان باز نداشتن ولطف ورحم بر حال مشتاقان نمودن قوله

مبادا جز حساب مطرب ومے	اگر نقشے کشد کلک دبیرم

نقشے کشد سخنے نویسد کلک قلم قوله

چنان پر شد فضاے سینہ از دوست	کہ فکر خویش گم شد از ضمیرم

فضا زمین فراخ وکشادہ ضمیر اندرون دل واندیشہ وانچہ در دل گیرند قوله

دران غوغا کہ کس کس را نپرسد	من از پیر مغان منت پذیرم

غوغا فریاد ہای بسیار کہ از مردمان کثیر یکجا خیزد دران غوغا اشارہ بقیامت پیر مغان مرشد قوله

قرارے کردہ ام با مے فروشان	کہ روز غم بجز ساغر نگیرم

ساغر کنایہ از شراب از ذکر ظرف وارادۂ مظروف قوله

چو طفلان تا کے زین زاہد فریبی	بسیب بوستان وشہد وشیرم

یعنے بسیب بوستان وشہد وشیر مرا چنانکہ زہد زاہدان را ہمچو طفلان تا کے کنی زاہد فریبی وبچیزہاے محقر مرا از خود وار ابستگی لے مرا تا کے ہمچو زاہدان طفل از خود بغیر اندازی ومجاز را درپیش نظر جلوہ گر سازی بذکر غیر مرا یاد خود مبر ز ضمیر قوله

من آن مرغم کہ ہر شام وسحرگاہ	ز بام عرش مے آید صفیرم

صفیر آواز قوله

من آندم برگرفتم دل ز حافظ	کہ ساقی گشت یار ناگزیرم

برگرفتم قطع نمودم غزل

من کہ باشم کہ بران خاطر عاطر گذرم	لطفہا میکنی اے خاک درت تاج سرم

عاطر خوشبو خاطر عاطر کنایہ از خاطر معشوق قولہ

دلبر ابندہ نوازیت کہ آموخت بگو | کہ من این ظن برقیبان تو ہرگز نبرم

بندہ نوازیت بندہ نوازی تر اظن گمان این ظن اشارہ بہ بندہ نوازیت قولہ

ہمتم بدرقۂ راہ کن اے طائر قدس | کہ درازست رہ مقصد و من نوسفرم

ہمت توجہ ہمۃ الرجال تقلع الجبال بدرقہ راہبر ہمتم بدرقۂ راہ کن توجہ خود راہبر راہ ما کن اے طائر قدس محبوب قولہ

اے نسیم سحری بندگی ما برسان | کہ فراموش مکن وقت دعای سحرم

نسیم سحری مرشد و وارد قولہ

خرم آن روز کزین مرحلہ بربندم رخت | و ز سر کوے تو پرسند رفیقان خبرم

این مرحلہ دنیا بر بندم رخت سفر کنم قولہ

راہ خلوتگہ خاصم بنما تا پس ازین | مے خورم با تو و دیگر غم دنیا نخورم

خلوتگہ خاص کنایہ از قرب حقیقی پس ازین من بعد غزل

مرحبا طائر فرخ رخ و فرخندہ پیام | خیر مقدم چہ خبر یار کجا راہ کدام

طائر فرخ قاصد و وارد قولہ

یارب این قافلہ را لطف ازل بدرقہ باد | کہ از و خصم بدام آمد و معشوق بدام

بدرقہ رہبر ما قولہ

ماجراے من و معشوق مرا پایان نیست | ہر چہ آغاز ندارد نہ پذیرد انجام

ماجراے قصہ قولہ

زلف دلدار چو زنار ہمے فرماید | برو ای شیخ کہ شد بر تنم این خرقہ حرام

زلف کنایہ از جذبہ است ہ زلف تام جذبہ ذات حق است زنار کنایہ از یک رنگی قولہ

مرغ تقوی کہ ہمین زد ز سر سدرہ صفیر | عاقبت دانہ خال تو فگندش در دام

صفیر آواز مرغ تقوے کہ ہمیز د ز سر سدرہ صفیر غلغلہ تقوی من کہ بعالم بالا اشتہار داشت قولہ

چشم خونبار مرا خواب نہ در خور باشد | من لہ یقتلہ ذبح فہو کیف ینام

یعنی کسیکه مرا وراست مقلهٔ اشک یعنی اشک بمنزلهٔ هیولهٔ چشم بوده باشد یعنی مانند هیولهٔ چشم از چشم او جدا نگردد پس چگونه خواب کند که میان خواب و اشک تضاد است و در بعضی نسخه چنین است من له یقبل داء عجبا کیف ینام یعنی کسیکه از بهر او اقبال کند و پیش آید درد و عجب دارم چگونه خواب کند ومیتوان که یقتل باشد از قتل بمعنی کشتن باشد یعنی کسیکه قتل کند و بکشد او را درد چگونه خواب کند قوله

توترحم نکنی بر من بیدل دانم ‖ ذاک دعواک وها انت وتلک الایام

یعنی این دعوی تست هشیار باش تو هستی و آن روزها و این روزها من برای تو بیدل شده ام و سلطنت گزیدم و تو رحم نکردی پس دعوی این حال دعوی تست یعنی بر تست و در سورهٔ آل عمران واقع شده که تلک الایام نداولها بین الناس یعنی این از کارها که مدار زندگانی بر آنست میگردانیم اینها میان مردمان روزی بدولت و عشرت بگذارد و روزی بنکبت و عسرت قوله

گل ز حد برد تنعم ز کرم رخ بنمای ‖ سرو مینازد و خوش نیست خدا را بخرام

گل و سرو کنایه از محبوبان مجازی قوله

حافظ ار میل بابروی تو دارد شاید ‖ جای در گوشهٔ محراب کنند اهل کلام

میل محبت حرام حرمت داشته شده اهل حرام بزرگان غزل

مرا میبینی و هردم زیادت میکنی دردم ‖ ترا میبینم و مهرت زیادت میشود هردم

بسامانم نمیپرسی نمیدانم چه سرداری ‖ بدرمانم نمیکوشی نمیدانی مگر دردم

چه سرداری چه خیال داری قوله

نه راهست اینکه بگذاری مرا جانا و بگریزی ‖ گذاری آر و بازم پرس تا خاک رهت گردم

نه راهست اینکه این طریق و روش نیست قوله

ندارم دستت از دامن بجز در خاک و آندم هم ‖ چو بر خاکم گذار آری بگیرد دامنت گردم

ندارم دستت از دامن ترک تو نکنم قوله

فرو رفت از غم عشقت دمم دم میدهی تا کی ‖ دمار از من بر آوردی نمیگوئی بر آوردم

دم میدهی فریب میدهی دمار هلاکی غزل

من دوستدار روی خوش و موی دلکشم ‖ مدهوش چشم مست و می صاف بیغشم

غش آب تیرہ قولہ

در عاشقی گزیر نباشد ز سوز و ساز	استادہ ام چو شمع مترسان ز آتشم

گزیر چارہ قولہ

من آدم بہشتیم اما درین سفر	حالے اسیر عشق جوانان مہوشم

من آدم بہشتیم یعنے من آدمم کہ مکان من بہشت بودہ درین سفر کنایہ از دنیا جوانان مہوش کنایہ از معشوقان۔ قولہ

بخت ار مدد کند کہ کشم رخت زین دیار	گیسوی حور گرد فشاند ز مفرشم

کشم رخت زین دیار اے بمیرم مفرش بستر قولہ

از بسکہ چشم مست درین شہر دیدہ ام	حقا کہ مے نمیخورم اکنون و سرخوشم

چشم مست چشم معشوق کنایہ از چشم مرشدان عارفان درین شہر کنایہ از شیراز حقا سوگند بحق سرخوش مست۔ قولہ

شہریست پر کرشمہ و خوبان ز شش جہت	چیزیم نیست ورنہ خریدار ہر ششم

ہر شش ہر شش جہت قولہ

گفتی ز سر عہد ازل نکتۂ بگوے	آنگہ بگویمت کہ دو پیمانہ در کشم

اشکال آنست کہ در میان گفتن نکتہ از سر عہد ازل و دو پیمانہ کشیدن مناسبت نیست تا ثانی را شرط اول سازد جوابش آنکہ چون افشای راز ممنوعست الجرم میگوید کہ این نکتہ وقتے بگویم کہ ہر دو جہان را فراموش کنم نہ از عذاب این جہان ترسم و نہ از عذاب آنجہان اندیشہ نمایم و این از من ممکن نیست قولہ

حسن عروس طبع مرا جلوہ آرزوست	آئینۂ ندارم ازان آہ مے کشم

آئینہ دل مصفا و صاجدل یعنے ہیچ صاجدلے و ہمدرد ندارم کہ عروس طبع خود را بر و جلوہ نمایم قولہ

حافظ ز تاب فطرت بیجا اصلی بسوخت	ساقی کجاست تا زند آبے بر آتشم

تاب پیچش فطرت بکسر آفرینش و آغاز کار ہا و نیز زیرکی کہ متعلق روح ہست غزل

تا پیش خاک کلے تو صد رو نہادہ ایم	روے وریای خلق بیکسو نہادہ ایم
طاق و رواق مدرسہ قیل و قال فضل	زینہا بخاک کوے تو بار و نہادہ ایم

طاق نوعے از جامها و جامہ یکتا و طیلسان رواق بکسر پیشگاہ خانہ مدرسہ جاے درس
قیل و قال گفتگو بحث قولہ

نہادہ ایم بار جہان بر دل ضعیف | وین کار و بار بستہ بیکسو نہادہ ایم

بار جہان غم عشق کار و بار تعلقات دنیوی قولہ

ما ملک عافیت نہ بلشکر خریدہ ایم | ما تخت سلطنت نہ بباز و نہادہ ایم

نہ بلشکر خریدہ ایم بل دادہ خدا است قولہ

در گوشہ امید چو نظارگان ماہ | چشم طلب بران خم ابرو نہادہ ایم

نظارگان بینندگان قولہ

ہشیار و عاقلیم کہ بر دست و پا بدل | زنجیر و بند زان خم گیسو نہادہ ایم

گیسو موے بافتہ قولہ

بی بوی زلف تو سرِ سوداے از ملال | ہمچون بنفشہ بر سر زانو نہادہ ایم

سوداے دیوانہ بوے امید و محبت و طمع و خوے ملال ستوہ آمدن بنفشہ گلے است و نیز گیاہے است کہ در آب روید و سبز و کبود بود و اند کے بسیاہی زند برکوع و سجودش نسبت میکنند
خم گیسوے جذبۂ عشق قولہ

ناموس چند سالۂ اجداد نیکنام | در راہ جام و ساقی مہ رو نہادہ ایم

ناموس بانگ و آوازہ قولہ

ہم جان بدان دو نرگس جادو سپردہ ایم | ہم دل بران دو سنبل ہندو نہادہ ایم

دو سنبل ہندو زلف غزل

من نہ آن رندم کہ ترک شاہد و ساغر کنم | محتسب داند کہ من اینکارہا کمتر کنم

محتسب مرشد قولہ

چون صبا مجموعۂ گل را بآب لطف شست | کج دلم خوان گر نظر بر صفحۂ دفتر کنم

مجموعۂ گل اضافہ بیانیہ مراد دل بآب لطف شست از تیرگیہا مصفا ساخت صفحہ یکردی و یکسوی کردن و یکروی ورق قولہ

عشقی که ما ز اول سرشت ات است بر طاقہاے ان خم گیسو نہادہ ایم

منکه دارم در گدائی گنج سلطانی بدست	کے طمع در گردش گردون دون پرور کنم

در گدائی در عشق مجازی گنج سلطانی مشاہدہ محبوب حقیقی قولہ

لالہ ساغر گیر و نرگس مست بر ما نام فسق	داوری دارم بسے یارب کرا داور کنم

لالہ کنایہ از عاشق نرگس عاشق داوری خصومت و گفتگو قولہ

باز کش یکدم عنان اے ترک شہر آشوب من	تاز اشک و چہرہ راہت پر زر و گوہر کنم

عنان آن دوال کہ سوار بدست گیرد آشوب شور و غوغا قولہ

منکہ امروزم بہشت نقد حاصل میشود	وعدۂ فردائے زاہد را چرا باور کنم

بنقد فی الحال فردا قیامت باور اعتبار قولہ

عشق دردانہ ست و من غواص و دریا میکدہ	سر فرو بردم در آنجا تا کجا سر بر کنم

دُر دانہ بمعنی دُر دانہ دُر غواص غوطہ خور سر فرو بردم غوطہ خوردم در آنجا در میکدہ قولہ

عاشقانرا گر در آتش مے پسند لطف دوست	تنگ چشمم گر نظر بر چشمۂ کوثر کنم

تنگ چشم بخیل و حریص و معشوق بدین کہ ہیچکس را در چشم نمے آرد و بچشم تنگ دوا این صفت خوانست کہ ہن قاصرات الطرف چشمۂ کوثر حوضے ست کہ حقتعالیٰ بمحمد عطا کردہ کقولہ انا اعطیناک الکوثر بیت شد نام درختے کہ ثمر ندارد خاکپاے پادشاہ از دست او بر سر کنم یعنے از دست مدعی پیش بادشاہ فریاد کنم قولہ

گوشۂ محراب ابروی تو میخواہم زبخت	تا در آنجا ہمچو مجنون درس عشق از بر کنم

از بر یاد اگر خود ہفت سبع از بر بخوانی غزل

ما بر آریم شبے دست و دعاے بکنیم	غم ہجران ترا چارہ زجاے بکنیم
آنکہ بیجرم برنجید و بہ تیغم زد و رفت	باز کش آرید خدا را کہ صفاے بکنیم

جرم بضم گناہ۔ قولہ

در رہ نفس کزو سینۂ ما بتکدہ شد	تیر آہے بکشائیم و غزاے بکنیم

غزا جنگ با کفار قولہ

مدد از خاطر رندان طلب اے دل ورنہ	کار صعب است مبادا کہ خطاے بکنیم

صعب سخت قوله

خشک شد بیخ طرب راه خرابات کجاست	تا دران آب و ہوا نشو و نمائے بکنیم

نشو و نما افزایش و ظهور قوله

سایۂ طائر کم حوصله کارے نکند	طلب سایۂ میمون ہمائے بکنیم

سایہ توجہ طائر کم حوصلہ زاہدان و مقلدان سیمرغ نام جانوریست معروف کہ مقامش بکوہ قافست ۵ زعزلت شاہ مرغان گشت سیمرغ ؛ ہیکے مرغست خوانندش بسیمرغ ؛ و مراد او سیمرغ عارف کامل و عاشق واصل ہمائے نام جانورکہ بر ہرکہ سایہ اش افتد پادشاہ شود قوله

دلم از پردہ بشد حافظ خوش لہجہ کجاست	تا بقول و غزلش ساز و نوائے بکنیم

لہجہ آواز نوا سرود غزل

ما نگوئیم بد و میل بناحق نکنیم	جامۂ کس سیہ و دلق خود ازرق بکنیم

دلق جبہ ازرق کبود قوله

رقم مغلطہ بر دفتر دانش نکشیم	سرّ حق با ورق شعبدہ ملحق نکنیم

شعبدہ بازی ملحق پیوستہ قوله

آسمان کشتی ارباب ہنر می شکند	تکیہ آن بہ کہ برین بحر معلق نکنیم

آسمان فلک کہ مانند آس در گردش است ارباب ہنر عاشقان بحر معلق آسمان قوله

شاہ گر جرعۂ رندان نہ بحرمت نوشد	التفاتے بمے صاف مروق نکنیم

شاہ مرشد نہ بحرمت نوشد دیگران احترام دارد مروق خالص قوله

حافظ از خصم خطا گفت نگیریم برو	ور بحق گفت جدل با سخن حق نکنیم

نگیریم برو مواخذہ او نے کنیم غزل

من ترک شاہد و مے و ساغر نمیکنم	صد بار توبہ کردم و دیگر نے کنم

بکر نگی و یک جہتی خود را بیان میکند کہ اے زاہدان کوے صلاح من ترک شاہد و خمر و مرگ افتادہ کوے محبتم۔

قوله

باغ بہشت و سایۂ طوبیٰ و قصر حور	با خاک کوے دوست برابر نمیکنم

بدین اختصار کردہ حاجت تطویل نیست قولہ

تلقین و درس اہل نظر یک اشارتست	کردم اشارتے و مکرر نمے کنم
پیر مغان حکایت معقول میکند	معذورم ار محال تو باور نمیکنم

حدیث

پیر مغان مراد مرشد کہ نصیحت او حیات من ست قولہ

زاہد بطعنہ گفت برو ترک عشق کن	محتاج جنگ نیست برادر نمیکنم

محتاج جنگ نیست جنگ درکار نیست برادر نمیکنم اے برادر ترک عشق نمیکنم قولہ

ہرگز نمے شود ز سر خود خبر مرا	تا در میان میکدہ سر بر نمیکنم

از مے محبت آنچنان مستم کہ از عالم خبر ندارم قولہ

شیخم بہ طنز گفت حرام است مے مخور	گفتم بگوکہ گوش بہر خر نمیکنم

طنز خندہ و مسخرگی قولہ

این تقویم بس است کہ چون زاہدان شہر	ناز و کرشمہ بر سر منبر نمیکنم

این تقویم بست انرعنے در عالم رندی سے کوشم وہمچون نا اہلان شید و ترہات نمی فروشم قولہ

حافظ جناب پیر مغان مامن وفاست	من ترک خاکبوسی این در نمیکنم

پیر مغان مرشد ایندر اشارہ بآستانۂ مرشد غزل

مرا عہدیست باجانان کہ تا جان در بدن دارم	ہواداران کویش را چو جان خویشتن دارم

از استحکام قول خود کہ با محبوب بود خبر میدہد کہ من غرق بحر ہجران تا زندہ ام او را و محبان او را بل سگان کوے او را دوست دارم قولہ

صفای خلوت خاطر ازان شمع چگل جویم	فروغ چشم و نور دل از ان ماہ ختن دارم

چگل بکسر تین شہریست از زمین ترکستان منسوب بخوبرویان و ختن نام ولائیست شکخیز منسوب بمشکبویان۔ حاصل این بیت آنست کہ آنچہ تمنائے دل حزین است ازان خورشید جمال فرخ میطلبم و بغیر از و بہیچ آفریدہ التجا نمیکنم قولہ

الا اے پیر فرزانہ مکن عیبم بمیخانہ	کہ من در ترک پیمانہ دل پیمان شکن دارم

فرزانہ دانا حاصل آنست کہ من کہ از مے محبت مستم خود را بکمند ارادت بستہ ام از ننگ و ناموس

رسته‌ام ترک میخواری از ما صورت نه بندد قوله

شراب خوشگوارم هست یار خوش نگارم هست	ندارد هیچکس یارے چنین یارے که من دارم

خوشگوار هاضم و شیرین حاصل آنست از جان و دل شکر باریتعالی میگویم که آن یار بے آرام ما آنچنان آرام است که بغیر از مرحمت کارے ندارم و اسباب عیش و نشاط همه مهیا است میگویم اے دوستان یکدل شراب خوشگوارم

قوله بکام آرزوی دل چو دارم خلوتی حاصل	چه فکر از خبث بدگویان میان انجمن دارم

بدگویان مراد زاهدان و رقیبان خبث مراد حسد قوله

مرا در خانه سروے هست کاندر سایه قدش	فراغ از سرو بستانی و شمشاد چمن دارم

من سکین دل بآن زهره جبین سپرده ام از تماشای لاله نسرین چشم بسته ام میان محبان کوی او است مباهات میکنم و میگویم مرا در خانه گویند روزے رابعه در فصل بهار در خانه رفت و بیرون نیامد خادمه گفت یا سیدتی بیرون آئی تا آثار صنائع بینی رابعه گفت تو درون آئی تا صانع را بینی شغلنی مشاهدة الصانع عن مطالعة الصنع قوله

خدارا ای رقیب امشب زمانی دیده برهم نه	که من با لعل خاموشش نهانی یک سخن دارم

خدارا بواسطه برهم نه بر بند یعنی هر صباح در بوستان وصل آن ماه از سر سوز و درد مانند بلبل فلغل میکنم و مے گویم خدارا ای رقیب الخ- قوله

اگرم صد لشکر خوبان بقصد دل کمین سازد	بحمد الله و المنة بت لشکر شکن دارم

هر غمے که بجان این ناتوان متوجه ازان دلبر استمداد همت میکنم و میگویم گرم صد لشکر الخ بحمد الله شکر مر خداے را- غزل

ما حاصل خود بر در میخانه نهادیم این کشتی سرگشته بگرداب افتاد	محصول دعا در ره جانانه نهادیم جان در سر این گوهر یکدانه نهادیم

کشتی سرگشته وجود پریشان گرداب عشق سر خیال گوهر یکدانه محبوب قوله

در خرمن صد عاقل و زاهد زند آتش	این داغ که ما بر دل دیوانه نهادیم

خرمن بکسر تود غله مالیده و غیر آن باکاه قوله

سلطان ازل گنج غم عشق بما داد	تا روے درین منزل ویرانه نهادیم

برندی شهره شد حافظ میان همدمان لیکن
چه غم دارم که در عالم قوام الدین حسن دارم

سلطان ازل حق تعالیٰ قوله

آنرا که خرد و پرورو فرزانه نهادیم	المنة لله که چو مابیدل و دین شد

اشکال این بیت آنست در محلے که عاقلے دین بگذارد و بیدین شود شکر گفتن نامناسب جوابش آنکه خواجه درجاے دیگر فرموده سه گرد دیوانگان عشق مگرد ۔ که بعقل عقیله مشهورے ۔ خواجه با عاقل گفته که عقل داری و ما دیوانگان عشقیم صحبت ما و تو راست نمی آید و چون دید که آن شخص همرنگ خواجه شد و دل مشتغل بفکر آب و گل گذاشت و دین ریائی را کرد و بعشق حقیقی اشتغال نمود و شکر گفت قوله

یارب چو گدا همت بیگانه نهادیم	قانع بخیالے زتو بودیم چو حافظ

خیال کنایت از نمود تجلی یعنی دون همتی کردیم که بخیالے از تو خورسند شدم که تقاضاے همت نبود تجلیات راضی شدن غزل

هم از عشق و هم نفس جام باده ایم	ما بیغمان مست دل از دست داده ایم

دل از دست داده ایم بیقرار و آشفته ایم قوله

تا کار خود بر ابروے جانان نهاده ایم	بر ما بسے کمان ملامت کشیده اند

ازان روزے که شیفته ابروی جانان شده ایم قوله

ما آن شقایقیم که با داغ زاده ایم	اے گل تو دوش جام صبوحی کشیده

گل کنایه از عاشق داغ صبوحی کشیده داغ شراب عشق بوقت صبح نوشیده شقایق لاله مراد عاشق که با داغ زاده ایم عشق ازلی داریم قوله

این داغ بین که بر دل خونین نهاده ایم	چون لاله ام مبین قدح درمیان کار

لاله وار بقدح نوشی ظاهری من نگاه مکن قوله

انصاف میدهیم که از ره فتاده ایم	کار از تو میرود مددے اے دلیل راه

کار از تو میرود یعنی کار موقوف بتوجه تست دلیل راهبر انصاف میدهیم انروے انصاف میگوئیم از راه افتاده ایم از راه دور افتاده ایم و از همراهان بازپس مانده ساده طبع مراد مشاهده حسن صورت ارچه معتقد روے ساده ایم اگرچه بظاهر شاهد پرستیم ۔

قوله

لـه این غزل در نسخ موجوده نیست ۱۲

گفتی که حافظ اینهمه رنگ و خیال چیست	نقش غلط مبین که همان لوح ساده ایم

رنگ و خیال کنایه از سخنان ساده بے نقش و بے ریش ای حافظ اینهمه رنگهاے خیالات که از مخیلۂ تو ظهور آید و ترا حال بحال میماند چیست در جواب میگوید که دل من لوحے است ساده آئینه وار از نقوش آزاد هر چه نمائی همان نقش بر آرد چنانچه بالا رفت در پس آئینه طوطی صفتم الخ

غزل

ما ز یاران چشم یاری داشتیم	خود غلط بود انچه ما پنداشتیم

چشم امید قوله

تا درخت دوستی کے بر دهد	حالیا رفتیم و تخمے کاشتیم

تا براے آنکه و باید دید تا حالیا الحال درین بیت یعنی مصراع آخر اوست و مصراع اول آخر قوله

گلبن حسنت نه خود شد دلفریب	ما دم همت برو بگماشتیم

گلبن درخت گل همت قصد دل حسن معشوق بواسطۂ ظهور اوست اگر ظهور نه شد دلفریبی کے ظهور نه یافت ما در مرتبۂ اعیان بزبان استعداد تقاضا نا کرم واجب الوجود کردیم تا از خزائن جود وجود بر ممکنات منبسط گردانید دلفریبی ظاهر شد - ما دم اشارت برین دارد وجه دیگر هر چند عشق غالب تر معشوق و طلب بیش مے شود و دلفریبی بظهور مے آید اینکار بے یکدگر نیست یعنی ظهور نور عین بمقتضاے عین ثابته است قوله

ما دم

نکتها رفت و شکایت کس ندید	جانب حرمت فرو نگذاشتیم

فرو نگذاشتیم نگهداشتیم قوله

گفتگو آئین درویشی نبود	ورنه با تو ماجراها داشتیم

ماجراها گفتگوها قوله

گفت خود دادی بما دل حافظا	ما محصل بر کسے نگماشتیم

محصل تحصیلدار غزل

ما بدین در نه پے حشمت و جاه آمده ایم	از بد حادثه اینجا به پناه آمده ایم

شدنے واسطه ید دست قوله

رهرو منزل عشقیم و ز سر حد عدم	تا باقلیم وجود اینهمه راه آمده ایم

رهرو سالک قوله

بطلبگاری این مهرگیاه آمده ایم	سبزهٔ خط تو دیدیم و زبستان بهشت

سبزهٔ خط کنایه از صفات بهشت هستی اینمهرگیاه اشاره بسبزهٔ خط و مهرگیاه نام گیاهیست که خاصیت او آنست بر هر که باشد میان خلق محبوب و موقر و معظم باشد قوله

بگدائی بدر خانهٔ شاه آمده ایم	اینچنین گنج که شد خازن او روح امین

روح امین جبرئیل قوله

که درین بحر کرم غرق گناه آمده ایم	لنگر حلم تو ای کشتی توفیق کجاست

لنگر کاف فارسی سنگ کشتی و معروف حلم بردباری غزل

طائر قدسم و از دام جهان برخیزم	مژدهٔ وصل تو کو کز سر جان برخیزم

از سر جان برخیزم فدا کنم از دام جهان برخیزم تارک جهان باشم قوله

از سر خواجگی کون و مکان برخیزم	بولای تو که گر بندهٔ خویشم خوانی

بولای تو سوگند بدوستی تو کون و مکان دنیا قوله

پیشتر زانکه چو گردی ز میان برخیزم	یارب از ابر هدایت برسان بارانی

ابر هدایت لطف و کرم بارانی فیض قوله

تا سحرگه ز کنار تو جوان برخیزم	گرچه پیرم تو شبی تنگ در آغوشم کن

دست در آغوشم کن ای در بر گیر قوله

تا بوی تو ز لحد دست فشان برخیزم	بر سر تربت من بی می و مطرب منشین

دست فشان رقص کنان غزل

بیا که عیش تو از خویش هر زمان رویم	مهل که در غم هجر تو از جهان برویم

مهل مگذار زمان ساعت ۔ قوله

که هر چه رای تو باشد جز این بدان رویم	مگو که حافظ ازین در برو برای خدا

رای فکر و عقل غزل

بموبهای غریبانه قصه پردازم	نماز شام غریبان چو گریه آغازم

حافظ این خرقهٔ پشمینه بینداز که ما : از پی قافله با آتش آه آمده ایم

سرو بالا بنما ای بت شیرین حرکات : که چو حافظ ز سر جان و جهان برخیزم

اہل دیار بہر کار در روز مشغول میباشد وچون روز باتمام میرسد تاریکی شام پیدا میشود ناچار تنگدل شده در زاویہ غریبی گوشۂ نامرادی می نشیند او را بجز از شام رفیقے وہمکلامے نیست بنابران شاعران شام را بغریبان نسبت نموده فرموده میا گریہا غریبانہ مانند غریبان قوله

بیا دیار ودیار آنچنان بگریم زار	که از جهان رہ و رسم سفر براندازم

عالم را پر آب گردانم تا ہیچکس اختیار سفر نکند قوله

من از دیار حبیبم نه از بلاد رقیب	مہیمنا برفیقان خود رسان بازم

مہیمنا یا بار یتعالےٰ قوله

خدایرا مددے ای دلیل راه که من	بکوے میکده دیگر علم برافرازم

برافرازم بلند کنم قوله

خرد ز پیری من کے حساب برگیرد	که باز با صنمے طفل عشق کے بازم

کے حساب برگیرد روا دارد و منظور کند - قوله

بجز صبا و شمالم نمے شناسد کس	عزیز من که بجز باد نیست دمسازم

دمساز ہمدم ومحب قوله

سرشکم آمد و عیبم بگفت روی برروے	شکایت از که کنم خانگیست غمازم

بگفت روی برروے ظاہر و آشکار ساخت خانگیست غمازم ساکن خانۂ منست قوله

ز چنگ زہره شنیدم که صبحدم میگفت	مرید حافظ خوش لہجۂ خوش آوازم

زہره نام ستاره مطربۂ فلک لہجہ آواز غزل

ہر چند پیر خسته دل و ناتوان شدم	ہرگه که یاد روی تو کردم جوان شدم

خسته مجروح قوله

شکر خدا که ہر چه طلب کردم از خدا	بر منتہای مطلب خود کامران شدم

کامران صاحب مقصد قوله

در شاہراه دولت سرمد بتخت بخت	باجام می بکام دل دوستان شدم

شاہراه راه فراخ سرمد ہمیشه قوله

ای گلبن جوان بر دولت بخور که من | در سایهٔ تو بلبل باغ جنان شدم

بلبل باغ جنان شدم خوشگوئی حاصل کردم قوله

من پیر سال و ماه نیم یار بیوفاست | از من چو عمر میگذرد پیر ازان شدم

یعنے من بسبب مرور سال و ماه ضعیف نشده ام بلکه این ضعف من بسبب بیوفائی آن یار گلعذار است و آن نگار شیرین کار بمنزلهٔ عمر من است هرگاه که او از من گریزان است پیری بمن رو داده تحت زیر فوق زبر قوله زان بر و زبر دلم در معنی کشاده شد باب الفیوض و الفتوح ازان روز بر من مفتوح شد که ز ساکنان درگهِ پیر مغان شدم که التجا بجناب مرشد آورده ام قوله

دوشم نوید داد بشارت که حافظا | باز آ که من بعفو گناهت ضمان شدم

نوید مژده ان وعدا الله حق و قال الله لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا غزل

همان که قصهٔ آن شوخ بیوفا گویم | که باز چون نرسد باز ابتدا گویم

آن شوخ بیوفا کنایه از معشوق خدا ے را بواسطهٔ خدا رفیق مصلحتے رفیقی که شریک مصلحت باشد چو کار من نکشاید چون حصول کار من نشود۔

ردیف النون

غزل

افسر سلطان گل پیدا شد از تخت چمن | مقدمش یارب مبارکباد بر سرو و سمن

افسر تاج سلطان گل مشاهدات تجلیات چمن دل مقدم پیش آمدن سرو و سمن عاشقان و سالکان قوله

تا ابد معمور باد اینخانه کز خاک درش | هر نفس با بوے رحمت می وزد باد یمن

معمور آبادان اینخانه دنیا خاک در انسان کامل باد یمن مراد حقایق و معارف درین بیت تلمیح است بحدیث که اشاره بحضرت اویس است قال ع انی لاجد نفس الرحمن من جانب الیمن معنے این بیت آنست که تا ابد اینخانهٔ دنیا معمور باد که از اهل الله که بخلقت از خاک کند هر دم سخنان معارف و حقایق شنوده می شود که یاد از حق میدهد سوال این بیت ستایش دنیا است و ستودن دنیا از اهل الله بس نازیبا که الدنیا جیفة و طالبها کلاب جواب آنست که همین دنیا که حقیقتش مسطور شد در حق

کسانیکه حقیقتش شناخته و بآن نپرداخته الدنیا مزرعة الآخرة است و متاعے بس فاخر اهل الله راهمین دنیا مورد الطاف الهی و مظهر مشاهدات نامتناهی و اهل دنیا بالعکس آن چون دریاے نیل که بقبطیان خون بود و بسبطیان آب خواجه انصار گوید دنیا خاکدانیست که عاقلان در وکشت کنند نه میدانیست که که جاهلان در وگشت کنند قوله

خاتم جم را بشارت ده بحسن خاتمه	کاسم اعظم کرد ازو کوتاه دست اهرمن

خاتم جم کنایه از دل اسم اعظم مرشد کامل اهرمن نفس و شیطان قوله

شوکت پور پشنگ و تیغ عالمگیر او	در همه شهنامها شد داستان انجمن

پور پشنگ افراسیاب که پسر پشنگ بود و نام پسر سیاوش که نام پسر او روئین بود معنی این بیت در شرح بیت ۵ شاه ترکان سخن مدعیان مے شنود بالامذکور شد و میتواند بود که مراد آن بود که شکوه بعضے اولیا و تیغ عالمگیر ایشان که آن تیغ را بر نفس زده عالم دل مسخر کرده اند در جمیع کتب سیر اولیا که بمنزلهٔ شهنامهاے پادشاهان است و استلفے که بذکر آن آرایش انجمن سخن را داده اند قوله

خنگ چوگانی چرخت رام شد در زیر زین	شهسوارا خوش بمیدان آمده گوئی بزن

خنگ اسپ چوگانی اسپے که در گوے و چوگان باختن موافق مزاج بود چرخ فلک خنگ چوگانی اضافه بیانیه خنگ چوگانی چرخت رام شد در زیر زین یعنے گردش آسمانی برمراد تو گردیده و بتو آورده شهسوار عاشق و الف ندائیه محذوف میدان میدان سلوک و عشق گوے بزن سط میدان عشق نما قوله

جویبار ملک را آب از سر شمشیر تست	تو درخت عدل بنشان بیخ بدخواهان بکن

جویبار جوے بزرگ باکثرت جویها خورد باشد جویبار ملک کنایه از وجود و نیز سلوک آب تری و تازگی شمشیر مراد ریاضت وجود بموجب اقتلوا انفسکم بسیوف المجاهدات پس درخت عدل بنشان یعنے خصائل نامرضیه را برصفات مرضیه غلبه مده بدخواهان نفس و شیطان قوله

بعد ازین نشگفت اگر با نکهت خلق خوشت	خیزد از صحراے ایرج نافهٔ مشک ختن	ایران

بعد ازین نشگفت اگر کشایشے حاصل شد نکهت بوے خلق خوش زهد و صلاح ایرج نام فریدون و الی ایران زمین چون فریدون ولایت را میان پسران قسمت کرده بای مغرب و لواح

ومضافات آن بتور پسر بزرگ داد وزمین ترک وچین ومضافات آن در اقطاع سلم آورده میانه جهان و سرزمین و مکین و اهواز وطبرستان وبیشتر حدود شام بایرج داد چون تور وسلم در اقطاعهای خویش قوی شدند بکینهٔ آنکه فریدون ایشان را باطراف مملکت ولایت داد وتختگاه برای پسر خورد که ایرج است داده باپدر باغی شده وخروج کرده ایرج سلامت قلبی داشت بران بدبختان رفته وگفته در قسمت ولایت مرا خطای نیست غلطی فریدون ست اکنون برشما آمده ام هرجا که بدارید بمانم دوسه روز ان زنهار خواران مهمانی کرده آخر الامر درحالت شراب سر بریده بر پدر خویش فرستاد فریدون جزع وفزع بسیار کرده ایرج پسر نداشت فریدون منوچهر پسر دختر ایرج را پرورده چون بزرگ شده شایستگی تاج وتخت داشت تاج وتخت ایران بدو داده بانتقام ایرج پسر داد منوچهر سلم وتور را درجنگ کشته وسر ایشان برجد فرستاده بنیاد مخالفت ایران وتوران همین است ونیز نام پادشاه که یکی از سران لشکر کیخسرو شاه بن سیاوش بود صحرای ایرج بیابان سلوک وعشق مشک ختن معرفت قوله

گوشه گیران انتظار جلوهٔ خوش میکنند | برشکن طرف کلاه وبرقع از رخ برفگن

گوشه گیران زاهدان عزلت نشین برشکن طرف کلاه بساز وآراستگی تمام برقع از رخ برفگن جمال خود بنما قوله

ای صبا برساقی بزم اتابک عرضه دار | تا ازان جام زرافشان جرعهٔ بخشد بمن

اتابک ادب آموز کودکان و پادشاهان شیراز را اتابک بسبب آن گویند که سعد زنگی اتابک سلطان سنجر بود شبی درحالت مستی سعد زنگی وسه نفر دیگر را بادشاهی داده بود بعد وفات سلطان ایشان اتابکی برخویش مستقیم داشته وبرادر سنجر را بادشاه میگفتند قوله

مشورت باعقل کردم گفت حافظ می بنوش | ساقیا می ده بقول مستشار موتمن

مشورت بایکدیگر اندیشیدن مستشار کسی که او را بمشورت در پذیرند موتمن کسی را که امینش گیرند یعنی درعشق ورزی مشورت باعقل کردم وتوبهٔ خویش را باو آوردم گفت ای حافظ باده نوش پس ای مرشد دربیان حقائق ومعارف میکوش که من بدستوری مستشار موتمن از تو طلب اینمعنی میکنم که عقل خورده بینم چنین حکم کرد سوال عقل وعشق هردو متضاد است اینچنین مشورت از عقل نخیزد جواب عقل ناقص بسبب عدم وقوف او برخوبیهای عشق ومحض نظر گماشتن برخرابی او که دربدایت بود منکر عشق میشود

اما عقل کامل هرچند در بدایت خرابی مے بیند اما سبب تیزبینی مے داند که درین خرابی سر بست و
درین ربح گنج این اشارت بدانست رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر غزل

ای نور چشم من سخنی هست گوش کن ｜ چون ساغرت پرست بنوشان و نوش کن

سالک طریق یقین نصیحتے میکند چون خرمن حسن و جمالت در اوج کمال است خوشه چینان دانه خال را
محروم مکن لب تشنگان بادیه طلب را بشیرینی از زلال وصال خود سیراب ساز واین سخن نصیحت دلپذیر
را باخلاص تمام بشنو که طریقه وصال جانان بغیر ازین نیست قوله

پیران سخن بتجربه گفتند گفتمت ｜ هان ای پسر که پیر شوی پند گوش کن

تجربه آزموده هان هشیار شو قوله

بر هوشمند سلسله ننهاد دست عشق ｜ خواهی که زلف یار کشی ترک هوش کن

حاصل این بیت آنست که حصول عشق مر ذوی العقول اولے الالباب را نوعے از محالات ست
تا آنکه ترک این عقل معاش که دامنگیر وقت سالکست نماید وصول بمقام عشق معلوم قوله

تسبیح و خرقه لذت مستی نبخشدت ｜ همت درین عمل طلب از می فروش کن

تسبیح و خرقه زهد و پارسائی که لازمه هستی است همت توجه درین عمل طلب عشق میفروش عاشق و مرشد قوله

با دوستان مضایقه با عمر و مال نیست ｜ صد جان فدای یار نصیحت نیوش کن

مضایقه تنگ گرفتن مراد باز داشتن نیوش شنونده حاصل این بیت آنست در راه دوست بدنیا و مافیها
نظر نباید کرد و همه باید باخت زیرا که جان و دل و سر و تن و زر و مال همه طفیل سگان دوست قوله

در راه عشق وسوسه اهرمن بسے ست ｜ هشدار و گوش دل به پیام سروش کن

اهرمن دیو سروش جبرئیل و هر فرشته - حاصل آنست طریق عشق و محبت بغایت خطیر و مخوف
وقطاع الطریق وشیاطین بسیار است باید که علامت آن بشناسی و از خار و خسے در هراسی قوله

برگ نوا تبه شد و ساز طرب نماند ｜ ای چنگ ناله برکش و ای دف خروش کن

برگ نوا اسباب شادی طرب شادی قوله

ساقی که جامت از می صافی تهی مباد ｜ چشم عنایتے بمن دردنوش کن

دردنوش عاشق قوله

سرمست در قبای زرافشان چو بگذری	یک بوسه نذر حافظ پشمینه پوش کن

نذر بر خود واجب کردن غزل

ای شام زکوی ما سفر کن	وی صبح بجمال ما نظر کن

شام ضد صبح و مراد ایام هجر و حجاب کثرات صبح ضد شام مراد وصل عالم وحدت ظلمت شب کنایه از شدائد شب هجر شب ظلمت شب هجر سحر کن سحر وصل سبل کن خود را بتیغ او سپر کن این شدائد هجران یار را مندفع ساز ناوک آلهٔ چوبین خالی میان آن تیر ناوک داشته انداز ند بمعنے تیر نیز استعمال میکنند دم درکش خموش باش سخن مگو هلا هشیار شو غزل

ای ماه رو منظر تو نو بهار حسن	خال و خط تو مرکز لطف و مدار حسن

منظر جای نظر و محل مرکز جای قرار و نیز باید دانست که پرکار را دو قلم است یکی ثابت و یکی گردنده گردنده را مرکز گویند و ثابت را مدار و مدار در اصطلاح منجمان آن را گویند که در میان قطبین مرکز موهوم کنند ــ قوله

در چشم پر خمار تو پنهان فسون سحر	در زلف بیقرار تو پیدا قرار حسن

فسون منتر زلف بیقرار اشارت بتغیرات سلسلهٔ موجودات که هر ساعتے بنوعے دگر است قوله

خرم شد از ملاحت تو عهد دلبری	فرخ شد از لطافت تو روزگار حسن

خرم خوش فرخ مبارک لطافت پاکیزگی و موزونی و سبکی حرکات وصفائی رنگ ــ قوله

حافظ طمع برید که بیند نظیر دوست	دیار نیست غیر تو اندر دیار حسن

دیار شریک غزل

ای خسرو خوبان نظری سوی گدا کن	رحمی بمن سوختهٔ بی سر و پا کن
دارد دل درویش تمنای نگارے	زان چشم سیه مست بیک غمزه روا کن

درویش مفلس تمنا آرزو یار بار بنده قوله

گر لاف زند ماه که مانم بجمالت	بنمای رخ خویش و مه انگشت نما کن

مانم مانند هستم انگشت نما رد و معیوب و در غایت شهرت قوله

ای سرو چمان از چمن و باغ زمانی	بخرام درین بزم و دو صد جامه قبا کن

چمان چمنده و خرامان قبا چاک قوله

با دل شدگان جور و جفا تا بکے آخر	آہنگ وفا ترک جفا بہر خدا کن

دل شدگان عاشقان غزل

اے باد پردہ آن گل نورستہ باز کن	گوہر فروز لالہ رخ و غنچہ باز کن

گل نورستہ محبوب باز کشادہ ساز کن جام مرصع کنایہ از شراب از ذکر ظرف ارادہ مظروف مراد عشق پیر کار مرشد در فراز کن در ببند ترانہ سرود و مراد شعر و سخن۔ یارب ز گنج عافیتش بے نیاز کن ہم در عافیت مسرور دار و توفیق عشق مدہ تا درد سر نبیند۔

غزل

اے لبت آب حیات و اے قدت سرو چمن	اے رخت خورشید خاور وے خطت مشک ختن
بوسہ میخواہم ز تو لب را بدندان میگزی	میکنی جانم جراحت بار دیگر جان من

لب بدندان گزیدن حسرت و افسوس کردن جراحت مجروح قولہ

مرد حافظ در غمت در گردن تو خون من	داد من بستاند از تو روز محشر ذوالمنن

ذوالمنن حق تعالے کہ صاحب منتہاست غزل

بالا بلند عشوہ گر و سرو ناز من	بگذشت در فراق تو عمر دراز من

بالا قد سرو ناز قسمے است از سرو عمر دراز عمر تمام قولہ

دیدی دلا کہ آخر پیری و زہد و علم	با من چہ کرد دیدہ معشوق باز من

معشوق باز شاہد قولہ

گفتم بدلق زرق بپوشم نشان عشق	غماز بود اشک عیان کرد راز من

غماز چغلخور عیان ظاہر قولہ نقشے بر آب میزند از گریہ حالیا ۔ نقشے بر آب میزنم شست و شوی میکنم و نیز نقش بر آب زدن کار لاینفع کردن حالیا الحال تا کے شود قرین حقیقت مجاز من مجاز من بحقیقت مبدل شود قولہ

میترسم از خرابی ایمان کہ مے برد	محراب ابروی تو حضور از نماز من

ایمان دریافت حق قولہ

از آب دیدہ بر سر آتش نشستہ ام	کو فاش کرد در ہمہ آفاق راز من

کو بکاف عربی اشارت باب دیده راز عشق - قوله

یارب کی آن صبا بوزد کز نسیم او | گردد شمامهٔ کرمش کارساز من

صبا توجه شمامه خوشبو کارساز سازندهٔ کار قوله

برخود چو شمع خنده زنان گریه می کنم | تا با تو سنگدل چه کند سوز و ساز من

سوز سوزش ساز سازش قوله

زاهد چو از نماز تو کاری نمی رود | هم مستی شبانه و راز و نیاز من

کاری نمیرود حصول مرادی نگردد شبانه هر چه شب بران گزرد نیاز حاجت غزل

برفگن در صف رندان نظری بهتر ازین | بر در میکده میکن گذری بهتر ازین

رندان عاشقان میکده عشق قوله

آنکه فکرش گره از کار جهان بگشاید | گو درین نکته بفرما نظری بهتر ازین

گره از کار جهان بگشاید امور بسته عالمی را کشایشی دهد - قوله

ناصحم گفت که جز غم چه هنر دارد عشق | گفتم ای خواجهٔ عاقل هنری بهتر ازین

هنری بهتر ازین بهتر ازین هنری دیگر می خواهی قوله

کلک حافظ شکرین شاخ نباتیست بچین | که درین باغ نه بینی ثمری بهتر ازین

کلک قلم ثمر میوه غزل

بهار گل طرب انگیز گشت و توبه شکن | بشادی رخ گل بیخ غم ز دل بر کن

رخ گل مشاهدات تجلیات قوله

ز دستبرد صبا گرد گل کلاله ببین | شکنج گیسوی سنبل نگر برو دحسن

دستبرد غلبه و چابکدستی گل رخساره کلاله قسمی از زلف شکنج بفتح چین گیسوی موی بافته قوله

رسید باد صبا غنچه از هوا داری | ز خود برون شد و برتن درید پیراهن

باد صبا باد شرقی بشیراز انا کثر اوقات وزد لطیف و موافق طبع خلائق است. هوا داری دوستداری قوله

عروس غنچه بدین زیور و تبسم خوش | معاینه دل و دین می برد بوجه حسن

وجه حسن نیکوترین وجه قوله

حافظ از غصه بسوخت بگو حالش ای صبا | با شاه دوست پرور دشمن گداز من

صفیر بلبل شوریده و نفیر هزار	برای وصل گل آمد برون ز قلب حزن

صفیر آواز شوریده عاشق نفیر فریاد هزار عاشق غزل

چندانکه گفتم غم با طبیبان	درمان نکردند مسکین غریبان

طبیبان معشوقان و مرشدان مسکین غریبان عاشقان قوله

درج محبت بر مهر خود هست	یارب مبادا کام رقیبان

درج بضم پیرایه‌دان درج محبت اضافه بیانیه بر مهر خود هست نقصے در وراه نیافته مبادا کام رقیبان یعنی آن مهر شکسته نشود و نقصے در محبت راه نیابد و رقیبان بکام دل نرسند قوله

آن گل که هر دم در دست خارست	گو شرم بادت از عندلیبان

گل معشوق خار رقیب عندلیبان عاشقان قوله

یارب امان ده تا باز بیند	چشم محبان روی حبیبان

محبان عاشقان حبیبان معشوقان قوله

ما درد پنهان با یار گفتیم	نتوان نهفتن درد از طبیبان

درد پنهان سوز عشق قوله

حافظ نه گشتی شیدای گیتی	گر می شنیدی پند ادیبان

شیدا دیوانه گیتی روزگار ادیبان ادب دهندگان غزل

چو گل هر دم ببویت جامه بر تن	زنم چاک از گریبان تا بدامن
من از دست غمت مشکل برم جان	ولی دل را تو آسان بردی از من

از دست غمت بسبب عشق تو مشکل برم جان محال ست که جان را بسلامت برم قوله

بقول دشمنان برگشتی از دوست	نگردد هیچکس با دوست دشمن

دشمنان رقیبان دوست کنایه از خود قوله

دلم را مشکن و در پا مینداز	که دارد در سر زلف تو مسکن

در پا مینداز یعنی پامال مکن و نیز کار در پا افکندن عبارت از تعطیل و اهمال که سه مینداز در پای کار کسے مسکن جای سکونت غزل

حاشیه: صفیر آواز و نفیر بمعنی فریاد ... بقول بمعنی ... رسوائی ... کنم ... بیت ... (marginal notes partly illegible)

چون شوم خاک رهش دامن بیفشاند زمن	ور بگویم دل بگردان وبگرداند زمن

خاک رهش ضمیر شین بر محبوب دامن افشاندن اعراض کردن وتنفر شدن دل بگردان رحم نما قوله

عارض رنگین بهر کس مے نماید همچو گل	ور بگویم باز پوشان باز پوشاند زمن

همچو گل صفت روے رنگین قوله

چشم خود را گفتم آخر یک نظر سیرش ببین	گفت میخواهی مگر تا جوے خون راند زمن

مگر بمعنے تحقیق قوله

او بخونم تشنه و من بر لبش تا چون شود	کام بستانم از و یا داد بستاند زمن

کام مقصد قوله

دوستان جان داده ام از بهر دهانش بنگرید	کو بچیزے مختصر چون باز میماند زمن

بچیزے مختصر اشاره بدهن قوله

گر چو فرهادم بتلخی جان بر آید حیف نیست	بس حکایتهای شیرین باز میماند زمن

فرهاد نام عاشق قوله

ختم کن حافظ که گر زین دست خوانی درس عشق	خلق در هر گوشه افسانه بخواند زمن

زین دست از ین نوع غزل

خدا را کم نشین با خرقه پوشان	رخ از رندان بے سامان مپوشان

محبوب را که آمیزشے داشت با اهل شید تر هات میگوید ایذاء بهر خدا را بواسطه خدا خرقه پوشان درویشان مقلد رندان نے سامان عاشقان سرگشته قوله

درین خرقه بسے آلودگی هست	خوشا وقت قبای باده نوشان

درین خرقه اشارت بزهد درویشی آلودگی روے ریا باده نوشان عاشقان قوله

تو نازک طبعی و طاقت نیاری	گرانیهاے مشت دلق پوشان

دلق پوشان مرائیان قوله

درین صوفی وشان دردے ندیدم	که صافی باد عیش درد نوشان

درین صوفی وشان دردے ندیدم یعنے درین اهل صومعه که گرفتاران روے ریاست ورو

مرد فروشان

از عشق نیدم در دنوشان عاشقان قوله

بیا و غبن این سالوسیان بین	قدح خونین دل بربط فروشان

یعنے از خرقه پوشان محترز باش و در طلب ایشان دل مخراش و اگر درین معنے شکے داری بیا به بین در مکر این مکاران که چون قدح دل جوشان و چون بربط خروشان است درخلا بذوق و عیش و سائر حظوظ نفسانی مشغول اند و در ملا جوش و خروش و لولۂ حق میمایند که آن نمود از فضل و افزون نیست - قوله

چو مستم کردهٔ مستور منشین	چو نوشم دادهٔ زهرم منوشان

مستور پوشیده نوش شیرین و آب حیات غزل

خوشتر از فکر مے و جام چه خواهد بودن	تا به بینیم که سرانجام چه خواهد بودن

مے و جام کنایه از مے خواری و شاهد بازی سرانجام عواقب امور قوله

پیر میخانه چه خوش گفت معمای دوش	از خط جام که فرجام چه خواهد بودن

پیر میخانه مرشد معما سخنے مخفی و در اصطلاح شعراء عبارت از کلام موزون که دلالت کند بر طریق رمز و ایما بر اسمے و زیاده ازان بطریق قلب یا تشبیه یا بحساب جمل یا بوجهے با سم صنم ۵ خوانده باشی بارها نام صنم چشم و ابرو و دهاسنے بیش نیست باسم شجاع ۵ درخت دوستی بنشان که کام دل ببار آرد ؛ نهال دشمنی برکن که رنج بیشمار آرد ؛ و این را اقسام بسیارست خود علمی است علاحده بنابران مختصر کرده شد قوله

باده خور غم مخور و پند مقلد منیوش	اعتبار سخن عام چه خواهد بودن

مینوش شنو - قوله

مرغ کم حوصله را گو غم خود خور که برو	فکر آنکس که نهد دام چه خواهد بودن

مرغ کم حوصله اهل ظاهر دام معروف کنایه از هوائے نفس و لذات دنیا - معنے آنست ای طالب حق را بگوے که بر خود رحم کند در طلب حق ساعی بود و اسباب راحت خود نماید و بر رحم حق و کرم حق مغرور نباید بود زانکه حق سبحانه ما را از کمال معنے سربلند ساخت پس برائے آزمایش ما را در نهایت پستی انداخت تا هر که در طلب خود درویش و سودائے وجود مطلق بود بلذات نپردازد و کار امروز بفردا نیندازد و هر که در طلب حق را اثر نبود مرکوز لذات و شهوات گردد کما قال الله لقد خلقنا الانسان

فی احسن تقویم ثم رددناه اسفل سافلین قوله

دست رنج تو همان به که شود صرف بکام	تا بدانیم که بنا کام چه خواهد بودن

دست رنج حرفه و پیشه صرف خرج بناکام لاچار غزل

دانی که چیست دولت دیدار یار دیدن	در کوی او گدائی بر خسروی گزیدن

دیدار روی و پیدا و ظاهر خاقانی ؎ اگر هست خود جائے گفتار نیست ؛ ولیکن شنیدن چو دیدار نیست
و نیز بمعنے دیدہ ؎ این سبها بر نظرها پردہاست ؛ که نه هر دیدار صنعش را سزاست قوله

بوسیدن لب یار اول ز دست مگذار	کاخر ملول گردی از دست لب گزیدن

بوسیدن لب یار کنایه از حصول نمودن جذبهٔ عشق و محبت که در اصطلاح صوفیه بوسه کنایه از جذبهٔ عشق و محبت . بود . اول کنایه از دنیا که نشاةٔ الاولے و آخر عقبے که نشاةٔ الاخرے مراد از هر دو بدایت و نهایت یعنے آنست که حاصل کردن جذبهٔ عشق و محبت در دنیا از دست مده که اگر از حصول آن بے بهره مانی در عقبے ملول شوی از دست لب گزیدن حسرت و افسوس خوردن یعنی همچون اهل ظاهر بیت خود را متراش که بمقتضاے واعبد ربك حتے یاتیك الیقین بظاهر بندگی خیره شدند و خوض در باطن نمیکنند و از عرفان بهره نمیسازند تا در عقبے بدیدن مراتب عارفان افسوس خوری و حسرت بری من کان فی هذه الاعمے فهو فے الاخرة اعمے قوله

فرصت شمار صحبت کز این دو روزه منزل	چون بگذریم نتوان دیگر بهم رسیدن

دو روزه منزل دنیا بموجب مزرعة الاولے و الآخرة - دیگر اگرچه دنیا طریق بسیار دارد اما اینکه اهل حق را باید گفتگو است یا شریعت یا طریقت و راه دیگر که منجر به شقاوت است ازان اغماض مے نمایند و سخن در نے آرند که تعلق بشیطان دارد و مارا راه بسوے رحمٰن باید ان عبادی لیس لك علیهم سلطان یعنی چون ازین دو راه اهل صحبت عارفان ترا دست دهد و هادی از غیب رسد فرصت را غنیمت شمار و کارے که حاصل کردنیست از دست مگذار که امروز لعب دانگن که چون فرصت از دست رود جز ندامت حاصل نشود و نیز دو راه ازانست که چون اهل ظاهر و مجاز را که بالحقیقه منجی اند یک طرف نشاید دیگر را کجا گنجایش ماند فافهم العبارة العاقل تکفیه الاشارة غزل

دلبر جانان من برد دل و جان من	برد دل و جان من دلبر جانان من

این دل حیران من واله و شیدای تست	واله و شیدای تست این دل حیران من

واله شیفته شیدا دیوانه قوله

روضهٔ رضوان من خاک سر کوی دوست	خاک سر کوی دوست روضهٔ رضوان من

روضهٔ رضوان بهشت ناله گریه باآواز فغان فریاد و شور۔

اغنزل

در بدخشان لعل گر از سنگ می آید برون ؛ بدخشان نام شهریست میان خراسان و هندوستان معدن لعل درانجاست رکنے بضم زرخالص منسوب برکناباد که چشمه ایست در شیراز شیراز نام شهرے از فارس و ادرا معموره عمرولیث گویند چه او بانی آنست وقیل آبادکرده سلیمان است شنک دزد و راهزن و مکابره و شوخ و خوب غش بفتح آب تیره و بکسر خیانت کردن زاق بفتح ریا و نفاق واے آه و شور نوا آواز که بر اصول سرود باشد چنگ نام ساز۔

غزل

ز در درای و شبستان ما منور کن	هوای مجلس روحانیان معطر کن

شبستان محل و نیز کنایه از چشم روحانیان عاشقان که بصفات ملکی متصف شده اند قوله

بچشم و ابروی ساقی سپرده ام دل و جان	بیا بیا و تماشای طاق منظر کن

چشم و ابروے ساقی کنایه از محبوبان سنر معنے آنست که ای محبوب حقیقی وای مطلوب تحقیقی بحکم المجاز قنطرة الحقیقة بحبت مجازی آراسته ام و جلاے تمامش داده پیراسته ام بیابیا تماشاے طاق این منظر نما و این مشتاق را لقای کرامت فرما۔ قوله

ازان شمائل و الطاف و حسن خوش که تراست	میان بزم حریفان چو شمع سر برکن

شمائل خوہا و عادتہا حریفان عاشقان قوله

بگو بخازن جنت که خاک این مجلس	بتحفه بر سوی فردوس و عود مجمر کن

خازن جنت رضوان فردوس نام بهشت مجمر عود سوز قوله

حجاب دیدهٔ ادراک شد شعاع جمال	بیا و خرگه خورشید را منور کن

حجاب بکسر پردہ ادراک در لغت بمعنی رسیدن بکنه لا یدرکه احد من العالمین شعاع روشنی

خرگه نوعی از خیمه خورشید محبوب حقیقی خرگه خورشید کنایه از دل خود بموجب لا یسعنی ارضی و لا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن معنی آنست که عشق مجاز بموجب العشق حجاب پرده در یافت کمال جمالی گشته که ترا در یافت نے توانم کرد بیا و این دل مرا که خانهٔ مخصوص تست که لا یسعنی ارضی و لا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن منور ساز قوله

چو شاهدان چمن زیر دستِ حسنِ تواند ‖ کرشمه بر سمن و ناز بر صنوبر کن

شاهدان چمن محبوبان دنیا و نیز مشاهدات قلبی زیر دست حسن تواند پرتو حسن تواند قوله

طمع بنقد وصال تو حد ما نبود ‖ حوالتیم بدان لعل همچو شکر کن

نقد وصال اضافه بیانیه حد ما نبود بموجب هیهات ماللتراب و رب الارباب لب مراد لطف و تجلی اسم متکلم که موجب فناء عاشق است قوله

فضول نفس حکایت بسے کند ساقی ‖ تو کار خود مده از دست و می بساغر کن

فضول نفس نفس فضول ساقی کنایه از مرشد ساغر پیاله و در اصطلاح چیزے را گویند که در و مشاهدهٔ انوار غیبی کنند اینجا کنایه از دل عارف سزد که مشحون معارف بود معنی آنست که ای ساقی نفس هرزه گو حکایت بسیار میکند و حجت بیشمار مے آرد تو بدان ملتفت مباش و مقصود از دامن مپاش و به بیان حقائق و معارف بسالکان مکن و مسترشدان را حظے مے بخش۔ قوله

لطیفه

لب پیاله ببوس آنگهی بمستان ده ‖ بدین دقیقه دماغ مرا معطر کن

(عاشقان)

در مجلس مے پرستان رسمے است که ساقی چون پیاله برکند از روی تعظیم بوسی داده بمستان میدهند و لب پیاله بوسیدن کنایه از حصول نکات عرفان بسمات است دقیقه چیزهای باریک مراد نکات عرفان که از دل میخیزد معنی آنست که هر سخنے و نکته که از دولت خیز داران متحظے گشته بمسترشدان خود گو باز گوید و بدین دقیقه دماغ طالبان را میجو بے و معطر ساز قوله

ستارهٔ شب هجران نمے فشاند نور ‖ ببامِ قصر بر آ و چراغ مه بر کن

ستاره کنایه از محبوب مجاز معنی آنست که محبوب حقیقی مسائلے میجوید که محبوب مجاز ستاره واسه در شب هجران میدرخشید و نور بعالمیان مے بخشید اکنون که بوسے حقیقت بمشامِ من رسید کام صلاوت حقیقت چشید آن محبوب مجاز نورسے نمے فشاند ببام قصر وجود ما بر آمده و چراغ ماهِ جمالِ خود را برافروز

ولقاے خوذہبا قولہ

بیک کرشمۂ صوفی وشم قلندر کن	ازین مرقع پشمینہ نیک در تنگم

مرقع خرقۂ زہد و پارسائی بیک بسیار ولفظ بازائدہ کرشمہ ظہور وتجلی وش مانند قولہ

زکارہا کہ کنی شعر حافظ از بر کن	پس از ملازمت عیش وعشق مہرویان

از بر یاد۔

غزل

فلک بکین من مستمند بستہ میان	زجور چرخ بفریادم اے مسلمانان

جور چرخ گردش فلکی کہ نزول بلاہا وحوادث مے نماید زمان زمان ساعۃ فساعۃ ملول وتنگ ودلگیر نہال دخت نونشاندہ نظیر مانند وجہ روے وطریق منعم صاحب نعمت کہان ومہان خوردان وبزرگان رہین گرو المنت بار نعمت برگردن کسے نہادن کہ از عہد شکر آن برنیتوان آمد وابن جز حق غیرے راسزد پیروجوان ہمگی خلق چہ قاعدہ ایست کہ ہر جاکہ مذکور دو چیز مے شود کل مراد دارند چون عجم وعرب وروم وزنگ وروز وشب وسیاہ وسفید معدن کان۔

غزل

کہ بمژگان شکند قلب ہمہ صف شکنان	شاہ شمشاد قدان خسرو شیرین دہنان

شمشاد قدان وشیرین دہنان محبوبان قلب فوج صف شکنان مبارزان شیرین سخنان معشوقان وشاعران گزیدہ قولہ

پند ما بشنو وبرخور زہمہ سیم تنان	تلکے از سیم وزرت کیسہ تہی خواہد بود

سیم وزر معرفت ومحبت کیسہ تہی مفلس برخور فیضے حاصل نما سیمبران معشوقان قولہ

تا بخلوتگہ خورشید رسی چرخ زنان	کمتر از ذرۂ نئی پست مشو مہر بورز

پست مشو کم ہمتی منما مہر بورز عشق حاصل کن چرخ زنان رقص کنان قولہ

شادی زہرہ جبینان خور ونازک بدنان	بر جہان تکیہ مکن گر قدحے میداری

بر جہان تکیہ مکن اعتماد برین جہان فانی منما گر قدح میداری اگر قدح وجود برازز ندگی میداری ویا آنکہ در عیش وعشرت ہستی شادی زہرہ جبینان خور ونازک بدنان بلکہ در صحبت

محبوبان و مجالست معشوقان که کنایه از عرفا که بمرتبهٔ محبوبیت رسیده اند بسر و فرحتے از دیدار ایشان حاصل نما قوله

پیر پیمانه کش ما که روانش خوش باد	گفت پرهیز کن از صحبت پیمان شکنان

پیر پیمانه کش مرشد روانش خوش باد دل او را شاد دارا د پیمان شکنان ظاهر پرستان که روز الست با خدا عهد بسته اند که قالوا بلی والحال آن عهد را فراموش کرده گرفتار اسباب و تعلقات دنیوی گردیده اند قوله

دامن دوست بدست آر ز دشمن بگسل	مرد یزدان شو و ایمن گذر از اهرمنان

دامن دوست بدست آر بدست صحبت دار و اهل شو و تحصیل صحبت با دوستان که عاشقانند دار ز دشمن بگسل و اعرض عن الجاهلین و نیز دشمن کنایه از نفس و شیطان مرد یزدان شو خود را در کار و بار خدا کن ایمن گذر از اهرمنان از وساوس نفس و شیطان ایمن باش چه محال ست چون دوست دارد ترا ؛ که در دست دشمن گذارد ترا ؛ قوله

با صبا در چمن لاله سحر میگفتم	که شهیدان که اند این همه خونین کفنان

صبا کنایه از مرشد چمن لاله مجلس عشاقان خونین کفنان عاشقان قوله

گفت حافظ من و تو محرم این راه نه ایم	از می لعل حکایت کن و شکر دهنان

سخن از محبت و محبوبان باید گفت غزل

شراب لعل کش و روی مه جبینان بین	خلاف مذهب آنان جمال اینان بین

شراب لعل محبت حقیقی مه جبینان عارفان تحقیقی که از شعاع آفتاب حدیث نوری همچو ماه اقتباس کرده اند که نور القمر مستفاد من نور الشمس آنان اشاره بزاهدان ظاهر پرست اینان اشاره به مه جبینان قاعده ایست چون اشاره بمشار الیه قریب کنند این گویند و اگر مشار الیه بعید کنند آن گویند

آدمی زاده طرفه معجونیست ؛ کز فرشته سرشته وز حیوان ؛ گر کند میل این شود به ازین ؛ ور کند میل آن شود بد ازان ؛ و باید دانست که چنانچه اشاره بمشار الیه محسوس کنند بمشار الیه معقول متصور در ذهن نیز کنند این که میگویند آن بهتر ز حسن ؛ یار ما این دارد و آن نیز هم ؛ یعنی انیکه گویند یعنی ادا و ملاحت از حسن بهتر است یار ما هر دو دارد و چون امر معقول نسبت با امر محسوس یک گونه بعدی دارد لهذا لفظ آن که موضوع برای بعید ست

اشاره کرد در پیغام مراد از آنان زاهدان و منکران معنے آنست که اے دل در محبت حقیقی بلای و روی عارفانِ حق را قبله مراد خود نما و بر خلاف زاهدان خود تراش شیفته جمال عارفان باش قوله

بزیر دلق ملمع (مرقع) کمندها دارند | درازدستیِ این کوته آستینان بین

درازدستی بلندهمتی باقتضای فطرت کوته آستینان فقر و ناداری معنے آنست این کم جبینان که کنایه از عرفا است بزیر دلق ملمع کمندها دارند و بلندهمتی این بی سروپایان ببین که هیچ نمی پردازند و بکونین سر فرو نمی آرند زیرا که قال ع ان الله یحب المعالی الهمم پس پیری قوم بگزین تا بمراد رسی قوله

بخرمنِ دو جهان سر فرو نے آرند | دماغ و کبر گدایان خوشه چینان بین

بکونین سر فرو نمی آرند چنانچه بزرگے فرموده الٰهی دنیا را بدشمنان ده و عقبے را بدوستان خود ده بدماغ ایشان نگاه کن که چه بے پروا اند و هیچ بغم عقبے و دنیا نے پردازند قوله

گره ز ابروی مشکین نمی گشاید یار | نیاز اهل دل و ناز نازنینان بین

هیچ نوع چین از ابرو نمی کشاید و رحم دلی را کار نمیفرماید اهل دل عاشقان نازنینان معشوقان قوله

حدیث مهر و محبت ز کس نے شنوم | وفای صحبت یاران و همنشینان بین

عجب وقت رو داده که اسم محبت از میان برخاسته قوله

اسیر عشق شدن چاره خلاص منست | ضمیر عاقبت اندیش پیش بینان بین

علاج خلاصی ازین قیود دنیوی غیر از گرفتاری تو ممکن نیست پس اندیشه پیش بینان عاقبت اندیش را ببین که چه چاره نیکو دریافته اند قوله

غبار خاطر حافظ ببرد صیقل عشق | صفای آئینه پاکِ پاک بینان بین

آئینه پاک دل مصفا ۔ غزل

صبح است ساقیا قدحے پر شراب کن | دور فلک درنگ ندارد شتاب کن

صبح کنایه از ابتدای حال دور گردش درنگ ندارد گذرانست قوله

زان پیشتر که عالم فانی شود خراب | ما را ز جام باده گلگون خراب کن

گلگون سرخ خراب مست و فانی قوله

خورشید می ز مشرق ساغر طلوع کرد | گر برگ عیش میطلبی ترک خواب کن

می محبت خورشید می اضافه بیانیه ساغر کنایه از دل مشرق ساغر اضافه بیانیه برگ اسباب ترک خواب کن ع عجباً للمحب کیف ینام ٭ کل نوم علی المحب حرام قوله

روزیکه چرخ از گل ما کوزها کند | زنهار کاسهٔ سر ما پر گلاب کن

زنهار البته گلاب کنایه از شراب که گل گلاب گویند و نیز معروفست قوله

ما مرد زهد و توبه و طامات نیستیم | با ما بجام باده صافی خطاب کن

مرد لائق طامات مثل قیل و قال خطاب ندا قوله

کار صواب باده پرستیست حافظا | برخیز و روی عزم بکار صواب کن

صواب نیک باده پرستی عشقبازی کار صواب عشقبازی عزم قصد غزل

فاتحهٔ چو آمدی بر سر خسته بخوان | لب بگشا که میدهد لعل لبت بمرده جان

فاتحه سورهٔ اخلاص معه خسته کنایه از عاشق لب بگشا بسخن در آ میدهد بمرده جان عاشقان را جان نوازی میکند قوله

آنکه بپرسش آمد و فاتحه خواند و میرود | گو نفسی که روح را میکنم از پیش روان

گو نفسی بگوئید که توقف فرما قوله

ای که طبیب خسته روی زبان من ببین | کین دم و دود سینه ام بار دلست بر زبان

طبیب خسته طبیب عاشقان هستی قوله

گرچه تب استخوان من کرد ز مهر گرم و رفت | همچو تبم نمیرود آتش مهر ز استخوان

آتش حب عشق قوله

باز نشان حرارتم ز آب دو دیده ام ببین | نبض مرا که میدهد هیچ ز زندگی نشان

لفظ به ببین ملحق است به نبض مرا قوله

آنکه مدام شیشه ام از می لعل داده است | شیشه ام از چه میبرد پیش طبیب هر زمان

مدام شیشه ام شیشهٔ می مراد غزل

فغان که همین نیم از روزگار بی سامان | که تنگدل شدم دائماً ز بهر دونان

فغان ہمینزنم فریاد میکنم زمان زمان ساعت بساعت ہر نفس دمبدم بینوا بے توشہ۔

غزل

کرشمۂ کن و بازار ساحری بشکن	بغمزہ رونق ناموس سامری بشکن

کرشمہ ناز و ظہور بازار ساحری رونق زہد و پارسائی بشکن ترک نما غمزہ برہمزدن چشم و نیز نگاہ وقیل ظہور و خفا ناموس بانگ آوازہ سامری بالا چیند جامرقوم شد قولہ

بآہوان نظر شیر آفتاب بگیر	بابروان دوتا قوس مشتری بشکن

شیر آفتاب اضافتہ بیانیہ دوتا خمدار قوس کمان و برج مشتری قولہ

بباد دہ سرودستار عالمے یعنے	کلاہ گوشہ بآئین دلبری بشکن

کلہ شکستن کلاہ آراستن و کج نہادن قو

بروں خرام و ببر گوئے نیکی از ہمہ کس	سزاے حور دہ و رونق پری بشکن

بروں خرام بیرون آئی رونق بشکن خوار و بے قدر ساز قولہ

چو عطر سای شود زلف سنبل از دم باد	تو قیمتش بسر زلف عنبری بشکن

عطر بکسر خوشبوی عنبر قیل صمغ درختے است و بعضے گویند چشمہ ایست در دریا از قعر بسیجوشد بر سر آب مے آید وقیل سرگین دابہ ایست قولہ

چو عندلیب فصاحت فروش شد حافظ	تو رونقش بسخن گفتن درے بشکن

درے فارسی منسوب بدرہ کوہ چنانچہ کبک دری و دری زبانیست کہ در درہای کوہ روستایان ناطق بودند و نیز گفتہ اند ہر لغتے کہ درو نقصان نباشد درست مثلا شکم و بجو کو و چون این زمان مخلوط بزبان دیگر نبود لہذا افصح خوانند و بعضے گویند دری لغۃ مردم بدخشان است و نیز گفتہ اند کہ ملائک آسمان چارم بلغت دری تکلم مے نمایند غزل

گلبرگ را ز سنبل مشکین نقاب کن	یعنے کہ رخ بپوش و جہانے خراب کن

گلبرگ کنایہ از رخ مراد ذات سنبل مشکین زلف مراد صفات قولہ

بکشا بعشوہ نرگس مست خراب را	وز رشک چشم نرگس رعنا پر آب کن

رعنا گلے است زرد قولہ

بوی بنفشه بشنو و زلف نگار گیر | بنگر برنگ لاله و عزم شراب کن

لاله معشوق عزم قصد قوله

ما بخت خویش و خوی ترا آزموده ایم | با دشمنان قدح کش و با ما عتاب کن

قدح کش قدح کشنده عتاب کن سرزنش کننده قوله

همچون حباب دیده بروی قدح گشای | وین خانه را قیاس اساس از حباب کن

حباب بلبلهٔ قدح کنایه از مرشد وین خانه کنایه از دنیا وجود اساس بنیاد معنی این بیت آنست که دیدهٔ خود را بر روی مرشد بگشا و هیچ تعلل و توقف منما که دیده با حباب مناسبتی دارد و این دار دنیا را قیاس بدار حباب کن که بقا بیش ندارد پس آنچه ضروریست زود ترک بدست آرد کار این دم را بدم دیگر مسپار قوله

زانجا که رسم و عادت عاشق کشی تست | شمشیر کین بخون دل ما خضاب کن

رسم روش عادت خوی خصم مدعی باده شراب۔

غزل

ما سرخوشیم بادهٔ ما در پیاله کن | بدست آن بغمزهٔ ساقی حواله کن

سرخوش مست قوله

در جام ماه بادهٔ چون آفتاب ریز | بر روی روز سنبل مشکین کلاله کن

کلاله قسمی از زلف قوله

ای پیر خانقه بخرابات شو دمی | غسلی برآر توبهٔ هفتاد ساله کن

خرابات مقام عشق قوله غزل

میسوزم از فراقت روی از جفا بگردان | هجران بلای جان شد یارب بلا بگردان

بلا بگردان رفع بلا نما قوله

مه جلوه می نماید بر سبز خنگ گردون | تا او بسر در آید بر رخش پا بگردان

سبز خنگ گردون فلک رخش بفتح نام اسپ رستم که آنرا از میان پنجاه هزار اسپ منتخب کرده آورده و غیر رخش اسپی دیگر بار رستم کشیدن نتوانست و هم بار رخش رستم در چاه افتاد و یکجا جان داد

وسبز بمعنے مطلق اسپ قوله

یغمای عقل و دین برا بیرون خرام سرمست	بر سر کلاه بشکن در بر قبا بگردان

یغما غارت ونام شهر وانیجا بهمین معنے است خرام اشاره برفتار محبوب بشکن آراسته کن در بر پیدن

قوله مرغوله را بگردان یعنے برغم سنبل	گرد چمن بخورے همچون صبا بگردان

مرغوله قسمے است از زلف برغم بر مند بخور خشبوے قوله

اے نور چشم مستان در عین انتظارم	چنگ حزین و جامی بنواز یا بگردان

اے نور چشم مستان اے محبوب من که نور چشم عاشقانی قوله

دوران چو می‌نویسد بر عارضت خطی	یارب نوشته بد از یار ما بگردان

عارض رخساره نوشته حادثه وآفت ونیز اشاره بدان خط قوله

حافظ ز خوبرویان قسمت جز این قدر نیست	حکم رضا نداری حکم قضا بگردان

حکم رضا نداری راضی نمیشوی حکم قضا بگردان قضا را تغییر ده غزل

منم که شهره شهرم بعشق ورزیدن	منم که دیده نیالوده ام ببد دیدن

شهره مشهور عشق ورزیدن عاشقی وشاهد بازی قوله

به پیر میکده گفتم که چیست راه نجات	بخواست جام می وگفت عیب پوشیدن

پیر میکده مرشد بخواست جام مے وگفت عیب پوشیدن یعنی می نوشیدن عیب پوشیدن

قوله وفا کنیم وملامت کشیم وخوش باشیم	که در طریقت ما کافریست رنجیدن

در طریقت ما یعنے در عاشقی قوله

مراد ما ز تماشای باغ عالم چیست	بدست مردم چشم از رخ تو گل چیدن

مردم چشم مردمک یعنی من که تماشای عالم را مے بینم مراد ما ازین تماشای جهان آنست تا ظهور ذات ترا معاینه می نمایم قوله

بمے پرستی ازان نقش خود بر آب زدم	که تا خراب کنم نقش خود پرستیدن

مے پرستی عشقبازی زان ازان واسطه نقش خود بر آب زدم خود را غرق گردانیدم قوله

برحمت سر زلف تو واثقم ورنه	کشش چو نبود ازان سو چه سود کوشیدن

سر زلف جذبهٔ محبت و عشق واثق استوار کشش چو نبود از انسو چه سود کوشیدن موافق آن که ؎
تا که از جانب معشوق نباشد کششے ٭ کوشش عاشق بیچاره بجائے نرسد قوله

ز خطِ یار بیاموز مهر با رخ خوب	که گرد عارضِ خوبان خوش است گردیدن

معنے این بیت آنست گرد معشوق گردیدن خود را فدائے آن نمودن از خط یار بیاموز که مدام بر رخ محبوب گردانست

قوله عنان بمیکده خواهیم تافت زین مجلس	که وعظ بی‌عملان واجبست نشنیدن

میکده عشق زین مجلس اشاره بزهد واجب لازم غزل

مرغ دلم طائریست قدسی عرش آشیان	در قفص تن ملول سیر شده از جهان

مرغ دل اضافه بیانیه طائر پرنده قدسی پاک قوله

در فرش این خاکدان چون بپرد مرغ ما	باز نشیمن کند بر سر آن گلستان

در فرش این خاکدان اشاره بدنیا مرغ کنایه از روح نشیمن آشیان مرغان و جائے نشستن و آن مقام که همیشه آنجا باشند آن گلستان اشاره بمقام قرب و عالم اطلاق قوله

چون بپرد زین جهان سدره بود جای او	تکیه گه باز ما کنگرهٔ عرش دان

سدره درخت کنار و نام مقام جبرئیل که سدرة المنتهیٰ گویند تکیه گه مکان باز کنایه از روح قوله

سایهٔ دولت فتد بر سرِ عالم بسے	گر بزند مرغ ما بال و پرے در جهان

بال بازو قوله

عالم علوی بود جلوه گه مرغ ما	آب خورِ او بود گلبن باغ جنان

آب خور جای آب خوردن و قسمت و نصیب گلبن درخت گل جنان بهشت غزل

نکتهٔ دلکش بگویم خال آن مهرو ببین	عقل و جان را بستهٔ زنجیر آن گیسو ببین

دلکش کشندهٔ دل اے مطبوع و مرغوب قوله

حلقهٔ زلفش تماشاخانهٔ بادِ صباست	جانِ صد صاحبدل آنجا بستهٔ یکمو ببین

حلقهٔ زلف مقام عشق تماشاخانه گذرگاه و مکان تماشا باد صبا کنایه از عاشق یکمو جذبه از جذبات عشق

قوله عیب دل کردم که وحشی وضع و هرجائی مباش	گفت چشم نیم مست و غنج آن آهو ببین

وضع روش غنج بضم و فتح کرشمه قوله

مبوس جز لب معشوق و جام می حافظ
که دست زهد فروشان خطاست بوسیدن

چون دم وحدت زنی حافظ شوریده حال
خامهٔ توحید کش بر ورق انس و جان

عاشقان آفتاب از دلبر ما غافلند
ای نصیحت گو خدا را روی من رو ببین

خدا را بواسطۂ خدا رو میبین ور روبیین خوشامد ما مکن وروی معشوق ما ببین که آفتاب است آیه قوله

آنکه من در جستجویش از خرد بیرون شدم
کس ندیدست و نه بیند مثلش از هر سو ببین

جستجو طلب غزل

نافه شد خون جگر از حسرت آهو ببین
میزند چون آفتاب ابروی آنمهرو ببین

بزم رندان مجلس عاشقان مهر آفتاب آن مهر واشاره بمحبوب زان عنبر خوشبو کنایت
از زلف محبوب دون کمینه تلبیس مکر و فریب غزل

یارب آن آهوی مشکین بختن باز رسان
وان سهی سرو روان را بچمن باز رسان

آهوے مشکین کنایه از مرشد ومحبوب ختن کنایه از وطن سهی سرو روان مرشد ومحبوب چمن
کنایه از وطن قوله

دل آزرده ما را به نسیمی بنواز
یعنی آن جان زتن رفته بتن باز رسان

نسیم باد خنک خوشبو مراد توجه قوله

سنگ و گل گشت عقیق از اثر گریۂ من
یارب آن گوهر رخشان بمن باز رسان

عقیق گوهری است ییمن که ازان عقیق سنگی است چون در انگشتری کنند اندوه از دل ببرد قال
تختموا بالعقیق فانه مبارکة قوله

برو ای طائر میمون همایون طلعت
پیش عنقا سخن از زاغ و زغن باز رسان

طائر میمون محبوب عنقا سیمرغ کنایه از محبوب زاغ و زغن رقیبان قوله

آنکه بودی وطنش دیدۂ حافظ یارب
بمرادش زغریبی بوطن باز رسان

غریبی مسافرت ۔

ردیف الواو

ای قبای پادشاهی راست بر بالای تو
زینت تاج و نگین از گوهر والای تو

بالا قد گوهر والا ذات عالی صفات قوله

آفتاب فتح را هر دم طلوعی میدهد
از کلاه خسروی رخسار مه سیمای تو

مہ سیما ماہ وش قولہ

نکتۂ ہرگز نہ شد فوت از دل دانای تو	از رسوم شرع و حکمت با ہزاران اختلاف

رسوم جمع رسم قولہ

طوطی خوش لہجہ یعنی کلک شکرخای تو	آب حیوانش ز منقار بلاغت میچکد

لہجہ آواز قولہ

جرعۂ بود از زلال جام غم فرسای تو	انچہ اسکندر طلب کرد و ندادش روزگار

انچہ اسکندر طلب کرد یعنی آب حیوان جرعہ قطرہ غم فرسا رافع غم قولہ

راز کس مخفی نماند بر فروغ رای تو	عرض حاجت در حریم حرمتت محتاج نیست

چراکہ جام جہان نماست ضمیر منیر دوست فروغ روشنی قولہ

خورشید سایہ پرور طرف کلاہ تو	اے خونبہاے نافۂ چین خاک راہ تو

طرف گوشہ قولہ

اے جان فدای شیوہ چشم سیاہ تو	نرگس کرشمہ میکند از حد برون خرام

نرگس مراد سالک طال اللسان کرشمہ میکند اے خودفروشی مینماید و دعوی ہمسری میکند اے یعنی اے کسے شیوہ اینجا بمعنے نگاہ۔ قولہ

از دل نیایدش کہ نویسد گناہ تو	خونم بخور کہ ہیچ ملک با چنین جمال

ملک فرشتہ از دل نیایدش یعنے دلش برین نیاید قولہ

از حسرت فروغ رخ ہمچو ماہ تو	با ہر ستارۂ سروکارست ہر شبم

تمام شب در اختر شماری بسر مے برم قولہ

آتش زند بخرمن غم دود آہ تو	حافظ طمع مبر ز عنایت کہ عاقبت

بمضمون لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا خرمن بکسر تودہ غلہ مالیدہ وغیرہ با کاہ آمیختہ غزل

مشک سیاہ مجمرہ گردان خال تو	ای آفتاب آئینہ دار جمال تو

آئینہ دار حجام مجمرہ گردان عود سوز دارندہ قولہ

یارب مبادتا بقیامت زوال تو	در اوج ناز و نعمتی اے پادشاہ حسن

بسم اللہ ... [illegible]

اوج بلندی قوله

مطبوع تر ز روی تو صورت نہ بست ہیچ	طغرا نویس ابروے مشکین مثال تو

مطبوع زیبا نقش صورت صورت نہ بست نیافرید طغرا نشان پادشاہ طغرا نویس کنایہ از مقتضاے مثال فرمان قوله

در چین زلف اے دل مسکین چگونہ	کاشفتہ گفت باد صبا شرح حال تو

چین زلف جذبۂ عشق و محبت و نیز شدائد تعلقات دنیوی آشفتہ پریشان قوله

برخاست بوے گل ز در آشتی در آے	اے نو بہار ما لب فرخندہ فال تو

برخاست بوے گل ایام بہار رسید قوله

تا پیشواے تخت روم تہنیت کنان	کو مژدۂ ز مقدم عید وصال تو

تہنیت مبارکباد مژدہ خوشخبر مقدم پیش آمدن قوله

حافظ درین کمند سر سرکشان بسے ست	سوداے کج مپز کہ نباشد مجال تو

درین کمند اشارہ بعشق و محبت سوداے کج خیال کج کنایہ از طلب عافیت و تندرستی و نیز وصال غزل

اے در چمن خوبی رویت چو گل خود رو	چین شکن زلفت چون نافۂ چین خوشبو

خودرو و خودبخود رویندہ و نیز قسمے از اقسام لالہا کہ آنرا لالۂ خودرو گویند چین نام شہر شکن بریدن قوله

ماہ است رخت یا روز مشکست خطت یا شب	سیم است برت یا عاج سنگست دلت یا رو

رو قسمے از کائنات کہ روئین گویند۔ قوله

آن رائحۂ زلفست یا لخلخۂ عنبر	یا غالیہ مے ساید در باغچۂ حسن او

رائحہ بوے خوش لخلخہ معجونے باشد خشبو و قیل گوے عنبرین با چند خوشبوی آمیز چون عود قماری و مشک کاری و عنبر اشہب و کافور بامی غالیہ عطریست بغایت لطیف قوله

با ما بہ ازین می باش تا راز نگردد فاش	نبود بد اگر باشی با دلشدگان نیکو

فاش آشکار قوله

استاد غزل سعدیست پیش ہمہ کس اما	دارد سخن حافظ طرز سخن خاجو

طرز روش۔

غزل

اے نوبہار ما رُخ فرخندہ فال تو
مشروح کارنامۂ خوبی جمال تو

کارنامہ علم خانۂ جنگ قولہ

صحن سرائے دیدہ بشستم ولی چہ سود
کاین گوشہ نیست درخورِ خیل خیال تو

صحن سرائے دیدہ بشستم یعنی صحن دیدہ را از خس و خاشاک تصورات ماسوی اللہ پاک و مصفا نمودہ ام اما چہ سود چون لائق خیال و تصور جمال محبوب نیست کین گوشہ اشارہ بدیدہ درخور لائق و زیبا خیل گروہ قولہ

در صدد خواجہ عرض کدامین جفا کنم
شرح نیازمندی دل یا ملال تو

ملال ستوہ آوردن این نقطہ سیاہ اشارہ بمردمک مدار جائے قرار حدیقہ باغ و حدیقہ بینش چشم حلقہ بگوشان فرمانبرداران۔

غزل

اے پیک راستان خبر یار ما بگو
احوال گل بہ بلبل دستان سرا بگو

پیک نامہ بر قاصد راستان کنایہ از عاشقان گل کنایہ از معشوق بلبل دستان سرا عاشق

قولہ

ما محرمان خلوت انسیم غم مخور
با یار آشنا سخن آشنا بگو

بر حلین چو محو شد آن سر زلفین مشکبار
با ما سرِ چہ داشت ز بہرِ خدا بگو

آن سر زلفین مشکبار اشارہ بہ تعینات کثرت قولہ

جان پرورست قصۂ ارباب معرفت
رمزے برو بپرس و حدیثے بیا بگو

ارباب معرفت عاشقان قولہ

ہر کس کہ گفت خاک در دوست توتیا
گو این سخن معاینہ در چشم ما بگو

توتیا سنگ سرمہ و قیل بصری قولہ

گر دیگرت بران در دولت گذر فتد
بعد از ادائے خدمت و عرض دعا بگو

دیگرا یے بار دیگر در دولت جناب معشوق ادا ادا کردن۔ قولہ

بر این فقیر نامۂ آن محتشم بخوان
با این گدا حکایت آن بادشا بگو

این فقیر و این گدا اشارہ بخود آن محتشم و آن بادشاہ اشارہ بمعشوق قولہ

مرغ چمن بموئیہ من دوش میگریست
آخر تو واقفی کہ چہ رفت ای صبا بگو

لہ این ابیات در نسخہ موجودہ یافتہ نشد ۱۲

مرغ چمن بلبل بموئیہ من بر گریہ من قولہ

ہر چند ما بدیم تو مارا بدان مگیر	شاہانہ ماجرائے گناہِ گدا بگو

بدان مگیر مواخذہ آن مکن شاہانہ ماجرائے گناہِ گدا بگو۔ ماجرا قصہ و افسانہ مانند سلطان گناہ گدایان را بذیل عفو بپوشان قولہ

آن مے کہ در سبوی دلِ صوفی بعشوہ برد	کے در قدح کرشمہ کند ساقیا بگو

صوفی زاہد ظاہر پرست منع باز داشتن خرابات عالمِ عشق حضور روبرو مے محبت حق سبوی مشرب قدح دل مستر شد کرشمہ ظہور ساقی بحکم وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا معشوق حقیقی ساقی اینجا کیست یعنی محض ذات ٭ مے ہمیر یزد بکام ممکنات ٭ چون درانجا مے پرستی میکنند ٭ باز اینجا نیز مستی میکنند ٭ میخورند آن مے باستعداد خویش ٭ مست مے آیند بر میعادِ خویش قولہ

حافظ گرت بمجلسِ او راہ میدہند	مے نوش و ترک رزق زبہر خدا بگو

ترک رزق زبہر خدا بگوا ے توکل بخدا کن فَتَوَكَّلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ غزل

بجان پیر خرابات وحق صحبتِ او	کہ نیست در سر من جز ہوای خدمتِ او

با قسمیہ پیر خرابات مرشد ہوا محبت و آرزو قولہ

بہشت اگرچہ نہ جای گناہگارانست	بیار بادہ کہ مستظہرم برحمتِ او

مستظہرم برحمت او قوی پشت ہستم برحمت او یعنی برحمت او امید قوی دارم قولہ

چراغ صاعقۂ آن سحاب روشن باد	کہ زد بخرمن من آتش محبتِ او

صاعقہ آتش آسمانی یعنی برق تجلی سحاب ابر کنایہ از فضل قولہ

بیار بادہ کہ دوشم سروش عالم غیب	نوید داد کہ عام ست فیض رحمتِ او

سروش جبرئیل وقیل ہر فرشتہ نوید مژدہ قولہ

بر آستانۂ میخانہ ہر کہ یافت رہے	مزن بپاے کہ معلوم نیست نیّتِ او

میخانہ عشق مزن بپاے اعراض و انکار مکن۔ روزی شیخ ابوعثمان بطلب شیخ یوسف بن حسین شد در محلہ خرابات خانہ یافت سلام گفت شیخ برخاست و ابوعثمان تعظیم او کرد و نشست دید کہ پسر صاحب جمال پیش نشستہ است و قرابہ نہادہ ابوعثمان گفت با وجود این کمال اینچہ حالست یوسف گفت خاطے

درین مملکت پیدا شد واین محله را خرابات خانه ساخت واین خانه میراثی من است که نشستگام واین قرابه آبخوره است عثمان بید آب بود ازینجاست بر آستانهٔ میخانه - قوله

مکن بچشم حقارت نگاه در من مست	که نیست معصیت و زهد بے مشیت او

اشکال این بیت آنست که زهد که موجب نفع بندگان ست مستحسن مینماید اما مشیت معصیت هر گاه که موجب ضرر ایشان است از بهر چه باشد جوابش راجع بآن مسئله است که اصلاح عباد بر حقتعالے واجبست یا نه واین مسئله درمیان ما و معتزله مختلف فیه است و همچنین مسئله مشیت معصیت پس اول تحقیق مسئله مشیت معصیت نمایم بعد ازان درمیان مسئله اصلاح درآیم در شرح تعرف آورده که مذهب ما آنست که خیر و شر و کفر و ایمان و طاعت و معصیت هم بعلم خداست و بخواست و مشیت و بقضا و تقدیر ویست و مذهب معتزله آنست که آنچه خیر است بعلم وے است نه بمشیت و قضا و تقدیر ویست برین درمیان یک گرد اہلها بسیار است اما مسئله اصلاح پس در شرح تعرف آورده اند که معتزله گویند که چون بهتری نکند خوایشان منع کرده باشد واین ظلم باشد و از خدا ظلم روا نباشد که خود گفته وما انا بظلام للعبید و چون آن کند که بنده را بهتری دران است باز او را عذاب کند ظلم باشد و از خدا تعالی ظلم روا نباشد چنانکه گفت ان الله لا یظلم مثقال ذرة جواب از اول آنست که کسے را بر خدای حقے واجب نیست تا بمنع حق ظالم گردد از ثانی آنکه ظالم آن باشد که حقے واجب منع کند یا اندر ملک کسان بے اذن مالک تصرف کند و چون کسے را بر وے حقے نبود و تصرف اندر ملک خویش بود و از وے برتر کسے نبود تا از وی او را دستوری بایستی خواست چرا بر وے صفت لازم آید و هم در شرح تعرف آورده که هر که جزاے کرد که آن فعل از وے قبیح آید یا مذموم نه از بهر آن بود که اندر ملک کسان کرد یا پاے از حد امر بیرون نهاد و باز حقتعالے هر چه کند اندر ملک خود کند و بر وے کسے را امر نیست و بدین تصرف براے وے ذمی و نکوهشی باز نگردد و اندرین مسئله دو نوع سخنست یکے اعتقاد درست دیگر ادب نگاهداشتن اما نصیب اعتقاد آنست که فاعل خیر و شر خدا را دانی عزوجل تا اندر ملک با وے شریک نگفته باشی و نصیب ادب آنست که نکوئیها بوے اضافت کنی و شر با وے اضافت نکنی و او را نگوئی یا فاعل الخیرات و یا محسن و یا مجمل و یا مفضل و نگوئی یا شریر یا مسیٔ الفعل بلا نزاع و شد از آن طرف ان عشق شراب که من محبت خالص طمع مبر لطف بی نهایت دوست لا تقنطوا من رحمة الله قوله

نمیکند دل من میل تو بهٔ و تو به و لے	بنام خواجه بکوشیم و فر دولت او

میل خواهش فر غرّه وزیبائی وشکوه مدام همیشه طینت آفرینش غزل

تاب بنفشه میدهد طرّهٔ مشکسای تو
پردهٔ غنچه می درد خندهٔ دلگشای تو

تاب روشنی و پیچ طره موے پیچیدهٔ محبوبان که بردوش سے گذارند قوله

ای گل خوش نسیم من بلبل خویش امسوز
کز سر صدق میکند شب همه شب دعای تو

گل خوش نسیم محبوب بلبل عاشق قوله

من که ملول گشتمے از نفس فرشتگان
قال و مقال عالمی میکشم از برای تو

قال ومقال گفتگو یعنی من که بعالم عدم در حساب غربت مکمل بودم واز کمال غیرت تقدرت در دنیا رخت نهادم گفتگوے مجازیان را تحمل میکنم و باقتضاء فطرة الحقیقة این بار میکشم وملول گشتن از نفس فرشتگان آنست بموجب اَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا جمیع ذریات آدم در صلب او می دیدند وطعنه مے شنیدند واز موجود شدن می گریختند دوم مصرع آنکه چون موجود شدم اهل عالم در حق من گفتگوے موحش که موجب هلاکت ورنجش باشد مینمایند ومن آنهمه برای تو میکشم وتحمل مینمایم زیرا که میدانم که اگر بوجود نمی آمدم لذت مشهود تو از کجا مے یافتم۔ قوله

مهر رخت سرشت من خاک در بهشت من
عشق تو سرنوشت من راحت من رضای تو

مهر رخت عشق تو سرنوشت حکم ازلی و چیزے که بر سر او نوشته شود ۔ قوله

دلق گدای عشق را گنج بود در آستین
گوشهٔ تاج سلطنت می شکند گدای تو

سلطنت را در نظر نمے آرد گنج معرفت در آستین پوشیده سلطنت معرفت و بے پروائی از ماسوی قوله

ماه نشین چشم من تکیه گه خیال تست
جای دعاست شاه من بی تو مباد جای تو

دعا خواندن خواه برا سے تمنا فتـ ـ شتنے آنست چشم من که شاه نشین است اے نشستنگاه شاه بود و منزلگاه خیال ما بود یعنی صورة متخیلهٔ تو در آنجا نشسته و در پیش بروے دیگران بسته و آن چشم از کمال صفا گنجایش دارد که ترا آنجا بدعوة آرد یا مقام دعاست که در دعا درآئیم واز تو آن مسالت نمائیم که جای تو بے تو خالی مباد دیگران را در مقام تو چه جاے است۔ قوله

خوش چمنیست عارضت خاصه که در بهار حسن
حافظ خوش کلام شد مرغ سخن سرای تو

عارض رخساره خاصه علی الخصوص مرغ سخن سرا بلبل غزل

خط عذار یار که بگرفت ماه زو	خوش حلقه ایست لیکه بدر نیست راه زو

خط عذار سبزه رخسار شاهدان درینجا کنایه از نشو و نمای دنیا بود و ماه معروف کنایه از صفات احدیت و گرفتن ماه درین مقام پوشیدن بود معنی آنست دنیا که بنسبت عوام مذموم است و توجه بدو مسموم که الدنیا جیفة وطالبها کلاب نور احدیت را پوشیده و غشاوه بر بصیرت همگنان می آورد و چون مقام دریافت حق است بنسبت خواص که الدنیا مزرعة الاخرة خوش حلقه ایست راه بدر شدن ندارد و گرداب وار هیچکس از و سر برنمے آرد و بے عنایت ازلی و هدایت لم یزلی ازان حلقه نمیتوان برآمد و درزمرهٔ عرفای حق نمیتوان درآمد قوله

ابروی دوست گوشهٔ محراب طاعت است	آنجا بمال چهره و حاجت بخواه ازو

و دنیا ازانجهة که مقام حصول عشق و محبت است گوشهٔ محراب طاعتست دران محراب آنتوجهے که مقبول سلف است بدو نما پس گام همت بار دران راه و هر حاجتے که داری ازو بخواه که مدارج اولے واخرے و معارج مقامات است قوله

ای جرعه نوش مجلس جم سینه پاکدار	کائینه ایست جام جهان بین که آه ازو

یعنے اے سالک سینه را از خطرات ردیه پاک دار هیچ خطرهٔ فاسد بخاطر میار که دل مرشد آئینه ایست جهان بین که هرچه بخاطر سالک خطور پذیرد بر و روشن شود افسوس و که مسترشد را بطور شرته روا و نمودار بهر خطره اش اعتراض پیش مے آرد قوله

کردار اهل صومعه ام کرد مے پرست	این دود بین که نامهٔ من شد سیاه زو

کردار افعال و اعمال اهل صومعه زاهدان مرائی قوله

سلطان غم هرانچه تواند بگو بکن	من برده ام بباده فروشان پناه ازو

سلطان غم اضافه بیانیه مراد عشق زو - اشاره بغم قوله

ساقی چراغ مے بره آفتاب دار	گو برفروز مشعلهٔ صبحگاه زو

ساقی مرشد چراغ وجود سالک مے مراد عشق مجاز و آفتاب محبوب عشق حقیقی مشعلهٔ صبحگاه محبوب حقیقی و یا دل سالک که منور آن سالک است چه صبح قیامت کسیکه دلش درین نشاء مشعله وار مصور شده باشد و بانوار محبت حق منور مشعله گشته پیشش ظهور خواهد نمود و هرکه بردلش

آتش عشق تافته سراسیمهٔ بیدای حشر خواهد بود که من کان فی هذه اعمی فهو فی الاخرة اعمی یعنے
اے مرشد سالکے راکہ محبت مجاز شده باشد مشتعل و بافروزش آن آتش شعلهٔ آتش ازان آتشش برآرد
در آتش حقیقتش درآکه بآن آتش مشتعل گردد از اسفل باعلے رسد آن سالک را گو تا دل خود را که شعله وار
افروخته وغیر را از جوانی خود سوخته ازان آفتاب کنایه از محبوب حقیقی است نور را اندوزد که صبح قیامت مشعله
دار پیشش برافروز دو نیز چراغ مے اضافت بیانیه بود و مراد ازان حقائق و معارف بود آفتاب
عبارت دل عارف سالک و مشعلهٔ صبحگاه نیز کنایه از دل عارف و از و اشارت بچراغ کرد پس معنے
آنست که بیان معارف وحقائق پیش سالک عارف مکن که او قابلست با احتمال این سخن گو برافروزی
باید که برافروزی دل آن عارف را بآن چراغ که سزاوار است بآن شعاع قوله

بتوان مگر سترد حروف گناه ازو	آبے بروز نامهٔ اعمال مافشان

سترد تراشید قوله

غالی مباد عرصهٔ این بزمگاه ازو	حافظ که ساز مجلس عشاق ساز کرد

عرصه میدان دهر میدانے که در و درخت نباشد غزل

باد بهار میوزد بادهٔ خوشگوار کو	گلبن عیش مے دمد ساقی گلعذار کو

گلبن عیش اضافته بیانیه و نیز مشاهدات تجلیات بادهٔ محبت قوله

گوش سخن شنو کجا دیدهٔ اعتبار کو	هر گل نو ز گلرخی یاد همید هد و لے

یعنے هر گل نو که از زیر زمین برمے آید خبرمے دهد از احوال گلرخانی که کوس محبوبی میزدند عاقبت الامر
با خاک یکسان شدند گوش سخن شنو کو تے که قابل سخن شنیدن باشد دیدهٔ اعتبار دیدهٔ
عبرت گزین قوله

دست زنم بخون دل بهر خدا نگار کو	حسن فروشی گلم نیست تحمل ای صبا

یعنے اے صبا تحمل حسن فروشی گل ندارم نگار ما کجاست تا دست بخون دل زنم ای بعشق او مستغرق
گردم یا آنکه این قصه وخونخواری با و عرض نمایم قوله

خصم زبان دراز شد خنجر آبدار کو	شمع سحر بنیر نگه لاف ز عارض تو زد

شمع سحر عاشق طال اللسان خصم اشاره بعاشق طال اللسان - قوله

حافظ اگرچہ در سخن خازن گنج حکمست	از غم روزگار دون طبع سخن گزار کو

حکمت معرفت غزل

گفتا برون شدی بتماشای ماهِ نو	از ماہ ابروان منت شرم باد رو
عمریست تا دلم زیقیمان زلف تست	غافل زحفظ جانب یاران خود مشو

عمریست مدتیست زلف مراد عشق حفظ نگاہداشتن قولہ

مفروش عطر عقل بہندوی زلف یار	کانجا ہزار نافہ مشکین بہ نیم جو

مفروش فخر مکن زلف یار جذبۂ عشق کانجا اشارہ بجذبۂ عشق نافۂ مشکین عقل - قولہ

تخم وفا و مہر درین کشت زار عشق	انگہ عیان شود کہ رسد موسم درو

کشت زار دنیا عیان آشکار موسم درو قیامت قولہ

شکل ہلال بر سر مہ میدہد نشان	از افسر سیامک و فر کلاہ زو

سیامک نام بادشاہے است پسر کیومرث و نام پہلوانی تورانی زو نام بادشاہ طہماسپ معنی آنست کہ شکل ہلال کہ از سر ماہ یعنی اول ماہ نمودار میشود واین نشان میدہد از افسر سیامک و فر کلاہ زو یعنے از بادشاہان گذشتہ خبر میدہد کہ درو ورمن انہمہ شاہان گذشتہ اند غزل

مطرب خوشنوا بگو تازہ بتازہ نو بنو	بادۂ دلکشا بجو تازہ بتازہ نو بنو

نوا سرود بگوے یعنے بسراے قولہ

بر ز حیات کے خوری گر نہ مدام می خوری	بادہ بخور بیاد او تازہ بتازہ نو بنو

بر ز حیات کے خوری حصول فائدہ از زندگی کے نمائی مدام مے خوری مستغرق عشق نباشی قولہ

با صنمے چو لعبتے خوش بنشین بخلوتے	بوسہ ستان بکام از و تازہ بتازہ نو بنو

با صنمے چو لعبتے اشارہ بمرشد خوش بنشین بجمع خاطر بوسہ ستان ز روی او حصول فیض از و نما قولہ

شاہد دلربای من میکند از براے من	نقش و نگار و رنگ و بو تازہ بتازہ نو بنو

شاہد دلربا محبوب حقیقی و مرشد نقش و نگار و رنگ و بو تجلیات کہ لا یتجلی اللہ مرتین و نیز بیان حقائق و معارف قولہ

باد صبا چو بگذری بر سر کوے آن پری	قصۂ حافظش بگو تازہ بتازہ نو بنو

حافظ جنا ب ہے نیاز ... (marginal note, partly illegible)

باد صبا کنایه از مرشد آن پری اشارت بمحبوب غزل

مرا چشمیست خون افشان ز دست آن کمان ابرو	جهان بس فتنه خواهد زان چشم وازان ابرو چشم

خون افشان خون گریان کمان ابرو معشوقی که ابروان او کمان شکل باشند فتنه عاشق قوله

هلالی شد تنم زین غم که با طغرای مشکینش	که باشد مه که بنماید ز طاق آسمان ابرو

هلالی شد تنم یعنی از بس لاغری تن من بمنزلهٔ ماه نو گردید طغرا نشان، بادشاه مشکینش ضمیر شین هم بر تن و هم بکمان ابرو که باشد مه یعنی ماه کیست که پیش یار ابرو را قوله

غلام چشم آن ترکم که در خواب خوش مستی	نگارین گلشنش روییست و مشکین سایبان ابرو

ترک معشوق قوله

همیشه چشم مستش را کمان حسن دو زه باد	که از تیشی تیر او کشید بر سر کمان ابرو

کمان ابرو معشوق قوله

روان گوشه گیران را ز حسنش طرفه گلزاریست	که بر طرف سمن زارش همیگردد چمان ابرو

طرفه نادر قوله

اگرچه مرغ زیرک بود حافظ در هواداری	به تیر غمزه صیدش کرد چشم آن کمان ابرو

هواداری دوستداری غزل

مزرع سبز فلک دیدم و داس مه نو	یادم از کشتهٔ خویش آمد و هنگام درو

مزرع کشت داس درانتی در وقت رسیدن از کشته خویشتن حضوری و سروری میشود کسی که بکشته از دور نظاره میکند همچنین مزرع فلک و داس مه نو از کشت زار آخرت یاد میدهد که الدنیا مزرعة الاخرة یعنی هر کس فردا موافق مزرعهٔ خود خواهد درود اگر نیک است نیک و اگر بد است بد قوله

گفتم ای بخت بخسپیدی و خورشید دمید	گفت با اینهمه از سابقه نومید مشو

سابقه روز ازل قوله

تکیه بر اختر شب گرد مکن کان عیار	تاج کاؤس ببرد و کمر کیخسرو

یعنی عاقل را باید که عشوه دنیا نخرد و بفریب او مغرور نشود و بنقش و نگار افلاک و نجوم و سیارات و ثوابت او از کار باز نرود گفت تکیه بر اختر ایخ شب گرد گردنده شب دزد قوله

گر روی پاک و مجرد چو مسیحا بفلک　　از چراغ تو بخورشید رسد صد پرتو

یعنی طالب را باید که درین دنیای فانی آنچنان زندگانی نماید که کار بر وی آسان شود و در وقت رحلت از دیگرے فارغ گردد چنانچه گوید گر روی پاک و مجرد الخ قوله

آسمان گو مفروش اینهمه نخوت که تراست　　خرمن مه بجوی خوشهٔ پروین بدو جو

اهل کشف گفته اند که مرد را باید که خود را بزیور عشق چنان محلی و مزین سازد که دنیا و ما فیها نزد شوکت او از ذرّه حقیر تر نماید گفتن این مثال از وے پسندیده آید آسمان گو مفروش الخ و در بعضے نسخه این بیت چنین دیده شده قوله

جام جمشید مبین غره که نیرزد برمن　　قوله　　گنج قارون بجو و ملک سلیمان بدو جو

گوشوار در و لعل ارچه گران دارد گوش　　دور خوبی گذرانست نصیحت بشنو

ارباب عشق را گفته اند که می باید که در غایت خلق و نهایت تواضع بود یعنی افتادگی و شکستگی را شعار خود سازد و بحسن عاریتے فریفته نشود چنانچه اهل تجربه گفته اند گوشوار در و لعل ارچه الخ - قوله

چشم بد دور ز خال تو که در عرصهٔ حسن　　بیذقے راند که برد از مه و خورشید گرو

بیذق پیاده ۱۲

وقتیکه بحسن و خلق و وفا با دردمندان پیش آمد و ترک جفا کرد او را در قلوب اهل الله پیدا مے شوند که همه او را ستایش میگردانند چشم بد دور قوله

آتش زهد و ریا خرمن دین خواهد سوخت　　حافظ این خرقهٔ پشمینه بینداز و برو

گفته اند طینت آدم بر سرشتی که واقعست باید که سیرت خود را بهمان صورت نماید و تشبیه و تلبیس لباس خود نسوزد و زهد و ریا که آفتیست در دین چنانچه میگوید آتش زهد و ریا الخ -

ردیف الهاء　　غزل

یار از خون دل نوشتم نزدیک دوست نامه　　انی رأیت دهرا من هجرک القیامه

یعنی مصرع ثانی آنکه بدرستے که دیده ام من زمانه را از هجر تو قیامت قوله

دارم من از فراقت در دیده صد علامت　　لیست دموع عینی هذا لنا العلامه

نیست اشکهای چشم من اینست مرا نشانے قوله

هر چند کازمودم از وے نبود سودم　　من جرب المجرب حلت به الندامه

کسے کہ بیازماید آزمودہ شدہ را فرود آید بوے پشیمانی قوله

پرسیدم از طبیبے احوال دوست گفتا — فی بعدها عذاب فی قربها الندامه

در دوری او عذاب ست و در قرب او ندامت - قوله

گفتم ملامت آرد گر گرد دوست گردم — واللہ ما رأینا حبا بلا ملامه

سوگند خدا هرگز ندیدیم هیچ دوستی بے ملامت قوله

باد صبا ز حالم ناگه نقاب برداشت — کالشمس فی ضحاها تطلع من الغمامه

مانند آفتاب که در وقت چاشت از زیر ابر طلوع نماید قوله

حافظ چو طالب آمد جامی بجان شیرین — حتی یذوق منه کاسا من الکرامه

تا اینکه بچشد از وے یعنی بسبب وے پیاله از نوازش بزرگواری غزل

ای از فروغ رویش روشن چراغ دیده — بچشمے چو چشم مستت چشم جهان ندیده

فروغ روشنی قوله

در قصد خون عاشق ابرو و چشم شوخت — گه این کمین گشاده گه آن کمان کشیده

این اشاره بچشم آن اشاره بابرو قوله

وز سوز سینه هردم دودم بسر بر آید — چون عود چند باشم در آتش آرمیده

عود چوبیست خوشبو غزل

از من جدا مشو که توام نور دیده — آرام جان و مونس قلب رمیده

مونس الفت دهنده قلب رمیده دل بیقرار قوله

از چشم زخم دهر مبادت گزند از آنکه — در دلبری بغایت خوبی رسیده

گزند زیان بغایت خوبی رسیده بکمال خوبی رسیده قوله

از دامن تو دست ندارند عاشقان — پیراهن صبوری ایشان دریده

از دامن تو دست ندارند دامنت نگذارند قوله

چشم بد از تو دور که در طرز دلبری — خط بر جمال یوسف کنعان کشیده

خط کشیدن منسوخ کردن قوله

زین سرزنش که کرد ترا دوست حافظا — بیش از گلیم خویش مگر پا کشیده

پا از گلیم خویش بیرون کردن کار بیش از اندازه خود کردن غزل

اے کہ با سلسلۂ زلف دراز آمدۂ | فرصتت باد کہ دیوانہ نواز آمدۂ

دیوانہ کنایہ از عاشق قولہ

ساعتے ناز مفرما و بگردان عادت | چون بپرسیدن ارباب نیاز آمدۂ

بگردان عادت یعنی در غمخواری بکوش ارباب نیاز عاشقان قولہ

پیش بالاے تو میرم چہ بصلح وچہ بجنگ | کہ بہر حال برازندۂ ناز آمدۂ

بالا قد چہ بصلح وچہ بجنگ خواہ بصلح پیش آئی خواہ بجنگ بہر حال ہم در صلح ہم در جنگ قولہ

آب وآتش بہم آمیختہ از لب لعل | چشم بد دور کہ خوش شعبدہ باز آمدۂ

شعبدہ باز بازی گر قولہ

زہد من با تو چہ سنجد کہ بیغماے دلم | مست آشفتہ بخلوتگہ راز آمدۂ

چہ سنجد چہ وزن دارد یعنے اے چہ قدر خلوتگہ راز خلوت عاشق قولہ

گفت حافظ دگرت گرچہ شراب آلودہ است | مگر از مذہب این طائفہ باز آمدۂ

غزل

چراغ روے ترا شمع گشت پروانہ | مرا ز عشق تو پرجان خویش پروانہ

پروانہ کرمے کہ بر شمع وچراغ زند وآنکہ بتوسط نفاذ بود و معنے ترکیبی فراغت نہ۔ قولہ

خرد کہ بند مجانین عشق مے فرمود | ببوے حلقۂ زلف تو گشت دیوانہ

بند قید مجانین جمع مجنون ۔ قولہ

بمژدہ جان بصبا داد شمع در نفسے | ز شمع روے تواش چون رسید پروانہ

صبا مرشد شمع سالک پروانہ خبر ۔ قولہ

ببوے زلف تو گر جان بباد رفت چہ شد | ہزار جان گرامی فداے جانانہ

ببوے زلف تو بجذبۂ عشق تو بجان اسپند جان کہ اسپند باید کرد قولہ

چہ نقشہا کہ برانگیختیم وسود نداشت | فسون ما بر او گشتہ است افسانہ

چہ نقشہا اشارہ بعجز و نیازمندی فسون ما اشارہ بہمان نقشہا بر او یعنی نزد او افسانہ لاینفع قولہ

حدیث مدرسہ وخانقہ مگوے کہ باز | فتاد در سر حافظ ہواے میخانہ

مدرسہ وخانقہ زہد وصلاح غزل

خنک نسیم معنبر شمامهٔ دلخواه
که در هوای تو برخاست بامداد پگاه

خنک سرد خوش نسیم باد نرم معنبر خوشبو شمامه بوی خوش بامداد پگاه سحرگه قوله

دلیل راه شو ای طائر خجسته لقا
که دیده آب شد از شوق خاک آن درگاه

دلیل راهنما قوله

ببین شخص نزارم که غرق خون دل است
هلال را ز کنار شفق کنند نگاه

نزار لاغر۔ قوله

ز دوستان تو آموخت در طریقت مهر
سپیده دم که صبا چاک زد شعار سیاه

سپیده دم سحرگاه شعار سیاه لباس سیاه۔ غزل

در سرای مغان رُفته بود و آب زده
نشسته پیر صلائی بشیخ و شاب زده

رفته خس و خاشاک دور کرده آب زده آب پاشی نموده صلا افروختن برای دفع سرما از هیمه و آوازی که برای طعام کنند ۱۲ ابن ابراهیم شاهی قوله

سبوکشان همه در بندگیش بسته کمر
ولی ز طرف کله خیمه بر سحاب زده

سبوکشان عاشقان بسته کمر مستعد و موجود قوله

فروغ جام و قدح نور ماه پوشیده
عذار مغبچگان راه آفتاب زده

فروغ روشنی جام و قدح معروف کنایه از سالکان ماه کنایه از نور صفات احدیت عذار رخسارهٔ مغبچگان نیز کنایه از سالکان راه آفتاب زده آفتاب را شرمنده ساخته و نیز آفتاب کنایه از جلال احدیت معنی آنست که درخشش نور سالکان باکمال که تخلقوا باخلاق الله شده نور صفات جمال پوشیده و تجلی صفات در ایشان آرمیده و رخسار آن سالکان راه آفتاب احدیت زده۔ قوله

ز شور عربدهٔ شاهدان شیرین کار
شکر شکسته و گل ریخته گلاب زده سمن

عربده گفتگو شکر شکسته و گل ریخته گلاب زده شکر و گل و گلاب هر سه شکسته و ریخته و زده شده قوله

گرفته ساغر عشرت فرشتهٔ رحمت
ز جرعه بر رخ حور و پری گلاب زده

فرشتهٔ رحمت مرشد جرعه قطره قوله

وصال دولت بیدار ترسمت ندهند
که خفتهٔ تو در آغوش بخت خواب زده

دولت بیدار محبوب خواب زده غافل و بیخبر قوله

سلام کردم و با من بروی خندان گفت　　که ای خمارکش مفلس شراب زده

شراب زده مست و مخمور قوله

که کرد اینکه تو کردی بضعف همت و رای　　ز گنج خانه شده خیمه بر خراب زده

کنج خانه کنایه از گوشه خانهٔ اطلاق بخراب دنیا قوله

فلکش

فلک جنیبه کش شاه نصرة الدین باد　　بیا ببین ملکش دست در رکاب زده

جنیبه کش کوتل کش یعنی خادم ملک فرشته دست در رکاب زده رکاب داری کرده - قوله

خرد که ملهم غیب است بهر کسب شرف　　ز روی صدق صدش بوسه بر جناب زده

ملهم الهام کننده قوله

عروس بخت در آن حجله با هزاران ناز　　شکسته گیسو و بر برگ گل گلاب زده

شکسته گیسو زلف آراسته برگ گل رخساره بر برگ گل گلاب زده چهرهٔ عرقناک - قوله

بیا بمیکده حافظ که بر تو عرضه کنم　　هزار صف ز دعاهای مستجاب زده

صف قطار مستجاب زده باجابت رسیده غزل

همی شد

دامن کشان همیرفت در شرب زرکشیده　　صد ماهرو ز رشکش جیب قصب دریده

دامن کشان خرامان شرب بفتحتین است از جامه کتان که اکابر می پوشند قصب بفتحتین سنے و جامهٔ کتان یعنی مرشد من از همه خواهشهای عالم کشیده از خرقه که مانند شرب زرکشیده زیبائی داشت همیرفت صد اولیا که روح ایشان در عالم دل مانند ماه تابان بود از رشک وجامهٔ خود چاک میزد که ما بآن حالت نرسیده ایم قوله

از تاب آتش می برگرد عارضش خوی　　چون قطره های شبنم بر برگ گل چکیده

تاب گرمی قوله

آن لعل دلکشش بین وآن خندهٔ پرآشوب　　وآن رفتن کشش بین وآن گام آرمیده

خوشش

رفتن کشش رفتار با ناز قوله

زنهار تا توانی اهل نظر میازار　　دنیا وفا ندارد ای یار برگزیده

زنهار ہرگز اہل نظر عاشقان برگزیده مقبول قوله

پس شکر باز گویم در بندگی خواجه　　گر اوفتد بدستم آن میوهٔ رسیده

آن میوهٔ رسیده معشوق قوله

دوش رفتم بدر میکده خواب آلوده　　خرقه تر دامن و سجاده شراب آلوده

میکده عشق و آستانهٔ پیر خواب آلوده مخمور و بیخبر تر دامن ملوث قوله

آمد افسوس کنان مغبچهٔ باده فروش　　گفت بیدار شو ای رهرو خواب آلوده

رهرو سالک قوله

شست و شوئی کن و آنگه بخرابات خرام　　تا نگردد ز تو این دیر خراب آلوده

شست و شوئی کن اول خود را از جمیع معاصی یا تعلقات دنیوی پاک کن و آنگه بخرابات خرام بعد عشق درای این دیر خراب اشاره بعشق آلوده بدنام قوله

بطهارت گذران منزل پیری و مکن　　خلعت شیب تبشریف شباب آلوده

طهارت عشق منزل پیری وقت پیری خلعت سراپا و شیب پیری شباب جوانی قوله

آشنایان ره عشق درین بحر عمیق　　غرقه گشتند و نگشتند بآب آلوده

بحر عمیق عشق قوله

بهوای لب شیرین دهنان چند کنی　　جوهر روح بیاقوت مذاب آلوده

مذاب گداخته شده یاقوت مذاب شراب سرخ قوله

پاک و صافی شو و از چاه طبیعت بدرآی　　که صفائی ندهد آب تراب آلوده

چاه طبیعت بشریت آب تراب آلوده آب خاک آلوده کنایت از زهد ریائی قوله

گفتم ای جان جهان دفتر گل عیبی نیست　　که شود فصل بهار از می ناب آلوده

فصل بهار در فصل بهار غزل

سحرگاهان که مخمور شبانه　　گرفتم باده با چنگ و چغانه

شبانه بفتح خماری و هر چه بران شب گذرد چنگ و چغانه نام سازها قوله

نهادم عقل را ره توشه از می　　ز شهر هستیش کردم روانه

رہ توشہ توشۂ راہ کہ در وقت سفر ہمراہ گیرند قولہ

نگار مے فروشم عشوۂ داد	کہ ایمن گشتم از مکر زمانہ

نگار مے فروش مرشد عشوہ داد توجہی فرمود مکر زمانہ حوادث زمانہ و نیز کنایہ از بیخبر ساختن مرانسان را۔

قولہ سر خالیست از بیگانہ مے نوش	کہ نبود جز تو اے صد دیگانہ

سرا خالیست ہیچ مزاحمے نیست نیز دل بیغل و غش قولہ

ندیم معتبر

شراب و شاہد و ساقی ہمہ اوست	خیال آب و گل در رہ بہانہ

باید دانست کہ در وجود جملہ موجودات ہمان یک حقیقت دائر و سائراست و این جملہ وجود وہمی بیش نیست چون بر سالک آفتاب حقیقت بتابد و دیدۂ باطن او بنور معرفت کشادہ گردد و این ہستی موہومۂ کائنات از پیش نظرش محو و منطمس گردد چون نجم بشعاع شمس و ہمان حقیقت را دائر و سائر بیند لاجرم گوید ما فی الوجود الا اللہ شراب شاہد قولہ

ز ساقی کمان ابرو شنیدم	کہ اے تیر ملامت را نشانہ

ساقی کمان ابرو عارف کامل۔ قولہ

بہ بینی

نہ بندی زان میان طرفے کمروار	اگر خود را نہ بینی در میانہ

طرف نہ بستن حاصل کردن زان میان اشارہ بذات حق اگر خود را نہ بینی در میانہ چراکہ ؎ اگر یاری از خویشتن دم مزن کہ شرک است با یار و با خویشتن قولہ

برو این دام بر مرغے دگر نہ	کہ عنقا را بلندست آشیانہ

این دام اشارت بسعی و کوشش مرغ دگر اشارت بتجلیات صفاتی و افعالی عنقا کنہ ذات مقدس بلند ست آشانہ کسے بآنجا نرسد قولہ

کہ بندد طرف او از حسن شاہی	کہ باخود عشق بازد جاودانہ

طرف بستن امید داشتن کہ باخود عشق بازد جاودانہ موافق این کہ ؎ خود از دست خویش نہ بیدآمد

قولہ بدہ کشتی مے تا خوش بر آئیم	ازین دریائے ناپیدا کرانہ

کشتی مے پیالہ کہ بصورت کشتی سازند دریائے ناپیدا کرانہ العشق بحر عمیق قولہ

وجود ما معائیست حافظ	کہ تحقیقش فسونست و فسانہ

معنا کیست الانسان سری انا سر الانسان　　غزل

کارم بکام است الحمد للہ	عیشم مدام است از لعل دلخواہ

مدام ہمیشہ و شراب لعل دلخواہ کنایت از لب و مراد ازان لطف کام مقصود قولہ

از وصل جانان صد لوحش اللہ	دیشب ز رویش خوشش بود وقتم

ز رویش بسبب مشاہدہ روئے او لوحش اللہ در اصل لا اوحش اللہ یعنی وحشی نگرداند خدا و وحشت ندہد و این دعاست قولہ

سر بر ندارم از خاک درگاہ	رخ بر نتابم از راہ خدمت

رخ بر نتابم معرض نباشم قولہ

صوفی نداند این رسم و این راہ	دلق ملمع زنار راہست

دلق ملمع اعمال ریائی زنار راہ است در طریقۂ عشق عین کفرست صوفی کنایہ از عاشق کامل این رسم و این راہ اشارت باعمال ریائی ـ قولہ

پیران جاہل شیخان گمراہ	مارا بہ میخانہ افسانہ کردند

مارا بشرابخواری و عشقبازی مشہور کردند ـ قولہ

وز فعل عابد استغفر اللہ	از قول زاہد کردیم توبہ

زاہد مراد زاہد خشک کہ ہیچ بوئے عشق ندارد عابد عابدان مرائی ـ قولہ

چشمے وصدنم جانے و صد آہ	جانان چہ گویم شرح فراقت

جانان اے جان خطاب بجان ست و حرف ن زائد قولہ

در دشبانہ درس سحرگاہ	شوق لبت برد از یاد حافظ

شوق مستی لب مراد لطف مراد از عشق غزل

ہنگام گل کہ دیدست بی می قدح نہادہ	عیدست و موسم گل ساقی بیار بادہ

عید ایام مکاشفات قولہ

مروز دیدمش مست تقوی ز دست دادہ	واعظ کہ دی نصیحت میکرد عاشقانرا

واعظ کنایت از خود دی زمانۂ گذشتہ امروز دیدمش مست تقوی ز دست دادہ بموجب ۵ پنج زود

عشق و لباس پارسائی پارہ شد ؂ طاعت صد سالہ ام تاراج یک نظارہ شد ؂ قولہ

این یکدو روز دیگر گل را غنیمتے دان	گر عاشقی طرب کن با ساقیان سادہ

این یکدو روز اشارت بزمان مکاشفات و نیز ہنگام جوانی گل مکاشفہ و جوانی شاہدان سادہ عرفاء کامل کہ لوح دل انسانی از نقوش ماسوی اللہ سادہ دارند قولہ

زین زہد و پارسائی بگرفت خاطر من	ساقی پیالہ دہ تا دل شود کشادہ

زین زہد و پارسائی اشارہ بزہد و تقوے خشک بگرفت ملول شد ساقی - مرشد و حقتعالی لحکم وسقٰھم ربھم شرابا طھورا کشادہ خوش قولہ

گل رفت ای حریفان غافل چرا نشینید	بے بانگ رود و چنگ بی یار جام بادہ

گل رفت گل اشارت بمعشوق و جوانی بیا اے کہ عمرت بہفتاد رفت ؂ بانگ دف و نے اقوال و احادیث سلف یار مرشد کامل جام بادہ کنایہ از عشق قولہ

مطرب چو پردہ ساز د شاید اگر بخواند	از طرز شعر حافظ در بزم شاہزادہ

شاید سزاوار انست - غزل

گر تیغ بارد در کوے آن ماہ	گردن نہادیم الحکم للہ

یعنے اگر در کوچہ عشق آن ماہ باران تیغ بلا بارد بجان قبول کردیم یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید قولہ

آئین تقوے ما نیز دانیم	اما چہ چارہ با بخت گمراہ

آئین تقوی طریقہ زہد و صلاح قولہ

ما شیخ و واعظ کمتر شناسیم	یا جام بادہ یا قصہ کوتاہ

ما ملتفت بشیخ و واعظ نیستیم کہ این کار اہل ظواہر ست یا جام بادہ استغراق بعشق یا قصہ کوتاہ ترک قال و قیل قولہ

مہر تو عکسے بر ما نیفگند	آئینہ رویا آہ از دلت آہ

مہر آفتاب کنایت از رب الارباب عکس تابش اینجا کنایت از تجلیات مشاہدات یعنی مہر آفتاب روتوا ے مہر حقیقی بر ما نتافت و رشحہ مشاہدات تجلیات کہ سالک را بمنزلہ حیات ست در نیافت ای محبوب آئینہ رو از دلت آہ کہ توجہ نمیکنی حسبۃً للہ باید دانست کہ آئینہ از آہ تباہ گردد

وا یراد ہر دو کلمہ در کلام فصحا قولہ

اَلصَّبْرُ مُرٌّ اَلْعُمْرُ فَانٍ	یَا لَیْتَ شِعْرِیْ حَتَّامَ اَلْقَاہُ

مر تلخ فان فانی لیت کاشکی شعر دانستن حتام در اصل حتا ما بود الف ما از جہت تخفیف حذف نمودند وحذف الف در کلام فصحا وبلغا کثیر الوقوع است و در اسد الغابہ الی الام حذانی زہرۃ الدنیا عنبیک وحتام تنکص بعدا نیاس نار عقبک و کلمہ ما کہ بعد حتے کہ در کلام است بمعنے استفہام است معنے آنست کہ شکیبائی تلخ وزندگانی فانی بشنو تا بدانی کہ اے کاشکے تا بدانستمی کہ کے ملاقات کنم اورا یعنی مرا شوق لقاے او فراوان وشکیبائی از اختیار بیرون یقین است کہ زندگانی سپری شوندہ است و از دست رفتنی اے کاشکے معلوم شود کہ مرگ در رسد و ملاقات دست دہد قولہ

عاشق مخور غم گر وصل خواہی	خون خوردہ باید درگاہ بیگاہ

خون خوردہ باید احتمال بلاہا باید نمود دوم نباید زدگاہ وبیگاہ مدام قولہ

حافظ چہ نالی زینگونہ بیدل	گر مے شنیدی پند نکو خواہ

چہ نالی شکوہ چہ میکنی بیدل مبتلاے غم واندوہ قولہ

گفتم اے دوست شُدم عاشق آرزوی چو ماہ	گفت لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہ

حول توانائی وگردیدن افواہ دہنہا دو تاہ خمار وہر دو زوال کاہش ونقصان ۔

غزل

نصیب من چو خرابات کردہ است الٰہ	درین میانہ بگو صوفیا مرا چہ گناہ

خرابات مقام عشق ونیز مقام توحید است ۵ نشانے دادہ اندت از خرابات ÷ کہ التوحید اسقاط الاضافات درین میانہ در خرابی اوصاف بشری صوفی مراد زاہد بتمسخر قولہ

کسے کہ در ازلش جام مے نصیب افتاد	چرا بحشر کنند این گناہ را در خواہ

یعنے کسے کہ روز ازل رقم میخوری بنام او مرقوم نمودند در خواہ سوال قولہ

مراد من ز خرابات چونکہ حاصل شد	دلم ز مدرسہ خانقاہ گشت سیاہ

خرابات عشق خرابی اوصاف بشری چونکہ شد حاصل بمراد خود رسیدم مدرسہ وخانقاہ فضیلت صلاح وتقوی گشت سیاہ تنگ وبیزار قولہ

بگو بزاہد سالوس خرقہ پوش دو روے	کہ دست زرق دراز ست و آستین کوتاہ

خرقہ پوش دو روے درویش مرائی سالوس مکار کہ دست زرق دراز ست گرفتار حرص و ہوا و در پے تحصیل جمع مال آستین کوتاہ لباس درویشی قولہ

تو خرقہ را ز برائے ہوا ہمے پوشی	کہ تا بزرق بری بندگان حق از راہ

ترک الدنیا للدنیا تا برائے آنکہ زرق مکر و فریب بری بندگان حق از راہ گمراہ سازی معتقد خود گردانی

قولہ غلام ہمت رندان بے سر و پایم	کہ ہر دو کون نیرزد بہ پیش شان یک کاہ

بے سر و پا مفلس و پریشان کہ ہر دو کون نیرزد بنزد شان یک کاہ بما سوا حق نظر نیند ازند یحب المعالی الہمم۔ قولہ

برو گدائے در ہر گدائے شو حافظ	تو این مراد نیابی مگر بشئے للہ

گدا کنایہ از عارف کہ گدای حق اند شئے للہ گدائے کہ ادا ز فقیران است۔ غزل

ماہ من ناگہان پردہ بر انداختہ یعنے چہ	مست از خانہ برون تاختہ یعنی چہ

پردہ بر انداختہ خود را آشکارا ساختہ قولہ

زلف در دست صبا گوش بہ پیغام رقیب	اینچنین با ہمہ در ساختہ یعنے چہ

در ساختہ آمیختہ قولہ

شاہ خوبانی و منظور گدایان شدہ	قدر این مرتبہ نشناختہ یعنی چہ

گدایان عاشقان این مرتبہ اشارہ بمنظوری گدایان قولہ

چون سر زلف خود اول تو بدستم دادی	بازم از پائے در انداختہ یعنے چہ

مبتلائے غم و اندوہ یعنے اول خود بجذبہ عشق خود در آوردی ۵ نیرنگی عشقست کہ اسرار انا الحق خود گفتہ و خود ز منصور کشیدہ قولہ

سخنت رمز دہان گفت و کمر سر میان	و ز میان تیغ بما آختہ یعنی چہ

آختہ کشیدہ قولہ

ہر کس از مہرہ مہر تو بنقشے مشغول	عاقبت با ہمہ کج باختہ یعنے چہ

بنقشے یعنی بنوعے با ہمہ کج باختہ بہیچکس وفا ننمودہ — قولہ

حافظا در دلِ تنگت چو فرود آید یار … خانه از غیر نپرداخته یعنی چه

خانهٔ دل چه فرود آید یار محبوب چگونه نزول نماید از غیر یا سوی حق نپرداخته خالی نساخته غزل

وصالِ او ز عمرِ جاودان به … خداوندا مرا آن ده که آن به

او اشارت بمحبوب ارباب محبت گفته اند که وصالِ جانان از متاع دنیا و نعیم آخرت بهتر است قوله

بشمشیرم زد و با کس نگفتم … که راز دوست از دشمن نهان به

شمشیر تیغ هجر و بی نیازی دشمن غیر بتجربه معلوم شده است محب هر چند جفاکش تر و اسرار مخفی را نگهدارنده تر باشد محبوب را با او محبت بیشتر شود بنا بران گفت بشمشیرم زد و با کس نگفتم قوله

بداغِ بندگی مردن برین در … بجانِ او که از ملکِ جهان به

بجان قسم جان ملکِ جهان سلطنت حاصل آنست که غلامان محبوب را شرف است که سلطانان دنیا که از محبت نصیبی ندارند که خواجه خود جای دیگر گفته ؎ گدای کوی تو بودن ز سلطنت بهتر قوله

خدا را از طبیبِ من بپرسید … که آخر کی شود این ناتوان به

خدا را بواسطهٔ خدا از طبیبِ من از محبوب من قوله

بخلدم دعوت ای زاهد مفرما … که این سیب زنخ زان بوستان به

حاصل این بیت آنست که نقد را بر نسیه ترجیح است بموجب عصفور فی الید خیر من الکرکی فی الهواء قوله

گلی کان پایمالِ سروِ ما گشت … بود خاکش ز خونِ ارغوان به

گل کنایه از سالک و عاشق سرو کنایه از عاشق ارغوان عاشقان مقلد مرائی قوله

اگرچه زنده رودِ باغ کاران … ولی شیراز ما از اصفهان به

زنده رود نام رودیست بالای او باغ کاران که نام باغ است در اصفهان مراد وعظ و تقوی شیراز عالم عشق و مستی اصفهان صلاح و تقوی قوله

جوانا سر متاب از پندِ پیران … که رای پیر از بختِ جوان به

سر متاب اعراض مکن رای فکر و تدبیر و عقل غزل

یاقوتِ می فروشت هر زاهدی که دیده … سجاده ترک کرده پیمانه در کشیده

یاقوت میفروش کنایه از لب مراد عشق سجاده زهد و پارسائی پیمانه در کشیده در عشق در آمده

آب حیات … [illegible]

وان یکاد آیة وان یکاد الذین کفروا لیزلقونک بابصارہم لما سمعوا الذکر ویقولون انہ لمجنون ان ہو الا ذکر للعالمین قولہ

میلے اگر ندارد با عارض تو ابرو	پیوستہ از چہ باشد چوں قوس من خمیدہ

عارض رخسارہ پیوستہ ہمیشہ خمیدہ کج - قولہ

گر بر لبم نہی لب یابم حیات باقی	آندم کہ جان شیرین باشد بلب رسیدہ

لب بلب نہادن کنایہ از رسانیدن ست بوصل حیات باقی زندگی لافنا فضا زمین فراخ وکشادہ -

ردیف الیاء - غزل

احمد اللہ علی معدلة السلطانی	احمد شیخ اویس حسن الکانی

شکر میگویم خدا را بر عدل بادشاہ کہ نام او احمد شیخ اویس است والکانی منسوب کہ قومے است از ترکان - قولہ

خان بن خان شہنشاہ شہنشاہ نژاد	آنکہ مے زیبد اگر جان جہانش خوانی

نژاد اصل میزیبد سزاوار است قولہ

دیدہ نادیدہ باقبال تو ایمان آورد	مرحبا اے بہمہ لطف خدا ارزانی

مرحبا خوش باد ارزانی سزاوار قولہ

بر شکن کاکل ترکانہ کہ در کاکل تست	بخشش وکوشش خاقانی وچنگیز خانی

بر شکن کاکل ترکانہ زلف آراستہ کن خاقان بادشاہ ترکستان وچین چنگز وچنگیز کلاہا نام سرور مغلان علیہ اللعنة گفتہ اند کہ خروج او یکے از علامت قیامت بودہ است در یک شہر بیست وچہار لکہ آدمی را کشتہ وابن یعین را چنگیز خان ہم گفتندی مرشریعت اورا کہ بنام نہادہ تورنا مند - قولہ

گرچہ دوریم بیاد تو قدح می گیریم	بعد منزل نبود در سفر روحانی

گرچہ دوریم اگرچہ باعتبار جسم دوریم بیاد تو قدح مے گیریم مدام دریاد تو ایم بعد مسافت بعد منزل نبود در سفر روحانی در وصل معنوی ہجران صوری را شمارے نہ قولہ

از گل فارسیم غنچہ عیشے نشگفت	حبذا دجلہ بغداد ومے ریحانی

عشق ورزیدہ ام از خاطر ما دریوان حافظ ۱۲۶۰ ہجری وار وہو

حبذا اے چہ دوستست خوشا و دوستا داین کلمہ در مدح گویند مے ریحانی قسمے از شراب سر عاشق کہ بخاک رہ معشوق بود ہر عاشقے کہ خاک راہ معشوق بود از و اشارت بخاک دریار

غزل

اے گدایان ترا عار ز شاہنشاہی	ہمہ کس را تو دہی منصب صاحب جاہی

عار عیب و ننگ دار دعارا اے عارے ندارد غزل

آن بہ اے دل آندم کہ خراب مے گلگون باشی	بے زر و گنج بصد حشمت قارون باشی
در مقامیکہ صدارت بفقیران بخشند	چشم دارم کہ بجاہ از ہمہ افزون باشی

در صدارت بالانشینی چشم دارم توقع دارم قولہ

در رہ منزل لیلی کہ خطرہاست درآن	شرط اول قدم آنست کہ مجنون باشی

اے جان اول قدم درین راہ آنست کہ معاملات و آمیزش با خلق یکسو نہی بحدے کہ خلق ترا مجنون گویند کہ قال عم لا یکمل ایمان العبد حتی یظن انہ مجنون قولہ

نقطۂ عشق نمودم بتو ہان سہو مکن	ورنہ چون بنگری از دائرہ بیرون باشی

نقطۂ عشق اضافت بیانیہ سہو مکن بغیر ملتفت مباش ورنہ چون بنگری لتفت بغیر شوی دائرہ حلقہ عشاقان

قولہ کاروان رفت و تو در خواب بیابان در پیش	کے روی رہ ز کہ پرسی چکنی چون باشی

کاروان سلف کہ تبعیۃ ایشان لازم بود در خواب گرفتار غفلت بیابان کنایہ از سلوک قولہ

تاج شاہی طلبی گوہر ذاتی بنما	ور خود از جوہر جمشید و فریدون باشی

تاج شاہی مرتبہ سلطنت گوہر ذاتی حسب و شرافت کسی از جوہر جمشید نسب و اصل جمشید فریدون نام بادشاہ ایران زمین کہ ضحاک اکشت و اول روز مہرگان بر تخت ملک جلوس کرد خلائق آن روز را مبارک گرفتند جشنہا کردند و عید شمردند و نیز او حکیم پیشہ بود شراب انگوری و حکمتہاے دیگر ساختہ و پانصد سال شاہی کرد قولہ

حافظا از فقر مکن نالہ کہ گر شعر این است	ہیچ خوشدل نہ پسندت کہ تو محزون باشی

محزون غمگین غزل

اے پادشہ خوبان داد از غم تنہائی	دل بیتو بجان آمد وقت ست کہ باز آئی

داد فریاد قوله

دامان مشتاقی و مهجوری دور از تو چنانم کرد	کز دست بخواهد شد پایان شکیبائی

شکیبائی صبر قوله

ای درد توام درمان در بستر ناکامی	وی یاد توام مونس در گوشهٔ تنهائی

درد کنایه از عشق ناکامی نامرادی قوله

زین دائرهٔ مینا خونین جگرم مے دہ	تا حل کنم این مشکل زین ساغر مینائی

دائرهٔ مینا فلک ساغر مینا پیالهٔ شراب قوله

فکر خود و رای خود در عالم رندی نیست	کفر است درین مذهب خود بینی و خود رائی

درین مذهب اشارت بعاشقی قوله

یارب بکه شاید گفت این نکته که در عالم	رخساره بکس ننمود آن شاهد هر جائی

شاید گفت توان گفت رخساره بکس ننمود بہیچکس آنکه ماهیت خود واقف نساخت آن شاهد هر جائی محبوب حقیقی باعتبار ظهور قوله

دی شب گلهٔ زلفت با باد صبا گفتم	گفتا غلطی بگذر زین فکرت سودائی

زلف دنیا وجذبهٔ عشق باد صبا مرشد غلطی در غلط افتادی زین فکرت سودائی خیال لا یعنی قوله

صد باد صبا اینجا با سلسله میرقصند	اینست طریق ایدل تا باد نه پیمائی

باد صبا عاشق و عارف اینجا در عشق با سلسله میرقصند گرفتار این سلسله اند در بلا و رنج فرحان وشادان اند اینست طریق راه عشق اینست تا باد نه پیمائی سرگردان نشوی قوله

دائم گل این بستان سیراب نمی ماند	دریاب ضعیفانرا در وقت توانائی

نسخهٔ ادریاب

گل انسان و مخلوق این بستان دنیا سیراب نیماند که کل نفس ذائقة الموت دریاب ضعیفانرا تیمار داری ضعیفان نما قوله

حافظ شب هجران شد بوی خوش صبح آمد	شادیت مبارکباد ای عاشق شیدائی

غم هجران شد غم هجران رفت غزل

ای دل بکوی عشق گذاری نمیکنی	اسباب جمع داری و کارے نمیکنی

بدانکه صراط مستقیم آنست که امتثال اوامر و نواهی بر هیچ تقصیرے نکنی و در جمیع احوال امیدوار باشی چه معلوم نیست که در وقتے که قبض روح خواهد بود یا ایها الذین امنوا انفقوا مما رزقنا الآیه و درانوقت خبر نفع از رجا نیست زنهار بتصفیهٔ باطن بکوش که خلیفهٔ حق باشی خود را چرا در گلخن طبیعت بندهٔ نفس اماره کردهٔ چرا ایدل بکوی عشق الخ قوله

چوگان کام در کف و گوے نمیزنی	بازے چنین بدست و شکاری نمیکنی

چوگان کام طاقت و توانائی گوے نمیزنی گوے مراد بازی چنین عبارت از جوانی شکار مطلب قوله

گر دیگران بجان غم جانان خریده اند	اے دل تو این معامله بارے نمیکنی

غم جانان عشق اینمعامله خریدن عشق بجان قوله

ساغر لطیف و دلکش و می افگنی بخاک	و اندیشه از بلاے خمارے نمیکنی

ساغر پیمانهٔ مے و دل و بدن مے زندگی می افگنی بخاک ضائع کنی خمار ملالت طبع که بعد خوردن شراب حادث گردد بلاے خمار اندوه و ترس محشر غزل

اے دل گر از ان چاه زنخدان بدر آئی	هر جا که روی زود پشیمان بدر آئی

چاه زنخدان طور تقدیر اگرچه طور تقدیر که در غور آن غلو کردن جائز نیست التقدیر بحر عمیق فمن غمس فقد ضل و بحث کردن دران طور گمراهی آرد اذا بلغ الکلام الی القدر فامسکوه ولیکن باعتبار اعتقاد سبب است یعنی ثمره از اثمار اسلام و نتیجه از نتائج معتقد انست علم کلام مومن را بیرون رفتن ازین عقیده نیز گمراهی است ایدل الخ قوله

شاید که بآبے فلکت دست نگیرد	گر تشنه لب از چشمهٔ حیوان بدر آئی

چشمهٔ حیوان آبحیات مراد عشق قوله

هشدار که گر وسوسهٔ نفس کنی گوش	آدم صفت از روضهٔ رضوان بدر آئی

اگر تابع حرص و هوای نفسانی شوی و عامل بران شوی هیچ دانی نفس چیست بدانکه الله تعالی قبضه از خاک برگرفت بعد ازان خاک را چهل سال گلابه کرد و چهلسال جلیش و چهلسال خلیش خشک بعد ازان صورت آدم نگاشت و هر عضوی را از اعضاے آدم از بقعه بقاع زمین آفرید نه سر از خاک کعبه

گردنش از خاک بیت المقدس سینه از خاک زمین دنیا پشت و شکم از زمین هند و دستها از زمین مشرق و
پایها از زمین مغرب و گوشت و پوست و رگ و پے و خون از مجموع روے زمین و طول قامت وے
شصت گز و عرض هفت گز و چون روح در وے دمید نخستین نظرش بر عرش افتاد دید که لا اله الا الله محمد رسول الله
هی امة مذنبة وانا رب غفور اینجا دو چیز معلوم کردیے رفعت شان محمدی دوم نسیان امت او متفکر
شد پرسید که محمد کیست فرمود پیغمبریست و فرزندے از فرزندان تو و زلت ترا بشفاعت او درگذرانم
در خاطر آدم آمد مناسب آنست که پدر شفیع پسر باشد و اینجا برعکس حکم حق بجبرئیل رسید که دریاب بندهٔ
مرا و این اندیشه از دل او بردار و الا نه هلاک خواهد شد جبرئیل در رسید و سینهٔ او بشگافت نصفے از آن
بیرون آورد و در زمین بهشت مدفون و درخت که سبب زلت او شد از تخم آن اندیشه رسته بود و آن
نصف دیگر که در وے مانده بود از آن نفس اماره رست که تا قیامت سبب کلفت و غرامت اولاد آدم
است چون آدم تنها بود دلیسے میبایست که بوے انس گیرد زین فکر بخواب رفت حقتعالی حوا را آفرید نزد
بعضے از استخوان پهلوے چپ او و قیل از استخوان فروترین کوتاه ترے پهلوے چپ و شکم و قیل از بقیهٔ
طین آدم و حوا بصورت و مانند آدم بود برنگ و قد قامت و حسن و جمال و در خبر است که از آدم فائق بود
یکے آنکه پوست حوا نازکتر و رنگ او صاف تر و آواز او خوشتر و چشم او سیاه تر و بینی او خوردتر و دندان
او لطیف تر و مهر و کف او نرم تر و هفتصد گیسوے او معنبر آنگاه حقتعالے اورا با آدم تزویج کرد حکم کرد که
یا آدم اسکن انت و زوجک الجنة وکلا منها رغدا حیث شئتما ولا تقربا هذه الشجرة
فتکونا من الظالمین فازلهما الشیطان عنها فاخرجهما مما کانا فیه و عمر آدم
بقوے نهصد و سی سال و صحیح آنست که هزار سال عمر بود آدم چون از زمین ادیم بود آدم نام نهاد
و قیل بسبب رنگ گندمی که آدم گندم رنگ گویند من عجائب القصص آدم صفت مانند آدم
روضهٔ رضوان بهشت قوله

جان میدهم از حسرت آن لعل روانبخش	باشد که چو خورشید درخشان بدر آئی

روز فراق ما را روشن سازی قوله

بر خاک درت بسته ام از دیده دو صد جو حافظ مکن اندیشه که آن یوسف مصری	باشد که تو چون سرو خرامان بدر آئی باز آید و از کلبهٔ احزان بدر آئی

خرامان خرامنده غزل

آن غالیه خط گر سوے ما نامه نوشتی	گردون ورق هستی ما در ننوشتی

یعنے اگر آن محبوب بنامه و پیغام ما را یاد کردی ما را بحالت عدم نرسانیدی قوله

هر چند که هجران ثمر وصل برآرد	دهقان ازل کاش که این تخم نه کشتی

هجران ثمر وصل برآرد بموجب ان مع العسر یسرا دهقان جهان اسد تعالی این تخم این تخم هجر قوله

آمرزش نقد است کسی را که درینجا | یاری است چو حوری و سرای چو بهشتی

نقد فی الحال۔ قوله

شهباز منم کعبهٔ دل بتکده کرده | در هر ورقی صومعهٔ و نیست کنشتی

صومعه عبادت گاه کنشت بضم کاف و کسر و قیل بضمتین عبادت گاه جهودان۔ قوله

در مصطبهٔ عشق تنعم نتوان کرد | چو بالش زر نیست بسازیم بخشتی

مصطبه شرابخانه تنعم نه توان کرد آسایش و راحت نباشد بالش مسند و تکیه قوله

تا کی غم دنیای دنی ای دل نادان | حیف است ز خوبی که شود عاشق زشتی

دنی کمینه خوب کنایه از دل که محل عقل قابل است زشت دنیا قوله

مفروش بباغ ارم و نخوت شداد | یک شیشهٔ می و صاف لبی و لب کشتی

ارم نام شهری و نام بهشت شداد که هیچ عمارتی بزرگتر و لطیف تر ازین نیست که قال الله لم یخلق مثلها فی البلاد

قوله آلودگی خرقه خرابی جهان است | کو راهروی پاکدلی خوب سرشتی

آلودگی خرقه خرابی جهان است یعنی چون درویشان آنچه وضع درویشان است بجا نیارند یعنی عمل بریا میکنند و عبادت خالصاً لله بجای نیارند که آلودگی خرقه عبارت ازهمین است جهان بخرابات گردد و گفته

خرابی جهان از سه چیز است از ظلم سلطان و طمع علما و ریای درویشان۔ قوله

از دست چرا هشت سر زلف تو حافظ | تقدیر چنین بود که کردی که نهشتی

هشت گذاشت نهشتی نگذاشتی غزل

ای که مهجوری عشاق روا میداری | عاشقان را ز بر خویش جدا میداری

مهجوری جدا ماندن بر نزدیک قوله

تشنهٔ بادیه را هم بزلالی دریاب | با امیدی که درین ره بخدا میداری

تشنهٔ بادیه کنایه از خود است که تشنهٔ بادیهٔ عشق است زلال آب شیرین مراد توجهی و لطفی قوله

دل ربودی و بحل کردمت ای جان لیکن | به ازین دار نگاهش که مرا میداری

بحل عفو نگاهش ضمیر شین بدل قوله

ای مگس عرصهٔ سیمرغ نه جولانگه تست | عرض خود میبری و زحمت ما میداری

ای مگس کنایه از عاشق مراد خود و خطاب معشوق است سیمرغ معشوق عرض بکسر آبرو قوله

تو بتقصیر خود افتادی ازین در محروم | از که مینالی و فریاد چرا میداری

از جانب مبدا هیچ بخلی نیست آنکه مستعد ایمان است از خدا ایمان می یابد و آنکه مستعد کفر است از خدا کفر می یابد

لقوله تعالی و ما ظلمهم الله و لکن کانوا انفسهم یظلمون فلا تلوموني و لوموا انفسکم قوله

حافظا عادت خوبان همه جور است و جفا | تو که زین طایفه امید وفا میداری

غزل

ای که در کوی خرابات مقامی داری	جم وقت خودی ار دست بجامی داری

خرابات مقام عشق. جم اگر مقابل جام افتد جمشید مراد بود قوله

ای صبا سوختگان بر سر ره منتظر اند	اگر از یار سفر کرده پیامی داری

صبا قاصد و مرشد و وارد سوختگان عاشقان یار سفر کرده تجلی رو در نقاب کرده و نیز محمد ع - قوله

تو بهنگام وفا گرچه ثباتت نبود	میکنم شکر که بر جور دوامی داری

ثبات ثابت قدمی میکنم شکر ازین رو که جور محبوب فنای عاشق است جور استغنا و بی نیازی که بر عاشق بمنزلهٔ جور است نه که فی الواقع قوله

مهربان شد فلک و ترک جفا کاری کرد	توئی ایجان که درین رسم خرامی داری

رسم روش و طریق قوام قائم ست قوله

خال سرسبز تو خوش دانهٔ عیش ست ولی	بر کنار چمنش وه که چه دامی داری

خال معروف و مراد از نور شهود ذات - چمن صحن باغ بارستنیها گل قوله

بوی جان از لب خندان قدح می شنوم	بشنو ای خواجه تو گر زانکه مشامی داری

مشام مغز قوله

کامی از مطلبد از تو غریبی چه شود	توئی امروز درین شهر که نامی داری

غریبی عاشقی -

غزل

ایکه بر ماه از خط مشکین نقاب انداختی	لطف کردی سایه بر آفتاب انداختی

ماه کنایت از ذات خط مشکین صفات - قوله

تا چه خواهد کرد بر ما تاب زلف غارتت	حالیا نیرنگ رنگ خوش بر آب انداختی

آب و رنگ بمعنی رونق حالیا الحال نیرنگ سحر و افسون قوله

گوی خوبی بردی از خوبان عالم شاد باش	جام کیخسرو طلب کافراسیاب انداختی

کیخسرو نام پسر سیاوش بن کیکاوس که ولیعهد جد شده و او دختر زینهٔ افراسیاب بود هر چه افراسیاب پدر او را کشته بانتقام ولایت افراسیاب را خراب کرده و گودرز که یکی از سران لشکر او بود افراسیاب را دستگیر کرده بغزدا و گردن زده کیخسرو آخر الامر لهراسپ را ولیعهد خود کرده خود در میان آن غار در آمد

وآن غار در شهر سر بر سر فرازست قوله

هر کسے با شمع رخسارت بنوعی عشق داشت	زین میان پروانه را در اضطراب انداختی

هر کسے باعتبار صوفیان حمله حریفند و نظر باز و لے بنوعے بوجے زانمیان پروانه را در اضطراب انداختی۔ پروانه کنایه از خود قوله

گرچه از مستی خرابم طاعت من رد مکن	کاندرین شغلم بامید ثواب انداختی

طاعت بندگی اندرین شغل اشارت بطاعت ثواب مزد قوله

خواب بیداران ببستی آنکه از نقش خیال	تهمتے بر شبروان خیل خواب انداختی

شبروان شب بیداران از صلحا و عاشقان و عیاران خیل گروه قوله

زینهار از آب شمشیرت که شیران را از آن	تشنه میکردی و گردان را در آب انداختی

از لب شمشیر چون آتش چون آتش صفت شمشیر و در آب انداختن خبر خصم ملک ست آب روشنی و تیزی تشنه لب محروم و امیدار گردان بضم کاف عجمی پهلوانان خلخ نام شهریست منسوب بخوبریان افراسیاب بادشاه ترکستان زین که بعد کشتن نوذر بادشاه ایران زمین دوازده سال در ولایت ایران پادشاهی کرد پس طهماسپ شاه ایران زمین بصلح یک تیر ارش از ولایت ایران بیرون کرده باز بترکستان فرستاد و همون سیاوش بن کیکاوس شاه را که بدو پیوسته نوشته کیخسرو بن سیاوش که نبسه دختر بن او بود بدان انتقام او را زنده گرفته علف تیغ گردانید میان کیخسرو و افراسیاب چهل سال جنگ بود پدر او پشنگ بن زاد شم بن تور نام داشت و افراسیاب جادو در بود۔ قوله

از برائے صید دل در گردنم زنجیر زلف	چون کمند خسرو مالک رقاب انداختی

مالک رقاب مالک گردنها۔

غزل

زین خوش رقم که بر گل رخسار میکشی	خط بر صحیفهٔ گل و گلزار مے کشی
اشک حرم نشین نهانخانهٔ مرا	زانسوے هفت پرده بیازار میکشی

هفت پرده مراد هفت پردهٔ چشم قوله

هر دم بیاد آن لب میگون و چشم مست	از خلوتم بخانهٔ خمار مے کشی

میگون سرخ خمار بفتح اول وشدّ ثانی مے فروش قوله

گفتی سرِ تو بستهٔ فتراک ما سزد	سهلست اگر توزحمت این بار میکشی

فتراک دوالهاے زین که راستا وچپا پس کوهه زین آویخته باشند این بار اشارت بار سر قوله

باچشم وابروی تو چه تدبیر دل کنم	وه زین کمان که بر سر بیمار میکشی

وه افسوس غزل

اے که دائم بخویش مغروری	گر ترا در عشق نیست معذوری
گرد دیوانگان عشق مگرد	که بعقل وعقیله مشهوری

دیوانگان عشق عاشقان عقیله بند قوله

مستی عشق نیست در سرِ تو	رو که تو مست آب انگوری

آب انگوری شراب انگوری وآن ساخته جمشید است گویند جمشید خواست که نفع از انگور اکثر اوقات توان گرفت پس آب کرده در آوندے داشت جوش آمد وتیرگی بینداخت بعده ساکن شد آنرا زهر و مے چشید وچون از جوشش بایستاد وتلخ شد گمان برد مگر زهر قاتل گشت پس در آوندکرد جمشید را کنیزکی بود که اورا دوست میداشت بشقیقه مبتلا شد واز در دبیطاقت گشت وبمرگ رضا داد وباخود گفت صواب آنست که ازان زهر مقدارے بخورم تا خلاص شوم پس قدحے برداشت وبخورد واثرے نظهور نه پیوست قدحے دیگر بکار برد فرحتے واهتزازے در خود بدید بیش بخورد چندروز بخواب نرفته بود یکبار روز به خواب رفت چون بیدار شد ازان زحمت خلاص یافت وآن حال باجمشید گفت جمشید آنرا شاهدارو نام نهاد ودر علل و امراض بکار مے برد۔

غزل

اے در رخ تو پیدا انوار بادشاهی	در فکرت تو پنهان صد حکمت الٰهی
کلکِ تو بارک الله در ملک ودین کشاده	صد چشمهٔ آب حیوان از قطرهٔ سیاهی

کلک قلم قوله

بر اهرمن نتابد انوار اسم اعظم	ملک آن تست وخاتم فرما هر آنچه خواهی

اهرمن دیو وطائفه ثنویه که خالق الشر والظلمة است یعنی اے سید ثقلین قابل فیض الٰهی بانوار نامتناهی ذات شریفت واجراے احکام تا روز قیامت ختم بر تو ملک آن دور در دست تست قوله

[Margin notes, right side:]

ندانم که آنرا ملک نظر عشق تو هست معذوری

وه در لغت بمعنی افسوس

واقفان را انگور بردیو رحمه زنورا رستم عالم و رداء در دست و جام خورد مانظر عیسیٰ مستعار که ز نور و ز

در دودمان آدم تا وضع سلطنت هست	مثل تو کس ندیدست این علم را کماهی

دودمان اصل خاندان وضع بنیاد و روش سلطنت کنایه از نبوت کماهی کما حقه قوله

در حشمت سلیمان هر کس که شک نماید	بر عقل و دانش او خندند مرغ و ماهی

بطریق تمثیل است کسے که منکر حشمت سلیمان باشد بر عدم عقل او شبه نیست همچنین کسیکه بجناب تو انکارے دارد قوله

بازار چه گاه گاهے بر سر نهد کلاهے	مرغان قاف دانند آئین بادشاهی

حاصل این بیت آنست جمیع انبیا را از روی شرف با حضرت حق اختصاصے است که سائر آدمیان را نیست وحضرت نبی کریم را با حضرت حق اختصاصے است که سائر انبیا را نیست قوله

کلک تو خوش نویسد در شان یار و اغیار	تعویذ جان فزائی افسون عمر کاهی

آنحضرت علیه السلام را خاصی است هر که او را دوست دارد سرفراز دنیا و آخرت گردد و هر که او را دشمن دارد ملعون ازل و ابد گردد قوله

اے عنصر تو مخلوق از کیمیای عزت	وے دولت تو ایمن از صدمت تباهی

عنصر یکے از عناصر صدمه آسیب قوله

گر پرتوے ز تیغت بر کان و معدن افتد	یاقوت سرخ رو را بخشند رنگ کاهی

پرتو روشنائی رنگ کاهی زرد و سبز قوله

عمریست بادشاها کز می تهیست جامم	اینک ز بنده دعوی و ز محتسب گواهی

سالک میخواهد که زمانے پیالۂ شوق او از مے محبت آنحضرت صلعم خالی نباشد و قوی روحانی که مشتاق جمال جهان افروز حضرت اند درین معنا شاهدان قول اند از بس که اشتیاق بآن راح روح افزا دارد و در انتهای کلام جمله معترضه القا میکند و میگوید که عمریست بادشاها قوله

جائیکه برق عصیان بر آدم صفی زد	ما را چگونه زیبد دعوای بیگناهی

یا رسول الله من بندهٔ کمترین از گناهگاران امت توام و بشفاعت تو سرفرازم بحمایت تو خویش را بری نمیسازم از گناهے جائیکه برق عصیان الخ باید دانست که انبیاء معصوم‌تر اند از ملائکه که حقتعالی ملائکه را امر کرد با طاعت نبی و امر نکرد با طاعت ملائکه و نشاید که عصیان نسبت کنند به نبی چرا که

چون نسبت عصیان کردند به نبی معصومیت نماند و معصومیت شرط نبوتست چون معصومیت نماند بموجب اذا فات الشرط فات المشروط نبی هم نماند و نبوت مرتفع شد و آدم ع از جملهٔ انبیا مرسل است پس چگونه نسبت عصیان بآدم جائز باشد آنچه خطا به پیغمبران نسبت میکنند و چیزی چند در کتب آورده اند آنرا اصلی نیست زیراکه تحقیر انبیاست و دران قصهای انبیا نوشته اند و تاویلها از قرآن آورده اند و اکثر قصص انبیا اصحاب تواریخ در کتب آورده اند و مفسران آنرا نوشته اند سند ایشان از اهل کتاب و نقل ایشان اعتماد را نشاید که حقتعالی تکذیب ایشان کرده و گفته که ایشان تحریف می کنند یحرفون الکلم عن مواضعه دیگر و یقولون هو من عند الله و ما هو من عند الله دیگر و یقولون علی الله الکذب و آیات قرانی را بمعانی دور از صواب موکد آن میگردانند و ما علی التفصیل اینجمله قصهارا مع جواب در رد روافض نوشته ام اما اینجا قصهٔ آدم نگاشته می شود و آن آنست که معصیت عصاة بعزم دل باشد و منشای زلت آدم از نسیان عهد بود و لقد عهدنا الی آدم من قبل فنسی و لم نجد له عزما و عهد آن بود که یا آدم ان هذا عدو لک و لزوجک فلا یخرجنکما من الجنة فتشقی و ابلیس آدم را بسوگند فریفت و نفس آدم از میل بخلودگی که در جبلت است ویرا تسویل کرد که هیچ بنده نبود که بر سوگند آفریدگار خود اقدام نماید و اگر گویند که نهی حق از شجرهٔ گندم بود که ولا تقربا هذه الشجرة جواب آنست که گر دیگر درخت آدم درختان گندم بودند و بهذا ضمیر واحد است آدم دانست که نهی ازین درخت گندم است که در پیش روی ماست لا غیر و کان المراد عند الله الجنس فکان الارتکاب لاجل الخطأ فی الاجتهاد لا الارتکاب مع العلم و اگر گویند قال الله فعصی آدم ربه فغوی جواب آنست که این از برای آنست که حسنات الابرار سیأت المقربین یعنی این سهو و نسیان بر انبیا جائز است قال انا بشر انسی کما تنسون و حقتعالی قصهٔ آدم ع از بهر فضل و کرم خود و کمال اجتبا و اصطفا که بعد از توبه کرامت کرده نه بهر تحقیر و اثبات زلت و اینجا حافظ هم بموجب حسنات الابرار سیأت المقربین مراد داشته نه عصیان فی الواقع قوله

یا ملجأ البرایا یا واهب العطایا	عطفا علی مقل حلت به الدواهی

ملجا جای پناه برایا خلق واهب بخشنده عطف مهربانگی مقل مفلس غزل

ای قصهٔ بهشت ز کویت حکایتی	شرح جمال حور ز رویت روایتی

شرح بیان قوله

انفاس عیسی از لب لعلت لطیفهٔ	و آب خضر ز نوش لبانت کنایتی

عیسی بن مریم پیغمبرست اولو العزم صاحب انجیل جابری الاکمه والابرص واحیی الموتی معجزهای اوست زاهدترین پیغمبرانست و بهژده پشت بسلیمان میرسد و عمر او سی و سه سال و نبوة از وقت ولادت داشت انفاس عیسی قم باذن الله که بدان مرده را زنده میکرد آب خضر آبحیات نوش شیرین آبحیات از آیه رحمت وما ارسلناک الا رحمة للعالمین قوله

کی عطر سای مجلس روحانیان شدی	گل را اگر نه بوی تو کردی رعایتی

عطر بکسر کو خوش روحانیان مرتاضیان گوشه نشینان قوله

ایدل بهرزه دانش و دینت ز دست رفت	صد مایه داشتی و نکردی کفایتی

هرزه بیهوده غزل

ای باغم تو مارا پیوند لایزالی	قد ضاع فی هواکم عمری ولا ابالی

پیوند لایزالی دوستی ازلی معنی مصراع آنکه تحقیق ضایع شد در آرزوی شما عمر من باک نمیدارم یالیت لی مجالا فی ذلک الحوالی ای کاشکی بودی مرا قدرت درین جانب ارحم علی دموعی یا من علمت حالی رحم کن بر اشکهای من ای کسیکه واقف هستی بر حال من لن ترقبوا وفاء عن صاحب الجمال هرگز امید وفا مدارید از صاحب جمالان یا ساقیا اغثنی عن شربة الزلالی ای ساقی فریاد رس مرا از شربت زلال قد صار ذا حیات کانت بلا زوال تحقیق گشت صاحب زندگی که باشد آن زندگی بغیر زوال غزل

این خرقه که من دارم در رهن شراب اولی	وین دفتر بی معنی غرق می ناب اولی

رهن گرو چون مصلحت اندیشی دور است ز درویشی چه کار ملک است آنکه تدبیر و تحمل بایدش قوله

من حال دل زاهد با خلق نخواهم گفت	وین قصه اگر گویم با چنگ و رباب اولی

وین قصه اشارت بحالت زاهد با چنگ و رباب آشکارا قوله

تا بی سر و پا باشد اوضاع فلک زین دست	در سر هوس ساقی در دست شراب اولی

زین دست زین نوع قوله

ازهمچو تو دلدارے دل بر نکنم آرے	گر تاب کشم بارے نه آن لف بتاب اولے

۵ گر بر کنم دل از تو و بردارم از تو مهر ❊ آن مهر بر که افگنم آن دل کجا برم ❊ تاب پیچش قوله

چون پیر شدی حافظ از میکده بیرون رو	رندی و هوسناکی در عهد شباب اولی

عهد وقت شباب جوانی غزل

اے که در کشتن ما هیچ محابا نکنی	سود و سرمایه بسوزی و مدارا نکنی

محابا دهشت و سواس قوله

دردمندان غمت زهر هلاهل نوشند	قصد این قوم خطا باشد هین تا نکنی

زهر هلاهل زهرے سخت قاتل که در زبان بکشند قوله

رنج ما را که توان برد بیک گوشه چشم	شرط انصاف نباشد که مداوا نکنی

بیک گوشهٔ چشم بنگاہے قوله

دیدهٔ ما که بامید تو دریاست چرا	بتفرج گذرے برلب دریا نکنی

بتفرج ازروے تماشا قوله

نقل هر جور که از خلق کریمت کردند	قول صاحب غرضانست تو آنها نکنی

باید دانست که شیوهٔ معشوقان مدام عاشق کشی و استغنا نمودن و تغافل نمودنست ازعاشق ازجهت که لطف و مرحمت معشوق بر عاشق خام بمنزلهٔ سم قاتل است چنانچه مریض صفرائی راحلوا تاکه عاشق بکمال نرسد و این عاشقان خام که صاحب غرض خود اند این استغنا و تغافل معشوق بمنزلهٔ جور و جفا می دانند و شکوه و شکایت میکنند امانزد عاشقان کامل عین لطف و مرحمت چنانچه نزد مریض دانا امتناع شکر و حلوا بموجب فعل المحبوب محبوب پس باید دانست که عاشق بردو نوع است ناقص و کامل ناقص آنست که اگر معشوق بموجب خواهش وی پیش او آید سخن در مدح او گویند والا قدح و ذم او کنند و بجور و جفا متهم سازند و کامل آنست که هرچه از دست معشوق آید از خیر و شر و قبض و بسط و منع و عطا و سلام و دشنام رسد آنرا بموجب فعل المحبوب محبوب بپذیرد و شکر بجا داشته احتمال نماید جور و جفا بنسبت معشوق روا ندارد بنابران گوید نقل هر جور الخ معنے آنست که اے محبوب من جور و جفا و ایذا و الم که نسبت بتو میکنند و ترا بجور و جفا متهم مے سازند این قول صاحب غرضانست

یعنی قول عاشقان خام است والا نزد عاشقان کامل حاشا وکلا نسبت جور وجفا بجناب تو باشد چراکه کار تو همگی لطف و مرحمت است غزل

ای بیخبر بکوش که صاحب نظر شوی	تا راه رو نباشی کی راه بر شوی

راهرو نباشی سالک آنراه نباشی راهبر رهنما. معنی آنست که قال الله جاهدوا فی الله حق جهاده پس ای برادر طالب حق باش وچندانکه توانی ساعی باش تا حق نیز بموجب والذین جاهدوا فینا لنهدینهم توفیق رفیق حال تو گرداند تا ترا عارف بالله گرداند قوله عه لفظ با زائد است ۱۲

در مکتب حقائق پیش ادیب عشق	هان ای پسر بکوش که روزی پدر شوی

ادیب عشق اضافه بیانیه ونیز مرشد هان هشیار باش قوله

خواب وخورت ز مرتبهٔ خویش دور کرد	آنگه رسی بخویش که بیخواب وخور شوی

اول باید که پا بر هواهای نفسانی نهد آنگه رسی بخویش آنگاه عارف خود شوی واین کنایه از عارف بودن بحق چه معرفت خود عین معرفت حق است من عرف نفسه فقد عرف ربه بیخواب وخور شوی ترک هوا کنی قوله

گر نور عشق حق بدل وجانت اوفتد	بالله کز آفتاب فلک خوبتر شوی

یعنی اگر ذرهٔ عشق دامنگیر وقت تو شود سوگند بخدا در روشنی وفیض رسانی از آفتاب بهتر شوی قوله

از پای تا سرت همه نور خدا شود	در راه ذوالجلال چو بی پا وسر شوی

چو بی پا وسر شوی بیخود وفانی شوی گر آب هفت بحر بیک موی تر شوی هفت بحر بیک موی ترا ضرر نتواند رسانید رخسار یار گر شودت منظر نظر چون نور شهود ذاتیه بر تو جلوه نمود ودر چشم تو جای یافت صاحب نظر شوی عارف کامل شوی قوله بنیاد هستی تو چو زیر وزبر شود - اگر این هستی موهومه تو در معرض فنا در آید در دل مدار هیچ که زیر وزبر شوی بدانکه فانی گشتی بلکه باقی ابد گشتی ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات بل احیاء قوله دست از مس وجود چو مردان ره بشوی اول ترک این وجود فانی وهستی موهومه باید نمود تا کیمیای عشق بیابی وزر شوی انگاه کیمیای عشق سرافراز وباقی جاوید شوی قوله

(مقطع) حافظا سجده بمحراب دو ابروش کن که دعائی ز سر صدق جز آنجا نکنی

گر در سرت ہوائے وصال است حافظا | باید کہ خاک درگہ اہل ہنر شوی

اہل ہنر عاشق و عارف غزل

اے ز شرم عارضت گل کردہ خوی | پر عرق پیش عقیقت جام مے

خوے عرق پر عرق شرمندہ عقیق کنایہ از لب قولہ

لالہ بر ژالہ است یا بر گل گلاب | یا بر آتش آب یا بر اوت خوے

لالہ بر ژالہ بر لالہ ژالہ و این بیت بر صنعت تجاہل است قولہ

مرشد از چشم آن کمان ابرو و دل | از پیش میرفت و گم میکرد پے

پے قدم اے سراغ۔ قولہ

امشب از زلفش نخواہم داشت دست | رو مؤذن بانگ بر میزن کہ حے

امشب این ایام و این ہنگام زلف مراد عشق و شوق مؤذن اذان گوینده بانگ آواز بانگ نماز حے زندہ و قبیلہ ایست از عرب و گیاہ تر و اشارہ بہ حی علے الصلوٰۃ و حی علے الفلاح۔ قولہ

چنگ را بر دست مطرب نہ دمے | گو رگش بخراش بخروشش چو نے

چنگ عبارت از خود مطرب مرشد دمے مدتے و معنی این مصرع آنست بموجب فابتغوا الیہ الوسیلۃ بدست شد سپار گو رگش بخراش بگو آن مطرب را این ابساز آرو بار استگی در آر بخروشش چو نے بنوا آر چو نے کہ عاشق کامل است یعنی بذکر حقیقی شاغل ساز قولہ

چون بنی عامر ہمے مجنون شوند | گر برون آید یکے لیلے ز حے

بنی عامر نام قبیلہ کہ مجنون از اینہا بود مجنون شوند عاشق شوند و دیوانہ گردند لیلے کنایہ از محبوب قولہ

آنکہ بہر جرعۂ جان میدہد | جان از و بستان و جامے دہ بوے

ہر سالکے از برائے قطرہ از چشم عشق جان را نثار مے سازد۔ قولہ

نے و مے لب بر لب مطرب نہاد | چنگ را در زیر ناخن کرد نے

نے مرشد کامل مطرب سالک چنگ وجود در زیر ناخن کردہ مغلوب ساختہ قولہ

عود بر آتش نہ و منقل بسوز | غم مدار از شدت سرما و دے

منقل دل را بآتش عشق بفروز و این عود هستی خود را بران بسوز۔ غم مدار از شدت سرما و دے و ہیچ از حوادث و سختیهاے روزگار غم مدار قوله

با تو زین پس گر فلک خارے کند — باز گو در حضرت دارائے رئے

زین پس بعد فنای هستی موهومه خارے کند ضرر رساند دارائے رئے حق تعالے و نیز مرشد قوله

خسرو آفاق بخشش کز سخا — نامهٔ حاتم ز نامش گشت طے

طے پیچیده ٭ قوله

جام می پیش آر و چون حافظ مخور — غم که جم کے بود یا کاؤس کے

کیکاؤس نام بادشاہے و قیل نمرود و قیل فرعون من ابراهیم شاهی غزل

اکنون که ز گل باز چمن شد چو بهشتی — ساقی می گلرنگ طلب بر لب کشتی

گل معرفت و مشاہدات چمن معرفت دل چو بهشتی خوشنما و زیبا ساقی مرشد و کنایه از روح و دل گر محتسبے برکدو باده زند سنگ اگر مانع و منکرے مزاحمت تو نماید و در پے آزار تو باشد بشکن چو کدوے سر او نیز بخشتی تو نیز چون کدو سر او را بخشت بشکن معمار عمارت کننده آبادان سازنده معمار وجود حقتعالے قوله

زاہد بخم نسیه حکایت که بنقدم — ترکیست چو حوری و سرائی چو بهشتی

نسیه کنایت از بهشت و حور و غلمان بنقدم نقد موجود۔ قوله

برخاک در خواجه که ایوان کمال ست — گر بالش زر نیست بسازیم بخشتی

خاک در خواجه دنیا و مقام عشق قوله

جهل من و علم تو فلک را چه تفاوت — آنجا که بصر نیست چه خوبی و چه زشتی

تفاوت فرق بصر بینائی قوله

ترسابچهٔ دوش همی گفت که حافظ — حیف است که هر دم کند آهنگ کنشتی

ترسابچه عارف که پیر دردهٔ عارف دیگر ست کنشت بضم یکم و کسر دوم و قیل بضمتین عبادتگاه جهودان مراد عشق مجاز قوله

غزل اتت روائح رند الحمی و زاد غرامی — من المبلغ عنی الی سعاد سلامی

اتت صیغهٔ واحد مؤنث فعل ماضی از اتی یاتی اتیانا بمعنے آمدن روائح جمع ریح بمعنے باد خوشبو رند نام درخت و بفتح را مهمله بمعنے سیلاب که از کوه آید و هر چه آید پیشش برباید حمی مرغزار

مبلغ اسم فاعل من التبلیغ بمعنی رسانیدن سعاد نام محبوب معنی آنست که آمد بادهای درختی که زند وجای آن درخت حمی است زیاده کرد غرام و شیفتگی مرا پس کیست ساند از من بسوی سعاد که نام معشوقه است سلام مراد میتواند که معنی آن باشد که آمد بادها خوشبو سیلاب که از کوه بصحرا میرسد و بار آمیز مینند و روندگانرا مانع میشود چو این واقعه بر وقوع پیوست شوق من بوصال و بست بحکم المرء حریص علی ما منع از درون من بر جست کیست در ینوقت که رساند سلام و تحیت من بسعاد که محبوب منست در رسیدن بمنزل مطلوب باید دانست که چون آب برف در رود بار بار در آید و مردم را از عبور منع نماید صحرانشینان از کمال مهارت بر منازل خویش معلوم میشوند که آب رود بارها از ان آب در پری سر آمد و رفتن باطراف وجوانب نمی شاید عاقل برهان تر و خشک که در خانه اش است قناعت نماید قوله

بسان بادهٔ صافی در آبگینهٔ شامی	بیا بشام غریبان و آب دیدهٔ من بین

بادهٔ صافی کنایه از اشک آبگینهٔ شامی چشم قوله

فلا تنفر عن وضعها انین حمامی	اذا تقرب عن ذی الاراک طائر نجد

طائر خیر

تقرب صیغهٔ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف از تقرب یتقرب تقربا بمعنی نزدیک شدن اراک درخت پیلو ذی الاراک خداوند اراک که لیلی که قوم او صحرانشین بود - لاتنفر صیغهٔ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف از تنفر و یتنفر و تنفرا بمعنی بیگانه شدن معنی آنست که ای طائر نجد چون نزدیکی جوئی هنگام برگشتن بنجد از وادی اراک که مقام محبوب من است پس بیگانه مباش از روضهای نجد آواز کبوتران من یعنی شوق و شیفتگی ما یان با آنجناب سانی و لازمهٔ عشاق است که نام مقام عاشقی مشهور بر زبان آرند و کنایه از مقام خود دارند و نام مکان معشوقی مشهور بیان میکنند و مقام معشوق خود مراد دارند قوله

الغضات

رایت عن بغضات الحمی قیام خیامی	بسی نماند که روز فراق ما بسر آید

بیضة الحمی شوره زاری که در ان گیاه نروید یعنی نزدیک رسید که فراق یار آخر شود که دیدم من از بیضه یعنی از شوره زارها که در نواحی حرعیست ابیاران جمهار سی است که حکام در صحرا م غها نگاه میدارند و چون علف بکمال رسد صحرانشینان ابا جاره میسپارند پس صحرانشینان مواشی خود را در آنجای آرند و در پرورش می در آیند و چون با آخر میرسد خیمها را بیرون میزنند پس نفس خود را بدین گفتار تسلی میکند

وخود را از پریشانی بضبط مے کشد قوله

وان رغبت بنجد وصرت ناقض عهد	فما تطیب لنومی وما استطاب منامی

یعنے اے قاصد ویا اے یار اگر میل نمائی از حمی بنجد و باشی شکننده عهد پس خوش نگرداند مر خواب یعنی نه خواب با من سازد و نه من با خواب اے چون بنجد در آئی ولقا بطالبان نمائی وعهدی که با من داری بجا نیاری آتش غیرت عشق در نهاد من افتد و آرام از من منقطع شود بنوعے که نه خواب با من سازواری بود و نه مرا بخواب و معنی عقیقی آنست یعنی اے مرشد اگر غبت بنجد نمائی و در ترببت مریدان بمقامات در آئی و مرا بوعدهٔ خویش یاد نیاری و دست گرفته بحضرتش نسپاری بیخواب و بی آرام گردم واگر بنجد مراد بهشت باشد خطاب معشوق حقیقی است چون بهشت درآیم ولقای خویش بمومنان نمائی ولقای وعدهٔ من بحکم بالغه توقف نمائی و در عامهٔ مومنان مرا نیز داخل نمائی پس از حظ حظوظ آنجائی و اگر بنجد یعنے وجود سالک باشد معنی آن باشد که در وجود من بخلوة در آئی و ابواب مشاهدات بر رویم کشائی واگر این عهد ها که در ازل با من بستهٔ در ایفای آن توقف فرمائی بے آرام شوم و خسته خاطر گردم بنوعے که نه خواب با من سازواری بود و نه مرا بخواب یارای قوله

خوشا دمی که درآئی وگویمت بسلامی	قدمت خیر قدوم نزلت خیر مقام

خوشا دمے که در آئی یعنے خوش آمدے وآن ساعتے که از انجا بنجد آئی ولقای خویش بطالبان نمائی گویمت بسلامے سلام کرده گویم قدمت خیر قدوم باز آمدی تو بهترین باز آمدنی نزلت خیر مقام فرود آمدی بهترین جاے فرود آمدنی قوله

بعدت منک وقد صرت ذائبا کهلال	اگرچه روی چو ماهت ندیده ام تمامی

دور گشتم وجدا شدم از تو ای یار واے معاد وتحقیق گشتم از سبب جدائی تو بیننده بهلال اگرچه روے چون ماه ترا ندیده ام وکل مراد از ان بخیده ام و در بعضے نسخه این مصرع چنین است بعدت منک وقد صرت ذائبا کهلال هر آئینه دور گشتم وجدا شدم از تو اے یار با کمال در آنحال که گداخته ام چون هلال یعنے از گداز شرخته رفته محو شده ام وچون ماه نو دستهٔ عالم صحو شده ام از وجود من جز خیالے نمود از نیست جز وجود وهمی پدیدار نے غزل

با مدعی مگوئید اسرار عشق ومستی	تا بیخبر نمیرد در بند خود پرستی

از اہل کشف سخنان مے آیند کہ ظاہر بینان طاقت دریافت آن ندارند بلکہ بتکفیر آن میکوشند چنانچہ علامہ محمد بن علی حکیم الترمذی صاحب نوادر الاصول کہ از اکابر اہل کشف است صد و پنجاہ سوال نوشتہ کہ جواب آن غیر خاتم اولیا بیرون نیاید و شیخ در فتوحات جواب آن سوالہا فرمودہ و بعضے در تکفیر و بعضے در تقلید شیخ بمبالغہ دارند و کافر پندارند چارۂ بیمردم فراموشی است در حضور خاموشی بنابران گفتہ با مدعی مگوئید الخ قولہ

عاشق شو ارنہ روزے کار جہان سر آید	ناخواندہ نقش مقصود از کارگاہ ہستی

عشقے عاشل کن والا نہ روزے این دنیای فانی حصول نقش مراد نمودہ حلت نمائی و حسرت و ندامت بری قولہ

در مذہب طریقت خامی نشان کفر است	آرے طریق رندان چالاکی است و چستی

خامی ناقص ماندن قولہ

تا فضل و علم بینی بے معرفت نشینی	یک نکتہ ات بگویم خود را مبین کہ رستی

معنے آنست کہ تا وقتیکہ فضل و بلاغت منظور نظر تست ہرگز بمعرفت نخواہی رسید قولہ

با ضعف و ناتوانی ہمچون نسیم خوش باش	بیماری اندرین رہ خوشتر ز تندرستی

اندرین رہ در عشق قولہ

خار ارچہ جان بکاہد گل عذر آن بخواہد	سہلست تلخی مے در جنب ذوق مستی

خار نفس و شیطان گل معشوق تلخی مے غم و اندوہ عشق - قولہ

در گوشۂ سلامت مستور چون توان بود	تا نرگس تو گوید با ما رموز مستی

مستور پوشیدہ نرگس چشم مراد ذات و نیز عاشق کامل اے مرشد قولہ

سلطان من خدا را زلفت شکست ما را	تا کے کند سیاہی چندین دراز دستی

سلطان من اے محبوب من خدا را بواسطۂ خدا سیاہی اشارت بزلف قولہ

صوفی پیالہ پیما ساقی قرابہ پر کن	اے کوتہ آستینان تا کے دراز دستی

قرابہ آوندے کوتہ آستینان اشارت بزاہدان ریائی دراز دستی اشارہ بخلیع العذاری و مردم آزاری قولہ

بگرفت کار حسنت چون عشق من کمالے	خوش باش زانکہ نبود این حسن را زوالے

یعنی بدنیت و نیت ہماں است

زوال نقصان۔ قولہ

در وہم می نگنجد کاندر تصور عقل	آید بہیچ معنے زین خوبتر مثالے

تصور خیال۔ قولہ

شد حظ عمر حاصل گر زانکہ با تو مارا	یکدم بعمر روزی روزی شود وصالے

روزی شود میسر گردد۔ قولہ

رحم آر بر دل من کز مہر روی خوبت	شد شخص ناتوانم باریک چون ہلالے

ہلال ماہ نو قولہ

حافظ مکن شکایت گر وصل یار خواہی	زین بیشتر بباید بر ہجر احتمالے

احتمال برداشت غزل

بیا با ما مورز این کینہ داری	کہ حق صحبت دیرینہ داری
نصیحت گوش کن کین دُر بسے بہ	ازان گوہر کہ در گنجینہ داری

دُر اشارت بنصیحت قولہ

بفریاد خمار مفلسان رس	خدارا گر مئے دوشینہ داری

یعنے عاشقان مفلس را درین رنج و اندوہ فریادرسی نما و قطرہ از مے محبت در کام ایشان ریز مے دوشینہ عبارت از محبت کہ سلف میداشتند و نیز محبتے کہ در عالم اطلاق میداشتی قولہ

ولیکن کے نمائی رخ برندان	تو کز خورشید و مہ آئینہ داری

رندان عاشقان تو کز خورشید و مہ آئینہ داری خورشید انبیا مہ اولیا کہ منظور نظر تو انبیا و اولیا ہستند۔ قولہ

بد رندان مگو اے شیخ ہشدار	کہ با حکم خدائے کینہ داری

رندان عاشقان لاابالی اے شیخ اے واعظ قولہ

نمے ترسی ز آہ آتشینم	تو دانی خرقۂ پشمینہ داری

کہ البتہ خواہد سوخت از آتش آہ من۔ قولہ

ندیدم خوشتر از شعر تو حافظ	بقرآنے کہ اندر سینہ داری

بقرآن سوگند قرآن۔

غزل

بشنو این نکته که خود را زغم آزاده کنی	خون خوری گر طلب روزی ننهاده کنی

زغم آزاد کنی ترک غموم و هموم نمائی خونخوری غیر از رنج و محنت حصول کنی قوله

آخر الامر گل کوزه گران خواهی شد	حالیا فکر سبو کن که پر از باده کنی

گل کوزه گران خواهی شد خاک خواهی شد حالیا الحال باده شراب قوله

چه بهما که در ایام گل و عهد شباب	عیش با آدمی چند پریزاده کنی

چهد در ایام گل و فصل بهار عبارت از ایام زندگانی و موسم جوانی آدمی چند پریزاده کنایه از عرفا و عشاق قوله

تکیه بر جای بزرگان نتوان زد بگزاف	مگر اسباب بزرگی همه آماده کنی

گزاف دروغ قوله

خاطرت کے رقم فیض پذیرد هیهات	مگر از نقش پراگنده ورق ساده کنی

آنگاه که ورق دل را از نقوش پراگنده که غل و غش و خیالات لایعنی پاک و مصفا سازی۔ قوله

اجرها باشدت ای خسرو شیرین حرکات	گر نگاهی سوی فرهاد دل افتاده کنی

آئین جور و جفا بگذاری و بترحم و لطف با عاشقان پیش آئی قوله

کار خود گر بکرم باز گذاری حافظ	ای بسا عیش که با بخت خداداده کنی

گر بکرم باز گذاری زمام اختیار خود بلطف و مرحمت حق سبحانه بگذاری و خویشتن را درمیان نیاری غزل

بلبل ز شاخ سرو بگلبانگ پهلوی	میخواند دوش درس مقامات معنوی

بلبل عاشق شاخ سرو مقام عشق گلبانگ آواز بلبل که در وقت گل باشد درس مقامات معنوی اظهار اسرار عشق و محبت قوله

یعنی بیا که آتش موسیٰ نمود گل	تا از درخت نکتهٔ توحید بشنوی

آتش موسیٰ تجلیات حق درخت شجرهٔ انسانیه خود نکتهٔ توحید لا اله الا انا قوله

مرغان باغ قافیه سنجند و بذله گو	تا خواجه میخورد بغزلهای پهلوی

مرغان باغ حواس مجو بذله بکسر و ضم لطیفه و سخن خوش قوله

جمشید جز حکایت جام از جہان نبرد | زنہار دل مبند بر اسباب دنیوی

زنہار ہرگز قولہ

دہقان سالخوردہ چہ خوش گفت با پسر | کای نور چشم من بجز از کشته ندروی

سالخورد پیر و کہنہ قولہ

این قصہ عجب شنو از بخت واژگون | ما را بکشت یار بانفاس عیسوی

واژگون برگشتہ قولہ

چشمت بغمزہ خانۂ مردم خراب کرد | مخموریت مباد کہ خوش مست میروی

غمزہ حرکت چشم و برہمزدن چشم قولہ

خوش فرش بوریا و گدائی و خواب امن | کین عیش نیست درخور اورنگ خسروی

اورنگ بفتح تخت شاہان غزل

بچشم کردہ ام ابروی ماہ سیمائے | خیال سبز خطی نقش بستہ ام جائے

سیما بکسر نشانہ و رنگ سرخ و رخسارہ و روی ماہ سیما معشوق قولہ

زمام دل بکسی دادہ ام من مسکین | کہ نیستش بکس از تاج و تخت پروائے

زمام بکسر مہار پروا فراغت و احتیاج قولہ

زہی کمال کہ منشور عشقبازی من | از آن کمانچۂ ابرو رسد بطغرائے

منشور فرمان طغرا نشان بادشاہ قولہ

مکدر است دل آتش بخرقہ خواہم زد | بیا ببین تو اگر میکنی تماشائے

تماشا مشتق از تماشی با یکدیگر مشی کردن قولہ

بروز واقعہ تابوت ما ز سرو کنید | کہ مردہ ایم ز داغ بلند بالائے

واقعہ مرگ بلند بالا معشوق قولہ

مرا کہ از رخ تو ماہ در شبستان ست | کجا بود بفروغ ستارہ پروائے

ستارہ معشوق مجاز قولہ

فراق و وصل چہ باشد رضای دوست طلب | کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے

۵ خلافِ طریقت بود اولیا * تمنا کنند از خدا جز خدا + غزل

بروز اهد بامیدے کہ داری	کہ دارم ہمچنان امیدواری
بجز ساغر کہ دار د لالہ در دست	بیا ساقی بیا در اینچہ داری

ساغر کنایہ از عاشق قولہ

مرادر رشتۂ دیوانگان کش	کہ مستی خوشترست از ہوشیاری

رشتۂ دیوانگان حلقۂ عشاقان قولہ

بیا دل درخمِ گیسوے او بند	اگر خواہی خلاص و رستگاری

خم گیسو کمند جذبہ قولہ

بوقتِ گل خدارا توبہ بشکن	کہ عہد گل ندارد استواری

خدارا واسطۂ خدا عہد زمانہ و پیمان قولہ

عزیزا نوبہار عمر بگذشت	بہ جو برطرفِ چمن بادِ بہاری

چو چنانچہ قولہ

بیا حافظ نبیذ تلخ کن نوش	چرا عمرے بغفلت میگذاری

نبیذ تلخ شراب تلخ کنایہ از عشق ۔ غزل

بیار بادۂ و بازم رہان ز رنجوری	کہ ہم بباده توانکرد دفع مخموری
بہیچ وجہ نباشد فروغ مجلس انس	مگر بروے نگار و شراب انگوری

فروغ روشنی بروے نگار بمشاہدۂ روے محبوب شراب انگوری مراد از عشق قولہ

ادیب چند نصیحت کنی کہ عشق مباز	اگرچہ نیست ادب این سخن بدستوری

ادیب ادب کنندہ قولہ

بعشق زندہ بود جان مرد صاحبدل	اگر تو عشق نداری برو کہ معذوری

صاحبدل عاشق ۔ قولہ

رسید دولت وصل و گذشت محنت ہجر	نہاد کشور دل باز رو بہ معموری

کشور بکسر ہفتم حصۂ ربع مسکون و تمام ربع مسکون ہفت اقلیم است مقسوم بعدد ہفت ستارہ

بر سکندر نتوان گفت اسرار دل حافظ * کہ سکندر [illegible] در دنیا

یکم منسوب بزحل و آن بلاد ہند دوم بمشتری و آن بلاد چین سیوم بمریخ و آن ترکستان چہارم بآفتاب و آن خراسان پنجم بزہرہ و آن ماوراء النہر ششم بعطارد و آن روم ہفتم بقمر و آن بلخ ۱۲ من براہیم شاہی

غزل	بصوت بلبل و قمری اگر ننوشی مے	علاج کے کنمت آخر الدواء الکی	

یعنے اگر بکلام ہدایت انجام شریعت نظام بلبل و قمری باغستان لامکان کہ عارفان یزدانند بادہ تجلی حاصل نشد یعنی سالکے را از افعال و اعمال شریعت وصول الٰہی دست نداد ہیچ سالک را ہیچ دوا نمیتوان کرد مگر آخرین و اکار ارباب حقیقت سم و کے نامیدہ اند و ازین ہر دو مراد افعالیست کہ مقتضیات نفس و مخالف شریعت و نیز در انکہ این افعال موجب وصول ہیچ سالک باشند و تسمیۂ این افعال بسم و کے جز عارف کامل نیداند و شیخ عبدالواحد گوید کہ مراد از بلبل و قمری علماء امت اندکہ انبیا صفت اند کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل وصوت ایشان نفحات الطیبات ایشان یعنے کلمات حکمت آمیز کہ ارشاد للحق از قلوب مخلصہ شان بر السنہ ظاہر میگردد من خلص للہ اربعین صباحا ظہرت لہ ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ مشیر بر آنست و گاہ بلبل و قمری اشارہ برسول کہ خاقانی گفتہ ع مصطفے دم بستہ و خلوت نشستہ بہر آنکہ ٭ بلبل و نخلست گیتی را زمستان آمدہ قولہ

	ذخیرہ بنہ از رنگ و بوے فصل بہار	کہ می رسند ز پے رہزنان بہمن و دی	

بہمن و دی نام ماہ ہاے خزان۔ قولہ

	چو ہست آب حیاتت بدست تشنہ مپیر	فلا تمت و من الماء کل شی حی	

پس مپیر و مردہ مشو و حال آنکہ از آب است ہر چیزے کہ زندہ ہست قولہ

	چو گل نقاب برافگند و مرغ زد ہو ہو	منہ ز دست پیالہ چہ میکنی ہی ہی	

ہو ہو آواز خوشی ہی ہی بمعنے زجر قولہ

	زمانہ ہیچ نہ بخشد کہ باز نستاند	مجو ز سفلہ مروت کہ شیئہ لا شی	

لاشی چیزے نیست قولہ

	خزینہ داری میراث خوارگان کفر است	بقول مطرب و ساقی بفتوی دف و نے	

میراث خوارگان ملوکان و امرایان قولہ

	نوشتہ اند بر ایوان جنت الماوے	کہ ہر کہ عشوۂ دنیا خرید وای بوے	

قال ع الدنیا املاک الشیطان فمن دخلها فهو قرین الشیطان قال اللہ تعالےٰ وما الحیوٰة الدنیا الا متاع الغرور من کان یرید العاجلة عجلنا له فیها ما نشاء لمن نرید ثم جعلنا له جهنم یصلٰها مذموما مدحورا قوله

بخیل بوے خدا نشنود بیا حافظ	پیاله گیر وکرم کن که الضمان علی

بخیل بوی خدا نشنود قال ع البخیل بعید من اللہ وبعید من الجنة وبعید من الناس وقریب من النار الضمان علے ضمان بر من ست۔ غزل

بجان او که اگر دسترس بجان بودے	کمینه پیشکش بندگانش آن بودے

بجان او قسم بجان دسترس قدرت قوله

اگر دلم نشدے پایے بند طرۂ او	کیم قرار درین تیره خاکدان بودی

پایے بند گرفتار طره قسمے از زلف تیره خاکدان وجود ودنیا۔ قوله

بخواب نیز نمی بینمش چه جای وصال	چو این نبود ندیدیم باری آن بودے

این اشاره بوصال آن اشارت بخواب۔ قوله

به بندگی قدش سرو معترف گشتی	اگرچه سوسن آزاده ده زبان بودے

ده زبان باعتبار کثرت والا نه سوسن را نه زبان است۔ قوله

بگفتمی که بها چیست خاکپاے ترا	اگر حیات گران مایه جاودان بودے

گرانمایه عزیز القدر۔ غزل

بفراغ دل زمانے نظری بماهرویے	به ازانکه چتر شاهی همه عمر هاے وهوے

یعنے بفراغ دل وجمعیت خاطر بمشاهدهٔ محبوب مشغول بودن ودمے بیاد او مستغرق گشتن بهتر از سلطنت است ؎ که یکدم با خدا بودن به از ملک سلیمانی ؞ نه بدست ؎ یعنے بدین است نوبهاران وقت نوبهار بچمن شدن براے مشاهدهٔ آثار صنائع حق یعنے این بیت آنست گرفتاران عشق معشوق را بدیدن گل وگلزار تسلّی نمے شود بلکه آتش عشق شعله میزند چنانچه گرفتاران مشاهدهٔ هلال ابروے محبوب را دیدن هلال قوله

بخدا که رشکم آید بدو چشم روشن خود	که نظر دریغ باشد بچنین لطیف روے

مقام غیرت است درین مقام نخواهد که کسے نام محبوب او گیرد ویا بد ونگرد در آخرین مقام محب از خود نیز بر محبوب غیرت کند ازینجاست که شبلی گویا اللهم اخسر فی اسمه فانك اجل واعظم من ان

ازین دو مصرع ... (margin notes illegible)

ترا که عینی از ینجاست غیرت از چشم بر مرو روے تو دیدن نه هم غزل

بچشم مهر گر با من تبسم را بگنیظر بودی	از آن سیمین بدن کارم بخوبی همچو زر بودی

مهر محبت از آن سیمین بدن اشارت بمحبوب لب کنایه از لطف قوله

نگفتی کس بشیرینی چو حافظ شعر در عالم	اگر طوطی طبعش از لعل او شکر بودی

شکر کنایه از غذا غزل

بگرد مه ز عنبر خط کشیدی	به هفته ماه را در خط کشیدی

مه رخساره عنبر سبزه در خط کشیدن محو کردن عطارد ستاره ایست بر فلک نهادی خار غم هر لحظه گل را هر لحظه گل را گرفتار غم میسازی این غزل از الحاقاتست غزل

پدید آمد رسوم بے وفائی	نماند از کس نشان آشنائی

این غزل در شکایت زمانه است گویند جعفر صادق مدتے خلوت گزید و بیرون نیامد ثوری بر خانه وے آمد گفت مردمان از فوائد انفاس تو محروم‌اند چرا عزلت اختیار کردی جواب داد که اکنون که چنان داده که فسد الزمان و تغیر الاخوان و این بیت خواند ٥ ذهب الوفا ذهاب امس الذاهب ❊ والناس بین مخائل و مارب ❊ یفشون بینهم المودة والوفا ❊ وقلوبهم محشورة بعقارب ❊ من تذکرة الاولیا حال آن وقت چنین بود افسوس بدین وقت قوله

بر ند از فاقه پیش هر خسیسے ❊	کنون اهل هنر دست گدائی

بموجب المنافق فیهم شریف قوله

کسے کو فاضلست امروز در دهر	نمی بیند ز غم یکدم رهائی

والمؤمن فیهم ضعیف قوله

کسے کو جاهلست اندر تنعم	متاع او بود هر دم بهائی

بهائی ضائع قوله

نه بخشندش جوے از بخل و امساک	اگر خود فی المثل باشد سنائی

سنائی شاعریست مشهور در دو معنا، لا دوا از فقر قال علیه السلام من تعمم قاعدا ومن تسرول قائما ابتلاه الله ببلاء لا دواء له وهو الفقر ایا اسے غزل

بیا حافظ بجان این پند بنیوش ❊ که گر از پا بیفتی بر سر آئی ❊

ترا که هرچه مراد است در جهانداری	چه غم ز حال ضعیفان ناتوان داری
میان نداری و دارم عجب که هر ساعت	میان مجمع خوبان کنی میان داری

میان داری سرداری۔ قوله

بخواه جان و دل از بنده و روان بستان	که حکم بر سر آزادگان روان داری

روان فی الحال جاری قوله

بیاض روی ترا نیست نقش در خور از انکه	سوادی از خط مشکین بر ارغوان داری

ارغوان نام گلے قوله

بنوش می چو سبکروحی ای حریف مدام	علی الخصوص در ان دم که سرگران داری

سبکروحی آزادگی و ظریف هستی سرگران مخمور قوله

چو گل بدامن ازین باغ میبری حافظ	چه غم ز ناله و فریاد باغبان داری

باغ مشاهدات ذات حق غزل

تو مگر بر لب آبی بهوس بنشینی	ورنه هر فتنه که بینی همه از خود بینی
بخدائے که توئی بنده بگزیده او	که بجائے من بیدل دگری نگزینی

بخدا سوگند بخدا قوله

گر امانت بسلامت ببرم باکی نیست	بیدلی سهل بود گر نبود بیدینی

گر امانت بسلامت ببری یعنے اگر خاتمه بخیر باشد قوله

عجب از لطف تو ای گل که نشینی با خار	ظاهرا مصلحت وقت در ان می بینی

گل معشوق خار رقیب یا گدا یان زچه جاست یا گدایان از چه سبب است قوله

شیشه بازی سرشکم نگری از چپ و راست	گر بدین منظر بینش نفسے بنشینی

منظر بینش چشم قوله

سیل این اشک روان صبر دل حافظ برد	بلغ الطاقة یا مقلة عینی بینی

یعنی با آن اشکے که روان است و سیلان در روان است صبر دل حافظ برده و بے صبری پیش می رسید توانائی بکمال و بیطاقتی آورده ای مردمک چشم من اگر توجه کنی و بیطاقتی مرا دریابی از من و نتابی غزل

جای حضور و گلشن امن ست این سرای | زین در بشادمانی و عزم طرب درآی | بیش

عزم قصد طرب شادی قوله

مرغول سنبل از دم کوے تو خوش نسیم | زلف صبا ز خاک جناب تو مشکسای

مرغول موے درہم رفتہ۔ قوله

خورشید در ہوای تو چون ذرہ پایکوب | جمشید در حریم تو چون بندگان درآے

پایکوب رقصان. بپاے ایستادہ قوله

فرخندہ نو گلے تو چمن را حیات دہ | جعد بنفشۂ تو صبا را گرہ کشاے

حیات دہ حیات دہندہ کشاے کشایندہ۔ غزل

جانان خیال روی تو دارند ہر کسے | لیکن ز من نباشد مشتاق تر کسے

آفتاب حسن اضافہ بیانیہ زہر نظر نیارد در نظر نیارد فوج غم اضافہ بیانیہ غزل

جانفدای تو کہ ہم جانی و ہم جانانی | ہر کہ باشد خاک در ست سر گردانی

رست خلاص شد قوله

بے تو آرام گرفتن بود از ناکامی | با تو گستاخ نشستن بود از حیرانی

ناکامی بے مقصودی قوله

فاش کردند رقیبان تو سر دل من | چند پوشیدہ بماند خبر پنہانی

فاش ظاہر۔ قوله

تا بماند تر و شاداب نہال قد تو | واجب آنست کہ بر دیدہ ما بنشانی

شاداب تازہ قوله

در خم زلف تو دیدم دل خود را روزے | گفتمش چونی و چون میبری ای زندانی

چون میبری چون زندگانی مے کنی۔ غزل

چہ بودی ار دل آن ماہ مہربان بودی | کہ حال ما نہ چنان بودی ار چنان بودی
ز پردہ کاج برون آمدی چہ قطرۂ اشک | کہ بر دو دیدہ ما حکم او روان بودی

کاج کاشکے۔ غزل

چہ قامتے کہ ز سر تا قدم ہمہ جانی | چہ صورتی کہ ہیچ آدمی نمیمانی

که بلکه قوله

بسی حکایتِ حسنت شنیده ام جانا　　کنون که دیدمت الحق هزار چندانی

الحق راست قوله

تنم چو چشم تو دارد نشان بیماران　　دلم چو زلف تو دارد سر پریشانی

سر خیال قوله

بخاک پای عزیز تو سر نگردانم　　اگرم ز دست فراقت بسر بگردانی

بخاک پای بامی قسمیه قوله

تو چون سپهر جفا پیشه وا حوالم　　چو روزگار نهاده است و بویرانی

جفا پیشه ظالم غزل

چو سرو اگر بخرامی دمی زگلزاری　　شود ز غیرت روی تو هر گلی خاری

نثار خاک رهت نقد جان ما هر چند　　که نیست گنج روان ابر تو مقداری

گنج روان اشارت بجان قوله

دلا همیشه مزن لاف زلف دلبندان　　چو تیره رای شدی کی کشاید است کاری

تیره رای بد فکر قوله

سرم برفت و زمانی بسر نیامد کار　　دلم گرفت و نبودت سر گرفتاری

بسر نیامد کار رکار بنهایت نرسید قوله

چو نقطه گفتمش اندر میان دایره آی　　بخنده گفت که حافظ برو چه پرگاری

باید دانست که هر گاه پرکار صحیح و سالم میباشد دائره باحسن وجه کشیده میشود و نقطه نیکو در وی نشیند واگر نقصی در وی افتد نه دائره درست کشیده میشود و نه نقطه در وی نشیند مراد از پرکار درینجا عاشق است که پرکار وار گرد دائرهٔ معشوق دائر است یا پرکار وار در طلب معشوق سرگردانست چون عشق عاشق بکمال میرسد معشوق در حیطهٔ اختیارش در می آید معنی آنست که حافظ میگوید که مرآن محبوب را گفتم ای محبوب من نقطه وار در میان دائرهٔ اختیار در آی و مارا از صحبت و حیرت خود بی بهره مدار آن محبوب من از راه استغنا و بی پروائی و از راه غرور و خود بینی که خاصهٔ معشوقانست بخندید و گفت که حافظ را بگو که این لفظ بانس بر زبان میاور و خود را چیزی مترایش که تو چه پرکار هستی که پرکار وار محیط نقطهٔ وجود من گردی یعنی

توجه عاشق هستی که ما در حبالهٔ اختیار تو درآئیم قوله

چون در جهان خوبی امروز کامگاری　　　شاید که عاشقان را کامی ز لب برآری

کامگار صاحب مقصود کام مقصد قوله

تا چند همچو چشمت در عین ناتوانی　　　تا چند همچو زلفت در عین بیقراری

در عین ناتوانی در کمال ناتوانی در عین بیقراری در کمال بیقراری قوله

جوری که از تو دیدم دردی که از تو بردم　　　گر شمه بدانی شاید که رحمت آری

شمه اندکی قوله

دکان عاشقی را بسیار مایه باید　　　دلها همچو آتش چشمان رودباری

رودبار جوی غزل

خوشتر ز کوی خرابات نباشد جای　　　گر به پیرانه سرم دست دهد ماوای

خرابات عشق که فنا صفات بشری لازمهٔ اوست قوله

جای من دیر مغانست و مرج وطنی　　　رای من دیر مغانست و مبارک رای

دیر مغان عالم وحدت راحت بخش رای عقل قصد قوله

بادب باش که هرگز نتواند گفتن　　　سخن دیر مگر برهمن دانای

نتواند گفتن لائق گفتن نیست قوله

رحم کن بر دل مجروح خراب حافظ　　　زانکه هست از پی امروز یقین فردای

فردا قیامت غزل

خوش کرد یاوری فلکش روز داوری　　　تا شکر چون کنی و چه شکرانه آوری

روز داوری روز حکومت قوله

در شاهراه جاه و بزرگی خطر بسیست　　　آن به کزین گریوه سبکبار بگذری　　　سبکسار

گریوه بفتح والکسر قوله

یک حرف صوفیانه بگویم اجازتست　　　ای نور دیده صلح به از جنگ داوری

اشکال این بیت آنست که در بعضی کتب نوشته اند که الصوفیة تخیرمالم یصلحوا فاذا

صلحوا هلکو یعنی صوفیه خیریت دارند تا زمانی که خود ها صلح کنند و چون صلح کردند هلاک شدند و اغلب این قرار برای آن باشد که بر تقدیر عدم صلح هر یکی در رفع انچه مخالف شریعت یا طریقت یا حقیقت ساعی خواهد بود و ملاحظه خواهد داشت که آن خلاف از وی سر زند و بر تقدیر صلح آن سعی و ملاحظه از میان خواهد رفت جواب آنست که مضمون این بیت اشارت بانکه بعضی بزرگان فرموده اند که بدیده قضا و قدر باید دید تا جنگ برخیزد و اکثر این بیت در مطالب دنیوی است و احتمال بران بیت ارد جنگ هفتاد و دو ملت الخ قوله

نیل مراد بر حسب فکر و همت است ۔ از شاه نذر خیر و ز توفیق یاوری

نیل یافتن بر حسب فکر و همت است ان الله یحب المعالی الهمم غزل

دو یار زیرک و از باده کهن دو منی ۔ فراغتی و کتابی و گوشهٔ چمنی

یار زیرک کنایه از عاشق باده کهن شراب خالص دو منی بسیار فراغتی بی تعلقی بمال و اولاد که انما اموالکم و اولادکم فتنة کتاب حقائق چمنی عزلت معنی آنست که از حکم الرفیق ثم الطریق ما هم صحبت یاری زیرک میخواهم تا دو یار زیرک باهم باشیم و از یاد محبت قدیمی که امانت است در نهاد ما یک آتش در نهاد خود باشیم و بذوق و شوق کوشیم و از تعلق مال و منال دنیا خاطر مشوش نداریم و منافقین متاخرین را در گوشه مشغول نمائیم که ذکر العیش نصف العیش تا ابواب مشاهدات و اگر دو بهم اذا اراد الله بعبد خیرا حول له وزیرا صالحا اذا نسی ذکره و اذا ذکر اعانه قوله

هر انکه کنج قناعت بگنج دنیا داد ۔ فروخت یوسف مصری بکمترین ثمنی

کنج قناعت القناعة کنز لا یفنی یوسف مصری کنج قناعت کمترین ثمن گنج دنیا قوله

ازین سموم که بر طرف بوستان بگذشت ۔ عجب که رنگ گلی ماند و بوی یاسمنی

سموم باد گرم که درختان را خشک کند قوله

مزاج دهر تبه شد درین بلا حافظ ۔ که اعتماد بکس نیست درچنین زمنی

مزاج طبیعت زمن زمانه قوله

شنیده ام که سگان را قلاده می بندی ۔ چرا بگردن حافظ نمی نهی رسنی

قلاوه گردن بند غزل

در همه دیر مغان نیست چو من شیدائے　خرقه جائے گرو باده و دفتر جائے
دل که آئینه شاهی ست غبارے دارد　از خدا میطلبم صحبت روشن رائے

دیر مغان کنایه از دنیا سنزد که مقام دریافت جو مطلق بود شیدا عاشق خرقه کنایه از وجو سالک منتهی دفتر کنایه از سالک روشن راے مرشد که احوال مسترشدان دریافت کند حضرت از روے دعا میگوید همچو من پریشان و شیدا که تنم بکجاست و دلم جاے دگر مرهون یعنی تنم از جهت حصول صحبت مرشدی بود چون غرض حاصل نمی شود جاے دگر دلم میکشد و در مصرع ثالث اشعار بحال خود مینماید و در بیان باریکی خود می سراید و در مصراع رابع طلب مرشدی میکند که از خدمتش بمقصود رسد و نیز آنست که از مقام طلب که اولین مقامات است تعبیر بدیر مغان کنند بانکه سالک درو بحال متوجه تکمیل نفس خود را و حق را هر دو نصب العین دارد و ازینجهت که نمیخواهد خود را بحق رساند مناسبت با مجوس دارد که قائلند بنور و ظلمت خود زیرا که سالک ظلمت وجود خود و نور حق ملاحظه نماید و بهمین اعتبار طالب را گبر و بهمین مثال ترسا خوانند چه بحقیقت خود را و حق را و توجه خود را هر سه اثبات میکنند چنانچه نصاری قائلند بتثلیث و مقام عشق را میکده خوانند بآنکه دران مرتبه حکم تقیید و غیره از نشاء عارف مرتفع گردد و سالک را درین مرتبه غلبه و استیلا تمام مراتب حاصل شود و حقیقت را مے نسبت کنند بنظر بلطف و سریان او و تلون او بالواح اقداح گوناگون ؎ همه جا هست و نیست گوئی مے ٭ یا مدامست و نیست گوئی جام ٭ وازین حیثیت عالم را جام خوانند گاه حقیقت باعتبار کلی شعوری خاصه مینا مند بنا بران که نزد ظهور سلطان احکام تقیید از وهمی و عقلی از دار الملک وجود عاشق مرتفع میگردد باین اعتبار دل را جام میخوانند چه محل ورود این تجلی دلست همچنانکه قابل اعیان اول عالم است و گاه صورت مثالی بالعین معنوی را که حقیقت در تجلی شعوری بآن ملتبس باشد جام گویند و اشعار عراقی بر اعتبار اول دائر است و زبان ناظم این غزل باعتبار دوم دیر مغان معلوم شد و نسبت بشیدای آنست چون طالب را حقیقت مطلوب معلوم نیست هائم و سرگشته در بیابان میباشد و نیز در مبادی احوال کششے مے یابد و نمے داند که از کجاست ازینجهت از غایت تجرد و لوله میباشد و خرقه کنایت از رسوم که حجاب بسیاری از صورت پرستان شد۔ و دفتر اشارت بمرتبهٔ ملامتیه که سد راه بسے زیرکان میشود و دل که نفس ناطقه است از آلایش جسمانی مبرا است و صقالت جوهر کمال استعداد و مستدعی آنست که

تمامت حقائق الٰهی وکیانی چنانچه هست نماید ولیکن از رهگذر خاک نشینان قوای جسمانی غبارآلوده
کدورت اوهام وظنون میگردد وجمال حقیقت نمینماید پس وظیفهٔ سالک آنست که خود را قدم
مروانداز وکه بمصقل ریاضات ومجاهدات وآداب شعائر شرعیه نواهیش آلهی دل او را که آئینهٔ چهره‌نمای
شاهد حقیقت است از الواث کدورت بدنی پاک گرداند تا جمال مقصود رخ نماید قوله

جویها بسته‌ام از دیدهٔ بدامان که مگر	در کنارم بنشانند سهی بالائی

یعنی عهدے مؤکد بسته‌ام بدست کاملے که از خمخانهٔ مشرب عالی او مفلسان کوے طلب باده
نقد نیازے که پیش آرند سرخوش مے شوند که اسرار حقیقت را اظهار نکنم الا در صحبت آشنائی که
چهرهٔ سیرت او بحسن معنوی وسائر خصال موسوم بود قوله

کشتی باده بیاور که مرا بی رخ دوست	گشته هر گوشهٔ چشم از غم او دریائی

کشتی ملابس تعینات معنوی تقیدات مثالی و باده تجلی شهودی که در آن ملابس تعینات مے قوله

کرده‌ام توبه بدست صنم باده فروش	که دگر مے نخورم بی رخ بزم آرائی
سر این نکته مگر شمع برآرد بزبان	ورنه پروانه ندارد بسخن پروائی

حقیقت عشق مقتضی بالذات آنست که عاشق خود را در معشوق فانی میگرداند چون عاشق که اعد
طرفی ظهور احکام شرعست در معشوق فانی میگردد لا محاله احکام عشق نیز در احکام معشوق مستهلک شود
پس عاشق را نظر بحضور حق حقیقت عاشق زبان بیان اسرار عشق نیست بلکه اظهار اسرار از آنتا
جلوهای جمال معشوق است و اگرچه از روے صورت از عاشق ظاهر گردد پس در بدو حال که فنائی
عاشق ببقای معشوق مستدل نشده از عاشق اسرار عشق صورت نه بندد تا آن زمان که بقای
معشوق متحقق نگردد آنگاه مرتبهٔ احکام معشوق از و بظهور پیوندد من عرف الله کل لسانه را
بانحولے من عرف الله طال لسانه بکوجه از وجوه توفیق آنست قوله

سخن غیر مگو با من معشوقه پرست	کز وے و جام میم نیست بکس پروائی

دیگر از شرائط راه طلب باز میماند که طالب را مے باید که روے التفات از غیر مطلوب گرداند
وجهت قصد او غیر معشوق نباشد از غیر با و نگوید و نشنود بلکه غیر او را نه پندارد و نه بیند و چون در
مبادی احوال شهود صرف بے شوب صورت مثالی متصور نیست بنا بر آن در مصرع دوم

جامے را کہ محل قرب معشوق است ثابت داشت چنانچہ جام بالذات مقصود نیست بلکہ بہ تبعیت مظروف مقصود است وہمچنین در مصرع مثال الست ملاحظہ است نہ ملاحظہ بالذات پس اثبات جام در مصرع دوم منافی نفی غیر در اول مطلق نباشد چہ در جام نظر با وست نہ غیرہ ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم ؂ لے بیخبر ز لذت شرب مدام ما ؂ چون در تمہید رفت کہ دل را جام میگویند میتوان گفت کہ مراد از جام درین مقام دل باشد چہ سالک در بدو حال متوجہ تصفیۂ قلب است دائم دلدار ہر دو نصب العین دارد چنانچہ در معنے گبر ترسا نمودہ شد تا آنکہ تمام بدلدار پیوندد و دل در وگم کند قولہ

نرگس ار لاف زد از شیوۂ چشم تو مرنج	نروند اہل نظر از پئے نابینا سے

مراد از نرگس آدمی صورتان یعنے اند کہ بمنزلہ چشم اند نسبت بکائنات اگر این آدمی صورتان کہ بینائی ندارند دعوی بینائی کنند از ضائع گشتن استعداد طالبان نصیحت ایشان رنجیدہ مشو زیرا کہ اہل نظر کہ طالبان ثابت قدم اند از پے مردمان یعنے کہ بینائی ارشاد ندارند نمیروند قولہ

این حدیثم چہ خوش آمد کہ سحرگہ میگفت	بر در میکدۂ و با دف و نے ترسا سے
گر مسلمانی ازین ست کہ حافظ دارد	آہ اگر از پئے امروز بود فردا سے

یعنے میکدہ پیش رفت ما و مقام طلب عشق است و چون مر مقام را مراتب بسیارہ و موافقت بے شمار بتکثر میکدہ مناسبت باشد و با ملاحظہ معنے ترسا سحرگاہ بر در میکدہ بودن ملایم نماید پس خلاصۂ معنے آن باشد کہ مرا این سخن بغایت خوش آمد کہ رہرو ثابت قدم بکمال نزدیک رسیدہ میگفت کہ اسلام و خدا دانی کہ بدین نمط است کہ حافظ دارد یعنی ناتمامان بیدرد کہ مدار اعمال و احوال ایشان بر صورت کو نیت بسا حسرت و ندامت ایشان را باشد در روز حساب کہ مدار بر حقیقت محض باشد و صورتا بع معانی گردد بلکہ معانی متصور گردد و صور یعنے متلاشی شود چنانچہ درین عالم صورت یعنے روئے نماید دران موطن صورت یعنے معدوم باشد و در حبیب السیر آوردہ بعد بیان آنکہ فساد شجاع از بعضے وجوہ در مقام ایذای خواجہ شدہ بود ذکر یافتہ کہ چون این غزل در ہمہ بیرمغان تا آخر شاہ شجاع رسید گفت از مضمون این نظم چنان معلوم میشود کہ حافظ بقیام قیامت قائل نیست و بعضے از فقہای حسود قصد نمودند کہ فتوی نویسند کہ شک در وقوع روز جزا کفر است و از بین بیت این معنے مستفاد میگردد و خواجہ مضطرب گشتہ نزد شیخ زین الدین ابو بکر تا بادے کہ دران آوان عازم حجاز بود

ودر شیراز تشریف داشت قصه حسودان باز گفت شیخ گفته که مناسب آنست که بیتی دیگر مقدم برین مقطع درج کنی مشعر که فلانی چنین میگفت تا بمقتضای این مثل که نقل کفر کفر نباشد ازین تهمت خلاص یابی بنابران خواجه این را گفته پیش از مقطع دران غزل مندرج ساخت که این حدیثم چه خوش آید و بآن واسطه ازین دغدغه نجات یافت پوشیده نماند که خوش آمدن کلمهٔ کفر هم کفرست مگر آنکه گفته شود که قول ترسا متضمن دو امر بود دیگر نبودن مسلمانی دوم تردد قیام قیامت و خوش آمدن حدیث نظر بر امر اول است چنانچه جای گفت بر و خرقه بسوزان حافظ یارب این قلب شناسی ز که آموخته چون این تقریر درست شد فقها اعتراض نکردند اگر در مسئله صد وجوه تکفیر باشد و یک وجه از تکفیر منع نماید مفتی را باید که بآن یکوجه که از تکفیر منع نماید التفات نماید غزل

دیدم بخواب دوش که ماهی بر آمدی کز عکس روی او شب هجران سر آمدی

عکس شعاع سر آمدی آخر آمدی قوله

تعبیر رفت یار سفر کرده می رسد ای کاش هر چه زود تر از در در آمدی

تعبیر بیان کردن قوله

جانها نثار کردمی آن دلنواز را گر همچو روح جلوه کنان در بر آمدی

نثار ریختن و فدا قوله

آن کو ترا بسنگدلی گشت رهنمون ای کاشکی که پاش بسنگی در آمدی

پا بسنگ در آمدن عاجز شدن او فتادن و لغزیدن قوله

فیض ازل بزور و زر ار آمدی بدست آب خضر نصیبهٔ اسکندر آمدی

آب خضر آب حیات قوله

گر دیگری بشیوهٔ حافظ زدی رقم مقبول طبع شاه سخن پرور آمدی

رفتم بباغ تا بچنم از بوستان گلی آمد بگوش ناگهم آواز بلبلی

چنم از بوستان گلی مشاهده صفتهای حق نمایم عندلیب بلبل قوله

بس گل شگفته میشود این باغ را ولی کس بی بلای خار نچیدست یک گلی

بموجب ان مع العسر یسرا قوله

حافظ مدار امید فرح از مدار چرخ دارد هزار عیب و ندارد تفضلی

روزگاریست که ما را نگران میداری چشم بر ما و نظر بر دگران میداری

نگران منتظر و مشتاق قوله

گوشهٔ چشم رضای بمنت باز نشد اینچنین عزت صاحب نظران میداری

باز کشاده قوله

نه گل از داغ غمت رست نه بلبل در باغ همه را نعره زنان جامه دران میداری

گل عاشق سالک بلبل عاشق مجذوب قولہ

ساعد آن بہ کہ بپوشی چو تو از بہر نگار | دست در خون دل پر ہنران میداری

ساعد دستانہ چرمی کہ برائے شکار کردن سے پوشند۔ قولہ

پدر تجربہ آخر تو ای اے دل زچہ رو | طمع مہر و وفا زین پسران میداری

تجربہ امتحان۔ یعنے بسیار تجربہ کار ہستی۔ قولہ

دین و دل رفت و لے راست نمی آرم گفت | کہ من سوختہ دل را تو بران میداری

نمے آرم سے نمے توانم۔ قولہ

ایکہ در دلق ملمع طلبی ذوق حضور | چشم سیری عجب از بے بصران میداری

دلق ملمع عبادات ریائی چشم امید خیر فیض بیخبران بے فیضان گو ہر فیض۔ قولہ

گذران روز سلامت بملامت حافظ | چہ توقع ز جہان گذران میداری

ز دلبرم کہ رساند نوازش قلمے | کجاست پیک صبا کو ہمیکند کرمے

نوازش قلم نامہ۔ قولہ

بیا کہ خرقۂ من گرچہ وقف میکدہ ہاست | ز مال وقف نہ بینی بنام من درمے

معنے این بیت در معنے بیت فقیہ مدرسہ دی مست بود بیان گشت قولہ

طبیب راہ نشین سر عشق نشناسد | برو بدست کن اے مردہ دل مسیح دمے

طبیب راہ نشین طبیبان کہ در کوچہا می نشینند مراد شیخان مقلد بدست کن حاصل نما۔ مسیح دمی عارف کامل قولہ

چرا یکے نے قندش نمے خرند آنرا | کہ کرد صد شکر افشانی از نے قلمے

نے قند نیشکر۔ قولہ

دلم گرفت ز سالوس و طبل زیر گلیم | خوشا دمے کہ بمیخانہ بر کنم علمے

گرفت ملول شد۔ قولہ

دوام عیش و تنعم نہ شیوۂ عشق است | اگر معاشر مائی بنوش جام غمے

معاشر ہم صحبت قولہ

نمے کنم گلہ لیک ابر رحمت دوست | بکشت زار جگر تشنگان نداد نمے

نمی طراوت قولہ

سزاے قدر تو شاہا بدست حافظ نیست | بجز نیاز شبے یا دعاے صبحدمے

غزل

ز کوے یار می آید نسیم باد نوروزی | ازین باد ار مدد خواہی چراغ دل برافروزی

نوروز آن روز کہ آفتاب در نقطۂ حمل آید بتازیش نیروز خوانند قولہ

چو گل گر خردۂ داری خدا را صرف عشرت کن | کہ قارون را غلطہا داد سوداے زر اندوزی

خوردہ نقد زر ریزہ ہر چیز سودائے زراند وکیے بخیل قولہ

طریق کام جستن چیست ترک کام خود گفتن	کلاہ سروری اینست گر این ترک بر دوزی

ترک بر دوزی ترک کنی قولہ

ندانم نوحہ قمری بطرف جویباران چیست	مگر او نیز ہمچون من غمی دارد شبا روزی

نوحہ گریہ با آواز شبا روز الف بجائے واو عطف یعنی شب و روز غزل

زان می خام کز و پختہ شود ہر خامے	گرچہ ماہ رمضان ست بیاور جامے

سے معروف اینجا کنایہ از عشق است و محبت وے را خام ازان گفتہ کہ شیرہ از انگور کشیدہ ہمچنان خام درخم انداز ند روزے چند را و قش سازند چون جوش گرفتہ کف برآرد خماران را پختگی شمار وچوب بید را سوختہ خاکسترش بران پاشند و منتظر آن باشند تا در ورتہ نشیند وصاف بالا آید وصاف را بالورہ گیرند و نگاہداشت آن و بو دلکش پذیرند و نامش مے خام نہند و اہل دل را در جام نہند و در آب تقطیر دہند و این را باصطلاح خماران را وق نام نہند و در اگرچہ بیچکانند و صافش گردانند آن قوت و لطافتش نبود کہ در خام بود ماہ رمضان معروف ازینجا کنایہ از زہد و تقوئی کہ بدان تصفیہ و تجلیہ حاصل شود معنے آنست کہ ازان محبتے کہ در کام ہر خامے کہ فرو رود از خامیش برہاند و از پختہ کارش گرداند اگرچہ ایام زہادتست زہد و تقوے با آخر رسیدہ و تصفیہ و تجلیہ کمال بگزیدم و شایان آن نشدہ ام کہ بار امانت عشق کشم بیاور جامے تا خامے را پختہ گرداند و تلخکامی فرقتے از ما فرو نشاند و این طلب ازان اشتیاق است و خانہ تلخکامی و مذاق چنانچہ بیمار از طبیب دار و مے طلبد و بیماریش ہنوز خام است دارو پذیر نبود و علاجش جز این نیست و از روے تمنی باطنت حجے میگوید و او را با او مقام سیر فی اللہ و باید دانست کہ در تکرار کلمہ خام صنعت پختہ کاریست و این را اکرام ملیح گویند۔ قولہ

روزہ ہر چند کہ مہمان عزیزست دلا	رفتنش موہبتے دان شدنش انعامی

روزہ کنایہ از زہد و پارسائی موہبت بخشش قولہ

مرغ زیرک بہ صومعہ اکنون نہ پرد	کہ نہاد است بہر مجلس وعظے دامے

مرغ زیرک عاشق کامل خانقہ کنایہ از زہد قولہ

تا سخن میرود از ... [illegible]

کو حریفی کہ شب جرم فرو صاف کشد	بود آیا کہ کند یاد ز دردآشامی

حریف کنایہ از عاشق آیا آرزو۔ قولہ

حافظا گر ندہد داد دلت خسرو عہد	کام دشوار بدست آوری از خود کامی

خود کام خود پسند غزل

سینہ مالامال درد است ایدریغا مرہمی	دل ز تنہائی بجان آمد خدارا ہمدمی

الف کہ درمیان مالامال ست بمعنی اتصال است چون لبالب و شادوش و خنداخند و گوناگون ورنگارنگ بجان آمد بمعرض ہلاکت رسید قولہ

خیز تا خاطر بدان ترک سمرقندی دہیم	کز نسیمش بوی جوی مولیان آید ہمی

سمرقند نام شہر ترک سمرقندی معشوق جوی مولیان نام محلہ ایست از بخارا قولہ

چشم آسایش کہ دارد زین سپہر تیز رو	ساقیا جامی بیاور تا بیاسایم دمی

چشم امید کہ دارد کدام کس گرم رو تیز رو غزل

سلام اللہ ما کر اللیالی	احادیث المثانی والمثالی

سلام تحیت ما دام لیالی جمع لیل مثانی سورتہای قرآنی دراز و کوتاہ کذا فی المہذب مثالی جمع مثل در قرآن معنی آنست کہ سلام و تحیت خداست ما دام کہ مکرر شوند شبہا و ما دام کہ سورتہا قرآن و مثلہا آن بر اقوام است بلیلہا یعنی ما دام کہ تکرار گیرند شبہا و ما دام کہ در گیرم سورہ قرآن و مثلہا او را یعنی ما دام کہ تلاوۃ قرآن حکیم و چون خواجہ حافظ بود و تلاوت قرآن لازم او بود لاجرم بدان نسبت نمود قولہ

علی وادی الاراک و من علیہا	و دار فی اللوا فوق الرمالی بالللوا

بران وادی کہ درخت پیلو است و بران نان کہ دران وادی اند و بران سرای کہ در لواست کہ مقامی است بر ریگ قولہ

دعاگوی غریبان جہانم	وادعو بالتواتر والتوالی

دعاگوی غریبان و غریب پیشہ ام و دعا میکنم بسلامتی غریبان ہموارہ و ہمیشہ و محبوبش چون غریب بود جملہ غریبان را در دعا مشمول نمود و غرضش منحصر بود در دعای اخص الخاص از قبیل ذکر عام و ارادۂ خاص بطریق فصحای ذوی الاختصاص قولہ

امو ت صامتا یا لیت شعری	متے نطق البشیر عن الوصال

اموت ہمزہ استفہامیہ صامتا خاموش یا لیت حرف تمنا متے ہرگاہ نطق گویائی بشیر بشارت دہندہ میمیرم من از روے صامت کہ عشق است الحبیب الصب ان الحب متکتم ای کاش تکے دانستے کہ کی گویائی خواہد شد بشارت دہندہ از وصال و در بعضے نسخہ بشیر برید قاصد دیدہ شدہ باید دانست کہ ندای ملک الموت مقرر است کہ ہر روز ندا میکند کما قال الشاعر ؎ لہ ملک ینادی کل یوم ؛ لدوا للموت وابنوا للخراب ؛ اما چون اقتضاے بشری شنیدہ نمیشود خلاف ایمان بخاطر خطور میکند پس بجہت آوردن استفہام انکاری آن خاطر بر خلاف آن میگیارد و در بعضے نسخہ بجاے صامت صائت مسطور است یعنی آواز کنندہ این خود مقرر و در کتب مذکور است کہ فرشتہ موت ہمیشہ لقای مرم میجوید الرحیل الرحیل میگو ید اما از کمال غفلت سرگشتہ ام و ندا ے ملک الموت نمی شنوم و چون آواز در گوش نمے افتد از روی تعجب استفہام کند کہ مرگ آواز کنندہ است آگاہی دہندہ کہ کے بشیر بشارت دہد و آگاہ کند از وصال محبوب بحکم الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب یعنی موت رسانندہ طالب است بمطلوب کے مژدہ این بشارت یابم واز دنیا رہیدہ بدوست بپیوندم قولہ

فحبک راحتی فی کل حین	و ذکرک مونسی فی کل حال

یعنے درین دنیا کہ سراسر پریشانی و آشفتہ حالی است حب تو راحت منست بی قیل و قال و ذکر تو مونس من است در ہر حال قولہ

کجا یابم وصال چون تو شاہی	من بدنام رند لا ابالی

لا ابالی بیباک۔ قولہ

مثال اے دل کہ در زنجیر زلفش	ہمہ جمعیت است آشفتہ حالی

زنجیر زلف تعلقات دنیا و جذبۂ عشق قولہ

ز خطت صد جمال دیگر افزود	کہ عمرت باد صد سال جلالی

صد سال جلالی یعنے از دیاد باعتبار آنکہ سال شمسی کہ جلالی گویند سیصد و شصت و پنج روز است یازدہ از سال قمری زیادہ میشود و سال قمری سیصد و پنجاہ و چہار روز و سال شمسی را جلالی گویند کہ سلطان جلال الدین رومی این تاریخ را بستہ بر وفق سال شمسی قولہ

بران نقاش قدرت آفرین باد	اگر دمہ کشید از خط ہلالی

مہ کنایت از رخ ہلالی خط گرد و مدور قولہ

بہر منزل کہ رو آرد خدایا	نگہدارش بحفظ لا یزالی

لایزالی ہمیشہ ۔ قولہ

تو مے باید کہ باشی ورنہ سہلست	زیان مایہ جانی و مالی

اشکال این بیت آنست کہ معشوق خود ہمیشہ موجود است پس چہ معنے دارد اینحرف کہ تو می باید باشی جواب آنکہ مراد آنست کہ تو می باید کہ در دل من باشی و فراموش نشوی و تعشق کہ دل مرا باتست زائل نگردد قولہ

خدا داند کہ حافظ را غرض چیست	وعلمہ اللہ حسبی من سوالی

دانستن خدا کفایت کنندہ نست از سوال من و قتے کہ ابراہیم را در آتش نمرود انداختند جبرئیل ع گفت ہل لک حاجۃ اما الیک فلا گفت قل اللہ قال وہو حسبی عن سوالی علمہ بحالی غزل

سحرگہ رہروے در سرزمینے	ہمی گفت این معما باقرینے

رہروے مسافرے قولہ

کہ اے صوفی شراب آنگہ شود صاف	کہ در شیشہ بماند اربعینے

شراب محبت اربعین باید دانست کہ اربعین را خاصیتے است در استکمال چیزہا کہ عدد دیگر را نیست چنانچہ حق تعالے چون خواست کہ استحقاق استماع کلام بیواسطہ دہد فرمود وعدنا موسی ثلثین لیلۃ وقال ع ان خلق احدکم یجمع فی بطن امہ اربعین یوما نطفۃ ثم یکون علقۃ مثل ذلک ثم یکون مضغۃ مثل ذلک و خمرت طینۃ آدم بیدی اربعین صباحا و من اخلص للہ اربعین صباحا ظہرت لہ ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ قولہ

اگر انگشت سلیمانی نباشد	چہ خاصیت دہد نقش نگینے

اگر استعداد حصول معرفت نداری اربعین و خلوۃ و ذکر و درنفعے نے بخشد چنانچہ فقیرے نزد شیخ فریدالدین گنجشکر آمد شکایت فقر کرد شیخ کلوخے برداشتہ ہفت مرتبہ سورۃ الحمد بر دمیدہ زر گشت مرا و را داد آن شخص در خانہ رفتہ بطور شیخ بر کلوخ الحمد بخواند ہیچ نشد بخدمت شیخ آمدہ عرض کرد کہ یا شیخ این چیست از خواندہ شما کلوخ زر گردید از خواندہ ما ہیچ نہ کلام الٰہی ہمانست شیخ فرمود

اے درویش الحمد ہمانست ما زبان فریدمی باید کہ اول حصول استعداد نماید آن عشق و محبت است قوله

خدا زان خرقه بیزار است صد بار	که صد بت باشدش در آستینی

صد بت مراد درینجا ہوا و حرص افرائیت من اتخذ الهه هواه وکل ما یشغلک عن الله فهو صنمک وآن بسیار اند آراستن ظاہر بسیاری نماز کثرت صوم حب سجاده نشستن حب شهوت حب زن و فرزند حب مال حب نفس کہ النفس ہی الصنم الاکبر من رساله یحیی منیری قوله

درونها تیره شد باشد که از غیب	چراغی برکند خلوت نشینی

برکند روشن سازد قوله

ثوابت باشد ای دارای خرمن	اگر رحمی کنی بر خوشه چینی

دارای خرمن صاحب معرفت خوشه چینی عاشق مفلس غزل

ساقیا سایه ابر است و بہار و لب جوی	من نگویم چه کن ار اہل دلی خود تو بگوی
بوی یکرنگی ازین نقش نمی آید برخیز	دلق آلوده خود را بمی ناب بشوی

صوفی

ازین نقش کنایه ازین زہد ریائی دلق آلوده خود را این زہد ریائی خود را قوله

سفله طبع است جہان بر کرمش تکیه مکن	ای جہاندیده ثبات قدم از سفله مجوی

سفله طبع کمینه پرور و نیز آنکه با یک کس نماند و یکجا قرار نپذیرد ۷ منه بر جہان دل که بیگانه ایست چو مطرب که ہر روز در خانه ایست پس سفله اشاره بجہان قوله

گوش بگشای که بلبل بفغان میگوید	خواجه تقصیر مفرما گل توفیق ببوی

فغان آواز بلند قوله

یک نصیحت کنمت بشنو و صد گنج ببر	از رهِ عیش درآ دائرهٔ عشق بپوی

بره عشق بپوی / بره عیب مپوی

دائره عشق بپوی در عشق درآی قوله

روی جانان طلبی آینه را قابل ساز	ورنه ہرگز گل نسرین ندمد ز آهن روی

روی جانان طلبی خواہان مشاہده محبوب حقیقی ہستی آئینه را قابل ساز دل را از وساوس ماسوی پاک ساز گل نسرین روی محبوب ندمد ز آهن روی از آئینه تیره رو ننماید قوله

گفتی از حافظ ما بوی ریا می آید	آفرین بر نفست باد که خوش بردی بوی

که خوش بروی بوے خوب معلوم کردی غزل

سلامے چو بوی خوش آشنائی	بآن مردم دیدۂ روشنائی

مردم دیده روشنائی محبوب قوله

درودے چو نور دل پارسایان	بدان شمع خلوتگه پارسائی

خلوتگه پارسائی محبوب قوله

نمی بینم از همدمان هیچ بر جا	دلم خون شد از غصه ساقی کجائی

همدمان دوستان جانی قوله

ز کوے مغان رو مگردان که آنجا	فروشند مفتاح مشکلکشائی

کوے مغان آستانۂ عارفان و نیز مقام عشق قوله

مے صوفی افگن کجا می فروشند	که در تابم از دست زهد ریائی

مے صوفی افگن عشق که فانی ساز عاشق در تابم در تاب هستم اے گرفتار غم و اندوه قوله

دل خستۂ من گرش همتے هست	نخواهد ز سنگین دلان مومیائی

گرش همتے هست دل من گر همتے عالی دارد سنگین دلان درویشان مقلد مومیائی توجهے قوله

رفیقان چنان عهد صحبت شکستند	که گوئی نبودست خود آشنائی

رفیقان سلف یار مخالف نفس و شیطان احسن الطریق مخالفة النفس و الشیطان غزل

سَبَتْ سَلْمٰی بِصُدْغَیْهَا فُؤَادِیْ	وَرُوْحِیْ کُلَّ یَوْمٍ لِیْ یُنَادِیْ

سبت بمعنے بند کردن من باب ضرب یضرب سلمی نام معشوقه صدغ زلف فؤاد دل ینادی آواز دادن معنے آنست که در قید آورد سلمی بدو زلف خود دل مرا و حال آنکه روح من هر روز مرا ندا میکند و از دیدن خوبان منع میکند و گوید که خوبان را منگر و خود را العشق شان مسپر قوله

اَمَنْ اَنْکَرْتَنِیْ عَنْ حُبِّ لَیْلٰی	ترا دل روے او نیکو نوادی

همزه ندائیه قال علی الحسین انی واعظ و مؤدب ترا دل یعنی توازدل نوادی کلمه ترکی ندیدی یعنی آنکسے که انکار کردی تو مرا در عشق لیلی توازدل روے او نیکو ندیدی قوله

تو همچون من بهوس دلبری ده	غَرِیْقُ الْعِشْقِ فِیْ بَحْرِ الْوِدَادِیْ

بوس بترکی تمام وکمال یعنی همچو من دل خودرا بتمام وکمال دوست سپاری فروشده عشق در دریاے دوستی آن یار یعنی اے کسیکه بدریاے دوستی رسیدہ بس خویش را از ان عشق کشیده باید که همچو من تمام دل خودرا بدوست سپاری تاگوهر مقصود را بکف آری غزامت تاوان غزت یکدل درین راه ازا یادی - غزت لفظ شیرازی نسبت از صحرائیان غزت نسبے غزوه ویکدلی در اصل یکدله بود واو از لفظ اولی وله از آخر حذف کردند وسکون در غزت یا اشباع آخر یکدی براے تجویز درستی وزن آوردند و در زبان شیراز حروف حذف میکنند چنانچه در گلستان پیر هفتاد ساله جنی رکمنه ایادی جمع الید معنی آنست ولے جهت آنکه جان خویش را خواهی نخواهی بتو سپارم خواجه بطلاقة وجه وخواه بعبوسة آن روز کم غزا کردی تو یکدله با عشاق و در قید آور دل ایشان را علی الاطلاق و باز رستی از تمرد تمردان و شر اینان یعنی با دیگر احتیاج نیست که غالب آئی واستیلا نمائی که جان تابع درست و چون دل گرفتی تابع داشت جان در دنبال اوست چه جاے گفتگو است. بواتت کلمه ترکی تمام وغرته بنا الجث نشادی مغرور ساخت دل مارا اقبال شعرگوئی که موجب فساد وتباهی است و در بعضے نسخه این بیت چنان دیده شده که غم ماتت بواخوردن بناچارا عزته هوی الجنت نشادی یعنی غم ماترا خوردن لاچارست و اگر غم ما نخوری به بینی آنچه ترا نشاید دید قوله

زغمت جاجهامان دردسکے بوت || هیو پوشم قباے وصل شادی

یعنی از سبب غم تو ما جاجها دریده ام ودسکے باشد بپوشم قباے وصل و شادی را قوله

خدارا بر من بیدل ببخشاے || وَاَوْصِلْنِیْ عَلٰی رَغْمِ الْاَعَادِیْ

برسان مارا بمطلوب برغم دشمنان که نفس و شیطان اند قوله

نگارا در غم سوداے زلفت || تَوَکَّلْنَا عَلٰی رَبِّ الْعِبَادِیْ

اے محبوب من در غم خیال زلف تو که دام راهست وبیواسطه او بمطلب نمیتوان رسید که عروة الوثقی است توکلنا علی رب العباد توکل کردیم ما بر پروردگار بندگان قوله

دل حافظ شد اندر چین زلفت || بِلَیْلٍ مُظْلِمٍ وَاللّٰهُ هَادِیْ

یعنی دل حافظ در پیچش زلف که عبارت از جذبه عشق است و بسبب غموم و هموم شبے ست تاریک

درآمد خدا رہبر او ست کہ در شب تاریک بے ہدایت رہبری راہ یافتن محال خصوصاً راہے کہ پیچ در پیچ بود و نیز از زلف دنیا کہ فی الحقیقت شبے است تاریک و روشنائی او عاریت معنے آنست کہ باعتماد الطاف حق حافظ بحکم ایزدی در حوادث دنیا کہ راہے است بس تاریک خود را در انداختہ در شب تاریک و حال آنکہ خدا رہبر او ست غزل

سحرم ہاتف میخانہ بدولتخواہی   گفت باز آے کہ دیرینۂ این درگاہی
بر در میکدہ رندان قلندر باشند   کہ ستانند و دہند افسر شاہنشاہی

میکدہ عشق رندان قلندر کمال الدین عبد الرزاق گوید نجبا چہل اند و نقبا سیصد و ملامتیہ قومے اند کہ حال خود پوشیدہ دارند و نگذارند کہ مردم ایشان را بولایت بشناسند ایشان افضل طائفہ اند قولہ

خشت زیر سر و بر تارک ہفت اختر پاے   دست قدرت نگر و منصب صاحب جاہے

تارک ہفت اختر عرش قولہ

سر ما و در میخانہ کہ طرف بامش   بفلک بر شدہ دیوار بدین کوتاہی

بفلک بر شدہ. بر فلک شدہ قولہ

قطع این مرحلہ بی پیروی خضر مکن   ظلمات ست بترس از خطر گمراہی

اینمرحلہ کنایہ از سلوک عشق سنے پیروی خضر مکن بموجب من لا شیخ لہ فشیخہ ابلیس۔ قولہ

تو در فقر ندانی زدن از دست مدہ   مسند خواجگی و مجلس توران شاہی

تو در فقر ندانی زدن طلب راہ فقر نمیدانی کردن چہ راہ فقر بس سخت و دشوار ست قولہ

غزل

حافظ خام طمع شرم ازین قصہ بدار   عملت چیست کہ فردوس و جہان میخواہی
ساقی بیا کہ شد قدح لالہ پر زمے   طامات تا بچند خرافات تا بکے

قدح لالہ پر زمے ایام بہار رسید طامات سخن لا یعنی خرافات اقوال بیہودہ قولہ

خوش نازکانہ می چمی اے شاخ نوبہار   کاشفتگی مبادت از آشوب باد دے

دے ماہ خزان قولہ

فردا شراب کوثر و حور از برای ماست   وامروز نیز ساقی مہ روی و جام مے

ساقی مہ روے مرشد قولہ

بشنو که مطربان چمن راست کرده اند | آهنگ و چنگ و بربط و طنبور و نای و نے

آهنگ آواز قوله

حافظ حدیث سحر فریب خوشت رسید | تا حد چین و شام و باقصای روم و رے

روم و رے نام شہرہا است غزل

سحر با باد میگفتم حدیث آرزومندی | خطاب آمد که واثق شو بالطاف خداوندی

واثق اُمیدوار قوله

دعای صبح و شام تو کلید گنج مقصود است | بدین راه و روش میرو که با دلدار پیوندی

بدین راه و روش مضمون مصراع ماسبق قوله

دل اندر زلف لیلی بند و کار عشق مجنون کن | که عاشق را زیان دارد مقالات خردمندی

مقالات گفتگو۔ قوله

همای چون تو عالیقدر حرص استخوان تا کے | دریغ آن سایهٔ دولت که بر نااہل افگندی

استخوان دنیا نااہل دنیا یعنے اے نفس که قابلیت تحصیل صفت فرشتگان داری خیال کبر و غرور و غفلت ہمچو ابلیس لعین مباش اے نفس که وجود تو سکندر وقت است و قابلیت آن دارد که خلیفهٔ پروردگار باشد ہمچو سگ در جوال جیفهٔ دنیا مشو قوله

جہان پیر رعنا را مروت در جبلت نیست | ز مہر او چه میخواہی و ہمت چه می بندی

جبلت سرشت غزل

شد بہار و گذشت موسم دے | آگہی گرز چرخ و گردش وے

ہی ہی افسوس زیر این قصر درین دنیا کاؤس و قیصر و جم و کے نام بادشاہان لاشے ہیچ و من الماء کل شئی حی از آب است ہر چیز زنده غزل

شہر پیست پر ظریفان در ہر طرف نگارے | یاران صلای عشقست گر میکنید کارے

صلا آوازے که برائے طعام کنند طرفه نادر نگار معشوق قوله

جسمے که دیده باشد کز روح آفریدند | بر دامنش مبادا زین خاکدان غبارے

اینچنین جسمے که محض خلقت او از روح باشد که دیده باشد قوله

می بغنیمت شتاب و قت خوش ست دریاب	سال دگر که دارد امید نوبهاری

نغش بفتح آب تیره و بکسر خیانت کردن قوله

چون این گره گشایم وین راز وانمایم	دردی و صعب دردی کاری و سخت کاری

صعب سخت غزل

صبا چو نکهت آن زلف مشکبو داری	بیادگار بمانی که بوی او داری

نکهت باد خوشبو بمانی باشی قوله

نوای بلبلت ای گل کجا بگوش افتد	که گوش هوش بمرغان هرزه گو داری

نوا آواز بلبل عاشق گل محبوب بگوش افتد که بشنوی مرغان هرزه گو عاشقان بوالهو قوله

زمانه گر همه مشک ختن دهد بر باد	فدای تو که خط و خال مشکبو داری

ختن نام ولایتی ست مشکخیز قوله

بسرکشی خود ای سرو جویبار مناز	که گر باو رسی از شرم سر فرو داری

باو رسی . محبوب من رسی غزل

صبح است و ژاله میچکد از ابر بهمنی	برگ صبوح ساز و بده جام یکمنی	بزن

بهمن نام ماه برگ اسباب صبوح شراب خوردن قوله

خون پیاله خور که حلالست خون او	در کار یار کوش که کاریست کردنی

خون پیاله شراب قوله

گر صبحدم خمار ترا در دسر دهد	پیشانی خمار به پیمانه بشکنی	همانه که

پیشانی خمار به پیمانه بشکنی رفع خمار به پیمانه کنی قوله

مژده که سر بگوش من آورد چنگ و گفت	خوش باش و پند بشنو ازین پیر منحنی

پیر منحنی پیر ضعیف و مرتاض قوله

ساقی بهوش باش که غم در کمین ماست	مطرب نگاهدار همین ره که میزنی

ره سرود غزل

طفیل هستی عشق اند آدمی و پری	ارادتی بنما تا سعادتی ببری

هر کار ... حافظ ... نوان ... دل دار ... [illegible]

یعنے ہر چہ کہ در تحت کن آمدہ است ظہور آن بطفیل عشق است کما قال کنت کنزاً مخفیاً فاحببت
ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف ارادتے بنما تا سعادتے ببری عشقے حاصل نما تا حصول
معرفت نمائی چہ ہر کس کہ بدرجہ عرفان رسید بعشق رسید ہ عشق موسے را بکوہ طور برد ٭ ہم
دید دوست سوے نور برد ٭ عشق عیسے را بگردون مے برد ٭ یافت ادریس جنت از صمد ٭ عشق احمد
را بود معراج دین ٭ تا مقام او بود حق الیقین ٭ کفر کافر را و دین دیندار را ٭ ذرہ درد دل عطار را ٭
قیل یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاہدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون
واز حضرت مصطفے ہم در تفسیر ویبدا لہم من اللہ ما لم یکونوا یحتسبون ٭ رسیدند فرمود کہ ھی
اعمال حسبوھا حسنات فوجدوا فی کفۃ السیئات پس چارہ نیست کہ از صحبت ولی واصل
وصحبت مرشد کامل من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاہلیۃ قولہ

چو مستعد نظر نیستی وصال مجوے	کہ جام جم نکند سود وقت بی بصری

تا وقتیکہ دیدۂ جان بین حاصل نکردۂ طالب وصال مباش کہ ہنگام نابینائی جام جم نفعے نمی بخشد
ہ رو دیدہ بدست آر کہ ہر ذرۂ خاک ٭ جامے است جہان نمائے گرمے نگری ٭ ونیز از جام جم مرشد
مراد است یعنے بے حصول عشق مرشد ہم توجہ نمیکند ویا توجہ مرشد ہم نفعے نے بخشد از نیجا است
ہ شنیدم شد مریدے پیش پیرے ٭ کہ باشد در سلوکش دستگیرے ٭ بگفت ار پا نشد در عشق
بر جاے ٭ برو عاشق شو آنگہ پیش ما آے ٭ کہ در عشق سریست بس عجیب و غریب قولہ

بکوش خواجہ و از عشق بے نصیب مباش	کہ بندہ را نخرد کس بعیب بے ہنری

کہ مرید بے عشق را ہیچ مرشد خریداری نماید ہ مارا نہ مرید ور دخوان مے باید ٭ نہ زاہد حافظ
قرآن مے باید ٭ صاحب دردے سوختہ جان مے باید ٭ آتش زدۂ بجان و مان مے باید ٭ از نیجا است
کہ در بحر المعانی است در مکتوب ثالث ثلثون کہ باللہ واللہ وتاللہ اگر حقتعالے ذرۂ عشق را
بر خلائق فرستادی ہمہ بیگانگان آشنائی یافتندے و در عالم یک بیگانہ نماندی وانبیا کہ
آمدند بشریعت آمدند از بہتہ ہمہ بیگانگان کہ در ادیان خود بود متنفر شدند فلما جاءہم ما عرفوا کفروا بہ
واللہ اگر انبیا بحقیقت ومحبت عشق خلائق را دعوۃ کنندہ آمدندی ہمہ بیگانگان آشنای شدندے
ولیکن حضرت صمدیت خواست تا جہانے از حقیقت بعید ماند از سبب اینمعنے عشق با حقیقت نفرستاد

مرا درین ظلمات آنکه رہنمائی کرد	دعاے نیمشبی بود و گریۂ سحری

درین ظلمات راہ عشق وسلوک قولہ

بیا و سلطنت از ما بخر بمایۂ حسن	درین معاملہ غافل مشو کہ حیف خوری

درین معاملہ اشارہ بمضمون مصرعۂ ماسبق قولہ

مے صبوح و شکر خواب صبحدم تا چند	بعذر نیمشبی کوش و نالۂ سحری

شکر خواب صبحدم خواب شیرین بامداد کنایت از غفلت قولہ

طریق عشق طریقی عجب خطرناکست	نعوذ باللہ اگر رہ بمامنے نبری

مامنے جاے امن قولہ

زہجر و وصل تو در حیرتم چہ چارہ کنم	نہ در برابر چشمی نہ غائب از نظری

نہ در برابر چشمے باعتبار معاینۂ ظاہر نہ غائب از نظرے باعتبار وطن و نگریستن قولہ

ہزار جان گرامی بسوخت زین غیرت	کہ ہر صباح و مسا شمع مجلس دگری

صباح بامداد مسا شبانگاہ قولہ

ہر خبر کہ شنیدم درے بحیرت داشت	ازین سپس من و ساقی و وضع بیخبری

درے نوعے ازین سپس الحال وضع روش قولہ

بیمن ہمت حافظ امید ہست کہ باز	ارٰی اسامر لیلاے لیلۃ القمری

بیمن بخجستگی ارٰی صیغۂ واحد متکلم فعل مضارع معلوم اسامی جمع اسم اسم درینجا شتق از وسم بمعنی علامت براشیا بود لیلاے نام محبوب است مشہور معنے آنست کہ بخجستگی دعاے حافظ امید است کہ باز بہ بینم آثار و علامت محبوبۂ خویش را در راہ در شب روشن از ماہ یعنی باز بینم محبوب خویش تا مرہے باشد این دل ریش را او نیز از اسامی تجلیات صفاتی کہ ہیچکس بدین گلشن جز از تجلیات گلے نچیند غزل

عمر بگذشت بہ بیحاصلی و بوالہوسی	اے پسر جام میم دہ کہ بہ پیری برسی

پسر اشارت بمرشد باعتبار اصحاب الجنۃ جرد مرد قولہ

چہ شکرہاست درین شہر کہ قانع شدہ اند	شاہبازان طریقت بشکار مگسے

شکر للہ تنہا درین شہر کنایہ از دنیا شاہبازان عارفان قوله

تا چو مجمر نفسے دامن جانان گیرم	دل بر آتش نہادم ز پے خوش نفسی

مجمر عود سوز قوله

لمع البرق من الطور و آنست بہ	فلعلی لک آت بشهاب قبس

درخشید برق طور و آنست گرفتم من بآن برق تا یافتم من آن برق را پس شاید من آرندہ باشم از بہر تو شہاب یعنی ستارہ آتش را کہ چیدہ باشد و این اقتباس است ازین کریمہ کہ در سورہ طٰہٰ واقع شدہ کہ هل اتاك حديث موسى اذ رای نارا فقال لاهله امكثوا انی انست نارا لعلی آتیکم بشهاب قبس یعنی آمدہ است بتو خبر موسے چون دید آتش را خبر این است کہ چون موسے از شعیبؑ رخصت شدہ بمصر روان شد شبے کہ ہوا سرد بود و مظلم بود و برق مے درخشید و باران مے بارید ایشان راگم کردند و نزدیک وادی ایمن رسیدند و صفورا دختر شعیب کہ حلیلۂ او بود در وضع حمل پدید آمد بآتش محتاج شد ہر چند سعی کرد از سنگ و آہن آتش نیافت ناگاہ از دور آتشے دید پس گفت مر اہل را کہ درنگ کنید ہمین موضع بدرستے کہ من دیدم آتشے شاید کہ بیایم براے شما آتش سر در چوب مالی گرفتہ و نیز این خطاب روح است بنفس مراد از موسی روح و از اہل نفس و از آتش تجلی و از طور مقام قرب قوله

کاروان رفت و تو در راہ کمینگاہ بخواب	وہ کہ بس بیخبر از غلغل بانگ جرسی

کاروان سلف و یاران و عزیزان کمینگاہ دنیا قوله

بال بکشا و صفیر از شجر طوبے زن	حیف باشد چو تو مرغیکہ اسیر قفسی

بال بکشا جدے وسعی نما صفیر از شجر طوبے زن طالب مقام علوی باش قوله

چند پوید بہواے تو ز ہر سو حافظ	یسر الله طریقا بک یا ملتمسی

خطاب بجناب معشوق حقیقی است کہ چند درجست وجوے تو حافظ بحنت مزاج گرفتار آید و سراسیمہ درین گرداب بہر خس و خارے تعلق نماید آسان گرداند خدا و راہے کہ بسوے تو رساند و درین وادیش نتواند آن مطلوب من و اے ملتمس جان و تن غزل

کتبت قصة شوقی و مدمعی باکی	بیا کہ بے تو بجان آمدم ز غمناکی

مدمع جاے اشک مرا چشم باکی بمعنے گریندہ از شوق واین یای آخر بلکے اصلی است چون قاضی
وزاکی ونیز اشباع بود کہ باکی در اصل باکی بود ضمہ بریا دشوار بود ساکن کردند پس ازجہت رفع التقای
ساکنین یای بحذف آوردند باک شد پس یا از برای درستی وزن ورعایت قافیہ آوردند معنے
آنست کہ بنشتم من قصۂ شوق را وحال آنکہ چشم من گریان است بسیا کہ در جدائی تو بجان آمدہ ام از اندوہ ۔

قولہ بسا کہ گفتہ ام از شوق با دو دیدۂ شوق	ایا منازل سلمی واین سلماکی

منازل جمع منزل یعنے جاے فرود آمدن سلمی نام محبوبہ ایست این بمعنے کجا و منازل چون
جمع است باعتبار کل جمع مؤنث کاف مکسور کہ موضوع براے خطاب مؤنث است آوردو یای اشباع
است اصل کلمہ سلماک معنے آنست یعنی بسا گفتہ ام از شوق باگریہ وزاری کہ اے منازل سلمے کجاست
سلماے شما تا از روے شفقت بجواب من رسد وزے قولہ

عجیب واقعہ و بس غریب حادثہ ایست	انا اضطربت قتیلا وقاتلی شاکی

معنے آنست کہ عجیب واقعہ بمارونہادہ وغریب حادثہ بما اتفاق افتادہ کہ مے طپم در حالے کہ
کشتہ شدہ ام وکشندۂ من ہنوز شکایت دارد کہ توجہ بمن نمے آرد ازینجاست ؎ دلم مجروح
تیغ غم رقیب از دست من نالان بہ جفا پروانۂ مسکین غریو از آسیا خیزد قولہ

صبا عبیر فشان گشت ساقیا برخیز	فہات شمسۃ کرم مطیب الزاکی

ہات بگیر وبیار شمسہ خلاصہ کہ ہندلائی شمسہ کرم شراب کرم انگور مطیب خوشبو کردہ
شدہ ویای زاکی اشباع است ونیز در اصل زاکی بودہ ضمہ بریا دشوار داشتند ساکن کردند پس از
بہر اجتماع ساکنین حذف کردند بعدہ یا براے درستی وزن آوردند معنے آنست کہ بہار در رسید گلہارا
بشگفانید باد صبا ہر طرف خوشبوئیہا انتشار گردانید اے ساقی برخیز وبیار شیرۂ انگور کہ خوشبو
پاک است وسموم عشق را تریاک ۔ قولہ

دع التکاسل تغنم فقد جری مثل	کہ زاد راہروان چستی است وچالاکی

بگذار سستی وکاہلی وانعام کن پس تحقیق جاریست مثل قولہ

اثر نماند زمن بے شمائل خوبت	اری مآثر محیای من محیاکی

معنے آنست کہ اثرے نماند در من بے دیدن خصائل حمیدۂ تو یعنے بسبب فراق وجدائی تو از من

اثرے نماند وفراق مرا بتو نشانداری می بینم علامات حیات خود را از روی تواے سلطے ونیز معنی اینست که اثرے نماند از من بے شمائل حمیدہ خصائل پسندیدہ تو یعنے صفات ناقصہ بشری از من فنا گرفت وصفات کاملہ ربوبیت بحکم تخلقوا باخلاق اللہ در من جا گرفت اری می بینم در خود علامات حیوۃ از مشاہدات تجلیات این ہستی خود را فانی دانستم وبمشاہدہ لقای تو بنشستم عیان می بینم کہ وجود من آثار تجلیات حق بود ووجود من عکس وجود مطلق ببرد قولہ

زوصف حسن تو حافظ چگونہ لاف زند | کہ چون صفات الٰہی ورای ادراکی

ورای ادراکی اے بیرون از ادراک غزل

کہ برد بنزد شاہان زمن گدا پیامے | کہ بکوی میفروشان دو ہزار جم بجامے

میفروشان عارفان کامل بصناعت قولہ

اگر این شراب خامست اگر آن حریف پختہ | بہزار بار بہتر ز ہزار پختہ خامے

خام اشارہ نے خام وشراب نامقطر قولہ

بکشای تیر مژگان وبریز خون حافظ | کہ چنان کشندہ را نکشد کس انتقامے

کشندہ کشتہ شدہ۔ غزل

گذشتی بر من غمدیدہ از راہ جفا کاری | بلی تو عمری وبر عمر کے باشد وفاداری

اشارہ برقیب تاتار ولایتیست مشکخیز منسوب بخوبرویان غزل

گفتند خلایق کہ توئی یوسف ثانی | چون نیک بدیدم بحقیقت بہ از آنی

یوسف پسر یعقوب علیہ السلام در حسن بے نظیر گویند حسن سہ حصہ یکے حصہ مر اولین وآخرین را ودو حصہ تنہا مر یوسف را وقیل حسن نہ حصہ یک حصہ مر تمام عالم را ونہ حصہ مر یوسف را او وحی بر یوسف درحالت کودکی بود چون یحیےٰ وعیسےٰ وعمر او صد وبیست سال وبرکنارہ رود نیل دفن کردند بعد از چہار صد سال موسیٰ در زمان خود نقل کردہ در شام نزدیک آبای او دفن نمود ۱۲ من عجائب القصص۔ قولہ

درعشق توام شہرہ چو فرہاد وعجب نیست | ای خسرو خوبان کہ تو شیرین زمانی

شہرہ مشہور قولہ

گر سرو نماند ز قد ورفتار تو برپاے | بخرام کہ از سرو گذشتی بروانی

ہ این غزل در نسخ مطبوعہ نیست ۱۲

روانی رفتار قوله

گفتی که دهم کامت و جانت بستانم	ترسم ندهی کامم و جانم بستانی

کام مقصود قوله

چشم تو خدنگ از سپر جان گذرانید	بیمار که دیدست بدین سخت کمانی

خدنگ تیر بیمار اشارت بچشم محبوب غزل

کشته ای از آتش می عارض تو گل واری	چون ننالم من دلسوخته بلبل واری

وار مانند چون غنچه وار و نیز بمعنے لائق چون شاهوار و گوشوار و نیز بمعنے مقدار چون جامه واروناله وار و نیز بمعنے زده چون سوگوار قلقل بضم هر دو قاف مرد سبک و ظریف و نیز آواز صراحی که وقت شراب در پیاله انداختن آید و نیز بکو بکو ۱۲ من ابراهیم شاهی تسلسل وار سلسله بند کابل شهر بیت غزل

لسلمی منذ حلت بالعراق	الاقی من نواها ما الاقی

هر آئینه سلمی که نام معشوقه است از وقتی که حلول نموده و نزول فرموده در عراق ملاقات میکنم از فراق او چیزیرا که ملاقات میکنم یعنے رنج بسیاری بینم قوله

الا ای ساربان محمل فروکش	لی رکبانکم طال اشتیاقی

دانا و آگاه باش ای ساربان محمل دوست بسوی شما دراز شده اشتیاق من ـ قوله

در و هم خون شد از نادیدن دوست	الا تعسا لایام الفراق

دانا و آگاه باش هلاکی باد مر ایام فراق را قوله

خرد در زنده رود انداز و می نوش	بگلبانگ جوانان عراقی

زنده رود نام رود بیست عراق نام شهر و نام سرود قوله

عروس بس خوشی ای دختر رز	ولی گه گه سزاوار طلاقی

اشکال آنست که اگر شراب صوری مراد بود پس همیشه سزاوار طلاق است لفظ گاه گاه چگونه روا بود و اگر ذکر و فکر مراد باشد آن همیشه سزاوار نیست این لفظ چه نوع صورت بندد جواب آنست که باده خواران نیز در ماه صیام ترک شراب نمایند و در آخر شعبان بسیار میخورند و عیش و عشرت و سیر و گلگشت میکنند چنانچه خیام گوید ـ گویند که ماه رمضان گشت پدید ـ من بعد گرد باده خواهم گردید

مل و زنده رود نام رودی است ۱۲

صاحب غیاث

صاحب غیاث ۱۲

در آخر شعبان بخورم چندان مے ٭ که اندر رمضان مست بخسپم تا عید ٭ و ذکر و فکر در بعضے اوقات
هنگام رفتن مستراح منع کرده اند و آن حالت از شمس تبریز قادر نفحاتست که میگویند در خلاء
نام خدا نباید گفت چکنم که شاه از اسپ فرود نمی آید اسپ بیچاره چه کند یعنی ذکر حق بر دل استیلا
یافته که هیچ حال از وی دور نمی شود و این سخن در اختیار است قوله

بیا ساقی بده رطل گرانم	سقاک الله من کأس دهاق

بنوشاند ترا حقتعالے از کاسه دمادم قوله

عیشنا العیش فی مرعی حماکم	حماک الله فی عهد التلاقی

چریدیم ما عیش را یعنے حاصل کردیم در چراگاه حمای شما و حما چیز نیست که اگر حمایت آن نکند
نیک باشد حمایت کند ترا خدا از زمان ملاقات قوله

نهاک الشیب من وصل العذاری	سوی التقبیل خدا و اعتناق

منع کرد پیری از وصل دوشیزگان سوے بوسیدن رخساره و درکنار گرفتن قوله

دموعی بحرکم لا تحقروها	فکم بحر عمیق من سواقی	۵

اشکهاے من دریاهاے شماست حقیر مپندارید او را بس بسا دریاهاے عمیق از جویهای خورد است
زیرا که سواقی جمع ساقیه بمعنے جوے خورد است غزل

لبش مے بوسم و درمیکشم مے	بآب زندگانی برده ام پے

پے قدم و سراغ قوله

نه رازش میتوانم گفت باکس	نه کس را میتوانم دید باوے

یعنے نه راز او باکسے که لائق استماع راز نیست میتوانم گفت و نه معشوق دیگر را با او میتوانم
دید یعنے که تجلیات او را در معشوق دیگر مشاهده کنم و نیز از مصرع ثانی مراد آن باشد که یارے
دیگر را منظور ندارم تا در عبادت او ریا را دخل دهم و درینصورت اشاره بکمال اخلاص است دیگر
آنست که در عبادت او دیگرے را شریک نمیسازم و جز از و استقامت نمینمایم و برین تقدیر
اشارت باشد بمضمون ایاک نعبد و ایاک نستعین دیگر آنست که کس را در الوهیت او شریک نمیسازم
تا باینمعنے بهره مند شوم کانی وجهت وجهی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین دیگر آنچه

که نمیتوانم که مشهود من کسے دیگر بود بلکه صرف همت در آن مینمایم که جزوے در مشاهدهٔ من نباشد دیگر
این بیت در نعت حضرت است که پیغمبر دیگرے را با وے نمیتوانم دید یا آنکه در ابتدا جمال مطلق در صورت
مقیدے نمودند و چون آن مشاهده بوجه احسن دست داد نظر از مقیدات برخاست یعنی از نهایت
التذاذ که در جمال وے بینم کسے هیچ او نمی بینم و محبت چهار اند اسمائی و صفاتی و افعالی و آثاری قوله

بزن بر چنگ چنگ ای ماه مطرب　　رگش بخراش تا بخروشم از وے

چنگ نام ساز و دست قوله

تو با سلطان گل خوش باش و خوش باش　　غنیمت دان خلاص بهمن از دے

بهمن و دے نام ماه قوله

نجوید جان ازان قالب جدائی　　که باشد خون جامش در رگ و پے

خون جام لب لعل جام عقیق و شراب قوله

زبانت درکش اے حافظ زمانے　　حدیث نے زبان را بشنو از نے

نے نام ساز غزل

مخمور جام عشقم ساقی بده شرابے　　پر کن قدح که بے می مجلس ندارد آبے

آب رونق و تازگی قوله

شد قامتم چو حلقه تا بعد ازین قیامت　　زین در دگر نراندمارا به هیچ بابے

هیچ بابے یعنی در بهیچ وجهے قوله

حافظ چه می نهی تو دل بر وصال جانان　　کے تشنه سیر گردد از لمعهٔ سرابے

لمعه روشنی سراب دهوکا غزل

منم و آن زلف چون زنجیر پاے　　پریشان حال و دیوانه دارے

بگزید قبول کرد گرد باد بگوله غزل

مینوش و گل افشان کن از دهر چه میجوئی　　این گفت سحرگه گل بلبل تو چه میگوئی
تا غنچهٔ خندانت دولت بکه خواهد بود　　اے شاخ گل رعنا از بهر که میروئی

غنچه خندان کنایه از دهن دولت مراد بوسه کلام رعنا نام گلے زرد قوله

له این غزل در نسخ مروجه نیست

چون شمع نکوروئی بر رهگذر باد است | طرف هنری بربند از طور نکوروئی

نکوروئی حسن وجمال بر رهگذر باد است محل اعتماد نیست طرفه نادر طرفه هنری یعنی حسن اخلاق وتیمار داری غربا بربند پیدا کن وحاصل نما قوله

کن شمشاد خرامان کن آهنگ گلستان را | تا سرو بیاموزد از قد تو دلجوئی

آهنگ گلستان را برای قصد گلستان قوله

هر مرغ بدستانی در گلشن شاداب اند | بلبل بنواسازی حافظ بدعاگوئی

دستان سرود غزل

مائیم وغم عشق جولانی وخیالی | وز ماه رخت گشته تنم همچو هلالی

هلال ماه نو قرین همنشین نزدیک دست دهد میسر آید ملال دلگیری عرضه بیان آنجات آنجا ترا مجال قدرت نال نی که از درون خالی باشد وبمعنی قلم هم آید غزل

این غزل در نسخ موجود نیست

نو بهارست در آن کوش که خوشدل باشی | که بسی گل بدمد باز وتو در گل باشی

نو بهار معروف در آن کوش در کاری سعی نما قوله

چنگ در پرده همی میدهدت پند ولی | وعظت آنگاه دهد سود که قابل باشی

وعظ نصیحت وپند قوله

در چمن هر ورقی دفتر حالی دگر است | حیف باشد که ز حال همه غافل باشی

چمن باغ وگلزار هر ورق هر متنفسی دفتر بیان قوله

نقد عمرت ببرد غصه دنیا بگزاف | گر شب وروز درین قصه باطل باشی

گزاف دروغ قوله

حافظا گر مدد از بخت بلندت باشد | صید آن شاهد مطبوع شمائل باشی

غزل نسیم صبح سعادت بآن نشان که تو دانی | خبر بکوی فلان بر بآن زبان که تو دانی

بگو که جان ضعیفم ز دست رفت خدارا | ز لعل روح فزایت ببخش آنکه تو دانی

خدارا بواسطه خدا قوله

امید در کمر زرکشت چگونه بندم | دقیقه ایست نگارا درانمیان که تو دانی

دقیقه سخن باریک قوله

یکیست ترکی و تازی درین معامله حافظ | حدیث عشق بیان کن بهر زبان که تو دانی

درین معامله عشق غزل

نوش کن جام شراب یک منی | تا بدان بیخ غم از دل بر کنی

بدان اشارت بجام شراب بیخ غم از دل بر کنی رفع غموم و هموم نمائی قوله

دل گشاده باش چون جام شراب | سر گرفته چند چون خم دنی

دل گشاده باش خندان و خورم باش سر گرفته سر فرود متفکر و متحیر قوله

خاک سان شو در قدم نه همچون ابر | حمله رنگ آمیزی و تر دامنی

سان مانند قوله

چون ز جام بیخودی رطلے کشی | کم زنی از خویشتن لاف منی

رطل پیمانهٔ بزرگ غزل

نور خدا نمایدت آئینهٔ مجردی | از در ما درا اگر طالب عیش سرمدی

مجردی اول فرزندان بعدهٔ علائق و عوائق بعدهٔ ماسوائے محبوب بعده از خودی التجرید شیخ شرف الدین یحیے منیری در مکتوبات فرمودہ تجرید آنست انچه امروز یابی ازان آزاد بیرون آئی و تفرید آنکه در بند فردا نباشی و نیز تجرید از علائق و خلائق و تفرید از خود در دل غبارے نه و بر پشت بارے نه و با کس شمارے نه و در سینه بازارے نه و با هیچ مخلوق کارے نه چون مرید این تجرید و تفرید حاصل کند جلوه گرستش در عالم چنین بود که یا داؤد اذا رایت لی طالبا فکن له خادما و این معنے در جه بدرجه حاصل آید نه یکبارگی و از آلودگی خویش هزیمت نخورد و نظر بر لطف و فضل او باید داشت که هزار عاصی را حبیب کند و خلیل و هزار موحد را مشرک ے بسا پیر مناجاتی که بر مرکب فرومانده بسا رند خراباتی که زین بر شیر نر بندد و در محبوب العاشقین است تجرید مجرد بودن محب از محبوب خواهی در حسنات خواهی در سیآت اگر چه روزه و نماز بود چون رضاے دوست دران نیست میدان که بت پرستی و زنار داریست و چون رضاے دوست میخانه بود میدان که عین عبادت است چون سالک از خود مجرد شد مرفوع القلم خواه در بتخانه در آید خواه در صومعه خواه دستار پیچد خواه زنار بندد هر جا که رود با او رود و هر چه بیند او را بیند

ما رائیت شیئاً الا ورائیت الله فیه روی او نماید لون الماء لون انائه بحکایت درآید سالک را هفتاد چند مقام قطع باید کرد تا در مقام تجرید قدم نهد و اصلے را پرسیدند ما التجرید قال تجرید العارف من غیر المحبوب تبرا کردن از جملہ اشیا بدو پیوستن و شرط راہ تجرید آنست کہ چنان از خود بیرون شود اگر خود را جوید نیابد عرفت ربی بربی درست آید از ینجاست کہ روزے رسول علیہ السلام در عالم تجرید بود کہ جبرئیل آمد حضرت را بر عادت قدیم ندید بایستاد گفت من جبرئیلم فرمود کیست جبرئیل گفت ملک مقرب رسول بین المحمد و الرب فرمود کہ محمد کیست جبرئیل را من درکشید و پس ایستاد چون از ان حالت باز آمد قال لی مع اللّٰہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب و لا نبی مرسل وقتیکہ سالک از عالم ناسوت بملکوت رود و دشمنان انما اموالکم و اولادکم و از واجکم علی الکم در ناسوت گذارد و قدم ہمت بملکوت نہد چون بمنزل جبروت رسیدہ باشد کمال تجرید رونماید تفرید آنست چون از کثرت گذشتہ بوحدت رسد جمال احد بیند ازل و ابد محو بیند چون محو فی محو شدہ باشد نہ آنجا کارے نہ آنجا دوستے نہ یارے نہ آنجا قیلے نہ قالے نہ آنجا میلے نہ مالے بعضے گویند کہ توحید و تفرید یکے است اما در تفرید طلب برجاست و در توحید طلب مرتفع شد قولہ

شعبدہ بازے و کنی ہر دم و نیست این روا	قال رسول ربنا ما انا قط من ادی (ودی)

شعبدہ مکر و فریب و بازی کہ ہند پکھنڈ گویند قط بمعنے ہرگز ودی اشیا عبثے و بیکارے کہ در تہ ماک در نیاید معنے آنست کہ ہر ساعت فریب و بازی میکنی و مرا مغالطہ میدہی و این روا نیست از قول و فعل خود ما یست کہ مرا بہ بازی و عبث نیافریدہ بلکہ براے کارے در جہان آوردہ اند و قول رسول ع بران شاہد می آرد کہ قال رسول ع ما انا قط من ودی یعنے نیستم ہرگز از اشیا عبث و بیکار کہ نیاید در شمار یعنے مرا براے کارے آفریدہ اند نہ براے بازی و عبث آوردہ کما قال اللّٰہ افحسبتم انما خلقناکم عبثا و انکم الینا لا ترجعون قولہ

از چہ بغمدہ می کشی تیغ جفا بکشمکش	لکم نمیکنی مگر فی غمد ممددی (بکشیدن)

غمد بکسر غین معجمہ شمشیر دان ممدد صیغہ واحد مونث اسم مفعول است من التمدید کشیدن ممدد دراصل ممد دہ بود اگر باتباع قرآن باید پرداخت پس اینجا تا را از جہت درستی وزن و رعایت قافیہ انداختہ و یا کہ در آخر مصرع است یای اشباع است معنی آنست کہ از چہ سبب و بکدام جہت در غلاف کشی تیغ جفا را بکشمکش بگذار یدکہ بر نیم کشتہ رحم آوردن نعمت افزودن است چنانچہ مذکور است

زخمی دگر بزن بعذابم چه میکشی :: بر نیم کشته رحم بصد خون برابرست :: مگر فکر نمیکنی که در شان دنیا داران و مردم آزاران فرموده انها علیهم مؤصدة فی عمد ممددة غزل

نیست در خیل بتان مثل تو شاهی عجبی	بر فلک نیست چو رخسار تو ماهی عجبی

خیل گروه مهر گیا نام گیاهی تیره تاریک غزل

وقت را غنیمت دان آنقدر که بتوانی	حاصل از حیات ای جان یکدمست تا دانی
کام بخشی دوران عمر در عوض دارد	جهد کن که از عشرت کام خویش بستانی

کام بخشی بمراد رسانیدن قوله

پند عاشقان بشنو و ز طرب بتا باز آ	کاینهمه نمی ارزد شغل عالم فانی

طرب کنایه از عشق قوله

پیش زاهد از رندی دم مزن که نتوان گفت	با طبیب نامحرم حال درد پنهانی

طبیب اشاره بزاهد قوله

یوسف عزیزم رفت ای برادران رحمی	کز غمش عجب دیدم حال پیر کنعانی

یوسف عزیزم کنایه از محبوب پیر کنعانی یعقوب ع قوله

دل ز ناوک چشمت گوش داشتم لیکن	ابرو کماندارت میبرد به پیشانی

گوش داشتن منتظر شدن و نگه کردن و دیدن و محافظت نمودن پیشانی بمعنی شوخی و بیحیائی

ه پیش او چون سر نهادی باز پیشانی چه سود قوله

خم شکن نمیداند اینقدر که صوفی را	جنس خانگی باشد همچو لعل رمانی
جمع کن باحسانی حافظ پریشان را	ای شکنج گیسویت مجمع پریشانی

شکنج چین غزل

هواخواه توام جانا و میدانم که میدانی	که هم نادیده می بینی و هم ننوشته میخوانی

هواخواه دوستدار قوله

کشاد کار مشتاقان دران ابروی دلبند است	خدا را یک نفس با ما گره بگشا ز پیشانی

کشاد کشایش قوله

دریغا عیش شبگیری که در خواب سحر بگذشت	بدان قدر وصال ای دل که در پیری و درمانی

مرزاغلام نبی معروف ز... [illegible]

دریغا الف زائد چون دردا دران روزیکه درمانی مراد روز محشر قوله

ملول از همرهان بودن طریق کاروانی نیست	بکش دشواری منزل بیاد عهد آسانی

ملول ستوه قوله

خیال چنبر زلفش فریبت میدهد حافظ	نگر تا حلقهٔ اقبال ناممکن بجنبانی

چنبر حلقه غزل

هزار جهد بکردم که یار من باشی	قرار بخش دل بیقرار من باشی

جهد سعی بخش بخشنده قوله

چراغ دیدهٔ شب زنده دار من گردی	انیس خاطر امیدوار من باشی

دار دارنده قوله

دران چمن که بتان دست عاشقان گیرند	گرت ز دست بر آید نگار من باشی

دران چمن دران محل گرت ز دست بر آید اگر از دست تو بر آید قوله

ازان عقیق که خونین دلم ز عشوهٔ او	اگر کنم گله اوراز دار من باشی

ازان عقیق کنایه از لب معشوق عشوه فریب راز دار من باشی اظهار نکنی و مرا رسوای عالم نسازی قوله

شود غزالهٔ خورشید صید لاغر من	گر آهوی چو تو یکدم شکار من باشی

آهوی چو تو چون تو آهوی قوله

دمی بکلبهٔ احزان عاشقان آئی	شبی انیس دل سوگوار من باشی

سوگوار ماتم زده قوله

سه بوسه کز دو لبت کردهٔ وظیفهٔ من	اگر ادا نکنی قرضدار من باشی

بوسه مراد حصول استعداد قبول کیفیت کلام صوری و معنوی و خواص احفظ است که از فحوای کلام میر بایذ طلب مراد لطف سه لب که شیرین جوی شد لطف خداست ؛ باغ جان را ز آب او نشو و نماست ؛ و کلامی که مدار حیات صوری و معنویست دو قسم است قسمی بواسطهٔ وحی منزل و آن مخصوص بانبیا و قسمی بی واسطه و آن مخصوص باولیا معنی آنست که از جوی لطف خود که کلام صوری و معنوی بود و بوسه که کنایت از استعداد قبول کیفیت آن کلام سزد

وظیفه کرده واستقامتم بر آن آورده اگر اداکنی بحکم و فی العدة دین قرضدار من باشی وبحکم الکریم اذا وعد وفی زیر بار من باشی یعنی چون مرا از عوام واستعداد قبول کیفیت آن کلام سرّ بخشنده که از کلام صوری ولفظی که عبارت است از قرآن مجید واز کلام معنوی ولقاء که عبارت از کلام قدسی است حظّی وافر می یابم وبجوشوقی میگرایم واین هر دو استعداد مرا وظیفه کرده اند ومرا من بر آن آورده که اگر اداکنی قرضدار باشی وبحکم زیر بار من باشی بوسه کنایه از جذبه که موجب تجلیات می باشد وتجلیات چهار قسم است صوری که در همه موجودات بود وختم آن بر صورت صاحب تجلی میباشد وتجلیات نوری وتجلیات ذوقی وآن در علوم واذواق معارف میباشد وتجلیات ذاتی اختصاصی برقی میباشد ودر شرح لمعات تجلیات نوری را در تجلیات صوری داخل ساخته وسه تجلی قرار داده پس بتقدیر اول هرگاه تجلیات ذاتی جز گاه گاه نمیشود ونظر بتجلیات ثلثه باقیه که حصول آنها اکثر اوقات مرحوم است وآن را وظیفه میتوان گفت میفرماید که آن تجلی وظیفه من نموده ومقرر کرده وسه امیدواران سه باشم وانتظار آن میکشم بمنزله قرض ادا باید کرد واگر تجلی ذاتی برقی نیز اکثر اوقات حاصل خواجه بوده باشد پس سه بوسه بر تقدیر ثانی راست می آید واین بیت خواجه

گفته بودی که شوم مست و دو بوست بدهم ❊ وعده از حد بشد وما نه دو دیدیم نه یک ❊

وآن اعتبار آنست که هنوز تجلی برقی ذاتی اختصاص نیافته ومیتواند که خطاب این بیت بمرشد باشد یعنی گفته بودی که هرگاه مست شوم واز خود در روم یعنی بفنا فی الله رسم ترا بوسه دهم یعنی بر اسرار ظاهری وباطنی واقف گردانم وعده از حد بشد یعنی این وعده مجرد حصول تمنی بمعنی مذکوره وآن وعده از آن حد درگذشت وچندی بر آن بگذشت ما بموجب آن وعده بهره ور نشدیم ونه بکشف هر دو اسرار مشرف گشتیم ونه بکشف یکی از آن هر دو شاید که مراد تجلی ذاتی وغیر ذاتی باشد چنانچه تجلی گاه چار قسم گویند وگاه سه قسم وگاه دو قسم چنانچه در شرح گلشن راز است وشیخ عبد الواحد بلگرامی گوید بوسه که بطلب عاشق متعلق است یکبوسه اشارت بطلب عاشق یک مرتبه فنا فی الذات وشهوت وحظ وکونین وهمچنین دو بوسه وسه بوسه یا بیشتر میباشد وبر مراتب فنای عشاق از حظوظ ولذات دارین وبوسه که بعنایت معشوق است اشارت است از فنای معشوق عاشق را فاما بوسه که بطلب معشوق متعلق است آنرا اشارتیست نازک که بر روی کاغذ نتوان نبشت

یارے که نداد بوسه از ناز ❊ او بوسه بجبیت من نداد ❊

وگاه از طلب بوسه اشارت کنند

برطلب عاشق فنای وجود را با فنای معشوق وجود عاشق را واین دو بیت را که ؎ از بهر بوسهٔ ز لبش
جان نمیدهم ؛ اینم نمے ستاند و آنم نمیدهد ؛ ؎ گفته بودی که شوم مست دو بوست بدهم ؛ وعده
از حد بشد و مانه دو دیدیم نه یک ؛ محمول بر همین معنے کنند مخفی نماند که جزئیات فنا غیر محصور اند اما بطریق
کلیه منحصر در ۳ قسمت فنائے ذات و فنائے صفات و فنائے افعال پس بوسه عبارتست از فنائے
ذات سالک در ذات حق و فنائے صفات او در صفات حق و فنائے افعال او در افعال حق بنہجے که
ذات و صفات و افعال سالک عین ذات و صفات و افعال حق گردد و دوئی از ایشان برخیزد و یگانگی
رو دہد ؎ که بود ماز ما جدا مانده ؛ من و تو رفته وخدا مانده + غزل

یا مبسما یحالی درجا من اللآلی	یارب چه درخور آمد گرد ت خط ہلالی

ابسام را اہل لغة داخل کتب نساخته جو ابش دو نوعست مبسم در اصل متبسم بود بضرورت شعر خواجه تا را
حذف کرده و نیز از بعضے فضلا بسمع رسید که ابسام و ابتسام بیک معنی است درج دہن یار را در
مقام تعجب استعمال کرده اند گرد ت اے گرد رخت ـ معنے آنست که اے سپید کننده دندان وای ظاہر سازنده
لآلی از درج دہان برحال تباه ور وسے سیاه من یعنی اے تبسم کننده برحال پریشان و صورت پژمان
وه وه چه درخور لائق افتاده است گرد رخت خط ہلالی مزین رخ است و ہم مزین از ان روح باید دانست
که منادی له اے ما لاجله الندا مصراع ثانی است که در خاطرش ہیچو نقش ہا نیست و منادی له آن باشد که
اول منادی بر خاطر ترا شد بر کسے که درخور آن بود و ا در ا ندا کنند و منادی له گاه مظہر باشد و گاه مضمر
جاے آرند که بفحواے کلام بران دلالت کنند و مشعر آن بو چنانچه درین اسم الله المحمو فی کل فعاله تقدیر چنان باشد
افعل بما نحن بحمدک به یعنی بکن با ما چیزے که حد سزا از مادرون شان باشد باعتماد علم سامع بران
داشته و تحم این بہنال بخاطر کاشته چنانچه یا الله یا الله بر زبان مے آرند و مید انند که انچه بخاطر آنست
خدا میداند و مظہر در بعضے مقامات ظاہر الدلالة است بر آنکه مقصود زاینده است ہمین است چه درست آنست
خسران مبین است کما قال الله یا ایہا الذین آمنوا اصبروا وقوله یوسف اعرض عن ہذا و در بعضے محلیات
محتاج شود بتوضیح چنانچه ہمین شعر خواجه که تمثیل این قسم سزد صبر ما کنی مبین بکند که ما لاجله الندا مصرع
ثانی است ظاہر نگردد معانی درست نشود حضرت خواجه این معنے را بخاطر آورده خواست که محبوب خود را
ازین معنے آگاه سازد پس او را باین روش ندا نمود یعنے حال پریشان من که موجب تبسم تست ہمین خط موی تست

ف این غزل از ابن عربی مفرد و نیز ۱۱

که زینت بخش روے تست چنانچه خود فرموده است باغبان همچو نسیم ز در باغ مران ۞ کآب گلزار تو از اشک چو گلنار منست ۞ و نیز خط هلالی همان خط عذار بود معنی چنان شود که اے تبسم کننده بجال و روے سیاه من از دیدن حال من بگذر و در دیدن جمال خویش نگر که چه زینتے دارد رخ هلال تو و برین تقدیر سبز که ادراچنین دو اشود و همه منادی له در مصرع ثانی بود نزد نحویان لاجله الله اقبال ست که شامل حال جمیع مقاصد و مآل است چون اقبال بدست آید ماهی مراد بدست آمد معنی حقیقی آنست حال کنایه از عشق و در جاسن اللآلی مشاهده تجلیات و هلال شریعة و خط هلال تقلید شرائع سبز یعنی مشاهدات تجلیات چه در خور آمد بکمال اتباع شریعت غرّا قوله دل رفت و دیده خون شد الخ معنے این بیت آنست که در عشق و محبت دل رفت و دیده خون شد و تن خست و جان از تن برون شد و در عشق اعجوبها است که پے در پے مے آیند و عاشق را در تعجب مے ربایند و در نسخه معجزات است اے در عجز آرنده دیگران اظهار این بیت ما تقدم قوله

او ذیت بالرزایا ما اللهوی و بالی	دل خون شدم ز دستش و ز یاد چشم مستش

رز یه مصیبت هوی کام و آرزو مراد عشق و بال گناه و یای و بالی اشباع ست معنی آنست که دلم خون شد از دست تو و از ناز چشم مست تو آزرده شده ام بمصیبت ما هست گناه عشق و هوا یعنی عشق در هوا و لاله بود با نوا چون طالب بمطلوب رسید و لاله خویش یکسو کشید محب خواه آزار مینه خواه گلهای مراد چیند عشق و هوا را گناه نیست اے برادر تصدیق مانست قلاش مجرد از هر دو عالم دلوند و بے ننگ و نام لا ابالی باک ندارم من و بمعنے بیباک قوله

و القلب نبات وجدی ذابة الغزالی	العین ما تنامت شوقا باهل نجد

تنامت تا زائده کما قال الله و لات حین مناص پس تنامت در اصل نامت بوده تا از جهت درستی وزن آورده نجد کوهے است مشهور که قوم لیلے را بود در آنجا مقام و مجنون او از عشق و آنجا بآرام و الحال مقام هر محبوبے را بنجد تعبیر کنند غزال آهو بره و نام مردی از عرب که قبیله بنی غزال اند بدو منسوب اینجا همین معنے است معنی آنست که چشم خواب نکرد از شوق ملاقات دابه بنی غزال که عبارتست از معشوق و معنے حقیقی آنست که اے شهسوار و اے مرشد ابرار در وقت معهود رب المعبود ازین غریب مهجور معروض دار که فلان را در شوق مشاهدات چشم مست بیخواب و دل در

وجد و اضطراب لقاے خویش کرامت فرما و ازکشاکش تجلیات ربالطف لایزالی لطف حق قوله

للہ در رمل کان الحبیب فیہا	طار العقول طرا من نظرۃ الغزالی

در بیننے نیکوئی رمل ریگ بیابان طرا ہمہ نظر نگریستن غزال محبوب معنے آنست کہ مرخدا راست خوبی و نیکوئی ریگے کہ دوست من در آن ساکن است و صحراے کہ یار من در آن ساکن اندر پدید عقل از ہمہ نگریستن محبوب اے در جلوہ جمال مبہوت گشتم و در تماشای جمال با کمال او بیہوش شدم چنانچہ دابہ سالکان است کہ در حال مشاہدہ تجلیات بیخود شوند و از خود فانی گردند و از جمال با کمال او بہرہ گیرند قم فاسقنی رحیقا رشفا من الزلالی برخیز پس بنوشان مرا شراب ۔

قصاید ہذہ القصیدۃ الحافیۃ

پس از حمد خداوندی کہ ہمتیاست و بی ہمتا	ثنای نعت پیغمبر کنم از جان و دل انشا

محمد و ما محمد الا رسول احمد مبشر برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد بشیر بشیرا نذیرا سراج سراجا منیرا دودہ خاندان اساس بنیاد بنا عمارت نخستین نقطۂ فطرت اول ما خلق اللہ نوری شب اسرے سبحان الذی اسرے فیروزہ گون طارم آسمان کروبیان فرشتگان مقرب روحانیان ملائکہ پران برندہ تیر پران پرندہ غران غرندہ آوا یارا قدرت رفرف تخت مقام قرب و ادنے فکان قاب قوسین او ادنی احصا شمردن مانی نام نقاش وہاب بخشندہ غنی منزہ طاق یکتا طاقم یکتایم صورت ظاہر معنی باطن سر اپوشیدہ جہر آشکارا قصیدہ

سپیدہ دم چو صبا بوے دوستان گیرد ہوا ز نکہت گل در چمن تتق بندد	چمن ز لطف ہوا نکتہ بر جنان گیرد افق ز رنگ شفق رنگ گلستان گیرد

تتق خیمہ و پردہ قولہ

نواے چنگ بدانسان زند صلای صبوح	کہ پیر صومعہ راہ در مغان گیرد

نوا آواز قولہ

شہ سپہر چو زرین سپر کشد بر دوش	بہ تیغ صبح و عمود افق جہان گیرد

شہ سپہر آفتاب و نیز اضافہ بیانیہ زرین سپر آفتاب تیغ صبح روشنی صبح و سرخی صبح عمود ستون

ایں قصیدہ در نسخ موجودہ نیست ۱۲

وچوب خیمہ افق کنارہ قولہ

برغم زاغ سیہ شاہباز زرین بال	درین مقرنس زنگاری آشیان گیرد

زاغ سیہ شب شاہباز زرین بال آفتاب مقرنس بنائی مدرکہ بزبان مقرنس زنگار کنایہ از آسمان قولہ

چو شہسوار فلک بنگرد بجام صبوح	کہ خور شعشعہ چو د مہر خاوران گیرد

شعشعہ روشنائی محیط نام دریا و ہر یا در گیرندہ خوشاب روشن و تازہ ضمیران سپرغم قولہ

چرا بصد غم و حسرت سپہر دائرہ شکل	مرا چو نقطہ پرگار در میان گیرد

سپہر دائرہ گرد آسمان کہ مانند دائرہ گردندہ است پرکار قلم آہنین کہ بدان دائرہ کشند قولہ

چہ پرتویست کہ نور چراغ صبح دمد	چہ شعلہ کہ در شمع آسمان گیرد

پرتو روشنی شمع آسمان ماہ و آفتاب قولہ

ضمیر دل نکشایم بکس مرا آن بہ	کہ روزگار غیوراست و ناگہان گیرد

ضمیر اندرون دل غیور مشکین قولہ

چو شمع ہر کہ بافشاے راز شد مشغول	بلبش زمانہ چو مقراض در میان گیرد

افشا ظاہر کردن قولہ

کجاست ساقی سہ وی من کہ از سر مہر	چو نیم مست خودش ساغر گران گیرد

نیم مست مخمور قولہ

نوای نغمہ نے را چو بر کشد مطرب	گہے عراق زند گاہ اصفہان گیرد

نوا سرود اصفہان نام شہرے مبارک از ولایت فارس ہوائے لطیف دارد اہل او زیرک باشند در صناعتہاے و آنرا در قدیم یہود یہ خواندندے و گویند ہر قحطے کہ در عالم باشد ابتدای آن از ولایت اسپہان بود و نیز گویند ہر کہ دران چہل روز مقام کند بخیل شود و خروج دجال ہم ازانجا بود و آنرا اسپہان و سپاہان نیز گویند و نیز نام نوائے قولہ

فرشتۂ بحقیقت سروش عالم غیب	کہ روضہ کرمش فتنہ بر جنان گیرد

روضہ باغ جنان بہشت قولہ

سکندریکہ مقیم حریم او چون خضر	ز فیض خاکدرش عمر جاودان گیرد

حریم خانہ قولہ

گهی که بر فلک سروری عروج کند	نخست پایهٔ خود فرق فرقدان گیرد

عروج بالا برآمدن قوله

باوج ماه رسد موج خون چو تیغ کشد	به تیر چرخ برد حمله چون کمان گیرد

تیر چرخ عطارد و تیر کمان چرخ و نیز تیر که بکمال چرخش اندازند و نیز تیرے مانند تیر هوائی که از آهن سازند و درون آن پر از باروت کرده آتش زنند و سرش هند بر هر که خورد هلاک گردد — قوله

عروس خاوری از شرع رای انور شاه	بجلوهٔ خود بود از راه قیروان گیرد

عروس خاوری آفتاب قیروان نام شهرے بمغرب و نیز هم مشرق و هم مغرب را گویند قوله

ایا عظیم وقارے که هر که بندهٔ تست	ز رفع قدر کمر بند تو امان گیرد

وقار عزیز و بزرگ کمر بند خادم امان گیرد پناه طلبد قوله

رسد ز چرخ عطارد هزار تهنیت	چو فکرت صفت امر کن فکان گیرد

کن فکان مخلوقات قوله

مدام در پی طفلست در وجود عدوت	سماک رامح ازان نیزه شب عنان گیرد

سماک رامح نام ستاره قوله

فلک چو جلوه کنان بنگرد سمند ترا	کمینه پایگهش اوج کهکشان گیرد

سمند اسپ اوج بلندی هوا کهکشان شکلے که بشب در آسمان پدید آید قوله

ملامتے چو کشیدی سعادتے دهدت	که مشتری نسق کار خود ازان گیرد

مشتری خریدار و نام ستاره نسق روشن قوله

دران مقام که سیل حوادث از چپ و راست	چنان رسد که امان از میان کران گیرد

کران کناره قوله

شکر کمال حلاوت پس از ریاضت یافت	نخست در شکن تنگ ازان گران گیرد

شکن بکسر خم هر چیز و چین جامه و جز آن و شکننده و لحن و سرود بزمی پیچ که در زلف شاهدان افتد تنگ ضد فراخ و شکم بند اسپ و شتر سوخته و ستور و نیز درهٔ کوه سخت قریب و خروار شکر و بار ستور و خروار مثل آن و ایضاً بمعنے بسیار آید و بمعنے تنگ تنگ مگر مستعمل است و تنگا تنگ بمعنی سخت نزدیک بود

دنیز نام مقامے است از ترکستان زمین کہ ترکان تنگی منسوب اند بدان مقام قولہ

چہ غم بود ہمہ حال کوہ ثابت را	کہ حملہ ہاے چنان قلزم جہان گیرد

قلزم دریا وچاہ بسیار آب پارسیان قرزم گویند ۱۲ من ابراہیم شاہی قصیدہ

سپیدہ دم کہ شدم محرم سرای سرور	شنیدم آیت تو بوا الی اللہ از لب حور

خدیو بفتح دا لضم خداوند و پادشاہ وزیر خدایگان بادشاہ سخن سنج شاعر زاد فرزند و توشہ واصل رفیع قدر بلند مرتبہ شمائل خصلتہا جمیل نیک نورانا اللہ تجلی الٰہی گناہ دیجور تاریک نہیق حمار آواز خر معارع شنیدن نغمۂ داودی آواز سرود داوٗد نام پیغمبر کہ الحان خوش داشت وصاحب زبور بود ادیب ادب دہندہ سفرجل نام میوہ مقصور کوتاہ پگاہ وقت سفینہ بیاض ملشور پراگندہ راعی شبان رسول ۱۲ داعی دعوت کنندہ مراد رسول علیہ السلام فغفور بادشاہ چین ہرکہ شد و نیز بادشاہے ازان اشکان کہ فرزندان یافث بن نوح ۴ بود بعد سکندر بادشاہ شد از دجلہ تاری ولایت داشت ملوک دیگرا ورا خدمت بکردند شصت دو سال ملک راند و ملک دیگر کہ در ایام او بودند ایشان را ملوک طوائف خوانندے ہمن ابراہیم شاہی قصیدہ

اے ملک ازل تا باید ملک تو مطلق	وے ہر دو جہان یافتہ از وصف تو رونق

کرہ بچہ اسپ کسوت لباس عقعق نام جانورے غلغل آواز شور سخن آواز سر تقام جنس از پوستینہا ئی نفیس کہ قیمتی بود کسوت ملوک ۱۲ من ابراہیم شاہی سنجاب جنسے از پوستین پوشش ملوک خز جامۂ ابریشمی مخندر بالضم نام ولایتے و نیز پوستینے کسوت ملوک و بیشتر از حد و ظلمات آرند ۱۲ من ابراہیم شاہی کمر آنچہ بر میان بندند و نیز میانہ کوہ مثل کمر کوہ و بدینمعنے بغیر ذکر کوہ نیز آید ۱۲ من ابراہیم شاہی - قولہ

آب از نظر ہیبت تو شد دل تو گوہر	زان آب برآمد ہوا دو دِ مطبق

لما اراد اللہ ان یخلق ہذا العالم خلق جوہرا فنظر الیہ بنظر الہیبۃ فذاب نصفین من ہیبۃ الرحمن نصفہا نار و نصفہ ماء فاجری الماء علے النار فصعد منہ دخان فخلق من ذلک الدخان السموات وخلق من زبدۃ الارض وخلق السماء کان دخانا بیذق پیادہ شطرنج لمن الملک اشارت بکریمہ لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار قصیدہ

مرا دلیست پریشان ز دستِ غم پامال ‎ ‎ چنانکه هیچکسم نیست واقفِ احوال

مویه گریه وزاری نال نے کہ از درون خالی باشد وبمعنی قلم هم آید غزال آهو بره وریسمان فروش مخلب چنگل ریبال شیر منال رخت نطق گویائی بحر دریا نوال بخشش عدیم مثال بیمانند سراچه خیمه قرب مرتبه فروغ روشنائی پگاه وقت رزم جنگ روئین نام مبارز ایرانی که پدر او پشنگ نام داشت و داماد طوس نوذر نام پسر افراسیاب و روئین تن اسفندیار را نیز گویند که شاهنامه آورده که او روئین تن بود و فا مامورخان دیگر گفته که بر و تعویذ زرتشت بود بنا ء علیه زخم تیغ و امثال آن بر و کار نمیکرد آخر الامر هم در حیات پدرش رستم او را به تیر دو شاخه در دو دیده زده کشته و آنرا اسفندیار اسفندیار نیز گویند قدید گوشت خشک و جامه کهنه و بضم قاف و فتح دال آبیست بحجاز و چیننده میوه و جور کننده ندیم همنشین و پشیمانی کشنده مثل کرم و کریم زلال شیرین مقبل و فرح و شادی و بشیر و هلال اسمای غلامان قصیده

جوزا سحر نهاد حمائل برابرم ‎ ‎ یعنی غلام شاهم و سوگند میخورم

جوزا نام زنے و گوسفند سیاه و سفید میان و برجی است از برج آسمانی و صورتیست از صور جنوبی بصورت مردم قایم بد و کرسی منطقه بسته و شمشیر بر پیش انداخته دریجا بهمین معنے است و حمائل عبارت از آن شمشیر ست و جوزا ء مشهور حمائل ندارد قوله

ساقی بیا که از مدد بخت کارساز ‎ ‎ کامے که خواستم ز خدا شد میسرم

کام مقصد قوله

شاها من از بعرش رسانم سر فضل ‎ ‎ مملوک اینجنابم و مسکین آن درم

مملوک بنده اینجناب آستانه قوله

من جرعه نوش بزم تو بودم هزار سال ‎ ‎ کے ترک آبخور کند این طبع خوگرم

بزم مجلس شراب آبخوره معروف و در رنگ فے رزق و نصیب و قسمت و گهات ـ قوله

گر باورت نمیشود از بنده اینحدیث ‎ ‎ از گفته کمال حدیثے بیاورم

باور اعتبار کمال نام شاعر قوله

گر بر کنم دل از تو و بردارم از تو مهر ‎ ‎ آن مهر بر که افگنم آن دل کجا برم

٥ این قصیده در نسخ مطبوعه نیست ۱۲

این بیت کمال است قوله

منصور بن محمد غازیست حرز من — وزین خجسته نام بر اعدا مظفرم

خجسته مبارک مظفر فتحمند قوله

شاهین صفت چو طعمهٔ چشیدم ز دست شاه — کی باشد التفات بصید کبوترم

شاهین نام طائر شکاری قوله

بال و پری ندارم و این طرفه ترکه نیست — غیر از هوای منزل سیمرغ در سرم

سیمرغ معروف قوله

شعرم بیمن مدح که صد ملک دل گشاد — گوئی که تیغ تست زبان سخنورم

یمن برکت قوله

با سیر اختر و فلکم داوری بسیست — انصاف شاه باد درین قصه داورم

داوری جنگ و جدل داور حاکم قوله

شبل الاسد بصید دلم حمله کرد و من — گر لاغرم ولیک شکار غضنفرم

شبل الاسد بچه شیر غضنفر شیر و مرد غلیظ قوله

بنما بمن که منکر حسن رخ تو کیست — تا دیده اش بگزلک غیرت بر آورم

گزلک بکسر کاف و سوم کارد خورد نول با دسته قصیده

خیر مقدم مرحبا ای طائر میمون قدم — شادمان کردی مرا نازم ترا سر تا قدم

مقدم پیش رونده و دلیر و منزل قوله

تا بدانی تو که هجران خون عاشق میخورد — ناله شبگیر در کار است و آه صبحدم

شبگیر شب قوله

گر چنین در حلقه پیچد زلف افعی بند یار — مهره نتوان بر آسان ایدل افسون بدم

افعی ماریست که مردم را بنظر می کشد قوله

آن گذشت ایدل که خواری دیدی از دور زمان — یار باز آمد بحمد الله عزیز و مغتنم — محترم

مغتنم غنیمت قوله

گر حریم کعبه خواهی و آن جمال بی نقاب ‖ لاله و گل در این همه خار بیابان حرم

حریم خانه قوله

خواجه توران شاه عادل وان جلال ملک و دین ‖ بدر آفاق علی عون الوری غوث الامم

بدر ماه شب چهاردهم عون یاری وری خلق غوث فریادرس امم امتها قوله

صورت جاه و جلال و مقصد فضل و کمال ‖ مظهر انوار رحمت مصدر حسن شیم

مظهر جای ظهور مصدر جای صادر شدن شیم عادتها قوله

رافع اوضاع بدعت ناصب اعلام دین ‖ ماحی آثار طغیان قامع ظلم و ستم

رافع بلند کننده اعلام نیزها ماحی محو کننده آثار نشانیها طغیان بیفرمانی قامع برکننده خواجه کافی نام مردی وزیر محاسب نویسنده صیت آوازه جود بخشش صدا آواز صدر سینه و پیشگاه و دل و ابتدا وصاحب منصب و بازگشتن از جای و بدر آمدن از جای اجم تن آور بیشه علم نشان که اندر بیابان بود کوه بلند و علم و جامه و رایت معلی بلند قوله

آستانت موضع دولت نه اکنون هست و بس ‖ دارد این قصر معلی نقش تاریخ قدم

قدم دیرینه شدن و پیش روند قوله

بخت بیدارت چو می آید بصحرای وجود ‖ خفته بدگر دون هنوز اندر شبستان عدم

شبستان محل عدم ناچیزگی قوله

قلب بدخواهان شکست احوال ما بر جای تو ‖ هر کرا دل نشکند فیروز گردد لاجرم

قلب دل و فوج میانه لاجرم لاچار قوله

هان نه پنداری که تنها میزنی بر قلب خصم ‖ همت ارباب دل با تست و ارباب همم

هان هشیار شو همم جمع همت - نام ابوجهل در جاهلیت ابوالحکم بود بکمال دانش پیشوای خلق مینمود و چون بآن سرور بعداوت پیش آمد و جهالت اشعار خود ساخته از زبان درفشان آنحضرت ابوجهل برآمد نام سابقش محو شد معنی آنست که ای دل زنهار انکار اهل الله منما و در عداوت ایشان سبب خسران فی القدسی من عادی لی ولیا فقد آذنته بالحرب قوله

تا لبم مهجور بود از خاکبوس درگهت ‖ درد نوشم در دبودم با ندیمان ندم

ندیمان همنشینان ندم پشیمانی دوشت کانا آنکه از جان عزیزدارندش یغماوٹ کج فروشان یاوہ گویان و ناسخن فہمان بیو قوفان مغتنم غنیمت قصیدہ

شد عرصۂ زمین چو بساطِ ارم جوان	از پرتو سعادت شاہ جہان ستان

عرصہ کشادگی میان سرائے وہر کشادگی کہ در و درخت نباشد قولہ

خاقان شرق و غرب کہ در غرب شرق ہست او	صاحبقران و خسرو و شاہ خدائگان

خاقان بادشاہ ترکان و بادشاہ چین صاحبقران مولود کہ مسقط النطفہ یا مسقط است او بوقت وآن عظمے باشد و بروج قران در طالع بود ۱۲ من ابراہیم شاہی قولہ

خورشید ملک پرور و سلطان دادگر	دارای عدل گستر و کسرے کے نشان

کسرے نوشیروان و ہر کہ شاہ فارس بود نشان علامت نشانہ قولہ

عظم جلال دولت و دین آنکہ رفعتش	دارد ہمیشہ توسن ایام زیر ران

توسن نارام قولہ

دارائے دہر شاہ شجاع آفتاب ملک	خاقان کامگار و شہنشاہ نوجوان

کامگار صاحب مراد قولہ

ماہیے کہ شد ز طلعتش افروختہ زمین	شاہے کہ شد ز ہمتش افراختہ زمان

افروختہ روشن افراختہ بلند قولہ

سیمرغ وہم را نبود قوت عروج	آنجا کہ باز ہمت او سازد آشیان

عروج بالا رفتن قولہ

حکمش روان چو باد بر اطراف بحر و بر	مہرش روان چو روح بر اعضائے انس و جان
تخت تو رشک مسند جمشید و کیقباد	تاج تو عین افسر دارا و داوران

دارا دارندہ و نام شاہ داور حاکم قولہ

تو آفتاب ملکی و ہر جا کہ میروی	چون سایہ از قفای تو دولت بود روان
ارکان نپرورد چو دوار نہیچ قرن	گردون نیاورد چو تو اختر بصد قران

قران ہشتاد سال دبقولے سی سال قولہ

هر دانشی که در دل دفتر نیامدست ••• دارد جواب خامهٔ تو بر سر زبان

خامه قلم قوله

دست ترا بابر که یارد شبیه کرد ••• چون بدره بدره این دهد و قطره قطره آن

شبیه مانند این اشارت بدست آن اشارت بابر قوله

علم از تو با کرامت و عقل از تو با فروغ ••• شرع از تو در حمایت و دین از تو در امان

کرامت بزرگی و شکوه و دبدبه قوله

ای خسرو رفیع جناب و منیع قدر ••• وے داور عدیم مثال و عظیم شان

رفیع بلند جناب آستان منیع بلند قدر مرتبه داور آنکه میان نیک و بد فصل کند و خداوند و حاکم عدیم عدم شان صفت و بزرگی قوله

اسے آفتاب ملک که در جنب همت ••• چون ذرّهٔ حقیر بود گنج شایگان

جنب برابر و مقابل گنج شایگان بے پایان کندلان بفتح یکم و ضم سوم جنسے است از خیام قوله

این اطلس مقرنس و نه توے زرنگار ••• چتر بلند بر سر خرگاه خویش دان

مقرنس بنامی مدور که بر و بر دبان بر آیند کیان بادشاهان جبار که پنج بود ند کیقباد کیکاوس کیلهراسپ کیخسرو قوله

بودی درون گلشن و از پر دلان تو ••• در هند بود غلغل و در زنگ بد فغان

زنگ نام ولایت فغان شور قوله

در دشت روم خیمه زدی تا غریو کوس ••• در دشت سند رفت و بیابان سیستان

سیستان نام ولایت رستم که آنرا نیمروز هم گویند قوله

تا قصر زرد ساختی و لرزه او فتاد ••• در قصرهاے قیصر و در خانهاے خان

وقصر محل قیصر بادشاه روم هر که باشد خان خانه و کاروانسراے و بادشاه ملک سمرقند هر که باشد قوله

آن کیست کو بملک کند با تو همسری ••• از مصر تا بروم و ز چین تا بقیروان

همسری. برابری مصر نام شهر روم نام شهر چین نام شهر قیروان نام شهرے بمغرب و نیز

مشرق و هم مغرب قوله

اینک بطرف گلشن و بستان همیروی	با بندگان سمند سعادت بزیران

سمند اسپ قوله

ای ملهمی که در صف قدوسیان قدس	فیضی رسد بخاطر پاکت زمان زمان

قدوسیان فرشتگان و روحانیان قدس پاک و نام بیابان بطرف بیت المقدس زمان زمان ساعة فساعة قصیده

ز دلبری نتوان لاف زد بآسانی	هزار نکته درینکار هست تا دانی

خاتم بفتح و کسر تا انگشتری سمند اسپ تند تیزگاه وقت طراز نقش و نگار و علم و جامه و نام شهریست در حد چین بسیط فراخ پایه مرتبه مسالک راه کروبیان فرشتگان نزدیک صریر بانگ لگام و بانگ در و قلم و تخت و نعلین و انچه بدان ماند ۱۲ من ابراهیم شاهی سوابق اولین تبارک الله بزرگست خدا صواعق جمع صاعقه سخط ناخشنودی شقایق لاله نعمانی نعمان قسم از لاله که آنرا لاله نعمان گویند روح بضم جان و عیسی و بفتح باد خنک خوش آینده و روز خوش و رحمت و آسانی و بخشایش و بوی خوش ریحانی بفتح بوستان بان و گلفروش ۱۲ من ابراهیم شاهی منجذب کشیده شده از جذبهای سبحانی الجذبة من جذبات الحق توازی عمل الثقلین شبان جمع شب خلاف القیاس ذیل دامن خط ریحانی قسمی از خطوط سبعه مدایح مدح ترجیع بند۔

ای داده بباد دوستداری	این بود وفا و عهد و یاری
گفتم مگر از سر ترحم	دست از ستم و جفا بداری

مگر شاید ترحم مهربانی قوله

بیشک دل ماه و خور بگیرد	گر سوی فلک رسد نفیرم

خور آفتاب نفیر آواز قوله

نتوان بقلم نوشت شوقش	گر پیر فلک شود دبیرم

دبیر نویسنده قوله

دارم سر آنکه همچو سعدی	بنشینم و صبر پیش گیرم

سرخیال قوله

اے ساقی ازان مے شبانہ	درده دوسه جام عاشقانہ

مے شبانہ مے دوشین جام عاشقانہ جام پر ومالامال قوله

اے مطرب ما تو نیز یکدم	مگزار زکف دف وچغانہ

چغانہ نام سازے کہ سرندل گویند قوله

برگوے بیاد وصل جانان	چون عود بسوز دل ترانہ

عود نام چوبیست خوشبو کہ مے سوزند ترانہ نوعے از سرود قوله

دیریست کہ آتش غم دل	در سینہ ہمیکشد زبانہ

دیراست مدتیست زبانہ شعلۂ آتش قوله

چون نیست بہیچگونہ پیدا	دریاے فراق را کرانہ

کرانہ انتہا قوله

اے غیرت لعبتان طناز	برقع ز رخ چو مہ بر انداز

طناز خندہ و مسخرگی کنندہ برانداز دور کن قوله

تا من زسر جہان بکلی	برخیزم و توبہ بشکنم باز

بکلی من کل الوجوہ قوله

اے دوست زرہگذار دیدہ	شد فاش میان مردمان راز

فاش آشکارا قوله

سرمایۂ عمر داد برباد	ہرکو بغم توگشت دمساز

دمساز ہمدم و محب قوله

در آتش عشق و مجمر غم	مے سوز دلا چو عود مے ساز

مجمر عود سوز قوله

حالے چو نمیدہد مرا دست	بوسیدن پاے آن سرافراز

ہمسر لیے فی الحال نمیدہد مرا دست میسر نمے شود۔

اے سرو سمن برِ گل اندام ‌‌ ‌‌ از عارض تو خجل مہِ شام

سمن نام گل قولہ

چون کام نشد بسعی حاصل ‌‌ ‌‌ قانع شدہ ام بہجر ناکام

کام مقصد ناکام لاچار قولہ

مائیم و غمِ فراق حالے ‌‌ ‌‌ تا خود بکجا رسد سرانجام

سرانجام آخر کار قولہ

شادم بہ غمت کہ در ہمہ حال ‌‌ ‌‌ سوزِ غمِ تست سازگارم

سازگارم سازندۂ کار من قولہ

اے زخمِ غمِ تو مرہمِ دل ‌‌ ‌‌ عشق تو انیس و محرمِ دل

انیس الفت دہندہ ترجیع بند

ساقی اگرت ہواے ماہی ‌‌ ‌‌ جز بادہ میار پیش ما شئ

ہی بفتح ہست و بمعنے تاکید و زجر ہم آید قولہ

سلطان صفت آن بُتِ پریوش ‌‌ ‌‌ می آمد و خلق شہر از پئے

صفت مانند وش مانند قولہ

با درد در آ بوے درمان ‌‌ ‌‌ کونین نگر ز عشق لاشئے

ز عشق لاشی پیش عشق ہیچ قولہ

مردم نگران بروے خوبش ‌‌ ‌‌ وز شرم روان ز عارضش خوے

نگران مشتاق و فریبندہ خوی عرق پاکباز آنکہ تمام بقمار در بازد و مجرد ماند قولہ

حیران شدہ ام کہ ہیچ وصفے ‌‌ ‌‌ درخور رخت بیان ندارد

درخور لائق ۔ قولہ

ہر دل کہ ندارد ز جان دوست ‌‌ ‌‌ بیدان بیقین کہ جان ندارد

جان ندارد بیجان ست لاینفع و مردہ منتظم آراستہ قولہ

نوبادۂ خاندان ملک ست ‌‌ ‌‌ گلدستۂ بوستان دین ست

نوبادہ درخت نورستہ قولہ

آثار و دلائل سعادت ‌‌ ‌‌ تابندہ چو نورش از جبین ست

آثار نشان دلائل جمع دلیل تابنده روشن تورسش شین بمعنی آرائش بے بہا قوله

فیروزهٔ چرخ چون نگین ست	در خاتم قدر او نهفته

خاتم بفتح و کسر انگشتری قوله

منشور اوامر و نواهی	بر نام تو مهر کرده گردون

منشور فرمان قوله

وے غرهٔ دولت از تو غرا	اے خلعت ملک بر تو زیبا

غره سپیدی روے اسپ و پیشانی و بزرگی غرا روشن قوله

این اطلس نیلگون والا	بر قامت حشمت تو کوتاه

اطلس نیلگون والا آسمان قوله

از سقف نهم رواق خضرا	نگذشت صداے صیت عدلت

رواق خضرا آسمان قوله

هر لحظه کشیده جام صهبا	بر شادی مجلس تو ناهید

ناهید زهره صهبا شراب قوله

لولوے خوشاب گشته لالا	از بهر قبولیت از ین گوش

از ین گوش یعنی بندگی و خدمت گاری و فرمانبرداری بطوع و رغبت لالا غلام درخشنده و این در صفت جز لولو مستعمل نشده قوله

کیوان به در تو پاسبانی	در قصر تو چرخ آستانی

کیوان ستارهٔ زحل قوله

تائید ندیم در بشارت	توفیق رفیق در یمینت

یمین دست است تائید استواری ندیم همنشین قوله

در رزم کمینه دستیارت	نصرت که مباد از تو خالی

دست یار سیاری هنده برده دار دربان مخمس

در عشق تواے صنم چنانم - هیهات افسوس شاهبانه باز سپید انگار بدان غیر عرب را ترک دتاجیک گویند خیل گروه سهیل ستاره که از طرف یمن بر آید ساقی نامه

ز مستی بعالم علم در کشیم	بیا تا خرد را قلم در کشیم

زجام دمادم دمے دم زنیم — زمے آب بر آتش غم زنیم

دمادم دمبدم قوله

ازین دامگه دیر بادے مغاک — برفتند و بردند حسرت بخاک

دامگه دنیا قوله

دریغا جوانی که بر باد شد — خنک آنکه از عالم آزاد شد

خنک خوش قوله

سبک باش و رطلے گرانم بده — وگر فاش نتوان نهانم بده

رطل پیمانه قوله

بده ساقی آن آب آتش خواص — کزان بلکه یابم ز آتش خلاص

آب آتش خواص شراب قوله

بدین سقف نه پایهٔ شش رواق — توان زد بیک جام مر چارطاق

چارطاق نوعے از طعام مخصوص بمطبخ و خیمه راوٹی قوله

بده ساقی آن جوهر روح را — دوائے دل ریش مجروح را

آن جوهر روح کنایه از شراب قوله

خذ الجام لا تخش فیها الجناح — که در باغ جنت بود مے مباح

بگیر جام و مترس درین که گناه است قوله

بده ساقی آن بادهٔ روح بخش — بده تا نشینیم بر پشت رخش

رخش نام اسپ رستم قوله

تهمتن صفت رو بمیدان کنم — بکام دل آهنگ جولان کنم

تهمتن رستم قوله

درین خون فشان عرصهٔ رستخیز — تو خون صراحی بساغر بریز

خون صراحی شراب قوله

بیا ساقی از من مکن سرکشی — که از خاکی آخر نه از آتشی

از خاکی یعنی از آدمی نه از آتشی نه دیوے قوله

بیا ساقی آن بادهٔ لعل و صاف	بده تا کے این شید و تزویر و لاف

شید مکر تزویر دروغ قوله

ز تسبیح و خرقه ملولم مدام	بمے رهن کن هر دو را والسلام

رهن گرو قوله

بمن ده که در کیش رندان مست	چه آتش پرست و چه دنیا پرست

یعنی بت پرستان را عیب مکن و زنار داران را نکوهش مکن که ایشان عبد الصنم اند و تو عبد الدنیا رود رهی
زنگ تیرگی تلافی عوض تدارک کاویانی علم فریدون و آن از چرمی بود و آن را مبارک شمرده
و بجامه پوشیده و لعل و جواهر دران زیاده کرده در عهد عمر رض چون خراسان فتح شد بغارت آمده
امیر المؤمنین آنرا قسمت نمود بزداید صیقل کند بهیم تاج باز گشاده آب اندیشه سوز شراب گرگ پیر آسمان
آن بکر مستور ست شراب رود پسر جوی آب و تار ابریشم ۱۲ من ابراهیم شاهی مغنی نامه

مغنی کجائی بگلبانگ رود	بیاد آور آن خسروانی سرود

پرویز نام پسر هرمز بن نوشیروان که ایوان کسرے که نامرتب بود مرتب کرد و تاجے که داشت بوزن
شصت من مرصع بجواهر نفیس و تختش از عاج و ساج و مکلل و مرصع بود شکل اقالیم زمین و فلک البروج
در وی ثبت کرده و آنرا ابلاقی در آورده و بر طلسمے بود از شیر و گوزن سریر بر وطاسے و غلوله کم از گوے
چون یکساعت گذشتی آن گوے از دهان شیر در طاس افتادی و او را چهار دست فرش بود که بهر
دستے فصلے از فصول سال نگاشته و شطرنجش یکطرف از یاقوت و طرفے از زمرد تراشیده
بودند و نردے داشت که یکجانبش از بسد و دوم از فیروزه بابریشم ترکیب کرده او را دستی شال
زرافشان بود چون بار دادی ازان زر بدست صورتهاے خواب ساختی و شکستی و خوانش
مرصع بجواهر نفیس و کاسهاے زرد و سبز و او را گنج بادآورد و گنج عروس و گنج دیبه خسروی و گنج افراسیاب
و گنج سوخته و گنج شادآورد و نیز پیلی سفید داشت بزرگتر از همه پیلان از غایت
سفیدی بد جشیدی و باربد و نکیسا مطربان او بودند و شیرین زن و معشوقه او بود و شکر دف
زن نوید آواز مژده و رود بضم ازاید زحمت بود و از ملائک استغفار و از مومنان دعا و از بهائم و

طیور تسبیح ۱۲ من ابراہیم شاہی اصول نام نوے آہنگ آواز غنیا گر مطرب سرود ناہید ہرہ
چنگی زندہ رہے زن سرودے برگو ارغنون نام سازے از وضع افلاطون عود نام چوبے
خوشبو نوآئین خوش نوئی سازے پرداز بنواز چارہ ساز سازندہ عراق نام سرود
زندہ رود نام جوے بربط صراحی بصوت بط داراے دارندہ دیہیم تاج بہین بہترین تمکین
بزرگی و مرتبہ اورنگ تخت تن آسانی آرام و آسایش ولی نعمت مربی اسماء حسنے
و للہ الاسماء الحسنے فادعوہ بہا مربع جاے چریدن جدی بزغالہ ثور گاو و نیز نامہاے بروج اند
تہمتن رستم نبرد جنگ منوچہر نام پسر نبیسۂ دختر بن ایرج بن فریدون خلف فرزند فرنگ
نام ولایت مہاراج نام بادشاہ زنگ ترک ترکستان ہند و چاکر وثاق خانہ نطاق کمربند ہمایون
مبارک صفت مانند آئین رسم و نہاد کشف ظاہر کنار انتہا شہا اے بادشاہ نشین
گرانمایہ نوش شیرین و آب حیات مثنوی

الا اے آہوے وحشی کجائی	مرا باتست چندین آشنائی	بسیار

الا دانا و آگاہ باش قولہ

کہ مے بینم درین دشت مشوش	چراگاہے ندارم خرم و خوش

مشوش خطرناک دشت مشوش دنیا قولہ

مگر دست عطا پروردن آمد	کہ فالم لا تذرنی فرداً آمد

لا تذرنی فرداً مگذار مرا تنہا قولہ

کہ اے سالک چہ انبانہ داری	بیا دامے بنہ گردانہ داری

انبانہ رخت و بال عذاب تاک درخت انگور پرداز مرا از پرداختن و پردازندہ طرز سروش
مشام مغز باف بافندہ سرفتنہ دارد دگر روزگار۔ ژند نام کتابی تصنیف ابراہیم زرتشت
و شرح آن پازند و قیل صحف ابراہیم و آتش زنہ کہ چقماق گویند و نام وزیر سہراب بن رستم
کہ آنرا زند رزم ہم گفتندی سلم نام پسر بزرگ فریدون بن آبتین کہ تور و ایرج از دخورد بودند
شیدہ نام پسر افراسیاب کہ پشنگ نام داشت و نام حکیمے کہ شاگرد دسمنار بود و بہرام گور را ہفت گنبد
ہفت رنگ ساختہ سراے سپنج سراے عاریتی و دنیا نوشیروان نام بادشاہ ایران زمین

که تولد حضرت رسالت صلعم در زمان اوست و اوشرذک حکیم را که صاحب مذهب با عنقود بود باهشتاد مرد که متابع او بود کشته شده و آنکه دنیا حی نام قبیله از عرب دم سرد آه نومیدی درد نوشان جان عاشقان خمار بفتح و التشدید مئے غش مارنه سر فلک نفس روان جان فی الحال حقه سبز فلک مهره باز دغا باز بهرام نام بادشاه طوس نام بادشاهزاده ششدر دنیا ناکام لاچار رحیل کوچ طباشیر نام دوا طباشیر صبح روشنی صبح نشین نشست هفت پر کار هفت فلک ۵

هرکه آمد در جهان پر ز شور		عاقبت میبایدش رفتن بگور	

این کاخ سپنج عاریتی خان خانه و کاروانسرائے ۵ ای دل محبوب منصب دنیا که هیچ نیست۔ عزل تغیری عمل خدمت شهنشاه اختران آفتاب حمل نام برج جدی نام برج دلو نام برج زحل نام برج مسیح عیسے علیہ السلام وحل کیچڑ ۵ فساد چرخ نه بینیم و نشنویم هنوز۔ سور عروسی و ضیافت و مهمانی تطهیر و شادی و شادر دیوار حصار نهاد روش ۵ دل منه بر دنیا و اسباب او۔ عسل شهد زین دوکان دنیا رطب خرما گردنان پهلوانان ۵ دوش با عقل و سخن بودم۔ کشف نما هردم فریب بند قید خیال بلال دگیسری ۵ آن کیست کو بحضرت سلطان اداکند۔ حیز عنی داریم خیال دارام ومن یتق الله یجعل له مخرجا ویرزقه من حیث لا یحتسب اقتباس از آیۂ قرآنی است و لفظ مخرجا برائے افزونی بیت محذوف شده یعنی کسے که بترسد خدا را گرداند آن خدا از برائے او جائے برآمدن و روزی دهد او را از جائے که نه پندارد ۵ نبود مهتری چو دست دهد۔ دست دهد میسر آید ملون نگار رنگ شاه هرمز شاه هرمز نام شهریست در فارس ۵ درین محنت سرا تا کے بسوی دوست بنشینم۔ محنت سرا دنیا که جائے هست تاریک یعنی انگشت در دندان کنایه از تحیر در کار و بارے که آن را پذیرفته دریافت آن معدوم سر بر سر زانو کنایه از تفکر خود بکمال نقصان است ۵

بیا ای طائر فرخ بیاور مژده دولت		عسے الایام ان یرجعن قوما کالذی کانوا	

طائر فرخ ملک الموت مژده دولت پیغام ملک الجبار عسے بمعنے قرب ایام روزان یرجعن صیغۂ جمع مؤنث غائب فعل مضارع معلوم از رجع یرجع رجوعا بمعنے باز شدن الندم والندامة پشیمان

شدن و کاف حرف تشبیه است الذی اسم اشارت بمعنی آنوقت که رفتاز پیشان بغارت کانوا
صیغه جمع مذکر غائب فعل ماضی معروف معنی آنست که درین ظلمت سرای دنیا تابکی گفت وشنفت
صفات دوست نشینم گهی از تحیر در کار و بار خود و تحریر نایافت مطلوب رخ کار خود انگشت بدندان
نهادن گزینم و گهی از تفکر در خود دور. دوست بر سر زانو نشینم بیا ای ملک الموت مژده دولت که
پیغام حضرت احدیت است بیار تا خوشان و شادان مصافحه نمایم و از روزگار قریب است که ایام
فراق از روی ندامت و پریشانی مکدر. مد همچون ایاسی که بوده اندیشی از ان کمال شاخ مانی ای
بروایین که بالا مذکور شد بیامد و ایام فراق بسر آید و روزهای وصال در آید ۵

بنای الصبر مذ حلت نهانی الاسد سرحان	وطار العقل اذ عنی عین الوزن عریان

حلت صیغه واحد مؤنث غائب فعل ماضی معلوم من حل یحل بمعنی باز کشادن اسد جمع اسید
اینجا کنایه از دواعی شهوا تست که ارتکاب آن مورث آفات است سرحان گرگ طار صیغه واحد مذکر غائب
فعل ماضی معلوم از طار یطیر طیرا بمعنی پریدن اذعن بفتح همزه و سکون ذال و کسر عین واحد مذکر
امر مخاطب بود من اذعن یذعن اذعانا بمعنی گردن نهادن و یای متکلم وزن سنجیدن عریان برهنه
شدن درینجا بمعنی عاریست که اتیان مصدر بمعنی فاعل در کلام فصحا بسیار است معنی آنست که
بنای صبر از ان هنگام که از هم کشاده شد و ریخته گشت مرا عشق از دواعی شهوت باز داشت و برید
عقل و دانش که حاجب سلوک بود مرا از سلوک آن طریق منع میفرمود مطیع شوای طائر فرخ بمعنی
سنجیدن و حقیقة دریافتن بمعنی مطلعیا بمعنی که بسنج دریافت حقیقة را در انحال که عاری و برهنه
از مخالفت و مخاصمت من شیدا خون مرا دریافتی و اطلاع بحقیقت من شناخته که خواهش من
مرتبه خود بکمال رسانده و خلاف محبت را در من اثر نمانده باید که مطیع من شوی و از مخالفت
و مخاصمت من عاری میگردی و نیز اذ بمعنی وقت کما قال الله ثانی اثنین اذ هما فی الغار و
عنی جار و مجرور بود متعلق بفرمان برسم سابق مصدر بمعنی فاعل و این عریان خبر مبتدا مقدر
و تقدیر کلام چنین سزد سعاد طار العقل اذ هو عریان عین بمعنی الوزن و عنی چنین شود ای چشم
بصیرت مرا دریافت کن از تصرف او دورم و از سنجیدن تا برید عقل هنگام که آن عاقل عارف
است از حین بمعنی سنجیدن او مهجورم از من بریده و جدا گردید ۵

آنکه ده با هفت و نیم آورد بس سودی نکرد	فرصتت باد که هفت و نیم باده می کنی

در معانی این بیت وجوه بسیارست اول آنکه یعنی ای ممدوح من آنکه از کمال خویش بنقصان و ده آورد و دین
را بدنیا بدل کرد و بظلم و تعدی از بهر حصول مال پا نهاد پس سودی نکرد اگرچه بدانش خود در سود داشت کما قال الله و یحسبون انهم
یحسنون صنعا ترا ایزد تعالی عمر زیاده گرداناد که همیشه از نزول بعروج توجه داری و دنیا را در طلب دنیا می آری و در مرضیات
حق میکوشی و لباس مصنوع بصبغة الله می پوشی چنانچه در ابیات آینده خود گوید دوم آنکه بمرتبهٔ کمال
رسیده بهدایت ناقصان روی آورد و همت خود بتوجه ایشان گماشت پس سودی نکرد بلکه در
غبن آورد اگرچه نزد اهل شرع هدایت ناقصان امریست عظیم اما چون از عروج مرتبه خود باز ماند
پس غبن کرد کما قال من استوی یوماه فهو مغبون حق تعالی در عمر تو برکت کناد که همیشه در تکمیل نفس ناطقه
خود میکوشی سوم آنکه خلیفه آنوقت استدعای همت نموده در انوقت که غنیم ناهنجار با لشکر بیشمار بتسخیر ممالکش
رو نهاده و هراسی عظیم بر خلیفه مستولی شده و لشکر خلیفه هفت و نیم هزار و لشکر غنیم ده هزار
خواجه بنور بصیرت دریافته این قطعه را بنوشت و کرامت خویش اظهار فرمود و دلداریش فرستاد
بحکم کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن الله چهارم آنکه با هفت و نیم اراده کرده چون
ده را با هفت و نیم ضرب کنیم هفتاد و پنج می شود و از ان کلمهٔ عجب گیریم که در شمار هفتاد و پنجست
معنی آنکه در کمال دولتی دنیای عجبی بر زیر دستان نموده پس سودی نکرد خدا عمر تو دراز گرداناد که تو با وجود
قلت مال بر زیر دستان لباس عجب می طرازی و متمردان را زیر دست میسازی و این خصلتی است
حمیده کما قال عم التکبر مع المتکبر صدقة پنجم آنکه پادشاهان سابق نقود مضروبه و ده وزنی را
بهفت و نیم وزن می آوردند و خزاین را بدین وسیله پر میکردند چون نوبت ضرب سکه بممدوح
رسید علو همتش باز بر افزونی آمد و بهفت و نیم از عیار ده وزنی نرود خلق خدا بر فاهیت آورد
چنانچه امیر خسرو در مدح پادشه گوید ع گر جدو الاش ز روی کرم ٭ کردی یکی را دو عیار درم ٭
میوه که عیاری درمش تا چه شد ٭ کز سه یکی بود یکی را سه شد ع کعب الغزال نام شراب
دبتا مسه و کعب الغزا بغیر لام همدرین لغت است طبرزد شکر سفید مشتری خریدار سهی بلند منهی
ندا دهنده جاسوس دار المحن کنف پناه طالب مثواه خوش باد جایگاه او لا یفوت فوت نمیشد منقلب
گردنده زرق وریو مکر و فریب ع

رخیم منکر خمار بود روزے چند | بدان دلیل که القاص لایحب القاص
ریخت خون صراحی وے بکشتن او | زمانه نیز براند که الجروح قصاص

رخیم مردمک باریک و نرم آواز پس مراد از رخیم زاہد ظاہر پرست خمار میفروش مراد عارف کامل قاص چیننده صراحی مراد عارف کامل جروح خستگی معنے آنست که زاہد ظاہر پرست مدتے منکر عارف بود و در انکارش مے بود بدینجهة که خوشه چین مر خوشه چین را دوست نمیدارد عاقبت الامر عرفان از زہادت غلبه کرد و زاہد را بقیه خود آورد و آنچه در باطن عارف بود نوش کرد و از زہادت بر آمد و از در بحر عشق سر بر آورد و باطن عارف را المکشوف کرد که عبارت از ریختن خون صراحی بود و کنایه از ینمعنی سفر دچون زاہد خون صراحی ریخت و در افشاے اسرار آویخت صاحب زمانه که حضرت حق باشد بموجب لاتسبوا الدہر فان الدہر انا بکشتن آن رخیم اشارت مے نماید که الجروح قصاص پس زاہد که بعشق آویخته خونش نیز ریخته شود و کشته گردد که العشق اوله حرق و آخره قتل و تلمیح بقصه حسین منصور و قاضی است که بخون منصور فتوی نموده او در زہد و تقوی بے نظیر بود لاجرم در تعصب مے نمود معنے آنست که قاضی ظاہر پرست چند گاه انکار شیخ می نمود بعلة آنکه ہم پیشه ہم پیشه را دوست نمیدارد و بہر تقریبے ستیزه در پیش مے آرد و شیخ بمرتبه حقیقة مستقر بود و قاضی ہم دعوے حقیقة مے نمود اینقدر مجانست ہم موجب انکار باشد تا آنکه رفته رفته حکم کشتنش داد و صاحب یعنی الله تعالے میفرماید که الجروح قصاص یعنے ہر که بدیگرے آویزد خونش بریزد عاقبت تیغ بر آهیخته گردد ۵ سر خیال رسدت سزاوارست علمدار نشان بر دار جنیبت کش خروار دار خیبر نام قلعه خواجه قنبر علی مرتضے معما

بردار دل از مادر دہراے فرزند | با نصف اخیر شوہرش در پیوند
بے قلب ندانی که چنین نقادی | چون حافظ اگر شوی نروپش خورسند

معنے بیتے مادر دہر عبارت از دین که مشتمل بر بحرین بحر شریعة و بحر طریقة و ہر دو اجزای وی آبند و از اجتماع این ہر دو دین بتمامی میرسد و نصف اخیر شوہرش اشاره بطریقة که والاترین اجزای اوست معنے آنست بردار دل از دنیا اے دوست و بنصف آخر شوہر او در پیوند که والاترین اجزای است یعنے از ابنای دنیا در گذشته داخل اہل طریقه شو اگر بنینده دلی قلب خود را ندانی که اول ترین اجزای او را چیننده یعنے اجزای وجود را قلب نکنی و پریشان نسازی و عناصر و حواس را بر ہمی نیندازی

هرگز بدان پایه نرسی وآن بباس بقامت خود بطرازی ومعنے معمای آنست که اول کلمه برا تحلیل
کنم بدو حرف ب در پس ب که در کار ما بود بر داشتیم و بجای خود گذاشتیم کلمه در اشارت میکند
بدان وازان معنے آگهی میدهد پس ل از ما در دهر یعنی حرف میانه او که حرف راست است اے
شاد بهره چون بهر دو جمع شو مجموع او شرابا میباشد و نصف اخیر کلمه شو هرش پیوند گیرد تا بر اس
قلب کنند آخر او را بصدر آرند و حروف صدر بپایان بر شراب شود که عشق است اگر کسے گوید
که حافظ تشخیص هیچ نامے نفرمود و هیچ اسم ثبت نگردد تا وقتیکه نام بثبت تشخیص معلوم نگردد جواب
آنست که راح و شراب از عشق است باتفاق محبوب صوفیه خواجه نام ازینجهت ثبت نکرده
که متفق علیه این طائفه است معمّا

نام بت من که مه زروش خجل است	دو حرف ز نظم حافظ عمر خجل است
اول ششم هجی و قلبش روشن	وین طرفه تر آنکه جمله اجزاش دل است

یعنے نام محبوب من که ماه از روے او شرمندگی خواست دو حرف از نظم حافظ بدله گو دوآن دو حرف
اول و ششم حرف هجا که الف و ح است و رکه قلبش روشن است باعتبارے که علامت قمر است
پس در نجوم پس آخر شد و چون جمله اجزا را قلب کنند یعنے را را بصدر آرند حا را بآخر و الف را
بقلب راه گردد وراح بمعنے شراب که محبوب همه است ۵ مفتوح کشاده وسنگه قدرت
سودا زده دیوانه آفتاب بجل اندود ن نهان ساختن امرے که در غایت شهرت باشد
رهبان زاهد ترسایان دژم غمگین و مخمور این اشاره بشیرین وآن اشارت به تلخ ـ
قسّام قسمت کننده لاله بازی مضاحک ضحک آرنده ازرق فریب خط ریحان قسمی از خطوط سبعه

تمت

خاتمة الطبع

الحمد لله والمنة که درین زمان فرخی اقتران کتاب مستطاب راحت روان و روح مسمے به
بدرالشروح که هنوز بقالب طبع نیامده بود بتصحیح تام وتنقیح مالا کلام باهتمام احقر انام محمد عبدالاحد
عفا عنه الصمد ـ بماه ربیع الاول سنه ۱۳۳۳ هجری مطابق ماه جنوری سنه ۱۹۱۵ع در مطبع مجتبائی واقع دهلی
طبع گردید ـ

سیرت نظامی یعنی سوانح عمری حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ مع حالات عمارات مزار مبارک۔

مسالک السلوک مجتبائی علم سلوک مین بزبان فارسی اول سہر کی کتاب ہے جس کو مولانا مولوی ضیاء الدین نخشبی نے حضرت سلطان نظام الدین اولیاؒ کے خاص ہمعصر ہین تصنیف فرمایا ہو مسائل سلوک کے ساتھ پند و نصائح احوال بزرگان تمثیل حکایات مع اشعار و قطعات و رباعیات دلچسپ بہت خوبی سے لکھی ہین۔

عشرۂ کاملہ مجتبائی۔ تصوف مین یہ بڑی نایاب کتاب ہے حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادیؒ کی تصنیف سے ہے چونکہ یہ کتاب عربی زبان مین تھی اور ہمارے ہندوستانی بھائی اُس سے فائدہ نہین اُٹھا سکتے تھے اس لیے مطبع نے اسکا اردو ترجمہ کر کے چھاپا ہے اور اصل متن کو بھی اسطرح قائم رکھا ہے کہ اول نصف صفحہ کے قریب اصل متن اور پھر اسکے نیچے بامحاورہ اردو ترجمہ درج کیا ہے یہ بڑی نایاب کتاب ہے صوفیان باصفا اور مردان باخدا کو ایسی ٹکسالی کتابوں کا دیکھنا بہت ضروری ہے۔

کشکول شریف محشی فارسی در اذکار و اشغال از شاہ کلیم اللہ جہان آبادیؒ مجتبائی۔

لطائف قدوسی مشتمل بر حالات حضرت شیخ عبدالقدوس صاحب گنگوہی مجتبائی مؤلفہ حضرت مولانا رکن الدین سجادہ نشین و صاحبزادہ حضرت شیخ المشایخ عبدالقدوسؒ گنگوہی اس مین حضرت کے مفصل حالات ابتدا سے آخر تک بطور سوانح عمری کے لکھے ہین اور ہر ایک بیان اور واقعات اور حالات کو ایک ایک لطیفہ سے تعبیر کیا ہے اسی سبب اس کتاب کا نام لطائف قدوسی ہے اور کتاب کے آخر مین جو آپنے اشعار وغیرہ لکھے ہین وہ بھی مندرج ہین۔

منتخب مکتوبات قدوسی از حضرت شیخ عبدالقدوس صاحب گنگوہی بظاہر گو انتخاب ہے مگر کل کتاب لباب ہے اس مین ان مکتوبات مین جو ۹۳ مکاتیب چیدہ لیے گئے ہین جو سراسر اسرار معرفت و حقیقت سے پُر اور نکات صوفیانہ سے مملو ہین جس کے مطالعہ سے صاحب حق کو ایک خاص طرح کی روحانی لذت حاصل ہوتی ہے اور اُسکے ذوق و شوق کو بوٹا فیوٹا بے انتہا ترقی پیدا ہوتی ہے یہ انتخاب بھی آپ ہی کے خاندان عالیہ قدوسیہ کے کسی بزرگ نے ۱۱۰۹ھ ہجری مین نہایت ہوشمندی سے کیا ہے مجتبائی۔

نزہۃ الارواح فارسی محشی بحواشی جدیدہ مجتبائی۔ تصوف مین بڑی نایاب کتاب ہے اس قسم کی کتاب آج تک دیکھنے مین نہین آئی۔ عبارت نہایت موزون اور شستہ اور مقفی مضامین نہایت اعلی۔ اشعار عجیب و دلکش و دلفریب مصنفہ رکن الحق والدین حسین ابن عالم ابی الحسن الحسینی اسکی شرح کا خلاصہ حاشیہ پر چڑھایا گیا ہے خط نہایت پاکیزہ جلی قلم۔ خوشخط مطبع نے اس کو دو چند اجزا کر کے نہایت پاکیزگی سے طبع کیا ہے۔

فردوس آسیہ معروف محاسن خمسہ از مولوی عبدالربؒ اس مین پانچ حاسہ قائم کیے ہین اول حاسہ مین حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فضائل و مناقب صحیح حدیثوں اور معتبر کتب تواریخ سے نقل کیے ہین دوسرے تیسرے چوتھے مین خلفاء ثلثہ کے بالترتیب مناقب و محاسن بیان کیے ہیں اور پانچوین حاسہ مین اہل بیتؓ کے فضائل و محامد اور حسنینؓ کی شہادت کے مفصل حالات ہین یہ کتاب واعظون کے واسطے بہت مفید ہے۔ مجتبائی۔

انیس الجلیس جس میں بڑے عمدہ عمدہ وعظ اور نصائح و حکایات متعلقہ عجیب و غریب جس کے مطالعہ سے پورا واعظ بن سکتا ہے علامہ جلال الدین سیوطی کی تالیف سے ہے مطبع نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کرا کر نصف صفحہ مین اصلی کتاب و نصف مین اُس کا ترجمہ رکھا ہے۔

گنجینۂ معرفت ترجمہ اردو کیمیائے سعادت مجتبائی

بدر الشروح

یہ دیوان حافظ کی نایاب اور بے نظیر شرح دلچسپ اور دلنشین تصوف آمیز مضامین اپنے میں لیے ہوئے مدت سے زمانہ کی آنکھوں سے محجوب تھی۔ جہان کے علم دوست اشخاص صرف اس کا نام ہی سُن لینے کے لیے ہمہ تن گوش بنے تھے۔ زمانہ کے صوفی منش بامذاق لوگ اس کے دل لگتے اور پھڑکتے ہوئے مضمونوں کے اشتیاق میں عالمِ یاس میں حیران و ششدر کھڑے تھے گویا نقش بدیوار بنے تھے۔ مطبع نے جانی مالی کوششوں سے اس کو بہم پہنچایا اور زیور طبع سے آراستہ کر کے مشتاقانِ دیدار کو شیدا و فریفتہ بنایا۔ اور غواصانِ دریائے محویت کو صحو کا جام پلایا۔ مشہور ہی کہ دیوانِ حافظ دیکھنے سے اللہ والوں پر جذب کی حالت طاری ہو جاتی ہے لہذا یہ شرح اس طریق سے لکھی گئی ہی کہ خود بخود دل کو اپنی طرف کھینچ لاتی ہی اور سالک کو مقام مقام پر پس و پیش سُجھاتی ہے۔ طالبانِ خوش مذاق آئیں اور جتنے نسخے مطلوب ہوں۔ مطبع مجتبائی سے خرید فرمائیں +

اعلان